

# محبت قلب سکون

## مصنفہ۔۔ مریم کنول

انتباہ!!

اس ناول کے جملہ حقوق بحق مصنفہ ناولستان۔ اردو ناولز  
لائبریری کے پاس محفوظ ہیں۔ کسی بھی دوسری ویب سائٹ  
، گروپ یا پیج پر پوسٹ کرنا منع ہے۔



بہت مبارک ہو مسٹر مصعب خان اللہ نے ایک بار پھر آپکو رحمت سے نوازا  
ہے بیٹی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ لیڈی ڈاکٹر روم سے باہر آتی مسکرا کر مصعب سے  
بولی جو وہیں کھڑے ایسی ہی کسی خوشی کی خبر کے منتظر تھے۔۔۔۔۔  
یا اللہ تیرا شکر ہے۔۔۔۔۔ مصعب خبر سنتے ہی خوشی سے دعا کی طرح ہاتھ  
کھولتے پھر چہرے پر پھیرتے مسکراتے ہوئے ڈاکٹر سے بولے۔۔۔۔۔

میری زوجہ؟؟؟

جی جی تھوڑی دیر میں آپکی زوجہ اور بیٹی دونوں کو روم میں شفٹ کر دیا جائے  
گا ڈونٹ وری۔۔۔۔۔ ڈاکٹر تسلی دیتی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔ جب ساتھ آئے  
مصعب کے بڑے بھائی ولد ار خان خوشی سے مبارک باد دیتے ان کے گلے  
لگے۔۔۔۔۔

بہت مبارک ہو برات (بھائی)۔۔۔۔۔ وہ بھائی کے گلے لگے مبارک وصول  
کر رہے تھے۔۔۔۔۔ آپ کو بھی لالہ۔۔۔۔۔ خوشی انکی آنکھوں سے پھوٹ  
سی رہی تھی۔۔۔۔۔

مصعب برات بہت مبارک ہو۔۔۔۔۔ جب بڑی بھابھی کی پیچھے سے آتی  
آواز پر مڑتے ہوئے مصعب مسکرائے۔۔۔۔۔

بہت شکریہ نثار (بھابھی)۔۔۔۔۔

مصعب بہت خوش تھے ہمیشہ کی طرح آج بھی بیٹی کی پیدائش کی خبر سن کر ان کے ماتھے پر ایک شکن نا آئی تھی۔۔۔۔۔

میمونہ مسکراتی ہوئی دونوں بھائیوں کو آپس میں بات کرتا دیکھ کر اور مصعب کی تیسری بیٹی ہونے پر بھی اتنی خوشی دیکھ کر رشک کر رہی تھیں۔۔۔ انکی دیورانی کی قسمت واقع روشن ستارہ رہی تھی جو انہیں ایسا شوہر ملا۔۔۔۔۔ اپنے خاندان کی کئی چھوڑی گئی وراثتوں کا اکیلا حق دار جیسے اپنی نسل کو آگے بڑھانے اور ان جائیدادوں کو سنبھالنے کے لیے ایک مضبوط سہارے کی ضرورت تھی لیکن مسلسل بیٹیوں کی ہوتی پیدائش پر ان کے دل میں ایک بار بھی منفی خیال نا آیا بیٹیوں اور بیوی کے لئے۔۔۔۔۔

-----

مصعب ایک ہاتھ سے سارہ کو تھامے تو دوسرے ہاتھ سے چھوٹی سی پیاری گڑیا کو بازو میں اٹھائے حویلی میں جیسے ہی قدم رکھا تو سامنے قیمتی سوفوں اور آرائشوں و سامان کے ساتھ خوبصورت سے سجے بڑے سے ہال کے بیچ میں

اُن کی والدہ محترمہ جو روب دار انداز میں چہرے پر خفگی لیے اُن کی طرف سے نظریں پھیر کر بیٹھی تھیں دیکھا۔۔۔۔۔

اماں سرکار یہاں تو دیکھ لیں آپکے بیٹے کو اللہ نے پھر سے رحمت سے نواز دیا۔۔۔ مصعب ماں کی خواہش کو اچھی سے جانتے تھے تبھی اُن کی ناراضگی کا بھی علم تھا جس پر وہ انہیں پیار سے مناتے ہوئے چہک کر اندر آتے بولے۔۔۔۔۔

ہنہ۔۔۔۔۔ رہنے دو مصعب۔۔۔ مجھ سے اپنی یہ جھوٹی خوشی کا ڈراما کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ ماں ہوں تمہاری کتنی آرزو تھی تمہاری اولاد میں بیٹا دیکھنے کی۔۔۔ لیکن نہیں سات سال بعد اولاد ہوئی بھی تو وہی بیٹی۔۔۔۔۔ تمہارے باپ دادا کی چھوڑی گئی اتنی دولت زمینیں کاروبار تمہارے وارث میں سے کس کے حصے میں جائے گی؟؟۔۔۔۔۔ کون تمہارا سہارا بنے گا؟؟ بولو۔۔۔۔۔ سکینہ خان لغاری جو شوہر کے انتقال کے بعد 5 سال تک انکی جگہ سرداری کے فرائض سرانجام دیتی رہیں تھیں روب سے ناک بھلاتی جیسے زہرا گلتی وہی ہاتھ اٹھا کر دو ٹوک الفاظ میں کہتی انکا دل چیر گئیں۔۔۔۔۔



سارہ جو سامنے صوفے پر مجرم سی بنی سر کو جھکائے بیٹھی یہی سوچ رہی تھیں  
کے کیا بیٹے کی جگہ بیٹی پیدا کرنا عورت کے ہاتھ میں ہے؟؟؟ نہیں یہ تو رب  
العالمین کی عطا کی گئی نعمت ہے وہ بیٹا دے یا بیٹی پھر اس قسم کی دل دکھانے  
والی باتیں کیوں؟؟؟ یہ تماشہ کیوں؟؟؟

اماں سرکار آپ یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔۔۔ میرے لیے بیٹا یا بیٹی میں کوئی  
فرق نہیں۔۔۔ مصعب تڑپ کر بولے تھے۔۔۔

ارے میمونہ بہو کو دیکھو کتنے پیارے دو صحت مند خوبصورت مضبوط بیٹے  
دیئے ہیں اس خاندان کو میرے پوتے میرا غرور جو کل کے دن ولد ار کا  
مضبوط سہارا بنے گے اُس کے باپ کے بعد سرداری کے گدے نشین بھی  
ہونگے۔۔۔ لیکن یہ!!۔۔۔۔۔ تیز نظر کا نشانہ پاس آتی بچیوں کی  
طرف گھوما۔۔۔ جو ماں اور باپ کے آنے کا سن کر خوشی سے وہاں آئیں  
تھیں۔۔۔ لیکن بد قسمتی سے ایک بار پھر دادی سرکار کی زرد گلاب کا نشانہ بن  
بیٹھیں۔۔۔۔۔ ہر دفعہ کی طرح دادی بیگم ایک بار پھر نفرت کا اظہار کرنے  
سے باز نہ آئیں تھیں۔۔۔

بیٹیوں سے نسل آگے نہیں بڑھتی۔۔ باپ دادا کا نام اُن کا قبیلہ اُنکی نسل  
آگے بڑھانے کے لئے بیٹے ہی چاہیے ہوتے ہیں۔۔۔۔ ایک تو ان کو پالو  
پوسو جوان کرو پھر رخصت ہوتے وقت بھی باپ کی جان نہیں چھوڑتی یہ بھر  
بھر کے سامان چاہیے انکو۔۔۔ ارے بوجھ سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتی  
یہ۔۔۔۔ وہ اور بھی کچھ کہتی جب مصعب بولے۔۔۔

بس کر دیں اماں سرکار بس۔۔۔۔ مصعب چھوٹی بچی کو گود میں اٹھائے  
تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھے تھے ماں کے الفاظوں سے اُنہیں بہت تکلیف پہنچی  
تھی۔۔۔۔

سارہ کی آنکھ سے آنسو پھسلا جیسے فوراً سے ہاتھ بڑھا کر بیدردی سے  
رگڑا۔۔۔۔ دل تو اندر جیسے کہیں ان لفظوں کی چوٹ سے زخمی تھا لیکن بظاہر  
وہ بڑے ضبط سے بیٹھی تھیں۔۔۔۔

میمونہ تیزی سے سارہ کے قریب آتی دکھ سے اُنکے کندھے پر ہاتھ رکھتی  
حوصلہ دینے لگی۔۔۔۔

مصعب نے ایک گہرا سانس لیا پھر بولے تو ماں کی حیرت کا کوئی عالم نا  
چھوڑا۔۔۔۔

میری سیٹیاں میرا غرور ہے۔۔۔ یہی میرا مضبوط سہارا ہے۔۔۔ شاید اللہ مجھے بیٹا دے بھی دیتا تو آج میں وہ محسوس نہیں کر رہا ہوتا جو تین بیٹیوں کا باپ ہونے پر کر رہا ہوں۔۔۔ میری معصوم فاطمہ جس کے دل میں سب کے لیے محبت بھری ہے آپ سب کی خدمت میں سب سے آگے یہی ہوتی ہے۔۔۔ میری کسوہ جسے آپ ہر وقت اپنی نظروں کی زد میں رکھتی ہیں نایہ میری بیٹی نہیں بیٹا ہے۔۔۔ اور یہ میری چھوٹی شہزادی جو بابا کی آنکھوں کا نور بنے گی تب آپ کیا دنیا مانے گی اور کہے گی کہ سیٹیاں ہوں تو مصعب خان لغاری کی بیٹیوں جیسی۔۔۔۔۔ فخر سے سینا پھلائے اپنی بچیوں کے قریب جا کر کھڑے ہوتے وہاں سے مستحکم لہجے میں بولے تھے۔۔۔۔۔

سکینہ گردن کو جھٹکتی غصے سے ایک نظر سب پر ڈالتی اُٹھی اور بنا چھوٹی سی بچی کا دیدار کیے وہاں سے چلی گئیں۔۔۔۔۔

مصعب ضبط کرتے سارہ اور بچیوں کو لیے اپنے پورشن میں آگئے۔۔۔۔۔

میمونہ دکھی دل سے وہیں بیٹھی رہی اماں سرکار کے آگئے بولنے کی آخر ہمت کس میں تھی۔۔۔ لیکن سچ تو یہ تھا کہ بے شک اللہ نے انہیں دو مضبوط بیٹے عطا کئے تھے لیکن دل میں کہیں یہ آرزو بھی دفن تھی کہ انکی بھی کوئی بیٹی

ہوتی۔۔۔۔۔ لیکن یہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا کی گئی نعمتیں ہیں انسان کے بس میں کچھ نہیں۔۔۔۔۔

لیکن مصعب کی بیٹیوں سے ہمیشہ انہوں نے اولاد کی طرح محبت کی تھی۔۔۔۔۔

اماں سرکار کے ایسے الفاظ بیٹیوں کے لئے سن کر انہیں بھی بہت دکھ پہنچا تھا۔۔۔۔۔

بڑے سے ہال کی تمام لائٹس بند تھی جہاں ملک کے تمام بڑے کامیاب بزنس مین۔۔۔ مشہور شخصیات اور بڑے بڑے سیاست دان بیٹھے تالیاں پیٹ رہے تھے اسی لمحے اندھیرے میں مانک پر نسوانی آواز گونجی جسے سنتے ہال میں ایک دم سے ہر طرف خاموشی طاری ہو گئی۔۔۔

لیڈر اینڈ جنٹلمین دلوں کو تھام کر رکھیں جس خوش نماپل کے لیے آپ سب یہاں مدعو ہوئے ہیں وہیل بس پہنچ گیا۔۔۔ آج کی اس خوبصورت شام کا ستارہ اور کامیابی کا تاج جس کے سر سجنے والا ہے اس کا نام آپ سب سننے کے لئے جس بے چینی سے گزر رہے ہیں وہ کوئی اور نہیں۔۔۔۔۔

سب کی دلوں کی دھڑکن جیسے تھم سی گئی تھی آخر کو آج کی رات اس کھیل کے میدان میں جیتنے والے بازیگر کے نام جو لکھی جانی تھی جس نے کامیابی کی ہر رہ کو فتح کیا تھا جو اس دوڑ میں سب کو مات دے گیا تھا۔۔۔۔

یہاں بیٹھا ہر انسان اس وقت ایسی کشمکش میں مبتلا تھا جس کا دل اندر سے اس بات کی پوری گواہی دے رہا تھا کہ وہ روشن ستارہ کون ہے جو خود چمک کر اب اُن کے بخت کو سیاہ کرنے والا ہے لیکن وہ جھوٹی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجانے کے لئے مجبور تھے۔۔۔۔

اس سال کی سب سے بڑی کامیابی اور دن رات کی سخت محنت سے جس نے یہ عزت اور شہرت اپنے نام کیا وہ کوئی اور نہیں کسوہ مصعب لغاری ہیں۔۔۔۔ اس سال کا و من بزنس ٹانگون ایوارڈ مس کسوہ مصعب لغاری کو دیا جاتا ہے۔۔۔۔

ہال میں تالیاں بجنے لگیں۔۔۔۔

آج کی سرمئی کی ہوسٹ اپنی خوبصورت آواز میں بولتے اُسکی تعریف کر رہی تھی۔۔۔

کسوہ مصعب لغاری جو ایک انٹیرنیر ڈیزائنر ہیں۔۔۔ ایک کامیاب کمپنی M-S لغاری کی کو فاؤنڈر اور ceo جنہوں نے 20 سال کی عمر میں اپنے بابا کے شانابشانہ کام کرتے ہوئے اس کمپنی کی شروعات کی اور آج مس کسوہ مصعب لغاری نے 2 سال میں اپنی کمپنی کو اتنا سکسیس فل بنالیا کہ آج یہاں بیٹھے سبھی لوگ MS لغاری کو بخوبی جانتے ہیں۔۔۔ اس شہر میں ایسا کوئی نہیں ملے گا جس نے MS کا نام نہیں سنا ہو گا۔۔۔ اس لیے آج پاکستان بزنس آرگنائزیشن نے یہ فیصلہ لیا ہے کہ اس سال کا بزنس و من آف دی ایئر ایوارڈ مس کسوہ مصعب لغاری کو دیا جائے۔۔۔ جنہوں نے اتنی چھوٹی سی عمر میں اپنی ڈیٹر منیشن اور کونفیڈنس کے ساتھ بزنس انڈسٹری میں ایک الگ پہچان بنائی ہے۔۔۔ ہم انہیں اپنی بھرپور تالیوں سے یہاں اسٹیج پر ایوارڈ لینے آنے کے لئے دعوت دیں گے۔۔۔۔۔

جس بات کا شک تھا وہ سچ ثابت ہوا تھا۔۔۔ کسوہ مصعب لغاری اُن کے سالوں کے تجربے نام محنت اور عزت سب پر بڑی آسانی سے پانی پھیر گئی تھی۔۔۔۔۔ ہال میں بیٹھے کچھ بزنس مین افسردہ نظر آ رہے تھے۔۔۔۔۔

اونچی ہیل کی ٹک ٹک....



بھرپور تالیوں کی گونجتی آواز۔۔۔

سرہاتی نظریں۔۔۔

راہداری میں پڑتی مخصوص روشنی کے ہالے میں تمکنت اور کسی ریاست کی  
ملکہ جیسی شان سے قدم اٹھائے چل کے آتی بنا اطراف پر نظر ڈالے اس بات  
کو اچھے سے جانتے ہوئے کے کتنے دل اس وقت آگ کی لپیٹ میں بھر  
بھر جل رہے ہونگے اسکی اس کامیابی سے۔۔۔

پانچ فٹ تین انچ قد۔۔۔ خوبصورتی سے تراشا جسم جس پر کالے رنگ کی  
لونگ اسکرٹ فروک جو پیروں سے کچھ اوپر تک آتی پھولی ہوئی  
تھی۔۔۔ اس پر پہنا شورٹ کوٹ جو اپنے کالے رنگ ہونے کی وجہ سے  
اس کی سنہری رنگت کو مزید چار چاند لگا رہا تھا۔۔۔ اس پر سیاہ رنگ کے لمبے  
چمکتے سیدھے بال۔۔۔ بڑی بڑی خواب غزالی لائٹ ہیزل لمبی پلکوں والی  
چمکتی آنکھیں جو ذہانت اور مغروریت سے دمک رہی تھیں اُس پر کالی سیاہ  
گھنی موٹی تراشی آئی برو تودوسری طرف چھوٹی سی ناک جو اپنی خود اعتمادی  
سے کھڑی ہوئی چہرے کے نازک نقش کو نکھار رہی تھیں۔۔۔۔



میک اپ جیسی کسی بھی قسم کی شے سے محفوظ اس کی یہ شخصیت محفل کے لوگوں کو اُسے اپنا آپ منوانے اور صرف اُسی کو دیکھنے پر مجبور کر رہے تھے۔۔۔

بلاشبہ وہ بہت خوبصورت اور حسین تھی۔۔ وہ بڑی آسانی سے کسی کو بھی اپنے حُسن کا دیوانہ بنا سکتی تھی۔۔

لیکن اُسکی یہ خوبصورتی عام انسان یا منچلوں کو گھائل کرنے جیسی نہیں تھی۔۔ اپنی خوبصورتی کے ساتھ وہ کئی زیادہ مضبوط اور خود اعتماد بھی تھی۔۔۔

جو آوارہ ہوائوں کے جھونکوں کو خود بخود اُس سے دور رکھتی تھی۔۔۔ اندھیرے میں ڈوبے اس بڑے سے ہال میں اچانک سے تیز چمکتی روشنی ہر طرف پھیل سی گئی جب کسوہ کا حسین سراپا اور نہایت مغرور چہرے کے ساتھ آنکھوں سے پھوٹی تمام ہال میں بیٹھے کامیاب بزنس مین کے لئے تمسخر و روشنی جو صاف چیلنج کر رہی تھی چمک رہی تھی۔۔۔

حسین لمبے بالوں کو جو نازک رخسار کو چھوتے اُس کی بلائیں لیتے تھکتے نہیں تھے بے نیازی سے گردن کو جھٹکتے اُنہیں پیچھے کیا۔۔

اسٹیج پر کھڑے اس نے تمام ہال پر ایک بے پرواہ سی نگاہ ڈالی پھر برابر میں کھڑے انسان کی طرف بنا دیکھے کچھ کہے فل کنفیڈنٹ سے ہاتھ ایسے بڑھایا جس کا مطلب تھا مائیک دو اور دفع ہو جاؤ۔۔۔۔

برابر کھڑی لڑکی اس کے اچانک ہتک آمیز رویے سے پہلے تھوڑا اثر مندہ ہوئی لیکن اسکی اہمیت اور شخصیت کو مد نظر نظر رکھتے خاموشی سے مائیک اس کے حوالے کرتی سائڈ میں کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

حسین نرم ملائم مخرو طی انگلیوں کے بیچ مائیک کو ایک ادا سے جکڑے ہونٹوں کے قریب کرتی ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ اس کی اس دل جلادیتی مسکراہٹ پر تمام ہارے لوگوں کے سینے پر جیسے سانپ لوٹ گئے۔۔۔۔۔

ہیلو ایوری ون۔۔۔۔۔

آج کی یہ حسین شام جو میری کامیابیوں کے نام لکھی گئی ہے اس شام میں آپ سب نے شرکت کر کے میری خوشیوں کو دو بالا کر دیا۔۔۔ وہ الگ بات ہے کہ اس وقت آپکے دل حسد کی آگ میں جل رہے ہیں۔۔۔۔۔

نرمی اور کرختی کا امتزاج لیے۔۔۔۔۔ خوبصورت طنز سے بھری آواز کا جادو جیسے ہر طرف بکھر سا گیا۔۔۔۔۔



بڑھنے کا حوصلہ نا جگاتی۔۔۔ میرے بابا میری دنیا ہے۔۔۔ میری ماں اس  
دُنیا سے اس وقت چلی گئیں جب ایک بیٹی کو ماں کی سب سے زیادہ ضرورت  
ہوتی ہے لیکن میرے بابا نے اُس عمر میں ہم تین بہنوں کو ایسے سمیٹا جیسے  
ایک ماں۔۔۔۔۔ جب ماں کی کمی محسوس ہوتی تو ماں بن جاتے جب باپ  
کی ضرورت پڑتی تب ایک مضبوط باپ ثابت ہوتے۔۔۔۔۔

ایک بچہ کامیابی کی اس اونچی منزل کو پہنچ جاتا ہے تو والدین کہتے ہیں یہ ہے  
میری اولاد مجھے فخر ہے۔۔۔ لیکن میں کہتی ہوں یہ ہیں میرے بابا جو میرا غرور  
ہیں اور مجھے خود پر ناز ہے کہ میں انکی بیٹی ہوں جنہوں نے بیٹیوں کو کبھی بوجھ  
نہیں بلکہ اپنے دل کا ٹکڑا سمجھا جنہوں نے ہمیں مضبوط بنایا۔۔۔۔۔ آنکھوں  
میں آئی نمی کو آنکھ کے کونے سے پوروں پر چنتی مسکرائی اور کونے میں بیٹھے  
نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اپنے بابا کی طرف ہاتھ بڑھا کر انہیں اپنے  
پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔

مصعب بے اختیار جگہ سے اٹھتے اُسکے پاس آئے اور اُسے سینے سے لگاتے اس  
کا ماتھا چوما۔۔۔۔۔

باپ بیٹی کے اس محبت بھرے لمحات کو کئی کیمروں نے ہمیشہ کے لیے خود  
میں محفوظ کر لیا۔۔۔۔ پورے ہال میں تالیوں کی گونج سنائی دے رہی  
تھی۔۔۔۔

کسوہ مصعب لغاری کا یہ نرم محبت بھرا انداز دیکھ کر بہت سے لوگ یہاں  
ایسے بھی تھے جو صدمے سے دوچار تھے۔۔۔۔

مس کسوہ مصعب لغاری کو فیسیلیٹیٹ کرنے کے لئے میں پاکستان بزنس  
اور گنائزیشن کے چیئرمین سے ریکویسٹ کرتی ہوں کہ وہ اسٹیج پر آ کر اپنے  
ہاتھوں سے انہیں یہ ایوارڈ دیں۔۔۔۔ ہوسٹ مسکراتی ہوئی بولی۔۔۔۔  
اپنا نام اناؤنس ہونے اور ہوسٹ کی ریکویسٹ پر چیئرمین ایوارڈ دینے کے لئے  
مسکراتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے اور ہاتھ میں ایوارڈ پکڑے اسٹیج پر آئے  
جب کسوہ نے مائیک میں کہا۔۔۔۔

مجھے بہت زیادہ خوشی ہوگی اگر یہ ایوارڈ مجھے میرے بابتینگے تو۔۔۔۔ ہلکے سے  
سر کو خم کرتی وہ سامنے کھڑے چیئرمین کو صاف ٹاٹا بائے بائے کہہ چکی  
تھی۔۔۔۔

آنکھوں میں خفگی لیے چیئر مین نے وہ ایوارڈ آہستہ سے مصعب لغاری کی طرف بڑھایا اور سائیڈ میں کھڑے ہو گئے۔۔۔ جس خاص مقصد کے لیے انہیں اس تقریب میں شرکت کیلئے دعوت دی گئی تھی اُس مقصد کے پورا ہونے کے عین قریب کسوہ نے اچھی عزت افزائی کی تھی اتنے لوگوں میں اُنکے ہاتھ سے ایوارڈ نادیئے جانے پر انہیں کافی شرمندگی محسوس ہو رہی تھی جسے خاموشی سے پینے کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔۔۔

مصعب نے نم آنکھوں سے ایوارڈ کسوہ کی طرف بڑھایا جسے لیتی وہ اُن کے سینے سے بچوں کی طرح لپٹ گئی۔۔۔۔۔

اسکا بیک وقت مضبوط اور نرم انداز سب نے نہایت تعجب سے دیکھا اور زور سے تالیاں بجائی۔۔۔

کانگریجو لیشن مس کسوہ ہماری آرگنائزیشن پر اوڈ فیل کرتی ہے جب آپ جیسے لوگ اتنی محنت اور لگن سے آگے بڑھ کر دنیا میں اپنا نام اور مقام بناتے ہیں۔۔۔۔۔ ایسے ہی محنت اور لگن سے آگے بھی مزید کام جاری رکھتے ہوئے آپ اس ملک کا نام پوری دنیا میں روشن کریں گی۔۔۔



چیئر مین کے اس کو مپلیمینٹ پر کسوا مسکرائی۔۔۔ ایک ہاتھ میں ایوارڈ تو دوسرے ہاتھ مائک تھامے وہ خوشی سے بولی۔۔۔

تھینک یو بابا۔۔ تھینک یو مسٹر چیئر مین۔۔ تھینک یو ایوری ون۔۔۔ اینڈ تھینک یو آل میمبر ibo۔۔ جنہوں نے مجھے اس ایوارڈ کے لائق

سمجھا۔۔ میری دو سال کی جرنی آسان نہیں ہوتی اگر جو میرے ساتھ میرے بابا MS کمپنی کی فرسٹ برانچ لغاری گروپ کے ہیڈ مصعب لغاری اور ٹیلنڈ ٹیم نہیں ہوتی۔۔ تھینک یو ایوری ون فور آل ہارڈ ورک اینڈ سپورٹ۔۔ تھینک فور دا ایوارڈ۔۔ کیوں کہ یہ صرف میری محنت اور کوششوں سے نہیں بلکہ آپ کی سچی لگن محنت اور میرا ساتھ دینے کی وجہ سے بھی ملا ہے۔۔۔ اُسکی یہ اسپیش سن کر سب بہت ایمپریس ہوئے اور اُسکے لیے اور زور سے تالیاں بجانے لگے۔۔

کسوا نے مائک ہو سٹ کو پکڑا یا اور مصعب کا بازو تھامے اسٹیج سے نیچے آگئی جب کچھ لوگوں نے اُسے گھیر لیا اور مبارک باد دینے لگے۔۔ اور ساتھ ہی اُسکی اس کامیابی کا راز جاننے کی بھی کوشش کرنے لگے۔۔۔



واہ کسوہ آپنی آپنے تو جیسے وہاں بیٹھے بھوکے شیروں کے منہ سے اُنکا نوالہ چھین لیا۔۔۔ دیکھنے والا منہ تھا اُن سب کاجن کو لگ رہا تھا کہ اس بار شاید یہ ایوارڈ اُنہیں ملے گا۔۔۔ لیکن آپ نے تو۔۔۔۔۔ زہرہ ایک بار پھر زور زور سے ہنستی ہوئی بیڈ پر گری لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

نہیں زہرہ مجھے وہاں بیٹھے تمام لوگوں کے ہارے ہوئے چہرے اُنکے غصے کسی بھی چیز سے کوئی غرض نہیں وہ کیا سوچ رہے تھے۔۔ کیا محسوس کر رہے تھے۔۔ آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔۔۔

مجھے پرواہ ہے تو صرف اس بات کی کہ میری اس کامیابی سے حویلی کے معززین کے دلوں میں کتنی آگ لگی؟؟۔۔۔۔۔

میرا مقصد صرف اُن حویلی کے عزت دار لوگوں کی دھجیاں بکھیرنا ہے۔۔۔ اصل مزا تو تب آئے گا جب یہ خبر گاؤں پہنچے گی اور پھر جب حویلی کی دیواریں اُنکے غصے سے لرزے اٹھیں گی اور وہ بیچارے مجبوراً چاہ کر بھی میرا کچھ نہیں کر سکیں گے تب زہرہ تب۔۔۔ تب کسوہ مصعب لغاری کی اصل جیت ہوگی۔۔۔۔۔

صوفے پر پیر رکھے کالے رنگ کا سلک نائٹ ڈریس زیب تن کیے حسین  
ہاتھوں کے بڑھے ہوئے ناخنوں پر سیاہ نیل پینٹ لگاتی غصے سے دانت پیستی  
بولی۔۔۔ خواب خزالی خوبصورت آنکھیں اس وقت نفرت کے احساس سے  
سُرخ انگارہ بن گئی۔۔۔۔

کسوہ بس کر دو کب تب خود کو اس نفرت کی آگ میں جھلساتی رہو گی آخر  
بھول کیوں نہیں جاتی۔۔۔ فاطمہ جو ابھی کمرے میں آئی تھی کسوہ کی بات  
سنتی بے حد دکھی لہجے میں بولی۔۔۔۔  
بھول جاؤں۔۔۔۔ وہ طنزیہ ہنسی۔۔۔۔ زہرہ اُدا سی سے دونوں بہنوں کو دیکھنے  
لگی۔۔۔۔

تم بھول سکتی ہو؟؟ وہ حیرانگی سے پیر زمین پر رکھتی ماتھے پر بل لیے اس کی  
طرف دیکھتی تیکھے انداز میں پوچھنے لگی۔۔۔۔

ہوش سنبھالنے کی حدود سے بھی پہلے وہ بیٹی ہونے کا ہر پل ملتا تانا۔۔۔ ہم بیٹی  
پیدا ہوئیں اس کا قصور وار میرے ماں باپ کو ہمارے ہی سامنے  
ٹھہرا نا۔۔۔۔ اُنہیں سیٹیاں پیدا کرنے پر بار بار شرمندہ کرنا۔۔۔ ذہنی  
افیت سے دوچار کرنا۔۔۔۔ کیا بھول جاؤں؟؟؟؟ کیوں؟؟؟؟

ہمیں دھتکارا گیا کیوں کے ہم سیٹیاں تھیں۔۔۔؟؟؟۔۔۔ سزا جیسی زندگی بنا  
دی گئی ہماری سب کے سامنے جیسے ہمارا بیٹی پیدا ہونا ہمارے ہاتھ میں  
تھا۔۔۔۔۔ کیسے بھول جاؤں۔۔۔ میں نہیں بھول سکتی فاطمہ۔۔۔۔۔ میری ماں  
اس سزا کو کاٹتے کاٹتے ہم سب کی آنکھوں کے سامنے دم توڑ گئی۔۔۔ ہار  
گئیں وہ۔۔۔ کیا تم بھول گئی؟؟؟ لال انگارہ نم آنکھیں جن سے وحشت سی  
ٹپکتی فاطمہ کے دل کو ہولار ہی تھیں۔۔۔۔۔ وہ بھاگ کر آتی کسوہ کو سینے میں  
بھینچتی زور زور سے رونے لگی۔۔۔۔۔

بھول جاؤ کسوہ اُنکے رویوں کی بد صورتی کو اُنہوں نے جو بھی ہمارے ساتھ  
ناجائز کیا۔۔۔ ہمارا دل دکھایا یقیناً وہ سب غلط تھا۔۔۔۔۔ لیکن سب کچھ اللہ پر  
چھوڑ دو اس نیت سے کہ وہ تم سے بہتر بدلہ لینے والے ہے۔۔۔۔۔ انصاف  
کے ساتھ ظلم کا بدلہ لینا بے شک جائز ہے لیکن انسان کی عظمت اور بڑاپن  
یہی ہے کہ وہ بدلہ لینے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی اللہ کی رضا کے لئے معاف  
کردے۔۔۔۔۔ معاف کر دو کسوہ تاکہ تمہارے دل کو بھی سکون مل  
سکے۔۔۔۔۔ ہچکیوں سے روتی ایک ضدی اور ناراض بچے کو مناتی وہ بڑے پیار  
سے ایک ماں کی طرح سمجھاتی بول رہی تھی۔۔۔۔۔

تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں اب اس مقام پر آکر پیچھے ہٹ جاؤنگی۔۔۔ جس وقت کا انتظار میں نے بچپن سے کیا آج اس وقت کے آتے میں سب بھول جاؤں گی؟؟ استہزائیہ انداز میں ہنستی آئی بروچڑھا کر بولی۔۔۔۔۔

فاطمہ مصعب لغاری آج میں طاقتور ہوں اپنا بدلہ میں خود لوں گی مجھے تمہاری یا کسی کی بھی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ بے بسی۔۔۔ اُداسی۔۔۔ خالی پن۔۔۔ اتنی وحشت اور نفرت بھر دی ہے اُن لوگوں نے مجھ میں کہ میں چاہ کر بھی اب کچھ مثبت نہیں سوچ سکتی۔۔۔ اس لڑائی کو جیتنے کے لئے اپنی یہ جنگ اب میں خود لڑوں گی اور جیت اس بار میری ہوگی۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں بے خوفی اور وحشت سے دیکھ کر کہتی ایک جھٹکے سے اٹھی اور باہر چلی گئی۔۔۔۔۔ لیکن اپنے پیچھے فاطمہ کو زار و قطار روتا چھوڑ گئی۔۔۔۔۔ زہرہ فاطمہ کے پاس آتی اس کے سینے سے لگتی اُسے چُپ کروانے لگی۔۔۔۔۔

زہرہ میں کسوہ سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔ وہ کیوں نہیں سمجھتی کہ جس آگ سے وہ کھیلنے کی ضد کر رہی ہے وہ آگ اُسے جلادے گی۔۔۔۔۔ کچھ باقی نہیں رہے گا سب ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ زہرہ نے دکھ سے فاطمہ کو الگ کرتے اُسکے آنسو پونچھے۔۔۔ وہ چھوٹی تھی گزرے وقت میں جن حالات

سے اُسکی بہنیں گزری تھیں وہ اُن سب درد بھرے لمحات سے بے خبر  
تھی۔۔۔ اس لیے ایسے وقت میں کچھ بھی کہنے سے وہ قاصر ہی رہتی۔۔۔۔۔  
یہ جنگ تھی انا کی اور پھر اناؤں کی اس جنگ میں جیت کب کس کی ہوئی؟؟  
اس جنگ میں انسان یا تو ٹوٹ جاتا ہے۔ یا۔ رشتے ناتے سب کھودیتا ہے۔۔۔  
اکثر جدائی جیت جاتی ہے اور انسان تنہا رہ جاتا ہے یا پھر اس انا کی جیت کے  
پیروں تلے کسی سچی محبت کا خون بہایا گیا ہوتا ہے۔۔۔۔۔



جی چھوٹے سرکار خبر سچی ہے۔۔۔ میں نے اپنی آنکھوں دیکھا سب کچھ سچ سچ  
بتایا ہے آپکو۔۔۔۔۔ سومر و خوف سے یزدان خان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا  
بولا جس کے اوسان خطا ہوئے نظر آرہے تھے اس خبر کو سنتے۔۔۔۔۔  
یزدان جبرڑوں کو پیستا انتہائی غصے سے کھڑا ہوتا سومر و کو گریبان سے پکڑ کر  
چہرے کے قریب کرتا غرایا۔۔۔۔۔

آگر بات میں ذرا بھی جھول ہوا تو میں سب سے پہلے تمہارے سر میں سوراخ  
کروں گا۔۔۔۔۔

چھوٹے سرکار آپ کو کہنے کی ضرورت نہیں میری جان حاضر ہے آپ کے

لیے۔۔۔۔۔ سومر و احترام سے نظر جھکا تا بے خونی سے بولا

جب پیچھے سے آسار بھاگتا آتا اپنے موبائل میں چلتی ویڈیوز دان کے سامنے

کیا جو گواہ تھی کہ سومرو سچ کہہ رہا تھا۔۔۔ یزدان نے غصے سے اسکرین کی

طرف دیکھا جہاں ایک لڑکی دوپٹے کے بنا ہزاروں مردوں کے بیچ شان اور

بے خوفی سے کھڑی ایوارڈ وصول کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اس سے زیادہ یزدان دیکھ نہ سکا اور زور سے موبائل زمین پر مار تاڑیرے سے اٹھتا اپنی بڑی سی گاڑی کی طرف آیا۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے جو بڑے خوش گوار

مزاج میں ڈیرے پر اپنے دوستوں کے ساتھ وقت گزارنے آیا تھا اب وہاں سے ایک طوفان کی طرح جا رہا تھا۔۔۔

یزدان خان کے آدمی جو ہاتھوں میں بڑی بڑی گن لیے اپنے سردار کے ساتھ  
آئے تھے گاڑی میں بیٹھتے اسی کے ساتھ چلے گئے۔۔۔۔۔

تیز رفتار سے گاڑی چلاتا ہر منظر کو دھول میں لپیٹتا وہ کسی بچہ کی شیر کی

طرح حویلی آتادھاڑا۔۔۔



بابا سردار۔۔۔ اماں سرکار۔۔۔ دادی سردار۔۔۔ باہر نکلیں۔۔۔ دیکھیں آج  
کس طرح سے لغاری خاندان کی عزتیں نیلام ہو رہی ہیں شہر کے دو کوڑی  
کے مردوں کے آگے۔۔۔

ولد ارخان لغاری جو کچھ دیر پہلے باہر سے آتے اپنے کمرے میں آرام کر  
رہے تھے یزدان کی آتی تیز آوازوں سے باہر نکل آئے اُنکے پیچھے اُنکی زوجہ  
میمونہ بھی ساتھ تھیں۔۔۔

دوسری طرف سکینہ سردار بھی کمرے سے نکلتی اسکی طرف آتی  
بولیں۔۔۔ کیا بات ہے یزدان؟؟؟ آخر کس بات کا اتنا شور ہے؟؟  
بابا سردار بہت ناز تھا نا آپکو اپنی بھتیجی پے؟؟ دیکھا نہیں آپنے کیسے آپکی لاڈلی  
بھتیجی نے ہمارے آباؤ اجداد کی ہم سب کی عزت کی دجھیاں بکھیری  
ہیں۔۔۔ بہت شے دے دی آپ نے اپنے بھائی کی اس بد دماغ اور آوارہ بیٹی  
کو بہت نام روشن کر لیا اُس نے اپنا اور وہ جنہیں آپ اپنا چھوٹا بھائی کہتے ہیں وہ  
بھی اس سب میں اُس کا ساتھ دیتے آئے ہیں پورے گاؤں میں ہم پر تھو تھو  
ہو رہی ہے۔۔۔ میں اب تک سب کچھ آپکی وجہ سے برداشت کرتا آیا لیکن



اب نہیں آج یا تو وہ رہے گی یا پھر میں۔۔۔۔۔ یزدان اپنے ہوش و حواس سے  
بیگانہ غصے کی آخری حد تک پہنچا باپ کے سامنے دھاڑتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔  
زبان سنبھال کر بات کرو یزدان تم اپنے باپ سے مخاطب ہو یہ تربیت تو نہیں  
کی تھیں ہم نے تمہاری۔۔۔۔۔ سکینہ تھوڑا ناراض ہوتی بیچ میں  
بولیں۔۔۔۔۔ باپ کے سامنے یزدان کا اتنا غیظ و غضب ہونا نہیں توہین آمیز  
لگا۔۔۔۔۔

دادی سردار دیکھیں موبائل میں جہاں ہر طرف اسکی تصویریں اور ویڈیو چار  
چاند لگا رہی ہیں۔۔۔۔۔ صاف لگ رہا ہے جنگ کا اعلان کر چکی ہے وہ۔۔۔۔۔ ہم  
سب کی عزتیں اچھالنے پر تلی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ بغاوت پر اُتر آئی ہے۔۔۔۔۔ سکینہ  
سردار کا چہرہ ایک دم سے جیسے پھیکا پڑا۔۔۔۔۔ وہ خوف سے اپنے پوتے کو ایک  
ٹک دیکھ رہیں تھیں۔۔۔۔۔ جس نام خاندان عزت اور شہرت کی بلندیوں پر  
غور اور تکبر سے گردن آکڑائے وہ بیٹھیں تھیں آج انہیں لگا جیسے وہ اسی  
بلندی سے تیزی سے نیچے گر رہی ہوں۔۔۔۔۔

واہ یزدان خان لغاری آج بڑی عزت یاد آئی تمہیں۔۔۔۔۔ تمہاری یہ غیرت  
اس دن کہاں گئی تھی جب وہ معصوم بچیاں جو تمہیں اپنا بڑا بھائی سمجھتی تھیں

اس حویلی سے زلیل اور رسوا ہو کر جا رہیں تھیں۔۔۔۔ تب تم کیوں سوئے  
تھے جب اُنہیں سیٹیاں ہونے کا طعنہ دیا جاتا تھا۔۔۔۔ ولد ارطز یہ انداز میں  
ہنستے ماں اور بیٹے دونوں کو دیکھتے بولے۔۔۔۔

تم جیسے سرداروں اور خاندانی باتیں کرنے والوں کی عزتوں کی عمارتیں  
خاندان کی بچیوں کے خوابوں پر ہی کیوں تعمیر ہوتیں ہیں؟؟ کمر کے پیچھے ہاتھ  
باندھے افسوس سے بیٹے کو دیکھتے روب سے بولے۔۔۔۔

اس نے جو کہا تھا وہ آج سچ کر دکھایا۔۔۔۔ جس کا طعنہ اماں سرکار اُسے بچپن  
سے دیا کرتی تھیں اسی تانوں کا جواب اُس نے آج آپ لوگوں کے منہ پر مارا  
ہے اپنے باپ کا بیٹا بن کر دکھایا ہے۔۔۔۔ جواب تم سے ہضم نہیں ہو  
رہا۔۔۔۔ تمہیں آگ لگ گئی۔۔۔۔ اپنی جھوٹی عزت اور غیرت کی فکر لاحق ہو  
گئی۔۔۔۔

ولد ارحد میں رہو اپنی۔۔۔۔ بیٹے کے لا جواب کر دینے والے جملوں سے  
تلملاتی سکینہ سردار ایک دم دھاڑی۔۔۔۔ بیٹے کے ایسے صاف لفظوں سے  
بیان کی گئی سچائی سے سکینہ سردار کا چہرہ غصے سے سُرخ انگارہ ہو گیا۔۔۔۔

حقیقت برداشت نہیں ہوتی نااااں سرکار لیکن یہ سچ ہے اور کسوہ نے کوئی ایسا غلط کام نہیں کیا جس سے ہماری یا اس خاندان کی عزت پر داغ لگے۔۔۔ اُس کے ہر قدم پر اُس کا باپ اُس کے ساتھ رہا ہے۔۔۔ اپنی حدود اور دائروں کو بہت اچھے سے جانتی ہے میری بیٹی۔۔۔ میں تم سے پہلے دیکھ چکا ہوں اور مجھے اس بات پر افسوس یا شرمندگی نہیں بلکہ فخر ہے کہ اس نے خاندان کا نام روشن کیا۔۔۔ بے شک اُس کا چہرہ حجاب سے ڈھکا ہوا یا اُس کے سر پر دوپٹہ نہیں تھا یا اُسے ہزاروں مردوں کی نگاہوں کے سامنے آنا پڑا لیکن اُس کی آنکھوں میں وہاں بیٹھے تمام مردوں کے لیے ایک سختی تھی۔۔۔ اُس کا لہجہ ٹھوس تھا۔۔۔ اُس کا انداز مضبوط اور کڑک دار تھا وہ بے خوفی سے تمام مردوں کے بیچ کھڑی پورے کنفیڈنس سے بات کر رہی تھی۔۔۔ اور یہی گواہی ہے ایک عورت کے مضبوط باکردار اور سچے ہونے کی۔۔۔۔۔

یزدان خان ناک پھلائے باپ کی تمام باتوں کو ضبط سے پی رہا تھا ہر بار کی طرح پھر اُسی کی سائیڈ لے کر اُسے زلیل کیا گیا تھا۔۔۔ تو دوسری طرف سکینہ سردار غصے سے دانت پیستی بیٹے کو گھور رہیں تھیں۔۔۔۔۔

یزدان اگر تم نے غلط نگاہ سے میری بیٹیوں کی طرف دیکھایا نہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو یاد رکھنا میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں

گا۔۔۔ ولد ارخان لغاری سردار جیسے رعب دار لہجے میں آخری بات کہتے

وہاں سے چلے گئے۔۔۔۔۔

میمونہ بھی ایک نظر اُن پر ڈالتی خاموشی سے شوہر کے پیچھے جیسے آئیں تھیں  
وہی چلی گئیں۔۔۔۔۔

یزدان نے ناراضگی بھری ایک نگاہ دادی سردار پر ڈالی اور اندر چلا گیا۔۔۔۔۔  
کسوہ مصعب لغاری تو یہ چال تھی تمہاری بیٹے کو باپ کے سامنے لا کھڑا  
کیا۔۔۔۔۔ ہمارے دلوں میں آگ لگا کر تم بھی سکون سے نہیں رہو  
گی۔۔۔۔۔ تو اس کا مطلب اب تم پوری طرح سے تیار ہو کر اس جنگ کو لڑنے  
کے لیے میدان میں اتر آئی ہو۔۔۔۔۔ دیکھیں گے کسوہ کون کس کی قسمت کا  
ستارہ بجھاتا ہے۔۔۔۔۔ دیوار پر ہاتھ کی موٹھی بنا کر زور سے مارتی غیظ و غضب  
سے بولیں۔۔۔۔۔



ریکنگ کو مضبوطی سے پکڑے آنکھیں بند کئے وہ خود کو چلتی تیز ٹھنڈی  
ہواؤں کی طرح پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔ ہلکی ٹھنڈی  
چلتی ہوائیں اُس کے لمبے حسین گھنے سلکی بالوں کو شرارت سے یہاں وہاں اڑا  
رہی تھی۔۔۔۔۔

جب موبائل پر میسج کی بیپ بجی اور ساتھ اسکرین روشن ہوئی۔۔۔  
کسوہ نے بیپ کی آواز پر پٹ سے اپنی آنکھیں کھولی۔۔ لیکن موبائل کو انگور  
کرتی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔ کچھ ہی سیکنڈ گزرے ہونگے جب میسج کی  
بیپ ایک دو تین پھر لگاتار بجتی ہی جانے لگی۔۔۔  
جھنجھلاتی ہوئی جھپٹ کر میز پر رکھے فون کو اٹھایا ناٹھاتی تو اس نے بج کر  
جان عذاب کر دینی تھی۔۔۔ لاک کھول کر میسج دیکھا۔۔۔  
زندگی کی پہلی فتح بہت مبارک ہو۔۔۔❤

وہاں لائن سے ایک نمبر سے آئے میسج کی لائن لگی تھی جس کے سارے پیغام  
ایک جیسے ہی تھے۔۔۔۔

کون ہو آخر سامنے کیوں نہیں آتے۔۔۔ اسکرین پر تیزی سے انگلیاں چلاتی  
آئے ہوئے پیغام کو انگور کرتی جھنجھلا کر سوال میں میسج لکھتی پوچھنے لگی۔۔۔

جب ہمیشہ کی طرح سامنے سے اُس کی بات کا کوئی جواب نہیں آیا۔۔ اب چاہے وہ لاکھ اُس آن نون نمبر پر کال یا میسج کرتی رہے وہاں سے کوئی جواب نہیں آنا تھا۔۔ جسے صرف اپنی بات کہنے سے مطلب تھا۔۔ بس۔۔ پانچ سال پہلے جب مصعب نے اُسے اپنا ذاتی فون لا کر دیا تھا پہلے دن سے ایک آن نون نمبر سے اُسے فون اور خالی میسجز آنے کی شروعات ہوئی۔۔ وہ جب اُس آن نون نمبر کی آئی کال اٹھاتی تو سوائے خاموشی کے اُسے آگے سے کچھ سننے کو نہیں ملتا وہ لاکھ چہنچہ چلاے غصہ کرے باتیں سنائے فون تھوڑی دیر بعد خود بند ہو جایا کرتا۔۔۔ آخر کار اُس نے تنگ آ کر نمبر بلاک کیا۔۔ حیرت انگیز طور پر اسکا کوئی فائدہ نہیں ہوا وہ پھر ایک نئے نمبر سے یہی سب کچھ دہراتا۔۔۔ کسوہ ہر نئے نمبر کو بلاک کرتی۔۔ لیکن وہ بھی بضد تھا۔۔ ہر بار ایک نئے نمبر سے اُسے زچ کرتا۔۔۔

آہستہ آہستہ وہ اُسکی ان حرکتوں سے تنگ آتی گئی۔۔ اُس نے ناصرف سمس چینج کی بلکہ فون بھی بدل کر دیکھا۔۔ لیکن جانے وہ کون سی مٹی سے بنا تھا



جسے سب معلوم ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔ وہ کسی طور پیچھے ہٹ جانے والا محسوس نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔۔

اُس نے معلوم کرنا بھی چاہا لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ اس نمبر سے آئے میسیجز اور کال کا کوئی ریکارڈ کوئی آئیڈنٹی تھی ہی نہیں۔۔۔۔۔

اب تو وہ سچ میں اس چھپے ہوئے انسان سے ہار مانتی کمپر و مائز کر چکی تھی۔۔۔۔۔ کچھ دیر تک وہاں سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔۔۔ وہ ہمیشہ تلخ جملوں میں بات کرنے کی عادی تھی۔۔۔۔۔

جانتی تھی اُسکی بات کا کوئی جواب نہیں آئے گا تبھی موبائل آف کرتی آسمان کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

تم جو کوئی بھی ہو کسوہ ایک دن تمہیں ڈھونڈ لے گی۔۔۔۔۔ یاد رکھنا وہ دن میرا دن ہوگا۔۔۔۔۔

اُس دن حساب کا دن ہوگا۔۔۔ میرے سوالوں اور تمہارے جوابوں کا دن ہوگا۔۔۔۔۔ تم بچو گے نہیں۔۔۔۔۔

زور سے ہاتھ رینگ پر مارتی غصے سے خود سے بڑ بڑائی۔۔۔۔۔





آج اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔ وہ کسی خونی درندے کی طرح دروازے پے لات مار کر اسے توڑتا ہوا اندر آیا۔ اور آتے ہی اس نے سامنے بیٹھے زخموں سے چور اور درد کی آخری انتہا پر پوہنچے ایجنٹ کے سر پر اپنی بندوق کی نالی رکھی۔ اس کی حالت سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ کچھ دنوں سے اس پر کس بے رحمی سے تشدد کیا گیا ہے۔ اس کے جسم پر جا بجا ایسے کئی زخم تھے جن سے اندر کا گوشت صاف جھلک رہا تھا۔ جسم کا ہر ایک حصہ اس بے رحم سفاک اور جانور نما انسان کی درندگی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ مجھے بتاؤ کہ میجر جنرل کی بیٹی کہاں ہے؟؟ اس کی آنکھوں میں خون اتر ا ہوا تھا وہ جیسے پاگل ہو گیا تھا۔ ایجنٹ کی گردن کو مضبوطی سے اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لئے وہ زخمی شیر کی طرح دھاڑا تھا۔ اسے ہر حال میں آج اس بات کا پتہ کر کے ہی رہنا تھا۔ کئی سالوں سے جسے وہ بھوکے کتے کی طرح ڈھونڈ رہا تھا۔ اسے حاصل کرنے کے لئے وہ ہر حد پار کر گیا تھا۔ وہ ایجنٹ جسے تکلیف اس قدر تھی کہ بس ایک ہچکی لی اور یہاں موت کا فرشتہ اپنا فرض ادا کرتا اس کی جان جسم سے نکال کر چل پڑتا۔ مگر سامنے

والے کی جلتی آگ خون رنگ آنکھیں اور کامیابی کے راستے کی رکاوٹ اس کا غصہ اسے اس تکلیف میں بھی ایک لطف دے رہا تھا۔

ہا ہا ہا۔۔ تم جتنا بھی زور لگا لو s۔d مگر تم اپنی اس آگ میں ہمیشہ جلتے رہو گے تم میرے ٹکڑے ٹکڑے کیوں نا کر دو مگر میں تمہیں کچھ نہیں بتانے والا۔ تمہارا اس ملک پر راج کرنے کا خواب کبھی پورا نہیں ہو گا۔ تم اپنے باپ کے قاتل کو کبھی ڈھونڈ نہیں سکو گے۔ اس ملک کا ہر نوجوان سپاہی اپنے پیارے ملک کے لئے ایک نہیں ہزاروں جانیں قربان کرنے کو تیار ہے۔۔۔ یہی نہیں وقت پڑنے پر اس ملک کے ہر ایک گھر سے ہزاروں سپاہی نکلیں گے تم جیسے غدار اور اپنے ہی ملک میں رہ کر اس کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والے کیڑوں کا خاتمہ کرنے کے لئے۔۔۔ وہ ایک جذب میں بولا تھا بات جب اپنے پیارے ملک پر آتی ہے تو جوش جذبہ اور ایک جنون ہوتا ہے جو اندر سے بولتا ہے۔۔۔ تم اپنے باپ کی لاش کبھی ڈھونڈنا سکو گے تم کبھی معلوم نا کر سکو گے کہ وہ کہاں ہے زندہ بھی ہے یہ مر گیا۔۔۔ ایجنٹ ہنس کر بولتا ہوا اسکے رستے زخم پر گرم سالانہ رکھ گیا ہو جیسے۔۔۔ s۔d تملسا سا گیا۔۔۔

اس کی اتنی ہمت حوصلہ اور ملک سے محبت کو دیکھ کر s - d نے غصے سے  
زور سے جبرے پیسے۔۔۔

ایک ساتھ فائر کی آواز فضا میں دور دور تک گونجنے لگی۔۔۔ روح کو جھلسا  
دینے والی اس خاموشی میں ایک آگ تھی۔۔۔

بہت بول رہا تھا دیکھو اب کیسے پڑا ہے۔۔۔ وہ بے رحمی اور نفرت سے اس کم عمر  
ایجنٹ کے بے جان جسم پر زور سے لات مارتا ہوا بولا۔۔۔ جس نے اپنے ملک  
کے لئے خود کو باخوشی قربان کیا۔۔۔

آہ۔۔۔۔۔ دیکھو تو کوئی۔۔۔۔۔ اپنے اس پیارے کو۔۔۔

جس کی خوبصورت آنکھیں خوابوں سے سچی اب ہمیشہ کے لئے ویران ہو چکی  
ہے۔۔۔ کیا گزرے گئی جب ماں کو معلوم ہو گا۔۔۔ جو اس امید پے زندہ رہتی  
کے اس کے جوان بیٹے جو ملک کی حفاظت پر معمور ہے اسے دشمنوں سے  
لڑنے اور بچانے کے لئے اس کی ہر پل زبان سے جاری دعائیں بہت ضروری  
ہے۔۔۔ وہ اپنے آخری سفر پر روانہ ہوا اس دنیا سے رخصت ہو کے۔۔۔۔  
ہائے۔۔۔۔۔ بہن اب انتظار نا کرنا کے میں اپنے رب کی بارگاہ میں سرخ روح  
ہوا۔۔۔ اور جامے شہادت نوش کیا۔۔۔

سر سے تیزی سے بہتا خون زمین کو سرخ کر رہا تھا۔ آنکھیں خاموش بے نور مگر مسکرا رہی تھی۔۔۔ آخر اسے نجات ملی جو وہ ایک مہینے سے اس دوزخ کو جھیل رہا تھا۔۔۔

پتہ کرو کیا یہ انفارمیشن سہی ہے؟؟ میجر جرنل کی بیٹی واپس آرہی ہے؟؟؟۔۔۔ اور اگر آرہی ہے تو کب؟؟ وہ کہاں رہے گئی اور کیسی دیکھتی ہے؟؟؟ مجھے وہ ہر حال ہر قیمت پر چاہیے۔۔۔ کہیں ایسا تو نہیں ہمیں گمراہ کرنے کے لئے یہ افواہ اڑائی گئی ہو؟؟ اگر یہ انفارمیشن غلط ہوئی نا تو میں ایک ایک کی کھال اس کے جسم سے الگ کر دوں گا۔۔۔ وہ نفرت سے ساتھ کھڑے اپنے قابل رائٹ ہینڈ کو دیکھ کر بولا۔۔۔

جس کی سانسیں s - d کی آخری بات سن کر سینے میں اٹک گئی تھی۔۔۔ یہ بول کر وہ بھاری قدموں سے چلتا آگے بڑھ گیا۔۔۔

میں اس بار تمھیں ڈھونڈ کر رہوں گا ازاد زیشان حیدر تم بچ نہیں سکتی۔۔۔۔۔ معاملہ اب کچھ اور ہے۔۔۔ وہ خود سے کہتا بھاری قدموں سے زمین کو روندتا ایسے چل رہا تھا جیسے اس کے پیروں تلے ازاد ہو۔۔۔۔۔



کسی کے بھاری قدموں سے چل کر آنے کی چاپ سن کر وہ تھر تھر کانپنے لگے۔۔ ان میں اب اور ہمت نہیں تھی کے اس کی کوئی سخت کاروائی وہ اب اپنے زخمی جسم پر برداشت کر پاتے۔۔۔۔ ان کی آنکھوں کو کپڑے کی مدد سے سختی سے باندھا ہوا تھا۔۔۔۔ دونوں ہاتھوں کو اوپر کی طرف اور پیروں کو نیچے کی طرف آپس میں ملا کے باندھا گیا تھا۔۔۔۔ وہ سن۔ بول اور محسوس کر سکتے تھے۔۔ مگر دیکھ نہیں سکتے تھے۔۔۔۔۔

کیسے ہو میرے پیاروں۔۔۔ کوئی آہستہ سے آکر ہمیشہ کی طرح ان تین میں سے ایک کے کان کے قریب آتا بولا جسے سن کر ایسا محسوس ہوتا جیسے وہ موت کا فرشتہ ہو۔۔۔۔۔

صاحب مجھے معاف کر دو مجھے جتنا پتہ تھا وہ یہی نے آپ کو بتا دیا۔۔ وہ زور سے کانپتا اور روتے ہوئے گڑ گڑا رہا تھا۔۔ اس کی آواز کی اتنی دہشت تھی کے مجرم روتے ہوئے موت کی بھیک مانگنے لگتے تھے تو اس کے چہرے کو دیکھنے کا عالم کیا ہو گا ان کے لئے۔۔

میرے لئے اتنا کافی نہیں ہے پیارے۔۔ اس نے آہستہ سے اپنی انگلی اس کی گولی لگی جگہ پر رکھ کر اندر تک گھسادی جس سے خون تیزی سے بہنے لگا۔۔

اس اندھیری جگہ پر جہاں موت کی بلائیں منڈرا رہی ہوتی ہیں کسی بھی پل انسان کی روح کو دبوچنے کے لئے وہاں اس کی درد بھری گونجوں کو سننے والا ان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔۔۔

مجھے بتاؤ پھر۔۔۔ وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بھی مجرموں کی ہستی ہلا دیا کرتا تھا۔۔۔ وہ ایسا ہی اپنے وطن سے محبت کرنے والا ایک جاں باز سپاہی تھا جو اس کے وطن کو میلی نگاہ سے دیکھتا وہ اس کی آنکھوں کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیتا تھا۔۔۔

میں بتاتا ہوں۔۔۔ صاحب۔۔۔ بتاتا۔۔۔ ہوں۔۔۔ وہ اکھڑتی سانسوں اور تکلیف کی شدت کو قابو کر کے مشکل سے بولا۔۔۔

پھر بتاؤ S - D اب کی بار کیا چاہتا ہے؟؟ اس کا بسیرا کہاں ہے؟ کون کون اُس کے اس گندے کھیل میں شامل ہے؟ اس کے کان کے پاس اڑد ہوں کی پھانکار لئے وہ بولا۔۔۔

وہ۔۔۔ وہ کسی کو ڈھونڈ رہا ہے؟؟ کانپی آواز میں جواب آیا۔۔۔

کس کو اور کیوں؟؟ تیزی سے سوال کیا۔۔۔



اسے۔۔۔ اسے اس ملک پر قابض ہونے کے لئے وہ چاہیے۔۔ اس کی طاقت سے۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ اس ملک پر زائل ہو سکتا ہے۔۔۔ مدھم چلتی سانسوں کے پیچ وہ اتنا بول پایا تھا۔۔

کون؟؟؟ تم کس کی بات کر رہے ہو؟؟؟ کون چاہیے اسے بولو۔۔۔ وہ اسے سر سے پیر تک جھنجھوڑتا ہوا بولا تھا۔ اس کی انگلیاں اس کے جبرے کے گوشت میں دھنسی جا رہی تھی۔۔۔

میجر۔۔۔ میجر۔۔۔ وہ اتنا ہی بول سکا تھا اور پھر اس کی گردن ایک طرف لڑکھ گئی۔۔

بتاؤ مجھے آگے۔۔۔ میں تمہیں ایسے مرنے نہیں دے سکتا۔ بولو۔۔۔ وہ غصے سے چیختا ہوا بولا تھا۔۔

تم مرنے نہیں سکتے S - D کا پتہ بتاؤ مجھے۔۔۔ وہ اس کے زخمی وجود کو طاقت سے ہلاتا ہوا غصے کی آخری حد پر جاتا بولا۔۔۔

وہ مر گیا ہے سر۔۔۔ ایک آفیسر جو اس کے ساتھ آیا تھا اسے غصے سے اس کے وجود کو بری طرح سے ہلاتا ہوا دیکھ کر بولا۔۔۔



اس نے زور سے اس کی لاش کو پیچھے کی طرف پھینکا۔۔ ایجنٹ۔۔ 250 اس کی لاش کو اٹھا کر جنگلی آوارہ کتوں کے آگے پھینک دو۔۔ وہ غصے سے اس کی لاش کو دیکھتا سیدھا ہوتا اپنے خون سے رنگے ہاتھوں کو کپڑے سے صاف کرتا بولا۔۔۔۔۔

ایجنٹ اسے حیران نظروں سے دیکھنے لگا۔

تبھی اس نے نظریں موڑ کر ایجنٹ کو سفاک نظروں سے دیکھا۔۔ جو انسان میری سر زمین پر رہ کر اسی کے خلاف سازشیں کرے اسے ہی نقصان پونہنچائے ایک گندے کپڑے کی طرح اسے اندر ہی اندر کھا کر کھوکھلا کرے اسے مرنے کے بعد میرے وطن کی اس پاک سر زمین کے اندر سونے کا کوئی حق نہیں۔۔۔ یہ کہتا وہ جانے لگا جب ایجنٹ پیچھے سے بولا۔۔۔۔۔

سران دو کا کیا کرنا ہے؟؟؟

ماردو کسی کام کے نہیں ہیں یہ۔۔۔ اتنا کہتا وہ لمبے لمبے ڈاگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔۔ اور پیچھے اپنا سحر چھوڑتا اور وطن سے محبت کرنے کی مہر بھی لگا گیا۔۔۔

میجر آپ کو میجر جرنل ذیشان حیدر بلارہے ہیں۔۔۔ وہ جب وہاں سے تیزی سے نکل رہا تھا تو اسے سامنے کھڑے ایک سپاہی نے اطلاع دی۔۔۔ وہ گردن ہلاتا ان سے ملاقات کے لئے خود کو پراسکوں کرتا دوسری طرف چل پڑا۔۔۔



مے آئی کم ان سر۔۔۔ وہ بھاری آواز میں اندر آنے کی اجازت لے رہا تھا۔۔۔

میجر آجائیں۔۔۔ کمرے میں بیٹھے 2 نفوس میں سے ایک نے اسے اندر آنے کی اجازت دینے کے ساتھ سامنے رکھی کرسی پر بیٹھنے کی بھی دعوت دی۔۔۔ وہ اجازت ملتے ہی فوراً اندر آیا تھا اور سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔ اب اس کمرے میں 2 سے 3 لوگ تھے۔۔۔ میجر جرنل ذیشان حیدر۔۔۔ میجر جرنل آفاق داور شاہ۔ اور تیسرا وہ خود۔۔۔۔۔

ایک بری خبر ہے۔۔۔ ایجنٹ ناصر اپنے ملک کے لئے شہید ہو گئے۔۔۔ اس مشن میں جہاں انہوں نے اس ملک سے پوری وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے شہادت کو سینے سے لگایا ہم سب کو ان پر فخر ہے۔۔۔ ذیشان کے لہجے میں دکھ

کے ساتھ اس کے شہید ہونے پر فخر بھی تھا ہر سپاہی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے ملک کے لئے جان دے اور شہادت کا رتبہ حاصل کرے۔۔۔

اس خبر کو سن کر وہ گم سم بیٹھا رہ گیا۔۔۔ یہ مشن تو الجھتا ہی جا رہا تھا۔ ایک اور روشن دیئے کو ظالموں نے پھر بجھا دیا تھا۔ آخر یہ S - d سامنے کیوں نہیں

آ رہا۔۔۔ خفیہ طور پر اپنے چیلوں کے ذریعے معصوم کم سن بچے بچیاں۔۔۔ اسلحہ۔۔۔ اور منشیات اسمگل کر رہا تھا۔۔۔ کون تھا یہ جس کی جانب جانے والے سارے راستے گم ہو رہے تھے۔ ایک بار وہ مجھے مل جائے اسے اگلی سانس لینے کا موقع نہیں دوں گا۔ انشا اللہ۔۔۔ غصے سے مٹھیوں کو دبوچے وہ خود سے بول رہا تھا۔۔۔

میجر۔۔۔ اس کی خاموشی اور گہری سوچ میں ڈوبے انداز کو نوٹ کرتے آفاق بولے۔۔۔

یس سر۔۔۔ وہ ان کے بلانے پر اپنی گہری سوچوں سے چونکا تھا۔۔۔ میری اگلی بات غور سے سنیں۔۔۔ اس مشن کی ساری ذمہ داری اب آپ کو دی جاتی ہے۔۔۔ مجھے امید ہے یہ مشن جلد پورا ہو گا اب۔۔۔ میجر جرنل زیشان حیدر امید سے اسے دیکھتے بولے۔۔۔

انشاء اللہ سر۔۔ وہ پورے یقین اور عزم سے اُنہیں دیکھتا بولا۔

مگر سب سے اہم اور خاص بات میجر۔۔ یہ کہہ کر وہ تھوڑا رکے۔۔۔۔ اب  
کی بارزیشان حد سے زیادہ سنجیدگی لئے اسے گہری نظروں سے دیکھتے  
بولے۔۔

اُس نے بھی ایک الجھی ہوئی نظر ان کے سنجیدہ چہرے پر ڈالی۔۔ دونوں  
میجروں کے چہرے اس وقت گہری سنجیدگی سے پر تھے۔۔ اسے تشویش  
سی ہوئی۔۔

میری بیٹی ازراہ آرہی ہے پاکستان۔۔ زیشان اب اپنے اصل مدے پر  
آے۔۔۔۔

وہ گہری سانس لیتا خود کو پر سکوں ظاہر کرتا ان کی آگے کی بات سننے لگا۔۔۔  
تم جانتے ہو وہ کئی سالوں بعد اپنے ملک واپس آرہی ہے۔۔ وہ تھوڑا سانس  
لینے کو روکے۔۔

وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔۔۔

وہ تمام لڑکیوں سے ہی نہیں بلکہ لڑکوں سے بھی مختلف ہے۔۔ اس کی اپنی  
ایک الگ صلاحیتیں ہیں۔۔ اس کے کچھ سیکریٹس ہیں جن کا علم اس کے علاوہ

کسی کو نہیں۔۔ اور S - D بھی ایسے کچھ راز ہیں جنہیں ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔ مجھے لگتا ہے اُن سیکریٹس کا تعلق کہیں نا کہیں ازراہ سے ہے۔۔ میری ازراہ کی انفارمیشن جاننے کی بہت بار خفیہ طور پر کوشش بھی کی گئی ہے۔۔ وہ سجد فکر مندی سے میجر کو دیکھتے ہوئے بولے تھے۔۔ جواب آنکھوں کو تیزی سے گھماتے ماتھے پر بل ڈالے کچھ سوچ رہا تھا۔۔ تبھی تبھی وہ کہہ رہا تھا S - d کسی کو ڈھونڈ رہا ہے۔۔ وہ سر پکڑے بولا تھا۔۔۔

زیشان اور آفاق نے اس کی بات سن کر ایک دوسرے کو دیکھا۔۔ اس کے ان رازوں کا علم اب تک تو صرف اس کے پاس محفوظ ہیں مگر جس بات کا ڈر تھا وہ ہوا یہ بات غداروں کے ذریعے دشمنوں تک پھیل چکی ہے۔۔ وہ اب بھوکے کتوں کی طرح اس کی بوسو نگھتے پھر رہے ہوں گے۔۔ میں نے ایک بار اس کے سیکریٹس جاننے کی کوشش کی تھی جس کے بدلے وہ مجھ سے ناراض ہو گئی تھی۔۔ مگر اب وہ سالوں بعد واپس آرہی ہے ایک عام شہری ہونے کے ناطے میں اس سے اس کے اپنے ملک میں واپس آنے کا حق نہیں چھین سکتا۔۔ شاید اس کے واپس آنے میں ہی اس ملک کی بھلائی

چھپی ہو؟؟ وہ وسیلے کے طور پر شاید بھیجی جا رہی ہوتا کہ سارے دشمن اس کی بوسو نگھتے ہوئے اپنے اپنے بلوں سے باہر نکال آئیں۔۔۔ زیشان نے دکھ سے کہا۔۔۔

آپ اسے چارے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں سر؟؟ وہ حیران نظروں سے میجر کو دیکھتا بولا۔۔۔ کوئی باپ اپنی اکلوتی اولاد کے لئے ایسا کیسے سوچ سکتا ہے؟؟

ہاں میں اپنے ملک کے ہزاروں لوگوں کی سلامتی کے لئے اس کی حفاظت کے لئے ایسا بول رہا ہوں۔۔۔ میری بیٹی کی قربانی کے بدلے اگر میرا وطن آباد اور سلامت رہتا ہے تو ایسی ہزاروں سیٹیاں میں قربان کر دوں اپنے اس ملک پر۔۔۔ وہ اس وقت ایک باپ نہیں بلکہ ملک کے سچے جانباز سپاہی لگ رہے تھے یہ کہتے ہوئے۔۔۔

ان کی باتیں سن کر اُسے ان پر فخر ہوا۔۔۔ ایسے ہی عظیم لوگوں کی وجہ سے آج دنیا کا ہر ملک اس ملک کے سے ڈرتا تھا۔۔۔ اس ملک کے نوجوانوں جیسی بہادری اور دلیری کسی کے پاس نہیں تھی۔۔۔





قریب ہونا ہے۔۔ یاد رکھو اس مشن میں ہر ایک کڑی دوسری کڑی سے جڑی ہے۔۔۔ S-D کو پکڑنا ازراہ سے سیکرٹس لینا سب پہلیوں کا جواب اسی مشن میں چھپا ہے۔۔ ہمیں بہت ہوشیاری اور چالاکی سے اس مشن کو پورا کرنا ہو گا۔ ہماری ایک غلطی سب کچھ برباد کر سکتی ہے اور S-D پھر ہمارے ہاتھوں سے نکل بھی سکتا ہے۔۔

ازراہ کو بالکل بھی بھنک نہیں پڑنی چاہیے کہ تم کون ہو ورنہ وہ سب کچھ چھوڑ کر ایک پل نہیں لگے گی یہاں سے جانے میں۔۔ میجر جرنل اسے ساری باریکیاں سمجھاتے ہوئے خبردار بھی کر رہے تھے۔۔

ازراہ کے سیکرٹس ہمارے لئے بہت اہم پورٹنٹ ہے۔۔ ان کا آخری جملہ سن کے وہ کھڑا ہوا اور بولا۔۔ پس سر آپ کو اس مشن کی خوشخبری بہت جلد ملے گی۔۔

وہ جانے کے لئے کھڑا ہوا اور ایک ہاتھ سر تک لے جا کر سلیوٹ کرتا مڑا ہی تھا کہ جبھی اسے پیچھے سے زیشان حیدر کی آواز ایک بار پھر آئی۔۔۔۔۔ وہ ان کی آواز سن کر بے اختیار موڑا۔۔ زیشان نے اسے غور سے

دیکھا۔۔۔۔۔

6 فٹ 3 انچ لمبا قد مضبوط جسمت۔۔۔ حسین مغرور نین نقش۔۔۔ سائیڈ  
فوجی کٹ اور پیچ سے گھنے بال۔۔۔ موٹی سیاہ آئی برو۔۔۔ گہری سیاہ چمکدار بے  
خوف آنکھیں۔۔۔ نڈر اور کڑک لہجہ۔۔۔ وہ بلا کا ہینڈ سم لگتا تھا۔۔۔۔۔ وہ  
اپنی ایک ایک ادا سے کئی لڑکیوں کے دل پل میں دھڑکا سکتا  
تھا۔۔۔ لڑکیاں تو دور اُس کے اپنے ارد گرد کتنے ہی ایسے لوگ تھے جو اُسکی  
شخصیت اور ایک ایک انداز پر دل جان سے فریفتہ تھے۔۔۔۔  
وہ بھی اسے دل سے پسند کرتے تھے۔۔۔ ضدی۔۔۔ بہادر اور دلیر۔۔۔ اپنے نام کی  
طرح۔۔۔۔

دشمن جس کی وحشت سے کانپتے تھے۔۔۔ کوئی بھی مشن اس کی ناکامی نابنا  
تھا۔۔۔ وہ کئی جوانوں کا آئیڈیل تھا۔۔۔  
زیشان کی بھی اسے دیکھ کر ایک خواہش جاگتی تھی کہ کاش وہ انکا اپنا بیٹا  
ہوتا۔۔۔ کون نہیں چاہتا اسے دیکھ کر ایسی خواہش کرنا۔۔۔ تبھی وہ اسے اپنا  
بیٹا بنانا چاہتے تھے اس سے رشتہ جوڑنا چاہتے تھے۔۔۔ مگر قسمت کے فیصلے اوپر  
ہوتے ہیں اور اس رشتے میں دل کی رضامندی ضروری ہوتی ہے۔۔۔

انہوں نے ایک سال پہلے اسے اپنے آفس میں بلا کر باقاعدہ اس کے سامنے صاف الفاظوں میں اسے اپنا بیٹا بنانے کی اور اپنی ازادہ سے اس کی شادی کرنے کا پروزل رکھا۔۔۔۔۔

جرنل کے آفس میں بلانے پر اور اچانک اس کے سامنے پروزل رکھے جانے پر وہ تو گڑ بڑا ہی گیا۔۔۔۔۔ لیکن اُسکے صاف انکار کر دینے پر جیسے اُنکا دل بجھ سا گیا تھا۔۔۔۔۔ اُسکی چاہت کوئی اور تھی۔۔۔۔۔ جس کے ملنے پر اُسی کا ہونا اور نہ ملنے پر بھی صرف اُسی کا رہنا اُسکی چاہت تھی۔۔۔۔۔

یقیناً وہ دُنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی ہوگی جسکی چاہ اُس انسان نے کی جس کے لیے یہاں ہر کوئی آرزو اور خواہش کرتا تھا۔۔۔۔۔ سر۔۔۔۔۔ زیشان کو ایسے خود کی طرف لگاتار دیکھنے پر آواز دیتا وہ بولا۔۔۔۔۔ وہ چونکے اسے دیکھ کر وہ ایک سال پیچھے یادوں میں چلے گئے تھے۔۔۔۔۔ آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔؟؟ اس نے انہیں یاد دلایا جو پیچھے سے آواز دیئے جانے پر روکا ہوا تھا۔۔۔۔۔

زیشان سوچوں کو جھٹکتے ہوئے بولے۔۔۔۔۔ وہ ایک ہفتے بعد رات کی فلائٹ سے آرہی ہے پاکستان۔۔۔۔۔ تم نے اسے دیکھا نہیں مگر اس کی پہچان میں

تمہیں صرف اتنی کرا دوں اس کا حلیہ سب سے الگ ہو گا۔۔ انگوٹھے میں  
ایک بلیک رنگ پہنی ہو گی۔۔

اس سے زیادہ میں نہیں بتا سکتا۔۔ تمہارے پاس 7 مہینے ہے اس مشن کو پورا  
کرنے میں۔۔ بیسٹ آف لک۔۔ زیشان مسکراتے ہوئے بولے تھے اور  
ان کی بات سن کر وہ صرف ہلکا سا ہو ہو نوٹوں کو کھینچ سکا تھا۔۔  
اس مشن کی کامیابی صرف اس بنیاد پر ہو گی سر کے مجھ سے کچھ بھی چھپایا نا  
جائے۔۔۔

اس مشن کو کامیاب کرنے کے لئے میں اپنی آخری سانس تک لڑوں گا اور جو  
ضروری ہو اس حد تک جاؤں گا۔۔۔ وہ گہری نظروں سے زیشان اور آفاق  
کو دیکھتا بھاری لہجے میں بہت کچھ واضح کر گیا تھا۔۔  
باقی مجھے دعا دے کر رخصت کریں اللہ میرا مددگار حامی و ناصر ہو۔۔۔ اللہ  
حافظ۔۔۔

وہ تیزی سے یہ کہتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

اس کے پاس ایک ہفتے کا ٹائم تھا جس سے وہ ساری پلاننگ آرام سے ترتیب  
دے سکتا تھا۔۔ اسے اس مشن میں اپنے گروپ کی ضرورت بھی پڑنی تھی

جس کے لئے اس نے انہیں پہلے ہی تیاری مکمل رکھنے کا آرڈر دے دیا تھا  
فلحال ابھی کا سارا کام اس اکیلے کو ہی سمجھانا تھا۔۔۔



دادی سردار بہت تھک گیا ہوں۔۔۔ آج گرمی بھی بہت تھی۔۔۔ یزدان  
باہر سے گھڑ سواری کر کے آتا سیدھا سکینہ سردار کے پاس اُنکی گود میں سر  
رکھتا لیٹ گیا۔۔۔

ہائے میری جان کیوں خود کو اتنا ہلکان کر لیتے ہو۔۔۔ وہ پیار سے اُس کے  
منہ پر آئے پینے کو دوپٹے کے پلو سے صاف کرتی ہے حد لاڈ سے  
بولیں۔۔۔۔

اے لڑکی ادھر آؤ نظر نہیں آتا بڑا بھائی باہر سے تھک کر آیا ہے جاؤ کچن میں  
رشیدہ ہوگی اُس سے جو بنوا کر لاؤ بھائی کے لئے۔۔۔۔ سکینہ سراٹھاتی  
ابھی کسی ملازمہ کو آواز دیتی کہ جب اُنکی نظر ہاتھ میں فٹ بال لیے باہر کو جاتی  
کسوہ پر پڑی تو دور سے اُسے آواز دے کر بلاتی حکم صادر کیا۔۔۔۔

بی بی سردار بھائی کے ہاتھ پاؤں سلامت ہیں وہ خود بھی جا کر لے سکتے  
ہیں۔۔۔۔ اُسے اُن کا پیچھے سے آواز دینا بہت برا لگا اوپر سے چوبیس گھنٹے

دکھائی دیتے اُنکے اپنے پوتوں کے لئے لاڈ پیار اب بھی پوتے کی خدمت کے لیے اُسے ہی آواز دی جیسے منہ تک لگانا وہ پسند نہیں کرتی تھیں اس پر کسوہ کا جواب دینا تو بنتا تھا۔۔۔۔

بد تمیز لڑکی یہ تربیت کی ہے تمہاری ماں نے تمہاری کے اپنے بڑوں سے کس طرح بات کی جاتی ہے۔۔۔ آج تک اس حویلی کیا اس قبیلے میں کسی کی ہمت نا ہوئی کے مجھ سے سراٹھا کر بات کرے اور تم جو ابھی زمین سے نکلی بھی نہیں وہ مجھ سے زبان چلاتی ہے۔۔۔۔ سکینہ سردار اپنی جگہ سے اٹھتی غضب سے دھاڑی۔۔۔۔

دادی سردار آپ بیٹھ جائیں۔۔۔ اس بد تمیز لڑکی کے منہ لگنا بھی ہماری توہین ہے۔۔۔ یزدان کسوہ کا بے عزتی ہونے کے سبب لال ہوتا سُرخ چہرہ نفرت سے دیکھتا بولا۔۔۔۔

دادی سردار کیا ہوا؟؟؟ فاطمہ دادی کی گرج سنتی ڈر کر کمرے سے باہر آتی بولی۔۔۔۔

سارہ اس وقت اپنی 6 سال کی زہرہ کو لیے میمونہ کے ساتھ حویلی کے پیچھے حصے میں کچھ کام کر رہیں تھیں تبھی سکینہ کی آواز کوئی سن ناسکا۔۔۔۔۔



تم تو سمجھدار ہو فاطمہ سمجھاتی کیوں نہیں اس نا عقل کو۔۔۔

فاطمہ بے بسی سے گردن جھکائے اُن کی ملا متیں سنتی رہی اپنی معصوم بہن کے لیے وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

چلو کسوہ کمرے میں چلو۔۔۔ دادی سردار میں ابھی برات کے لئے جو س لاتی ہوں۔۔۔ بت بنی کھڑی اپنی بہن کا ہاتھ دکھ سے کھینچتی بولی۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ کئی ملازم ہیں جو میرے سارے کام کرتے ہیں۔۔۔ بہتر ہو گا کہ اب میں اسکی شکل نادیکھو۔۔۔ نفرت سے اُسے دیکھتی یزدان کا ہاتھ پکڑتی وہ اُسے اپنے ساتھ لے گئیں۔۔۔

بارہ سال کی معصوم سی کسوہ بال پھینکتی بڑی بہن کے گلے لگتی رودی۔۔۔ تمہیں کیا ضرورت ہے دادی سردار کے آگئے جواب دینے کی۔۔۔ کتنی بار کہا ہے وہ بڑی ہیں جو کہتی ہیں سن لو۔۔۔ فاطمہ بھی اسکے ساتھ روتی اسکے حسین بالوں کو چہرے سے پیچھے کرتی پیار سے بولی۔

آپی آپ نہیں دیکھتیں کہ وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتی ہیں جب سے عقل آنا شروع ہوئی ہے میں نے کبھی اُنہیں ہم بہنوں کو پیار کرتے نہیں دیکھا۔۔۔ وہ ہم سے کبھی اچھے سے بات نہیں کرتیں۔۔۔ ایسا لگتا ہے جیسے



ہم اُنکے لیے کچھ بھی نہیں۔۔۔ اور وہ یزدان برات وہ بھی بی بی سردار کے  
ساتھ مل کر ہر وقت ہم کو ایسے زلیل کرتے ہیں جیسے ہم نے اُنکا کچھ بگاڑا  
ہو۔۔۔۔۔ بچوں کی سی معصومیت لیے روتی آنکھوں کو زور زور سے رگڑتی  
بڑی بہن سے شکایتیں کر رہی تھی۔۔۔ وہی تو تھی جس کے سامنے دل ہلکا کر  
لیا کرتی تھی۔۔۔ ماں ذمے داریوں میں گھری پریشان رہتی تو باپ دنیا کی  
بھاگ دوڑ میں ہلکان رہتا ایسے میں وہی تھی جو اُس کی باتوں کو سکون سے سنتی  
اور اُسے حوصلہ دیتی۔۔۔۔۔



بابا۔۔۔ میں لیٹ ہو رہی ہوں۔۔۔ کسوہ آنکھوں کو میچتی منہ بنا کر بولی۔۔۔  
بیٹا کئی لوگوں سے ملتی ہو کیسی کیسی نظریں ہوتی ہونگی اچھی بھی بری  
بھی۔۔۔ دم کرنے سے انسان بری نظر سے محفوظ رہتا ہے۔۔۔ مصعب  
آیتیں پڑھ کر اُس پر پھونکتے ہوئے بولے۔۔۔  
باپ کی اتنی پرواہ اور محبت پر کسوہ بے اختیار اُنکے سینے سے لگی۔۔۔۔۔ آئی لو یو  
بابا۔۔۔

آئی لو یو ٹو میری جان۔۔۔ مصعب پیار سے اسکے گرد حصار باندھتے  
مسکرائے۔۔۔

بابا میں بھی۔۔۔ بابا میں بھی۔۔۔ جب فاطمہ اور زہرہ باپ کی محبت سے اپنا  
حصہ بھی حاصل کرنے کے لئے دور سے بھاگ کر آتی مصعب کے ساتھ لگ  
گئیں۔۔۔۔

مصعب زور سے ہنستے اپنے تینوں جگر کے گوشوں کو آغوش میں بھر لیا۔۔۔۔  
چلو چشمش ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔۔۔۔ جب کسوہ تیزی سے باہر کی طرف  
بھاگتی بولی اُسی کے ساتھ دو چوٹی ڈالے کاندھے پر بیگ لیے زہرہ بھی تیزی  
سے اس کے پیچھے بھاگی۔۔۔۔

تبھی مصعب بھی ان کے پیچھے بھاگے تھے۔۔۔ اور انہوں نے پھر وہی دیکھا  
جس کا انہیں یقین تھا۔۔۔ کسوہ کے گارڈ لان میں ہمیشہ کی طرح کھڑے جب  
کہ کسوہ اپنی بڑی سی گاڑی میں بیٹھے یہ جاوہ جا۔۔۔۔

تم لوگوں کو یہاں کھڑے رہنے کے لیے تنخواہ دی جاتی ہے؟؟  
میڈم نے سختی سے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ رہیں۔۔۔۔ گارڈ نخلت سے  
بولا۔۔۔۔

یہ لڑکی اتنی ضدی کیوں ہے فاطمہ؟؟؟ جس چیز کے لئے اسے منع کرو یہ وہی کرتی ہے۔۔۔ مصعب پریشانی سے بڑی بیٹی سے بولے۔۔۔

آپ کا بیٹا ہے وہ۔۔۔۔۔ صرف اپنی نہیں ہماری حفاظت بھی کرنا چھ سے جانتی ہے۔۔۔۔۔ فاطمہ مسکراتی بولی۔۔۔۔۔

اللہ میری بچیوں کے نصیب میں دنیا کی تمام خوشیاں لکھ دیں۔۔۔۔۔ مصعب نم آنکھوں سے دعا کرتے بولے۔۔۔۔۔  
آمین۔۔۔۔۔ فاطمہ کی آنکھیں بھی جھلملا سی گئیں۔۔۔۔۔



ملائکہ ملک شاہ کو فون لگاؤ۔۔۔۔۔ میٹنگ روم میں لمبی سی میز کے سامنے حصے کی طرف باس کی سیٹ پر بیٹھی سیدھ میں دیکھتی وہ نہایت غصے سے دانت چباتی اپنی خاص سیکریریٹری سے بولی۔۔۔۔۔

یس۔۔۔۔۔ میم۔۔۔۔۔ ملائکہ اُس کے غصے اور تیز دھار جملوں کی کاٹ سے اچھے سے واقف تھی تبھی جھٹ سے فون ملا یا۔۔۔۔۔

کسوہ ہاتھ میں اپنے کالے رنگ کے پین کو بنا کچھ بھی بولے اوپر نیچے اسپین کر رہی تھی۔۔۔۔۔ وہاں بیٹھے 20 ایگزیکٹوز اُس کمرے میں اپنی سانسیں روک کر چپ

چاپ بیٹھے خاموش چور نظروں سے ایک دوسرے کی طرف فوقاً دیکھتے نظر جھکا لیتے۔۔۔۔۔ اس ڈر سے کہ کہیں اُس کے سوچنے میں کوئی ڈسٹر بنس ناہو۔۔۔۔۔ ماحول بہت گرم لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنے اصولوں اور کام کو لے کر کتنی سخت ہے اُس کے ساتھ کام کرتے تمام لوگوں کو بہت کم وقت میں اندازہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ ایک سے دوسری بیل پر ہی فون جھٹ سے اٹھالیا گیا۔۔۔۔۔

کسوہ مصعب لغاری کیسی ہیں آپ میں بس ابھی آپکو کال کرنے ہی والا تھا۔۔۔۔۔ ملک شاہ خوشگوار انداز میں بولنا شروع ہی ہوئے تھے کہ اچانک کرختی لیے کسوہ کی آواز مقابل سے سنائی دی۔۔۔۔۔

ملک شاہ صاحب شاید آپکے اندر احساسِ ذمہ داری نام کی کوئی چیز موجود ہے ہی نہیں۔۔۔۔۔ جو انسان وقت کی عزت نہیں کر سکتا وہ کبھی کامیابی کی منزل پا نہیں سکتا۔۔۔۔۔ ایٹ لیسٹ اپنی ناسہی دوسروں کے وقت کی قدر کرنا تو سیکھئے۔۔۔۔۔ ان دیٹ کیس میں اس ڈیل کو کینسل کرتی ہوں۔۔۔۔۔

میں ایسے انسان کے ساتھ کام کرنا تو کیا اُس کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی جو احساسِ ذمہ داری سے آری ہو۔۔۔۔۔ کسوہ ملک شاہ کو آگئے سے کچھ بھی کہنے کا موقع دیئے بنا اچھے سے سناتی چلی گئی۔۔۔۔۔

کیا آپ اس کنٹریکٹ کو ریجیکٹ کر رہی ہیں؟؟؟

پر کیوں مس کسوہ؟؟ ایسا کیوں۔۔۔ ہماری کمپنی نے تین مہینے سخت محنت کر کے یہ پرپوزل بنایا پچھلے پورا سال ہم نے اس کے بچٹ بنانے میں لگائے۔۔۔ اور اس میں ہم دونوں کا بہت پروفیٹ ہوگا۔۔۔ ویسے بھی مصعب لغاری جو MS کمپنی میں آپکے بعد پریزیڈنٹ کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔۔۔ انہوں نے اس پروجیکٹ کی ساری ڈیٹیل ریڈ کی ہے اور ہمارے ساتھ کام کرنے کے لئے اس ڈیل کو اپروو بھی کے دیا ہے۔۔۔

کسوہ انکی بات سنتی بے پرواہ انداز میں ٹوکتی ہوئی بولی۔۔۔ MS کنسٹرکشن میرے ہاتھوں میں ہے۔۔۔ اور مجھے اپنے فیصلے کے لیے کوئی بھی جسٹیفیکیشن دینے کی ضرورت نہیں۔۔۔ اپنے آخری الفاظ بولتے ہوئے اس نے اپنا پین زور سے ٹیبل پر پٹخا۔۔۔

اسے پتہ تھا یہ نوئیڈا کنسٹرکشن پروجیکٹ بہت منافع کا سودا ہے۔۔۔ اور ملک شاہ سے کی گئی یہ ڈیل اُس کی کمپنی کے لئے کامیابی کی نئی راہیں کھولے گا۔۔۔ لیکن سامنے والے کی غلطی کو اتنی آرام سے نظر انداز کر دینا کسوہ کے مزاج کے سخت خلاف تھا۔۔۔

کسوہ مصعب لغاری میں آپکو بتانے ہی والا تھا دراصل اس پروجیکٹ میں میرا بیٹا آپکے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اور وہ اسلام آباد کی فلائٹ سے کراچی پہنچ گیا ہے راستے میں ہی۔۔۔۔۔

ملک شاہ اُس کے اتنا بھڑک جانے اور سخت جملوں پے تھوڑا ناراض ہوتے صفائی دیتے بولے۔۔۔۔۔

یہاں آپکے آباؤ اجداد کے بیٹھائے گئے ملازم نہیں ہیں شاہ صاحب۔۔۔ جسے آپ حکم دے رہے ہیں۔۔۔ S-M انڈسٹری کی ceo میں ہوں اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ کہ MS انڈسٹری اب آپکے ساتھ مستقبل میں کوئی کام نہیں کرے گی۔۔۔۔۔ صاف دو ٹوک الفاظ میں انکار اُنکے منہ پر مارتی آگئے سے کوئی بھی جواب سنے بغیر فون کا ٹی غصے سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔ تبھی کوئی روم کا دروازہ کھولتا اندر آیا۔۔۔۔۔

لباقد خوبصورت نقش صاف رنگ کا وہ خوش شکل انسان بلیک تھری پیس میں اپنے تین گارڈز کے ساتھ اندر آتا سامنے سے آتی کسوہ کو دیکھ کر وہیں جم گیا۔۔۔۔۔ کسوہ نے بھی اندر آتے اُس انسان کو اجنبی نگاہوں سے دیکھا لیکن اس کا دماغ پل میں اُس کے ساتھ اندر آتے گارڈز پر گھوما۔۔۔۔۔

کون ہو تم اور یہ گارڈز کس کی اجازت سے میری بلڈنگ کے اندر آئے؟؟؟ غیظ  
وغضب سے وہ وہیں سے دھاڑی۔۔۔

میں دائم شاہ ہوں ملک شاہ کا بیٹا۔۔۔ دائم اُس کے اس طرح دھاڑنے پر تھوڑا  
خفیف سا ہوا۔۔۔۔۔

آئندہ میرے آفس میں میری اجازت کے بنامت آنا ورنہ تمہارے لیے اچھا نہیں  
ہوگا۔۔۔ اور یہ گارڈز جو آپ کی حفاظت پر معمور ہیں انکی ڈیوٹی اس بلڈنگ کے باہر  
ختم ہوتی ہے۔۔۔ بلڈنگ کے اندر کے تمام لوگوں کی حفاظت کی ذمہ داری کسوہ  
مصعب لغاری کی ہے۔۔۔ ان سے فوراً باہر جانے کو کہو۔۔۔۔۔ ٹھہری غضب آلود  
آنکھیں اور لہجے میں جلتے انگارے لیے وہ ہکا بکا کھڑے دائم شاہ سے بولی۔۔۔  
دائم نے پلٹ کر ہلکا سا گارڈز کو اشارہ کیا جس سے وہ فوراً اس روم سے باہر چلے  
گئے۔۔۔

مس کسوہ۔۔۔

میں ملک شاہ کو انکار کر چکی ہوں آپ بھی جاسکتے ہیں۔۔۔۔۔ مغروریت بھر انداز  
لیے اُسے بھنوووں کی اٹھان سے دیکھتی بیٹے کو بھی ٹکسا جواب دیتی آگے بڑھنے  
لگی۔۔۔۔۔



مس کسوہ مصعب لغاری میں بہت سی پلاننگ اور آپ کے ساتھ کام کرنے کی خواہش لیے اپنے سارے کام چھوڑ کر یہاں پہنچا ہوں۔۔۔ یقیناً غلطی ہماری طرف سے ہوئی ہے۔۔۔ ہمیں آپ کو پہلے ہی اس بات سے آگاہ کر دینا چاہیے تھا۔۔۔ اس کے لیے میں شرمندہ بھی ہوں۔۔۔ لیکن کیا آپ اس غلطی کو معاف کر کے مجھے ایک اور موقعہ فراہم نہیں کر سکتیں؟؟ میں وعدہ کرتا ہوں آپ کو مجھ سے آج کے بعد کوئی شکایت نہیں ملے گی۔۔۔۔۔

سحر باکمال سی اُس کی خفانازنین ادا اور دل رُبا گھڑے کو دلچسپ فریفتہ نگاہوں سے تکتے ہارتے لہجے میں وہ اس کے راستے میں آتا بولا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے پھر میرا ویٹ کریں میں سوچ کر جو مناسب ہو اُس کا جواب دوں گی۔۔۔۔۔ بے نیازی سی آخری نگاہ ڈالتی ٹھہر کر بولتی اُس کی سائڈ سے ہوتے ٹھنڈے ہوا کے جھونکے کی طرح گزر گئی۔۔۔۔۔

وہ جتنی کیمرے کی دکھائی جانے والی آنکھ میں خوبصورت لگتی تھی اُس سے کئی زیادہ وہ حقیقت کی آنکھوں سے دیکھے جانے پر حسین تھی۔۔۔ خاص کر اُس کی بڑی بڑی لائٹ ہیزل آنکھیں جن کی پلکیں بھی اُس کے بالوں کی طرح لمبی اور گھنی تھیں۔۔۔۔۔

دائم دل فریب مسکراہٹ ہونٹوں پر لیے اُس کی جھیل سیف الملوک جیسی گہری  
خوبصورت آنکھوں اور سحر انگیز شخصیت کی خوشبو میں ڈوبے قدم اٹھاتا آگئے آیا اور  
وہاں رکھی کر سیوں میں سے ایک پر بیٹھتا اُسے سوچنے لگا۔۔۔۔۔



چمچماتی سیاہ اور سفید رنگ کی اونچی لمبی شان سے کھڑی یہ بلڈنگ جس کی باہر سے  
کی گئی بناوٹ میں بہت سی جگہوں کو حسین موٹے سیاہ شیشوں سے پُر کیا گیا  
تھا۔۔۔۔۔ آنکھوں کو چکاچوند کر دیتی لائٹوں سے جگمگاتی M - S  
کنسٹرکشن۔۔۔۔۔ ایسا کہا جاتا تھا کہ وہ بلڈنگ پورے شہر میں سب سے اچھی طرح  
سے کنسٹرکٹڈ بلڈنگ تھی۔۔۔۔۔ خاص بات یہ کہ ٹورسٹ جب گھومنے آتے تو وہ  
M - S - انڈسٹری کو ٹورسٹ اسپورٹ کی طرح دیکھتے اور اُسکے ساتھ پکچر  
بنواتے۔۔۔۔۔

M - S - لغاری جو بہت تھوڑے عرصے میں ترقی کامیابی اور شہرت کی بلندیوں  
کو اتنی تیزی سے چھوتی چلی گئی کے تمام کامیاب ناموں اور پہچان رکھنے والوں کی  
فہرست میں شامل ہو گئی۔۔۔۔۔ اس کمپنی کو آگے لیجانے والی اسکی اکلوتی حق دار  
صرف ایک ہی تھی اور وہ تھی کسودہ مصعب لغاری جس کے پیچھے اُس کا ساتھ دینے  
والے اُس کی بابا مصعب ہمیشہ موجود تھے۔۔۔۔۔

اُسکی دن رات کی محنتوں کا ہی نتیجہ تھا یہ جو اتنی کم عمر میں اُس نے اتنے تجربے کا ر  
لوگوں کے بیچ اپنی ایک پہچان اور جگہ بنالی تھی۔۔۔۔

بلڈنگ کی تیسری منزل کے دوسرے ڈیپارٹمنٹ میں جہاں گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا  
وہی سفید صاف شفاف قیمتی ماربل پر کسی کی اونچی ہیل کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز  
دور سے سنائی دیتی اپنی طرف متوجہ کرتی۔۔۔۔

سفید دودھیارنگ کے پیروں میں سیاہ رنگ کی پہنی 7 انچ کی ہیل جس کی  
سامنے کی شپ نوک دار تھی۔۔۔۔

لچکدار سیاہ کپڑے کی پینٹ جو ٹخنوں کی طرف سے چست مگر اوپر آتی ڈھیلی سی  
تھی۔۔۔ اُس پر ہاف وائٹ سلک کی ڈھیلی شرٹ جو پتلی کمر پر بندھی پینٹ کے اندر  
اڑسی ہوئی تھی۔۔۔

شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھولے ہوئے تھے جس سے لمبی سوراچی دار گردن جس  
پر دو بڑے فاصلے پر بنے تل اُس کے ساتھ گلے میں پہنی گئی چھوٹی اور اُس سے بڑی  
چوڑی گولڈ کی خوبصورت چین نظر آتی تھی۔۔۔

اُلٹے ہاتھ کی پتلی کلائی میں پہنے گئے دوسادھے گولڈ کے بریلیٹ کے ساتھ ہی  
گولڈ کی سرکل شپ میں نازل سی چین والی گھڑی جس کے ڈائل میں چھوٹے  
چھوٹے ڈائمنڈ جڑے تھے۔۔۔ جبکہ سیدھا ہاتھ کسی بھی زیبائش سے خالی



اُس کی ظاہری حسین سحر انگیز شخصیت اور خوبصورتی لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ضرور تھی۔۔۔۔۔ لیکن اُس کا سخت مزاج اور اُکھڑا لہجہ لوگوں کو اُنکے دائرے میں رہنے پر مجبور بھی کر دیتا تھا۔۔۔۔۔

بھاری موٹے شیشے سے بنے دروازے کو ایک ہاتھ سے پیچھے کی طرف لا پر واہی سے دھکیلتی اندر آئی۔۔۔۔۔

اُس کے خاص مینجر اور اُس کی سیکرٹری جو حاضر دماغ لیے اُس کے ساتھ پیچھے آتے اُسکے آفس میں داخل ہوئے۔۔۔۔۔

بڑی سی میز جس کے دوسری طرف رکھی باس کی کرسی تھی اس پر آکر بیٹھتی انٹرکام اٹھایا۔۔۔۔۔

3 اسٹرونگ کافی۔۔۔۔۔ بیک وقت اپنے سامنے ادب سے کھڑے دو بندوں کو ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے اور آرڈر دینے کے بعد سکون سے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتی اُنکی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔۔

مینجر صاحب آپ کافی وقت سے اپنی پوری ایمانداری کے ساتھ ہمارے یہاں کام کرتے ہوئے اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔۔۔۔۔ اور اسی بات کو پسند کرتے ہوئے یہاں آپ کو یہ پوسٹ دی۔۔۔۔۔ تو پھر بتائیے اس قابل پوسٹ کے حق دار ہونے کی حیثیت سے مینجر صاحب کیا ہمیں شاہوں کے ساتھ کام کرنا چاہیے؟؟؟

چیز کو تھوڑا سا آگے کرتی صاف شفاف شیشے کی موٹی لمبی سی میز پر کمنیاں ٹکائے  
ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں ملائے آئی برو کی اٹھان اور ہلکا سا لبوں کو کھینچے انہیں غور  
سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جن کے چہرے پر اس وقت صاف 12 بجے نظر آرہے  
تھے۔۔۔

45 سالہ صادق صاحب بیٹی کی عمر کی چھوٹی سی باس کے سوال پر گہری سوچ میں  
ڈوب گئے جبکہ ساتھ بیٹھی ملائکہ دونوں کے مابین ہوتی گفتگو پر تھوڑی کنفیوز  
دکھائی دی۔۔۔

میم آپکو یہ پروجیکٹ جانے نہیں دینا چاہیے۔۔۔ اس میں نہ صرف اُنکا بلکہ اپنا بھی  
فائدہ ہے۔۔۔۔ صادق صاحب سوچ سمجھ کر کچھ دیر بعد سنجیدگی سے بولے۔۔۔  
کسوہ ایک دل فریب انداز میں مسکراتی پیچھے ہوئی۔۔۔  
مینجر صاحب آپ نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ آپ ہم سے کتنے وفادار  
ہیں۔۔۔ سہی کہا آپ نے یہ پروجیکٹ بہت سی نئی کامیابی کی راہیں کھول دے گا  
ہمارے لیے۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔

شاہوں نے چھوٹی سی سہی لیکن جو غلطی کی اُسے نظر انداز بھی تو نہیں کیا جاسکتا  
نا۔۔۔۔۔ بیچارگی سامنہ بنا کر بولتی دروازے پر ہوئی دستک کو اندر آنے کی  
اجازت دی۔۔۔



ویٹر کافی ٹرے ہاتھ میں لیے اندر آتا باری باری تینوں کے آگے کافی سرو کرتا واپس

چلا گیا۔۔۔۔

صادق صاحب اور ملائکہ کی آنکھیں حیرت سے کھل گئی۔۔۔ کسوہ نے اپنے ساتھ

اُنکے لیے بھی کافی آرڈر کی تھی۔۔۔۔

کسوہ مسکراتی ہوئی دونوں کو کافی اٹھانے کی پیش کش کرتی ایک فائل دیکھنے میں

مصرف ہو گئی جیسے یہ کام اسکے لیے بہت اہم ہو۔۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف دائم شاہ جسے میٹنگ روم میں اکیلے بیٹھے 30 منٹ سے اوپر ہو

چُکے تھے اور کسی کو وہاں آنے اور اُسے یاد رکھنے کا خیال بھی شاید نہ رہا تھا۔۔۔



وہ کوئی عام انسان نہیں تھا جسے انور کیا جاتا وہ ایک معروف بزنس مین اور پولیٹیشن

کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔۔ جس کے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہو گیا تھا تبھی غصے سے اٹھا ہی تھا

جب دروازہ کھول کر وہ دلنشین دوبارہ حاضر ہوئی۔۔۔۔

دائم شاہ اُسے دیکھتا جیسے وہی جم گیا۔۔۔

کیا ہوا دائم شاہ؟؟ ہلکا سا مسکراتی قریب چل کر آئی۔۔۔۔



اب آپکو اچھے سے اندازہ ہو گیا ہو گا کہ وقت کتنا اہم ہوتا ہے؟؟ اور انتظار کرنا کتنا تکلیف دہ۔۔۔۔۔ اپنے 5 منٹ کے انتظار کا بدلہ 38 منٹ اُسے انتظار کی سولی پر لٹکا کر وہ اب کسی فتح یاب کی طرح آئی تھی۔۔۔۔۔

لائٹ ہیزل خوبصورت بڑی بڑی آنکھیں طنز کی رمت لیے دائم شاہ کی سیاہ آنکھوں میں بے خوفی سے دیکھتی اپنا پورا حساب لینے پر چمک رہی تھی۔۔۔۔۔  
دائم شاہ ہلکا سا مسکراتا نا جانے کیوں اسکی اس خطا کو انگور کرتا بے اختیار مسکرا

دیا۔۔۔۔۔

بیٹھ جائیں دائم شاہ صاحب۔۔۔۔۔ حساب برابر ہوا۔۔۔۔۔ ٹھہر کر سنجیدگی مگر صاف گوئی سے بولتی اپنی سیٹ کی طرف آتی بیٹھی۔۔۔۔۔

دائم شاہ کو سمجھ نہ آیا وہ بروقت اتنے کام ایک ساتھ کیسے کرے یا تو اُس کی سحر انگیز مختلف شخصیت کو مبہوت کو کر ایک ٹک تکتا رہے یا پھر اُسکی ترکی باتر کی چلتی زبان کے جھوہر کا ٹھیک طرح جواب دے یہ پھر اُسکی سزا کو سنجیدگی سے لے۔۔۔۔۔  
سر جھٹکتا خاموشی سے سیٹ پر واپس بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

کسوہ نے پیچھے کھڑے مینجر کی طرف بنا مڑے ہاتھ پیچھے کئے جس پر مینجر نے جھٹ سے ایک نیلے رنگ کی فائل اُس کی صاف ملائم ہتھیلی پر رکھ دی۔۔۔۔۔

دائم شاہ کی خود پر ایکسرے کرتی نگاہوں کو انگور کئے بے حس بنی سنجیدگی سے فائل  
سامنے کئے اُس کا معائنہ کر رہی تھی۔۔۔

یہ رہے کانٹریکٹ پیپر ز۔۔۔ بے شک یہ ایک بہترین اور بہت اہم معاہدہ ہے جس  
پر ہم مل کر کام کریں گے۔۔۔ دھپ کی آواز سے اُس کے سامنے فائل رکھتی  
بولی۔۔ جس سے دائم کا اُسے مدہوش ہو کر دیکھنے والا سکتہ ٹوٹا اور وہ اپنی سیٹ پر  
سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔۔۔

اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ پہلی نظر میں اس لڑکی پر دل ہار بیٹھا تھا۔۔۔۔۔  
وہ دائم شاہ جس کی ایک نظر کی توجہ کے لیے بہت سی لڑکیاں دعائیں مانگتی  
تھی۔۔۔ آج ایک سنگ دل حسینہ کی خود پر ایک نظر التفا کے لئے بیتاب نظر آ رہا  
تھا۔۔۔ جو شروع سے اب تک اُسے کسی خاطر میں لائے بغیر صرف اپنی بات کو  
اونچے رکھے ہوئے تھی۔۔۔۔۔

لیکن ناصر ف دائم بلکہ اُس سے ملنے والا ہر شخص پہلی ہی بار میں یہ بات اچھے سے  
جان جانتا تھا کہ کس وہ مصعب سوائے اپنے باپ کے کسی سے بھی نرمی سے بات  
نہیں کرتی تھی۔۔۔ اُس کا پتھر یلی چٹانوں جیسا صاف گوانداز بڑے سے بڑے  
آدمی کے سامنے بھی نہیں پگھلتا تھا۔۔۔ وہ سچ مچ بہت بہادر اور نڈر تھی۔۔۔۔۔

گہرا سانس لیتا فائل بنا پڑھے سائن کرنے ہی لگا تھا جب کسوہ کالمبے ناخنوں والا پنچہ فائل پر شیرنی کی طرح جھپٹتا فائل ہلکا سا پیچھے کھسکا گیا۔۔۔ دائم حیران ہوتا گردن اٹھائے اُسکے حملہ آور انداز کی طرف دیکھتا روک گیا۔۔۔

لیکن آگر آپ نے مجھے چیٹ کرنے کی کوشش کی تو میں ایک پل کے لئے نہیں سوچوں گی اس کنٹریکٹ کو ختم کرنے میں۔۔۔

چاہے میرا کتنا ہی بڑا نقصان کیوں نہ ہو جائے۔۔۔ پھر اس کے ساتھ آپکے اچھے دن بھی ختم ہو جائیں گے شاہ صاحب۔۔۔ میں خود کے ساتھ بُرا کرنے والوں کو بھولتی نہیں۔۔۔۔۔ سرد مہری سے اُسکی آنکھوں میں دیکھتی وہ بولی نہیں غرائی تھی۔۔۔۔

دائم شاہ مر جانا قبول کرے گا لیکن کسوہ مصعب کو دھوکا دے ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔ ہلکا سا مسکراتا وہ نرم لہجے میں بولا۔۔۔

کسوہ ایک جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کرتی طنزیہ انداز میں مسکراتی سیدھی ہوئی۔۔۔۔۔ جب وہ سائن کرتا اور کچھ اہم ٹاپک پر اُس سے بات چیت کر کے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

کسوہ نئے پروجیکٹ کو لے کر کافی دیر تک آفس میں بیٹھی کام کرتی رہی تھی جب اُس کا فون بھو بھو کرنے لگا۔۔۔ جہاں مصعب کی کال آرہی تھی۔۔۔

جی بابا۔۔۔ فون کا اسپیکر آن کیے وہ اب بھی لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا رہی تھی۔۔۔  
رات کے بارہ بجنے والے ہیں کسوہ تمہیں احساس بھی ہے ہم پریشان ہو رہے  
ہونگے تمہارے لئے۔۔۔ مصعب اُس کی آواز سنتے ہی آگ بگولا سے ہو گئے۔۔۔  
مصعب کے منہ سے اتنی رات ہو جانے پر وہ تعجب سے گھڑی کی طرف دیکھنے  
لگی۔۔۔ کیا وہ اتنی دیر گئے تک آج پھر کام کرتی رہی تھیں۔۔۔

میں بس پہنچ رہی ہوں۔۔۔ فون کا ٹی لیپ ٹاپ بند کرتی اٹھی۔۔۔۔  
ہمیشہ یہی ہوتا جب وہ کام کو خود سے زیادہ اہمیت دیتی تو سب بھول جاتی یا درہ جاتا تو  
صرف ایک جنون سب سے بڑا بننے کا۔۔۔ سب کو پیچھے چھوڑ جانے کا طاقتور ہو جانے  
کا جنون۔۔۔۔

آفس سے جیسی باہر نکلی سامنے اُس کی سیکرٹری اور مینیجر ڈائریکٹر صاحب سیٹ پر  
بیٹھے تقریباً اونگھ رہے تھے۔۔۔۔

بلڈنگ بھی آدھی سے زیادہ خالی ہو چکی تھی۔۔۔۔  
آجائیں آپ دونوں کو گھر چھڑوادوں۔۔۔ قریب جاتی دونوں سے بولتی آگئے بڑھ  
گئی۔۔۔

کسوہ کی آواز سنتے جیسے دونوں ہڑبڑا کر اٹھے اپنا سامان جو ہاتھ ہی میں لیے بیٹھے تھے  
اٹھائے اُس کے پیچھے بھاگے۔۔۔۔

خاص پر سنل اسٹاف کے لیے ہمہ وقت تیار کھڑی ایمر جنسی وین میں بچے اسٹاف کو  
اپنی نگرانی میں بھیجتی اپنی بڑی سی گاڑی کی طرف بڑھی۔۔۔۔

جہاں اُس کا 30 سالہ پٹھان ڈرائیور اپنی مالکن کے آنے پر گاڑی سٹارٹ کئے چلنے کو  
تیار تھا۔۔۔۔

گاڑی اپنی پوری رفتار سے منزل کی طرف گامزن تھی۔۔۔۔ کسوہ بھی تھکن سے چور  
آنکھیں بند کئے سیٹ پر سر رکھے لیٹی تھی جب تیز چلتی گاڑی اچانک جھٹکے کھاتی  
سنان اندھیری جگہ پر آکر رُک گئی۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟ ماتھے پر بل لیے وہ ڈرائیور سے بولی۔۔۔۔ اب جب اُسے فوراً سے گھر  
پہنچنا تھا تو یہ ایک نئی مصیبت آگئی تھی۔۔۔۔

مجھے لگتا ہے بی بی۔۔۔۔ ٹائر پنچر ہو گیا ہے۔۔۔۔ آپ گاڑی میں بیٹھی رہیں میں دیکھتا  
ہوں۔۔۔۔ ڈرائیور جلدی سے اترتا دیکھنے لگا۔۔۔۔ اور اُس کا شک سہی تھا۔۔۔۔ ٹائر  
پنچر تھا۔۔۔۔

بی بی۔۔۔۔ کچھ دیر لگے گی یہ جگہ سنان ہے آپ نیچے مت اترنا۔۔۔۔ ڈرائیور  
واپس آکر اُس سے کہتا چلا گیا۔۔۔۔





خان صاحب اُسکی ڈانٹ پر خاموش ہی رہے۔۔۔ اس وقت صرف جان ہی نہیں  
اُسکی عزت کی حفاظت کرنا بھی ضروری تھا۔۔۔

کسوہا نہیں اچھے سے سبق سکھا سکتی تھی لیکن مشکل یہ تھی کہ خان صاحب بیچ میں  
دیوار بن کر کھڑے اُسے کمزور کر چکے تھے۔۔۔ اُسے اپنی زندگی سے زیادہ اُس  
غریب انسان کی پرواہ تھی جو اُس کی جان کی حفاظت کے لئے خود سامنے آکھڑا ہوا  
تھا۔۔۔

وہ ڈاکو تھے جو رات کے اندھیرے میں سوچی سمجھی پلاننگ کے تحت گزرتے رہ  
گیروں کو لوٹا کرتے تھے۔۔۔۔

دیکھو ہم ایک اچھی ڈیل کر سکتے ہیں میں تم لوگوں کو بہت سے پیسے دے سکتی  
ہوں۔۔۔۔

بنا کسی خوف اور گھبراہٹ کے سخت گیری سے اتنا ہی بولی جب وہ چیخ کر  
بولے۔۔۔۔

ہمیں جو تیرے پاس ابھی ہے وہ سب کچھ چاہیے زیادہ باتیں کر کے اُلجھامت سامان  
کہاں ہے۔۔۔۔۔ تینوں کی حالت اور بات کرنے سے صاف ظاہر تھا وہ بہت  
ڈرے ہوئے اور جلدی میں ہیں۔۔۔۔۔



کسوہ نے گاڑی کی سیٹ پر رکھے اپنے تمام قیمتی سامان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔۔۔

تین لڑکوں میں سے ایک لڑکا گاڑی کا دروازہ کھول کر سیٹ پر رکھا لیپ ٹاپ بیگ اٹھانے کے بعد اُس کے پاس آتا اُس کے ہاتھ سے فون بھی لے چکا تھا جب کہ دو اُن پر نظر رکھے ہوئے تھے۔۔۔

سامان لینے کے بعد تینوں بایک پر بیٹھے اور تیزی سے آگے بڑھ گئے۔۔۔ وہ گاڑی بھی لے جاتے جو اگر ٹائر تھوڑی دیر پہلے لگ چکا ہوتا تو لیکن اتنی دیر انتظار کرنا خطرناک تھا۔۔۔

سکتے کے عالم میں کھڑی وہ اپنا تمام قیمتی اثاثہ اُن ڈاکوؤں کو اتنی آرام سے لے جاتا دیکھتی رہی وہ جیسے وہی کھڑی پتھر کر دی گئی تھی۔۔۔ اُس کالیپ ٹاپ۔۔۔ تین لڑکوں پر مشتمل وہ بایک ابھی اُس کی نظروں سے کچھ دور ہی گئی ہو گی جب سامنے سے آتی بلیک رنگ کی ہیوی بایک نے سامنے سے آتی عام بایک کو زوردار ٹکرامارا جس سے اُن ڈاکوؤں کی بایک دور ہوا میں اچھل کر زور سے گری۔۔۔ وہ تینوں انسان زور سے اچھلتے بہت بری طرح گرے زمین پر تڑپ رہے تھے۔۔۔ جو کم سے کم اب اپنی ٹانگوں پر تو اٹھنے سے رہے۔۔۔

کسوہ سانس روکے بایک کی روشنی میں سارا کھیل تماشا دور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

ہیوی بانیک پر بیٹھا وہ لمبا چوڑا کالا سا ہیولا بانیک لیے آگے آیا اور جھک کر زمین پر پڑا  
اُس کا بیگ لیپ ٹاپ اور موبائل اٹھاتے اُس کی طرف بڑھا۔۔۔

کسوہ کی جیسے سانسیں لوٹ آئی ہوں۔۔۔ تیزی سے چند قدم بھاگ کر اُس کے  
قریب آنے لگی تب وہ تھوڑی دور وہی ٹھہرتا اُس کا سامان زمین پر رکھتا یہ باور کروارہ  
تھا کہ دوری قائم رکھی جائے۔۔۔

اُن کے بیچ جیسے چند قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا۔۔۔

کون ہو تم؟؟ ہر بار ایسے وقت میں کہاں سے پہنچ جاتے ہو جب میں اپنی مدد کرنے  
سے لاچار ہو جاتی ہوں؟؟ مجھ پر آنے والی مصیبت کی بوم تک کیسے پہنچ جاتی ہے؟؟  
گہری سانسیں لیتی حیرانگی سے ایک ٹک دیکھتی بول رہی تھی۔۔۔ وہ سیاہ ملبوس میں  
لپٹا انسان رات کا ہی حصہ معلوم ہوتا تھا۔۔۔ ایک پاؤں زمین پر رکھے بانیک کو زور  
سے ریس دیتا جیسے اُسے واپس لوٹ جانے کا حکم دے رہا تھا۔۔۔

آج تمہیں میرے سامنے آنا ہو گا۔۔۔ اُسکے کوئی جواب نادینے پر وہ یہ کہتی تیزی  
سے فاصلہ مٹاتی اُس کے ہیلیمٹ پہننے چہرے پر جھپٹی جب وہ بروقت پیچھے ہوتا اُس  
کی کلائی کو دبوچتا موڑ کر اُس کے پیٹ کی طرف کر گیا ایسے کے کسوہ کی پیٹھ اُس کے  
سینے سے لگتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

بہتر ہوگا کے گھر والوں کو مزید پریشان مت کرو۔۔۔ سامان اٹھاؤ اور جاؤ۔۔۔ اُس کے کان کے قریب بھیڑیوں کی سی غراہٹ میں اُس کو تنبیہ کرتا ہلکا سا آگے کی جانب دھکا دیا اور بایک زن سے آگے بڑھا گیا۔۔۔

کسوہ مٹھی زور سے بھنجتی غصے سے بے قابو ہوتی کچھ پل دور جاتے اُس انسان کو کچا چباتی نظروں سے دیکھتی رہی پھر آگے بڑھی اور نیچے پڑا سامان اٹھاتی موڑی جہاں خان صاحب گاڑی سٹارٹ کئے اُس کے منتظر کھڑے تھے۔۔۔

جس بات کی اُسے فکر تھی وہی ہوا۔ گاڑی جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی کسوہ نے دیکھا سامنے مصعب کافی غصے میں کھڑے تھے ساتھ اُسکی دونوں بہنیں بھی جن کے چہرے پریشانی کی رمتی لیے ہوئے تھے۔۔۔

گھر اسانس لیتی دروازہ کھولتی نظریں جھکائے سامنے آئی۔۔۔ تمہیں احساس ہے کہ تمہارا بوڑھا باپ ہے اور دو بہنیں بھی ہیں جو تمہاری ایسی حرکتوں سے پریشان ہوتی ہیں۔۔۔ میں نے تمہیں ہر طرح کی خود مختاری دی۔۔۔ اسکا مطلب یہ نہیں کسوہ کے تم اپنے ساتھ ہمیں بھی بھول جاؤ۔۔۔ مجھے تمہارے کام کرنے پر اعتراض نہیں مجھے تمہارے کام کے پیچھے خود کو برباد کر لینے پر اعتراض ہے۔۔۔ اتنی ضدی کیوں ہو؟؟ لاکھ سمجھاؤ پھر بھی وہی کرتی

ہو۔۔۔ مصعب بنا رو کے جو شروع ہوئے تو سارا غصہ نکال کر چُپ ہوئے۔۔۔

اُسکی دونوں بہنیں منہ لٹکائے خاموش کھڑی تھیں۔۔۔۔۔  
مصعب ویسے بلڈ پریشر کی دوائی لے کر جلدی سو جانے کے عادی تھے۔۔۔۔۔ جانتے  
تھے کس وہ 8-9 بجے تک گھر آ جاتی تھی۔۔۔۔۔ کبھی ہی ایسا ہوتا کہ وہ اتنی دیر کر  
جائے اور مصعب سے بچ جائے لیکن آج اُسی ایک بار پھر یہ چوری پکڑی گئی  
تھی۔۔۔۔۔

سوری بابا۔۔۔۔۔ گردن ہلکی سی اٹھاتی معصومیت سے بولی جو اسکا اختیار  
تھا۔۔۔۔۔ مصعب اُسکا شر مندہ لہجہ اور معصوم صورت دیکھ کر پگھل گئے۔۔۔۔۔ وہ اُنکی  
سب سے خاص لاڈلی اور پیاری بیٹی جو تھی۔۔۔۔۔  
اس سے پوچھو کھانا کھائے گی یا وہ بھی کام سے پیٹھ بھر کر آئی ہے۔۔۔۔۔ مصعب  
ناراض سے فاطمہ سے بولتے اندر چلے گئے تھے۔۔۔۔۔  
کسوہ مسکراتی آگے آئی۔۔۔۔۔ تم دونوں کیوں منہ پھولائے کھڑی ہو۔۔۔۔۔ دونوں  
بہنوں کو شرارت سے چھیڑتی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔

بابا کے فون کرنے کے بعد بھی تم پورے 1 گھنٹہ لیٹ آئی ہو۔۔۔۔۔ جب کے 15  
منٹ ہی کی ڈرائیو پر دوری ہے ماشا اللہ سے جو آپکی شاہی سواری ہے وہ تو اس سے  
بھی کم وقت میں پہنچا دیتی ہے پھر اتنی دیر ہونے کی وجہ؟؟؟۔۔۔۔۔ فاطمہ ناراضگی  
سے پیچھے آتی بولی۔۔۔۔۔

ہاں جلد ہی پہنچ جاتی اگر جو راستے میں محترم ڈاکوؤں سے ملاقات ناہوئی  
ہوتی۔۔۔ کسوہ کمرے میں آتی رازداری سے دونوں بہنوں کو دیکھتی بولی۔۔۔  
کیا۔؟؟؟ کسوہ تم ٹھیک ہو؟؟ فاطمہ اور زہرہ خوف زدہ سی قریب آتی بولی۔۔۔  
زہرہ تو اُس کے گرد زور سے بازو لپیٹے رونے جیسی ہو گئی۔۔۔  
میں ٹھیک ہوں شکر ہے اللہ کا۔۔۔۔۔ لیکن اُس کے ایک بار پھر اچانک آجانے اور  
ہمیشہ کی طرح میری مشکل وقت میں مدد کرنے سے بہت کچھ برباد ہوتے ہوتے رہ  
گیا۔۔۔۔۔ کسوہ مسکراتی زہرہ کو پیار کرتی آنکھیں گھما کر منہ بناتی بولی۔۔۔  
بلیک اینجل۔۔۔ وہ پھر آیا تھا؟؟ اُسے کیسے پتہ چل جاتا ہے آپ کسی مصیبت سے دو  
چار ہونے والی ہیں؟؟ زہرہ بڑی بڑی آنکھیں مزید کھولتی حیران ہوتی چشمہ ٹھیک  
کرتی بولی۔۔۔۔۔  
کیا تم نے اُسے دیکھا؟؟ وہ کون ہے؟؟ فاطمہ جلدی سے بولی۔۔۔ اُسکے لہجے میں  
تجسس تھا۔۔۔  
نہیں وہ پھر بچ گیا۔۔۔ افسوس سے کہتی فریش ہونے کے لیے باتھ روم کی طرف مڑ  
گئی۔۔۔۔۔ لیکن ہر بار کی طرح وہ یہ بات پھر سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی کہ ہونہ  
ہو۔۔۔۔۔ رنگ نمبر اور بلیک اینجل دونوں ایک ہی انسان تھے۔۔۔۔۔  
جب کہ فاطمہ اور زہرہ نے ٹھنڈی آہ بھرتے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔۔



دائم شاہ اپنی آرام دہ کرسی پر بیٹھے سامنے رکھے لیپ ٹاپ پر ضروری کام کر رہا تھا۔ اُس کی دیوار پر لگی خوبصورت بڑی سی گھڑی رات کے 11۔ بجکر 20 منٹ کا ٹائم بتا رہی تھی۔۔۔ جب اُس کا فون بجنے لگا۔۔۔ اُس نے مصروف انداز میں فون ٹیبل سے اٹھا کر آنکھوں کے سامنے کیا لیکن اسکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھ کر اُسے لگا جیسے اچانک آس پاس کسیجن کی کمی ہونے لگی ہے۔۔۔۔۔

کانپتے ہاتھوں سے اُس نے فون لیس کیا اور کان سے لگایا۔۔۔۔۔

دائم شاہ کیسے ہو؟؟؟ دوسری طرف سے کوئی سفاکی سے ہنستا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔

مے۔۔۔۔۔ م۔۔۔۔۔ ٹھیک ہوں؟؟؟ دائم ہکلاتے ہوئے تھوک نگلتا بولا۔۔۔۔۔

جو فرائض تمہیں سوچنے تھے میری جان کیا تم اُسے بھول گئے ہو؟؟؟ آگر بھول گئے ہو تو کیا میں وہاں آکر تمہیں یاد کرواؤں؟؟؟ سرد لہجے میں کہتا وہ دائم شاہ کو اس ٹھنڈے کمرے میں پسینہ پسینہ کر گیا۔۔۔۔۔

نہی۔۔۔۔۔ نہیں مجھے یاد ہے۔۔۔۔۔ بس 2 دن مجھے اور دو۔۔۔ تمہارا اب تک کا سارا کام میں بہت اچھے سے کرتا آیا ہوں۔۔۔۔۔ اس بار کچھ مشکلات ہیں۔۔۔۔۔ ڈیڈ بھی اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ اس بار سیکیورٹی بہت سخت ہے لیکن کام ہو جائے گا۔۔۔۔۔ تمہارا سارا مال باحفاظت ڈیلیور ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اور پے منٹ تمہارے



اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دی جائے گی۔۔۔ دائم اُسے مطمئن کرتا اپنا خود کا حوصلہ ہار رہا تھا۔۔۔۔

ہممم۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ صرف 2 دن۔۔۔ مجھے تم پر بھروسہ ہے دائم تم نے اب تک میرا کوئی کام ادھورا نہیں چھوڑا۔۔۔ اس لیے میں تمہیں ایک اور کام سونپ رہا ہوں۔۔۔ مجھے اس مہینے کے آخر میں 20 سال کی چھوٹی عمر کی لڑکیاں اور اسلحہ سعودیہ ڈیلیور کروانا ہے۔۔۔ اور یہ کام تم کرو گے۔۔۔ کیسے یہ میرا مسئلہ نہیں۔۔۔۔ لیکن اس کے بدلے تمہیں بہت سارا پیسہ ملے گا۔۔۔ اپنے بندوں کو فوراً کام پر لگاؤ۔۔۔ اتنا کہتا وہ لائن کاٹ چکا تھا۔۔۔ جب دوسری طرف دائم کی جان میں جان آئی۔۔۔۔

اسنے گہری سانس لیتے فون پر نمبر ڈائل کیا اور اپنے ساتھیوں کو s - D کے دیئے نئے کام پر لگا دیا۔۔۔۔



7 مہینے اب ایک لڑکی کا باڈی گارڈ بن کر رہنا ہو گا یہ دن دیکھنا باقی رہ گیا تھا میجر صاحب۔۔۔۔۔ وہ بھی ایسی لڑکی جس کو آپ نے ریجیکٹ کیا ہو۔۔۔۔۔ ہاں بھی کیسے کر دیتا جب میرا دل خود میرے لئے نہیں بلکہ کسی اور کے لئے دھڑکتا ہو۔۔۔۔۔ جو آپ کی جان میں ایسے پیوست ہو جیسے دشت میں گراموتی۔۔۔۔۔ جسے





ابھی وہ گھڑی کی طرف دیکھتا سراٹھایا ہی تھا جب وہ سامان کے نام پر صرف ایک بیگ ہاتھ میں اٹھائے باہر آتی نظر آئی تھی۔۔

اُس نے آئی برواچکاتے باہر آتی لڑکی کا معینہ کیا۔۔۔

میجر جنرل نے ٹھیک کہا تھا۔۔ وہ سب سے الگ ہی تھی۔۔ وہ اسے دیکھ کر دل میں بولا۔۔

ڈھیلی سی ہڈ والی بلیک جیکٹ پہنے جو نیچے گوٹھنوں سے تھوڑی اوپر تھی جینز اور موٹے جوکرز پیروں میں پہنے ہوئے تھے۔۔ چہرے کو ہڈ اور سامنے کے کٹے بالوں سے مکمل چھپایا ہوا تھا۔۔ درمیانہ قد نازک سراپا۔۔ جہاں تک اس نے اس کے کھلے لباس سے اندازہ لگایا تھا۔۔ ٹام بوائے جیسا حلیہ تھا اس کا۔۔ وہ اس کا چہرہ دیکھنے میں بس ناکام رہا تھا۔۔ مگر اُلٹے ہاتھ کے انگوٹھے میں پہنا چھلا وہ باخوبی دیکھ گیا تھا۔۔

وہ نیچے منہ کئے تیزی سے چلتی ہوئی سامنے کھڑی ٹیکسیوں کی طرف آئی تھی۔۔ اور ان میں سے ایک ٹیکسی ڈرائیور سے بینا بات کئے پیچھے کا دروازہ کھول کر تیزی سے اندر بیٹھی۔۔۔

اندر بیٹھ کر جانے کیا بات ہوئی تھی دونوں کے درمیان کے کار تھوڑی دیر میں چل پڑی۔۔۔

کل ملتے ہیں پھر مس ازاد۔۔ اس کی جاتی گاڑی پر آخری نگاہ ڈالتا وہ خود سے بولا اور  
آگے بڑھ گیا۔۔۔



ٹیکسی کی ونڈو سے جھانکتی سامنے بنے خوبصورت چھوٹے سے گھر کو وہ حسرت  
بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔ جس سے اس کی کئی حسین یادیں جڑی  
تھیں۔۔ جس میں کبھی اس کے ہنسنے کی زندگی سے بھرپور آوازیں گونجا کرتی  
تھیں۔۔۔

مگر کسی نے سچ کہا ہے۔ جس گھر میں ماں زندہ نا ہو وہ گھر قبرستان کہلاتا  
ہے۔۔۔ اس کی جنت تو کئی سالوں پہلے اس سے روٹھ گئی تھی۔۔ اس گھر کی  
رونقوں اور خوشیوں کے ساتھ وہ اس کی ہنسی اور زندگی سے بھرپور رنگ بھی اپنے  
ساتھ لے گئیں تھیں۔۔

اداسی سے گھر کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں تیزی سے نمکین پانی جمع ہونے  
لگا۔۔ دل پرانی یادوں کو سوچتے بھر سا آیا۔۔

کئی سال گزر جانے کے بعد بھی وہ ان درد بھری تکلیف دہ یادوں کے صحرا سے باہر  
نکل نہیں پائی تھی۔۔ آج بھی وہ درد بھرے منظر اس کے ذہن پر ایسے نقش تھے

جیسے کل کی ہی بات ہو۔۔۔ اور پھر وہ انہیں یاد کر کے ایسے تڑپتی جیسے کسی نے گرم سلاخ کر کے اس کے نازک جسم پر رکھ دی ہو۔۔۔

اپنی دل خراش چیخوں کا گلہ گھونٹتی وہ منہ پر ہاتھ رکھے تیزی سے ڈرائیور کو گاڑی آگے بڑھانے کو کہا۔۔۔

ٹیکسی کچھ دور جاتی ایک اور گھر کے سامنے روکی جو بالکل اُسکی طرح انجان سا تھا۔۔۔ جب وہ دروازہ کھولتی باہر نکلی ڈرائیور کو پیسے دیتے اندر آئی تو دیکھا ہلکے رنگ کے نیلے کپڑوں میں ایک درمیانی عمر کی عورت دروازے پر کھڑی اسی کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔

السلام علیکم۔۔۔ ازہ نے اسے دیکھ کر آہستہ آواز میں سلام کیا اور تیزی سے گھر میں داخل ہوتی اوپر جانے لگی تھی کہ جب ہی اسے پیچھے سے آواز آئی۔۔۔  
وعلیکم السلام ازہ آپ کھانا کھاؤ گی؟؟ مسکرا کر جواب دینے کے ساتھ انہوں نے تیزی سے اوپر جاتی ازہ سے سوال بھی کیا۔۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔ وہ بینا پلٹے یہ کہتی اپنے کمرے کے جانب بڑھ گئی۔۔۔  
زیشان نے آمنہ نام کی قابل بھروسہ گورنر ازہ کے خیال اور دیکھ بھال کے لئے پہلے ہی رکھ لی تھی۔۔۔ تاکہ اسے یہاں رہتے ہوئے کسی قسم کی کوئی پریشانی ناہو۔۔۔

اس نے کمرے میں آ کے آہستہ سے بیگ ایک طرف رکھا۔ تبھی فون کی بیل بجی

--

السلام علیکم بابا۔ ایک ہاتھ سے ہڈ کو پیچھے کرتے ہوئے بیڈ پر آہستہ سے بیٹھتی فون

کان سے لگائی وہ بولی۔۔

وعلیکم السلام میرے بچے کیسے ہو؟؟ محبت سے پوچھا۔

ٹھیک ہوں۔۔ مختصر جواب دیا۔

کچھ دیر دونوں طرف خاموشی چھائی رہی۔

سب آئے تھے اپنے پیار و کو لینے وہاں بس ایک میں ہی اکیلی تھی۔۔ جسے کوئی لینے نا

آیا۔۔۔ لفظوں میں بے پنہا درد تھا۔ اور لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ۔

زیشان نے دکھ سے آنکھوں کو بند کیا پھر بولے۔۔ میرے بچے تم جانتی ہو کہ

تمہارے کتنے دشمن ہے جو تم پر گھات لگائے بیٹھے ہیں۔

ہاں۔۔۔ جانتی ہوں بابا آپ مجبور ہے۔ شاید اس ملک کے سارے رکھوالے

ایسے ہی مجبور ہو جاتے ہیں۔۔ کوئی بات نہیں بابا مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں

میری قسمت میں اکیلا پن اور تنہائی ہی لکھی ہے شاید۔۔ جو میرے قریب ہوتا ہے

یا تو وہ مجھ سے چھن جاتا ہے یا دور ہو جاتا ہے۔۔ یہ ملک کے دشمن نا آپ کو جینے

دیں گے اور نام مجھے سکون سے مرنے۔۔ اپنا خیال رکھیے گا بابا اللہ حافظ۔۔ اس نے  
یہ کہہ کر فون کاٹ دیا۔۔۔

زیشان کی آنکھیں اس کا درد محسوس کرتے ہوئے نم سی ہو گئی تھیں۔۔  
یا اللہ بس کر دے اس کی تکلیفوں کو کم کر دے میرے مولا۔۔۔۔۔ آنکھوں میں  
آنسو اور لبوں پر اپنی اولاد کی سلامتی کی فریاد تھی۔۔۔۔



وہ صبح سے لیپ ٹاپ میں لگی تو کبھی ڈاکیومنٹ فائلز ریڈ کرتی اب کافی تھک چکی  
تھی۔۔۔۔۔ آج اُس کے آفس کا آف تھا۔۔۔

تھوڑی دیر کمر سیدھی کرنے کی غرض سے وہ بیڈ پر لیٹ گئی اور اُسے پتہ بھی ناچلا  
کب اُسکی آنکھ لگ گئی۔۔۔۔

آنکھ تو اُسکی تب کھلی جب معمول کے مطابق ہٹ کر گھر میں کچھ غیر معمولی  
آوازیں سنائی دیں۔۔۔۔۔

حیران ہوتی روم کا دروازہ کھول کر باہر آئی جب نوکروں کی ہلچل سے اُس کا شک  
سہی نکلا۔۔۔۔۔ یہی معلوم کرنے کی غرض سے اُس نے نیچے آنے سے پہلے دو قدم  
آگے بڑھ کر بڑی سی ونڈو کے باہر کا جائزہ لیا۔۔۔۔

اور پھر تبھی اُسکی آنکھوں میں سختی اور چہرے پر ضبط کی پرچھائیاں نظر آنے لگی یہ دیکھ کر کے وہاں 5 سے 6 پر اڈا اور گارڈز الرٹ کھڑے تھے۔۔۔۔۔ جس کا مطلب صاف تھا۔۔۔۔۔

تبھی وہ تیزی سے دھپ دھپ سیڑھیاں اُترتی بڑے سے ڈرائنگ روم میں کسی طوفان کی طرح داخل ہوئی جہاں سے باتوں کی آوازیں آرہی تھیں لیکن اُسکے آنے سے اب وہاں خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔۔۔

مصعب ایک پل کے لیے اُسے دیکھ کر تھم سے گئے لیکن اُسے ہینڈل کیسے کرنا ہے یہ وہ اچھے سے جانتے تھے۔۔۔۔۔



وہاں بیٹھے 4 افرادوں نے بھی اُسی پل اُسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ لیکن اُن میں سے 2 لوگوں نے اُس کے وجود کو وہاں دیکھ کر نفرت سے منہ پھیر لیا۔۔۔۔۔

ولد ارکس وہ کو آتا دیکھتے مسکراتے ہوئے اپنی باہیں کھول کر اٹھے اور اُسکی طرف بڑھے۔۔۔۔۔ میمونہ بھی شوہر کی پیروی کرتی مسکراتی ہوئی اٹھیں۔۔۔۔۔

کسوہ جو تیز سانس لیتی سب پر باری باری نگاہ ڈالتی معاؤف ہوتے دماغ سے معاملے کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی ولد ار اور میمونہ کو پاس آتا دیکھتی آدب سے سر جھکاتی سلام کرتے اُنکے سینے سے لگی۔۔۔۔۔





دینا صاف محسوس کیا۔۔۔۔۔ لیکن کسی نے کچھ بھی کہنے اور پوچھنے سے خاموش رہنا بہتر سمجھا۔۔۔۔۔

اُس کے خود کے برابر آکر بیٹھتے مصعب سنجیدہ ہوتے کسوہ سے بولے۔۔۔۔۔ جاؤ بیٹا دیکھو تمہاری بہنیں کچن میں کام کر رہی ہیں انکی ہیلپ کرو تا یا تائی دادی سردار بڑا بھائی آیا ہے جاؤ انکے لئے اچھے سے کھانے کا انتظام کرو۔۔۔۔۔

کسوہ جو اصل معاملے کی کھوج میں دماغ کے گھوڑے ڈورار ہی تھی اُسکے لیے یہ بات ہضم کرنا کافی مشکل تھا کہ بیبی سردار آج کیسے آگئیں یہاں۔۔۔۔۔ جب سے وہ حویلی چھوڑ کر اس گھر میں شفٹ ہوئے تھے بیبی سردار مشکل سے 2 یا 3 بار ہی آئیں ہونگی یہاں وہ بھی مصعب اپنے بیٹے کے لئے کیوں کہ انکی طبیعت کافی خراب رہی تھی اُن دنوں۔۔۔۔۔

اُس نے ایک نظر پریشان باپ پر ڈالی۔۔۔۔۔ وہ تو بالکل ٹھیک اُسے دیکھ رہے تھے پھر کیا وجہ تھی۔۔۔۔۔ اُنکا یہاں آنا کسوہ کو اندر سے بے چین کر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ باپ کی بات کو بالکل نظر انداز کیے سب کو گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

لغاری خاندان کے اصول کے مطابق جب گھر کے چار بڑے آپس میں بیٹھے کسی خاص مقصد پر بات کر رہے ہوں تو وہاں چھوٹوں کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔۔۔۔۔

اور پھر وہ کسوہ ہی کیا تھی جو کبھی کسی کی سیدھی طرح سن لے۔۔۔ اُسے وہ ہر کام کرنا ہوتا جس کے لیے اُسے منع کیا جاتا۔۔۔

خاندان کے۔۔ اصول۔۔ تہذیب۔۔ ادب۔۔ روایات۔۔ اور قانون کو توڑنا اُنکی نفی کرنا ہی تو کسوہ مصعب لغاری کا اولین مقصد تھا۔۔۔ یہی اُسکی جیت تھی۔۔۔

باپ کی بات کو اہمیت نہ دیتے ہوئے اور ادب کے مطابق بڑوں کے بیچ ہی ٹیکے رہنے پر سکینہ نے نفرت اور غصے سے پہلو بدل لیا وہ خود پر بہت ضبط کئے بیٹھیں تھی جو اب اُسکی بد تمیزی کے سامنے برداشت سے باہر ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔ کسوہ بھی خاموش سب کے چہروں کو پڑھنے کی کوشش کرتی معاملے کو حل کرنے کی جلدی میں تھی جب اُسکی نظر اندر آتی فاطمہ پراٹھی اور مانو جیسے حیرت سے واپس پلٹ ہی نہ سکی۔۔۔

فاطمہ لائٹ گرے رنگ کی نیٹ کی قمیض جس پر بھاری کام ہوا تھا سر پر دوپٹہ پہنے معمول سے ہٹ کر آج الگ طرح سے تیار ہوئی کھانے پینے کی اشیاء سے بھری ٹرالی گھسیٹتی اندر آتی دکھائی دی۔۔۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے کوئی مجھے بتائے گا۔۔۔ اب وہ سُرخ چہرہ لیے باپ کی طرف گھومتی تیزی سے بولی تھی۔۔۔ اُس کا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

فاطمہ نے گھبرا کر وہاں بیٹھے تمام افراد پر نظر ڈالی اور ٹرائی وہی چھوڑتی باہر آگئی۔۔۔۔۔

میں بتاتی ہوں۔۔۔۔۔ اچانک خاموشی کو توڑتی بھاری روب دار آواز گونجی۔۔۔۔۔  
کسوہ نے دانت پیستے ہوئے اُنکی طرف پلٹ کر دیکھا۔۔۔

تم جیسی بد تمیز۔۔۔ ضدی۔۔۔ اور مغرور لڑکی جسے

خاندان کی عزت اور معزز رشتوں کے احترام کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی ایسے ہی باغی اور سرکش نظر آتی ساری زندگی لڑتی رہتی ہیں۔۔۔ جنہیں لگتا ہے کہ وہ جیت رہیں ہیں اصل میں وہ اندر سے ہار رہی ہوتی ہیں۔۔۔ اور پھر ایک دن وہ ٹوٹ جاتیں ہیں ایسے کے پھر اُنہیں کوئی سمیٹنے والا بھی نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ سکینہ سردار تمسخر ہنسی ہنستی اُس کا مذاق اڑاتی بولیں۔۔۔۔۔

مد مقابل کسوہ صرف خون کے گھونٹ پی سکی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ تمام افراد اس بحث میں خاموش ہی رہے۔۔۔ کچھ کہتے بھی کیا۔۔۔ ایک طرف سکینہ سردار اُنکی بڑی تھیں تو دوسری طرف کسوہ جو ہو باہو سکینہ سردار کی کاپی اُنہیں کے مزاج اُنہیں کی طرح بے خوف اور ہارنا ماننے والی ضدی۔۔۔۔۔  
لیکن ایک دوسرے کے مخالف۔۔۔۔۔

ہم یہاں فاطمہ اور یزدان کی شادی کی بات کرنے آئے ہیں۔۔۔ اصل بات بتاتی  
وہ اُسکے پیروں سے زمین کھینچ گئیں تھیں۔۔۔  
کسوہ منہ کھولے پہلے تو سر پرائیز ہوئی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھتی رہی پھر زور  
سے ہنسی۔۔۔۔

کیا۔۔۔ بی بی سردار۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ کیا کہا۔۔۔  
کسوہ باہر جاؤ۔۔۔ مصعب غصے سے دبی آواز میں بولے۔۔۔  
سنا آپ نے بابا۔۔۔ بی بی سردار ہماری دہلیز پر آپکی اُن بیٹیوں میں سے ایک کا ہاتھ  
اپنے سردار لائق فائق پوتے کے لئے مانگنے آئی ہیں جنہیں یہ اپنے عظیم قابل  
عزت لغاری خاندان کی منسو سیت سمجھتی رہیں۔۔۔۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنستے  
ہوئے غیر سنجیدگی سے بولی۔۔۔

کیوں بی بی سردار۔۔۔ آپکی یادداشت اتنی کمزور کب سے ہو گئی۔۔۔ جو سب  
بھول گئیں۔۔۔ کوئی بات نہیں میں یاد کروادیتی ہوں۔۔۔ مجھے سب یاد  
ہے۔۔۔ منسوس۔۔۔ بوجھ۔۔۔ کمزور۔۔۔ نحوست۔۔۔ یہی سب نام دیئے تھے  
نا اپنے ہمیں۔۔۔ تو کیوں؟؟۔۔۔ اب کیوں؟؟ آپکو یہ نحوست یاد آگئی اپنے  
پیارے پوتے کے لئے؟؟؟

کسوہ۔۔۔ سکینہ سردار غیظ و غضب سے دھاڑتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھیں اُنکی انکھوں سے کسوہ کے لئے شولے پھوٹ رہے تھے۔۔۔۔

کیا قبیلے میں ایسی کوئی خوش بخت قابل خاتون نہیں ملی آپکواپنے پوتے کے لئے جو فاطمہ کو مانگنے چلی آئیں۔۔۔۔۔ یا خاندان کی جائیداد اور وراثت کسی غیر کے حصے میں چلے جانے کے ڈر سے آپ یہاں آئیں ہیں؟؟؟؟ آہستہ سے چلتی اُنکے سامنے آکر کھڑی ہوتی طنز کرتی بے خوفی سے بولی۔۔۔ اُسکے چہرے کے بدلتے زاویے سکینہ کو اپنا مذاق اڑاتا دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی۔۔۔۔۔ یہ خاندان کی روایت ہے۔۔۔۔۔ وہ میری بچپن کی منگ ہے۔۔۔۔۔ خاندان میں جوڑ ہوتے ہوئے باہر رشتہ کرنا سرداروں کی شان کے خلاف ہے۔۔۔۔۔ یزدان جو کب سے باپ کی موجودگی میں خود پر ضبط کئے بیٹھا تھا آخر کار پھٹ پڑا۔۔۔۔۔

ولد ار بھی خاموش تھے۔۔۔ کسوہ کے الفاظوں کی سچائی اُس کا ماضی تھے۔۔۔ جس سے وہ بخوبی آگاہ تھے۔۔۔ تو کیوں نہ وہ آج اپنے بڑوں سے جواب مانگے جبکہ وہ مضبوط ہے جسے چھوٹی سی عمر میں ایک سوال بنا کر رکھ دیا گیا تھا۔۔۔۔۔

اوہ۔۔۔۔۔ شان۔۔۔۔۔ اچھا پھر وہی فاطمہ جسے آپ بچپن سے دھتکارتی نفرت کرتی آئیں ہیں اُس کی نحوست اگر آپکے پیارے پوتے کی آنے والی نسلوں پر بھی پڑ گئی تو



کیا کریں گی؟؟؟ اُسے بھی میری ماں کی طرح مار دینگى؟؟؟ اب کسودہ دانت چباتى  
اُنکے مزید قریب آتى خون رنگ آنکھوں سے اُنكى لال آنکھوں میں دیکھتى جیسے  
چنگھاڑى تھى۔۔۔۔۔ یزدان كى بات كا كوئى بهى اثر لیو وہ اب بهى سكينه سردار سے  
جواب مانگ رہى تھى۔۔۔۔۔

كسودہ۔۔۔۔۔ مصعب غصے سے دھاڑے تھے۔۔۔۔۔ اُنكا ضبط ٹوٹ چكا تھا۔۔۔۔۔  
جبكه ساتھ كھڑے یزدان كا بهارى هاتھ هوا میں اٹھا تھا اُسے مارنے كے لئے تبهى  
اُسے بچھى میں روك لیا تھا ولد ار كے مضبوط هاتھ نے۔۔۔۔۔  
دفع هو جاؤ اس سے پہلے كے میرا هاتھ اٹھ جائے۔۔۔۔۔ یزدان كو پیچھے كھینچتے وه غصے  
سے چلاتے هوئے بولے۔۔۔۔۔

یزدان نے باپ كا سُرخ چهره حیرت اور دكه سے دیکھا اس لڑكى كى وجه سے كئى سال  
گزرنے كے بعد بهى آج تك وه اپنے باپ سے اُكھڑا اور كئى فاصلوں كى دورى پر  
كھڑا رها تھا۔۔۔۔۔ اسى كى وجه سے اُسكے پیارے بابا نے پہلى بار اُس پر هاتھ اٹھا یا تھا اور  
اُسے بهت ڈانٹا بهى تھا۔۔۔۔۔

آج پھر وه باپ بیٹے كے درمیان رنجشوں اور رقابتوں كا باعث بنى تھى۔۔۔۔۔ یزدان  
كى كسودہ سے نفرت میں مزید اضافہ هوا۔۔۔۔۔ وه قهر آلود نگاه سے اُسے دیکھا دھپ  
دھپ كرتا وهاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

تو یہ تربیت کی ہے تم نے اپنی لاڈلی چہیتی بیٹی کی جسے اب تو شرم حیا لحاظ کچھ بھی نہ رہا کہ کیسے بڑے بھائی اور سرداروں کے سامنے ایسی گھٹیا زبان استعمال کرنی چاہیے۔۔۔۔۔ تمہاری جگہ میں ہوتی تو زندہ دفن کر دیتی ایسی باغی اولاد کو جس نے ساری شرم لحاظ غیر مردوں کے بیچ رہ کر گنوا دی۔۔۔ میں یہاں ایک سردار کی ماں کی حیثیت سے اپنے بڑے پوتے کا ہاتھ چھوٹے سردار کی بیٹی کا مانگنے آئی تھی۔۔۔ لیکن یہاں تو سردار ہونے کی بات دور تم میں تو مرد نام کی بھی کوئی چیز باقی نہ رہی مصعب لغاری۔۔۔۔۔ بات خاندان کی عزت اصول اور قوانین کی پاسداری کی ناہوتی تو میں اس دہلیز پر مر کر بھی قدم نہ رکھتی۔۔۔۔۔ سکینہ سردار جلال اور اپنی گرجدار آواز میں غصے سے مٹھیاں بھینجتی مصعب کو پانی پانی کرتی وہاں سے چلی گئیں۔۔۔۔۔

مصعب غصے سے بھناتے کسوہ کے قریب آئے اُس کا رخ زور سے اپنی طرف گھمایا اس سے پہلے وہ کچھ کہتے ولد ار تیزی سے بیچ میں آئے اور مصعب کو دور کیا۔۔۔۔۔

ہوش سے کام لو مصعب۔۔۔۔۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔۔۔۔۔

کسوہ کہاں کمی رہ گئی تھی میری تربیت میں جو تم ایسی ہو گئی۔۔۔۔۔ کیوں ہر بار میرے صبر کا امتحان لیتی ہو۔۔۔۔۔ آخر کب اماں سرکار اور تمہارے درمیان یہ

جنگ چلتی رہے گی۔۔۔ یا یوں کہوں کہ میری جان جائے گی تو تمہیں عقل آئے گی۔۔۔ مصعب بہت غصے میں اُسے دیکھتے بول رہے تھے۔۔۔

یہ شادی کبھی نہیں ہوگی بابا۔۔۔ وہ ہم بہنوں کو اپنے سامنے جھکانا چاہتی ہیں۔۔۔ آپ کیوں نہیں سمجھتے وہ اپنی آنا اور خاندان کی روایت کا جھنڈا ہمیں جھکا کر ہماری کمر پر گھونپ کر اونچا رکھنا چاہتی ہیں۔۔۔ میں اپنی بہن کو اُنکا موہرا بننے نہیں دوں گی۔۔۔ لال سُرخ آنکھیں اور چہرہ شدت ضبط سے دھک رہا تھا۔۔۔ گہرے سانس لیتی وہ اُنکی آنکھوں میں دیکھتی بے خوفی سے چیختی ہوئی بولی تھی۔۔۔ مصعب تو منہ کھولے جیسے اپنی ساری توانائی کھو چکے تھے اُس کا باغی پن دیکھ کے۔۔۔ میرا اللہ جانتا ہے کس وہ میں نے تم تینوں بیٹیوں اور اپنے 2 بڑے بیٹوں میں کبھی کوئی فرق نہیں کیا۔۔۔ ہمیشہ تم تینوں بیٹیوں کا ساتھ دیا اُس وقت بھی جب اماں سرکار اور تمہارے درمیان کشیدگیاں پہلی دفعہ پیدا ہوئیں۔۔۔ یہاں تک کہ میں نے یزدان پر پہلی بار ہاتھ اٹھایا اسی وجہ سے کیوں کہ اُس نے میری بیٹی کس وہ پر ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ آج بھی میری بیٹی فاطمہ کی زندگی کا سوال ہے۔۔۔ میں یہاں تاجا سردار کی حیثیت سے نہیں بلکہ باپ کی حیثیت سے بول رہا ہوں۔۔۔ یزدان صرف خاندان کی روایت کی خاطر نہیں بلکہ وہ فاطمہ کو اپنی بچپن کی منگ کی حیثیت سے پسند بھی کرتا ہے۔۔۔ اس لیے زندگی کا سب سے



زہرہ فاطمہ کوچپ کرواتی اب خود بھی صبر کھونے لگی تھی جو اپنے روم میں بیٹھی  
نیچے سے اٹھتے تمام شور کو سنتی رو رہی تھی۔۔۔۔

تبھی آہستہ سے دروازہ کھلا جب دونوں بہنوں نے سر اٹھا کر روتی آنکھوں سے  
دروازے کی سمت دیکھا۔۔۔

سفید کلف لگا بے شکن جوڑا۔۔ کاندھے پر ڈالی کالی گرم شال۔۔ گھنی  
موچھیں۔۔ سر پر پہنا بلوچی تر بان۔۔۔ مضبوط جسامت۔۔ روعب دار اور سحر انگیز  
شخصیت کے مالک 45 سال کی عمر کے سردار ولد ارخان لغاری چہرے پر  
مسکراہٹ لیے اندر آئے۔۔۔۔

فاطمہ اور زہرہ انہیں آتا دیکھتی احترام سے اپنی جگہ سے اٹھتی آنسو چھپانے  
لگی۔۔۔۔



کسوہ ڈرائنگ روم میں یہاں سے وہاں چکر کاٹتی جیسے انگاروں پر جل رہی  
تھی۔۔۔ بابا اور تایا سردار آدھے گھنٹے سے فاطمہ کے کمرے میں تھے اور فیصلہ کیا  
ہونا تھا؟؟ اس کا سوچ سوچ کر کسوہ کا دماغ پھٹنے کے قریب تھا جب ولد ار نرم  
مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اور مصعب سنجیدہ چہرہ لیے ڈرائنگ روم میں داخل  
ہوئے۔۔۔۔





جائیں۔۔۔ ولد ار رنجیدہ سے لہجے میں بولتے آگے آئے اور کسوہ کے سر پر ہاتھ رکھتے باہر چلے گئے۔۔۔۔

اُنکے نکلتے مصعب بھی چلے گئے بڑے سے ڈرائنگ روم میں اکیلی بچی تھی تو وہ تھی کسوہ جس کا مان اُسکے بہت اپنے نے بڑی آرام سے توڑا تھا۔۔۔ جسے مان تھا کہ اُسکی بہن ہمیشہ اس کا ساتھ دے گی۔۔۔ جو اُسکے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کرے گی۔۔۔ لیکن فاطمہ نے اپنے بڑوں کی خوشی کے لیے جو قربانی دی اُس سے کسوہ بہت بری طرح ٹوٹی تھی۔۔۔ آہستہ سے اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھاتی اُس کی چال میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔۔۔۔



اعلیٰ قسم کے مزے دار کھانوں کی اٹھتی خوشبو۔۔۔ باہر سے سنائی دیتا تیز شور۔۔۔ اور حویلی کی سجاوٹ سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ یہاں کے مالکان اپنی جیت کی خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔۔۔۔

اور اس سب سے زیادہ خوشی سکینہ سردار اور یزدان خان کی دیکھنے والی تھی۔۔۔۔ سکینہ سردار نے پورے گاؤں کو فاطمہ اور یزدان کی شادی کی جیت اور کسوہ کی شکست پر رات کے کھانے کی دعوت دی تھی۔۔۔ مانو جیسے جشن کا سماں تھا حویلی

میں۔۔۔۔ سکینہ سردار تو اپنے پوتے کو اتنا خوش دیکھتی وارے صدقے جارہی تھی۔۔۔۔

یہ شروعات ہے میرے بچے ابھی تو اور بھی بہت سی جیتیں ہیں جو ہماری منتظر ہیں۔۔۔

آگے آگے دیکھنا میں کیسے اس سانپ کے بچے کے پھن اسی کے بل میں کچلتی ہوں۔۔۔۔

اُس کی چوڑی پیٹ پر ہاتھ پھیرتی اُس کے ارادے اور مضبوط کرتی بولیں۔۔۔۔ یزدان بھی نفرت سے کسوہ کو گٹھنوں کے بل اپنے سامنے جھکا تصور کرتا مسکرا دیا۔۔۔۔

چلو آؤ میں تمہیں تمہاری دلہن کو دینے والے خاندانی زیورات دکھاؤں۔۔۔۔ وہ خوشی سے اُس کا ہاتھ تھامتی اندر لے گئیں۔۔۔۔



بابا وہ کل سے اپنے روم سے باہر نہیں نکلی رات بھی میں کافی دیر تک اُسکے روم کا ڈور نوک کرتی رہی لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔۔۔۔ نا اُس نے کچھ کھایا ناپیا وہ کل سے یوں ہی خود کو سزا دیئے کمرے میں بند بھوک پیاسی بیٹھی ہے۔۔۔۔ کہیں اُس نے۔۔۔۔۔۔۔۔ فاطمہ جس کا دل کل سے کسوہ کی فکر اُس کے غصے کا سوچ کے

پریشان تھا بریک فاسٹ کے لئے ٹیبل پر کسود کا انتظار کرتے بیٹھے باپ کے سامنے  
بھٹ پڑا۔۔۔۔۔

شششش۔۔۔۔۔ رونا بند کرو۔۔ کسود ایسا کوئی قدم نہیں اٹھائے گی۔۔۔۔۔ یہ بات  
وہ اچھے سے جانتی ہے۔۔۔۔۔ کتنی ضدی ہے وہ یہ تم بھی جانتی ہو۔۔۔ اُسے اُسکے  
حال پر چھوڑ دو خود ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔۔۔ مصعب کی بات میں واضح تھا کہ اب  
اس ٹاپک پر کوئی بات نہیں ہوگی۔۔۔۔۔

اُنکی سنجیدگی دیکھتے فاطمہ خاموش تو ہو گئی لیکن اُسکا دل اپنی بہن کی خاصیت اُسکی  
عادت سے واقف تھا تبھی اُس کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔  
تبھی کسی کی ہیل کی آتی ٹک ٹک کی آواز پر فاطمہ نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔۔ جہاں وہ  
آنکھوں پر بلیک گوگل چڑھائے۔۔۔۔۔ بلیک جینز۔۔۔۔۔ براؤن ہائی نیک۔۔۔۔۔ لونگ بلیک  
کوٹ جو گٹھنوں تک آتا تھا۔۔۔۔۔ لمبے کھلے سیدھے بال۔۔۔۔۔ ہاتھ میں بڑا سالیڈر  
کوچی کابیگ۔۔۔۔۔ پاؤں میں پہنے geox بوٹس جس کی پینسل ہیل اور ٹخنوں  
سے اوپر جاتے بند جوتے اُس کی سخت گیر شخصیت کو ابھار رہے تھے۔۔۔۔۔ خود کو کافی  
مضبوط اور بے پرواہ ظاہر کرتی وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی بنا اطراف پر نگاہ ڈالے  
آگے بڑھ جاتی جو فاطمہ تیزی سے اٹھتی اُس کے سامنے نہ آکھڑی ہوتی۔۔۔۔۔

فاطمہ نے غور سے اُسکے حسین چہرے کے سخت تنے ہوئے نقش کو دیکھا اور سارا

معاملے سمجھ آگیا۔۔۔۔

ناشتہ۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ کرو۔۔۔۔ ابھی وہ تھوک نکلتی بولی ہی تھی۔۔۔

جو تعلق گہرا تھا۔ وہی اندر تک توڑ گئے۔۔

جن پرمان تھا سب سے زیادہ۔۔

وہی لوگ چھوڑ گئے۔۔۔

تم میں اور اوروں میں آج کوئی فرق نہیں رہا فاطمہ۔۔۔

طنزیہ ہنسی ہنستی وہ سامنے دیکھتی بے رخی سے گویا ہوئی۔۔۔

سوری آج سے آپ سردار یزدان خان لغاری کی ہونے والی زوجہ محترمہ ہیں نبی  
سردار کے پوتے اور اُنکے خاندان کی ہونے والی سب سے بڑی بہو ہیں۔۔۔ اور یہ دو  
وہ انسان ہیں جنہوں نے ہماری زندگیوں میں سکون خوشیاں ہم سے ہمارا پیارا سب  
چھین لیا اور اب تم بھی انہی سے جڑنے جا رہی ہو تو لہذا میں اپنے بدخواہوں سے کسی  
قسم کا کوئی رشتہ رکھنا اپنی ہار پر خود فاتحہ پڑھنا جیسا سمجھتی ہوں۔۔۔ وہ زہریلے انداز  
میں بولتی فاطمہ کے بے حد قریب آئی تھی۔۔۔۔

تم تو میری ہم راز تھیں۔۔۔ میری بہن تھیں۔۔۔ میرے ہر درد سے واقف  
تھیں۔۔۔ پھر مخالفوں کی صفت میں کیوں جا ملیں؟؟۔۔۔ کم سے کم اپنی بہن اپنے

خون سے مجھے یہ اُمید ہر گز نا تھی۔۔۔ تم نے بھی وہی کیا جو 7 سال پہلے اُس گھر کے ایک فرد نے کیا۔۔۔ دھوکا۔۔ جھوٹ۔۔ فریب۔۔۔۔۔ دکھ سے دانت پیستی گھرے سانس لیتی وہ بولی۔۔۔

فاطمہ کو جاننے کی ضرورت نہیں تھی وہ ساری رات کس قرب سے گزری ہوگی وہ اُسکی حالات دیکھ کر جان گئی تھی۔۔۔ فاطمہ اُسکے لفظوں سے اندر تک زخمی ہوئی تھی۔۔۔

بس کرو کسوہ بہت ہوا۔۔۔ میں سمجھتا تھا وقت کے ساتھ تم سب بھول گئی ہوگی۔۔ لیکن نہیں تم نے اپنے ماضی کی بری یادوں کو اپنے خون میں کسی زہر کی طرح بھر لیا ہے۔۔۔ قدرت کے ہوئے فیصلوں کو انسانوں پر تھوپنا بند کرو۔۔۔ زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے کسی اور پر ناحق الزام عائد کرنا سارا سر پاگل پن ہے۔۔۔ اور جس کے بارے میں تم بات کر رہی ہو وہ ماں ہے میری۔۔۔۔۔ مصعب قہر زدہ انداز میں بولتے اُسکے پاس آئے تھے۔۔۔

جو آج سے 7 سال پہلے مری وہ میری ماں تھی بابا۔۔۔ اور آپ بھول گئے ہوں بے شک لیکن مجھے اُنکی تکلیف اُنکا درد۔۔۔ اُنکا وہ بے جان خون آلود جسم آج بھی یاد ہے۔۔۔ اور جس حادثے کو آپ قدرت پر ڈال رہے ہیں وہ قتل تھا خاموش قتل۔۔۔ میری ماں کا قتل جو اُس حویلی میں ہوا تو سب کے سامنے تھا۔۔۔ لیکن

آج تک وہ قاتل بنا کسی سزا کے آزاد سب پر بڑی آرام سے قابض ہے۔۔۔ لیکن مجھ پر ناتواؤں کی حکمرانی چلے گی اور نامیں اُس سے کسی قسم کا کوئی خوف رکھتی

ہوں۔۔۔۔۔

باپ کے قہر اُنکے غصے کو انگور کرتی اُنکی طرف رخ موڑے ایک ایک لفظ مضبوطی سے کہتی چلی گئی۔۔۔۔۔

مصعب تو جیسے بت بنے اُسکے ایسے نفرت سے بھرے وجود کو تسلیم ہی نہیں کر پا رہے تھے۔۔۔۔۔

میری آج سے کوئی فاطمہ نام کی بہن نہیں۔۔۔ بہتر ہو گا کہ سمجھ لو تمہاری بہن آج سے مر گئی۔۔۔ فاطمہ کی طرف سے گزرتی اتنا بولی اور کسی طوفان کی طرح اُسکے سامنے سے گزر گئی۔۔۔ اور فاطمہ وہی زمین پر گرنے کے انداز میں بیٹھتی رونے لگی۔۔۔۔۔



ازاہ بیٹا۔۔۔ وہ تیزی سے نیچے اترتی ہوئی آئی تھی جب آمنہ نے اسے پیچھے سے آواز دی۔۔۔ آمنہ نے دیکھا تھا اس نے آج بھی اپنا چہرہ بالوں اور ہڈ سے چھپایا ہوا تھا۔ ان کے آواز دینے پر وہ روک گئی تھی مگر پلٹی نہیں تھی۔۔۔ بچہ ناشتہ نہیں کرو گئی؟؟۔۔ انہوں نے محبت سے پوچھا تھا۔۔



نہیں میں کالج میں جا کر کر لوں گئی۔۔۔ وہ آہستہ سے بولی۔۔  
کیا مجھ سے ناراض ہو؟؟ وہ اس کے قریب آتی ہوئی بولی تھیں۔۔  
مجھ سے اتنی ہمدردی نا کریں اور نا ہی میرے قریب آنے کی کوشش کریں  
۔۔۔ میرے لئے آگے کی زندگی گزارنا مشکل ہو جائے گا۔۔ چند جملے آہستہ آواز  
اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہتی وہ بہت سی باتیں اور ان میں چھپا درد ان سے بولتی  
آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔

آمنہ کتنی ہی دیر تک گم سم اس کا لہجہ اور الفاظوں کو غور کرتی اس جگہ کو دیکھتی رہ  
گئی جہاں ابھی وہ کچھ دیر پہلے کھڑی تھی۔۔۔



جیکٹ کی جیبوں میں دونوں ہاتھ پھنساے وہ تیز تیز نیچے گردن کئے اندر کی جانب  
بڑھ رہی تھی جب کوئی زور سے اس کے قدموں میں آکر گرا تھا عین اس کی  
نظروں کے سامنے۔۔۔

گرنے والے کے ہاتھ میں شاید کتابیں بھی تھی جو گرنے کی وجہ سے ہاتھ سے  
چھوٹ کر یہاں وہاں گر گئیں تھی آنکھوں پے شاید نظر کے گول بڑے گلاسز  
بھی لگے تھے جو گرے ہوئے نظر آرہے تھے۔۔۔ اس نے تیزی سے چاروں

طرف کا جائزہ لیا تھا۔۔ اس کے کانوں میں زور زور سے کسی کے قہقہے بھی سنائی دے رہے تھے۔۔

ازاہ نے تاسف سے اس لمبے چوڑے انسان کو نیچے گرے ہوئے بے بس سادیکھا جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تبھی وہ آہستہ سے آگے بڑھی اس کا بازو تھام کر اسے اٹھنے میں مدد کی اس کے گلاسز اور کتابیں اٹھا کر اسے پکڑائی۔۔ اور ان لڑکوں کے برابر سے آرام سے گزر گئی۔۔

کچھ دیر پہلے جو قہقہے ہر طرف گونج رہے تھے ازاہ کے عمل پر حیران ہوتے بجھ سے گئے۔۔۔

عامر اور اس کے دو آوارہ دوست حیران نظروں سے اس عجیب غریب لڑکی کو دیکھ رہے تھے جس کا چہرہ بالوں اور ہڈ سے چھپا ہوا تھا۔ وہ ان کے معمولے میں ایک لڑکی ہو کر صاف ٹانگ آڑاتی اس لڑکے کی مدد کرتی ان کو منہ پر جو تمار گئی تھی جو کچھ دن ہوئے اس کالج میں نیا آیا تھا اور آتے ہی عامر اور اس کے آوارہ دوستوں کے لئے تفریح کا سامان بن گیا تھا۔۔۔

وہ لڑکا جس کی مدد ازاہ کر کے گئی تھی لال چہرہ لئے ہر بار کی بیستی سہتا ہوا خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

کون تھا جو عامر جیسے انسان سے پنگا لیتا وہ ایک کامیاب سیاست دان کا بگڑا اور آوارہ بیٹا تھا۔۔۔ تبھی کوئی بھی اس کے معاملے میں کچھ بھی بولنے سے ڈرتا تھا سب کو اپنی عزت اور زندگی پیاری تھی۔۔۔ اس کے معاملے میں کوئی دخل نہیں دیتا۔۔۔ پورے کالج میں وہ دندناتے ہوئے غنڈہ گردی کرتا تھا۔۔۔

مگر آج ازراہ کی دیدہ دلیری دیکھ کر اس کا ہی نہیں بلکہ جو جو وہاں موجود تھا سب کو ہی حیران کر گیا تھا۔۔۔ ہر کوئی خاموش پھس پھسار ہا تھا۔۔۔

ارے کتنی بہادر ہے۔۔۔ ہاں عامر کا منہ تو دیکھو۔۔۔ اب مزے آئے گا۔۔۔ ہر طرف باتیں ہو رہی تھیں۔۔۔

یہ کون عجبہ آئی ہے اس کالج میں جس نے میرے معاملے میں ٹانگ اڑائی؟؟ عامر

غصے سے موٹھیوں کو بند کرتا اس طرف دیکھتا بولا جہاں ازراہ ابھی گئی تھی۔۔۔

مجھے لگتا ہے یار نئی آئی ہے تجھے جانتی نہیں ہے۔۔۔ عامر کا چچہ فوراً سے بولا۔۔۔

ہمم۔۔۔ کوئی بات نہیں ہم اپنا تعارف اچھے سے کروانا جانتے ہیں۔۔۔ وہ سے چیکنگم چباتا ہوا مکروہ ہنسی لبوں پر لاتا بولا۔۔۔



بی بی سردار کو مہمازہرہ اور مجھ سے ہی نفرت ہے وہ ہمیشہ ہم پر غصہ کرتی چیختی چلاتی

رہتی ہیں۔۔۔ اس حویلی میں ایسا لگتا ہے کہ ہم تین ہی ہیں۔۔۔ جنہیں بی بی سردار

پسند نہیں کرتیں۔۔۔ فاطمہ سے وہ پیار سے تو نہیں لیکن ہاں آرام سے بات پھر بھی کر لیتی ہیں۔۔۔ لیکن مجھے اور ماما کو دیکھ کر تو بلاوجہ وہ غصہ کرنا شروع کر دیتی ہیں۔۔۔۔

کیا میں اور ممابی بی سردار کے کچھ نہیں لگتے؟؟؟  
حویلی سے کچھ دور آم کے بڑے سے درخت پر لگے جھولے پر بیٹھی وہ دوسروں سے زیادہ خود سے ناراض دکھائی دیتی بڑ بڑا رہی تھی۔۔۔  
تبھی کسی نے پیچھے سے آتے اُس کے جھولے کو پکڑ کر پیچھے کیا اور چھوڑ دیا۔۔۔ جس سے جھولا آگے پیچھے ہوتا ہوا میں اُسے لیے جھولنے لگا۔۔۔  
کسوہ نے جھولے کی رسی کو مضبوطی سے پکڑتے پیچھے کی طرف گھبرا کر دیکھا۔۔۔  
صمی۔۔۔ حیرت سے دیکھتی بے اختیار اُس کے لبوں سے وہ نام نکلا۔۔۔  
صمی۔۔۔ وہ جلدی سے جھولا روکتی خوشی سے نیچے اترتی بھاگ کر اُس کے پاس آئی۔۔۔

صمیان کا ندھے پر بیگ لٹکائے بیلو جینز اور وائٹ شرٹ پہنے بکھرے بال لیے معصومیت سے اُسکے چہرے کی خوشی اور حیرت کی ملی جلی کیفیت سے اُسے دیکھتا ہنس رہا تھا۔۔۔



کیا ہوا دادی سردار نے پھر کچھ کہا؟؟؟ ایک دم سے اُس کے قریب آتا پیار سے اُس کا جھکا چہرہ اوپر کرتے پوچھا۔۔۔۔

اُس کی بڑی بڑی لائٹ ہیزل خوبصورت آنکھیں صمیان کی زندگی سے جڑی تھیں۔۔۔۔ وہ ہنستی مسکراتی تو صمیان کا دل بھی شاد رہتا۔۔۔ وہ اُداس یا غم غین ہو تیں تو وہ بھی مر جھا جاتا۔۔۔ ایک عجیب رشتہ تھا۔۔۔ جسے وہ احساس کا نام دیتا تھا۔۔۔۔

بی بی سردار کب کچھ نہیں کہتیں۔۔۔ ہر وقت تو مجھے ڈانٹ ڈپٹ کرتی رہتی ہیں۔۔۔ ابھی بھی یزدان برات کے لئے اُنہوں نے مجھ پر اتنا غصہ کیا۔۔۔۔ میں ایک دن یہ حویلی چھوڑ کر دور بھاگ جاؤنگی۔۔۔۔ ناراض بچے کی طرح وہ اُس کے تھوڑا سا مرہم رکھنے پر اپنے سارے زخم اُس پر ظاہر کرتی چلی گئی۔۔۔۔ ویسے بھی اُس کے آنے کی خبر حویلی میں سکینہ سردار کے کان تک بس پہنچنے کی دیر تھی۔۔۔ وہ ایسے اُسے اپنے پروں میں چھپا کر بیٹھ جاتیں جیسے کوئی اُسے اُن سے چھین کر لے جائے گا۔۔۔ اپنی سخت پڑھائی کی وجہ سے وہ شہر میں رہتا اور اُن کے پاس بہت کم کم جو رہا تھا۔۔۔۔

اُس کی یاد میں وہ ہر پل تڑپتی مچلتی دکھائی دیتی تھی۔۔۔۔ اسی لیے وہ اُن کا جانشین عزیز لاڈلا چہیتا پوتا تھا۔۔۔۔



اپنے بڑے بھائی کی ان چھوٹی حرکتوں پر اکثر اُسے بہت غصہ آتا تھا۔۔۔ یزدان کے دادی سردار جیسے سرکش تکبر مزاج ہونے پر وہ انہیں کسوہ سے ناگوار سلوک کرنے اور دل دکھانے والے الفاظ استعمال کرنے پر بہت بار سمجھاتا اکثر تو دونوں میں بحث بھی ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔

اصل میں یزدان دادی کے سائے میں رہ کر پلا بڑھا تھا اسلئے سکینہ سردار جیسا مغرور انا پرست اور سنگ دل تھا جبکہ صمیان اپنے بابا جیسا نرم دل اور سب سے محبت انہیں مان اور ان کی عزت کرنے والا سمجھدار بچہ رہا تھا۔۔۔ اُس کے اچھے اخلاق نرم مزاج اور دوستانہ سلوک کی وجہ سے کسوہ اُس کے قریب ہوئی تھی۔۔۔۔۔ ورنہ اپنی فیملی کو چھوڑ کر ولد ار میمونہ اور صمیان کے علاوہ اُسے اس حویلی میں سب پتھر دل ہی لگتے تھے۔۔۔۔۔

ابھی وہ اُسے کچھ کہتا یا سمجھتا جب ہانپتی ہوئی سکینہ سردار کی خاص ملازمہ اُسے سکینہ سردار کا فوراً حویلی آؤ والا حکم دیتی اُس کا زمین پر رکھا بیگ اٹھاتی اندر چلی گئی۔۔۔۔۔ صمیان کسوہ کو سمجھانے کا ارادہ کسی اور وقت پر رکھتا فوراً سے اٹھا اور ایک نظر مسکرا کر اُسکی طرف دیکھتا حویلی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کے ملازمہ دادی سردار کو کسوہ کے ساتھ کا منظر بڑھا چڑھا کر پیش کرتی صمیان خود ہی اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔۔

کسوہ منہ لٹکا کر اُسے دور جاتا ہوا دیکھتی اور افسردہ ہو گئی۔۔۔ اُس کے جاتے ہی اُسکا کھلا دل کسی پھول کی طرح مڑ جھا گیا۔۔۔۔۔ اُس کے دل میں کبھی کبھی خیال آتا کہ ایک دن شاید صحنی بھی یزدان برات اور بی بی سردار کی طرح ہو جائے گا۔۔۔ اُس سے نفرت کرے گا۔۔۔ اور اُسی طرح اُس کی انسلٹ کیا کرے گا جیسے وہ لوگ کرتے آرہے تھے۔۔۔۔۔



اگر وہ اس وقت مشن پر نا ہوتا تو یقیناً عامر کی ہڈی پسلی ایک کرچکا ہوتا اس نے جب سے کالج جوائن کیا تھا وہ ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔۔۔ یہ بات وہ اچھے سے جانتا تھا کہ تعلیمی اداروں میں جب کوئی نیو کمر آتا ہے تو سینئر کیسے اُس کی ریگینگ کرتے ہیں لیکن کسی کو اس حد تک پریشان کرنا۔۔۔ یہ اُس کی برداشت سے بہت اوپر تھا۔۔۔۔۔

ایک سپاہی کو مشن کے لئے بہت کچھ برداشت کرنا ہوتا ہے جو ایک عام انسان کے بس کی بات بالکل نہیں ہوتی تبھی تو انہیں خاص ایزاز سے نوازا جاتا ہے اور ان کا اعلیٰ مقام بھی ہے۔۔۔ زندہ ہو تو غازی کہلاتا ہے مر جائے تو شہید۔۔۔۔۔ اور اس لیے اُسے بھی اپنے مشن کے لئے یہ سب جھیلنا تھا۔۔۔۔۔

کلاس میں اندر آتے ہوئے اس نے ہر طرف نگاہ دوڑائی

مگر اسے کہیں سیٹ خالی نظر نہ آئی۔۔ اور جہاں نظر بھی آئی تو صاف اسے آگے نکلے۔۔ یہاں بیٹھنا منع ہے کا بورڈ آنکھوں سے دکھا کر ڈرایا دھمکایا گیا۔۔۔ تبھی وہ جب ازہ کی سیٹ کی طرف آیا تو ازہ نے خاموشی سے اپنی سیٹ کے برابر چھوڑی جگہ جہاں اس کا بیگ رکھا تھا اٹھا کر سائیڈ میں لٹکا دیا۔۔۔ وہ بیگ گود میں رکھ کر خاموشی سے اس سے فاصلے پر بیٹھ گیا۔۔ اور حیران ہو کر ایک آد بار اس پر نگاہ ڈال کر دیکھ بھی لیتا۔۔۔ جو نجانے بالوں کو چہرے سے ڈھانپنے اور ٹوپی سر پر رکھ کر کیسے دیکھ لیتی تھی۔۔۔ عجیب سر پھری سی لگی تھی وہ اُسے۔۔۔

وہ نیچے جھک کر کچھ کر رہی تھی۔۔ جب اُس نے نیچے نظریں کر کے اُسکے ہاتھوں کی طرف غور کیا تو اس کی آنکھیں مزید حیرانی سے پھٹ گئی۔۔۔ وہ بچوں کی اسکیچ ڈرائنگ بک لئے اس پر موم کے حسین رنگوں سے رنگ بھر رہی تھی۔۔۔۔

اُس نے گردن اٹھا کر سامنے کی جانب صدمہ سے دیکھا۔۔۔ یا اللہ یہ میجر جنرل کی بیٹی ہے؟؟؟ ناممکن۔۔۔ اندر سے آواز آئی۔۔۔۔

جرنل صاحب اس پاگل لڑکی سے میری شادی کروانے کے خواہش مند تھے؟؟؟ اگر میں ہاں کر دیتا تو؟؟؟ آج میں کسی پاگل خانے کے چکر کاٹ رہا ہوتا۔۔۔ شکر ہے

میرے مولا تو نے مجھے بچا لیا اس پاگل لڑکی سے۔۔ ورنہ اس کے ساتھ رہتے میں  
پاگل ضرور ہو جاتا۔۔

بلا وجہ میں اتنے دنوں سے اس پاگل لڑکی کی وجہ سے ذہنی سکون برباد کر کے بیٹھا  
تھا کہ کیسے ایک ایسی لڑکی کے ساتھ سات مہینے گزار سکوں گا جس کو ریجیکٹ کر چکا  
ہوں۔۔ کیا سوچ کر جرنل نے اپنی پاگل بیٹی کو میرے پلے باندھے کا سوچا  
تھا۔۔ میں کیا گیر گزارا گا انہیں؟؟ اندر سے کھولتا لاوا اور دماغ میں ہوتی ٹیسوں کو  
دباے وہ خود کے ساتھ ہونے والی نا انصافی پر جلتا ہوا سوچ رہا تھا۔۔

تبھی کلاس میں استاد نے قدم رکھا اور مرحلہ آگے بڑھا۔۔ دوران لیکچر بھی وہ اسی  
مشغلے میں مصروف رہی تھی۔۔ جس کا استاد نے کوئی خاص نوٹس نہ لیا اور اپنا وقت  
پورا کر کے چلے گئے۔۔

ساری کلاس خالی ہونے لگی وہ بھی اٹھ کر جانے لگا تو تبھی اچانک سے عامروہاں آتا  
اس کا راستہ روک گیا۔۔

میری جان تم کہاں جا رہے ہو؟؟ وہ دروازے کے دائیں بائیں ہاتھ رکھتا اُس کا راستہ  
روک کر کھڑا ہوتا بولا۔۔۔۔

اُس نے کوفت سے پھر اس مصیبت کو دیکھا جو بلا وجہ کہیں بھی کبھی بھی ٹپک جاتا  
تھا۔۔

تبھی ازہ اپنا سارا سامان سمیٹتی خاموشی سے کھڑی ہوئی اور ان دونوں کی طرف  
آئی۔۔۔

راستہ چھوڑو۔۔ اس نے عامر کے قریب آکر آہستہ آواز میں کہا۔۔  
نہیں چھوڑوں تو؟؟ شیطانون جیسی ہنسی ہنستا وہ ازہ کو دیکھتا بولا۔۔  
تبھی ازہ نے خاموش تماشائی بنے اپنے برابر کھڑے لمبے لڑکے کی جیکٹ کو ایک  
ہاتھ سے کاندھے کی طرف سے دبوچا اور جھک کر عامر کے ہاتھ کے نیچے سے نکلتی  
اُسے بھی اپنے ساتھ گھسیٹتی ہوئی لے گئی۔۔۔

عامر تو اس کی یہ ڈھٹائی دیکھ کر دنگ ہی رہ گیا۔۔۔ اپنے غصے کو نادباتے ہوئے وہ  
تیزی سے ان دونوں کے پیچھے آیا۔۔۔

ازہ اُس کی جیکٹ کو کولر سے پکڑے کینیٹین تک لائی تھی اور پھر اس کے کولر کو  
چھوڑ کر دور ایک خالی کرسی پر خاموشی سے جا کر بیٹھ گئی۔۔۔

وہ اُس نازک لڑکی کے انداز دیکھ کر حیران تھا۔۔۔۔۔ جو نابولتی تھی نا نظر آتی  
تھی۔۔۔۔۔ سب سمجھ سے باہر تھا۔۔۔۔۔ وہ خود بھی وہیں رکھی ایک کرسی پر بیٹھتا  
سوچنے لگا۔۔۔۔۔

ازہ نے بچے سے اپنے لئے چائے اور بسکٹ منگوائے۔۔۔  
تبھی عامر غصے سے تن فن کرتا چلتا ہوا ازہ کی طرف آنے لگا۔۔۔

کہاں جا رہے ہوا تنے غصے میں جان؟؟ انشاء جو عامر کی طرح ایک امیر باپ کی بگڑی ہوئی اولاد تھی اور عامر کی قریبی ساتھی بھی تھی اچانک اس کے راستے میں آتی اسے روک کر ایک ادا سے بولی۔۔

مجھے جانے دو انشاء آج میں اس لڑکی کو چھوڑ دگا نہیں؟؟ وہ اس کا ہاتھ ہٹاتا غصے سے بولا۔۔

انشاء نے پلٹ کر ازاہ کو دیکھا جہاں اس کے علاوہ اور کوئی لڑکی بیٹھی بھی نہیں تھی۔۔۔ اسے دیکھ کر پھر وہ عامر کی طرف موڑی۔۔۔ عامر جان غصہ مت ہو اس لڑکی کو تو میں دیکھ لوں گئی۔۔۔ یہ کہتی انشا مغرور مسکراہٹ لئے ازاہ کی طرف اونچی ہیل سے ٹک ٹک کرتی چل کر آئی۔۔

عامر مسکرایا۔۔ اب دیکھنا میری انشاء کیا کرتی ہے۔۔ وہ اپنے چچوں سے غرور سے بولا اور اُسکی طرف آیا جو ازاہ کو ہی پریشانی سے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ اپنے ساتھ اسے بھی لے پھنسی تھی۔۔ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا اس مشن کی وجہ سے اس کے ہاتھ بندھے تھے۔۔

اس پردے کو ہٹا کر اپنا دیدار تو کرواؤ۔۔ انشاء نے اس کا ہڈ پیچھے سے کھینچ کر اتار دیا۔۔ اب اس کے حسین سلکی گہرے رنگ کے براؤن بال جو آگے سے کٹے



ہوے تھے تبھی سامنے چہرے پر گرے نظر آنے لگے۔۔ اُس کے شولڈر باب کٹ بال اُس پر بہت بھلے لگتے تھے۔۔۔

میجر گہری جائزہ لیتی نظروں سے ابھی ازہ کی طرف دیکھ رہا تھا جب اچانک عامر کے گریباں پکڑنے پر تیز نظروں سے عامر کی طرف دیکھا۔ تبھی کچھ گرنے اور کسی کے رونے کی آواز آئی۔۔ دونوں نے تیزی سے گردن موڑ کر آواز کی طرف دیکھا تو آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی ہی رہ گئی۔۔ انشاء میڈم نیچے گری رو رہی تھی۔۔۔

ازہ تیزی سے عامر کی طرف آئی اور اس کا وہ ہاتھ جو میجر کا گریبان پکڑے ہوئے تھا اسے کلائی سے پکڑا۔ دیکھتے ہی دیکھتے عامر اب مچھلی کی طرح زمین پر گرا ٹپ رہا تھا اور اس کا ہاتھ ازہ کے نازک ہاتھ میں تھا۔۔ میجر یہ عمل خوب جانتا تھا۔ تبھی حیرت سے اس نازک لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو بیٹا ڈر اور خوف کے اب عامر سے پنگالے چکی تھی۔۔۔

پورا کالج عامر اور انشاء کی حالت دیکھ کر ہنس رہا تھا اور ازہ کو داد دے رہا تھا۔۔ جو اتنی بہادر تھی شاید جو عامر جیسے بندے پر ہاتھ ڈال گئی تھی۔۔۔

تبھی وہ جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑتی اس بچے کی طرف گئی جس سے اس نے چائے منگوائی تھی۔ مجھے بسکٹ دے دو اور چائے میری طرف سے تم پی لو۔۔ بچے نے

جھٹ سے مسکراتے ہوئے ازراہ کو بسکٹ دیا۔ ازراہ اس کے ہاتھ سے بسکٹ لیتی اور 500 کانوٹ اس کی طرف بڑھاتی اپنا بیگ اٹھاتی میجر کے قریب آئی اور اسے پھر سامنے جیکٹ کی طرف سے پکڑ کر عامر کے اوپر سے گزرتی لا پرواہی سے آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔

وہ دونوں ایک اکیلے گوشے میں فاصلے پر سے بیٹھے۔۔۔

میجر اسے گھور رہا تھا۔۔۔ جو بسکٹ کا پیکٹ کھول کر اب اس کی طرف بڑھاتی پر سکون بیٹھی تھی۔۔۔

تم جانتی ہو تم نے کس انسان سے پنگا لیا ہے۔؟؟۔ وہ غصے سے آواز کو اندر دباتا ہوا آہستہ سے بولا تھا جسے آنے والی آفت کا کوئی احساس ہی نہیں تھا وہ اب بھی چہرہ چھپائی ہوئی تھی۔۔۔۔

تبھی ازراہ نے آہستہ سے ہڈ کو سر کے پیچھے سر کا یا اور چہرے سے آگے کے کٹے بالوں کو پیچھے کر کے مسکراتی ہوئی اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

گرے رنگ کی آنکھیں گلابی رنگ کھڑی ناک۔۔ گھرے براؤن شیڈ کے سلکی گھنے بال جو آگے سے کٹے ہوئے اور پیچھے سے باب کٹ تھے۔۔۔ اپنی ازلی بیزار طبیعت کے مطابق منہ بگاڑتا وہ اس نصف نازک سے منہ پھیر گیا۔۔

وہ اب غور سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔ فوجی کٹ ایک ہفتے میں چھپ گیا تھا جنہیں خوب تیل لگا کر سائیڈ کی مانگ نکال کر سیٹ کیا گیا تھا۔ آنکھوں پر لگا نظر کا بڑا سا چشمہ۔۔ گہرا سانولارنگ۔۔ آگے سے تھوڑے بڑھے لمبے دانت۔۔ ہلکی بئیرڈ۔۔ لمبا قد۔۔ جس پر ڈھیلے جھبے جیسے کپڑے پہنے وہ عجوبہ لگ رہا تھا۔۔۔ وہ ایک عام انسان سے بھی کئی زیادہ معمولی اور بد صورت دکھائی دیتا تھا۔۔۔

ازراہ اسے دیکھ کر ہلکا سا بامشکل مسکرائی۔۔ دیکھنے میں ایک دم پوٹا پلگتے ہو۔۔۔۔۔ شکل صورت تو چلو اس کی دین ہے مگر انسان کو خود سے بھی پیار کرنا چاہیے۔۔۔ اتنے برے ہو نہیں جتنا خود کو بنایا ہوا ہے۔۔۔ لیکن ایک چیز مانتی پڑے گی جسامت کافی مضبوط ہے اور ہائیٹ بھی آئیڈیل ہے تمہاری۔۔ وہ اس کا گہرا تجزیہ کرتی مختصر سا بولی۔۔۔

اس نے جھٹکے سے گردن اٹھا کر حیران نظروں سے اسے دیکھا کہیں وہ اس کا راز جان تو نہیں گئی؟؟

مگر وہ تو بڑے سکون سے بسکٹ کھاتی اس کے ایک بار پھر خود کو دیکھنے پر بسکٹ اسے آفر کرنے لگی۔۔۔

میجر نے دوبارہ گردن جھکائی اور شکر کا سانس لیا کہ وہ انجان تھی۔۔۔

عامر سے ڈرتے کیوں ہو؟؟ تم اگر چاہو تو اس کا منہ آسانی سے توڑ سکتے ہو۔۔۔ وہ آرام سے بولی۔۔

مجھے یہی رہنا ہے اتنی ہمت نہیں کہ اس کا منہ توڑ سکوں۔۔۔ اور ہاں اس سب کے ساتھ تمہیں تھوڑا تمیز بھی سیکھنی چاہیے۔۔۔

آئندہ مجھے کالر سے مت پکڑنا۔۔۔ غصے کو دباتا وہ آرام مگر بھاری لہجے میں چھڑ کر بولا۔۔۔ منہ ہی نہیں میں اس کا بہت کچھ توڑتاڑ سکتا تھا مگر ابھی اہم کام مشن ہے۔۔۔ یہ بات وہ صرف سوچ سکا۔۔

ازاہ اس کی بات سن کر ایک بار بھی ہلکا سا مسکرائی اور کا ندھے اچکاتی بسکٹ کھانے لگی۔۔ جیسی مرضی تمہاری۔۔۔

آپ دونوں کو پرنسپل نے اپنے روم میں بلایا ہے۔۔ تبھی ایک اسٹوڈنٹ وہاں آتا بولا۔۔۔

چلیں بلاوا آگیا۔۔۔ وہ طنز کرتا کھڑا ہوا۔۔۔

ہنہ مزاج تو ایسے ہیں جیسے بہت کچھ ہو۔۔۔ وہ گردن اٹھاتی اس کی پشت کو غور سے دیکھتی کھڑی ہوئی جو آگے بڑھ گیا تھا پھر اسی کے پیچھے چل دی۔۔۔



کسوہ میری جان۔۔۔ پلیز دروازہ کھولو دیکھو تمہاری بہن دلہن بنی ہے۔۔۔ آج اُسکی زندگی کا سب سے بڑا دن ہے۔۔۔ خدا کے لئے کسوہ۔۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔ سر سے پیر تک سچی وہ حسین دلہن بند دروازے پر دستک دیتی اپنا ضبط کھورہی تھی۔۔۔ وہ کل رات سے اس بند دروازے پر کھڑی ہوتی فریاد کر رہی تھی جو کھولنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔۔

چلو میری جان نکاح کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔ سب بڑے تمہارا انتظار کر رہے۔۔۔۔ بلکتی دلہن کو کاندھوں سے تھام کر اٹھاتی میمونہ غم زدہ آواز میں بولیں۔۔۔۔

تائی سرکار کیا یہ مجھے معاف نہیں کرے گی۔۔۔ کیا میری بہن مجھے اپنی دعائیں میں رخصت نہیں کرے گی۔۔۔ کیا اسکی نفرت۔۔۔ اسکی انا۔۔۔ اسکی جنگ اپنی بہن کی خوشیوں سے زیادہ اہم ہو گئی۔۔۔ ہچکیاں لیتی وہ نڈھال ہوتی بولی۔۔۔۔

میری بچی۔۔۔ نفرت انا اور جنگ کے کھیل بہت عجیب ہوتے ہیں۔۔۔ جہاں سے یہ شروع ہوتے ہیں وہاں پھر کوئی محبت کوئی احساس کوئی رشتہ آپکورہ میں نہیں ملتا۔۔۔۔ اس کھیل کو کھیلنے کے لئے انسان کو سخت پتھر اور زہریلا ہونا پڑتا ہے۔۔۔۔ میمونہ دکھ سے بولتی اُسے اٹھا کر آگے بڑھنے لگیں جب اُس نے روتی الوداع نظر اُس بند دروازے پر ڈالی پھر آگے بڑھ گئی۔۔۔

اندھیرا گھپ کمرہ جہاں ڈھلتے سورج کی آتی ہلکی سی کرن بھی کمرے کی سیاہی کو  
روشن کرنے میں ناکام رہی تھی۔۔۔۔

وہی کوئی بیڈ سے پیٹھ لگائے زمین پر کسی مورت کی طرح بیٹھی بنا پلکیں جھپکے ایک  
ساتھ سامنے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

اُس کی فریاد اُسکی منتیں واسطے۔۔۔۔ وہ سب سن رہی تھی۔۔۔۔ لیکن وہ پتھر بن گئی  
تھی۔۔۔۔ بے وفا تھی وہ۔۔۔۔ دھوکا دیا تھا اُس نے۔۔۔۔ دشمنوں کا ساتھ دے کر  
اُسکا مذاق بنایا تھا۔۔۔۔ کیسے معاف کر دیتی۔۔۔۔

ساری رات ناسونے اور بھوکا رہنے کی وجہ سے اُسکی حالات کافی خراب لگ رہی  
تھی۔۔۔۔ انکھوں کے نیچے ہلکے اور گلاب چہرہ بھی پیلا زرد دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔  
اُسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا غم صرف اتنا تھا وہ اُسکی اپنی تھی۔۔۔۔ اور ہمیشہ اُسکے  
اپنوں نے ہی اُسے گڑھے میں گرایا۔۔۔۔ بکھرے بالوں کو موٹھی میں دبوچے وہ  
زور سے چیخی۔۔۔۔

تبھی باہر سے آتی تیز ڈھول باجے کی آواز نے اُسے سراٹھا کر دکھ سے لمبے پردوں  
کی طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔

دیوانوں کی طرح بھاگ کر آتے ہوئے اُسنے ہلکا پردہ ہٹا کر شیشے کے پار باہر کا منظر  
دیکھا۔۔۔۔



کوئی سُرخ جوڑے میں سچی پیاری سی شہزادی بڑی سی چادر میں چھپے باپ کے  
ساتھ چھوٹے قدم اٹھاتی آرہی تھی۔۔۔

اُسکے ساتھ چلتے رنگوں اور روایتوں سے سچے لوگوں کا جھر مٹ جیسے تاروں کی  
بارات تھی۔۔۔۔

گاڑی کا دروازہ کھولے وہ شہزادہ اس شہزادی کو ہمیشہ کے لئے اپنے سنگ لے جانے  
کی راہ دیکھتے خوشی سے سرشار تھا۔۔

آسمان کو روشنیوں اور رنگوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔

گولیوں کی تر تراہٹ اور مردوں کا شور جیت کے جشن کا واضح اعلان تھا۔۔۔  
یزدان مسکراتا ہوا اُسکا ہاتھ تھام کر اسے سامنے کی سیٹ پر بیٹھا رہا تھا۔۔۔ وہ یقیناً  
خوش تھا اپنی قسمت کے فیصلے پر۔۔۔۔

دلہن کے بیٹھتے تمام گاڑیاں بھی تیار ہو گئیں۔۔۔ اور ایک ساتھ دروازے سے  
نکلے پیچھے مصعب روتی زہرہ اور اُسے اکیلا تنہا چھوڑ گئے۔۔۔۔

اللہ تمہیں میرے حصے کی بھی ساری خوشیاں دے دے۔۔۔ یہ شادی تمہیں راز  
آئے۔۔۔ ایک آنسو اُسکی آنکھ سے ٹوٹ کر گرتا رب سے فریاد کر گیا۔۔۔۔ ہاتھ  
دعاء کے لیے اٹھے اور لب لباب سے اُسکی خوشیوں کی بھیک مانگنے لگے۔۔۔





عزت۔۔۔ اور احساس کرنے والا ایک پیارا سا بچہ۔۔۔ اُس نے سکینہ سردار کے پُر زور اسرار اور احتجاج پر بھی تعلیم گاؤں کے بجائے شہر میں جا کر سب سے دور رہ کر حاصل کرنے کو ترجیح دی۔۔۔۔

اُسکے حسین خواب تھے۔۔۔ وہ زندگی میں اپنا نام اپنی پہچان اپنے دم پر حاصل کرنا چاہتا تھا اور اسکے لیے اُسے سخت محنت کرنی تھی۔۔۔ اُسے سرداری خاندان کے اثر و رسوخ اور بے پنہاد دولت و مرتبے سے کوئی غرض نہ تھی۔۔۔۔

اب آتی ہے بات خاندان کی بیٹیوں کی جنہیں انٹر تک تعلیم دلوانا تو دور تعلیم کے نام پر ہی سکینہ سردار نے پوری حویلی ایک کر دی تھی۔۔۔۔ اُنکی نظر میں لڑکیاں باپ بھائی کی عزت کو محفوظ رکھتے ہوئے چار دیواری کے اندر رہتی گھر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہی اچھی تھیں۔۔۔۔ پھر چھوٹی سی عمر میں شادی جس کے بعد شوہر کی فرما بردار خدمت گزار اور اُسکی ہر بات کی اطاعت کرنے کے ساتھ اُسکے بچوں کی اچھی تربیت کرنا ہی اُنکی نظر میں بہترین عورت کا مقام تھا۔۔۔۔

چھوٹی سی فاطمہ جس کا خواب تھا ایک مسیحا بننا۔۔۔ اُس کا خواب سکینہ سردار کے غصے کو جانتے ہوئے اندر کہیں ٹوٹ سا گیا۔۔۔۔ گاؤں کے کالج سے انٹر کرنے کے بعد اپنے خواب کو دل میں ہی دباتی وہ صبر کر گئی تھی۔۔۔ لیکن کس وہ جسکے خواب اس حویلی کی دیواروں سے بھی کہیں اونچے اور حسین تھے اُسے نا تو سکینہ سردار کے

غصے سے ڈرا سکے نایزدان کی غصیلی طبیعت اُسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر سکی۔۔۔۔۔ وہ اپنے بابا کی طرح بننا چاہتی تھی۔۔۔ ایک کامیاب بزنس مین۔۔۔۔۔ کبھی کبھی مصعب بھی اُسکی صلاحیتیں اور ذہانت دیکھ کر حیران رہ جاتے جب وہ چھوٹی سی عمر میں اُنہیں کام کرتا دیکھ اُنکے ساتھ آکر ناصرف بیٹھتی بلکہ اُنسے چھوٹے چھوٹے سوال کرنے کے ساتھ اُنہیں مشورے بھی دیتی۔۔۔۔۔ مصعب ہنس دیتے تو کبھی سر پر اُتر ہو جاتے۔۔۔ وہ سچ میں اُنکا بیٹا تھی۔۔۔۔۔ صمیان کی طرح مضبوط ذہین اور یزدان کی طرح غصیلی۔۔۔ منہ پھٹ۔۔۔۔۔ بے خوف۔۔۔۔۔

اور پھر ایک وقت ایسا آیا جب اُس نے ناصرف خاندان بلکہ پورے شہر کو حیران کر دیا۔۔۔۔۔

اُسکی قابلیت اور ذہانت کو دیکھتے ہوئے اسکول انتظامیہ نے 12 سال کی عمر میں اُسے بورڈ کے پیپروں کی تیاری کرنے کو کہا۔۔۔ جس میں اُسکا بھرپور ساتھ و لدار مصعب اور صمیان نے دیا۔۔۔ دکھنے میں یہ کافی حیران کن اور عجیب تھا سب کے لئے کہ 12 سال کی چھوٹی سی بچی بورڈ کے پیپر دینے آتی تھی وہ سب اُس پر ہنستے اور اُسکا مذاق اڑاتے۔ لیکن وقت آنے پر ناصرف اُس نے اچھے پیپر دیئے بلکہ شہر کے



اُنکی یہ سوچ تھی کہ ایک لڑکی ہو کر اُس نے خاندان کے مردوں کو نیچا دکھانے کی کوشش کی ہے۔۔۔

اب وہ سکینہ سردار کے بلا وجہ کی طعنہ نشی اور یزدان کے غصے کا شکار رہنے لگی۔۔۔۔۔ کبھی کبھی اُنکی نفرت کی حد ہی ہو جاتی تو صمیان کو ہی اُسکا حمایتی بن کر میدان میں اترنا پڑتا جو سکینہ سردار کو ایک آنکھ نابھاتا۔۔۔۔۔ صرف ایک وہی تھا جس کے سامنے سکینہ سردار خاموش پیچھے ہٹ جایا کرتیں۔۔۔۔۔ ورنہ تو ولداریا مصعب کے سائڈ لینے پر سکینہ سردار اور جلال میں آ جاتی تھیں اور بیٹوں کو چار و ناچار خاموش ہونا پڑتا۔۔۔۔۔ ہاں اگر سامنے دادی کی سائڈ پر یزدان کھڑا ہوتا تو بہت مشکل ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔ یزدان غصیلہ اور جذباتی تھا آرام سے پیچھے نہیں ہٹتا تھا پھر دونوں بھائیوں میں بات ختم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی چلی جاتی۔۔۔۔۔ تبھی کسوہ کو ہی ہار تسلیم کرتے ہوئے جھکنا پڑتا۔۔۔۔۔ اور معاملے کو سلجھانے کے لیے غلطی تسلیم کرتے ہوئے معافی مانگنی پڑتی۔۔۔۔۔



ازاہ آج آپ کا پہلا دن تھا اور پہلے ہی دن آکر آپ نے آج کالج میں مار دھاڑ شروع کر دی۔۔۔۔۔ پر نسیل غصے سے ازاہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے جو لا پرواہی سے جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے انہیں سنتی اور آنکھوں میں آنکھیں ڈالے انہیں



دیکھ رہی تھی۔۔۔ چھوٹے بڑے سامنے سے کٹے بال چہرے پر بکھرے اسے بہت حسین اور کیوٹ بنا رہے تھے۔۔۔۔

اچھا جب یہ چپڑ گنجو صبح سے پپو کو تنگ کر رہا تھا تب آپ کو کوئی فرق نہیں پڑا  
سر۔۔۔ ایک آنکھ کی آئی برؤاٹھاتی وہ تنک کر بولی۔۔۔

چپڑ گنجو؟؟؟۔۔۔ عامر اور اس کے ساتھیوں نے گندا سامنہ بنا کے نام کو دوہرایا اور  
ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔

جب کے پرنسپل اور ساتھ کھڑے لڑکے نے پپو جیسے عجیب نام کو سن کر حیران  
ہوتے ازاہ کو دیکھا۔۔۔

یہ پپو کون ہے؟؟ پرنسپل نے حیران ہو کے سوال کیا۔۔۔

یہ۔۔۔ ازاہ نے برابر کھڑے لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔  
اور سب حیران ہوتے سماں عرف پپو کو دیکھنے لگے جو خود اپنا نیار کھا جانے والا نام  
سن کر صدمے سے ازاہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

بہر حال ازاہ یہ آخری موقع دے رہا ہوں مجھے اب تم لڑائی جھگڑا کرتی نظرنا  
آؤ۔۔۔ پرنسپل نے معملہ رفع دفع کرتے ہوئے کہا۔۔۔

ٹھیک ہے اسے بھی کہہ دیں کے پپو اور مجھ سے دور رہے ورنہ میں اگلی بار موقع  
نہیں دوں گی۔۔۔ سامنے کے بالوں کو چہرے سے جھٹک کر پیچھے کرتی وہ عامر کی

طرف مسکرا کر دیکھتی ہوئی سر کے سامنے صاف اسے دھمکی دے رہی تھی۔۔۔۔

عامر تو اس کی خوبصورتی دیکھتا کا دیکھتا ہی رہ گیا۔ اور انشاء کی آنکھیں بھی اسے دیکھ کے پھٹ گئی وہ بیٹا کوئی میک اپ اور مصنوعی چیز کے بھی اس سے زیادہ حسین اور مغرور لگ رہی تھی۔۔۔

تبھی وہ دوبارہ سامنے سر کی طرف دیکھتی ہڈ سر پر رکھتی پلٹی اور ساتھ میں سمان کو بھی لے گئی۔۔۔

اس کے جاتے ہی عامر اس کی خوبصورتی کی ٹرانس سے باہر نکلا اور ایک بار پھر پوری شدت سے اسے اپنی بے عزتی یاد آئی۔۔۔ وہ معاف کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔۔۔ تبھی وہ پرنسپل کو گھورتا ہوا پلٹ کر ازاہ کے پیچھے گیا۔۔۔

پرنسپل بیچارہ کیا کرتا عامر کی حثیت کو لے کر وہ اپنی عزت بچانے پر مجبور

تھا۔۔۔ اُسکا باپ نامی گرامی بزنس مین تھا اور اس یونیورسٹی میں سب سے زیادہ

ڈونیشن دینا والا انسان بھی۔۔۔ تبھی گردن جھکا کر خاموش ہو گیا۔۔۔

آج کل کے نیو طالب علم کی نظروں میں استادوں کی کوئی حثیت نہیں

تھی۔۔۔ ذرا سی ڈانٹ پر اب تو بہت سی جگاہوں پر طالب علم اپنی عزت نفس کے

لئے استادوں کو بے عزت کرنے کے ساتھ اُن کی جان لینے سے بھی پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔۔۔۔

روکو۔۔ عامر نے دونوں کو پیچھے سے زور سے آواز دے کر روکا جو کوریڈور میں باتیں کرتے آگے جا رہے تھے۔۔ آواز سنتے وہ وہی رُک گئے۔۔ ان کے روکنے پر وہ تیز تیز چلتا ان کے سامنے آیا۔۔

ازراہ عامر اور سمان کے سامنے نازک سی گڑیا لگ رہی تھی وہ سمان کو پیچھے کرتی عامر کے سامنے آتے بولی۔۔ اب کیا مصیبت ہے چھلے ہوئے آلو۔۔ وہ تھوڑی دیر پہلے اس کی بنائی درگت پر طنزیہ بولی۔۔۔

اس کی یہ بات سن کر عامر کے تو تن بدن میں جیسے آگ لگ گئی۔۔ بہت زیادہ اوڑھ رہی ہونا کالج کے باہر ملو تمہارے یہ حسین پر میں کاٹوں گا تمہیں مچھر کی طرح مسل کرنا رکھ دیا تو کہنا۔۔ عامر نفرت سے اسے دیکھتا ہوا بولا۔۔

تبھی سمان آرام سے بیچ میں آیا جو بھی ہو تھی تو وہ ایک لڑکی۔۔

عامر جانے دو۔۔ غصے کو دباتا سنجیدگی سے بولا۔۔۔

عامر نے زور سے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کی طرف دھکا دیتے ہوئے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔ سمان گرا نہیں تھا بس چند قدم پیچھے ہو گیا تھا۔

عامر کی جارحانہ حرکت کو دیکھ کر ازراہ کو غصہ تو بہت آیا مگر برداشت کر گئی۔۔ ٹھیک ہے گھٹیا انسان تم سے باہر ہی ملاقات ہو گئی۔۔ دانت پیس کر کہتی گھور کر عامر کو دیکھتی وہ سمان کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔۔

کیا تم جانتی ہو وہ کتنا خطرناک ہے اس سے پزنگا کیوں لے لیا؟؟ سمان اب سچ میں پریشان ہوتا بولا۔۔۔ بلا وجہ کی ایک فلم گلے پڑ گئی تھی اب جب کے وہ اتنے خطرناک دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے جو چھپ کر کبھی بھی وار کر سکتے تھے اس حال میں وہ ان چھوٹی موٹی دشمنیوں کو فورڈ نہیں کر سکتا تھا انہیں ہر پل ہوشیار رہنا تھا۔۔۔

کیا تم مجھے جانتے ہو پوپو؟؟

سمان نے بیزارگی بھری نظر ڈالی جہاں کوئی ڈر کوئی خوف نہیں تھا ایک لڑکی ہونے کے باوجود۔۔۔

اس کی خاموشی پر ازراہ مسکرائی۔۔ چلو پوپو کلاس ٹائم۔۔ آہستہ سے یہ کہتی وہ آگے بڑھ گئی جبکہ سمان کوفت سے یہاں وہاں ایک گہری نگاہ ڈالتا آگے بڑھ گیا۔۔



گڈ مارنگ میم۔۔۔ ملائکہ مسکراتی ہوئی کسوہ سے بولی جو گاڑی سے اتر رہی تھی۔۔۔ اُس نے آگے بڑھ کر کسوہ کا سامان اٹھایا اور اُسکے پیچھے اندر آفس کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

کسوہ آنکھوں پر بلیک گوگلز لگائے بلیک شرٹ پر وائٹ کوٹ اور بیلو جینز پہنے اپنی اونچی ہیل کی پمپی سے ٹک ٹک کر کے چل کر آتی سیدھ میں دیکھ رہی تھی۔۔۔ گڈ مارنگ میم۔۔۔ اُسکے امپلو اے اُسے دیکھ کر احتراماً اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے دس کر رہے تھے۔۔۔ جبکہ اطراف پر بنا نگاہ ڈالے وہ سنجیدگی اور مغروریت سے صرف سر ہلاتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔

میم آج آپ بہت خوبصورت لگ رہیں ہیں۔۔۔ اگر میں ایک لڑکا ہوتی تو آپ کے ہاتھوں مرنے کا خوف ہوتے ہوئے بھی آپکو پوز ضرور کرتی۔۔۔ ملائکہ بچوں کی سی مسکراہٹ لیے روانی میں بول گئی لیکن جلد غلطی کا احساس ہونے پر زبان دانتوں کے بیچ دبائی گئی۔۔۔

کسوہ بالکل ہلکا سا مسکراتی اپنی سیٹ پر بیٹھتی ایک نگاہ اُس پر ڈالی۔۔۔ مجھے لگتا ہے آج کل تم انڈین موویز کچھ زیادہ دیکھنے لگی ہو۔۔۔ تمہیں کب میں خوبصورت نہیں لگتی؟؟؟ سیٹ کی پشت سے کمر لگاتی اب وہ ایک فائل دیکھ رہی تھی۔۔۔

میری آج کی تمام میٹنگز کی ڈیٹیل ٹائمنگ سب میل کر دو۔۔۔ مصروف انداز میں

ملائکہ سے بولی لیکن ملائکہ تو ایک ٹک اُسکے چمکدار چہرے کو دیکھ رہی

تھی۔۔۔ اُسکا حکم سنتے آہستہ سے سر ہلا گئی۔۔۔

ویسے تو ملائکہ اُسکی خاص سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیتی تھی لیکن حقیقت میں

ملائکہ کسوہ کارائنٹ ہینڈ تھی۔۔۔ اُسکے تمام دن بھر کے کاموں کی

فہرست۔۔۔ کس کے ساتھ میٹنگز۔۔۔ کب۔۔۔ کہاں۔۔۔ کون ساپرو جیکٹ۔۔۔

تمام فائلز۔۔۔ اُس کے کھانے کا وقت اُسکی پسندیدہ کافی کا سہی وقت۔۔۔ حتیٰ

کہ اُس کا موڈ کب سہی ہے اور کب نہیں اس تک کا علم ملائکہ کو ہوتا۔۔۔ وہ کسوہ

کے ساتھ اُس وقت سے کام کر رہی تھی جب کسوہ نے اس کمپنی میں قدم رکھا

تھا۔۔۔

بیس سال کی عمر میں جب اچانک اُس کے بابا کی کار ایکسیڈنٹ میں ڈیبتھ ہو گئی تو

چھوٹے 2 بھائیوں اور ماں کی زمے داری اُس کے نازک کاندھوں پر

آگئی۔۔۔ سب رشتے داروں نے اس برے وقت میں اُن سے منہ پھیر لیا تب

چاروں ناچار اُسے اپنی اسٹڈی چھوڑ کر نوکری کے لئے دھکے کھانا پڑے۔۔۔

دنیا جہاں سے ملی مایوسی اور دھتکارے جانے سے دل برداشتہ ہوئی نیٹ پر نوکریاں

تلاش کرتی ملائکہ کی اُداس نظر اچانک اُس اشتہار پر پڑتی کھل گئی۔۔۔



جہاں S - M ایک نئی کمپنی ینگ لڑکے لڑکیوں کو کام کرنے اور دنیا کو اپنی  
صلاحیتوں سے مترادف کروانے کا موقع فراہم کر رہی تھی۔۔۔۔  
ملائکہ خوشی خوشی S - M کمپنی کا ایڈریس اپنی ڈائری میں نوٹ کرتی صبح ہونے  
اور ایک نئی اُمید کے روشن ہونے کے سہارے سو گئی۔۔۔  
صبح اٹھتی وہ نوٹ کئے ایڈریس پر پہنچی۔۔۔ رکشے سے اُترتی بڑی اور خوبصورت نظر  
آتی اُس عالیشان عمارت کو مسحور کن نظروں سے دیکھتے وہ جیسے جم گئی تھی۔۔۔ پھر  
آہستہ سے آگے بڑھی لیکن جب وہ اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچی اور سامنے دیکھا جہاں  
انٹرویو کے لیے حسین اور اچھے گھرانوں کے نظر آتے لڑکے لڑکیوں کی ایک لمبی  
لائن لگی تھی اُسکا دل جیسے بجھ سا گیا۔۔۔۔  
عام سے حلیے اور سادہ کپڑوں میں وہ چل کر آتی اُنکے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔ ہال سے  
بھرے لوگوں کی نظر جب اُس پر پڑی تو اُسے اُنکی نظروں میں خود کے لئے مذاق  
اور ناگواری صاف محسوس ہو رہی تھی۔۔۔  
سراٹھانے کی ہمت نہ ہونے پر وہ یوں ہی گردن جھکائے بیٹھی تھی جب 15 منٹ  
بعد اُسکا نام پکارا گیا۔۔۔۔  
جی مم۔۔۔ میں ہوں۔۔۔ گھبرائی آواز میں بولی۔۔۔

تو پھر جاؤ بی بی۔۔ منہ کیا دیکھ رہی ہو۔۔ ریسپشن پر بیٹھی لڑکی کے کچھ کہنے سے

پہلے حقارت سے برابر بیٹھے لڑکے نے اُسے دیکھ کر کہا۔۔۔

شرمندگی سے بنا کچھ کہے وہ اٹھی اور آگے بڑھ گئی۔۔۔

مے آئے کم ان۔۔۔ سست ہاتھ سے دستک دیتی آہستہ آواز میں بولی۔۔ اُسکا لہجہ

اور آنکھیں یقین کر بیٹھیں تھیں کہ وہ اس جاب کے لائق نہیں۔۔ یہاں بھی اُسے

ریجیکٹ کر دیا جائے گا۔۔۔

یس۔۔۔ مردانہ آواز میں اجازت ملنے پر وہ چھوٹے قدم اٹھاتی کنفیوز سی اندر

آئی۔۔۔

بڑے سے ٹیبل کے دوسری طرف جہاں سربراہی 2 کرسیاں رکھیں تھیں جن پر

ایک 20 سالہ چھوٹی سی لیکن بے حد حسین لمبے بالوں اور بڑی بڑی خوبصورت

آنکھوں والی لڑکی بیٹھی تھی جب کہ اُس کے برابر میں 40 کے قریب کے بے حد

خوش شکل بلیک کوٹ میں آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے مصعب خان لغاری بیٹھے

تھے جنہیں شاید ہی کوئی نا جانتا ہو۔۔۔ لغاری انڈسٹری کے اوئرن۔۔۔

مس ملائکہ آئیں بیٹھیں۔۔۔ ملائکہ کے سلام کرنے پر مصعب نے جواب دینے

کے ساتھ اُسے سامنے کی سیٹ پر بیٹھنے کی اجازت دی۔۔۔

جبکہ وہ حیران ہوتی مصعب اور اُس لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسکا مطلب یہ لغاری انڈسٹری کی دوسری برانچ تھی جسکی ہال ہی میں کافی جوش و خروش سے اوپننگ کے گئی تھی۔۔۔۔۔

ملائکہ کی حیران نظریں اب صرف مصعب پر ٹکی تھیں جہاں وہ اُسکی پروفائل ہاتھ میں لیے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ اپنی گھبراہٹ اور پریشانی میں وہ یہ بات نوٹ ہی نا کر سکی کہ کوئی اُسے بہت غور سے دیکھ رہا ہے۔۔۔۔۔

ہمم تو مس ملائکہ آپکو یہ جاب کیوں چاہیے۔۔۔ جبکہ آپ ابھی صرف ایک اسٹوڈنٹ ہیں۔؟؟ مصعب فائل رکھتے بولے۔۔۔۔۔

ملائکہ انگلیاں مروڑتی کچھ کہتی جب سامنے بیٹھی لڑکی جھٹکے سے آگے ہوئے اور اُسکی فائل اٹھاتے اُس میں ایک کاغذ رکھتے اُس پر کچھ لکھنے لگی پھر فائل بند کرتے کھڑی ہوئی اور وہ فائل اُسکے آگے رکھتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔

ملائکہ نے اُسکا بے التفاتی بھر انداز معصومیت سے گھوم کر اُسکے دروازے سے باہر جانے تک دیکھا۔۔۔۔۔ پھر پلٹ کر مصعب کو دیکھا جہاں وہ گہرا سانس لیتے کاندھے اُچکا کر اُسے ایسے دیکھتے ہوئے وہاں سے چلے گئے جیسے کہہ رہے ہوں آپکا فیصلہ ہو گیا میرا کام ختم۔۔۔۔۔

نا سمجھی سے کچھ دیر خالی سیٹس کو دیکھتی پھر وہ اپنی فائل کھول کر دیکھنے لگی جب

اُسے زور کا جھٹکا لگا۔۔۔ جہاں (you have been selected

)congrats لکھا تھا۔۔۔۔

کیا یہ کوئی مذاق تھا؟؟ جہاں بنا کوئی سوال۔۔ بنا اُسکے کوئی جواب دیئے۔۔ بنا کسی

ایکسپیرینس کے اونر کی بجائے ایک چھوٹی سی لڑکی نے اُسے سلیکٹ کر لیا؟؟؟؟

بے حد حیران ہوتی وہ خود سے بولی تھی۔۔۔

غائب دماغ لیے جب وہ دروازے سے باہر نکلی تب اُسے ریسپشن پر بیٹھی لڑکی نے

آواز دے کر پکارا اور قریب آنے پر ایک لفافہ ملا ننگہ کی طرف بڑھایا۔۔۔۔ جسے

ملا ننگہ نے حیرت سے تھامتے ہوئے کھول کر دیکھا اور یہ دیکھ کر اُسے زور کا چکر

آیا۔۔۔۔ جس میں لکھا تھا کہ اُسے اس کمپنی کی ceo مس کسوہ مصعب لغاری کی

پرسنل سیکرٹری کی جاب کے لئے سلیکٹ کر لیا گیا ہے جہاں اُس کی سٹارٹ کی

منٹھلی سیلری 60 ہزار سے شروع ہو گئی۔۔۔ اور وہ کل سے جوائن کرے

گی۔۔۔۔۔ ملا ننگہ کے لیے وہ دن معجزہ تھا۔۔۔

بس اُس دن سے لے کر اب تک ملا ننگہ کسوہ کے ساتھ کسی سائے کی طرح کام کرتی

تھی۔۔۔ اُس نے اپنی تمام صلاحیتیں کسوہ کے خواب کو پورا کرنے میں وقف کر

دیں۔۔۔ اُس نے ناصرف اپنے دِن اُسے دیئے بلکہ ساری رات جاگ کر اس

کامیابی کو حاصل کرنے میں اُسکا ساتھ بھی دیا۔۔۔۔

جس مشکل وقت میں کسوہ نے صرف ایک نظر اُسکی آنکھوں میں جھلکتے درد کو دیکھ

کر اُسکا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔ وہ ملائکہ کی زندگی کا سب سے زیادہ اہم لمحہ تھا۔۔۔۔

ملائکہ کے دل میں کسوہ کے لیے ایک باس سے بڑھ کر کئی جذبات

تھے۔۔۔۔۔ اُس کا کسوہ سے کوئی رشتہ تو نہ تھا لیکن وہ اُسے باس کے بعد ایک بہن

کی حیثیت سے بہت محبت کرتی تھی۔۔۔۔۔ لیکن یہ بات وہ اُس سے کہہ نہیں سکتی

تھی۔۔۔۔۔ کسوہ کا ہر کام پر فیکٹ طور پر کرنا۔۔۔ اُس کا خیال رکھنا۔۔۔ اُسکے ساتھ

رہنا۔۔۔ اُسکے سخت خراب موڈ میں اور غصے کرنے پر بھی مسکراتے رہنا ملائکہ کا

خوبصورت فرض تھا۔۔۔۔۔

ملائکہ ایک اچھی سی کافی۔۔۔۔۔ کسوہ نے بے حد لاڈ سے اُسکی طرف دیکھتے ہوئے

فرمائش کی جہاں وہ اپنے خیالوں میں کھوئی اُسے دیکھتی ایک دم چونکی۔۔۔۔۔

ابھی لائی۔۔۔۔۔ پُرانی یادوں میں کھوئی ملائکہ کسوہ کی آواز سے حال میں لوٹتی ہنس کر

جیسی پلٹی تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔۔

کم ان۔۔۔۔۔ کسوہ کے مصروف انداز میں اجازت ملنے پر جو انسان اندر آیا اُسے دیکھ

کر ملائکہ کا منہ کڑوا ہو گیا۔۔۔۔۔

غصے سے گھور کر اُسے دیکھتی وہ آگے بڑھتی اس سے پہلے دائم اُس کی راہ میں حائل  
ہوتا راستہ روک گیا۔۔۔۔

تمہیں کسی نے تمیز نہیں سکھائی اپنے باس سے اچھے سے پیش آنے کی۔۔۔۔  
تیکھے انداز میں پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے وہ اُسکے معصوم خوبصورت چہرے کو  
دیکھتا سخت گیری سے اکڑ کر بولا۔۔۔۔

آئی ایم سوری۔۔۔ مسٹر دائم شاہ مجھے تمیز کے سبق اچھے سے یاد ہیں لیکن ناتواپ  
میرے باس ہیں اور نا میں آپکا کھاتی ہوں۔۔۔۔ سرد مہری سے لیکن مُسکرا کر کہتی  
اُسکی سائڈ سے ہوتی گزر گئی۔۔۔۔

کسوہ آپ نے دیکھا کیسے اس معمولی سی لڑکی نے آپکے سامنے میری انسلٹ کی یہ  
شاید جانتی نہیں ہے کہ میں کون ہوں؟؟ میں ایسی بد تمیز لڑکیوں کی زبان کھینچ لیتا  
ہوں۔۔۔۔ غصے سے سامنے رکھی سیٹ پر آکر بیٹھتا بولا۔۔۔۔

پہلی بات وہ کوئی معمولی لڑکی نہیں S - M انڈسٹری کی ceo کی خاص  
سیکرٹری ہے۔۔۔ دوسری بات تمیز اُسے نہیں آپکو سیکھنی چاہیے کہ لڑکیوں سے کس  
طرح سے بات کرنی چاہیے۔۔۔ تیسری اور آخری بات آئندہ۔۔۔ S - M میں  
آکر آپ میری کمپنی کے کسی بھی ممبرز سے اس طرح پیش نہیں آئیں



گے۔۔۔ خشمگیں نگاہوں سے دیکھتی ایک ایک لفظ پر زور دیتی کڑے لہجے میں وہ اُسے سختی سے وارن کر رہی تھی۔۔۔

دائم دھواں دھواں چہرے سے اُسے دیکھے گیا۔۔۔ کتنی بڑی غلط فہمی تھی اُسے کہ وہ کسوہ کے قریب ہونے لگا ہے۔۔۔ اصل میں اس نئے پروجیکٹ کو لے کر دائم ہر چھوٹے بڑے موقعے کا فائدہ اٹھا کر کسوہ سے ملنے اُسے دیکھنے چلا آتا۔۔۔ ایک دو بار دونوں نے ساتھ لپچ بھی کیا وہ الگ بات کے کام کے علاوہ کسوہ سے کسی اور مسئلے پر بات کرنے کا اُسے کوئی موقع نہ ملا سکا۔۔۔ کچھ ملاقاتوں میں دائم کو لگنے لگا کہ کسوہ اب اُسے بزنس پاٹرن کی طرح ٹریٹ نہیں کرتی۔۔۔ اُس کی باتوں میں اب رکھاوٹ محسوس نہیں ہوتی تھی۔۔۔ لیکن آج کسوہ نے جس طرح سے بات کی وہ بہت انسٹنگ تھا۔۔۔

وہ ایسی ہی تھی۔۔۔ اچھے لوگوں کے ساتھ نرم۔۔۔ کڑوے لوگوں سے زہریلی اور اجنبی لوگوں سے روکھے انداز میں ملنے والی۔۔۔ وہ لوگوں سے اُنہیں کے رنگ میں ڈھل کر مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔۔

میں یہاں اپنی چھوٹی پیاری سی دوست سے ملنے آیا تھا مجھے کیا معلوم تھا یہاں میری ملاقات اس کمپنی کی ceo سے ہوگی جو بہت سنگدل ہے۔۔۔ دائم شاہ افسردہ لہجے میں کہتا افسوس سے سر ہلانے لگا۔۔۔

کسوہ مدہم سا مسکرائی۔۔۔

مسٹر دائم شاہ آپ ابھی تک یہاں بیٹھے اس لئے بات کر رہے ہیں کیوں کہ آپ کے سامنے MS کی ceo بیٹھی ہوئی ہے۔۔۔ جسے کام کے دوران بہت سے قوانینوں کو مدے نظر رکھتے ہوئے حدودوں کا احترام کرنا پڑتا ہے۔۔۔ لیکن جب آپ MS کی ceo کو نہیں دیکھتے پھر آپ وہاں کسوہ مصعب کو پاتے ہیں۔۔۔ اور کسوہ مصعب دوسرا موقع نہیں دیتی آپ کی زبان پہلے ہی گدی سے کھینچ چکی ہوتی۔۔۔

کسوہ سے ملاقات آپ جیسے کمزور اعصاب انسان کے لیے مفید نہیں مسٹر دائم شاہ۔۔۔ گہرا سانس کھینچتی سیٹ کی پشت سے کمر لگا کے تیکھے انداز میں ٹھہر ٹھہر کر لیکن نرم مسکراہٹ لئے بولی۔۔۔ سامنے والے کو اُسکی انکھوں سے آگ کے شعلے اور منہ سے دھواں سا نکلتا محسوس ہوا۔۔۔

میں معافی چاہتا ہوں۔۔۔ اسکا آتش فشاں روپ دیکھتا دائم حواس باختہ رہ گیا۔۔۔ پھر خود کو سنبھالتا آہستہ سے بولا۔۔۔

آپکی معافی قبول کی۔۔۔ کاندھے اچکا کر بے پرواہی سے بولتی جیسے بات ہوا میں اڑا گئی۔۔۔

تبھی ملائکہ مسکراتی ہوئی اندر آئی اور اُسکی فیورٹ کریبی ہوٹ کافی اُس کے سامنے  
ٹیبیل پر رکھتی بنادائِم کی طرف دیکھے اور اُسے منہ لگائے واپس پلٹ گئی۔۔۔  
اتنی بے عزتی ایک معمولی لڑکی کے ہاتھوں وہ بھی کسودہ کی شے پر یہ بات دائِم شاہ کی  
برداشت سے زیادہ تھا آج تک کسی کی اتنی ہمت ناہو سکی تھی کہ اُسکے آگے منہ  
کھولے جبکہ یہ لڑکی۔۔۔ وہ مٹھیاں بھینچ کر کھڑا ہونے لگا۔۔۔ تبھی کسودہ کی میٹھی  
آواز میں پکارے جانے پر ملائکہ رک گئی اور گھوم کر کسودہ کو دیکھنے لگی۔۔۔ دائِم  
بھی اپنی جگہ ٹھہرنا کسودہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

پیون سے کہو مسٹر شاہ کے لئے بھی ایک کپ کافی لے آئیں۔۔۔ بظاہر اُس نے  
نارمل انداز میں کہا لیکن دائِم کو پیون کے ہاتھ خود کے لئے کافی منگوانا بہت زیادہ  
انسٹنگ فیل ہوا۔۔۔

نو تھنکس۔۔۔ اتنا بولتا وہ موڑا اور غصے سے دھپ دھپ کرتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔  
کسودہ ایسی ہو گئی جیسے اُسکی بلا سے دائِم ہزار بار بھاڑ میں جائے پرواہ نہیں۔۔۔  
جبکہ دوسری طرف ملائکہ کے کلیجے میں ایک ٹھنڈ سی پڑ گئی۔۔۔ دائِم ایسے ہی  
سلوک کا روادار تھا۔۔۔ ملائکہ نے جاتے ہوئے ٹھہر کر پیار سے کسودہ کے حسین  
چہرے کو دیکھا پھر وہاں سے نکل گئی۔۔۔



ازاہ جس کے عجیب غریب ہونے اور حد سے زیادہ احتیاط پسند ہونے پر کوئی اس سے دوستی کرنا یا اس کے قریب آنا پسند نہیں کرتا تھا اور نا ہی ازاہ خود اپنے آپ کو بدلنا پسند کرتی یا کسی کو اجازت دیتی کہ وہ اس کے قریب ہو۔۔ وہ ہجوم میں ہمیشہ سے اکیلے سفر کرنے کی عادی تھی۔۔۔

لیکن یہاں سمان کی مدد کرتے وہ جانے انجانے طور پر اُسکی شناسا ہو گئی۔۔۔ جس کا پورا فائدہ سمان کو ہی ہوا۔۔ یہی اُسکا مشن جو تھا۔۔ ازاہ کو جاننا اُسکے قریب رہنا۔۔۔

سمان جو ایک ہفتے سے یہ سوچ سوچ کر کوفت میں مبتلا تھا کہ کیسے ایک لڑکی سے دوستی کر کے اُسکا اعتماد جیتے گا کیسے اُسکا راز جانے گا۔۔ کیسے اس مشن کو اینڈ کرے گا۔۔ لیکن یہ سب بہت آسانی سے ہو گیا۔۔ عامر کی بگڑیل طبیعت نے دوسروں کو جہاں تکلیف سے دوچار کیا تھا وہاں سمان کو اسکا بہت فائدہ ہوا۔۔۔ غیر شناسا خواتینوں سے بات کرنا اُن پر نگاہ ڈالنا ہی اُسکی روح کے لیے عذاب تھا کجا کے ایک غیر لڑکی کے ساتھ سات مہینے مشن کے لیے جڑنا۔۔ لیکن اسے عجیب غریب سی دکھنے والی ازاہ میں اچانک تھوڑی کرپو سٹی سی پیدا ہوئی وہ دوسری لڑکیوں سے الگ تھی یہی بات سمان کی پیچینی کو ختم کرتی اور اپنے مشن کو آرام سے جاری رکھنے میں مددگار ثابت ہوئی۔۔۔



پوتم کیسے جاؤ گے گھر؟؟۔۔ وہ دونوں کالج کے ختم ہونے کے بعد اپنی اپنی رہ پر

جانے کے لئے اب الگ ہونے والے تھے تبھی ازہ بولی۔۔

میں بس پوانٹ سے بس لونگا۔۔ سمان نے ہلکا سا کہا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے آؤ میں تمہیں گھر چھوڑ دوں۔۔ ازہ نے اسے دوست

ہونے کی حیثیت سے آفر کی۔۔

نہیں میں چلا جاؤ گا۔۔ سمان نے تھوڑا بہت ڈرامے کے حساب سے اسے یہ احساس

دلایا کہ اس معاملے میں وہ بہت خود ار ہے مگر سامنے بھی ازہ تھی اسے ساتھ لے جا

کر ہی دم لیا۔۔ اور سمان کا پلین اس کے ساتھ کالج سے نکل کر ساتھ چلنے کا

کامیاب رہا۔۔

جو بھی ہو ازہ تھی ایک نازک سی لڑکی عامر جیسے شیطان صفت انسان پر اسے بالکل

بھروسہ نہیں تھا وہ یقیناً ازہ سے بدلہ لینے کے لئے اس پر حملہ ضرور کرتا۔۔ وہ

ایک طاقت ور مرد کا مقابلہ اکیلے نہیں کر سکتی تھی تبھی اس نے یہ بہانہ کیا۔۔

ازہ نے ابھی تک نا اس کا نام پوچھا تھا نا اس کے بارے میں جاننے کے لیے کوئی

خاص بات کی تھی۔۔۔

سمان ازہ کی برابر والی سیٹ پے بیٹھا دھڑا دھڑا ہر کی چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے راستے میں نظر آتے بہت سے نظاروں کو پیچھے جاتے دیکھ بھی رہا تھا۔۔۔

تم نے مجھے اپنا نام نہیں بتایا۔۔۔ اچانک ازہ نے اس سے سوال کیا۔۔۔

سمان علی۔۔۔ سمان نے اپنے حلیے کے ساتھ پہچان بھی بدلی ہوئی تھی تبھی جھوٹا

نام اسے بتاتا ہوا بولا۔۔۔ وہ دونوں اب سمنسان راستے سے گزار رہے تھے کہ جب

ہی ایک بڑی سی جیب سامنے سے آتی ان کا راستہ روک گئی۔۔۔ ازہ نے فوراً سے

بریک مار کر گاڑی روکی۔ ورنہ اُنکی آپس کی ٹکراؤ لازم تھی۔۔۔

سمان نے سامنے غصے سے سامنے دیکھتے ہوئے زور سے موٹھیوں کو بند کر لیا۔۔۔ اس

کاشک سہی نکلا تھا عامر نے اپنی اوقات دکھادی تھی۔۔۔ وہ بھاری بھر کم 4 سے 5

لڑکوں کے ساتھ ازہ پر حملہ کرنے آیا تھا۔۔۔ لعنت اس کی مردانگی پر۔۔۔ اب اور

کوئی راستہ نہیں تھا۔۔۔ ظلم ہوتا وہ نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ یہ سوچتا ہوا وہ اندر کالا والاں پر

انڈیلنے کے لئے ایک مضبوط مرد کی حشیت سے انہیں سبق سکھانے کے لئے دروازہ

کھول کر باہر آنے والا تھا مگر اس سے پہلے ہی ازہ ایک جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ

کھولتی باہر آئی اور گاڑی کو لاک کر گئی یعنی اندر بیٹھا انسان اب اس کی اجازت کے

بہت باہر نہیں آ سکتا تھا۔۔۔



یہ کیا کیا بیوقوف لڑکی دروازہ کھولو۔۔ وہ شیشے پر زور سے مکا مارتا ہوا اندر بیٹھ کے چیخ رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیسے بھی کر کے باہر آجائے اس کی مدد کے لئے۔۔۔

ازہ جیبوں میں ہاتھ ڈالتی سکون سے چلتی عامر کے پاس آئی۔۔ عامر بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ گاڑی سے باہر آیا تھا اس کے سامنے۔۔۔۔۔  
تمہارے باپ کا راج نہیں ہے جو گاڑی روڈ کے بیچ میں روک دی ہٹاؤ اسے۔۔۔ وہ سخت اور آہستہ آواز میں عامر سے بولی۔۔۔  
عامر جو اسے غصے سے گھور رہا تھا۔ اس کے پیچھے کھڑے ساتھی ازہ اور عامر کو حیران ہوتے دیکھ رہے تھے۔۔ عامر تم اس لڑکی کو مارنے کے لئے اتنے سب لڑکوں کو جمع کر کے لائے ہو؟؟ اس کا ایک ساتھی عامر کے کان میں آتا حیرت سے بولا۔۔۔

تبھی عامر نے ہاتھ اٹھا کر زور سے ایک تھپڑ ازہ کے منہ پر مارنا چاہا کہ اچانک ازہ نے جیب سے ہاتھ نکال کے اس کا ہاتھ اپنے گال کے قریب آنے سے پہلے ہی بیچ میں روک دیا۔۔۔ ایسے جیسے وہ یہ بات پہلے سے جانتی ہو۔۔ عامر آنکھیں پھاڑے اس کی تیزی دیکھ کر حیران رہ گیا تبھی ازہ نے دوسرا ہاتھ جیب سے نکال کر ایک زوردار وہی تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیا۔ اتنا ہی نہیں اسے سمجھنے کا موقع

دیئے بغیر ازہ نے اس کا کالر پکڑ کر اسے سیدھا کیا اور ایک زوردار مکا اس کی ناک پر مارا جہاں خون کا تیز دھار فوارہ عامر کی ناک سے نکلا وہ درد کی شدت سے زور سے چیختا ہوا وہی زمین پر جھک گیا۔۔

ازہ نے ایک ماہر کراٹے باز کی طرح جم کر ان تمام لڑکوں کو دھویا جو اس کے ساتھ آئے تھے اور ایسا دھویا کے شاید ہی وہ اب چلنے یا ہاتھ سے کام لینے کے قابل بھی رہتے۔۔۔

وہ ایک گوٹھنا موڑ کر عامر کے سامنے نیچے زمین پر بیٹھی۔۔۔ مجھے تم نے ہلکا لے لیا شاید۔۔ خبردار جواب میرے راستے میں آئے میں تمہیں مار مار کے تمہارا یہ چہرہ بگاڑنے کی طاقت رکھتی ہوں سمجھے مجھے جانتے نہیں ہو تم ابھی اس لئے پو اور مجھ سے ہی نہیں بلکہ ہر کالج کے سٹوڈنٹ سے دور رہو میں اب تمہارا یہ ظلم اور اکڑ کسی کے ساتھ ہوتا نادیکھوں۔۔۔ بہت من مانی کر لی۔۔ زمین پر جھکے عامر کی گردن کو دبو جتی اس کے چہرے کے قریب آ کر پھنکاتی ہوئی بولی تھی پھر جھٹکے سے اس کی گردن کو پیچھے کی طرف چھوڑتی کھڑی ہوئی۔۔۔ عامر حیران اور اڑتے حواسوں سے اسے دیکھ رہا تھا جو ایک حسین بلا تھی۔۔۔

گردن کو زور سے جھٹکا دے کر چہرے پے آئے بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کرتی وہ اپنی گاڑی کی طرف آئی اس کے گھنے حسین بوب کٹ بال اس کی جیکٹ سے باہر آکر بکھر گئے تھے۔۔

سمان سامنے کے منظر کو دیکھ کر ایسے کھویا ہوا تھا جیسے وہ سینما گھر میں کوئی زبردست ہالی ووڈ کی ایکشن مووی دیکھ رہا ہو اور اسی مووی کا کوئی بہترین ایکشن سین چل رہا ہو جہاں ایک نازک سی لڑکی 4 سے 3 ہٹے کٹے مردوں کو ایسے مار رہی ہو جیسے وہ ان کی استاد اور وہ اناڑی شاگرد ہوں۔۔ جب بھی وہ گول گھوم کر انہیں مارنے لگتی اس کے حسین گھنے چھوٹے بال لہر آتے چہرے سے لپٹے جاتے۔۔۔۔ یہ نظارہ سمان کے لیے دلچسپ نظارہ تھا۔۔۔ جب وہ پوری طرح کھویا ہوا تھا تبھی ازاد دروازہ کھولتی اندر بیٹھی اور خاموشی سے گاڑی آگے بڑھادی۔۔ وہ فورن حواسوں میں لوٹ آیا۔۔۔۔

میجر جنرل نے سہی کہا تھا وہ عام لڑکی نہیں تھی۔۔ بہت کچھ تھا اس میں جاننے لائق۔۔۔ اس پر گہری نگاہ ڈالتا وہ خود سے بولا۔۔۔



وہ رنگ مشین پر تیز دور رہا تھا۔۔

لمباقد۔۔ ورزشی خوبصورت جسامت۔۔ ہلکے گولڈن بالوں سے تیز دوڑنے کی صورت میں آتا پسینہ اُسکے چہرے کے خوبصورت نقش کو بھگوتا اور مغرور بنا رہا تھا۔۔۔۔۔ جب اس کا رائیٹ ہینڈ وہاں آیا۔۔۔

خبر ایک دم پکی ہے D S میجر جنرل کی بیٹی آچکی ہے مگر۔۔۔

تیز دوڑتا ہوا وہ ایک دم روکا اور پلٹ کر خبر دینے والے کو اپنی بڑی لال انگارہ آنکھوں سے گھور کر دیکھا جس کے چہرے پر ڈر صاف محسوس کیا جاسکتا تھا۔۔۔ مگر۔۔۔ وہ پھولتی سانسوں کے بیچ آہستہ سے بولا۔۔۔

مگر D S یہ نہیں معلوم کے وہ کب آئی کیسی دکھتی ہے اور اس کی رہائش کہاں ہے؟؟؟ معاذ ڈرتے ہوئے بولا

یہ سب معلوم کرنا کس کا کام ہے؟؟ وہ سکون سے مشین کو روکتا اتر کر سامنے آتا مسکراتا ہوا اسے دیکھ کر بولا۔۔ معاذ کی تو جیسے روح فنا ہو گئی ہو۔۔۔۔

م۔۔۔م۔۔۔میرا۔۔ وہ لڑکھڑاتی زبان سے اتنا ہی بولا۔۔

تو پھر اسے ڈھونڈو چاہے زمین کھودنی پڑے یا آسمان مجھے وہ ہر حال ہر قیمت پر چاہیے۔۔ وہ اس کے قریب آتا گرم سانسوں سے اس کا چہرہ جھلساتا ہوا خونخوار لہجے میں بولا۔۔۔۔

معاذ کو ایسا لگا کہ اس کے الفاظوں کے ساتھ ایک ان دیکھی آگ بھی ہے جو اس کے منہ سے نکل رہی ہے۔۔

میں پوری کوشش کروں گا D S اسے ڈھونڈنے کی۔۔ چہرے پے آئے پسینے کو صاف کرتا معاذ بولا۔۔

کوشش نہیں مجھے وہ چاہیے ہر حال میں کسی بھی قیمت پر لیکن انکار نہیں۔۔ اُسکی آنکھ سے نکلتی آگ کی لپیٹے معاذ کو جکڑنے لگی۔۔ تبھی معاذ وہاں سے فوراً چلا گیا۔۔

ازراہ تم مجھ سے بچ نہیں سکتی۔۔ موٹھیوں کو طاقت سے بند کئے وہ غصے سے جل رہا تھا جب کچھ برداشت ٹوٹنے لگی تو اپنے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے وہ شاور لینے چلا گیا۔۔

ازراہ سمان کو چھوڑ کر جب گھر آئی تو آمنہ اس کا کھانے پر انتظار کر رہی تھیں۔۔  
ازراہ نے انہیں دیکھ کر سلام کیا۔۔

آمنہ حیران ہوتی اس کے سلام کا جواب دیتی اس کے قریب آئیں کل سے وہ آئی تھی مگر اس کا چہرہ وہ آج دیکھ رہیں تھیں۔۔ حسین گلابی چہرہ پیاری آنکھیں۔۔

ماشاء اللہ۔۔ اس کے چہرے پر پیار سے ہاتھ پھیرتی آہستہ سے وہ مسکرا کر

بولی۔۔ کھانا لگاؤں؟؟؟

ازاہ کا دل زور سے انہیں دیکھ کر دھڑکنے لگا تھا۔۔ ان کا انداز ایک ماں کے جیسا

حسین اور خوبصورت تھا۔۔

وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

آمنہ کو اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر نظر آیا۔۔ ازاہ بیٹا کیا ہوا۔۔ وہ یہ کہتے

اس کے پاس آنے لگی تھی۔ جب ازاہ پلٹ کر ان کے برابر سے گزرتی اوپر جاتی

بولی۔۔ کھانا میرے کمرے میں بھیج دیں۔۔۔

آمنہ اس کا یہ عجیب غریب انداز دیکھ کر پریشان ہی رہ گئیں۔۔۔

وہ کمرے میں آتی زور سے بیگ زمین پر پھینکتی دیوار سے لگ کر نیچے بیٹھ گئی۔۔ یہ

آخر کیا چاہتی ہیں؟؟ مجھے ان سے ڈر لگنے لگا ہے مجھے ان سے بات کرنی ہوگی۔۔ وہ

فیصلہ کرتی خود کو سمجھالتی اٹھی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد آمنہ اس کے کمرے میں کھانا لے آئیں۔۔

وہ ایک سادھے سے کاغذ پر کچھ بنا رہی تھی جب انہیں دیکھ کر وہ کاغذ چھپا گئی۔۔۔

وہ اس کے سامنے کھانا رکھتی بیٹھی۔۔۔

ازاہ کیا بات ہے بچے۔۔ وہ پیار سے اس کے برابر بیٹھتی بولی تھیں۔۔۔



پھر وہی محبت۔۔۔۔۔ خود سے بولتی جیسے وہ پھٹ گئی۔۔۔

آپ آخر چاہتی کیا ہیں۔۔ میں نے ایک بار پہلے بھی خود کو بڑی مشکلوں سے سمجھا لا  
ہے پلیز اس بار میں خود کو سمجھانے کی طاقت نہیں رکھتی۔۔ کانپتے وجود کے ساتھ  
بہتے آنسو لئے وہ انہیں دیکھ کر بولی۔۔۔

آمنہ تو شدت سی اسے دیکھتی رہ گئیں۔۔ وہ تو صرف اسے محبت اور پیار دینا چاہتی  
تھی مگر وہ تو ٹوٹ گئی تھی۔۔۔ تبھی وہ خاموشی سے اٹھ کر چلی گئیں وہ اپنی ذات  
سے کبھی کسی کو دکھ دینے کا بائیت نہیں بن سکتی تھیں۔۔۔۔۔  
ازاہ کتنی ہی دیر اپنی ماں کی تصویر کو سینے سے لگاے روتی چلی گئی۔۔۔



ڈیڈ اُس نے میری انسلٹ کی دائم شاہ کی وہ بھی اُس دو کوڑی کی لڑکی کے لئے۔۔۔ وہ  
ایسا کیسے کر سکتی ہے میرے ساتھ۔۔ میں جو ملک شاہ کا اکلوتا بیٹا اور شاہ انڈسٹری کا  
اکلوتا وارث ہوں اُس نے اتنی آرام سے میری ذات کی دھجیاں بکھیر دیں۔۔۔۔ میں  
اس سے کتنی محبت کرتا ہوں اُس پتھر دل لڑکی کو اس بات کا احساس ہی  
نہیں۔۔۔۔۔ rd 3 فلور کی بڑی سی بالکنی میں خوبصورت رینگ کے پائپ کو  
مٹھیوں میں جکڑے وہ غصے سے کہتا کانپ رہا تھا اُسکی آنکھوں سے کسوہ سے ملی  
جانے والی عزت افزائی کے باعث غصے سے پانی بہہ رہا تھا۔۔۔

اپنے آپ کو سنبھالو دائم۔۔۔ تم پہلے ہی دن یہ بات اچھے سے سمجھ گئے تھے کہ کسوہ باقی سب سے مختلف لڑکی ہے۔۔۔ وہ نہایت مغرور اور ضدی قسم کی لڑکی ہے۔۔۔ اُسے کسی کی پرواہ نہیں سوائے اپنی ذات اور اُنسے جوڑے لوگوں کی۔۔۔ کسوہ ایسی سر پھری جنونی ہوا کی طرح ہے جسے ناتوقید کیا جاسکتا ہے نہ ہی چھو جاسکتا ہے۔۔۔ اگر نرم ٹھنڈے جھونکوں کی طرح چلے تو یہ روح میں اُترتی سکون بخش دے اگر یہ تیز چل جائے تو بڑے طوفان کی طرح سب کچھ برباد کر جائے اور اگر یہ پتی ہوا کی طرح چلے تو جسموں کو جھلسادے۔۔۔ اسے صرف محسوس کر کے تم اپنی زندگی جنت سے دوزخ یاد دوزخ سے جنت بنا سکتے ہو۔۔۔۔۔ اسکی یہی ادا پر تم فدا ہوئے تھے یاد ہے۔۔۔ پھر تمہیں اتنی تکلیف کیوں ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

محبت کے دعوے دار تم ہو وہ نہیں اور شروعات ہی میں تم اُسکی سخت مزاجی سے جھلس گئے۔۔۔ منزل تک کیسے پہنچو گے۔۔۔

ملک شاہ گہرا سانس کھینچتے اپنے بیٹے کی ٹوٹی حالت کو دیکھتے طنزیہ بولے۔۔۔ ملک شاہ اپنے بیٹے کی طرح جذباتی نہیں بلکہ بہت تیز اور شاطر انسان تھے کسوہ کے رنگوں سے وہ بخوبی آگاہ تھے۔۔۔ بات جہاں تک اُس کے ساتھ مل کر کام کرنے کی تھی تب تک سب ٹھیک تھا۔۔۔ لیکن جب بات اُنکے بیٹے کے دل تک آئی بہت

دیر ہو چکی تھی۔۔۔ دائم پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا اور اب ملک شاہ کی خود کی عزت داؤ پر لگ چکی تھی۔۔۔

ہاں میں محبت کرتا ہوں اُس سے بہت کرتا ہوں لیکن اُس کا ہتک آمیز رویہ کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ پھر تو میں دائم شاہ ہوں جس کے آگے لڑکیاں صرف ایک رات کے لیے کسی حسین پھول کی طرح کھل کر سامنے آ جاتی ہیں اور صبح تک وہ پھول مر جھا کر اُس کے کمرے میں پڑے ڈسٹ بن کی زینت بن جاتی ہیں۔۔۔

دائم شاہ کبھی کسی کے پیچھے نہیں گیا بلکہ سب چل کر خود اُسکی راتوں کا حسین خواب بننے کی خواہش رکھتی آگے بڑھیں پھر کس وہ کیوں نہیں۔۔۔۔

اُسے پانے کی خواہش مجھے ختم کر رہی ہے ڈیڈ۔۔۔ باپ کو دیکھتا وہ بے بسی سے

بول۔۔۔

ملک شاہ اُسکی بات سن کر ہنسنے۔۔۔

تمہیں جلتے رہنا ہو گا دائم۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ تمہیں برداشت کرنا سیکھنا ہو گا۔۔۔۔۔ وہ اُسکے قریب آتے ایک عجیب تاثر آنکھوں میں لئے مسکراتے بولے۔۔۔

دائم بے حد حیران ہوتا نہیں دیکھے گیا کہ وہ باپ ہو کر کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔

تب تک جب تک وہ تمہاری پوری طرح سے دسترس میں نہیں آ جاتی۔۔۔ پھر تم کیا پوری دنیا دیکھے گی کہ کون جلے گا اور کون تڑپے گا۔۔۔ یہ کھیل تب تک کھیل لو

جب تک شکاری کو اُسکا شکار نہیں مل جاتا۔۔۔ پھر جیت اُسی کی ہوگی جو یہ بازی جیتے گا۔۔۔ ملک شاہ مکاری اور شیطانیّت سے ہنستے ہوئے بول رہے تھے اور اب اُنکی بات سن کر دائم شاہ بھی ہنسنے بنا رہا ناسکا۔۔۔  
وہ سچ میں اُسکے باپ تھے۔۔۔ وہ اب سمجھا تھا۔۔۔

آپ نے بالکل ٹھیک کہا ڈیڈ کسوہ کو پانا آسان نہیں مجھے صبر کے بہت سے امتحانات سے گزر کر اُس کے دل تک رسائی حاصل کرنی ہوگی۔۔۔ بس پھر ایک بار جب وہ میری ہو جائے گی اُس دن اُسے میری محبت کے علاوہ تمام حساب بھی دینا ہوگا۔۔۔ آسمان پر چھائے کالے اندھیرے کو غور سے دیکھتے شیطانیّت سے مسکراتا بولا۔۔۔۔۔

تمہیں اسی طرح سے میری ہر بات پر عمل کرنا ہوگا۔۔۔ ملک شاہ اب اُس کے اس بدلے روپ کو دیکھتے ہنستے ہوئے پاس آئے اور اُسکا کاندھا تھپتھپا کر وہاں سے چلے گئے۔۔۔ وہ اپنے بیٹے کو محبت میں ہارا ہوا نہیں بلکہ محبت کو چھین کر جیت جانے والا بازی گردیکھنا چاہتے تھے۔۔۔



وہ جیسی مین ڈور کھول کر اندر آئی اُس کی توقع کے عین مطابق سامنے بیٹھے سب کسی بات پر ہنس رہے تھے لیکن اُسے اندر آتا دیکھ کر کچھ چہروں کی ہنسی تقریباً غائب ہو گئی تھی تو کچھ اُسے دیکھ کر اب مسکرا رہے تھے۔۔۔۔

لیکن وہ سپاٹ چہرہ لئے اندر آگے بڑھی کیوں کہ باہر کھڑی مخصوص گاڑیوں کو دیکھ کر ہی اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کون اس وقت یہاں آسکتا ہے۔۔۔۔

السلام وعلیکم۔۔۔ ایک نظر تمام لوگوں پر ڈالتی سنجیدگی سے بولی۔۔۔

ولد ار اور اُنکی زوجہ مسکراتے ہوئے اٹھے اور پیار سے اُسے سینے سے لگاتے حال چال پوچھنے لگے۔۔۔۔

فاطمہ جو اوپر سے نیچے تک ایک نئی نویلی دلہن کی طرح سچی ہوئی بہت حسین لگ رہی تھی کسوہ کو دیکھتی تڑپ کر اُس سے ملنے آگے بڑھی۔۔۔

میں اپنے روم میں جا رہی ہوں ہو سکے تو میرا کھانا وہیں پہنچا دیں۔۔۔۔ فاطمہ کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ وہ سختی سے باپ سے بولی۔۔۔ فاطمہ کے قدم جیسے وہیں جم گئے۔۔۔

کسوہ تم صبح جلدی آفس کے لئے نکل گئی تھی اس لیے بتا نہیں سکا میں نے فاطمہ اور یزدان کی خوشی میں چھوٹی سی دعوت رکھی تھی۔۔۔ مصعب پیار سے اُسے دیکھتے اُس کے پلٹ کر جانے سے پہلے بولے۔۔۔

اچھا ہوتا بابا آپ مجھے بتا دیتے میں آفس میں چند گھنٹے اور کام کر لیتی اس سے کم سے کم آپ لوگوں کی خوشیاں میری وجہ سے خراب نہیں ہوتیں۔۔۔ ہلکا سا طنزیہ مسکراتی وہ باپ سے بولی۔۔۔

اُسکی کڑوی باتیں سنتی سکینہ سردار ناک پھلاتی یزدان کو دیکھ رہیں تھیں جس کے چہرے پر بھی غصے کی جھلک واضح تھی۔۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے میرے بچے ہماری خوشیاں تو تمہارے بنا دھوری ہیں۔۔۔ سیٹیاں گھر کی رونق ہوتی ہیں۔۔۔ اور تم تو وہ ہو جس نے ساری دنیا میں ہمارا نام روشن کیا ہے مجھے فخر ہے تم پر میرے بچے ہمیں خوشی ہو گی تم ہم سب کے بچے بیٹھو گی تو۔۔۔۔۔ ولد ار پیار سے اُسے سینے سے لگاتے بولے۔۔۔۔۔

بہت شکریہ تا یا سردار لیکن میں تھک گئی ہوں آرام کرنا چاہتی ہوں اور ایک بات شاید میں ولیمے کی تقریب اٹینڈ کرنے گاؤں بھی نا آسکوں مجھے ایک میٹنگ کے لئے شہر سے باہر جانا ہے تو پلینز ناراض مت ہوئیے گا۔۔۔ ناراض نظروں سے باپ کو دیکھتی وہ ولد ار سے متانت سے بولی اور مڑ کر اوپر چلی گئی۔۔۔

ہمیشہ ہی کچھ ایسا ہو جاتا تھا اُن سے جس سے اُنکی پیاری سی یہ بیٹی اُن سے ناراض ہو جاتی مزید دکھی ہو جاتی۔۔۔ افسردگی سے سوچتے مصعب جیسے گم سم سے کھڑے تھے جب فاطمہ پیار سے اُنہیں ہلاتی مسکراتی۔۔۔۔۔



آپ فکر نہیں کریں ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا بابا۔۔۔ مصعب اُداس  
آنکھوں سے بیٹی کو دیکھتے مُسکرا دیئے۔۔۔ جب فاطمہ آگے بڑھی اور اوپر اُس کے  
روم کی طرف چل دی۔۔۔

کسوہ روم کے بچوں بیچ سُرخ آنکھیں اور چہرہ لیے اسٹیجوبنی کھڑی تھی جب فاطمہ  
دروازہ کھولتی اندر آئی۔۔۔

مسز یزدان آپکو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا آپکو معلوم ہونا چاہیے کے آپکے شوہر مجھ  
سے کتنی نفرت کرتے ہیں اور اگر انہیں معلوم ہوا کے آپ کسوہ مصعب کے پاس  
خود چل کر آئیں ہیں تو وہ آپ سے غصہ ہو جائیں گے۔۔۔ اور میں نہیں چاہتی آپکی  
نئی نئی ہوئی شادی میں میری وجہ سے کوئی مشکلات آئیں۔۔۔ بنا مڑ کر دیکھے کے  
کون آیا ہے وہ ہنس کر بے چارگی سے مگر انداز میں بے حد غصہ لیے بولی۔۔۔  
بس کر دو کسوہ ایسا لگتا ہے تم ساری دنیا کے ساتھ ساتھ خود سے بھی ناراض ہو۔۔۔ تم  
سب کے ساتھ خود کو بھی افیت اور سزا دے رہی ہو۔۔۔ میری بہن بھول

جاؤ۔۔۔ بھول جاؤ اور سب اللہ کے سپرد کر دو دیکھو تم نے خود کتنا پتھر کر  
لیا۔۔۔ فاطمہ روتی ہوئی اُسے پیچھے سے آتی سینے سے زور سے لگاتی بولی۔۔۔  
کوئی خاص قریبی رشتہ جن پر ہمیں سب سے زیادہ مان ہوتا ہے جب نکھڑ جائے تو  
ہمارے جسم سے تمام احساسات کو مردہ کر جاتا ہے۔۔۔ وہ ہمارے یقین پیار اور اعتماد

کا قتل کر جاتا ہے۔۔۔ اور کبھی تو ایسا لگتا ہے جیسے تمام خوشیاں ہی مردہ سی ہو گئیں  
ہوں۔۔۔۔

تمہارے ساتھ تو کبھی ایسا نہیں ہوا نہ اس لیے تم کسودہ کا درد کبھی سمجھ ہی نہ سکی اگر  
سمجھتی تو ایسا نہ کہتی۔۔۔ اُسکی باہوں کا گھیرا توڑتی ٹوٹے بکھرے جذبات لئے خود  
اذیت سے ہنستی بولی۔۔۔

چلی جاؤ فاطمہ۔۔۔ کانپتے ہونٹوں سے التجا کرتی وہ جیسے خود کو اُس کے سامنے  
بکھرنے سے بچا رہی تھی۔۔۔۔

فاطمہ روتی بلکتی اپنی بہن کی حالت پر اندر ہی اندر ماتم کناسی چلی گئی۔۔۔۔ اور کرتی  
بھی کیا وہ بہت ضدی تھی گھٹ گھٹ کر مر جاتی لیکن اُس کے سامنے جھکتی کبھی  
نہیں۔۔۔۔



سمان آج ازاد سے پہلے ہی ٹائم پر کالج پوہنچ گیا تھا مگر ازاد کا کہیں کوئی آتا پتہ نہیں  
تھا۔۔۔ پتہ نہیں یہ لڑکی آج آتی بھی ہے یا نہیں۔۔۔ کل کے اس کے کارنامے کو دیکھ  
کر وہ اور الرٹ ہو گیا تھا جس کو پیٹا تھا وہ عام انسان کی اولاد تو تھا نہیں اور یہ بھی وہ  
اچھے سے جان گیا تھا کہ ازاد کیا چیز ہے۔۔۔۔ وہ مزید ادھر ادھر دیکھتا ماحول کا جائزہ

لینا گہری سوچ میں ڈوبا تھا تبھی وہ اسے تیز تیز چلتی کالج سے اندر آتی دکھائی دی تھی

---

شکر ہے یہ آئی۔۔ اسے دیکھ کر وہ خود سے بولا۔۔

ازاہ نے آج اپنے آنکھوں کے ہم رنگ کی ہڈ والی جیکٹ پہنی تھی نیچے بلیک جینز اور جو کرز مگر آج سر پر ہڈ کی جگہ بلیک پیکیپ پہنی گئی تھی شولڈر کٹ بال اس کی کیپ سے نکلتے خوبصورت لگ رہے تھے۔۔۔۔ جیبوں میں ہاتھ پھنسائے نیچے گردن

جھکائے وہ اپنی دھن میں چلتی آرہی تھی۔۔۔۔

ہائے۔۔ وہ اس کے پاس آتا سنجیدگی سے بولا۔۔

اس نے چونک کر سمان کی طرف دیکھا جو اپنی دھن میں چلی آرہی تھی۔۔۔

ہائے۔۔ ہلکی سی مسکراہٹ لئے ازاہ اسے دیکھ کر بولی۔۔

اسے ہمیشہ کی طرح یقین تھا کہ باقی سب کی طرح سمان بھی دوبارہ اس سے نہیں

ملے گا تبھی اس کے ہائے کہنے پر وہ حیران اسے دیکھنے لگی۔۔۔

کیا ہوا تم تو ایسے دیکھ رہی ہو جیسے پہلی بار مل رہی ہو۔۔۔ وہ اسے خود کی طرف

حیران دیکھتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

دیکھ تو نہیں رہی ہاں مگر پہلی بار میرے ساتھ ایسا ضرور ہوا ہے کہ کوئی مجھ سے دوسری بار بھی آکر خود سے مل رہا ہے۔۔۔ وہ دونوں اب ساتھ چلتے باتیں بھی کر رہے تھے۔۔۔

اس کی بات کا مطلب اچھے سے سمجھتے ہوئے وہ ہلکا سا بس مسکرا سکا۔۔۔۔۔ باتوں کے دوران جلد ہی اُنکی کلاس بھی آگئی۔۔۔

سمان کو وہ لڑکی پہلی نظر میں عجیب دوسری دفع میں سنی تیسری دفع میں پاگل لگی۔۔۔۔۔ جو لڑکوں کے بیچ اکیلی کود کر جان کی پرواہ کئے بنا لڑتی ہے۔۔۔۔۔ سمان کو اس میں عام لڑکیوں جیسے کوئی گن نظر نہیں آئے تھے تبھی وہ بیٹا کسی جھجک کے اس کے ساتھ تھوڑا کمفر ٹیبل فیل کرنے لگا تھا اسے وہ مضبوط لڑکوں جیسی لگی تھی۔۔۔

کل کی طرح آج بھی وہ اسے کلاس کے دوران اپنے بچوں جیسے مشغلے میں مصروف نظر آئی۔۔۔

ازراہ کیا کر رہی ہو سامنے دھیان دو۔۔۔ وہ اسے خبردار کرتا بولا جو گلاب کے بنے پھول میں نفاست سے مومی رنگ بھر رہی تھی۔۔۔

میرا دھیان وہیں ہے پپو تم اپنی فکر کرو۔۔۔ وہ اسے آرام سے جواب دیتی بولی۔۔۔۔۔ سمان نے ایک گھوری سے اسے نوازا اور پھر سامنے دیکھنے لگا۔۔۔

تبھی سامنے کھڑے پروفیسر تنویر کو ازاد پر شک سا ہوا اور انہوں نے وہی سے  
کھڑے ایک چوک کا چھوٹا سا ٹکڑا کھینچ کر ازاد کی طرف پھینکا جسے ازاد نے نیچے ہی  
گردن جھکائے اپنے سر پر اس چوک کو لگنے سے پہلے ہی ایک ہاتھ سے پکڑ لیا۔۔۔  
پروفیسر تنویر تو کیا پوری کلاس ازاد کی یہ ادا دیکھ کر عیش عیش کرا اٹھی۔۔  
تبھی ازاد سر اوپر اٹھاتی سامنے دیکھتی کھڑی ہوئی۔۔۔

میں جان سکتا ہوں مس ازاد آپ نیچے جھک کے کیا کر رہیں تھیں؟؟ میں کوئی پاگل  
ہوں جو یہاں کھڑا بول رہا ہوں۔۔۔ پروفیسر نے خود کو سمجھالتے ہوئے غصے  
سے کہا۔۔۔

نہیں آپ ہمارے استاد ہے۔۔ اس نے آہستہ سے کہا۔۔  
اچھا تو چلو پھر بتاؤ یہاں آکر ذرا میں کیا بول رہا تھا۔ اور مجھے اس سوال کا جواب بھی  
چاہیے۔۔ وہ آنکھیں نکالتے بولے تھے۔۔  
ازاد آہستہ سے آگے بڑھی۔۔

سمان نے افسوس سے صرف ہلایا وہ برا پھنسی تھی۔۔۔  
تبھی ازاد نے جو بولنا شروع کیا تو آخر تک سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ  
گئے۔۔ اس نے ایک ایک بات بالکل سہی اور ٹھیک جواب کے ساتھ





پھر برا کیا ہے اُنکی آرزو ہے چھوٹی سی تمہاری اولاد میں وارث دیکھنے کی۔۔۔ پھر تمہارا ساتھ بھی دینے والا کوئی ہونا چاہئے نا۔ اتنی بڑی لغاری انڈسٹری کو آخر کب تک اکیلے ہینڈل کرتے رہو گے۔۔۔۔

سارہ میری جان تم کیوں نہیں سمجھتیں اماں سرکار کی خواہش اور تمام باتیں جو تم نے کہیں اُن سب سے کہیں زیادہ اہم تمہاری زندگی ہے میرے نزدیک کیا ایک بار بھی تم نے ان سب میں یہ سوچا کہ تمہیں کچھ ہوا تو اکیلا میں کیسے رہ سکوں گا تمہارے بنا۔۔۔ زہرہ کی پیدائش پر ڈاکٹر نے صاف مجھ سے یہ کہا کہ اس بار بچے کی پیدائش پر تمہاری جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔۔ تم اندر سے بہت کمزور ہو۔۔۔۔ مصعب زندگی موت السلا کے ہاتھ میں ہے یہ ڈاکٹر ز آخر کیسے کسی کی بھی زندگی موت کا فرمان جاری کر سکتے ہیں۔۔۔ تم دیکھنا اس بار بیٹا ہی ہو گا۔ پھر اماں سرکار بھی مجھے ایک بیٹے کی ماں ہونے کی حیثیت سے وہی مان اور محبت دینگی خاندان بھر میں جو بھابھی سرکار کو دیتی آئیں ہیں۔۔۔۔ اور میری معصوم بچیاں جنہیں اماں سرکار سے صرف نفرت ملی اب تک وہ بھی سراٹھا کر بے خوفی سے جی سکیں گی۔۔۔۔ سارہ مضبوط اور ضدی لہجے میں بولی۔۔۔

مصعب تو جیسے برف کی طرح جم سے گئے سارہ کی ساری بات سن کے۔۔۔۔ اس بار سے تمہارا کیا مطلب ہے سارہ؟؟؟ سارہ کا بازو زور سے دبوچتے مصعب آہستہ

آواز میں بولے چھوٹے چھوٹے پینے کے قطرے سارہ کی آنکھوں میں نظر آتی ضد کی وجہ سے اُنکے ماتھے پر ابھر آئے۔۔۔

تم نے ٹھیک سمجھا مصعب اللہ ہمیں دوبارہ والدین بننے کی خوشی سے نواز رہا ہے اور اس بار مجھے پورا یقین ہے کہ وہ ہمیں بیٹے کی خوشی سے نوازے گا۔۔ مصعب کی صدمے سے پھٹی آنکھوں میں بے خوفی سے دیکھتی سارہ اتنا بولیں اور وہاں سے چلیں گئیں۔۔۔

کسوہ جو کافی دیر سے بند دروازے کے پیچھے کھڑی اپنے والدین کے مابین ہوتی اس جھڑپ کو سن رہی تھی سارہ کے باہر آتے پیچھے ہو گئی۔۔۔ مصعب یہ بات برداشت نہ کر سکے اور دھڑام سے صوفے پر بیٹھنے کے انداز میں گرے۔۔۔ اب اُنکے پاس اپنی بیوی کی اس بیوقوفانہ حرکت پر افسوس اور ماتم کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا۔۔۔



ڈوبتے سورج کی پیلاہٹ جو چاروں طرف پھیلتی کچھ ہی دیر بعد اندھیرے میں بدل جانی تھی۔۔ ایک روشن چمکتے دن کو اپنے اندر سموئے لے جا رہی تھی۔۔ ایک ایسا دن۔۔ ایسا وقت۔۔ ایسا پل۔۔ جو شاید پھر لوٹ کر آنے والے دنوں میں نہیں آنا تھا۔۔۔

کسوہ نے ہے حد اُدا سی سے اُس گزرتی شام کی آخری کرنوں کو دیکھا جو کچھ دیر بعد  
سیاہ رات میں ڈھل جانے والی تھیں۔۔۔

تبھی کسوہ کو اپنی پشت پر کسی کے آہستہ سے چل کر آتے قدموں کی آہٹ محسوس  
ہوئی۔۔۔ اُس نے مڑ کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔۔۔

عین اُن قدموں کی آہٹ اُس کے بالکل قریب آ کر رُک گئی اور کوئی آرام سے اس  
کے برابر اس طرح آ کر بیٹھا کے اُسکی تنہائی میں کوئی خلل نہ پڑے۔۔۔۔۔ کتنی ہی  
دیر دونوں کے درمیان خاموشی رائج رہی جب وہی مسکراتی ہوئی ہلکی سی گردن  
موڑ کر سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

کیا تم دادی سرکار کی صبح والی بات سے ابھی تک اُداس ہو؟؟ اُسکی آنکھوں سے  
جھلکتی اُداسی کی طرح اُس کے سوال میں بھی کسوہ کو ڈھیر ساری فکر محسوس  
ہوئی۔۔۔۔

پہلے تو اُسے سوال سن کر حیرت ہوئی کیوں کہ اُس وقت تو صمیمان تھا نہیں جب  
دادی سردار نے اُسے جھڑکا تھا پھر وہ یہ سوچ کر مسکرا دی کے ضرور وہ ہی اُس کی  
موجودگی سے بے خبر رہی ہوگی۔۔۔۔۔ وہ وہیں کہیں تھا وہ اُس سے بے خبر کبھی  
نہیں رہا۔۔۔ اور جتنی دکھی وہ دادی سردار کی باتوں سے ہو کر وہاں سے گئی تھی اُس

سے کہیں زیادہ دکھی صمیان تھا۔۔۔ اور اب جب تک وہ اُسکی اُداسی دور نہیں کر دیتا سکون اُسے بھی نہیں ملنے والا تھا۔۔۔

نہیں بی بی سردار کی تو عادت ہے بچپن سے وہ ہم سے ایسے ہی بات کرتی اور جھڑکتی آئیں ہیں اُنہوں نے ہم بہنوں کو کبھی پیار سے نہیں دیکھا پھر میں کیوں اُنکی کسی بات سے اُداس ہو گئی؟؟؟

تو پھر کیوں اُداس ہو؟؟؟ اور یہاں حویلی کے بیک سائڈ اکیلی کیوں بیٹھی ہو؟؟؟ وہ اب پہلے سے مزید فکر مند ہوتا بولا۔۔۔

کسوہ اس بار بالکل خاموش رہی کیا کہتی والدین کے مابین ہوئی باتیں سنی تو سب تھیں لیکن کچھ باتیں اُسکی سمجھ سے بالاتر تھیں۔۔۔ اُسکے بابا پریشان تھے اور اماں سرکار بضد۔۔۔ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر بات درحقیقت ہے کیا؟؟؟ صمیان اُسکی گہری سوچ میں ڈوبی خاموشی کو محسوس کرتا چُپ رہا۔۔۔

تبھی اچانک کسوہ چونکی صمیان اُسکا ہاتھ تھام کر اٹھتا ہوا اُسے بھی اٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔۔

کہاں؟؟؟ وہ بس اتنا بول سکی۔۔۔

کوئی ایسی بات ہے جو تم مجھے اس قابل نہیں سمجھتیں کے اپنی وہ پریشانی مجھ سے بانٹ سکو۔۔ لیکن میں تمہیں ایسے منہ لٹکائے نہیں دیکھ سکتا۔۔ اس لیے اٹھو آؤ۔۔ اُسکا ہاتھ پکڑے اپنے ساتھ کھینچتے اُسے لیجانے لگا۔۔۔

بی بی سردار کو پتہ لگا کہ دو شام کے وقت میں یوں منہ اٹھائے تمہارے ساتھ حویلی سے باہر گھوم رہی ہوں تو ایک اور تماشہ لگ جائے گا۔۔ خاندانی۔۔ عزت دار۔۔ شریف ماں باپ کی سیٹیاں ایسے دو شام کے وقت گھوما نہیں کرتیں۔۔۔ پھر آوارہ۔۔ نافرمان۔۔ نجانے کیسے کیسے لفظ وہ میرے لیے استعمال کریں گی۔۔۔ میرے ساتھ ہو یہ دیکھ کر کوئی تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔ سر جھٹکتا وہ اُسے حویلی کی سائیڈ میں لے گیا۔۔۔ کسوہ کی آنکھیں سامنے کا منظر دیکھ کر خوشی سے جھلما گئیں۔۔۔ وہ حویلی کا خاص بنا فام ہاؤس تھا جہاں بہترین نسل کے پیٹس رکھے گئے تھے۔۔۔ اور وہیں کسوہ نے اُس سیاہ رنگ۔۔۔ چمکتی جلد اور لمبے بالوں والے اُس گھوڑے کو دیکھا۔۔۔ جس پر پڑتی پہلی نظر میں اُسکا دل آ گیا تھا۔۔۔ وہ بھاگ کر اُسکے پاس آتی اُس کا سر تھام کر سہلاتی چومے جارہی تھی۔۔۔ اور کچھ قدم دور کھڑا صمیان اُسکی خوشی دیکھتا خود بھی مسکرا رہا تھا۔۔۔ تم اچھے سے جانتے ہو صمیان کہ مجھے کیسے خوش کرنا ہے۔۔۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی اُسے پلٹ کر دیکھتی بولی۔۔۔

نہیں اتنا کافی نہیں میرے لیے۔۔ وہ اُسکی بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھتا ٹھہر کر  
بولا۔۔۔۔۔

اچھا پھر۔۔۔ سوالیہ انداز میں اُس کا اتنا پوچھنا تھا جب صمیان نے آگے بڑھ کر  
گھوڑے کی بندھی رسی کھولی اور اُسے باہر لے جانے لگا۔۔۔  
چلو آؤ بیٹھو اس پر میں بھی تو دیکھوں کس وہ مصعب لغاری کیا صرف گھوڑوں کو دور  
سے دیکھ کر اُنہیں پسند کرنے کی حد تک خوش ہوتی ہے۔۔۔۔؟؟؟ صمیان کا چیلنج  
دیتا انداز کس وہ کو کھل کھلا کر ہنسنے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔۔  
کس وہ مصعب لغاری صرف خواب دیکھنا نہیں اُنہیں پورا کرنے کی بھی طاقت رکھتی  
ہے صمیان خان لغاری اور یہ صرف شروعات ہے تم دیکھو گے ضرور دیکھو  
گے۔۔۔۔ گردن آکڑاتی اُس کا چیلنج قبول کرتی آگے بڑھی اور بنا کسی مدد کے اُچھل  
کر گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

صمیان اُسکے اسی انداز پر تو فریفتہ تھا۔۔۔ جب وہ خود کو مضبوط چٹان کی طرح ظاہر  
کرتی تھی۔۔۔ جب بات اُسکے خوابوں کی آتی تو اُسکی آنکھیں کسی قیمتی موتی کی  
طرح جگمگانے لگتی تھیں۔۔۔۔

صمیان کے خوبصورت خوابوں میں سے سب سے بڑا خواب ہی کس وہ کے تمام  
خوابوں کے پورا ہو جانے کا تھا۔۔۔۔ شرط اگر اُسکے خوابوں کو پورا کرنے کے لیے



اُسکے خود کے خوابوں کو توڑنے کی قیمت ادا کرنے کی بھی ہوتی تو وہ ایک لمحہ نالگاتا سوچنے کا۔۔۔ اُس کے معصوم کم سن چہرے کو مُسکرا کر دیکھتا وہ گہری سوچوں میں گم تھا۔۔۔۔۔ جہاں وہ کسی ماہر گھڑ سوار کی طرح گھوڑے کو دوڑاتی اُسکے ارد گرد بڑا سا چکر لگا رہی تھی۔۔ خوشی سے ملے کئی حسین رنگ اُسکے چہرے کی تازگی اور خوابوں کو جگمگاتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔۔

اُس دن صمیان نے چپکے سے دادی سردار کا دیا وہ تحفہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کسوہ کے نام کر دیا جس پر صرف اُس کا حق تھا اُس دن کسوہ نے اس گھوڑے کی تیز دوڑتی رفتار کو دیکھتے ہوئے اُسے کہہ با کہہ کر پکارنا شروع کیا کہہ با ایک عربی لفظ تھا جس کا مطلب تھا بجلی۔۔۔۔



کیسے کر لیتی ہو یہ سب ڈرامے؟؟ سمان اور ازہ کلاس ختم ہونے کے بعد اب کینیٹین میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔۔ جب سمان نے بڑی آرام سے ارد گرد دیکھتے سوال پوچھا۔۔۔۔

جیسے تم اپنی اچھی خاصی شکل کو پوٹائپ بنا کر رکھ لیتے ہو۔۔ وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ کر بولی۔۔ سمان اپنی بات کا جواب سن کر ایک دم سیدھا ہوتا اُسے دیکھنے لگا اسے ازہ سے ایسے ڈائریکٹ جواب دینے کی ہر گز امید نہیں تھی۔۔۔۔

اس لڑکی کا ذرا ساشک سارے پلین کے برباد ہونے کا مطلب ہے۔۔۔ ایک دم  
الرٹ ہوتا وہ دل میں خود سے بات کرتا کچھ سوچنے لگا۔۔۔

ایک پل کے لئے خاموش سا اسے دیکھتا پھر وہ بولا۔۔۔۔۔ وہ مجھے ایسے ہی رہنا پسند  
ہے جیسے تم خود کو بدلنا نہیں چاہتی ویسی میں بھی خود کو بدلنا نہیں چاہتا میں شروع  
سے ایسے ہی رہتا آیا ہوں۔۔۔۔۔ وہ جیسے اس کا من پسند جواب دیتا بولا۔۔۔۔۔  
جس پر ازراہ مسکرا دی۔۔۔۔۔

بلکل پو انسان کو کبھی بھی دوسروں کے لئے خود کو نہیں بدلنا چاہیے وہ جو ہے جیسا  
ہے اسے ویسے ہی دکھنا چاہیے۔۔۔۔۔ اگر آپ کسی اور کے لیے خود کو بدل کے اُسے  
اپناؤ گے تو آپ ایک بہر و بیا سے زیادہ اور کچھ نہیں ہو گے۔۔۔۔۔ جو صرف سامنے  
والے کو نہیں بلکہ خود کو بدل کر اپنی ذات کو بھی دھوکہ دے رہا ہو گا۔۔۔۔۔ جو  
رشتہ اُن کے بیچ اُن دو لوگوں کو جوڑے ہوئے ہو گا وہ بھی جھوٹ ہی  
ہو گا۔۔۔۔۔ پھر ایسے انسان کا کیا فائدہ پو؟؟ جو مکمل جھوٹی زندگی جی رہا ہو۔۔۔۔۔ وہ  
اس کی شکل دیکھتی کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

سمان اس کی اتنی گہری کہی بات سُنتا سر جھکا گیا۔۔۔۔۔  
تبھی وہ اٹھی اور کھانے پینے کی چیزیں لینے چلی گئی۔۔۔۔۔

شکر ہے کے ازراہ کو شک نہیں ہوا مجھ پے۔۔۔ وہ اسے جاتا دیکھ کر سوچنے لگا ساری بات ایک طرف لیکن اُسکا مشن سب سے اہم تھا جس کے لیے وہ اس وقت یہاں تھا۔۔۔۔۔

کہاں گم ہو؟؟ تھوری ہی دیر ہوئی تھی جب کھانے پینے کی چیزوں سے بھری ٹرے لئے وہ اس کے سامنے آتے بیٹھتی ہوئی بولی۔۔۔

کہیں بھی نہیں۔۔۔ ویسے۔۔۔ آج عامر نہیں ہے تو پورے کالج میں کتنا سکون ہے۔۔۔ وہ اسے دیکھ کر بولا جواب ایک رول کار پیر کھول رہی تھی۔۔۔ بالکل بہت سکون ہے ویسے جو کام میں نے کیا وہ بہت پہلے تمہیں کر دینا چاہیے تھا۔۔۔ اپنی پیاری آنکھوں سے اس کا چہرہ دیکھ کر بولی۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔ سمان نے ایک آئی برواٹھا کر شک بھری نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ جو کبھی کبھی ایسی بات کر جاتی تھی جیسے اسے اس کی ساری حقیقت معلوم ہو۔۔۔

کچھ نہیں یہ لو تم رول کھاؤ۔۔۔ وہ سادھے سے انداز میں بولی۔۔۔ نہیں ازراہ میں ناشتہ کر کے آیا ہوں تم کھاؤ۔۔۔ وہ ایک دم اٹھتا ہوا بولا تھا۔۔۔ بیٹھو ورنہ دوں گی ایک الٹے ہاتھ کا ساری غیریت ہوا ہو جائے گی۔۔۔ وہ دوستوں والے انداز میں اس سے بولی تھی۔۔۔

سمان عجیب نظروں سے اُسکے انداز دیکھتا خاموشی سے ضبط کئے پھر بیٹھ گیا۔۔



یہ لو ایک دم اصلی مال ہے۔۔۔ کالیا نے کالج میں سب سے زیادہ نشے کی چیزیں بیچنے والے جو جو کے سامنے دو تھیلیاں ڈر گھس سے بھری پھینکی۔۔

تھیلیوں کو ناک کے قریب رکھ کر جو جو نے گہری سانس لی۔۔ ماننا پڑے گا کالیا تمہارا مال ہوتا بلکل 1 نمبر ہے۔۔ جو جو خوش ہوتا بولا۔۔

یار میرا گزارا تھوڑے تھوڑے پر نہیں ہے جو جو بھائی اگر تم چاہو تو مجھے اپنے سے بڑی پارٹی سے ملوادو قسم سے تمہارا یہ مال میری طرف سے پھوکت میں ہوگا۔۔ کالیا نے اس کی منت سماجت کرتے ہوئے آخر میں لالچ دیا۔۔ جس سے جو جو کی آنکھیں چمکی اور دل میں لالچ بھی پیدا ہو گیا۔۔

تمہیں ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے کالیا اس دھندے میں آ کے ابھی ٹھیک سے تیرنا سیکھ لو پھر مگر مچھوں سے بھی مل لینا۔۔ جو جو نے آرام سے اسے سمجھایا وجہ کالیا کا اصلی مال تھا ورنہ جو جو کبھی اپنے سگے باپ سے بھی آرام سے بات نہ کرتا۔۔

یہ میرا مسئلہ ہے جو جو بھائی تم بس پارٹی سے ملو آؤ۔۔ کالیا نے حتمی فیصلہ سناتے ہوئے منت بھی کی تھی۔۔ وہ اب اپنے چھوٹے سے دھندے کو بڑا کرنا چاہتا تھا جلد سے جلد۔۔۔

ٹھیک ہے کالیا جیسا تم کہو مگر یاد رکھنا کوئی بھی گڑبڑ ہوئی تو ذمہ دار تم خود ہو گے وہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔۔ جو جو نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا اسے صرف اپنے مال سے مطلب تھا جو اسے کالیا بدلے میں بالکل فری میں دینے والا تھا۔۔۔

ہاں جو جو بھائی تم اس کی فکر نہ کرو بس ایک بار میری قسمت کا ستارہ روشن ہو جائے پھر دیکھنا کیسے تم لوگوں کے بھی ایش ہوتے ہیں۔۔۔

ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ کالیا اور جو جو زور سے ہنسنے لگے۔۔۔۔۔



ایجنٹ 220 میں نے جو جو کو اپنے پورے جال میں پھانس لیا ہے۔۔ وہ بہت جلد مجھے اپنے اس کالے دھندوں میں ملوث تمام بڑے لوگوں سے ملوائے گا اور وہ دن دور نہیں جب dx ہماری قید میں ہو گا۔ ہم بہت آسانی سے اس تک پوہنچ جائے گے۔۔

شاباش ایجنٹ 240 پلین کے مطابق ہم دونوں اپنی جگہ ابھی تک بہت اچھے سے جا رہے ہیں۔۔ مجھے اللہ پر پورا یقین ہے ہر بار کی طرح اس بار بھی کامیابی جلد ہماری مٹھی میں ہو گی۔۔

انشاء اللہ سر۔۔ 240 نے فخر سے کہا۔۔

پلین کے دوران نو سرائیجٹ 240 مجھے ہر اچھی خبر کے ساتھ دوبارہ رابطہ کرنا اللہ حافظ۔۔ سختی سے کہتا وہ بینا کچھ سنے فون بند کر گیا۔۔۔



رات کے 10 بجے کے قریب کچھ ضروری ڈاکیومنٹ کوریڈ کرتی وہ ساتھ لپ ٹاپ پر چلتی ایک نیوز چینل پر ڈاکیومنٹری بھی سن رہی تھی جس کا ٹاپک تعلیمی اداروں میں چھپ کر ڈرگزال کو حل کے بننے سے نشے کی لت میں پڑے طالب علموں کی تعداد کثرت سے بڑھنے کا خدشہ تھا۔۔۔

کسوہ نے ماتھے پر شکنوں کا جال بنتے نگاہیں اٹھا کر اسکرین پر چلتی نیوز کو دیکھا۔۔۔ صبح ہی اُس نے نیوز پر 7 سے 8 لڑکیوں کا الگ الگ جگہوں سے لاپتہ ہونے کا سنا تھا۔۔۔ جن کا ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہو سکا تھا۔۔۔ اور اب یہ نئی خبر۔۔۔ آخر کون لوگ ہیں یہ؟؟ ہر بار پولیس کی ریڈ پڑنے کے باوجود یہ لوگ باز کیوں نہیں آتے۔۔۔ کچھ دن سکون سے گزرتے نہیں کے یہ پھر سے معصوم بچے بچیوں کی زندگی تباہ کرنے میں لگ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ اصل گڑھ کا معلوم کرنا ضروری ہے جو اس نظام کو چلا رہا ہے۔۔۔ اُس تک ابھی کوئی پہنچ نہیں سکا۔۔۔ جس دن وہ گڑھ تباہ ہو گا اُس دن نئی نسل اس غلیظ عادت سے جان چھڑا



سکے گی۔۔۔۔۔ غصے سے من میں باتیں کرتی وہ خالی نظروں سے ہاتھ میں پکڑی  
فائل کو گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

بڑے بڑے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم کی آڑ میں اسٹوڈنٹس کو کس طرح  
ٹارچر کر کے اس بری لت میں مبتلا کیا جاتا تھا وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔ وہ بھی اس  
وقت سے گزری تھی۔۔ لیکن وہ اتنی کمزور نہیں تھی جو کسی کے چکر میں آسانی  
سے آجاتی۔۔ خود کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے اُسے اچھے سے معلوم تھا۔۔۔۔۔

ریلنگ۔۔ ڈرگزر۔۔ بلیک میلنگ کے ذریعے عزت کی ہی نہیں بلکہ کئی خوبصورت  
زندگیوں کو کیسے موت کی نیند سلا یا جاتا ہے یہ سب بھی اُسکی طرح ہر کوئی جانتا تھا  
لیکن کوئی اس پر بڑا ایکشن لے سکے اتنی ہمت کسی میں نا تھی چھوٹے موٹے ریڈ مار  
کر اس بات کو دبا ضرور دیا جاتا تھا لیکن اصل مگر مچھوں پر ہاتھ ڈالنا بہت مشکل  
تھا۔۔۔۔۔ یہ سب صرف اس ملک کی نہیں بلکہ اور دوسرے بڑے ملکوں کی بھی  
پریشانی تھی۔۔۔ اس طرح کے کرائم تقریباً آہستہ آہستہ پوری دنیا میں پھیلنے  
جارہے تھے جو کہ ایک بہت بڑا اور اہم مسئلہ تھا۔۔۔۔۔

یہ سب سوچتے اُس کا دل کام سے اُچاٹ ہو گیا فائل اور لیپ ٹاپ بند کرتی وہ ابھی  
سونے لگی تھی جب اُس کا خاموش موبائل آواز کے ساتھ بجنے لگا۔۔۔۔۔

اتنی رات کو کون فون کر سکتا ہے؟؟ منہ بناتی فون کو جیسے ہی ہاتھ میں لے کر دیکھا تو اُسے تھوڑا غصہ ضرور آیا لیکن پھر کچھ سوچ کر فون کان سے لگا گئی۔۔۔۔۔  
ہیلو کسوہ کیسی ہو؟؟ سوری تمہیں اتنی رات کو ڈسٹرب کیا لیکن ایک ضروری بات کرنی تھی۔۔۔۔۔ اُس کے کچھ بولنے سے پہلے وہ طوطے کی طرح ٹین ٹین کرتا شروع ہو گیا۔۔۔۔۔

کسوہ نے اُس کا جلدی جلدی اپنی بات بولنا اور لہجے کی گھبراہٹ صاف محسوس کی۔۔۔۔۔ دائم ایسا کبھی نہیں کرتا تھا وہ بہت سوچ سمجھ کر اور آرام سے اپنی بات کہتا تھا۔۔۔۔۔

ضروری بات کیا ہے؟؟ جب کسوہ نے بھی سنجیدگی سے بنا کسی لگی لپٹی کے ساری باتوں کو چھوڑ کر ڈائریکٹ کام کی بات پر آتے ہوئے سوال کیا۔۔۔۔۔  
وہ۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ چاہ۔۔۔۔۔ رہا تھا کہ۔۔۔۔۔ کیوں نا۔۔۔۔۔ ہم۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے۔۔۔۔۔ کیا تم۔۔۔۔۔ کل۔۔۔۔۔ میرے ساتھ۔۔۔۔۔ ڈنر کرنا پسند کرو گی؟؟ اُسکی ان ڈائریکٹ کام کی بات کرنے کی عادت سے وہ بخوبی واقف تھا تبھی ہچکچاتے ہوئے وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں اپنی بات پوری کرتا بولا۔۔۔۔۔

کسوہ ایک گہری سانس لیتی کچھ دیر سوچتی رہی۔۔۔۔۔ اُسے دائم کے بات کرنے سے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ کچھ تو ہے؟؟

پچھلے ایک ماہ سے وہ اپنی ہارڈ ورکنگ اور صلاحیتوں سے کسود کو معمولی سا امپریس کرنے میں کامیاب رہا تھا جس کی وجہ سے وہ کام کے سلسلے میں اکثر اُسکے ساتھ دکھائی دیتا۔۔۔ آفس ہو۔۔۔ سائٹ ایریا ہو۔۔۔ بورڈ میٹنگ یا پھر بزنس سے ریلیٹڈ کوئی لنچ وغیرہ جس میں وہ اکیلی نہیں کمپنی کے ایگزیکٹوز بھی شامل

ہوتے۔۔۔۔ وہ ہر طرح سے اُسکے قریب رہنے کی وجہ تلاش کرتا۔۔۔۔ اور یہ اُسکی سب سے بڑی خوش فہمی تھی کہ وہ ہی اب تک کا ایسا انسان رہا ہے جو کسود کے اتنا قریب رہتا ہے۔۔۔ جہاں کسود جیسی لڑکی کی خواہش کرنا بھی ریگستان میں کنواں کھودنے جیسا ناممکن تھا۔۔۔ اور اسی خیال کو پورا دن لگا کر سوچتے ہوئے اُس نے رات کے اس پہر ہمت کرتے ہوئے آخر اُس سے ریکویسٹ کر ہی دی۔۔۔ کیا یہ بزنس سے ریلیٹڈ کوئی ڈنر ہے؟ کسود نے بنا کسی جھجک کے سیدھا سوال کیا۔۔۔

ن۔۔۔ نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں تم سے کچھ امپورٹنٹ بات کرنا چاہتا تھا بس۔۔۔ تھوک نکلتے اُس نے جواب دیا وہ بہت زیادہ نروس فیل ہو رہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے پھر ہم کل ڈنر پر ملتے ہیں۔۔۔۔ عام سے لہجے میں وہ بس اتنا ہی بولی تھی لیکن دائم کو لگا جیسے وہ ساتویں آسمان پر اوڑھ رہا ہو۔۔۔ اُسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ

کسوہ اتنی آرام سے مان جائے گی۔۔۔ اس سے پہلے وہ خوشی سے بیڈ سے اٹھ کر  
ناچنے لگتا جب کسوہ گھرے لہجے میں سختی لئے دوبارہ بولی۔۔۔

اگر اس بات کا میڈیا کو یا کسی نے بھی اس بات کو لے کر میری ذات کو ٹارگیٹ کیا یا  
میری فیملی پر کوئی حرف آیا تو یاد رکھنا دائم شاہ میں تمہاری سرے عام کھال اُتار  
دو نگی۔۔۔۔ اپنی ٹون میں آتی وہ کوئی دھمکی نہیں دے رہی تھی۔۔۔ بلکہ اُسے  
آگاہ کر رہی تھی۔۔۔

میں ایسی نوبت آنے نہیں دوں گا ٹرسٹ می۔۔۔ مسکرا کر کہتا وہ اُسے پورا یقین دلا  
رہا تھا۔۔۔

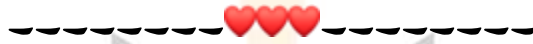
کسوہ بنا کچھ بولے لیکن اُسکی سچائی کا یقین کرتی فون رکھ کر اب سکون سے لیٹ  
گئی۔۔۔ لیکن دوسری طرف دائم شاہ خوشی سے چیختا چلاتا پورے کمرے کا حال بگاڑ  
چکا تھا۔۔۔



جو جو نے جو کہا وہ پورا بھی کیا اس نے کالیا کو اپنے سے اوپر ایک بندے سے ملوایا  
تھا۔۔ اور کالیا بہت ہوشیاری سے ناصر ف اوپر تک پوہنچا بلکہ اپنے شاندار ایک نمبر  
مال کی وجہ سے وہ اس دھندے میں بڑوں بڑوں کا بھروسہ بھی جیتا چلا گیا اور پھر  
اس کی ایمان داری اور مال کی تعریفیں سن کر معاز ایک دن خود اس سے آکر ملا اور نا

صرف اس نے کالیا سے مال کالیں دین کیا بلکہ اسے اپنے گینگ میں بھی شامل کر لیا۔۔۔

مگر اب بھی dx سامنے ہونے کے باوجود مکمل پردوں میں چھپا ہوا تھا وہ بہت ہوشیار انسان تھا اس تک پوہنچنے کے لئے جلد بازی نہیں بلکہ دماغ اور وقت کے ساتھ چلنا ضروری تھا ورنہ پاساپلٹ سکتا تھا۔۔۔  
انہیں dx کو پکڑنا تھا جس کے عزائم بہت خطرناک تھے۔۔۔



کالج سے چھٹی پر جب وہ مقررہ وقت پر گھر آئی تو دیکھا آمنہ پھر اس کا کھانے پر انتظار کر رہی تھی ازراہ کا چہرہ دیکھتیں مسکرا نے لگی۔۔۔  
السلام علیکم۔۔۔ اس نے آہستہ سے انہیں دیکھ کر ہمیشہ کی طرح صرف سلام ہی کیا۔۔۔

وعلیکم السلام جاؤ ازراہ میرے بچے منہ ہاتھ دھو آؤ پھر ہم مل کر کھانا کھائیں گے۔۔۔ ان کے اتنے پیار سے کہنے پر ازراہ خاموشی سے ہاتھ منہ دھو کر ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگی۔۔۔

وقت گزرنے کے ساتھ اتنا فرق ہوا تھا کہ وہ اب ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے ہاتھ کا کھانا کھا لیتی تھی اس میں بھی آمنہ کا ہی ہاتھ تھا۔۔۔

آمنہ کے لئے اتنا ہی کافی تھا وہ ان سے کوئی بات نہیں کرتی تھی مگر اب ان کی کوئی بات ٹالتی بھی نہیں تھی اور ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی کھالیا کرتی تھی۔۔

ازہ کا درد اس کا کیلا پن وہ بہت اچھے سے محسوس کرتی تھیں کرتی بھی کیوں نا انہوں نے بھی تو ساری زندگی ایسی ہی کاٹی تھی اکیلی درد کی ٹھوکریں کھا کے۔۔ ازہ کھانا کھا کر فورن اٹھتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ اٹھی۔۔۔

شام کا وقت تھا۔۔ کچھ کرنے کو کام تھا نہیں اسلئے وہ اپنے کمرے میں پڑی بور ہونے لگی تھی تبھی اٹھی اور جا کر لان میں بیٹھتی پودوں کی کھدائی کرنے لگی۔۔ آمنہ اسے دیکھ کر حیران ہی رہ گئی کالج سے آنے کے بعد وہ کم ہی کمرے سے باہر نکلتی تھی آج تو اس کی پودوں میں دلچسپی دیکھ کر آمنہ خوش ہی ہوں گئی۔۔ وہ مگن تھی اپنے کام میں جب مٹی سے بھرے ہاتھ اس نے چہرے پر بال ہٹانے کی غرض سے منہ پر بھی مٹی لگالی۔۔ آمنہ اسے دیکھ کر بے اختیار ہنس دیں اور قریب آتی دوپٹے سے اس کا چہرہ پیار سے صاف کرنے لگی۔۔ ازہ ان کے اس ردے عمل سے تیز سانس لیتی ایک ٹک انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

آپ کیوں نہیں سمجھتی.. کیوں مجھے پھر وہی درد اور تکلیف دینا چاہتی ہیں۔۔۔ جو میں 10 سال پہلے بھگت چکی ہوں وہ بہت عذاب تھا۔۔ میں نے خود کو بہت



مشکل سے سمجھالا ہے پلیز۔۔۔۔۔ وہ سسکی آنکھ سے آنسو بغاوت کرتا بہہ گیا جسے  
اس نے بے دردی سے اپنے نرم گال سے رگڑ کر مٹا دیا۔۔

آخر کب تک مضبوط بنتی تھی تو ایک نصف نازک نرم دل رکھنے والی ہی۔۔۔ تبھی وہ  
آمنہ کے سامنے سے جھٹکے سے اٹھی اور اندر جانے لگی۔۔۔ وہ ان کے سامنے رو کر  
اپنا درد ان سے بانٹ کر خود کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

میں اکلوتی تھی اپنے ماں باپ کی۔۔۔۔۔ آمنہ آہستہ سے بولنا شروع ہوئی۔۔۔۔۔  
بڑی ہوئی تو انہوں نے اچھا لڑکا دیکھ کر میری شادی کر دی۔۔۔ شادی کے کچھ  
دنوں بعد ہی ماں باپ بھی اس دنیا سے چلے گئے۔۔۔ میرے شوہر بہت اچھے تھے  
زندگی اللہ کا شکر ادا کرتے گزر رہی تھی۔۔۔۔

وقت گزرا 15 سال تک اولاد کی نعمت سے ہم محروم رہے اور پھر ایک رات شوہر  
جو واحد سہارا تھے اس دنیا میں میرے وہ بھی اس دنیا میں مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے  
گئے۔۔۔۔۔ میرے شوہر کا بھی اس دنیا میں کوئی نہیں تھا وہ بھی اکیلے تھے تبھی ان  
کے چلے جانے کے بعد میں دردِ بھٹکتی رہی مگر کہیں سے کسی نے بھی آسرا نہ دیا  
ہاں مگر مجھے نوچنے کے لئے بھوکے جانور روز ضرور ٹکراتے تھے۔۔۔۔۔  
وہ یہ کہتی جیسے کہیں کھوئی ہوئی تھیں آنکھوں سے آنسو گرتے ہوئے انہیں بھگو  
رہے تھے۔۔۔۔۔ ہر لفظ درد میں ڈوبا تھا۔۔۔۔۔

پھر کہیں جا کر ایک ٹرسٹ والوں نے مجھے سہارا دیا۔ اکیلی تنہا کیا کرتی سوچا چلو  
لوگوں کے بچوں کی ہی دیکھ بھال کر لی جائے۔۔۔ پھر میں لوگوں کے بچوں کو اپنا  
بچہ سمجھ کر پالنے لگی۔۔۔ سمجھنے میں اور ہونے میں بہت فرق ہوتا ہے۔۔۔ میں یہ  
بات بھول گئی تھی۔۔

جن بچوں سے مجھے جیسے جیسے لگاؤ ہوتا ان کے والدین ڈر کر مجھے کام سے نکال  
دیتے۔۔ میرے اندر کی ایک ماں کی حسرت شاید کبھی پوری نہیں ہوگی میں یہ بات  
سمجھ گئی تھی۔۔ میں ایک بہترین بچوں کی دیکھ بھال کرنے والی تو بن سکتی تھی مگر  
شاید منہ بولی ماں بننے کی بھی حثیت نہیں تھی میری۔۔۔ وہ کچھ دیر خاموش  
ہوئی۔۔۔

پھر تم آئی میری زندگی میں۔۔ تمہیں دیکھا تو ایسا لگا۔۔ آنکھیں یہ الفاظ کہتی آمنہ  
کی جیسے مسکرا نے لگی ہوں۔۔۔

ایسا لگا۔۔۔ جیسے میں خود کو دیکھ رہی ہوں۔۔ اکیلی تنہا بہت گہرے زخم جو کسی کو  
دیکھاے نہیں جاسکتے۔۔۔ یہ درد مجھے تمہاری طرف کھینچے لگا۔۔ میں تمہارے  
قریب آنے سے خود کو روک نہیں پارہی میری طرح تمہارا بھی زخم ناسور نابین  
جائے اس لئے میں ایک ماں کی چاہ لئے تمہارا خیال رکھنا چاہتی ہوں۔۔ جس

احساس کمتری میں میں نے زندگی گزاری میں تمہیں اس طرح زندگی گزارتے

ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔۔ وہ یہ کہتی رو رہی تھی۔۔۔

میں اپنے سامنے ایک اور آمنہ کو نہیں دیکھ سکتی۔۔۔

تبھی ازہا پلٹی اور آہستہ سے ان کے قریب آتی انکے سینے سے لگی۔۔

مجھے معاف کر دیں۔۔ وہ ان سے بس اتنا ہی کہہ سکی تھی۔۔۔ آمنہ اور وہ کتنی دیر

تک ایک دوسرے سے لگی پھر روتی رہی تھی۔۔۔

میں یہاں ہمیشہ کے لئے نہیں آئی ہوں ایک دن مجھے یہاں سے چلے جانا ہے پھر کیا

آپ میرے بغیر رہ لے گی؟؟۔۔۔ وہ ان سے الگ ہوتی بولی جس سے آمنہ کا دل

ایک دم سکڑا تھا۔۔۔ وہ آنکھوں میں آنسوؤں بھر کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔ تبھی ازہا

انہیں دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔ چلیں ابھی وہ وقت آنے میں کافی دن

ہیں آپ ادا اس مت ہوں میرے پاس ہر مسئلے کا حل ہوتا ہے۔۔۔ اب تو میں بھی

آپ سے دور نہیں ہونا چاہوں گی۔۔۔ وہ ان کے سینے سے لگی محبت سے بولی جسے

آمنہ نے ایک ماں کی طرح اپنی اغوش میں بھرا ہوا تھا۔۔۔۔۔

ہم دونوں تنہا ہیں میں 10 سال پہلے اپنی ماں کو کھو چکی ہوں میں تب انہیں بچا نہیں

سکی تھی کیوں کہ میں تب کمزور تھی۔۔۔ مگر اب میں اس ماں کو بالکل کھونا نہیں

چاہوں گی جو مجھے قسمت نے دی۔۔۔۔۔ اس لئے میں اپنے ساتھ ہی آپ کو لے

جاؤں گی۔۔ آپ چلیں گی نامیرے ساتھ؟؟؟؟؟ ازاہ نے ان کے ہاتھوں کو چوم کر آس سے پوچھا تھا۔۔

آمنہ حیران ہوتی اس کی بات سننے لگی تھی۔۔ انہیں یقین نہیں آرہا تھا جو ازاہ ان سے کہہ رہی تھی۔۔

تبھی وہ تڑپ کر اسے اپنے سینے میں بھرتی بولی۔۔ میری بیٹی جہاں جائے گی اس کی ماں کی سانسیں وہی چلیں گی۔۔

ازاہ ان کا جواب سن کر مسکراتی ہوئی ان کے کمزور وجود سے لپٹ گئی۔۔۔



فل بلیک ڈنر سوٹ جو شہر کے ایک جانے مانے ڈیزائنر نے خاص اُسکے لیے ڈیزائن کیا تھا۔۔ پیروں میں سچے سب سے مہنگے برینڈ کے شوز۔۔۔ ہیرے کی کفلنگ۔۔ اُس پر جیل سے سیٹ کئے گئے گھنے بال اُسے سب سے اسٹائلش اور ہینڈ سم لک دے رہے تھے۔۔۔

اس شام کے آنے کے لیے اُس نے کتنی دعائیں مانگی تھیں یہ بس اُس کا خدا جانتا تھا اور جب وہ شام بر آئی جس میں وہ دنیا کی سب سے حسین لڑکی کو پریوز کرنے جا رہا تھا تو اس کی اس خوشی کا جیسے کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔۔۔ وہ اس شام کو اُس کے لیے سب سے خوبصورت بنانا چاہتا تھا۔۔۔

اور اس کے لیے سب سے پہلے اُسے اُسکی برابری پر جا کر سب سے الگ دکھنا  
تھا۔۔۔ تاکہ ہر کوئی اُنہیں ایک ساتھ دیکھ کر دانتوں تلے اپنی انگلیاں لے  
لیں۔۔۔ من ہی من اپنی مکمل ہوئی تیاری پر شیشے میں آخری نگاہ ڈالتا وہ مسکرا  
دیا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ ہوٹل پہنچنے میں تھوڑا سا بھی لیٹ ہو جاتا وہ اپنا سامان ٹیبل سے  
اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھا جب اُسکا موبائل بجا۔۔۔  
تیزی سے باہر کی طرف بڑھتے وہ بنا دیکھے فون کان سے لگائے مصروف انداز میں  
ہیلو بول گیا۔۔۔

ہر بار کی طرح تم نے پھر میرا دل جیت لیا دائم۔۔۔ تم پہلے سے اور میرے  
بھروسے مند اور قریبی دوستوں میں شمار ہو گئے ہو۔۔۔ DS کی مخصوص بھاری  
آواز جیسی اُسکے کانوں سے ٹکرائی وہ اپنی جگہ ٹھہر گیا۔۔۔۔ DS سے ہر بار کی  
طرح تعریف سننے پر اُسکے لب بے اختیار مسکرا دیئے۔۔۔  
یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ DS اپنے اہم کنٹریکٹ کے لیے مجھ پر بھروسہ  
کرتا ہے۔۔۔۔ پھر میں کیسے اُسے کسی شکایت کا موقع دے سکتا ہوں۔۔۔۔۔ دائم  
شاہ اپنی قیمتی کار میں بیٹھتا خوشی سے بولا۔۔۔۔

پہلے لیلی پھر تم میرے سب سے وفادار اور ر سکی کام با آسانی سے کرنے والے  
ساتھیوں میں سے ایک ہو۔۔۔۔ تم دونوں میرے لیے سب سے اہم ہو۔۔۔ جب  
تک تم میرے لیے ہر خطرہ موڑ لے کر کام ز مے داری سے پوری کرتے رہو گے  
تب تک D S دنیا کی بے شمار دولت تمہارے قدموں میں ڈھیر کرتا رہے  
گا۔۔۔۔

فلحال آج کے لئے ایک بھاری رقم انعام کے طور پہ تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر  
کروادی گئی ہے۔۔۔ عیش کرو۔۔۔۔۔ اپنی بات ختم کرتا وہ فون کاٹ گیا۔۔۔۔



آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والی روشنیوں سے جگمگاتی اس شہر کی سب سے لگژری  
اور اونچی بلڈنگ جو اپنے نام کی طرح بے حد خوبصورت بھی تھی۔۔۔  
(ویلم کنگ) جسے نیلے قیمتی شیشوں اور پتھروں سے ڈیزائن کیا گیا تھا۔۔۔ بڑے  
بڑے فوارے جو داخلی دروازے کے ارد گرد خوبصورتی میں اضافہ کرتے دیکھنے  
میں کسی کو بھی حیران کر دیتے تھے۔۔۔۔

اس ہوٹل میں کسی بھی نارمل انسان کی انٹری آسان نہیں تھی یہاں صرف امیر  
ترین لوگوں کا آنا جانا یقینی تھا۔۔۔۔



جب اُسکی بڑی سی پراڈ و اُس ہوٹل کے دروازے پر آکر رکی تبھی وہاں امیر زادوں کا ایک گروپ بھی اندر جانے کو اپنی شاندار گاڑی سے اترتا دکھائی دیا۔۔۔

بلیک اینڈ وائٹ ڈھیلی سی ہڈ جیکٹ۔۔ بلیک جینز پیروں میں آؤٹ فٹ سے میچ کرتے ٹینس شوز۔۔ لمبے بال جنہیں ڈھیلی فرتینچ چوٹی میں باندھے آگئے ڈالا ہوا تھا۔۔۔

بنا کسی میک اپ کے بہت کچھول لک میں بھی وہ یہاں کی تمام حسین سچی سنوری لڑکیوں کو پیچھے چھوڑتی اپنی گاڑی سے اترتی لا پرواہ سی آگے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔

اُوئے ہوئے عامر وہ دیکھ یار کیا مال ہے۔۔۔۔۔ عامر جو ابھی اپنی گاڑی ہی میں بیٹھا تھا اُسکے ایک بگڑے ہوئے دوست نے گاڑی سے اترتے ہوئے کسوہ کو اندر کی طرف بڑھتے دیکھ عامر سے کہا۔۔۔

عامر جھٹ سے گاڑی سے اترتا کسوہ کو اپنی گندی نظروں سے کچھ دیر دیکھتا رہا پھر ہنس دیا۔۔

مال نہیں یہ تو پورا میزائل ہے خوبصورتی کا۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ تالی مار کر ہنستا وہ زور سے ہوٹنگ کرتا بولا۔۔۔

جب کسوہ نے بے اختیار پلٹ کر ایک تیز فصیلی نگاہ اُن بگڑے امیر زادوں پر ڈالی جو اُسے ہی دیکھ کر ہنس رہے تھے۔۔۔ افسوس سے سر ہلاتی وہ ہوٹل کے اندر آتی نظروں سے غائب ہو گئی۔۔۔۔

یہ کسوہ مصعب لغاری ہے اس شہر کی سب سے بڑی کمپنی کی ceo۔۔۔ عامر نے کسوہ کے حسین روپ کو آنکھوں میں سموتے اپنے آوارہ انداز میں کہا۔۔۔ اے وہ تو کوئی کالج میں پڑھنے والی چھوٹی سی بچی لگتی ہے تو پاگل ہے تجھے وہ کہاں سے ceo لگ رہی۔۔۔ کچھ بھی بکو اس کرتا ہے۔۔۔ اُس کا قریبی دوست مذاق اڑاتے بولا۔۔۔

ہاں وہ صرف 221 سال کی ہی ہے لیکن تیری سوچ سے بھی زیادہ آگے ہے بیٹا۔۔۔ میں جانتا ہوں اسے۔۔۔ یہ میرے ڈیڈ کے ساتھ ایک پروجیکٹ پر کام کر رہی ہے۔۔۔ عامر نے ہنستے ہوئے اپنے ہکے بکے حیران کھڑے دوستوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

اُف یا کیا کمال کی چیز ہے یہ تو۔۔۔ ویسے تو نے وعدہ کیا تھا ہم سے کہ تو ایک اور کمال کی چیز سے ہماری شاندار دعوت کرنے والا ہے کہاں گئی تیری وہ کمال کی چیز اور وہ رنگین دعوت۔۔۔۔ گروپ میں سب سے پیپی دکھنے والے اُس لڑکے نے خباثت سے تالی مار کر کہا۔۔۔

اور عامر کو ازادہ کے ساتھ ہوئی اُس لڑائی کا سین فوراً سے یاد آ گیا۔۔۔ وہ ازادہ کو قابو کر کے اُسے اپنے دوستوں کے آگے پھینک کے ازادہ کا سارا غرور توڑنے کے ساتھ اُسے اپنے آگے جھکانا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن ازادہ کو خود کی حفاظت کے لئے اتنا تیار دیکھ کر عامر بھونچکا رہ گیا تھا۔۔۔ اُسکی ساری پلاننگ اُس دن دھری کی دھری رہ گئی۔۔۔۔۔ لیکن وہ ہار ماننے والوں میں سے ہر گز نہیں تھا۔۔۔۔۔

بہت جلد تم سب دیکھو گے۔۔۔ تمہارا بھائی کیا کمال کی چیز تمہارے آگے پھینکتا ہے فحال تب تک صبر سے کام لینا ہو گا۔۔۔ کیوں کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ عامر شیطانی ہنسی ہنستا دوستوں سے بولا۔۔۔ اُسکی بات سمجھ کر سب زور زور سے قہقہے لگانے لگے۔۔۔۔۔

کیوں نہ آج رات اس حسینہ سے ہم موج مستی کریں۔۔۔۔۔ عامر کے سب سے قریب کھڑے دوست نے اندر جاتی کسوہ کو دیکھ کر رازداری سے کہا۔۔۔۔۔ نہیں یار وہ کوئی عامر سی لڑکی نہیں جسے زور زبردستی سے اٹھا کر اپنی مرضی کر لی جائے اُسکی اوپر تک پہنچ ہے۔۔۔۔۔ الٹا لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔۔۔۔۔ یہ فضول خیال دماغ سے نکال دو۔۔۔۔۔ عامر نے فوراً ڈرتے ہوئے اُس دوست کے خیال کو ریجیکٹ کر دیا۔۔۔۔۔

یار ہم کوئی ثبوت ہی نہیں چھوڑیں گے۔۔ تو اتنا کیوں ڈر رہا ہے۔۔ دوسرے دوست کو شاید کسوہ کا پری پیکر روپ مدہوش کر گیا تھا تبھی وہ عامر کے انکار پر تھوڑا ناراض ہوتا بولا۔۔۔

تم لوگوں کو مرنے کا شوق ہو رہا ہے تو شوق سے مرو لیکن میں تمہارا ساتھ اس میں نہیں دینے والا۔۔۔ عامر جیسا عیاش اور سر پھرا بگڑا امیر زادہ بھی کسوہ پر ہاتھ ڈالنے سے ڈرتا ہوا یہ کہہ رہا تھا۔۔۔ وہ کسوہ کے بیک گراؤنڈ اور اسٹیٹس سے بخونی واقف تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ کسوہ ایسی ہستی ہے جس کے آگے اُسکا باپ بھی جانور کی طرح دم ہلاتا جی حضوری میں کھڑا رہتا ہے۔۔۔ تبھی وہ غصے سے دوستوں کو دیکھتا ہوٹل کے اندر آ گیا۔۔۔۔

یہ جو بوم لگتا تھا کسوہ کے نام سے ہی کسی چھوٹے سے پٹانے کی طرح پھس ہو گیا۔۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ گروپ میں عامر کا مذاق اڑاتا اُسکا دوست بولا۔۔۔۔۔  
اب کیا کریں؟؟ تبھی تیسرا لڑکا ایکسائیٹڈ ساد کھائی دیتا بولا۔۔۔

کرنا کیا ہے چلو۔۔۔ عامر نا سہی۔۔۔ ہم تو ہیں۔۔۔ پیپی جیسا دکھتا لڑکا آنکھ دباتا بولا۔۔۔ اور سب اُسکی بات سن کر زور سے ہنستے یا ہو کا نعرہ لگا گئے۔۔۔۔



کسوہ جیسے ہی ہوٹل کے 2nd فلور پر بنے خوبصورت سے ریسٹورانٹ کے اندر آئی

اُسے دور سے دائم ہاتھ ہلاتا اپنی طرف متوجہ کرتا نظر آیا۔۔۔۔۔

تیز قدم اٹھاتی وہ کونے میں ایک بڑے سے شیشے کے پاس رکھی میز کی طرف آئی تو

ایک پل کو جیسے حیران رہ گئی۔۔۔۔۔

میز پر بڑا سا سُرخ گلابوں کا بوکے سجاتھا اور اُس کے ارد گرد کئی مومبتیان جلتی

دیکھنے والوں کے لیے کوئی اور ہی کہانی بیان کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اوپر سے دائم کی تیاری ایسی دکھ رہی تھی جیسے وہ اپنی ڈیٹ پر آیا ہو۔۔۔۔۔ ارد گرد کا

رومینٹک دکھائی دیتا ماحول اُسے تھوڑا لرٹ کر گیا۔۔۔۔۔

لیکن دوسری طرف دائم شاہ جو بے حد خوش تھا اور سوچ رہا تھا کہ کسوہ بھی کوئی ریڈ

ڈریس پہنے کھلے بالوں کے ساتھ ہلکا سا میک اپ کئے شہزادی جیسی دکھ رہی ہوگی

لیکن حقیقت میں اُسے بالکل سادھے حلیے میں دیکھ کر دائم مایوس ہو گیا۔۔۔۔۔

وہ ایسی دکھ رہی تھی جیسے کوئی 2nd ایر کی اسٹوڈنٹ۔۔۔۔۔

یہ سب کیا ہے؟؟ دے دے غصے سے اپنے اطراف پر نظر ڈالتی بولی۔۔۔۔۔ جہاں

تقریباً سب ہی کپل تھے اور ڈیٹ پر آئے تھے۔۔۔۔۔

پلیز کسوہ بیٹھ جاؤ۔۔۔ دیکھو ناراض مت ہونا۔۔۔ دائم بے چارگی سے اُس کا غصہ

دیکھتا بولا۔۔۔۔۔

اپنے ضروری سامان میں صرف موبائل جو ساتھ لائی تھی اُسے ٹیبل پر رکھتی سپاٹ  
چہرہ لیے بولی۔۔۔ کام کی بات بولو۔۔۔

ماحول کو دیکھ کر اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے وہ بچی نہیں تھی لیکن اُسے یہ  
سب دیکھنے کی عادت نہیں تھی۔۔۔ وہ ایک پریکٹیکل لائف جینے ہی عادی  
تھی۔۔۔ اُس نے کبھی اس طرح کا کچھ نہیں سوچا تھا۔۔۔ اُس کی تمام سوچیں کام گھر  
اور اپنے پیاروں تک محدود تھیں۔۔۔ اُسکی زندگی میں ایسے کسی لمحات کا اچانک  
آجانا کافی حیران کن تھا۔۔۔۔۔

یہاں آنے کے لیے بھی اُس نے آخر تک اپنے دل کی سنی تھی کہ کہیں وہ غلط تو نہیں  
کر رہی۔۔۔۔۔ لیکن یہاں کے ماحول اور دائم کے اس بیہوئیر کے لیے وہ تیار نہیں  
تھی۔۔۔ اُسکا موڈ اچانک خراب ہوا جو صاف اُسکے چہرے سے جھلک رہا تھا۔۔۔۔۔  
دائم نے ایک گہری سانس کھینچی۔۔۔ کسوہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا

ہوں۔۔۔۔۔ میں تم سے پہلی نظر میں محبت کرنے لگا۔۔۔ لیکن تم سے کہنے سے  
ڈرتا تھا۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے میرے ماضی میں کی گئی غلطیوں کی خبریں سنی  
ہوں گی۔۔۔ بہت سی لڑکیوں کے ساتھ افیئر کا بھی علم ہو گا لیکن میں قسم کھا کر کہتا  
ہوں جب سے تم میری زندگی میں آئیں میں نے سب کچھ چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ میں



صرف تمہیں چاہتا ہوں۔۔۔ چاہوں تو اپنے ذریعے معلوم کروالو میری زندگی  
میں تمہارے علاوہ اور کوئی بھی نہیں۔۔۔۔

آنکھیں بند کئے ایک سانس میں وہ بنا رو کے سب کچھ بولتا چلا گیا۔۔۔  
شرمندگی اُس کے لہجے سے جھلک رہی تھی۔۔۔

کسوہ کسی بھی قسم کا کوئی تاثر دیئے بے پرواہ انداز میں اُسے کہتے سن رہی  
تھی۔۔۔۔ جیسے وہ اُسے نہیں کسی اور کو پر پوز کر رہا ہو۔۔۔۔ جس سے اُس کا کوئی  
تعلق نہیں۔۔۔۔

ہممم ٹھیک ہے۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ تمہیں یہ معلوم چلے کہ ماضی میں میری بھی کچھ  
ایسی ہی خطائیں ہیں جو بیان نہیں کی جاسکتیں۔۔۔ میرے بھی غیر مردوں کے  
ساتھ تعلقات رہے ہیں لیکن میں وہ سب چھوڑ دوں گی۔۔۔ تو کیا تم سب بھول کر  
مجھے اپنا لو گے؟؟۔۔۔۔۔ بنا کسی ہیچکچاہٹ کے کھل کر بات کرتی وہ اب غور سے  
اُسکے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ رہی تھی۔۔۔

دائم کا گلا ایک دم خشک ہو گیا۔۔۔ اُس نے جھٹ سے آنکھیں کھولتے ایک گلاس  
میں پانی بھر کر منہ سے لگایا۔۔۔ پھر کچھ سوچ کر بولا۔۔۔۔

میں جانتا ہوں کسوہ کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے تم سیپ میں چھپی موتی کی طرح انمول  
ہو۔۔۔ تمہارا کردار آسمان سے گرتی بارش کی بوندوں کی طرح پاک  
ہے۔۔۔۔ تمہارا ساتھ میرے لیے اللہ کا دیا تحفہ ہو گا۔۔۔

لیکن اس سب کے باوجود تم میرا جواب سننا چاہتی ہو تو سنو اگر تم میں لاکھ  
برائیاں بھی ہوتیں تو میں پھر بھی تم سے محبت کرتا اور تم سے ہی شادی کی خواہش  
کرتا۔۔۔۔۔ مدھم سا مسکرا کر اُس نے کسوہ کی آنکھوں میں دیکھتے جواب  
دیا۔۔۔۔۔

کسوہ کچھ دیر پُر سوچ نظروں سے اُسے گھورتی رہی۔۔۔۔۔ اچھا اگر تمہیں معلوم  
چلے کہ جس سے تم محبت کرتے ہو جو تمہاری بیوی بننے جا رہی ہے اُس کا دل کسی اور  
کے لیے دھڑکتا ہے۔۔۔ وہ تم سے نہیں کسی اور سے محبت کرتی ہے تو؟؟؟ پھر جب  
وہ بولی تو اُسکی آواز جیسے کسی ٹرانس میں کھوئی ہوئی سی سنائی دی۔۔۔۔۔

دائم اب اُس کا سوال سن کر ہکا بکا سا رہ گیا۔۔۔۔۔ کوئی مرد کیسے برداشت کر سکتا  
ہے کہ اُسکی بیوی کے دل میں کسی غیر مرد کی محبت پل رہی ہو۔۔۔۔۔ کیا کسوہ؟؟  
اس سے آگے وہ سوچنے سے ڈر رہا تھا۔۔۔۔۔ کسوہ کے سوال نے اُس کی زبان گنگ  
کر دی۔۔۔

کسوہ کو کچھ سیکنڈ لگے اپنے حال میں لوٹنے میں پھر کچھ دیر گہری سوچ میں ڈوب کر جب وہ بولنا شروع ہوئی تو اُسکے لفظوں کی مضبوطی جیسے کیل پر پڑتی ضربیں تھیں۔۔۔۔

وہ بات ماضی میں کب کی ختم ہو چکی۔۔۔ لیکن انسان اپنا ماضی کبھی نہیں بھولتا۔۔۔ ہو سکتا ہے مستقبل کو لے کر تم نے کچھ خواب دیکھے ہوں۔۔۔ لیکن مجھ سے اُمید مت رکھنا کہ میں تمہارے اُن خوابوں پر پوری اُتروں گی۔۔۔ مجھ سے دلی جزبات و احساسات کی توقع مت رکھنا۔۔۔۔ مجھ میں محبت کو لے کر بہت سے احساسات دم توڑ چکے ہیں لیکن میں کوشش کروں گی اس رشتے کو سچائی کے ساتھ نبھانے کی۔۔۔ مجھے سوچ سمجھ کر اپنانے کا فیصلہ کرنا۔۔۔ تم اپنا جواب آرام سے دے سکتے ہو۔۔۔ وہ صاف صاف لفظوں میں اُس کے ساتھ رشتہ جوڑتے ہوئے اُسے خود پر کوئی حق ناجتانی کی تنقید بھی کر رہی تھی۔۔۔۔

دائم کو اپنے کانوں پر یقین نہ ہوا۔۔۔ کیا وہ اُس سے شادی کرنے پر رضامند تھی؟؟ اتنی آرام سے کیا وہ اُسے قبول کرنے پر راضی ہو گئی تھی؟؟ کچھ پل پھٹی آنکھوں سے اُسکے حسین چہرے کو ہونکوں کی طرح نہارتا رہا پھر بے صبروں کی طرح خوشی سے کھڑا ہوتا وہ بے اختیار بولا۔۔۔۔ مجھے تم ہر حال میں قبول ہو کسوہ۔۔۔۔ بس ایک بار تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میری ہو جاؤ۔۔۔۔ مجھے ہر شرط منظور

ہے۔۔۔۔ اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خوشی میں کسوہ کا ہاتھ تھام لے جھومنے لگے چیخنے چلانے لگے۔۔۔ لیکن ابھی اُسے بہت صبر سے کام لینا تھا۔۔۔ وہ اس حرکت سے غصہ ہو کر پرپوزل اُس کے منہ پر بھی مار سکتی تھی۔۔۔۔۔ کسوہ گہرا سانس لیتی کھڑی ہوئی۔۔۔ ٹھیک ہے میں آج کل میں بابا سے بات کرتی ہوں۔۔۔ تم اپنے پیرنٹس کو شرح طریقے سے اس پرپوزل کے لئے گھر لاؤ۔۔۔۔ بابا جو فیصلہ کریں گے وہی ہوگا۔۔۔۔ اتنا کہتی وہ مڑ کر جانے کو ہوئی پھر کچھ سوچ کر واپس مڑی۔۔۔۔

میرا تعلق ایک روایتی قبائلی خاندان سے ہے۔۔۔۔ لغاری قبیلہ جو کسی تعارف کا محتاج نہیں تمام قبیلوں میں سب سے طاقتور شان و شوکت رکھنے اور اپنی روایات پر چلنے والے سخت اصول پسند قبیلوں میں سے ایک۔۔۔۔ میرے مرحوم دادا سردار کے انتقال کے بعد میری دادی نے اُنکی جگہ لی اور 8 سال سرداری کے فرائض سرانجام دیئے۔۔۔۔ اس کے بعد تایا سردار روایت کے مطابق سردار منتخب ہوئے۔۔۔۔

ہمارے یہاں اپنی روایت اور اصولوں کے خلاف چلنے والوں کو مار دینا بہت عام بات ہے۔۔۔۔ عزت کے نام پر قتل کر کے پھینک دینے پر ناتو قبیلہ کچھ کہتا ہے اور ناہی قانون کو اس مسئلے میں بولنے کی اجازت ہوتی ہے۔۔۔۔

ہمارے یہاں جہاں مرد کو اپنی پسند سے خاندان سے باہر یا قبیلے میں دوسری ذات یا برادری سے لڑکی لانے اور 4 سے زائد شادیاں کرنے کا پورا حق حاصل ہوتا ہے وہیں میرے قبیلے میں لڑکا ہونے کے باوجود لڑکی اگر خاندان سے باہر شادی کرے تو یہ اُس کا سب سے بڑا جرم ہے۔۔۔۔

ایک بار جس کے ساتھ بچپن میں اُسے منسوب کر دیا جائے پھر وہ چاہے بنا شادی کے اُس لڑکے کے نام پر بیٹھی بیٹھی بوڑھی کیوں نا ہو جائے اُسے کسی اور سے شادی کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔۔۔۔

اپنے حق پر آواز اٹھانے والی نا جانے کتنی معصوم بچیوں کو روایت کے نام پر قتل کر دیا گیا ہے۔۔۔۔ عزت کے نام پر کتنے خاندان تباہ ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن یہ روایت آج بھی برقرار ہے۔۔۔۔۔

دائم ہک دک سا اُسے سُنتا بھول گیا کہ وہ یہاں کیا کرنے آیا تھا۔۔۔۔۔ اُسے کسوہ کے صرف چہرے ہی نہیں آواز میں بھی ہلکا سا دکھ جھلکتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

میں بھی ایک سردار کی بیٹی ہوں۔۔۔۔ اور اس روایت کے خلاف جا کر فیصلہ کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے مجھے بھی عزت کی آڑ میں قتل کر دیا جائے۔۔۔۔۔ لیکن میں اس سے بالکل خوفزدہ نہیں۔۔۔۔۔

میرے تایا سردار میرے بابا بہت اچھے ہیں۔۔۔ ایسی بہت سی ناجائز روایتوں کو  
انہوں نے ختم کیا ہے۔۔۔ میں آج جو کچھ بھی ہوں اپنے بابا اور تایا سردار کی  
بدولت ہوں وہ ناہوتے تو شاید میں بہت پہلے ہی قبر میں سو گئی ہوتی۔۔۔۔ ہلکا سا  
ہنستی بولی۔۔۔ اُسکا چہرہ دکھ سے ایک دم لال ہو گیا۔۔۔  
یہ سب تمہیں ڈرانے کے لیے نہیں کہا۔۔۔ اپنے والدین کو اس بات سے آگاہ کر  
کے لانا ہو سکتا ہے انہیں کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔۔۔۔۔ اتنا کہتی وہ مڑی  
اور تیز تیز چلتی دایم کو پس و پیش اکیلا چھوڑ گئی۔۔۔۔



ہلکی آواز میں بختا نگلش میوزک ساتھ خیالوں میں کھوئی وہ تیز رفتار سے گاڑی  
سڑک پر ڈورار ہی تھی جب اُسے دور سے سنسان روڈ کے بیچ ایک بڑی سی گاڑی  
کھڑی دکھائی دی۔۔۔ قریب جاتے اُسے جھٹ سے اپنی گاڑی اُس گاڑی کے آگے  
روکی اور زور زور سے ہارن دینے لگی۔۔۔

اُسے کوفت سے اُس پہاڑ کی طرح مردہ کھڑی گاڑی کو دیکھا جو ناتواں کہیں سے خراب  
لگ رہی تھی نا اُسکا مالک وہاں آس پاس موجود تھا۔۔۔ اُسے خطرے کی بوجھل  
محسوس ہوئی۔۔۔ یہ کوئی حیران کر دینے والی بات نہیں تھی۔۔۔ ایسے جال صرف



چوڑ ڈکیت ہی بچھاتے تھے۔۔۔ لیکن اس وقت وہ اکیلی تھی اور دور دور تک

اندھیرے کے ساتھ بیابان سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔

بنا کسی خوف اور ڈر کے کچھ سوچتی وہ گاڑی سے اتر آئی اور یہاں وہاں دیکھنے لگی۔۔۔ اتنی دور آنے کے بعد اب وہ واپس مڑ کر دوسرے راستے سے نہیں جانے والی تھی۔۔۔

ہیلو۔۔۔ کوئی ہے۔۔۔ اس گاڑی کو ہٹاؤ یا۔۔۔ وہ زور سے بولتی آگے پیچھے دیکھ بھی رہی تھی کہ شاید وہ جو سوچ رہی ہو ایسا نہ ہو سچ میں گاڑی کے ساتھ کوئی مسئلہ ہو اور اُسکا مالک یہی موجود ہو جو اُسکی آواز سن کر آجائے۔۔۔

ہیلو میری جان ہم ہیں نا یہاں۔۔۔ تبھی ایک لڑکا اُسکی گاڑی کے پیچھے سے آتا میٹھی آواز میں بولا۔۔۔

کسوہ نے پلٹ آنکھیں چھوٹی کرتے اُس چھوٹے قد کے صحت مند ماسک پہنے لڑکے کو آتا دیکھا۔۔۔

کون ہو تم؟؟ کسوہ اپنے کڑک لہجے میں چہرے پر سختی لیے بولی۔۔۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے جاننے کی ابھی تو پوری رات پڑی ہے آرام سے جان پہچان ہوتی رہے گی۔۔۔ آؤ گاڑی میں بیٹھو۔۔۔ اگر تم پیار سے ہماری بات مانتی ہو تو ہم وعدہ کرتے ہیں کوئی زبردستی نہیں کرے گا تمہارے ساتھ۔۔۔ تبھی اُسے اپنے

پیچھے سے آواز آئی پلٹ کر دیکھنے پر وہاں اُسے 3 لڑکے کھڑے دکھائی دیئے جنکے قد درمیانے تھے اُن میں سے ایک اچھا باڈی بلڈر جبکہ دوسرا تھوڑا کمزور اور تیسرا نارمل صحت کا حامل لڑکا تھا سب نے چہرہ ماسک سے چھپایا ہوا تھا۔۔۔  
اپنی بکو اس بند کر دیا اور یہ کھڑا راستے سے ہٹاؤ۔۔۔ کوئی اور وقت ہوتا تو میں تمہارے اس بھونڈے مذاق پر ضرور ہنستی فلحال میرا موڈ تھوڑا خراب ہے۔۔۔ چلو اب بنا وقت ضائع کرے میری بات مانو۔۔۔ اور اس فضول حرکت کو بند کرو۔۔۔۔۔

وہ کسی شرارتی بچوں کو شرارت نہ کرنے پر لہجے میں بے حد ناراضگی اور آنکھوں میں غصے کی رمتق لیے لاپرواہی سے بولتی گاڑی کی طرف واپس آنے لگی۔۔۔ جب ہی وہیں گاڑی کی طرف کھڑا لڑکا جو باقی 3 لڑکوں سے تھوڑا دور تھا کسوہ کو روکنے اور قابو کرنے کی نیت سے آگے بڑھتا اُس کا ہاتھ پکڑ گیا۔۔۔۔۔  
اور وہی کسوہ کا کچھ دیر پہلے والا پُر سکون دماغ صرف اُس کے سچ کرنے پر منٹوں میں کسی آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ پڑا۔۔۔۔۔

اُس نے پلٹ کر پوری طاقت سے دوسرے ہاتھ کی کوہنی اُسکی ناک پر ماری۔۔۔ لڑکا درد سے بلبلا تا ہاتھ ناک پر رکھتا اُس سے دور ہوا۔۔۔ کسوہ وحشت اور جنوں لئے

پلٹی وہ اب کسی زہریلی ناگن کی طرح انہیں سبق سکھائے بنایوں ہی چھوڑنے والی نہیں تھی۔۔۔ اُن لڑکوں نے پل میں اسکا دماغ گھما کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔

اُس نے لڑکے کے خون سے بھرے ہاتھ کو طاقت سے اُسکے چہرے سے ہٹا کر اپنی گرفت میں لیا اور کلائی موڑ گئی۔۔۔ وہ لڑکا درد سے چلاتا تڑپتا گٹھنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا اور رونے لگا۔۔۔ اُسے موقع ہی نہیں مل سکا کہ ابھی ایک وار اس کا سہتا جب وہ اُس پردھاوا بول چلی تھی۔۔۔۔۔

کسوہ نے اُسکا پورا بازو پیٹھ کی طرف موڑتے اُسکے پیٹھ پر اپنا شوز رکھے اُسے زمین پر پیٹ کے بل گراتے ایک جھٹکا دیا اور پیر کی مدد سے اُسکے پیٹھ پر زور دار دباؤ دیا۔۔۔ جس سے اُسکا وہ ہاتھ بازو سے ٹوٹ گیا۔۔۔ کسوہ نے زور سے اُسکا وہ ہاتھ زمین پر دے مارا پھر بالوں سے پکڑ کر زور سے کھینچتے اُسکا منہ اپنی طرف سیدھا کرتے منہ ہی منہ پر لگاتار گھونسنے مارتی گئی جس سے اُسکی ناصرف ناک بلکہ چہرہ بھی بگڑ گیا۔۔۔۔۔ لڑکا اب تکلیف کی شدت سے ادھ مراسا ٹرپ رہا تھا۔۔۔

مجھ پرائٹیک کرنے سے پہلے تمہیں کم سے کم میرے بارے میں تھوڑی بہت معلومات کر لینی چاہئے تھی۔۔۔ ماسک تم لوگ لگا کر آئے لیکن میرا چہرہ تو تم سب کے سامنے تھا نا۔۔۔ یہ کہتی وہ اب اُسکے کاندھے پر پیر رکھ کر دباتی خونخار لہجے اور سُرخ انگارہ آنکھوں سے اُسے دیکھتی بولی۔۔۔

لڑکا اب خون بھرا چہرہ لیے نڈھال سا زمین پڑا تھا۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی۔۔۔ کسوہ نے اپنا بھاری جوتا اُسکے منہ پر رکھ کر زور سے مسٹلا۔۔۔ اُسکے پیچھے کھڑے ساتھی جو بہت کچھ کرنے کے ارادے سے آئے تھے اب کسوہ کو درندگی سے اپنے دوست کو مارتے ہوئے خوفزدہ نظروں سے دیکھتے وہی سہمے کھڑے تھے۔۔۔

کسوہ ایک جھٹکے سے پلٹی اُنہیں خون بھری آنکھوں سے دیکھتی تیز تیز سانس لیتی زمین پر پڑے لڑکے کو چھوڑ کر اُنکے پاس آنے لگی۔۔۔ اُسکی چوٹی سے کٹے ہوئے بال نکلتے اُسکی گردن اور چہرے پر پسینے سے چپک گئے۔۔۔ وہ تینوں لڑکے الٹے قدموں چبختے ہوئے بھاگے اور جھٹ سے گاڑی میں بیٹھ گئے۔۔۔

دروازہ کھولو۔۔۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے جانے کی ابھی تو پوری رات پڑی ہے۔۔۔ مجھے زبردستی پسند ہے آؤ۔۔۔ وہ دروازے کا لاک کھینچ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کرتی تو کبھی دروازے پر لاتیں مارتی اُنہیں غصے سے باہر آنے کو بول رہی تھی۔۔۔

وہ تینوں اُسے خوف سے دیکھتے بری طرح کانپ رہے تھے۔۔۔ اُنہیں لگ رہا تھا جیسے اُس پر کسی برے شیطان کا سایہ ہے جواب اُنہیں موت کے گھاٹ اتار کر ہی

دم لے گا۔۔۔۔۔ کانپتے ہاتھوں سے گاڑی سٹارٹ کرتے وہ اپنے دوست کو وہیں  
چھوڑ کر بھاگ گئے۔۔۔

کسوہ نے لال دھواں اٹھتے چہرے اور انگارہ بنے دلِ دماغ سے اُنہیں جاتا ہوا  
دیکھا۔۔۔۔۔ تم سب کو چھوڑوں گی نہیں میں۔۔۔۔۔ تیز قدم چلتی وہ اُس لڑکے کے  
پاس آئی جو زمین پر لیٹا تھا۔۔۔

اگر تم زندہ بچے تو تم دیکھو گے کہ کسوہ کیا ہے۔۔۔۔۔ تم سب کی کھال نا اُتار دی تو میرا  
نام کسوہ مصعب لغاری نہیں۔۔۔۔۔ غصے سے تھوکتی وہ گاڑی کی طرف آتی بیٹھی اور  
وہیں اُسکی باڈی کو چھوڑے گاڑی زن سے آگے بڑھا گئی۔۔۔۔۔



ایجنٹ 220 ہو شیاء رہیں S - D کے خاص بندے ایک بھاری مقدار میں  
ڈرگس لے کر کالج میں آنے والے ہیں ازاہ ان کی نظروں میں نا آئے۔۔۔۔۔ اس  
نے یہ چھوٹا سا میسج بڑی مشکلوں سے سب سے چھپ کر سمان تک پوہنچایا تھا۔۔۔۔۔  
سمان جب صبح سو کر اٹھا تو معمول کے مطابق اس نے لیپ ٹاپ چیک کیا کہ کہیں  
ایجنٹ نے کوئی میسج تو نہیں کیا۔۔۔۔۔ اور وہی ہوا کچھ دیر پہلے آیا میسج اسے موصول ہوا  
اور یہ کوئی عام اطلاع نہیں تھی۔۔۔۔۔

سمان یہ میسج سن کر تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا اس کے پاس وقت بہت کم تھا جو کرنا تھا جلد ہی کرنا تھا ورنہ بہت سے معصوم چراغ آج اس نشے کے زہریلے تیروں سے بچ نہیں سکتے تھے۔۔۔

اس نے جلدی سے فون ملایا۔۔۔

پولیس کو الرٹ کر دو کالج میں ریڈ کے لئے۔۔ اتنا کہتا وہ اٹھا اور کالج کے لئے بھاگم بھاگ تیاری کرنے لگا۔۔ اسے ازاہ کو کسی بھی حال میں S - D کے بندوں کی نظروں میں آنے سے روکنا تھا اور ایک بار وہ جب سب پولیس کے حراست میں ہوں گے تو سمان ان سے پھر خود نمٹ سکتا تھا۔۔۔



ایک بلیک کلر کی بڑی سی گاڑی کالج کی پارکنگ ایریا میں آکر رکی جس میں سے عجیب شکلوں والے لوگ ایک ایک کر کے اترنے لگے۔۔۔

سمان کالج آتے ہی پارکنگ ایریا کی طرف بھاگنے لگا تھا اس نے سوچا ازاہ کے کالج آتے ہی اسے گاڑی سے اترنے سے پہلے وہاں سے رفو چکر کر دینا چاہیے۔۔۔

تبھی سمان نے دیکھا ازاہ کی گاڑی ان کی گاڑی کے قریب سے ہوتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔۔۔ وہ ایک دم شوک سا دیکھے گیا۔۔۔۔۔ اُس کا دماغ تیزی سے کام کرنے لگا اس وقت ازاہ کی زندگی کے ساتھ بہت سی زندگیوں کو بچانا اہم تھا۔۔۔۔۔



ازاہ نے ایک خالی جگہ دیکھ کر گاڑی وہاں لگانی چاہی تبھی سمان بھاگتا ہوا اس کے شیشے کے قریب جھکا۔۔۔

ٹھک ٹھک۔۔۔ شیشہ بجا۔۔

ازاہ نے جھٹکے سے گردن موڑ کر بجتے شیشے کی طرف دیکھا جہاں سمان کھڑا اسے اپنی طرف کا دروازہ کھولنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ وہ حیران ہوتی دروازہ کھول گئی تبھی سمان اندر بیٹھتے ہوئے اسے دوسری سیٹ پر کھسکنے کے لئے کہتا جلدی سے بیٹھا۔۔۔

ارے پو کیا ہو گیا ہے پاگل ہو گئے ہو کیا؟؟ پہلے تو وہ حیران ہوئی پھر دوسری سیٹ پر کھسکتی بھنا کر بولی۔۔۔

ہاں یہی سمجھ لو۔۔۔ اس وقت وہ میجر بن کر اپنے ملک کی سلامتی کے لئے سوچ رہا تھا جسے کسی بھی قیمت پر ازاہ کے ساتھ اس کالج کے معصوم بچوں کو بچانا تھا۔ وہ اس کی کوئی بھی بات نہیں سن رہا تھا۔۔۔ تیزی سے گاڑی کو پیچھے کی طرف ریورس کرتا اس نے ازاہ کو ایک نظر دیکھا جو ہڈ پیچھے گرائے اسے گھور رہی تھی۔۔۔ تبھی اس نے ایک ہاتھ سے گاڑی کا سٹیرنگ سمبھالا اور ایک ہاتھ سے ازاہ کا ہڈ اس کے چہرے پر گراتا اس کا منہ ہڈ سے چھپا گیا اور تب تک چہرہ چھپے رہنے دیا جب تک وہ کالج کی حدود سے دور نکل گئے۔۔۔



بھی کر رہے تھے۔۔۔ اب وہ نارمل ہوتی بالوں کو ہاتھ سے ٹھیک کرتی ایک آئی برو اٹھا کر اس پے نظریں جماتی ہوئی بولی۔۔۔

سمان خاموش ہی رہا اس کی کسی بھی بات کا جواب دینا بھی ضروری نہیں تھا تبھی اس کے موبائل پر میسج آیا۔۔۔ اس نے جھٹ سے موبائل روشن کیا تو دیکھا وہاں ایک رینگ نمبر سے اوکے کا میسج آیا تھا اور ساتھ سوالیہ نشان بھی بنا تھا۔۔۔۔ وہ اجازت مانگ رہے تھے اس کی تبھی سمان نے بھی رپلائے میں اوکے لکھ کر بھیجا جس کا مطلب تھا پولیس ریڈ کے لئے کالج پر ہلا بول دے۔۔۔

اس نے ایک اچھے سے ہوٹل کے آگے کار روکی وہ دونوں اندر آئے۔۔۔ ازراہ تم یہاں میرا صرف کچھ دیویٹ کرو میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں ابھی آیا تم میرا یہی ویٹ کرنا کہیں جانا مت اوکے میں تمہاری کار لے کر جا رہا ہوں اوکے۔۔۔ وہ اسے اندر کر سی پر بیٹھنا ناشتہ آرڈر کرتا بل اسی وقت دیتا ازراہ سے کہتا وہاں سے جلدی میں بھاگ آیا۔۔۔

ازراہ تو آنکھیں پھاڑے اس کی طوفان جیسی جلد بازی دیکھ کر دنگ ہی رہ گئی کچھ سمجھ ہی نہیں آیا وہ کیا کہتا ہوا جلدی سب آرڈر کرتا بھاگ گیا۔۔۔ ازراہ ایک پل کے لئے تو جیسے کچھ سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔۔۔ سمجھ تو جب آئی جب وہ کمبخت اپنے ساتھ

اس کی گاڑی کی چابی بھی لے گیا تھا۔ انتظار کے علاوہ وہ اب اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ یہاں وہاں دیکھتی اب وہ غصے پر قابو کر رہی تھی۔۔۔

وہ لوگ زیادہ دور نہیں آئے تھے۔۔۔ سمان نے گاڑی میں بیٹھ کر اپنی شرٹ اتاری جس کے نیچے اس نے ایک سادھی بلیک رنگ کی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی جس سے اُسکی مضبوط جسامت واضح طور پر نظر آنے لگی۔۔۔ رومال سے منہ اچھی طرح لپیٹتا اور گاڑی تیز سے بھی تیز روڈ پر دوڑاتا وہ کالج پوھنچا۔۔۔ 10 منٹ کا سفر چند منٹوں میں طے کرتا کالج کی پچھلی سائیڈ اس نے کار رو کی جہاں کالج کی باؤنڈری کی اونچی اونچی دیواریں کھڑی کی گئی تھی۔ کالج کو چاروں طرف سے پولیس کی بھاری نفری نے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔۔۔ وہ تیزی سے گاڑی سے باہر نکلا۔ اسے دیکھ کر پولیس کے اہلکار جو وہاں کھڑے تھے فوراً بھاگتے ہوئے اس کے قریب آتے اسے سر تک ہاتھ لے جا کر سلام کیا۔۔۔

پینٹ کے پائینچوں کے نیچے جہاں اس نے اپنی بہترین گن چھپائی ہوئی تھی اسے دونوں ہاتھوں میں لے کر مضبوطی سے تھامتا وہ سیدھا ہوا۔ چاروں طرف تیز نظر رکھو۔۔۔ سخت لہجے میں اہلکاروں کو یہ کہتا وہ گاڑی کے اوپر چڑھا پوری طاقت سے اوپر کی طرف چھلانگ لگاتا وہ دیوار پر چڑھنے میں کامیاب رہا اور پھر دیوار کے اس پار وہ اونچائی سے جمپ مارتا اندر داخل ہوا گیا۔

وہ تیزی سے بھاگتا ہوا کالج کے سامنے والے حصے کی طرف آیا تھا جہاں کافی تعداد میں پولیس کھڑی تھی اس کا حلیہ دیکھ کر اسے پہچانتا ہوا ایس پی بھاگتا ہوا اس کے قریب آیا۔۔ سرپورے کالج کو ہم نے گھیرا ہوا ہے ان کی گاڑی ہم نے ضبط کر لی ہے ان کے ساتھ ابھی تک ہمارے ہاتھ نہیں لگے مگر کب تک؟؟ آخر وہ جائیں گے کہاں؟۔۔۔

ایس پی سے ساری تفصیل سنتا وہ بولا۔۔ ہم۔۔ ٹھیک ہے آپ اپنا کام جاری رکھیں ہم انہیں ڈھونڈ لیں گے۔۔ ہو سکتا ہے یہ نیک کام میرے ہاتھوں انجام کو پہنچیں۔۔۔ سمان ایس پی سے یہ کہتا آگے بڑھ گیا۔۔۔



پولیس کی ریڈ پٹر چکی ہے کسی نے ہماری مخبری کی ہے بچنے کے کوئی چانس نہیں میرے آدمی الگ الگ جگہوں پر چھپے ہیں کیا تم ہماری کوئی مدد کر سکتے ہو۔۔۔ وہ بہت گھبرا یا ہوا تھا پیسہ کس کو پیارا نہیں ہوتا زیادہ کی لالچ اُسے یہ کام کرنے پر مجبور کر گئی تھی مگر یہاں تو گنجا ہوتے ہی سر پر اولے برسنے لگے۔۔۔

معاذ نے زور سے فون زمین پر پھینک کر دے مارا۔۔ S-D کے آدمی کروڑو روپے کے مال کے ساتھ پکڑے جانے والے تھے یہ سن کر اُسکی ہوائیاں اڑنے

لگیں۔۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا آخر یہ کون ہے جس نے خبر دی۔۔۔ S-D کو پتہ لگا تو قیامت آجائے گئی۔۔۔ لعنت ہو تم سب پر۔۔۔

معاذ حد سے زیادہ اب ڈرا ہوا اور پریشان لگ رہا تھا۔۔۔ S-D کو بتانے کے علاوہ اور کوئی راستہ معاز کے پاس نہیں تھا کیوں کے اب وہی کوئی راستہ نکال سکتا تھا۔۔۔



سمان تیز قدموں سے اوپر کی جانب بیٹا آواز کئے آ رہا تھا جہاں بہت کم اسٹوڈنٹ آتے جاتے تھے کیوں کے کاٹھ کباڑ کا سامان یہاں کمروں میں رکھ کر دروازے بند کئے گئے تھے۔۔۔

اس نے ایک زوردار بھاری لات مار کر دروازہ توڑا۔۔۔ تبھی اندر سے اس پر فائر ہونے لگے اس کا شک سہی تھا۔۔۔ گروہ کا سربراہ یہاں چھپ کر بیٹھا تھا۔۔۔ مسلسل اندر سے سٹریٹ فائرنگ اس پر ہوئے جارہے تھے۔۔۔ جس کا مطلب تھا وہ بہت ڈرا ہوا اور سامنے کی طرف بیٹھا تھا تبھی فائر سامنے کی طرف سے ہو رہے تھے۔۔۔



سمان سائیڈ میں ہوتا بینا کوئی جوانی کروائی کئے خاموش رہا اور پھر آہستہ آہستہ بینا آواز کئے قدم اٹھاتا وہ گھوم کر کمرے کے دوسرے رخ کی طرف گیا جہاں کافی کھڑکیاں بنی ہوئی تھی۔۔۔۔

اس کے اندازے کے مطابق وہ جس کھڑکی کی طرف آیا تھا اسے وہی ہونا چاہیے تھا۔ تبھی وہ کھڑکی کو ایک جھٹکے سے توڑ کر اچانک اس پر ہلا بول چکا تھا۔۔۔ اس کا شک سہی تھا وہ ڈرا ہوا تھا اور اپنے آگے پیچھے گھبرائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ تبھی سمان کے پیچھے سے اچانک آنے پر وہ جلدی اس پر کوئی کروائی نا کر سکا تھا۔۔۔۔

سمان نے گن اس کے سر پر رکھی۔۔ خود کو پولیس کے حوالے کر دو ورنہ کتے کی موت مارے جاؤ گے۔۔۔ سمان کی بھاری مردانہ آواز سن کر اس کے ہاتھ سے گن گر گئی تبھی اس نے ڈرتے ہوئے پلٹ کر اس وطن کے محافظ کو دیکھنا چاہا جہاں وہ لمبا چوڑا کسرتی وجود چہرہ چھپائے کھڑا موت کا فرشتہ معلوم ہوا۔۔۔ تبھی اچانک ایک زوردار گھونسا سمان نے اس کے منہ پر مارا جس سے وہ سمان کا چہرہ تو نا سہی مگر اسے دن میں تارے ضرور نظر آ گئے تھے۔۔ اسے کولر سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا سمان باہر لایا۔۔۔

اس کے باقی ساتھی بھی پکڑے جا چکے تھے صرف ایک وہی تھا جو ابھی تک مل ناسکا  
تھا مگر سمان جیسے انسان سے بچنا کہاں ممکن تھا۔۔۔

کافی مقدار میں ان کے پاس سے منشیات برآمد کی جا چکی تھی۔۔۔  
اس نے تمام پکڑے جانے والوں کی آنکھوں پر زور سے پٹی باندھی اور ان کے ہاتھ  
کمر پر لے جا کر اچھے سے باندھتے ہوئے انہیں پولیس کی بھاری نفری کے ساتھ  
روانہ کیا۔۔۔



وہ پچھلے ڈیرھ گھنٹے سے غصے میں بھری اس کا انتظار کر رہی تھی جو بلاوجہ ہی اسے  
یہاں پھنسا کر خود غائب ہو چکا تھا۔۔۔ اور مزے کی بات اس کی گاڑی بھی اسی کے  
پاس تھی۔۔۔ اب یہاں بیوقوف کی طرح بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے کے علاوہ ازراہ  
کے پاس اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔۔۔

کھانا پڑے پڑے ٹھنڈا ہو چکا ہے مگر اس الو کا کوئی آتا پتہ نہیں۔۔۔ وہ گھڑی میں  
ٹائم دیکھتی ہوئی ایک بار پھر دانت پستی غصے سے بولی تھی۔۔۔

تبھی مرکزی دروازے سے بدحواسوں کی طرح وہ اندر آتا دکھائی دیا۔۔۔  
اسے دیکھ کر ازراہ کی برداشت جواب دے گئی۔۔۔ وہ غصے سے ٹیبل پر زور سے ہاتھ  
مارتی کھڑی ہوئی اور وہی اس تک تیز تیز قدم اٹھاتی آگئی۔۔۔

کہاں تھے تم؟؟ وہ اس کے قریب آتی پھنکاری۔۔

سمان کو اندازہ تھا کہ ازاد کا غصہ آخری پارے تک پوہنچ گیا ہوگا تبھی ڈرتا ہوا

بولا۔۔۔

وہ میں آرہا تھا ازاد راستے میں ایک چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔۔ وہ ڈرنے کی پوری

اداکاری کرتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

کیا ایکسیڈنٹ؟؟ کس کا؟؟ ازاد اب غصہ بھول کر پوری آنکھیں نکالتی ہوئی

بولی۔۔۔

میری گاڑی کا۔۔۔ وہ۔۔ میرا مطلب تمہاری گاڑی کا۔۔۔ اٹک اٹک کر کہتا ہوا بولا

اور معصومیت سے اپنے موٹے چشمے کو ٹھیک کرتا سے دیکھنے لگا۔۔۔

ازاد کا اتنا ہی سننا تھا کہ وہ خود کو سنبھالتی دروازہ کھول کر باہر کی طرف بھاگی۔۔۔

اور جو سامنے دیکھا وہ ناقابل برداشت تھا۔۔۔

گاڑی کا سامنے کا شیشہ۔۔ ہیڈلائٹس اور بہت کچھ ٹوٹا ہوا تھا۔۔ اس کی چھوٹی پیاری

سی گاڑی ناقابل رحم حالت میں کھڑی ہوئی دکھائی دی۔۔۔

صدمہ لئے وہ گاڑی کو دیکھ رہی تھی کہ جب ہی سمان اس کے پیچھے آتا آہستہ آواز

میں بولا۔۔۔

ازاہ میں تمہاری گاڑی پوری ریپڑ کر وادوں گا آئی ایم سوری۔۔ اس کے لفظوں میں شرمندگی کا احساس موجود تھا۔۔

اندر سے دکھ اسے بھی تھا مگر کیا کرتا کوئی اور حل نہیں بچا تھا تبھی اس کی گاڑی کو جان بوجھ کر شہید کرنا پڑا۔۔۔۔

ازاہ جھٹکے سے پلٹی اور اس کی شرٹ کو کالر سے پکڑ کر ایک ہاتھ کا مکا بنا کر اسے مارنے والی تھی کے ہاتھ وہی ہوا میں روک گئی۔۔۔

سمان ڈرے سہمے اس کے مکے سے خود کو بچانے کی ایکٹنگ کر رہا تھا۔۔۔۔ تبھی مکانا لگنے پر معصومیت سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

شکر ادا کرو سمان کے تم ازاہ کے دوست ہو وہ بھی اکلوتے ورنہ میں بتاتی تھیں۔۔۔ سہی کرتا ہے عامر جو تمہیں پیٹتا ہے۔۔ تم اسی کے قابل ہو۔۔۔ اسے سمان کی معصومیت پر رحم سا آگیا تھا۔۔ ایک چیز کی خاطر وہ اسے مار تو نہیں سکتی تھی تبھی اسے چھوڑ کر دور ہٹتی بولی۔۔۔

میں اپنی غلطی مان تو رہا ہوں میں اس کو بالکل نیو کر کے تمہیں لوٹا دوں گا پرومیس۔۔۔ وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا بولا۔۔

تمہیں تو کہیں چوٹ نہیں آئی الو کی دم۔۔۔ وہ اس کے کانوں کو پکڑ کر معافی مانگنے کے انداز کو دیکھتی ہنس کر بولی۔۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں بس تمہاری گاڑی۔۔۔۔۔ سر کھو جاتا ہوا بات ادھوری چھوڑ

کر اس کی گاڑی کو افسوس سے دیکھنے لگا۔۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔ مگر تمہارا آرڈر کیا ہوا ناشتہ ٹھنڈا ہو چکا ہے۔۔۔

اوہ۔۔۔۔۔ سمان کو یاد آیا۔۔۔ تو کیا تم نے کچھ نہیں کھایا۔۔۔؟؟؟

ازاہ نے صرف گردن نفی میں ہلائی تھی۔۔۔

اچھا چلو میں تمہیں اب ناشتہ کرواتی ہوں اچھا سا۔۔ یہ کہتی وہ مسکرا کر آگے بڑھی

اور ایک رکشہ روک کر اس میں بیٹھ گئی سمان بھی دوسری طرف سے آتا اس کے

ساتھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

ہم کہاں جا رہے ہیں؟؟؟ سمان انجان راستوں کو دیکھتے بولا۔۔۔

تم نے آج میرا پورا دن خراب کر دیا اس لئے اب کالج واپس تو جانے سے رہی اس

لئے اب ہم میرے گھر جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ اسے دیکھ کر آرام سے بولی۔۔۔

سمان اب باہر کے گزرتے نظاروں کو غور سے دیکھنے لگا۔۔۔۔

اُسے اپنے مشن کی وجہ سے ازاہ کی گاڑی کو نقصان پوھنچا نا پڑا تھا ورنہ اسے شک ہو

سکتا تھا۔۔۔ کوئی بات نہیں ایسے بہت سے کام اور فیصلے لینے پڑتے تھے مشن کو پورا

کرنے کے لیے جن کا سوچنا بھی نہ ممکن ہوتا۔۔۔۔۔



عامر بوکھلاتا ہوا بھاگا بھاگا ہسپتال آیا جہاں اُسکا دوست ابھی بھی خطرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔۔۔

اُسے شیشے کے پار بہت دور اُسکی بگڑی ہوئی شکل اور بے جان جسم کو دیکھا۔۔۔۔۔  
اُسکے گھر والے سب پریشان حال میں بیٹھے تھے جب عامر کو آتا دیکھ لڑکے کا باپ اُتری شکل سے اُسے دیکھتا بولا۔۔۔ بیٹا یہ دیکھو اپنے دوست کو کیا ہو گیا اسکا حال۔۔۔ کیا تم لوگوں کی کسی سے دشمنی تھی؟؟۔۔۔ آخر اتنی بے رحمی سے میرے بیٹے کو کون مار سکتا ہے۔۔۔ تم سب تو ٹھیک ہو پھر اسے کیوں کسی نے مارنا چاہا؟؟ تم سب ساتھ گئے تھے ناکل؟؟۔۔۔ پھر باقی سب کہاں ہے؟؟۔۔۔ صبح اذانوں کے ٹائم اسے لوگوں نے وہاں اس حالت میں پایا اور ہسپتال لے آئے۔۔۔ ڈاکٹر کہہ رہے اسکی ہڈیاں کافی جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہیں۔۔۔۔۔  
عامر نے دکھ سے سر جھکا لیا اب وہ کیا کہتا۔۔۔ اُسے خبر دار کیا تھا۔۔۔ اُسکے 3 دوست لاپتہ تھے جبکہ چوتھا ہسپتال میں بہت خراب حالت میں پڑا تھا۔۔۔ ابھی وہ کچھ کہتا جب کوئی ہیل کی بجتی آواز کے ساتھ چل کر وہاں آیا۔۔۔  
عامر نے جیسی مڑ کر دیکھا تو سامنے کا منظر دیکھ کر جیسے اُسکی زبان تالو سے چپک گئی۔۔۔ اور آنکھیں جھپکنا بھول گئیں۔۔۔



وہ کسوتھی۔۔۔ رائل بیلوفل ڈریس جس کی شرٹ اور ٹراؤزر پینٹ ایک ساتھ  
جڑے تھے۔۔۔ اوپر سے فٹنگ میں آتی اُسکی شرٹ اور پھر اونچی پینٹ اُسکے سلم  
اسمارٹ فگر پر بہت نیچ رہا تھا۔۔۔۔۔ کمر کی طرف شرٹ کے اوپر چوڑا خوبصورت سا  
بیلٹ باندھا گیا تھا۔۔۔۔۔ گلے میں نازک سی گولڈ کی فینسی چین۔۔۔۔۔ کاندھے پر لا  
پرواہی سے کوٹ ڈالے نازک سی سینڈل جسکی ہیل 7 انچ تھی۔۔۔۔۔ لمبے سیدھے  
بال ایک طرف ڈالے ہلکے میک اپ میں وہ بہت چارمنگ لیکن خطرناک لگ رہی  
تھی۔۔۔۔۔

جب وہ دلکش انداز سے چلتی وہاں آتی رُک گئی۔۔۔۔۔ آتا جاتا بیٹھا ہر انسان اُسے گھور  
کر پلٹ کر رُک کر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اُسکا ورہ اتنا کمال کا تھا کہ سب اُسے دیکھتے کے  
دیکھتے ہی رہ گئے۔۔۔۔۔

ہیلو مسٹر سفیان ثوری۔۔۔۔۔ کیسے ہیں آپ؟؟ ظاہر ہے بیٹے کے ساتھ اتنا بُرا ہوا ہو تو  
ایک باپ کی کیا حالت ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ لیکن جہاں تک مجھے معلوم چلا ہے آپ  
ایک عزت دار فیملی سے بیلونگ کرتے ہیں۔۔۔۔۔ آپ ایک شریف آدمی ہیں جنہوں  
نے ساری زندگی بینک میں جاب کی اور کسی کا حق نہیں مارا پھر آپکا بیٹا کس پر چلا  
گیا؟؟؟ بڑی آرام سے عامر کو پوری طرح انور کئے سفیان صاحب کے ہکے بکے  
سفید پڑتے چہرے کو دیکھتی اک ادا سے بولی۔۔۔۔۔

کسود مصعب لغاری کو کون نہیں جانتا تھا سفیان ثوری بھی اُسکی اچانک آمد اور پھر اُسکی باتوں پر غور کرتے جیسے جم ہی گئے تھے۔۔۔ عامر پیچھے کھسکتا اب دیوار سے لگا یک ٹک اُسے دیکھ اور سن رہا تھا۔۔۔ اگر اُسے معلوم پڑ گیا کہ وہ بھی اس گینگ کا حصہ ہے۔۔۔ اور یہ بات اُسکے باپ تک پہنچ گئی تو اُسکا بیٹھے بیٹھے دیوالیہ ہو جائے گا۔۔۔ وہ اُسے منٹوں میں تباہ ہو بر باد کر سکتی تھی۔۔۔ اُسے کسود کی طاقت کا باخوبی اندازہ تھا۔۔۔ وہ سانس روکے گھومتی آنکھوں سے دونوں کو باری باری دیکھ رہا تھا۔۔۔

ک۔۔۔ کیا مطل۔ مطلب آپکا؟؟؟ سفیان ثوری ہکلاتے بولے۔۔۔ کل رات آپکے بیٹے اور اُسکے ساتھ اُسکے 3 اور دوست جو رات ہی کو یہ شہر چھوڑ کر بھاگ چکے ہیں۔۔۔ جنکی گاڑی کا نمبر 16 ten تھا۔۔۔ مجھ پر رات کے اندھیرے میں اٹیک کیا۔۔۔ اُنہوں نے ماسک پہنے تھے۔۔۔ وہ سمجھ رہے تھے میں شاید بہری ہونے کے ساتھ آندھی بھی ہوں لیکن سفیان صاحب۔۔۔ اُنکی آواز میرے کانوں۔۔۔ اور اُنکی ہائیٹ جسامت اُنکی آنکھیں میں بخوبی سولوگوں میں بھی تشخیص کر سکتی ہوں۔۔۔ اُنکے ارادے گھٹیا تھے میرے لیے۔۔۔ اور اس وقت آپکا بیٹا جو اس حالت میں پڑا ہے وہ میرے ہاتھوں ہی ہوا ہے۔۔۔ لیکن اب میں آپکے بیٹے کی زندگی تباہ کر دوں گی نا وہ جی سکے گانہ مر سکے گا۔۔۔ غصے سے پھنکارتی

وہ سفیان ثوری کو دیکھتی چیلج کر رہی تھی۔۔۔ اُس کی آنکھوں سے چنگاریاں سی پھوٹ رہی تھی۔۔۔

سفیان صاحب تو جیسے ڈھے سے گئے یہ سن کے اُنکی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔۔۔

پولیس باقی کے 3 لڑکوں کو بھی جلد ڈھونڈ کر حراست میں لے لیگی پریشان ناہوں یہ بات میڈیا میں لیک نہیں ہوگی۔۔۔ اور نہ ہی چاروں لڑکوں کی فیملی پر کوئی پریشانی آئے گی۔۔۔ میں ان چاروں سے پرسنلی حساب کتاب لوں گی۔ میں اُنہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑوں گی کہ وہ پھر کسی لڑکی کو پریشان کر سکیں ناجائز تو دور کی بات اب وہ جائز حق حاصل کرنے کی بھی شکل نہیں رکھیں گے میں انکا و حال کرو گی کہ وہ عبرت کا نشان بن جائیں گے۔۔۔ آنکھوں میں انگارے بھرے وہ مسکرا کر بنا کسی گما پھرا کے بات کرنے کی وہ عادی نہیں تھی اس لیے ڈائریکٹ اپنی بات مکمل کرتی بولتی جیسے آئی ویسی ایک سحر تو کسی پر وحشت چھوڑتی چلی گئی۔۔۔ وہ کسوہ تھی وہ کچھ بھی کر سکتی تھی اور کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اُسکا مقابلہ کرتا یا اُسے کچھ کہہ پاتا۔۔۔

اُس نے رات ہی رات میں اُن لڑکوں کی پوری انفارمیشن نکالوا لی تھی۔۔۔ لیکن بد قسمتی سے وہ لڑکے اپنی فیملی اور اس حادثے سے ڈر کے رات ہی میں یہ شہر چھوڑ کر

بھاگ گئے تھے۔۔۔ لیکن کسود کے لیے یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔۔۔ وہ ہر ہال میں اُنہیں ڈھونڈ کر سزا دینے کی طاقت رکھتی تھی۔۔۔



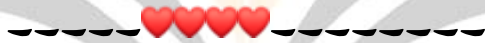
ولد ار ذرا پوچھو تو اپنے چھوٹے لاڈلے بیٹے سے 7 سال ہو چکے اُسے یہاں سے گئے۔۔۔ میری آنکھیں ترس گئیں اُس کی صورت دیکھے۔۔۔ خدا کی پناہ۔۔۔ ایسی بھی کون سی تعلیم حاصل کر رہا ہے وہ پردیس میں کہ 7 سال سے ختم ہو کے ہی نہیں دے رہی۔۔۔ 20 سال کا معصوم سا بچہ تھا میرا صمیان۔۔۔ اب تو ماشاء اللہ شادی کے قابل ہو گیا ہو گا۔۔۔ اُسے بولو سب کچھ چھوڑ کر فوراً واپس پاکستان آئے۔۔۔ میں اپنی آنکھیں بند ہونے سے پہلے اُسے دولہا بنادیکھنا چاہتی

ہوں۔۔۔

سکینہ سردار اور ولد ار سردار صبح کی تازگی سے لطف اندوز ہوتے اور ساتھ قبیلے کے مسائل پر بات چیت کر رہے تھے جب سکینہ سردار کو اپنے دور دراز گئے جانشین پوتے کا خیال آیا اور وہ اُداس ہو تیں تو کبھی ناراض دیکھتیں ہر بار کی طرح پھر شکایت کرنے لگیں۔۔۔

ولد ار ہر بار کی طرح اس بار بھی اپنی ماں کی بات سن کر مسکرا دیئے۔۔۔

قبیلے میں اُسکی عمر کے تمام لڑکے 2 سے 3 بچوں کے باپ بن چکے  
ہیں۔۔۔۔۔ اُسے حکم دو و لدا رکے وہ آئے ایسا نہ ہو کہ بہت دیر ہو  
جائے۔۔۔۔۔ سورج کی نکلتی تیز کرنوں سے منہ پھیرتیں وہ گھرے لہجے میں  
بولیں اور آہستہ سے اُٹھ کر حویلی کے اندر کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔  
ولدا اُنکے لہجے پر سنجیدگی سے غور کرنے لگے۔۔۔۔۔ وہ سہی کہہ رہیں تھیں کہیں  
ایسا نہ ہو کہ پانی سر سے اوپر گزر جائے اور پھر پچھتاوے کے علاوہ اُنکے پاس کچھ نہ  
بچے۔۔۔۔۔



دائم مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ اپنے پیرنٹس کو ہمارے گھر بھیج کر میرا ہاتھ  
آپ سے مانگنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ سپاٹ چہرے کے ساتھ سامنے led پر چلتی  
نیوز دیکھتی وہ مصعب پر جیسے چند جملوں سے بم پھوڑ گئی۔۔۔۔۔

کتنے دنوں بعد آج وہ سب ایک ساتھ بیٹھے شام کی چائے پی رہے تھے کتنا سکون تھا  
لیکن کسے معلوم تھا کہ یہ سکون کسود چند منٹوں میں برباد کر دینے والی ہے۔۔۔۔۔  
مصعب بھونچکے سے اُسکی شکل دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔۔۔۔۔ وہ اتنی بڑی بات کو  
کتنی آرام سے غیر اہمیت دیتی کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔ زہرہ کی حالت بھی مصعب جیسی





جذبات۔۔ احساسات۔۔ سب کچھ۔۔ اگر اس میں دل کی رضا مندی شامل نہ ہوئی تو یہ زندگی عذاب بن جاتی ہے۔۔۔ اور اگر ایک باپ ہونے کی حیثیت سے میں فیصلہ کرتا بھی ہوں تو اپنی اولاد کی بھلائی کے لئے اچھا سوچ کر کرونگا۔۔ وہ اُسے پیار سے ایک باپ اک ماں کی طرح سمجھاتے ہوئے بول رہے تھے۔۔ اب وہ کھل کر مسکرائی اور باپ کی طرف پوری توجہ سے دیکھتی بولی۔۔۔ دنیائیں بہت سے مرد اور عورتیں اپنی دل کی خواہش کو مار کر محبت کو دفنا کر جھوٹی مسکراہٹ سجا کر اس رشتے میں جڑتے ہیں۔۔ شادی کا دل کی خوشی اور محبت سے کیا تعلق؟؟ کیا آپ نے کسی نکاح نامے پر دل کے جذبات اُس کی خوشی یا محبت کا خانہ دیکھا ہے؟؟ نہیں نا۔۔۔ دائم کا پاسٹ جیسا بھی ہو کم از کم وہ میرے ساتھ اب مخلص تو نظر آتا ہے۔۔۔ اپنوں سے تو غیر اچھے ہیں۔۔۔ گہرا سانس لیتی بے دلی سے گویا ہوئی۔۔۔۔

مصعب نے گہرے دکھ سے اُس کے چہرے پر چھائی سختی کو محسوس کیا۔۔۔ لوگ شادی مجبوراً۔۔ ضرورتاً۔۔ جبراً۔۔ رسماً بھی کرتے ہیں۔۔ اب صرف انہیں لفظوں کے معنی جڑے ہیں میری نظر میں اس بندھن سے۔۔ اپنی آخری بات کرتی وہ اٹھی اور مصعب کو دکھ کے سمندروں میں ڈوبتا چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔۔

کسوہ نے اُنہیں ایک بہت بڑی مشکل میں پھنسا دیا تھا۔۔۔ وہ ایسے دورا ہے پر  
کھڑے تھے جہاں زبان ہو کر بول نہیں سکتے تھے۔۔۔ حق پر ہو کر لڑ نہیں سکتے  
تھے۔۔۔ حقیقت دیکھ کر بیان نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ اُنہیں زنجیروں میں جکڑ کر  
باندھ دیا گیا تھا۔۔۔



ایک زوردار گھونسا معاز کے منہ پر آ کے لگا جس سے وہ زور سے اپنے پیچھے رکھی بڑی  
سی کانچ کی میز پر سر کے بل جا گرا۔۔۔

کانچ کی ٹیبل زوردار آواز سے ٹوٹ گئی۔۔۔ ہر طرف کانچ ہی جانچ بکھر  
گئی۔۔۔ کانچ نے خود کو بہرہمی سے توڑے جانے کا غصہ معاز کو لہو لہان کر کے

نکالا۔۔۔

وہ کانچ کے بے تحاشہ چھوٹے بڑے بکھرے خطرناک ٹکڑوں پر اب درد سے تڑپ

رہا تھا۔۔۔

معاز تم سے اتنی بڑی غلطی کیسے ہو گئی؟؟ S - D کا غصہ کم ہی نہیں ہو کے دے

رہا تھا اسے بالوں سے پکڑ کر دوبارہ اپنے سامنے کھڑا کرتا وہ غیض و غضب سے

دھاڑا۔۔۔ مجھے بتاؤ پولیس کو کیسے پتہ چلا؟؟

وہ اب اپنے ہوش میں ہوتا تو جواب دیتا تھا بھی S - D نفرت سے دوبارہ اسے پیچھے کی طرف دھکا دے کر خون خار نظروں سے گھورتا وہاں سے باہر آ گیا۔۔۔ اس کے آدمی پکڑے جا چکے تھے بھاری اسلحہ اور کروڑوں روپے کی ڈرگھس کے ساتھ۔۔۔۔۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں تھی۔۔۔۔۔ اور یہی بات S - D کا دماغ گھومائے جا رہی تھی۔۔۔ وہ تیزی سے اپنے لمبے چوڑے گارڈز کے ساتھ لان میں آتا تیز تیز سانس لینے لگا۔۔۔ اور پھر جلدی سے جیب سے ایک قیمتی سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دباتا لائٹر سے اسے جلاتا گہرے گہرے کش لینے لگا۔۔۔ کون ہے جس نے اتنے خفیہ مشن کے بارے میں مخبری کی۔۔۔ کون۔۔۔ کون۔۔۔ کون؟؟؟ آخر کون ہو سکتا ہے؟؟ وہ آنکھوں کو بند کئے اب دماغ پر زور دے رہا تھا۔۔۔۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔۔۔ مگر کوئی بات نہیں معاذ اس سب کے زمیدار تم ہو اور تمہیں جواب دہ ہونا پڑے گا۔۔۔۔۔ نہیں تو میں تمہاری کھال اُتار کر تمہارا گوشت چیل کوؤں کو کھلا دوں گا۔۔۔۔۔ ناک سے پھوں پھوں کی آواز نکالتا وہ زور سے دھاڑا۔۔۔۔۔

مگر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جس قیمتی ہیرے کی مجھے تلاش ہے وہ وہی پر ہے؟؟؟  
ورنہ کچھ مہینوں پہلے اسی کالج میں ریڈ پہلے کیوں نہیں پڑی؟؟؟۔۔۔ ہم نے بہت  
ہوشیاری سے پہلے بھی اس کالج میں ڈر گز سپلائی کی ہے۔۔۔۔

ہمممممم۔۔۔۔۔ لال انگارہ آنکھوں کو کھول کر سامنے گھورتے ہوئے وہ سوچ کر

مسکرا نے لگا۔۔۔۔ اور یہ مسکراہٹ اس کی چندپیل ہی لبوں پر ٹھہر سکی۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ ایسا۔۔۔۔۔ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ چھم سے کسی

خیال کے ذہن میں آتے ہی وہ یہ کہتا پاگلوں کی طرح اندر واپس بھاگتا تھا۔۔۔۔

تیز تیز سانس لیتا وہ جنگلی پاگل کتے کی طرح کف اڑاتا زبان سے گالیوں کا ایک

طوفان نکالتا معاز کی طرف بڑھا جسے کچھ دیر پہلے اس کے آدمی اٹھا کر سونے پر

ڈالتے اس کا خون صاف کر رہے تھے۔۔۔۔

معاز مجھے بتاؤ کیا یہ شک کی بینا پر ریڈ پڑی ہے یا کسی اندر کے بندے نے مخبری کی

ہے بتاؤ مجھے جلدی ورنہ سب تباہ ہو جائے گا بولوا ب۔۔۔۔۔ وہ اس کے بیہوش

وجود کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھا کر جھنجھوڑ رہا تھا۔۔۔

آنکھیں کسی خوف کی وجہ سے پھیل کر پھٹنے کے قریب تھی۔۔۔

-S-D کے سارے آدمی اس کی حالت دیکھ کر اسے اب پاگل سمجھ رہے

تھے۔۔۔۔

اور تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جس کے خیال آتے ہی DS پاگل ہو گیا تھا وہ خیال اس کا سچ ہوا تھا ریڈ صرف کالج میں نہیں پڑی تھی۔۔۔۔

بلکہ ایک وقت میں دو جگہوں پر ایک ساتھ پڑی تھی

معاذ کا وہ فون جو کب سے اس کی جیب میں پڑا تھا تھر تھرا رہا تھا تیزی سے S - D نے اسے اس کی جیب سے نکال کر کانٹے ہاتھوں سے کان سے لگایا۔۔۔۔

دوسری طرف سے سنے جانے والے پیغام سے اسے ایسا لگا جیسے پل میں اس کے دشمنوں نے اس کے سینے پر پنچے گاڑھ کر اسے ادھ مرا کر دیا ہو۔۔۔۔

کالج کے ساتھ ریڈ اس کے خوفناک گودام میں بھی پڑی تھی جہاں سارے ڈرگھس ڈیکنگ اور اس کے تمام غیر قانونی کاموں کو انجام دینے کی پلاینگ کے ساتھ اس کا کافی مقدار میں مال بھی رکھا ہوا تھا۔۔۔۔

یہ خبر معاذ کا آدمی کب سے اسے دینا چاہ رہا تھا مگر افسوس یہ خبر شاید S - D کو خود سننا تھی۔۔۔۔

وہ زور زور سے اب چیخ رہا تھا اس کے دلخراش آوازوں سے درود یوار ہل سے گئے تھے۔۔۔۔

اب تک وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ پولیس نے شک کی مینا پر ریڈ کی ہوگی مگر  
نہیں۔۔۔۔۔ مخبری اس انسان نے کی جس کی پوہنچ بس اسی گودام تک تھی جہاں  
تک معاز اسے لایا تھا۔۔۔

کسی نے آہستہ سے دروازہ کھولا جب لمبے چوڑے 6 سے 7 گارڈز کے ساتھ کوئی  
تیزی سے اندر داخل ہوا۔۔۔

6 فٹ لمبا قد کسی سپر ماڈل کی طرح سلم ساد کھتا فکر کا ندھے تک آتے سیدھے سیاہ  
سلکی بال گورارنگ وہ خوبصورتی کی مثال تھی۔۔۔۔۔ 24 سال کی وہ لڑکی بہت  
حسین شاہکار تھی قدرت کا۔۔۔

اپنی 4 انچ کی ہیل سے ٹک ٹک کر کے چل کے آتی وہ بہت پریشان دکھائی

دی۔۔۔۔

مجھے یقین نہیں ہو رہا S - D ہمارے دشمن نے کس ہوشیاری سے ہمارے پیٹھ پر  
خنجر گھونپا ہے۔۔۔ حیران کن۔۔۔ یعنی یہ سب کے پیچھے وہی ہے جس کا کچھ وقتوں  
پہلے سے معاز بتا رہا تھا جس کی بہترین ڈرگھس کی وجہ سے ہر طرف دھوم مچی ہوئی  
تھی اور اسی بھروسے کو جیت کر وہ تم تک آنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ لیلیٰ جو S - D کا  
اس سارے غلط کاموں میں بہت بڑی ساتھی مانی جاتی تھی وہ تمام غیر ممالک میں



S۔ D کے لئے اسمگلنگ کا کام سرانجام دیتی تھی اور جب اسے اتنے بھاری نقصان کا علم ہوا تو وہ فوراً بھاگی چلی آئی۔۔۔  
ہممممممم مگر شاید اسے اس بات کا جلد یقین ہو گیا تھا کہ مجھ تک پوہنچنا اتنا آسان نہیں لیلا۔۔۔ S۔ D نے گردن گھوما کر اس کا خوبصورت چہرہ دیکھتے بناناثر کے کہا۔۔۔

اس لئے اس نے اپنی عقلمندی کا ثبوت دیتے ہوئے جتنا ہو سکا مجھے تباہ کر کے کمزور کرنے کی کوشش کی۔۔۔ مگر وہ یہ جانتا نہیں کہ مجھے نقصان پوہنچا کروہ مجھے کمزور نہیں بلکہ ایک جنگ چھیڑ گیا ہے۔۔۔۔۔  
جسنے بھی یہ کیا اب میں اسے بتاؤ گا لیلا کے ایک شیر کتنا خطرناک ہو جاتا ہے جب وہ زخمی ہوتا ہے۔۔۔ یہ جنگ جو اس نے شروع کی ہے اسے ختم اب میں کروں گا۔۔۔ جبروں کو آپس میں پیستے ہوئے وہ لہورنگ آنکھوں سے سامنے دیکھتا بول رہا تھا۔۔۔۔۔

معاذ کا جلد ہوش میں آنا میرے لئے بہت ضروری ہے۔۔۔ اسے جلد ہوش میں لاو لیلا۔۔۔۔۔ حکم صادر کرتا غصے سے بولا۔۔۔۔۔

میری دی گئی اذیتوں سے آج تک کوئی بچہ نہیں سکا۔۔S۔D تم فکر مت کرو میں  
سب سمجھال لوں گی۔۔ انکھوں میں فکر مندی اور لفظوں سے اُسے حوصلہ دیتی ہوا  
کی طرح وہ چلی گئی۔۔۔۔



مصعب آخر کیا بات ہے تم مجھے پریشان اور چپ چپ سے دکھائی دے رہے  
ہو۔۔۔۔ ولد ارادہ اُدھر اُدھر کی باتیں کرتے محسوس کر رہے تھے کہ جب سے  
مصعب حویلی آئے ہیں اُن سے ملنے وہ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں اور ان کی  
باتوں کے جواب میں صرف ہاں ہوں ہی کر رہے ہیں تبھی وہ پوچھے بنا رہا نا  
سکے۔۔۔۔

مصعب بے اختیار ہتھیلیوں کو مسلتے نیچے منہ جھکا گئے۔۔۔۔ اُنکے بھائی نے ٹھیک  
اندازہ لگایا تھا وہ 2 دن سے بہت پریشان تھے کسودہ کو لے کر۔۔۔۔ بہت کچھ سوچنے پر  
بھی جب کوئی حل تلاش نہ کر سکے تو بے حد مجبور ہو کر انہیں اس مسئلے کے لئے بھائی  
کے پاس ہی آنا پڑا۔۔۔۔

ہلکا سا تھوک نگلتے بھائی کے روبرو چہرے کی طرف اچھی اُمید سے  
دیکھا۔۔۔۔ اس وقت اُن دونوں کے علاوہ کمرے میں اور کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

بولو مصعب کیا بات ہے؟؟ ہلکا سا اُنکا ہاتھ تھپتھپاتے ایک بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے اُنکا حوصلہ بڑھاتے بولے۔۔۔۔۔ جو کہے ناکہے کی کیفیت سے دوچار تھے۔۔۔۔۔

دائم شاہ کسوہ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔ ٹوٹے لہجے میں اتنا بول کر مصعب شرمندگی سے سر بلکل جھکا گئے۔۔۔۔۔

ولد ار کی سماعت سے جیسی یہ لفظ ٹکرائے اُن کے ماتھے کے آن گنت بلوں میں اضافہ سا ہو گیا۔۔۔۔۔ مٹھیاں زور سے بھینچ گئیں۔۔۔۔۔

اتنی ہمت وہ کس کی شے پر دکھا رہا ہے؟؟ ولد ار کی گونج دار آواز میں ہلکا سا غصہ شامل تھا جس کا اندازہ اُنکے چند کہے لفظوں سے لگایا جاسکتا تھا۔۔۔۔۔

مصعب نے آنکھیں بھیچ لیں۔۔۔۔۔ کسوہ۔۔۔۔۔

کسوہ کی ضد۔۔۔۔۔ وہ اپنا حق استعمال کرنا چاہتی ہے۔۔۔ جو اُسے اسلام اور قانون دونوں دیتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ دائم سے شادی کرنا چاہتی ہے۔۔۔ اپنی مرضی سے۔۔۔۔۔

تبھی دھاڑ کی آواز سے دروازہ کھلا اور یزدان غضب ناک تاثرات لیے دروازے سے اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

واہ چچا۔۔۔ کتنے حوصلے سے آپ نے اتنی بڑی بات بابا سردار کے آگے کر دی۔۔۔ لگتا ہے آپ نے عزت شرم حیا سب اُس بے غیرت بے حیا باغی لڑکی کے خاطر قربان کر دی۔۔۔ آپ نے ذرا سا بھی نہیں سوچا کہ خاندان برادری اور قبیلے میں بابا سردار کی عزت پر کتنی انگلیاں اٹھیں گی۔۔۔ آپ کیسے سردار ہیں؟؟؟ آپ کی بیٹی کی اتنی دیدہ دلیری پر آپ خاموش رہے؟؟؟ آپ نے اُسی وقت اُس کا گلا کیوں نہیں گھونٹ دیا؟؟؟ شرم آنی چاہیے آپ کو خود کو لغاری کہتے ہوئے۔۔۔۔۔

دروازے کے باہر کھڑے انجانے طور پر معصوب اور ولد ار کی باتیں سنتے اُس کا فشار خون اُبل پڑا۔۔۔ طیش میں آتے اُس نے زوردار لات سے دروازہ کھولا تھا۔۔۔ ولد ار جو انتہائی غصے کی حالت میں اپنے جلال کو باہر آنے سے روکے ہوئے جبر کر کے بیٹھے تھے تیزی سے ہاتھ اٹھا کر اشارے سے یزدان کو وہیں روک گئے کچھ بھی غلط بولنے سے۔۔۔ وہ دونوں روایتی سردار تھے اور جانتے تھے بات جب عزت کی آجائے تو کتنا مشکل ہو جاتا ہے خود کو سنبھالنا۔۔۔۔۔

معصوب سکتے کے عالم میں یزدان کو سامنے دیکھے گنگ سے ہو گئے۔۔۔ جس بات کا خوف اُنہیں منہ بند رکھنے پر مجبور کر رہا تھا وہی بات اُس انسان تک بڑی آسانی سے جا پہنچی تھی۔۔۔ وہ اب اُسے کیسے روک سکیں گے۔۔۔۔۔

میں خاموش نہیں رہوں گا بابا سردار بہت سن لی آپکی اور اس بے شرم کی مگر اب نہیں۔۔۔۔ وہ بچپن سے میرے بھائی کی منگ ہے اسکی عزت ہے۔۔۔ اس خاندان کی عزت ہے۔۔۔ پھر وہ کیسے کسی غیر مرد کا نام اپنی زبان پر لے سکتی ہے۔۔۔ اُسے ساری زندگی میرے بھائی کے نام پر بیٹھ کر اُسکا انتظار کرنا پڑا تو وہ کرے گی لیکن کسی غیر کا تصور بھی نہیں کرے گی۔۔۔ نہیں تو میں اُسے جان سے مار دوں گا۔۔۔۔ کسی خون خارشیر کی طرح غراتا وہ سفاکی سے باپ اور چچا سے بولا تھا۔۔۔ اُسکی آنکھیں سُرخ انگارہ بنی ہوئی تھی۔۔۔

مصعب اُسے دیکھتے سن ہو چکے تھے۔۔۔ اُنکی قوتِ گویائی اُس کے خطرناک عزائم سن کر سلب ہو چکی تھی۔۔۔ وہ کسی بھر بھری مٹی کے ٹیلے کی طرح بکھر گئے۔۔۔ سامنے کھڑا مباچوڑا وہ انسان جو رشتے میں اُنکا بھتیجا ہی نہیں بلکہ اب داماد بھی تھا اس وقت روایتی قبیلے کے سردار کی طرح اپنی روایات کی پاسداری نہ کرنے پر بے رحم نظر آ رہا تھا جس کے ہاتھ میں اُنکی پیاری بیٹی کی خوشیاں اُسکا نصیب لکھا تھا۔۔۔ اُسکی زندگی خطرے میں تھی۔۔۔

تو دوسری طرف اُنکی جان سے پیاری بیٹی کسودہ تھی جس کا کوئی قصور نہ ہو کر بھی وہ مجرم قرار پائی تھی۔۔۔ کیا اُسکی قسمت میں روایت کی بغاوت کرنے پر بھائی کے ہاتھوں ہلاک ہونا لکھا تھا؟؟؟ کیا اس دن کے لئے اُنہوں نے اپنی بیٹیوں کو

شہزادیوں کی طرح پالا تھا؟؟؟؟؟ کہ روایت کی بھینٹ چڑھ کر ایک کی زندگی برباد  
ہو تو دوسری کی زندگی ہی ختم ہو جائے؟؟؟

نہیں بلکل نہیں۔۔۔۔ اندر سے آواز آئی۔۔۔

لیکن وہ بھی ایک سردار تھے۔۔۔ اور اچھے سے جانتے تھے کہ قبیلے کی سب سے  
بڑی روایت کو توڑنے کی سزا صرف موت ہے۔۔۔ یہ بات اگر جرگے میں گئی تو  
اس فیصلے کے آگے وہ خود بھی کچھ نہیں کر سکیں گے۔۔۔۔

میں اُسے مار دوں گا بابا لیکن اپنے بھائی کی اس امانت پر کسی کی میلی آنکھ بھی اٹھنے نہیں  
دونگا۔۔۔۔ یزدان غصے سے اُبلتا پاگل سا ہو رہا تھا۔۔۔

بس۔۔۔۔ اب ایک اور لفظ نہیں۔۔۔۔ ولدار سردار کی بھاری اور گونج دار آواز  
یکایک کمرے میں ایک قہر کی طرح گونجی۔۔۔۔

تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔۔۔ یزدان۔۔۔۔ وہ کڑی نظروں سے گھورتے غضب  
ناک انداز سے بولے۔۔۔

بابا۔۔۔۔ یزدان کے لب بے یقینی سے انہیں دیکھتے تھر تھر آئے۔۔۔

یہ میرا آخری حکم ہے۔۔۔ اور اگر تم میرے فیصلے کے خلاف گئے۔۔۔ تو اس کی  
تمہیں بہت بڑی قیمت ادا کرنی ہوگی۔۔۔ اب جاؤ اس معاملے کو مجھ پر چھوڑ

دو۔۔۔۔ میں ابھی زندہ ہوں۔۔۔



دونوں ہاتھوں کو کمر کے پیچھے باندھے وہ ایک مضبوط سردار کی طرح سخت حکم جاری کر رہے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔ لیکن جانے سے پہلے اتنا کہوں گا کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ اُسے صمیان کی دلہن بنا کر گھر لانا۔۔ اور وہ آپ کو امانت کے طور پر سونپی گئی ہے۔۔۔۔۔ بے حد ٹوٹے لہجے میں کہتا باپ پر ایک بے بسی نگاہ ڈالتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔

ولد ار سینے میں پھنسی درد بھری سانس کو آواز سے باہر لاتے اضطراب میں مبتلا تھے جب انہیں محسوس ہوا کوئی اُنکے پیروں کے قریب آہستہ سے جھک رہا ہے۔۔۔۔۔ وہ تڑپ کر نیچے دیکھتے جھکے۔۔۔۔۔

مصعب میرے بھائی یہ کیا کر رہے ہو؟؟ اُنکا دل یہ دیکھ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کہ اُنکا بھائی بنا کسی قصور کے مجرموں کی طرح اُنکے پیروں میں جھکا رہا ہے۔۔۔۔۔ اُنہوں نے جلدی سے اپنے بھائی کو سہارا دے کر اٹھاتے انہیں اُنکی جگہ پر بٹھایا۔۔۔۔۔

میری کسوہ کو معاف کر دیں برات۔۔۔۔۔ وہ معصوم ہے اُسے کسی بات کا علم نہیں۔۔۔۔۔ وہ نا سمجھ ہے۔۔۔ اُسکی جان بخش دیں۔۔۔ آپ تو ہر بات سے باخبر

ہیں۔۔۔ مصعب بڑے بھائی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں جکڑے خوف سے اپنی بیٹی کی زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے۔۔۔

کسوہ کی زندگی میرے پاس کسی کی امانت ہے۔۔۔ مت بھولو مصعب۔۔۔  
اُسے کچھ نہیں ہوگا۔ اُسکا بال تک بیکا نہیں ہوگا۔۔۔ یقیناً وہ اُن رازوں سے پردہ اٹھانا چاہتی ہے جو ہمارے پاس اب تک محفوظ ہیں۔۔۔  
خود کو سمجھا لو مصعب۔۔۔ تمہیں سمجھنا ہوگا۔۔۔ یہ صرف اُسکا کھیل ہے۔۔۔  
خواہش نہیں۔۔۔ اب پورے ہوش سے میری بات سنو جو میں تم سے کہنے جا رہا ہوں۔۔۔ اور تمہیں بہت ہوشیاری سے وہی کرنا ہوگا جو میں کہوں گا۔۔۔ ورنہ اُسے شک بھی ہو سکتا ہے۔۔۔

ولد ارکچھ سوچتے گہری نظروں سے مصعب کو دیکھتے گھمبیر لہجے میں بولنے لگے۔۔۔

مصعب کی تو جیسے روح واپس اُنکے جسم میں لوٹ آئی۔۔۔ اپنے بھائی کو خود کے ساتھ اتنا مضبوط کھڑا دیکھ کر اُنکی ساری توانائی لوٹ آئی تھی۔۔۔  
اب اُنہیں صرف وہی کرنا تھا جو ولد ار اُنسے کہہ رہے تھے۔۔۔۔۔



پپو میٹ آمنہ ماما۔۔۔۔۔ اور آمنہ ماما یہ میرے فرینڈ پپو۔۔۔ وہ مسکرا کر دونوں کا آپس میں تعارف کروا رہی تھی۔۔۔

آمنہ جو مسکرا کر سمان کو دیکھ رہی تھی مگر سمان کو گہرا جھٹکا لگا تھا۔۔۔  
میجر جنرل کی وائف کی تو کافی سالوں پہلے ڈیوٹی ہو گئی تھی پھر جنرل نے کب شادی کی جوازہ انہیں ماما کہہ رہی ہے؟؟؟ وہ اپنے دماغ کی سوچوں کو چہرے پر ظاہر کئے بغیر انہیں سلام کرتا بیٹھ کر سوچنے لگا۔۔۔۔۔

میری بیٹی ازہ کی یہ محبت ہے کے اس نے مجھے ماما کہا۔۔ بیٹا ورنہ سچ پوچھو تو میں اس کی دیکھ بھال کے لئے اپائنٹ ہوئی تھی مگر مجھے یہاں میری بیٹی مل گئی اب یہ میرے لئے جاب نہیں۔۔۔ وہ پیار سے کہتی ازہ کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی کہہ رہیں تھیں۔۔۔ تم لوگ باتیں کرو میں تم دونوں بچوں کے لئے کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔۔۔۔۔

نہیں انٹی مجھے ابھی ایک ضروری کام سے جانا ہے میں پھر آؤں گا۔۔۔ ساری پہیلی سمجھ جانے کے بعد وہ کھڑا ہوتا بولا اس کے پاس یہاں بیٹھنے کا وقت نہیں تھا۔۔۔  
ویسے بھی وہ ازہ کے لئے اسے سہی سلامت گھر تک صرف چھوڑنے آیا تھا۔۔۔ ابھی تو جا کر S - D کے آدمیوں سے سلام دعا بھی کرنی تھی۔۔۔۔۔

پوپچھ کھا تو لیتے تم صبح سے بھوکے ہو۔۔۔ اسے جانے کے لئے کھڑا ہوتا دیکھ کر ازراہ  
صرف اتنا بولی۔۔۔

لیکن وہ اسکی بات ان سنی کرتا جھٹکے سے پلٹا اور باہر آ گیا۔۔۔ کچھ دور پیدل چل کر  
اسے ایک ٹیکسی مل گی تھی۔۔۔

بہت پیارا بچہ ہے۔۔۔ آمنہ اس کے جانے کے بعد ازراہ سے بولی۔۔۔  
ہممممم بہت ہی پیارا۔۔۔۔ مسکرا کر کہتی گردن ہلکی دائیں بائیں ہلاتی وہ اپنے کمرے  
میں چلی گئی۔۔۔

تمہاری گاڑی کہاں ہے ازراہ۔۔۔۔۔ آمنہ کو اب یاد آیا تھا۔۔۔  
جی وہ ورک شاپ پر ہے ایک دو دن میں واپس آ جائے گی کچھ پر اہلم کر رہی تھی۔۔۔  
وہ یہ کہتی اپنے روم میں چلی گئی۔۔۔۔۔



کسوہ منہ کھولے سکتے کے عالم میں مصعب کے گھمبیر چہرے کو دیکھ رہی  
تھی۔۔۔ اُسے اپنے کانوں کے ٹھیک سے کام نہ کرنے پر شک ہوا۔۔۔ آفس جانے  
کے لیے پوری طرح تیار ہوئی وہ جیسی ناشتے کی ٹیبل پر آ کر بیٹھی اُسے مصعب کی  
طرف سے اُسکا جواب ملا۔۔۔۔۔

کیا آپ نے اس بارے میں تیا سردار سے بات کی؟؟ کیا یہ بات بی بی سردار یا  
یزدان برات کے علم میں ہے؟؟؟ اگر نہیں تو آپ انہیں بے خبر رکھ کر دھوکا  
دینے کے مجرم ہونگے اور اگر یہ بات انہیں معلوم ہے تو وہ کیسے راضی ہو سکتے  
ہیں؟؟؟؟ گہری گہری سانس لیتی وہ پھٹی آنکھوں سے باپ کو دیکھتی بولی جو چپ  
چاپ ناشتہ کرنے کے ساتھ اُسکی پھکی پڑتی حالت کو بھی نوٹ کر رہے تھے۔۔۔۔  
برات کو اسکا پورا علم ہے یزدان سے بھی یہ بات چھپی نہیں اُنکے فیصلے کی رضامندی  
سے میں تم سے کہہ رہا ہوں دائم شاہ سے کہو وہ اپنے والدین کے ساتھ ڈنر کے لئے  
گھر آئے ہم تمہاری خوشی کی خاطر رسم و رواج کے ساتھ اس رشتے کو آگے  
بڑھائیں گے۔۔۔۔ یا میں خود ملک شاہ سے اس بارے میں بات کر لوں گا۔۔۔۔  
رہی بات اماں سرکار کی توجب وقت آئے گا وہ اس خوشی میں خود یہاں موجود  
ہوں گی۔۔۔۔

مصعب سنجیدگی سے کہتے منہ صاف کر کے اٹھ کر چلے گئے۔۔۔۔۔  
کسوہ جو پتھر کی بنی کتنی دیر بیٹھی رہی تھی اپنی پیٹھ تھک کر کرسی کی پشت سے لگاتی  
جیسے ہار گئی۔۔۔۔

یہ کیسے ممکن تھا۔؟؟۔ جس روایات کو توڑنا موت کا فرمان تھا۔۔ وہ کیسے  
رضامندی میں بدل گیا۔؟؟۔۔

کیسے قبیلے کے سردار اپنے بیٹے کی بچپن کی منگ کو اتنی آرام سے کسی غیر کے ہاتھوں دینے کی اجازت دے گئے؟؟؟۔۔۔ اور اُن روایات کا کیا؟؟؟ جو عزت کی طرح سب سے اونچی مسقدر پر بیٹھا تھا سرداروں کے اونچے تر بان میں۔۔۔۔۔ کیا یہ بھی کوئی کھیل رچا جا رہا تھا اُسکی اپنی سوچ کی طرح؟؟؟۔۔۔ کانٹے کے چبچ کو انگلیوں کے بیچ میں زور زور سے مسلّتی وہ ضبط سے سوچتی برداشت کی آخری حد دپر تھی۔۔۔ غصے سے اُسکی چھوٹی پیاری سی ٹھوڑی کانپ رہی تھی۔۔۔ بالفرض دائم شاہ سے اگر اس صورت شادی ہو بھی جاتی ہے تو ایک بھونڈا مذاق بن کر رہ جائے گی اُسکی زندگی۔۔۔ لوگوں کے بیچ سر تک نہ اٹھا سکے گی۔۔۔ اُسکا مقصد روایت کے خلاف قدم اٹھائے جانے پر حویلی کے پتھر دل لوگوں میں آگ لگانا تھا۔۔۔ یا پھر اُن رازوں سے پردہ اٹھانا جو برسوں سے اُسکے بابا اور تایا سردار اپنے دل میں دفن کئے منہ پر تالے لگائے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ یہاں تک اُس نے اپنی زندگی کے ساتھ عزت بھی داؤ پر لگادی تھی۔۔۔۔۔

اُس نے خود دلدار اور مصعب کے بیچ ہونے والی اہم گفتگو کی خبر یزدان تک پہنچائی تھی۔۔۔ تاکہ معاملہ حد سے زیادہ بڑھ کر انجام کو پہنچ سکے۔۔۔ اپنے اس داؤ سے وہ حویلی والوں میں آگ لگادینا چاہتی تھی ایک قیامت ڈھادینا چاہتی تھی اُن پر لیکن یہ



کب سوچا تھا کہ یہ قیامت خود اُس پر ٹوٹ گرے گی۔۔ اتنا بڑا جھٹکا تھا اُس کے لیے  
حویلی کے معززین کا اتنی آرام سے مان جانا۔۔۔

وہ اس بات کو حویلی والوں کے کانوں تک پہنچنے سے پہلے خود کو قتل ہونے کے لئے  
بھی تیار کر چکی تھی۔۔۔ لیکن یہ کیا؟؟؟ یہ سب تو نہیں سوچا تھا اُس نے؟؟؟ کیسے  
اتنی آرام سے وہ دائم سے شادی کر لیتی۔۔ اس سوچ سے اُس کا دماغ پھٹنے  
لگا۔۔۔۔

کسوہ کی آنکھیں غصے سے بھگنے لگی اُسے اپنی شطرنج میں بچھائے اپنے ہی موہرے  
خود کے خلاف جاتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا ہوا میں پھینکے  
سارے تیر واپس پلٹ کر آ کے اُسکے سینے میں گھونپ سے گئے ہوں۔۔۔۔



مجھے بتاؤ پھر میرے پیارے۔۔۔ S - D کہاں ہے؟؟ آنکھوں پر پٹی سخت  
بندھی ہوئی تھی جب سے انہیں پکڑ کر لایا گیا تھا تب سے وہ ایک جگہ ہی بیٹھائے  
گئے تھے۔۔۔ مگر وہ یہ اچھے سے جانتے تھے انہیں یہاں بیٹھانے کے لئے نہیں لایا  
گیا۔۔۔

اور جس چیز کا ڈر تھا وہ لمحہ آگیا۔۔ یعنی روح کھینچنے کا۔۔۔ وہ جو کوئی بھی تھا اس کی  
آواز سچ میں اوپر سے نیچے تک کانپنے پر مجبور ضرور کرتی تھی۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔ تھوک نگلتے ہوئے وہ اتنا ہی بول پایا تھا۔۔۔  
سامنے والے کے لبوں پر جواب سن کر ایک کھلتی ہوئی مسکراہٹ آئی۔۔۔  
وہی گھسیا پیٹا جواب یعنی تم لوگ چاہتے ہو میرے اندر کا ظالم خونخار شیطان جب  
تک باہر نہیں آتا تم لوگ اپنا منہ نہیں کھولو گے؟؟ ٹھنڈے ٹھار لہجے اور آگ کی  
طرح جھلسا دینے والے جملے ادا کرتا وہ سامنے والوں کو پسینہ پسینہ کر گیا۔۔۔  
تم جو بھی کر لو ہم۔۔۔ ہم کچھ نہیں بتائیں گے۔۔۔ ڈھیٹ پنے کا مظاہرہ کیا گیا۔۔۔  
ٹھیک ہے پھر چلو دیکھتے ہیں تم میں کتنی برداشت ہے منہ نا کھولنے کی۔۔۔۔ ہنستا  
ہوا کہتا وہ پیچھے ہوا۔۔۔  
اور پھر کچھ ہی دیر گزری ہوگی جب اُنکی دل پھاڑ دینے والی آوازیں کمرے سے دور  
بھی سنی جاسکتی تھیں۔۔۔۔  
ازا۔۔۔۔۔ آمنہ دروازہ بے دھڑک کھولتی ہوئی اس کے کمرے میں آئیں  
تھیں۔۔۔  
ازا جو سامنے ٹیبل پر بیٹھی کچھ لکھ رہی تھی ان کے اس طرح اندر آنے پر پریشان  
ہوتی انہیں دیکھنے لگی۔۔۔ ان کے چہرے پر ہوائیاں اوڑھ رہی تھی۔۔۔  
کیا ہو گیا؟ وہ ان کے قریب آنے پر بولی۔۔۔

وہ آتے ہی اس کے سینے سے لگی رو رہیں تھیں۔۔۔  
مما مجھے بتائیں گی ہوا کیا ہے؟؟ وہ اب انہیں خود سے دور کرتی بولی تھی ان کا رونا  
اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔  
کیا تمہیں واقعی کچھ نہیں پتہ ازاہ۔۔۔ وہ آنکھوں میں آنسو لئے اس کا سوالیہ چہرہ  
دیکھ رہیں تھیں۔۔۔

یہاں آؤ۔۔۔ تبھی آمنہ اس کے کچھ نابولنے پر اس کا ہاتھ پکڑتی اسے نیچے لے  
آئیں جہاں بڑے سے ٹی وی پر کالج میں پڑنے والی آج کی ریڈ کے بارے میں بتایا جا  
رہا تھا۔۔۔۔

ازاہ تو منہ آنکھیں کھولے بار بار اینکر کے بتائے جانے والی ایک ہی خبر اور نیچے چلتی  
ہیڈ لائن کو حیران ہوتی دیکھ رہی تھی۔۔۔  
ازاہ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں تھا بیٹا تم ٹھیک تو ہونا؟؟؟ وہ ایک بار پھر روتے  
ہوئے اس سے بول رہیں تھیں۔۔۔

مما میں بالکل ٹھیک ہوں اور آپ کو میں نے بتایا تھا نا کہ آج صبح میری گاڑی کچھ  
پر ابلیم کر رہی تھی جس وجہ سے مجھے اسے ورک شاپ پر لے جانا پڑا تو تبھی میں نے  
پپو کو وہی بلوایا تھا اور ہم دونوں اس وجہ سے آج کالج جا ہی نہیں سکے تھے اسے

لا بھری میں کچھ کام تھا تو ہم وہاں سے ہوتے سیدھا گھر ہی آگئے۔۔۔۔۔ وہ  
انہیں اب پوری بات بتاتی پر سکوں کرتی بولی۔۔۔۔۔  
شکر ہے ازادہ کے آج تم کالج نہیں گئی اگر خدا نخواستہ تمہیں کچھ ہو جاتا تو۔۔۔۔۔ وہ اس  
کا چہرہ پیار سے تھام کر روتی ہوئی بولی۔۔۔  
تبھی ازادہ انہیں کاندھوں سے تھام کر سونے پر بیٹھاتی ہوئی انکا ہاتھ تھام کر  
مسکرائی۔۔۔۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ نہیں ہو گا آپ بالکل پریشان نا ہو  
مما۔۔۔۔۔  
آمنہ اس کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر آنسو پونہنچتی اس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھام گئی  
تھی۔۔۔۔۔  
اور ازادہ اپنے پیٹھ پیچھے ہونے والے اس بڑے کارنامے کے بارے میں سوچنے  
لگی۔۔۔۔۔



ہر طرح کا جسمانی تشدد کرنے کے باوجود بھی وہ تینوں S - D کے بارے میں  
کچھ نہیں بتا رہے تھے۔۔۔

سر مجھے لگتا ہے۔ DS نے کافی چالاکی سے خود کو دنیا سے چھپا کر یہ سارا پروپیگنڈا  
اپنے خاص بندوں کے ذریعے چلا رکھا ہے جنہیں ہم نے پکڑا ہے وہ شاید سچ کہہ

رہے ہیں وہ S - D کے بارے میں کچھ نہیں جانتے انہیں صرف پیسے سے مطلب ہے جسے وہ دن رات غلط طریقوں سے کما رہے ہیں S - D کے ذریعے۔۔۔۔۔ جیسے مجھ سے سب سے بہترین مال خریدنے کے باوجود بھی ان لوگوں نے مجھے S - D کی کبھی ہوا تک نہیں لگنے دی تھی ویسے ہی ان سے بھی اتنا ہی کام لیا جاتا تھا جتنا S - D کو ضرورت ہوتی۔۔۔۔۔

ایجنٹ 240 نے میجر کو دیکھ کر کہا جو S - D کے بندوں کا منہ ناکھولنے پر پُر سوچ سادو نوں ہاتھوں کی ہتیلیاں ٹیبل پر جمائے سامنے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ آدھی آستینوں سے جھلکتے اس کے مضبوط کسرتی بازوؤں سے پسینا ٹپک رہا تھا۔۔۔۔۔ سامنے کے بال ماتھے پر پسینے کی وجہ سے چپک گئے تھے۔۔۔۔۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو ایجنٹ۔۔۔۔۔ سیدھا ہوتا اور گہری سوچ میں ڈوبا وہ سامنے دیکھتا بولا۔۔۔۔۔

ان نکتوں پر وقت گوانا بالکل سہی نہیں ہے۔۔۔۔۔ یہ کہتا وہ ایک دم ایجنٹ کی طرف مڑا۔۔۔۔۔

تو اتنے وقتوں میں تو تم یہ جان ہی گئے ہو گے نا ایجنٹ کے S - D کا سب سے قریبی ساتھی کون ہے؟؟؟ گردن کو اٹھائے وہ اب اپنے ساتھی سے اہم سوال پوچھ رہا تھا جس کا جواب ایجنٹ 240 نے مسکرا کر سر ہلا کے دیا۔۔۔۔۔

لیکن اب جب اُنہیں یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ نئے آدمی یعنی میری وجہ سے یہ ریڈ پڑی ہے تو وہ اس بربادی کا زمیندار اُسے ٹھیرائے گے۔۔۔۔ وہ اُسے شاید مار بھی چکے ہوں۔۔۔۔ ایجنٹ سمجھداری سے بولا۔۔۔۔

وہ بالکل ٹھیک کھ رہا تھا۔۔۔۔

اب ہم کیا کریں گے سر؟؟۔۔۔۔ اُسے خاموش دیکھ کر ایجنٹ پوچھے بنا رہا نا  
سکا۔۔۔۔

پتہ ہے اجنٹ 240 جب سپیرے کو معلوم ہو کہ سانپ کے بل سے نکلنے کے کوئی آثار دور دور تک دکھائی نہیں دے رہے تو وہ کیا کرتا ہے؟؟؟ گردن کو سیدھا اوپر اٹھاتا وہ شاطر سا مسکراتا بولا۔۔۔۔

جال بچھاتا ہے۔۔۔۔ ایجنٹ جھٹ سے بولا۔۔۔۔  
ہممم۔۔۔۔ وہ جال بچھاتا ہے کبھی بین بجا کے تو کبھی دانہ ڈال کے۔۔۔۔ وہ اُسے ہر طرح سے مجبور کر دیتا ہے باہر نکلنے کے لیے۔۔۔۔ آخر کار اُسے بل چھوڑ کر باہر آنا ہی پڑتا ہے پھر وہ اُسے گلے سے پکڑ کر اپنی انگلیوں میں جکڑ لیتا ہے۔۔۔۔۔  
ds کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے وہ چھپ کر اپنے بل میں بیٹھا ضرور ہے لیکن اُسکے کتے جو بھیڑوں کے ریوڑ میں گھسے بھیس بدل کر اُس کے لیے کام کر رہے ہیں ہمیں اُنہیں دانے کے طور پر استعمال کرنا ہے اُسے بل سے باہر لانے میں۔۔۔۔



ہم اُسکے سارے خاص آدمیوں کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے اور اُسکی بڑی بڑی جگہوں پر جہاں وہ اپنے کام بخوبی انجام دیتا ہے اُسے تباہ کریں گے۔۔۔

اُسکی کمزوریوں کو تباہ کر کے ہم اُسے بل سے باہر نکل کر سامنے آنے کے علاوہ کوئی

آپشن نہیں چھوڑے گے۔۔۔۔ اور اس سب سے کہیں زیادہ ہمیں پوری

انفارمیشن شروع سے آخر تک سب معلوم ہونی چاہیے۔۔۔ اس لیے مجھے اُسکی

ایک ایک معلومات کی رپورٹ چاہیے شروع سے۔۔۔

ایک آئی برو کی اٹھان سے اپنی ہلکی بڑھی داڑھی کو کھجاتا وہ گہری سوچ میں ڈوبا بول

رہا تھا۔۔۔۔۔

لیکن اس بڑی شکست سے وہ ضرور زخمی ناگ کی طرح بدلے کا سوچے گا وہ ضرور

اپنے غصے کی آگ معصوم لوگوں کی جان لے کر نکالے گا اس لیے تم شہر میں

حفاظتی اقدامات بڑھانے کی ذمہ داری سمجھا لو۔۔

سب کو محتاط کر دو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔

یہ کہتا وہ کمرے سے مضبوط ڈاگ بھرتا چلا گیا۔۔۔

جبکہ ایجنٹ میجر کی اس سوچ سے اور انسپائر سا نظر آنے لگا۔۔۔



ولد ار نے گہری نظروں سے اپنے بڑے بیٹے یزدان کو دیکھا جو حد سے زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ وہ چپ چاپ اُنکے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔

میں اچھے سے جانتا ہوں تم دل میں کتنے طوفان لیے اُن پر بند باندھے بیٹھے ہو۔۔۔ اور سمجھتے ہو کہ تمہارے بابا کمزور ہیں کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ لیکن ایسا نہیں ہے میرے بیٹے۔۔۔ تم جو فیصلہ کر رہے ہو وہ جذباتی ہے اور میں جو تدبیر کئے بیٹھا ہوں وہ عقلمندی ہے۔۔۔ پریشان نہ ہو تمہیں اپنے بابا پر فخر ہو گا۔۔۔ مسکراتے ہوئے اُسکے کاندھے کو زور سے تھپتھپاتے بولے۔۔۔

یزدان نے اُنکے ہاتھ جلدی سے تھامے اور ایک گہرا بوسہ لیا۔۔۔ مجھے آپ پر یقین ہے بابا۔۔۔ یہ کہتا وہ دل سے مطمئن نظر آ رہا تھا۔۔۔ جانتا تھا وہ ایک مضبوط قبیلے کے سردار ہیں جو اتنی آرام سے اپنی روایات کو مٹی میں ملتا نہیں دیکھ سکیں گے۔۔۔ کیسے وہ خاموشی سے اپنی اُس بیٹی کو غیروں کے ہاتھ سونپ دیتے جنہیں اُنکے پاس امانت کے طور پر سونپا گیا تھا۔۔۔۔۔

ولد ار بھی اُسے اب پُر سکون دیکھ مسکرا دیئے۔۔۔



وہ اپنے عالیشان آفس کی چیئر پر سامنے لیپ ٹاپ کھولے کسی مورت کی طرح بیٹھی گہری سوچوں میں گم تھی۔۔۔ جب کوئی دروازہ ناک کرتا مسکرا کر اندر آیا جسے بے

# محبت قلب سکون مریم کنول

گئے۔۔۔ مٹھیاں بھینچ گئی۔۔۔ دماغ کی رگ پھڑپھڑانے لگی۔۔۔

ہائے کیسی ہو؟؟ ہنس کر دروازے سے ہی اندر آتا وہ اُسے دیکھ کر بولا۔۔۔

کسوہ نے نظروں کا رخ آہستہ سے پھیر لیا لیکن اُسکے چہرے کی سختی اب بھی واضح

تھی۔۔۔۔۔

کل رات جو ہوا اُس سے کسودہ کیا کوئی عام لڑکی بھی ہوتی تو ایسا ہی انداز اپناتی۔۔۔

مصعب سے آخری بار بات کرنے کے بعد اُس نے یہی فیصلہ کیا کہ اب وہ کیسے بھی کر

کے دائم شاہ سے اپنی جان چھڑواے گی۔۔۔ اُس نے دائم شاہ سے شادی کا کھیل تو رچا

لیا تھا لیکن وہ یہ شادی کسی قیمت پر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

یزدان کو بھی خاموشی سے اطلاع دینے کا مقصد یہی تھا کہ وہ بھڑک جائے معاملہ

بگڑے اُسے اُسکے سوالوں کے جواب ملیں یا اُسکی زندگی ختم ہو جائے لیکن یہاں

سب الٹا ہی ہوا۔۔۔۔۔ معاملہ سلجھنے کی بجائے اُلجھ سا گیا تھا۔۔۔

سب کی خاموش رضا مندی شامل ہونے کے ساتھ مصعب اُس کے علم میں لائے

بنانا صرف دائم شاہ بلکہ اُسکی پوری فیملی کو ڈنر پر انوائٹ کرتے اُسکے سامنے لاکھڑا کر

گئے۔۔۔۔۔

وہ جب کل شام گھر لوٹی تھی تو سامنے بیٹھے مہمانوں کو دیکھ کر اُس کے پیروں سے زمین جیسے کھینچ لی گئی۔۔۔

دائم شاہ جو 2 دن سے کسی کام کے سلسلے میں دبئی ٹھہرا تھا مصعب کا صبح اُسے آتا فون خوشی سے پاگل کر گیا۔۔۔ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر S - D کے ساتھ جو بُرا ہوا سب بھلا کر پاکستان بھاگا چلا آیا۔۔۔

اور پھر مصعب کا پیغام پاکستان آتے ہی اُس نے اپنے باپ کو دیا وہ تو جیسے سکتے میں چلے گئے۔۔۔ اُنکے بیٹے نے اُنکی ساری پڑھائی پٹیوں کو ایک طرف رکھتے پیار میں پاگل کسی مجنوں کی طرح خود سے سب کچھ طے کر لیا تھا۔۔۔ وہ کسوہ کو پر پوز بھی کر آیا تھا اُنکے علم میں لائے بنا۔۔۔

اب جب لڑکی کے گھر والوں کی طرف سے اُنہوں نے رشتہ لانے کا پیغام سنا تو اُنہیں لگا جیسے صرف رسم ادا کرنی باقی رہ گئی ہے سب کچھ تو بیٹا بیو قوفوں کی طرح کر آیا۔۔۔

آخر کار بیٹے کی خوشی کو دیکھتے ہوئے اُنہوں نے یہ زہر بھی پینا گوارہ کیا اور اُنکی دعوت قبول کی اور فیملی کے ساتھ لڑکی والوں کے گھر چلے آئے۔۔۔

بھاری بھر کم سوٹ اور جیولری سے لدے کسی مہنگے پالر میں 2 گھنٹے لگا کر آئیں روبینہ شاہ جو دائم شاہ کی ماں اور ملک شاہ کی بیوی ہونے کے ساتھ خواتین کے لئے

آواز اٹھانے والی ngo کی اہم کارکن بھی تھیں اپنے بیٹے اور شوہر کے ساتھ آئی  
سامنے صوفے پر بیٹھیں تھیں۔۔۔ جیسی اُنکی نظر حیران اندر آتی کسوہ پر گئی وہ خوشی  
سے اٹھ کر تیزی سے اپنی ہونے والی بہو کے قریب آئیں۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ اُسے گلے لگاتی اور چومتی کسوہ دو قدم پیچھے ہوتی اشارے سے اُنہیں  
وہیں ہاتھ سے روک گئی۔۔۔۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے؟؟؟ ہاتھ میں مشہور برانڈ کا قیمتی بیگ پکڑے۔۔۔ بلیو جینز کے  
ساتھ مینگو کلر کی ڈیسنٹ سی شرٹ اُس پر سیاہ لونگ کوٹ پہنے معصوم سی دکھائی  
دیتی وہ اونچی ہیل کی ٹک ٹک سے چل کر باپ کے قریب آتی حیران پریشان سی  
سب کو دیکھتی بولی۔۔۔۔

سلام کرو بیٹا۔۔۔ مہمان آئے ہیں۔۔۔ تمہاری خواہش پر عمل ہو رہا ہے۔۔۔ تم  
یہی چاہتی تھیں نا۔۔۔ اس لیے یہ نے خود دائم کو فون کر کے اُنہیں یہاں آنے کے  
لیے مدعو کیا۔۔۔ تاکہ رشتے کی بات آگے بڑھانے کے ساتھ ہم اچھا سا دن رکھ کر  
تم دونوں کا نکاح بھی کر دیں۔ اب نیک کاموں میں دیر نہیں کرنی

چاہیے۔۔۔۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟؟؟ مصعب پیار سے اُسکے نازک کاندھوں پر ہاتھ  
رکھ کر اُسے سینے سے لگاتے بول رہے تھے۔۔۔ کسوہ کو لگا جیسے وہ اُسکا مذاق اڑا رہے  
ہوں۔۔۔۔

وہ منہ کھولے ایک ٹک باپ کو بس گھور رہی تھی۔۔۔

اُس کا دل شدت سے کیا کہ وہ یہیں پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔۔۔۔

دائم کی ماں جنہیں ذرا اچھا نہیں لگا تھا کسوہ کا اتنا بولڈ انداز میں اُنہیں روکنا پھر بنا کسی سلام دعاء کے آپس میں بات کرنا جبکہ مہمان سامنے بیٹھے تھے۔۔۔ اس لیے اُنکے

چہرے پر ہلکی خفگی سی چھا گئی۔۔۔ اُنہیں یہ کسی طور بے عزتی سے کم نہ

لگا۔۔۔ وہ صاف کسوہ کی نظروں میں جو نا پسندیدگی تھی دیکھ چکی تھیں۔۔۔۔

دوسری طرف دائم شاہ بس کسوہ کے چہرے کے بگڑے زاویوں کو سمجھنے کی

کوشش میں محو تھا۔۔۔ جبکہ ملک شاہ چپ چاپ باپ بیٹی کو دیکھتا ماحول میں رچی بسی ناخوش گواری محسوس کیے بیٹھا تھا۔۔۔۔

کسوہ نے شکایتی نظروں سے باپ کو گھور کر دیکھا اور اتنی دیر دیکھتی رہی کہ اُسکی خوبصورت ہر نی آنکھیں ہلکی سی بھیگ گئیں۔۔۔۔

مصعب اُسکی پھکی حالت سے لطف اندوز ہوتے بے اختیار مسکرائے۔۔۔۔ ایک

کام کرو میرا بچہ یہ سامان رکھ کر منہ ہاتھ دھو آؤ فریش ہونے میں بہت دیر لگ

جائے گی۔۔۔ میری بیٹی کے بال اسکی ماں پر گئے ہیں خوبصورت چمکدار لمبے گھنے

سو کھنے میں بہت دیر لگاتے ہیں نا۔۔۔ اور یہاں مہمان اپنی ہونے والی بہو کے ساتھ

ڈنر کرنے کی خواہش میں بہت دیر سے انتظار کر رہے ہیں



-- اچھا نہیں لگتا مہمانوں کو انتظار کروانا۔۔۔ جلدی سے ہو  
آؤ۔۔۔ شاباش۔۔۔ اُسکے ماتھے پر بوسہ دیتے مصعب مہمانوں کے سامنے مسکرا  
مسکرا کر اُسکی دل سے تعریف بھی کئے جا رہے تھے۔۔۔ وہ اُسے ایسے ٹریٹ کر  
رہے تھے جیسے ضدی بچے کو پیار سے منایا جا رہا ہو۔۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ 4 لوگ سامنے بیٹھے ہوں اور مصعب اپنی بیٹیوں کی کوئی  
تعریف نہ کریں اُن میں جان جو تھی مصعب کی۔۔۔۔۔ لیکن اس بار انکی تعریف  
میں اُسکے لیے شرارت چھپی تھی۔۔۔ وہ اُسکی آنکھوں کو نشانہ بنا کر بالوں کو نیچ  
میں لئے آئے تھے۔۔۔

کوئی اور وقت ہوتا تو کسوہ کا سر بے اختیار اونچا ہو جاتا پر اُوڈ سے۔۔۔ لیکن اس وقت  
اُسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اُسکے بابا اُسکی حالت اور ساری پلاننگ سے واقف ہو چکے  
ہیں۔۔۔ وہ جان بوجھ کر ایسی باتیں کر رہے ہیں کہ وہ کھل کر اُنہیں کھ دے کہ بابا  
مجھے بچائیں خدا را میں یہ نہیں چاہتی۔۔۔۔۔

وہ غصے سے بھرا سرخ چہرہ لیے سامان ملازمہ کے ہاتھ روم میں بھجواتی وہیں صوفے  
پر غصے سے بیٹھ گئی۔۔۔

ٹھیک ہے پھر بابا میں بھی آپکی بیٹی ہوں۔۔۔ آنکھوں سے باپ کو چیلنج کرتی وہ  
نظریں پھیر گئی۔۔۔

آدھا پیٹ سب کے ساتھ مل کر کھانا کھایا اسکے بعد اُنکے بیچ شادی کی رسموں روایتوں کے معاملات پر گفتگو شروع ہو گئی۔۔۔ مصعب تو جیسے سب پہلے سے سوچ بیٹھے تھے۔۔۔ اگلے ماہ کی 18 کو بروز جمعہ اُنہوں نے مغرب کے بعد ملک شاہ کو سادگی سے آکر نکاح کرنے کی رضامندی دے دی۔۔۔

اُنکے قبیلے کی روایت تھی پیسے اور فضول رسموں پر وقت برباد کئے بناسادگی سے نکاح ہوتا اور بیٹیوں کو بڑوں کی دعاؤں میں رخصت کیا جاتا۔۔۔ جبکہ غریبوں اور مسکینوں میں کھانا کھلانے کے ساتھ اُنہیں ضرورت کا سامان بھی باٹنا جاتا۔۔۔ صرف یہی شرط تھی مصعب کی طرف سے جو سامنے بیٹھے شاہ صاحب اور اُنکی زوجہ کو تھوڑی ناگوار گزری۔۔۔ دائم اُنکا اکلوتا بیٹا تھا۔۔۔ اگر سادگی دکھانی تھی تو اتنی دولت کیوں جمع کی تھی؟؟؟

شاہ صاحب کی زوجہ اس سے پہلے کچھ کہتی ملک شاہ نے اُنکا ہاتھ تھام کر چپ کر دیا۔۔۔

ہمیں منظور ہے لیکن کس وہ جب ہماری بہو بن کر گھر آجائے گی تب آپ ہمیں اپنی کرنے سے روک نہیں سکے گے۔۔۔۔۔ ملک شاہ گہرے جملے میں بہت کچھ باور کرواتے ہنس دیئے۔۔۔۔

مصعب بھی ہلکا سا مسکرائے۔۔۔ ظاہر ہے تب وہ آپکی بیٹی ہوگی۔۔۔

چلیں پھر منہ میٹھا کریں۔۔۔ کسوہ اب ہماری ہوئی۔۔۔ روبینہ زبردستی مسکراتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھیں اور بت بنی کسوہ کے پاس انگوٹھی کے ساتھ مٹھائی لاتی اُسے کھلانے لگی۔۔۔

ملک شاہ نے گہرا پُر سکوں سانس لیا۔۔۔ اُنہیں کسوہ کی طبیعت کا اچھے سے علم تھا۔۔۔ اس لیے وہ ذہن بنا کر آئے تھے۔۔۔ لیکن مسئلہ روبینہ کا تھا جو کچھ نہیں جانتی تھیں اور کسوہ سے اُنکی پہلی ملاقات تھی۔۔۔

لیکن اب اُنہیں یہ گھر جا کر اچھے سے سمجھنا ضروری تھا کہ جو اُنکے بیٹے کی پسند بن کر گھر آرہی تھی وہ اُن سے کہیں زیادہ غصیلی منہ پھٹ بد تمیز ضدی اور لحاظ نار کھنے والی لڑکی تھی۔۔۔ اس لیے اُنہیں اب چپ چاپ سب برداشت کرنا ہوگا۔۔۔۔۔ کیوں کہ میدان میں 2 تلواروں کی نہیں بلکہ نئی اور پرانی تلوار کی بات تھی۔۔۔

میں تھک گئی ہوں۔۔۔ آپ لوگوں کی آپس میں سیٹلمنٹ ہو گئی ہو تو میں جا رہی ہوں۔۔۔ اور پلیز یہ انگوٹھی وغیرہ پہنا کر آپ فضول میں پیسے ضائع اور وقت برباد کر رہی ہیں۔۔۔

اس انگوٹھی کے پہننے سے ناتو میں کسی کی پابند ہو گئی۔۔۔ ناکسی کے نام کی موہر میری ذات پر لگے گی۔۔۔ میں تب تک آزاد ہوں جب تک کسی کے نکاح میں نا



کیا کوئی بات بری لگی ہے؟؟؟ رات کی طرح ابھی ابھی اُسے غصے سے بھر ادیکھتا وہ پریشانی سے بولا تھا۔۔۔

میری اجازت کے بنا تم میرے گھر رشتہ لے آئے؟؟؟ مجھے اتنی سی ہوا بھی لگنے نہیں دی۔۔۔ سخت تیوریاں لئے زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارتی وہ حساب لے رہی تھی اُسکی غلطی کا۔۔۔

مجھے مصعب انکل نے فون کر کے گھر آنے کی دعوت دی تھی اُنکی اجازت سے آیا تھا اور ویسے بھی تم نے کہا تھا اصل مسئلہ گھر کے بڑوں کی رضامندی ہے تو پھر اتنا غصہ کیوں؟؟۔۔۔ دائم بھی ماتھے پر بل ڈالے اُسکی سخت تیوریاں دیکھتا تھوڑا ناراض سا بولا۔۔۔

ٹھیک ہے پھر ایسا تو ایسا سہی۔۔۔ میں اب انکار کرتی ہوں۔۔۔ جاؤ مصعب انکل سے جا کر بات کر لو۔۔۔ اگر وہ کچھ کر سکتے ہیں تو کر لیں۔۔۔ جلتی پر تیل چھڑکتی مسکراہٹ لیے وہ دائم کی براہ راست آنکھوں میں بے خوفی سے دیکھتی بولی۔۔۔ کسوہ خدا کے لیے ایسا مت کہو۔۔۔ تم نے مجھے آس دی۔۔۔ میں نے تمہارے خاطر ممی کی اتنی ڈانٹ سنی۔۔۔ میں تمہارے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہوا۔۔۔ اب میں ایسا کچھ نہیں کروں گا جس سے تمہیں غصہ آئے۔۔۔ تم میری محبت ایسے ٹھکرا نہیں سکتی۔۔۔ دائم سکتے کے عالم میں اُسکا انکار سن کر گھبرا گیا۔۔۔

فلحال میں کسی سے ملاقات کے لئے جارہی ہوں۔۔۔۔۔ اُسکی اتنی منت سماجت پر  
تھوڑی تھکن سی فیل ہوئی تبھی آہستہ سے کہتی وہ سامان اٹھا کر جانے کے لیے  
اٹھی۔۔۔

کس سے۔۔۔۔۔ جھٹ سے بولا۔۔۔

سکون سے۔۔۔۔۔ دروازے سے باہر جانے سے پہلے رُک کر آہستہ سے بولی اور باہر  
آگئی۔۔۔۔۔ دائم اُسکا جواب سن کر چپ رہ گیا۔۔۔

ملائکہ میں ضروری کام سے باہر جارہی ہوں۔۔۔ تم میرا آفس ٹھیک کر  
دو۔۔۔۔۔ آرڈر دیتی وہ وہاں سے چلی گئی۔۔۔

ملائکہ نے غور سے اُسکا خوبصورت چہرہ دیکھا جس پر تھکن کی پرچھائیاں رقم  
تھیں۔۔۔۔۔ گہرا سانس لیتی وہ آفس کی طرف بڑھتی جب اُسے روم سے دائم شاہ کا  
اُداس چہرہ باہر آتا دکھائی دیا۔۔۔ وہ روکا نہیں اور سیدھا آفس سے باہر اُسکی پیچھے ہی  
چلا گیا۔۔۔۔۔

ملائکہ اُسے دیکھ کر ایک دم غصے سے بھرتی واپس اپنے کیمین میں آکر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔  
کیا ہوا؟؟؟ ابھی تو ٹھیک تھیں؟؟؟ صدام نے کیمین میں آتے ہوئے بڑی حیرانی سے  
اُسے غصے میں بھرے بیٹھے دیکھا تو پوچھے بنا رہ ناسکا۔۔۔۔۔ وہ ابھی تو اُس کے پاس  
سے اچھے موڈ میں اٹھ کر گئی تھی آفس کی طرف پھر؟؟؟



صدام میرا دل کرتا ہے میں اس دائم شاہ کو میم سے بہت دور کسی ریگستان میں اٹھا کر پھینک آؤں۔۔۔ یہ تو چیونگم کی طرح میم سے چپکتا ہی جا رہا ہے۔۔۔ بے حد چڑچڑے پن سے بچوں کی طرح غصہ دکھاتے اُسے جواب دیا۔۔۔ صدام بے اختیار اُسے دیکھ کر ہنس دیا۔۔۔

تو تمہیں کیوں اتنا غصہ آرہا ہے۔۔۔ وہ اُنکا پر سنل میٹر ہے۔۔۔ ویسے دیکھا جائے تو میم ایک پرفیکٹ آئرن لیڈی ہیں ان میں کوئی کمی نہیں۔۔۔ دائم کیا دنیا کا ہر جنٹلمین اُنکے ساتھ کا خواہش مند ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ اس قابل ہیں کہ انکی خواہش کی جائے اُن سے محبت کی جائے۔۔۔ صدام دل سے حقیقت بیان کرتا کسوہ کی تعریف کر رہا تھا۔۔۔

اس میں کوئی شک نہیں صدام کے میری میم لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں میں ایک ہیں اُنکے جیسا کبھی کوئی ہو بھی نہیں سکتا۔۔۔ لیکن دائم۔۔۔ دائم شاہ ایک نمبر کا فلرٹی کریکٹر لیس انسان ہے۔۔۔ ہر ماڈل۔۔۔ ایکٹریس۔۔۔ اور بہت سی لڑکیوں کے ساتھ اس کے افیئر رہے ہیں۔۔۔ لڑکیاں اسکے لیے روز نئے لباس جیسی ہیں۔۔۔ گھٹیا ہے ایک نمبر کا۔۔۔ اسکے پاس

دولت۔۔۔ شہرت۔۔۔ مغروریت۔۔۔ اور خوبصورتی کے علاوہ اور ہے ہی

کیا۔۔۔۔۔اپنے سے نیچے لوگوں کو یہ کیڑوں کی طرح سمجھتا ہے۔۔۔۔۔وہ ذرہ برابر  
بھی میم کے کسی طور قابل نہیں۔۔۔۔۔

جبکہ میری میم کسوہ۔۔۔۔۔کسوہ کے ذکر پر صدام نے اچانک ملائکہ کے آگ جیسے  
لہجے میں نرمابٹ محسوس کی۔۔۔۔۔

وہ ایک سیپ میں چھپی موتی کی طرح ہے حسین چمکتی ہوئی صاف شفاف جوائے  
دل میں ہوتا ہے وہی زبان پے۔۔۔۔۔وہ جانتی ہیں کہ محبت و عزت کے سہی قابل  
کون ہے کون نہیں۔۔۔۔۔اُنکا کردار اُنکی حسین آنکھوں کی طرح روشن  
ہے۔۔۔۔۔کیا تمہیں نہیں لگتا کہ اُنہیں بھی بالکل اُنہیں کے جیسا کوئی ملنا  
چاہیے؟؟؟ایسا شہزادہ جو دل و جان سے اُنسے صرف اُنسے محبت کرے اُنکے لئے  
جان تک دے۔۔۔۔۔جسکا دل صرف اُنہیں کے لیے دھڑکتا ہو۔۔۔۔۔ملائکہ میز کی  
سطح پر کوہنی رکھے اور ہاتھ کی ہتھیلی پر چہرہ ٹکائے کسی خواب کی سی کیفیت میں بول  
رہی تھی۔۔۔۔۔

صدام نے آنکھوں کو بڑی کرتے تعجب سے اُسکی باتیں سنی۔۔۔۔۔  
ہیلو۔۔۔۔۔خواب کی دنیا سے نکل کر حقیقت میں آجاؤ۔۔۔۔۔فلحال میم کے آفس میں  
کام آپکا منتظر ہے۔۔۔۔۔ہنہ۔۔۔۔۔شہزادہ۔۔۔۔۔تناہو اچہرہ لیے صدام اُسکا مذاق اڑاتا بولا

ملائکہ غصے سے گھور کراٹھی اور اُسکی سائڈ سے گذرتے زور سے اُسے دھکا دیتی باہر نکل گئی۔۔۔ صدام کتنی دیر اُسکی حرکت پر ہنستا ہی رہا۔۔۔



وہ تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی کالج کے اندر آئی تھی۔۔۔ جہاں سامنے ہی اسے لائن سے رکھی بینچوں میں سے ایک پر پو بیٹھا کسی سوچ میں گم دکھائی دیا۔۔۔ وہ قدموں کی رفتار تیز کرتی اس کے سر تک پو ہنچتی اور خاموشی سے بیٹا کچھ بولے اسے گھورنے لگی۔۔۔

وہ جو گردن نیچے جھکائے ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملائے نجانے کن سوچوں میں گم تھا جھٹکے سے گردن اٹھاتا سامنے دیکھنے لگا۔۔۔

جہاں ازاد ہاتھوں کو سینے پر باندھے اسی پر نظریں جمائی کھڑی تھی۔۔۔  
تم۔۔۔ تم کب آئی۔۔۔ بڑی آرام سے کہا گیا۔۔۔

جب تم عالم غشی میں گم تھے۔۔۔ سنجیدگی سے جواب آیا۔۔۔

سمان کو اس کا جواب پتھر کی طرح لگا۔۔۔ اُسکا سوچ میں ڈوبا چہرہ سختی سے بگڑ گیا۔۔۔

کل کالج میں جو بھی ہوا تم سب جانتے تھے ناپو؟؟ ازاد اس کی آنکھوں میں دیکھتی سکون سے بولی۔۔۔

کیا؟؟ مجھے کیسے پتہ ہوگا؟؟ کیا تمہیں میں کوئی جاسوس دکھائی دیتا ہوں؟؟ میں کل تمہارے ساتھ تھا۔۔ اور تمہیں بتایا تھا کہ ایک دوست سے ملنے گیا تھا۔۔ کل جو ہوا وہ کوئی نئی بات تو ہے نہیں۔۔ آئے دن روز ایسی باتیں ہر دوسرے کالج میں دیکھنے اور سننے کو ملتی ہیں۔۔ کیا وہ سب بھی میری معلومات میں آنا لازم ہے۔۔۔۔ پتہ نہیں اُسے کیا مسئلہ تھا جو وہ بولا تو بولتا چلا گیا۔۔۔۔ ازراہ کو اُسکے اتنا بھڑک جانے پر تھوڑا شک ہوا۔۔۔ وہ خاموش ہوتی اُسے گھورنے لگی۔۔۔ میں معافی چاہتا ہوں۔۔۔ لیکن کچھ پر سنل پر و بلم کی وجہ سے میں تھوڑا پریشان تھا اس لیے زیادہ بول گیا۔۔۔ آئندہ تم بھی تھوڑا احتیاط سے کام لینا۔۔۔ منہ دوسری طرف گھماتا آہستہ مگر بے حد روڈ لہجے میں بولا اُسکے چہرے پر اب بھی سختی تھی۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔ کل شام گاڑی سہی حالت میں مجھے واپس مل گئی تھینکس۔۔۔ ازراہ مسکراتی ایک ٹک اُسے دیکھتی بولی۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں تم سے کلاس میں ملتا ہوں۔۔۔ اتنا کہتا وہ اٹھا اور سیدھ میں آگے بڑھ گیا۔۔۔ اُسکی نظریں اپنے اطراف میں ہر طرف گھوم رہیں تھیں۔۔۔ ازراہ کتنی دیرو ہیں بیٹھی بس اُسی طرف دیکھے جارہی تھی۔۔۔ اُس کا انداز اُسکا رویہ اُسکا لہجہ کچھ بھی اگنور کرنے جیسا تو نہیں تھا۔۔۔



میں اک غزل جو مکمل ناہوئی تجھ سے۔۔

تُو ایک نظم جسے عمر بھر لکھا میں نے۔۔

میں وہ خوشی جو تجھے راس ہی نا آئی

تُو ایسا درد جسے۔۔ عمر بھر سہا میں نے۔۔

پتھروں کے بڑے ڈھیر پر بیٹھی سامنے سمندر کی ہر تیز لہر کو دور سے تیزی سے

اپنے قریب آتا دیکھتی پھر وہی تیز لہریں جب ساحل کی چٹانوں سے ٹکراتیں

تو ایسا لگتا جیسے ٹوٹ گئیں اپنی بار بار کی ان ناکام کوششوں سے ہارتی واپس لوٹ

گئیں۔۔۔۔

اُسے وہ لہریں اپنا عکس لگیں۔۔۔ اُس نے بھی ایسی کئی لاتعداد کوششیں کیں تھی

زندگی میں چھائی بے سکونی ویرانیوں اُداسیوں تنہائیوں کے بلا وجہ ہونے کا جواز مانگا

تھا۔۔۔

خود کے پتھر دل بن جانے کا سبب مانگا تھا؟؟؟

جو گمشدہ سوال تھے برسوں سے دلوں میں چھپے اُنکا بارہنہ جواب مانگا تھا۔۔۔۔ لیکن

کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔ وہ بھی ان چٹانوں کی طرح تھے۔۔۔ ہر بار اُسے پاش پاش کر

دیتے۔۔۔۔ لیکن کہیں سے اُسے کوئی جواب نامل پاتا۔۔

اُسے دوستوں کو گنا چاہا۔۔ انگلیوں کی پوریں خالی ہی رہیں۔۔ دنیا میں کوئی ایسا نہیں تھا جسے وہ اپنا دوست کہہ سکتی۔۔ اُسکی بہن فاطمہ جو اُسکی سب سے پیاری دوست تھی اُسے کب کا چھوڑ کر اکیلا کر گئی۔۔ دکھ اُسکے جانے کا نہیں تھا دکھ یہ تھا جن لوگوں سے نفرت زندگی بھر ملی انہیں کے آگے وہ جھک گئی۔۔

زہرہ جو بہت چھوٹی تھی جس نے شعور کی دنیا میں جب قدم رکھا اُسے صرف خوشیاں ملی بابا اور بڑی بہنوں کا پیار ملا۔۔۔ وہ کسوہ کی تکلیفوں تنہائیوں اور دکھوں کا بوجھ کیسے اٹھاپاتی۔۔۔

بابا۔۔ ہاں وہ بھی تو اُسکے سب سے اچھے دوست تھے۔۔۔ لیکن رشتوں میں بندھے مجبور تھے۔۔۔ وہ اُن سے اس بات کو لے کر کبھی خفا نہیں تھی۔۔۔ کوئی بھی نہیں تھا اس وقت اُسکا یہاں جو اُسے سمجھتا اُسکی سنتا اُسکا دل ہلکا کرتا اُسکی طاقت بنتا اُسے تسلی بخشتا۔۔

اُسے محبت کو نہیں گنا تھا۔۔۔ وہ اُسکی زندگی میں شاید کبھی تھی ہی نہیں۔۔۔ وہ تو 7 سال پہلے ہی اُسے خاموشی سے چھوڑ کر الوداع کہہ چکی تھی۔۔۔ وہ اس وقت سب سے اکیلی خود کو تنہا محسوس کر رہی تھی دور تک نظر آتے سمندر اُسکے شور اور اُسکی تنہا ذات کے علاوہ یہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔ کیا فائدہ ایسی زندگی کا جس میں جینے کی تمنا نہ ہو۔۔۔



کیا فائدہ ایسی کامیابیوں کا جس میں کسی خوشی کا احساس نہ ہو۔۔  
کیا فائدہ ایسے رشتوں کا جن میں احساسِ محبت اپنائیت نہ ہو۔۔۔  
کیا فائدہ۔۔۔ اے دل تیرے دھڑکنے کا جب اُسے تیری طلب تیری چاہ ہی نا  
ہو۔۔۔

جھیل جیسی آنکھوں میں بے پنہا درد لیے وہ لہروں کے اٹھتے جھٹک پٹک کودیکھتی  
خاموش لفظوں میں خود سے بول رہی تھی۔۔۔  
تبھی موبائل میں بجتی میسج ٹون اُسے خیالوں سے چونکا گئی۔۔۔  
ہاتھ پوکٹ میں ڈالتی فون باہر نکالا ک کھولا تو سامنے نمبر دیکھتی پر سکون رہی۔۔۔  
ہر بار اُسکے عین وقت پر میسج کرنے کے اس اصول سے وہ اچھے سے اب واقف ہو گئی  
تھی۔۔۔ اُسے حیرانگی تب ہوئی جب اُسکے بھیجے میسج میں صرف ایک ایموجی تھا جو رو  
رہا تھا۔۔۔ 🥲

کیا فائدہ تمہارے اس میسج بھیجنے کا جو میرا درد نہیں بانٹ سکتا۔۔۔ جو میرے  
احساسات سے تو واقف ہے لیکن اُسکی سماعتیں میرے لفظوں کو سننے سے محروم  
ہیں۔۔۔ جو جھوٹا خواب ہے۔۔۔ نظروں کا دھوکا ہے۔۔۔  
کیا فائدہ پھر۔۔۔ موبائل ایک طرف بیزاریت سے رکھا۔۔۔

میں اُن 66 پرسن لوگوں میں شمار ہوتی ہوں جو تنہا اپنی یکطرفہ محبت کے ساتھ  
محرومیوں میں گھرے کھڑے ہوتے ہیں۔۔۔۔ اور زندگی یوں ہی تمام ہو جاتی  
ہے۔۔۔۔

سچ کہتے ہیں بہت مضبوط اور خوش و خرم اوپر سے دکھنے والے لوگ اندر سے۔ پس  
لا محدود خلا، خود فریبی اور کھوکھلے پن کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔۔۔۔ میں بھی کچھ  
ایسی ہی ہو گئی ہوں تمہارے چھوڑ جانے کے بعد۔۔

آنکھوں میں آئی ہلکی نمی اور لبوں پر تلخ مسکراہٹ لیے وہ ہاتھ جھاڑتی  
اٹھی۔۔۔۔ کچھ مقامات ایسے ہوتے ہیں جو انسان کی روح سے جڑے ہوتے  
ہیں۔۔۔۔ وہ بھی ایسی ہی جگہ تھی جہاں وہ تنہائی کے اداس لمحوں میں سکون کے لئے  
یہاں چلی آتی تھی۔۔۔۔

اُسے گھڑی میں وقت دیکھا۔۔۔۔ 12 کے قریب کا وقت تھا ابھی پورا دن پڑا  
تھا۔۔۔ اُسے کچھ سوچ کر واپس آفس کی طرف جانے کی رہ لے لی۔۔۔



دروازہ کھولتی پریشان چہرہ لیے لیلی جیسی اندر آئی تو سامنے ڈی ایس کو اپنے مخصوص  
حلیے میں صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے گہری سوچ میں گم دیکھا۔۔۔

سب کچھ برباد ہو گیا۔۔ ڈی ایس معاذ ہماری دی گئی افیت برداشت نہ کر سکا وہ مر گیا ہے بنا منہ کھولے۔۔ لیکن ایک بات صاف ہے۔۔ اُس نے جو گینگ میں کچھ وقت پہلے ایک نئے آدمی کو شامل کیا تھا یہ سب اُسی کا کیا دھرا ہے۔۔۔ دشمنوں کو ہماری بھنک لگ گئی ہے۔۔ وہ اب تمہاری بوسو نگھتے پھر رہے ہیں۔۔ ہو سکتا ہے اُنہیں اس بات کا بھی پتہ چل گیا ہو کہ تم میجر جنرل ذیشان کی بیٹی کی کھوج میں بھی ہو اور اُسے ڈھونڈ رہے ہو۔۔ وہ پہلے سے محتاط ہو گئے ہونگے۔۔۔

ٹھہر ٹھہر کر دانت پیستی وہ بے حد پریشانی لیے ڈی ایس کو دیکھتی بول رہی تھی۔۔ پُر سوچ نظروں سے لیلیٰ کو دیکھتا ڈی ایس آہستہ سے اٹھا۔۔۔ گرے رنگ کا تھری پیس اسکی 6 فٹ کی ورزشی ہائیٹ پر بہت کھل رہا تھا۔۔ اس پریشانی میں بھی وہ لیلیٰ کو بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔۔۔

تم بہت ذہین ہو لیلیٰ۔ تمہاری یہ ادا مجھے ہمیشہ سے بہت پسند رہی ہے۔۔۔ تم نے جو کچھ بھی اندازہ لگایا وہ کئی حد تک درست ہے۔۔ ہمیں کچھ وقت کے لیے انڈر گراؤنڈ ہو جانا چاہیے۔۔۔ اُس ازراہ کا فلحال رازداری سے پتہ لگاتے رہو۔۔۔ کہ اُنہیں شک نہ ہو۔۔۔ میں امریکہ جا رہا ہوں ایک بہت امپورٹنٹ ڈیکنگ کے سلسلے میں یہاں رہ کر اگر کام کیا تو وہ لوگ میری بوسو نگھ لینگے۔۔۔

دائم شاہ اور ملک شاہ کے ساتھ باقیوں کو بھی محتاط کر دو۔۔۔ کسی قسم کا کوئی بھی موقع ہمیں اُنہیں نہیں دینا ہے۔۔۔۔

جیب میں ہاتھ ڈالے وہ بہت سوچ سمجھ کر گھرے لہجے میں بات کر رہا تھا۔۔۔  
لیلیٰ نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی۔۔۔ میں کیا یہاں اکیلی رہوں؟؟؟ میں

تمہارے ساتھ جانا چاہتی ہوں ڈی ایس

نہیں لیلیٰ ابھی تمہیں یہاں رہنے کی ضرورت ہے۔۔۔ ایک تم ہو جس پر میں اندھا اعتماد کرتا ہوں۔۔۔ کچھ دن یہاں رہو پھر میں تمہیں بھی بلوا لوں گا۔۔۔ لیکن بہت جلد پھر ہم مل کر ساتھ اس ملک کی ساکھ کو برباد کرنے کے لئے واپس آئیں گے۔۔۔ ڈی ایس نے گھمبیر لہجے میں اُسے سمجھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اُس کام کا کیا ہوا لیلیٰ جس کے لیے یہاں نے تمہیں کہا تھا۔۔۔ لیلیٰ کچھ اُداس سی دکھائی دے رہی تھی جب ڈی ایس کے سوال پر الرٹ ہو گئی۔۔۔

یہاں نے سیمیک کمپنی کی اونر کی بیٹی سے بات کی۔۔۔ وہ ہمارے لیے اپنے پاب بھائیوں کو دھوکا دیتے ہوئے کام کرنے کے لئے تیار ہے۔۔۔ دولت کی چمک نے اُسے ہمارا غلام بنا دیا۔۔۔ لیلیٰ مسکراتی ہوئی بولی۔۔۔

بہت خوب لیلیٰ۔۔۔ میرے پالتو کتوں میں تم نے بہت اضافہ کیا۔۔۔ ایک اور بزنس انڈسٹری کا موہرا جو میرے لیے کام کرے گا۔۔۔ اور کسی کو شک بھی نہیں ہو گا کہ

اسکے پیچھے میں یعنی ڈی ایس ہوں۔۔۔۔ تو پھر جلد اُس کے ساتھ ایک میٹنگ کنفرم کرو۔۔۔۔ ڈی ایس بڑے لا پرواہ انداز میں شراب کی بوتل سے گلاس بھرتا ہوا حکم دیتا بولا۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔ لیلا اتنا بولتی گہری نظر اوپر سے نیچے تک ڈی ایس پر ڈالتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔



ملائکہ اچھے سے اُسکا آفس ٹھیک کرتی اُسکی تمام چیزیں اپنی جگہ پر سیٹ کرتی قریب 2 گھنٹے کے بعد آفس کے دروازے سے باہر آتی دکھائی دی۔۔۔۔ لیکن یہ کیا اُسے معمول کے مطابق ادھر ادھر دیکھنے پر خاموشی محسوس ہوئی۔۔۔۔ اُس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔۔۔۔ سب کہاں غائب ہو گئے لنچ میں ابھی پورا 1 گھنٹہ باقی ہے۔۔۔۔ خود سے کہتی وہ اپنے کیمین کی طرف بڑھی لیکن وہاں بھی کوئی نہیں تھا سب خالی پڑا تھا۔۔۔۔ اُس نے حیرت سے سوچتے ہوئے صدام کے ڈپارمنٹ کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔۔۔۔ لیکن اُسے وہاں پہنچ کر مزید حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔۔

ڈیپارٹمنٹ پورا اندھیرے میں ڈوبا بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔۔۔ بے حد پریشان ہوتی ابھی وہ مڑ کر مینجر ڈائریکٹر صاحب کے پاس جا کر معاملے کی تحقیقات کرتی جب 321 لائنٹ اوپن ہونے کے ساتھ پورا ڈیپارٹمنٹ روشن ہو گیا۔۔۔۔۔ ملائکہ نے سانس روک کر نیچے دیکھا کوئی بہت قریب اُسکے پیروں کی طرف ایک گھٹنا موڑے ہاتھ میں گلابوں کا چھوٹا پکے پکڑے اور دوسرے ہاتھ میں انگوٹھی اُسکے سامنے کئے مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔

یہ سب کیا ہے صدام؟؟ حیرتوں کے سمندر میں ڈوبی ملائکہ چاروں طرف ڈیپارٹمنٹ کے اسٹاف کی جمع بھیڑ کو دیکھتی بولی جو اُن دونوں کو بہت خوشی اور ایکساٹڈ بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

سب کو معلوم تھا صدام اور ملائکہ صرف دوست نہیں تھے اُنکے بیچ بہت کچھ ایسا تھا جو سب کو محسوس ہوتا تھا ایک خاص احساس لیکن وہ یہ بات ایک دوسرے سے بہت اچھے سے چھپاتے تھے۔۔۔۔۔ لیکن آج صدام نے موقع دیکھ کر سب کے سامنے اُسے ہمیشہ کے لیے خود کو بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔۔۔

ملائکہ آئی لو یو۔۔۔ کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟؟؟ پھولوں کو سینے سے لگائے انگوٹھی اُسکی طرف بڑی چاہ اور محبت سے آگے بڑھائے وہ بڑی چاہت سے اُسے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔



ملائکہ کی تو جیسے جان پر بن آئی۔۔۔ اُسکی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔۔۔ وہ ایک ٹک  
صدام کی آنکھوں میں دیکھتے جیسے سب بھول گئی۔۔۔  
ہاں کہہ دو لڑکی اتنا پیارا موقع پھر نہیں ملے گا۔۔۔ اسٹاف کی بھیڑ میں سے کسی نے  
زور سے آواز لگائی۔۔۔

صدام ہلکا سا مسکرایا جبکہ ملائکہ انگلیاں مروڑتی گھبرائی ہوئی سی خاموش رہی۔۔۔  
تبھی کسوہ ڈیپارٹمنٹ کا دروازہ کھولتی سامنے کا منظر دیکھ کر جیسے وہی رُک گئی۔۔۔  
ارے ملائکہ بول بھی دو لیس۔۔۔ دیکھو وہ تمہیں کتنا چاہتا ہے۔۔۔ اب یہ کوئی  
لڑکی تھی جو ہنستی ہوئی زور سے بولی تھی۔۔۔ سب کا دھیان دروازے پر کھڑے  
اُس انسان کی طرف تھا ہی نہیں جو اُن سب کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ سب تو اس لوہے کو  
دیکھنے میں مگن تھے۔۔۔ جو حسین لمحات میں بندھے بس ایک دوسرے میں گم  
تھے۔۔۔

تبھی ملائکہ نے آنکھوں میں نمی لیے مسکراتے ہوئے صدام کی طرف ہاتھ بڑھایا  
اور زور سے گردن ہلاتی لیس بول گئی۔۔۔ پورے ہال میں ہر کوئی زور سے ہو ہو  
کے نعرے لگانے اور شور کرنے لگا۔۔۔

دروازے کے ہینڈل پر جمی کسوہ کی گرفت ڈھیلی سی پڑی۔۔۔ اُسکی حسین ہر نی  
آنکھیں خود کی تنہا ذات پر اُداس سی ہو گئیں۔۔۔

اُس نے حسرت سے اُن دو الگ لوگوں کو دیکھا جواب ایک خوبصورت جوڑی میں بدل چکے تھے۔۔۔ دو محبت بھرے دل ایک ہو گئے تھے۔۔۔

صدام اپنی جگہ سے اٹھتا محبت سے اب ملا نیکہ کی انگلی میں انگوٹھی پہنا رہا تھا۔۔۔ اور ملا نیکہ اُسے محبت سے دیکھتی ہنس رہی تھی اُسکی آنکھیں کسی ستارے کی طرح روشن اور چمک رہی تھیں۔۔۔

محبت یقیناً خوبصورت احساس ہے اور اس سے بھی بڑھ کر محبوب کا چاہا جانا جیسے اللہ کی طرف سے انسان کے لیے سب سے انمول تحفہ ہو۔۔۔ یہ تحفہ ہر کسی کو نہیں ملتا۔۔۔ بہت سے لوگ دنیا میں یکطرفہ محبت کی آگ میں اکیلے جلتے رہتے ہیں وہ صرف چاہتے ہیں محبوب سے کبھی کچھ نہیں کہتے۔۔۔ تو کہیں یکطرفہ محبت میں پڑے لوگ جب محبوب سے اظہار کرتے ہیں تو اُنہیں ٹھکرا دیا جاتا ہے۔۔۔ انکی چاہت کے بدلے اُنہیں زلیل رسوا کر دیا جاتا ہے۔۔۔

بہت خاص لوگ ہوتے ہیں وہ جن کی محبت اُنہیں ملتی ہے۔۔۔ جسے وہ چاہتے ہیں بدلے میں اتنی چاہت اُنہیں محبوب سے ملتی ہے۔۔۔ یہ ایک قسم کا تحفہ ہی ہوتا ہے جو رب سے اُنہیں ملتا ہے۔۔۔

جیسے اس وقت ملا نیکہ کو صدام اور صدام کو ملا نیکہ ملی۔۔۔

اُس کے دل نے بھی شدت سے کسی کو چاہا تھا بے شمار بے حساب۔۔۔ لیکن اُس ظالم نے پرواہ نہ کی۔۔۔ اپنی خوشیوں اور خوابوں کی خاطر اُسکی معصوم پاکیزہ محبت کو جھونک دیا نفرت کی آگ میں اُس کا دل جلادیا اُسے ہمیشہ کے لئے تنہا کر دیا۔۔۔۔۔ اُسکی ساری خوشیاں ملیا میٹ کر کے رکھ دیں۔۔۔ وہ اب کسی سے محبت کرنے کے قابل نہ رہی تھی۔۔۔

ارے میم آگئیں۔۔۔۔۔ وہ سامنے دیکھتی قرب سے بھری اپنی سوچوں میں گم تھی جب بھیڑ میں سے کسی کی نظر اُس کے خاموش وجود پر پڑی اور جیسے وہاں ایک ہلچل سی مچ گئی کر کوئی اپنی جگہ کی طرف اُس سے چھپتا بھاگ رہا تھا۔۔۔ ملائکہ اور صدام کے بھی اُسے دیکھ کر ہوش اوڑھ گئے لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلے تک نہیں۔۔۔۔۔ کسوہ سب کو ادھر ادھر بھاگتا دیکھ مسکراتی ہوئی آگے آئی۔۔۔ بہت بہت مبارک ہو۔۔۔ مجھے خوشی ہوئی تم نے اپنی محبت کا اظہار اتنی بے خوفی سے میرے آفس میں سب کے سامنے کیا۔۔۔ صدام پہلے تو جی بھر کر حیران ہوا بھی کھجالت سے مسکرا دیا۔۔۔

ملائکہ جیسی پیاری لڑکی تم جیسے سچے انسان کی محبت کے ہی قابل تھی۔۔۔۔۔ السلام دونوں کو خوش رکھے ایک ساتھ رہنا ہمیشہ۔۔۔ یہ کہتی وہ تھوڑی اداس نظر آرہی تھی۔۔۔

میری طرف سے تم دونوں کے لیے کنگ ہوٹل میں آج کا اسپیشل ڈنر۔۔۔ اپنے  
خوبصورت دن کو ہمیشہ کے لئے یادگار بنالو۔۔۔ بیسٹ آف لک۔۔۔ ہنس کر آخر  
میں کہتی وہ وہاں سے چلی گئی اور ملائکہ کی کب سے رکی سانس بحال ہوئی۔۔۔  
وہ جاتی ہوئی کسود کو بے حد عزت و احترام سے دیکھ کر اُنکی اُداس زندگی میں خوشیوں  
کے لوٹ آنے کی دعاء کرنے لگی۔۔۔۔۔



وہ ایک ہوٹل میں تھے جہاں ہوٹل کا سائیڈ ایریا اُسکے پوری طرح سے اندر میں  
تھا۔۔۔ تاکہ میٹنگ کے وقت اُسے کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔۔۔ یہی ڈی ایس کا  
سٹائل تھا۔۔۔ دھوپ کی وجہ سے اُسکی گہری آنکھوں پر سن گلاسز چڑھے  
تھے۔۔۔ اُسکے آگل بگل صرف اُسکے باڈی گارڈ نظر آرہے تھے۔۔۔ جو اپنی اپنی  
ایکٹوپوزیشن میں کھڑے تھے۔۔۔ ڈی ایس اپنے موبائل کی اسکرین کو اسکرول کر  
رہا تھا تبھی اُسکے اسسٹنٹ کی اسے آواز سنائی دی۔۔۔۔۔

باس لیلی از ہیر۔۔۔ ڈی ایس بنا ہلے بس اپنی نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں لیلی  
کچھ کلائنٹس کے ساتھ اسی کی طرف آرہی تھی۔۔۔ اس کے چہرے سے لے کر  
باڈی لینگویج تک میں اوپر سے لے کر نیچے تک ہمیشہ کی طرح صرف اور صرف

کو نفیڈ نس دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ جو کسی کو بھی اس کی طرف اٹریکٹ کرنے کے لیے کافی تھا۔۔۔

لیلیٰ کی ہائٹ اس کے ساتھ چل رہے سبھی کلائنٹس میں سے سب سے زیادہ تھی۔۔ اُسے وائٹ کلر کی ٹائٹ جینز کے ساتھ ڈھیلی سی گہرے گلے والی ریڈ شرٹ پہنی ہوئی تھی۔۔۔ جس سے صاف نظر آ رہا تھا کہ لیلیٰ کتنی بولڈ ہے۔۔۔۔۔ لیلیٰ چلتی ہوئی ڈی ایس کے پاس آئی اور اُنہیں ڈی ایس سے انٹرڈیوس کروانے لگی۔۔۔

سیمیک کمپنی کے اونر کی بیٹی جسکا نام میثا تھا سب سے آگے کھڑی ڈی ایس کو عجیب سے ایکسپریشن کے ساتھ گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

لیلیٰ نے مجھے اپنے کام کے حوالے سے سب بتایا۔۔۔ میں خوش ہوں کہ آپ نے مجھے زندگی میں اونچائیوں کی منزلوں کو چھونے کا موقع دیا۔۔۔۔۔ لیکن میرے بابا کی کمپنی جس میں رہ کر میں آپ کے لیے کام کروں گی اُنہیں دھوکا دوں گی اُسکے لیے مجھے لگتا ہے دولت بہت چھوٹی شے ہے۔۔۔

مجھے اس سے پہلے بھی کئی آفر آچکی ہیں لیکن یہ نے آپ کے ساتھ کام کرنے کو ترجیح دی۔۔۔ آپ مجھے دولت جیسی شے سے زیادہ اور کیا دے سکتے ہیں؟؟؟ جس سے

میں یہ رسک لے سکوں؟؟؟ میشا ہلکے قدم اٹھا کر اُسکے پاس چل کر آتی ایک انداز سے بولی۔۔

اُس نے گھور کر گلاسز کے اندر سے اُس لڑکی کو دیکھا۔۔

جو تم چاہو؟؟ تمہیں جو بھی چاہیے میں وہ دینے کے لیے تیار ہوں۔۔۔۔ لیکن اگر تم نے مجھے دھوکا دینے کی زرا بھی کوشش کی تو تم سوچ بھی نہیں سکتیں گے تمہارے اور تمہاری فیملی کے ساتھ کیا ہوگا۔۔۔۔ اُسکے اتنے سخت ری ایکشن سے وہ لڑکی ہلکا سا کانپ گئی۔۔

میشا پھر مسکرائی اُس نے آگے بڑھ کر اچانک اُسکے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔۔ ڈی ایس بنا کسی ریکشن کے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کے بغل میں کھڑی لیلیٰ کی نظریں اب صرف اس لڑکی کے ہاتھ پر تھیں جس سے اس نے ڈی ایس کو چھونے کی ہمت کی تھی۔۔۔۔

سچ میں آپ اس کنٹریکٹ کے بدلے مجھے کچھ بھی دینے کو تیار ہو۔۔۔ لیلیٰ کے ایکسپریشن اب اور زیادہ سیریس بن گئے تھے وہ اپنی آنکھیں چھوٹی کرتے میشا کی شکل دیکھے جارہی تھی۔۔۔ اس کے ہاتھ میں اس کے سن گلاسز تھے جواب تک اُسکی برداشت کی حد میں اُسکے ہاتھوں میں ہی کچلے جا چکے تھے۔۔۔



لیکن ڈی ایس اب بھی سکون سے کھڑا تھا۔۔ اُس نے اپنی بھاری آواز میں کہا۔۔۔ ہاں اس دنیا میں پیسے سے زیادہ قیمتی چیز اور کچھ بھی نہیں۔۔۔ اس ڈیل کے بدلے میں تمہیں منہ مانگی قیمت دینے کو تیار ہوں۔۔۔۔

میشا ہنس پڑی۔۔ وہ اوور ریاکٹ کرتے ہوئے بولی۔۔ دیکھو مجھے کیا تمہیں لگتا ہے کہ مجھے پیسوں کی ضرورت ہے۔۔۔ میشا کی باتوں سے کنفیوزڈ ہو کر ڈی ایس کے اسسٹنٹ نے ڈی ایس کی شکل دیکھی۔۔۔

میشا نے ڈی ایس کے سینے پر پھر سے ہاتھ رکھ دیا اور مدہوش آواز میں بولی۔۔۔ مجھے پیسا نہیں بلکہ تم سے کچھ اور چاہیے۔۔۔ چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔۔۔ میشا کی نیت سے لے کر اب زبان تک اُس کے ارادے ڈی ایس کو لے کر کتنے خراب تھے سب جان گئے تھے۔۔۔ آئی ہو پ تم سمجھ گئے ہو گے۔۔۔ کہ میں کس بارے میں بات کر رہی ہوں۔۔۔

اُسکی بات سمجھ کر ڈی ایس ہلکا سا ہنس دیا۔۔۔ اور بنا ایک لفظ کہے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا وہاں سے چلا گیا اُسکے گارڈز بھی اُسکے پیچھے تیزی سے جانے لگے۔۔۔ لیکن لیلا ابھی بھی اُسی جگہ کھڑی میشا کی شکل دیکھتی غصے سے لال ہو رہی تھی۔۔۔ کچھ سیکنڈ بعد میشا تلملاتی وہاں سے جانے لگی تبھی اُسے پیچھے سے لیلا کی آواز سنائی دی۔۔۔

ون منٹ میٹا۔۔۔ میٹاپٹ کر لیلیٰ کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔  
لیلیٰ آرام سے میٹا کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔ میرے پاس تمہارے لئے ایک  
آفر ہے۔۔۔

میٹا ماتھے پر بل لیے بولی۔۔۔ کیسا آفر؟؟  
لیلیٰ نے سیریس اور عجیب ایکسپریشن کے ساتھ میٹا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے  
کہا۔۔۔ کم و تھی۔۔۔  
لیلیٰ تیزی سے باہر کی طرف جانے لگی۔۔۔ کچھ پل رُک کر میٹا بھی اُسکے پیچھے چل  
پڑی۔۔۔

لیلیٰ میٹا کو لے کر ہوٹل کے ایک ہال میں آگئی۔۔۔ جہاں بزنس میٹنگ چلتی  
تھیں۔۔۔ فلحال وہاں اُن دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔۔۔  
لیلیٰ بے پرواہی سے ہال میں رکھے اُس لمبے سے میز کی سامنے والی کرسی پر جا کر بیٹھ  
گئی۔۔۔ اُسکے ٹھیک پیچھے دیوار کی جگہ کانچ لگا تھا جسکے پار پورا شہر نظر آ رہا  
تھا۔۔۔ میٹا کنفیوزڈ ہو کر لیلیٰ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔  
تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا لیلیٰ؟؟؟

لیلیٰ نے بڑے کول انداز میں اپنے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔ تمہیں انعام  
دینے کے لیے۔۔۔ یہ کہتے لیلیٰ میٹا کے آگے پیچھے گھومنے لگی۔۔۔

انعام کیسا انعام؟؟ اور کس بات کے لیے؟؟

لیلیٰ نے سو فٹلی میشا کا وہ ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا جو میشانے ڈی ایس کے سینے پر رکھا تھا۔۔۔ اور بڑے آرام سے بولی۔۔۔ تمہاری ہمت کے لیے۔۔۔ اتنا کہتے ہوئے لیلیٰ نے ایک دم سے میشا کے اُس ہاتھ کو زور سے ٹیبل پر دے مارا۔۔۔ جس سے میشا کی درد سے تڑپتی ہوئی چیخ نکل پڑی۔۔۔

میشانے اگلے پل اپنے ہاتھ کو سنبھالا۔۔۔ واٹس رونگ و تھ یو لیلیٰ۔۔۔۔۔ میشا درد سے تڑپ ہی رہی تھی کہ اب لیلیٰ نے پیچھے سے میشا کے بالوں کو پکڑ کر اُس کے سر کو اوپر اٹھایا اور تلملا کر بولی۔۔۔۔۔

ایکزیکل رونگ غلطی کی ہے تم نے۔۔۔ تمہاری زندگی کی سب سے بڑی غلطی۔۔۔ یہ کہتے ہوئے لیلیٰ سامنے لگے کانچ کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ اور آج اگر تم زندہ بچ گئی تو غلطی سے بھی اس غلطی کو یاد کرنے کی ہمت نہیں کرو گی۔۔۔ ایک دم سے لیلیٰ میشا کو گھسیٹتی ہوئی کانچ کی طرف لے آئی اور پھر کانچ کی طرف زور سے دھکا مار دیا۔۔۔ جس سے وہ کانچ ٹوٹ گیا اور میشا اُس کانچ سے نیچے ایک کار پر جا گری۔۔۔۔۔

لیلیٰ اب ریلیکس ہو گئی اور اپنے دونوں ہاتھ باندھ کر وہیں سے میشا کو نیچے پڑا دیکھنے لگنے۔۔۔

میشا کے منہ سے خون بہہ رہا تھا آنکھیں بند ہو چکی تھیں اور ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے تھے۔۔۔

لیلیٰ غصے سے بڑبڑانے لگی۔۔۔ میں اُن لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرتی جو میری چیزوں پر اپنی گندی نظر رکھتے ہیں۔۔۔

اس حادثے سے نیچے کئی لوگوں کی بھیڑ جمع ہو گئی جو ہڑبڑی میں میشا کو ہسپتال لے جا رہے تھے۔۔۔

یہ تھی لیلیٰ جو ڈی ایس کی چہیتی اور بے حد خطرناک تھی اور اس سے بھی زیادہ خطرناک تھی اُسکی ڈی ایس کے لیے دیوانگی۔۔۔ وہ اُس سے بے پناہ محبت کرتی تھی۔۔۔ وہ ڈی ایس کے لیے اُسکے بزنس میں ریڑھ کی ہڈی سی اہمیت رکھتی تھی۔۔۔ جہاں ڈی ایس ناہوتا وہاں آپکوا اُسکی جگہ صرف اور صرف لیلیٰ ملتی۔۔۔



اُس نے ازاہ کی سیکورٹی بڑھادی تھی۔۔۔ اُسے معلوم چلا تھا کہ کوئی بہت خفیہ طریقے سے ازاہ نامی لڑکی کی معلومات اکٹھی کر رہا ہے۔۔۔ ظاہر ہے وہ کوئی اور نہیں ڈی ایس ہی ہو سکتا تھا۔۔۔ جسے ازاہ چاہیے تھی۔۔۔

وہ اب پہلے سے بھی زیادہ ہوشیار اور چاقو چو بند ہو گیا تھا اس معاملے میں۔۔۔ اُسے  
ازاہ کو چارے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے ڈی ایس کا پتہ لگانا بھی تھا اور اُسے  
ازاہ دینا بھی نہیں تھا۔۔۔ اور یہ سب بہت مشکل تھا۔۔۔

وہ گہری سوچوں میں گم تھا جب وہاں ایجنٹ آیا۔۔۔

سر معاذ کا کوئی پتہ نہیں چل رہا مجھے لگتا ہے ڈی ایس نے اُسے مار دیا ہے۔۔۔۔  
ہممم۔۔۔ ایجنٹ معاذ کا یہی انجام ہونا تھا۔ لیکن اب ہمیں بہت ہوشیاری سے یہ  
دیکھنا ہے کہ اور کون ہے جو اس کھیل میں ڈی ایس کے لیے موہرے کے طور پر  
کام کرتا ہے۔۔۔۔ ہمیں بہت احتیاط سے کام لینا ہو گا۔۔۔  
مجھے ہر طرح کی انفارمیشن چاہیے۔۔۔۔ ایجنٹ اُسکی بات سُنتا سر ہلا کر وہاں سے چلا

گیا۔۔۔



کانچ کی موٹی سی تہہ پر اپنے حسین ہاتھوں کی انگلیاں پھیرتی وہ آہستہ قدم آگے  
بڑھا رہی تھی۔۔۔ جب ایک خوبصورت سے ڈائمنڈ کفلنگ پر آکر اُسکے قدم ٹھہر  
گئے۔۔۔ حسین ہاتھ کی مخروطی انگلیاں وہیں جم گئیں اور ہر نی بڑی بڑی آنکھوں  
میں اک چمک دکھائی دینے لگی۔۔۔۔

وہ قریباً 2 گھنٹے سے اس بڑے سے مال میں گھوم رہی تھی اُسے اپنے لیے کچھ چیزوں کی ضرورت تھی۔۔۔ لیکن یہاں آکر اُسکا دل کچھ خاص ناپسند آنے پر اب بیزار تھا۔۔۔ تھکن اُسکے چہرے پر اب واضح طور پر دکھائی دینے لگی۔۔۔ یہ وہ آخری شاپ تھی جسے بنا ارادے کے کچھ لینے یوں ہی دیکھنے اندر چلی تو آئی لیکن اب اُسکی نظر اُس کفلنگ سیٹ کو دیکھ کر ٹھہر سی گئی۔۔۔ وہ ایک جینٹس ڈائمنڈ کفلنگ سیٹ تھا جس کے ساتھ کالر نیک ڈائمنڈ بنڈ بھی تھے۔۔۔۔ اتنے سارے سیٹس میں وہ سب سے الگ اور یونیک دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

کسوہ کچھ دیر کشمکش میں گھری سوچتی رہی کے آخر وہ یہ لے بھی تو کس کے لیے لے؟؟ جس انسان کے لیے وہ یہ چیز پسند کر رہی تھی وہ انسان تو اُسے پسند ہی نہیں کرتا تھا۔۔۔

یس میم ہاؤ کین آئی ہیلپ یو؟؟؟ اس سیٹس کو اسٹیجیو کی طرح دیکھتی وہ سوچوں میں گم تھی جب ایک لمبا سا لڑکا وائٹ شرٹ بلیک پینٹ پہنے مسکرا کر اُسکے قریب آتا بولا۔۔۔۔



کسوہ کنفیوزڈ سوچنے لگی کے اُس لڑکے کو کیا بولے۔۔ تبھی اُس نے پلٹ کر آہستہ سے کانچ کے پیچھے اُس کفلنگ پر جیسی انگلی رکھی وہی ایک اور انگلی اُس کے بالکل برابر آتی ٹھہر گئی۔۔۔۔۔

کسوہ نے گردن موڑ کر فوراً اُس طرف دیکھا جس نے اُسکی پسند پر اُسی وقت انگلی رکھی تھی جب وہ اُسے لینا چاہتی تھی۔۔۔

درمیانہ قد چھوٹے باب کٹ بال اور گرے آنکھیں وہ کوئی ٹام بوائے لڑکی تھی اُسی پل اُس نے بھی کسوہ کو حیرانگی سے دیکھا۔۔۔

مجھے لگتا ہے مجھ سے پہلے آپ سے پسند کر چکی تھیں۔۔۔۔۔ وہ لڑکی کسوہ کو دلچسپی سے دیکھتی مسکرا کر بولی۔۔۔

اتفاق سے آپ نے بھی وہی چیز پسند کی جو مجھے پسند ہے۔۔۔ جبکہ یہاں اور بھی کئی ایکسپینسیو برانڈ کے لیٹسٹ ڈیزائن موجود تھے۔۔۔۔۔ کسوہ نے کافی پلین اور بولڈ انداز میں جواب دیا۔۔۔

جب بات کسی خاص انسان کی آئے تو برانڈ اور مہنگی چیز نہیں دیکھی جاتی۔۔۔۔۔ پھر یہ معاملہ آنکھوں کو خیر کرتے دل کی رضاتک چلی جاتی ہے جہاں صرف ایک نظر میں کوئی عام سی چیز بھی دل کو چھو جاتی ہے۔۔۔۔۔ اور شاید اُس خاص چیز کو پہچاننے

کافن ہم دونوں میں ہے۔۔۔۔۔ وہ لڑکی بڑے میٹھے انداز میں بولتی کسوہ کو سر پر اتر کر گئی۔۔۔

کسوہ اب ہلکا سا مسکرا دی۔۔۔ ہائے اُس می کسوہ۔۔۔ کسوہ مصعب لغاری۔۔۔ وہ اُس لڑکی کی طرف ہاتھ بڑھاتی کنفیڈینس سے بولی۔۔۔

ازاہ۔۔۔ اُس نے بھی مسکرا کر اُسکا مومی ہاتھ تھامتے جواب دیا۔۔۔۔۔  
نائس ٹومیٹ یوازاہ۔۔۔ کسوہ فارمل سی اُسکا ہاتھ تھام کر ہلکا سا دباتی چھوڑ گئی۔۔۔ پھر اُس نے پلٹ کر اُس لڑکے کو دیکھ کر کہا۔۔۔ اسے دو الگ باکس میں پیک کر دو۔۔۔۔۔

سوری میم یہ ونیٹج برانڈ کا ڈیزائن ہے جسکی 6 کاپیز دنیا کے الگ الگ ملکوں میں بھجوائی گئی ہیں یہ لمیٹڈ کلکیشن ہے جو پیرس سے منگوائے گئے ہیں۔۔۔۔۔ یہ ہم آپ دونوں میں سے صرف ایک کو ہی دے سکتے ہیں۔۔۔ لڑکا بے حد شائستگی سے بولتا خاموش اب اُن دونوں کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

کسوہ کے ساتھ اب ازاہ بھی تھوڑی اُداس نظر آئی۔۔۔  
کیا آپ یہ اپنے اسپیشل ون کے لیے؟؟؟ ازاہ تھوڑا جھجھکتی کسوہ کو دیکھ کر پوچھ رہی تھی کہ کہیں وہ کچھ غلط نہ بول دے۔۔۔۔۔

کسوہ بالکل خالی ذہن لیے اُسے دیکھے گئی۔۔۔ دائم !!! نہیں تو اُسے تو دائم شاہ کو دور دور تک سوچا بھی نہیں تھا اس گفٹ کو لینے کے لئے۔۔۔ وہ تو یہ کسی اور کے لیے۔۔۔۔

ہاں میں یہ اپنے ہونے والے ہسبنڈ کے لئے لینا چاہتی تھی۔۔۔ حقیقت کو چھپاتی وہ جھوٹ کے ساتھ کھوکھلی مسکراہٹ لیے بولی۔۔۔۔  
اوہ واؤ congratulation۔۔۔ از اہ بے اختیار خوش ہوتی اُسے وش کرنے لگی۔۔۔ پھر تو یہ آپکار انٹ بنتا ہے کہ اسے آپ ہی لیں۔۔۔  
کسوہ مسکرائی اُسکی اس مسکراہٹ میں ایک درد چھپا تھا۔۔۔ جب وہ پلٹی اور اُسے پاس کھڑے لڑکے سے اُسے پیک کرنے کو کہا لڑکا فوراً سے عمل کرتا مڑ گیا۔۔۔  
بائے داوے۔۔۔ تم کس اسپیشل انسان کے لیے یہ لینے والیں تھیں؟؟ کسوہ نے تجسس سے پوچھا۔۔۔ حالانکہ یہ کسوہ کا اسٹائل بالکل نہیں تھا کسی کی ذاتی زندگی میں جھانکنا لیکن وہ یہ بات اُس سے پوچھے بنا رہنا سکی۔۔۔

از اہ مسکرائی۔۔۔۔ پتہ نہیں۔۔۔ مجھے معلوم ہی نہیں کہ وہ میرا ہے بھی یا نہیں۔۔۔ اُسے تو پتہ بھی نہیں۔۔۔ انگلیوں کو مسلتی وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں اُسے اپنی بات کا جواب دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ پتہ نہیں کیوں اُسکا خیال آتے ہی دل عجیب سا دھڑکنے لگتا۔۔۔

کسوہ نے گہرا سانس لیا۔۔۔ مطلب کہ وہ بھی دوسری کسوہ تھی۔۔۔ جس نے خاموش محبت کی۔۔۔ بنا اُس انسان کے علم میں لائے وہ اب اُسے چاہے گی ہمیشہ۔۔۔ اُسکا انتظار کرے گی۔۔۔ اُسکے لیے جئے گی اور مرے گی۔۔۔ کسوہ نے اُس پیاری سی لڑکی کو دکھ سے دیکھتے سامنے دیکھا جہاں اُسکے پیک کیے کفلنگ آگئے تھے۔۔۔

کسوہ نے ایک چیک نکالا اور سائن کر کے اُسے شاپ والے لڑکے کو پکڑاتی وہ کفلنگ اٹھا کر ازادہ کے ہاتھ میں رکھ گئی۔۔۔۔۔ ازادہ بے حد حیران ہوتی کسوہ کا منہ دیکھنے لگی۔۔۔ اسے میری طرف سے تحفہ سمجھ کر رکھ لو۔۔۔ تمہیں جب تمہاری محبت مل جائے تو تم اُسے یہ دے دینا۔۔۔ کسوہ کا ندھے اُچکاتی مسکرا کر جیسے اُسکا مسئلہ حل کرتی گویا ہوئی۔۔۔

لیکن اسکی قیمت تم نے ادا کی ہے یہ میرا کیسے ہوا؟؟ اور اگر یہ میں اُسے دیتی بھی ہوں تو یہ تمہارا دیا تحفہ ہو گا۔۔۔ یہ میں اُسے اپنی طرف سے کیسے دے سکوں گی؟؟۔۔۔۔۔ ازادہ نے حقیقت بیان کرتے صاف کہا۔۔۔

تمہیں جب تمہاری محبت مل جائے تب تم مجھے اسکی پیمنٹ میرے آفس آکر دے جانا تب یہ تحفہ تمہاری ہی طرف سے اُسے مل جائے گا۔۔۔ لیکن ابھی تک کے

لئے یہ سمجھ کر رکھ لو کہ کسی نے تمہیں خاص جان کر یہ تحفہ تمہیں دیا ہے  
--- کسوہ ہلکا سا ہنستی اُسکا ہاتھ تھام کر بولی ---

لیکن تم یہ اپنے ہسبنڈ کے لئے لینے والیں تھیں کسوہ --- ازراہ اب پیار سے مگر  
اُداسی سے اُسکے قریب آتی اُسکی حسین آنکھوں میں دیکھتی بولی ---

وہ جو خاص تھا جو سب سے انمول تھا وہ تو اُسکا کبھی تھا ہی نہیں اور جو اُسکا ہونے جا رہا  
تھا اُسکی حیثیت سیاہ پتھر کے برابر بھی نہیں تھی اُسکے دل میں ---

دائم کیا اگر دنیا کا سب سے حسین کامیاب اور بڑا انسان بھی اُس انسان کے مقابل  
آکر اُسے اپنی چاہت کے بدلے کسوہ کی ذرا سی توجہ مانگتا تب بھی وہ اُسے کچھ نہ دے  
سکتی --- کیوں کے دل کی زمینیں بکا نہیں کرتیں نا انہیں دنیا کی دولت سے خریداجا  
سکتا ہے ---

انہیں تو جیتا جاتا ہے --- قربانیاں دے کر حاصل کیا جاتا ہے اور یہ ہر عام انسان  
کے بس کی بات نہیں ---

ازراہ کی آنکھوں میں چند پل خاموشی سے دیکھتے وہ بنا کچھ کہے اسکی سائڈ سے ہوتی  
آگے بڑھ گئی ---

اُسکے الفاظ جیسے گم ہو گئے تھے ---

ازاہ نے حیرانگی سے دور جاتی اُس حسین سی پری کو تب تک دیکھا جب تک وہ  
نظروں سے او جھل نا ہو گئی۔۔۔۔

کسوہ آنکھوں پر گو گلز لگائے تیز تیز چلتی پار کنگ ایریا میں آئی جہاں اُسکی گاڑی  
کھڑی تھی۔۔۔ ابھی اُسے گاڑی کا ڈور کھولا ہی تھا جب ایک زوردار دھماکے کی آواز  
سنائی دی۔۔۔۔ اُسکے ساتھ ہی کوئی چیز اُسے زور سے اپنے سر پر لگتی محسوس ہوئی  
جس سے وہ زمین پر گرتی درد سے تڑپتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن اُس سے ہلا  
بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔

بارود کی اٹھتی تیز بو اُسکی ناک کی نتھنوں میں گھسی جا رہی تھی۔۔۔ ہر طرف دھواں  
دھواں ہونے کے ساتھ لوگوں کی رونے دھونے اور شور شرابے کی آوازیں اُسے  
سنائی دینے لگی۔۔۔۔

وہ بھی آہستہ آہستہ اپنے ہوش کھوتی آنکھیں بند کر گئی جب آخری آواز اُسے اپنے  
قریب سنائی دی۔۔۔۔ وہ آواز اُسے کچھ دیر پہلے اندر سنی تھی پھر وہ جیسے گہری نیند  
سو گئی۔۔۔۔





ناظرین ایک بہت بڑی خبر شہر کے سب سے بڑے مال میں دن دھاڑے  
دھماکہ۔۔۔ اطلاعات کے مطابق خود کش دھماکہ شہر کے مشہور ocean  
mall کی پارکنگ ایریا میں پیش آیا۔۔۔

جہاں معمول کے مطابق دن کے حساب سے کافی لوگوں کی تعداد موجود  
تھی۔۔۔ بتایا جاتا ہے کہ نامعلوم افراد نے ایک موٹر سائیکل پر دھماکہ خیز مواد  
نصب کر کے پارکنگ ایریا کے سامنے کھڑا کیا تھا۔۔۔  
کچھ دیر بعد بم ایک زوردار دھماکہ کے ساتھ پھٹا جس سے کئی افراد زخمی ہوئے اور  
املاک کو بھی نقصان پہنچا۔ اسسٹنٹ کمشنر نے بتایا کہ واقعے کی تحقیقات کی جارہی  
ہیں۔۔۔

خبر کے مطابق 12 کے قریب افراد شہید اور 60 سے زائد زخمی بتائے جارہے  
ہیں۔۔۔ جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔۔۔  
دھماکہ کے وقت آرمی کی ایک گاڑی وہاں سے گزر رہی تھی جسے نقصان پہنچا اور  
اطلاعات کے مطابق حملے میں کچھ جوان اہلکار زخمی بھی ہوئے ہیں۔۔۔  
بڑے سے ہال کی دیوار پر نصب 80 انچ کی led پر چلتی یہ خبر ڈی ایس کو قہقہے  
لگانے پر مجبور کر گئی۔۔۔

نیوز رپورٹر کی دکھائی جانے والی تصویریں اور الفاظ اُسے ایک الگ ہی جیت کا سرور بخش رہے تھے۔۔۔۔ ڈی ایس جس نے ہال ہی میں بنی نیو بلوچ نیشنلسٹ تنظیم کے ساتھ روابط قائم کئے اور اُنکے ساتھ مستقبل میں کام کرنے کے لیے کئی ڈیل سائن بھی کیں۔۔۔۔ ایسا خونی کھیل رچایا گیا تھا جس نے ہر شہری کی آنکھ اشک بار کر دی تھی۔۔۔۔

معصوم لوگوں کی آہو بقاء۔۔۔ مظلوم مسلمانوں کے خون سے رنگی زمین۔۔۔ جسم کے بکھرے چھیتڑے اُسے ایک کمینہ سی خوشی سے سرشار کر رہے تھے۔۔۔ ہاتھ میں پکڑے شراب کے نازک سے گلاس کو ہونٹوں سے لگاتے اُس نے جیت کا جشن منایا۔۔۔۔ یہ اُسکی درندگی کا عالم تھا۔۔۔

پاس کھڑی لیلیٰ دیوانوں کی طرح اُسے خوشی سے جھومتا دیکھتی خود بھی جیسے جھوم رہی تھی۔۔۔

آخر اُسکی جیت ہی میں تو اُسکی جیت تھی۔۔

دیکھا تم نے لیلیٰ میں نے کیسے اپنی بربادی کا انتقام ان معصوموں کی زندگیوں سے لیا۔۔۔۔ اب تم دیکھنا کیسے اُس ملک کے وفادار جو اپنی جانوں پر کھیل کر انکی حفاظت کا زمہ لیتے ہیں اپنے اپنے بلوں میں چھپے تڑپ رہے ہونگے۔۔۔۔ اُنہیں پتہ چلے گا



بل سے باہر آئے گا اور وہی وہ ہمارے ہاتھ کچلا جائے گا۔۔۔ میجر نے دانت پیستے  
خون رنگ آنکھوں سے ایجنٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔  
انشاء اللہ سر ہم اُسے بہت جلد ڈھونڈ لینگے۔۔۔ ایجنٹ نے بھی سر اٹھا کر سخت  
لہجے میں کہا۔۔۔



کہاں ہے ڈی ایس مجھے اُس سے بات کرنی ہے۔۔۔ بولو کہاں ہے؟؟؟۔۔۔ دائم شاہ  
ہال کا دروازہ کھول کر اندر آتا زور سے بولا تھا۔۔۔ اُسکی آواز میں دبا دبا سا غصہ اور  
لہجہ کا پتا سا تھا۔۔۔

تبھی لیلیٰ ہاتھ میں وائن کا خوبصورت گلاس اٹھائے ایک ادا سے چلتی ہال میں انٹر  
ہوئی۔۔۔ سیاہ رنگ کا ٹائٹ لباس اونچی ہیل پہنے بالوں کو سر کے اوپر پونی ٹیل میں  
باندھے تھی آئی بر واور کسی روبرو جیسے سیریس ایکسپریشن لیے وہ دائم کے قریب آتی  
اُسے اوپر سے نیچے تک آرام سے دیکھنے لگی۔۔۔

اتنا کیوں بھڑک رہے ہو۔۔۔ یہ تمہارے باپ کا گھر تو ہے نہیں۔۔۔ آرام سے بولو  
کیا بات ہے۔۔۔ اور ڈی ایس کی اجازت کے بنا تم یہاں کیسے آئے؟؟؟ لیلیٰ وائن کا  
گلاس سرخ بالوں ہونٹوں سے لگاتی لا پرواہی سے بولی۔۔۔

یہ بلاسٹ ڈی ایس نے کروایا ہے نا۔۔۔؟؟ اسکے پیچھے وہی ہے نا؟؟ دائم گھبراتے ہوئے لیلیٰ کو ناپسندیدگی سے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔ اُسکا پورا چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔۔۔

کیوں تم کیوں یہ جاننا چاہتے ہو؟؟ تمہارا اس سے کیا سروکار؟؟ کیوں کہ اُس بلاسٹ میں میری ہونے والی بیوی بھی شامل تھی۔۔۔ جسے بہت زیادہ چوٹیں آئیں۔۔۔ اُسکی جان بھی جاسکتی تھی۔۔۔ اگر اُسے کچھ ہو جاتا تو۔۔۔۔۔ دائم چیختا ہوا ایسے بولا تھا جیسے رو دے گا۔۔۔ تو۔۔۔ کچھ ہوتا تو؟؟؟ تم کیا کر لیتے۔۔۔ لیلیٰ ماتھے پر بل ڈالتی پہلے بولی پھر زور سے ہنستی چلی گئی۔۔۔

تم جیسا انسان جو ڈی ایس کے ٹکڑوں پر پلتا ہو وہ ڈی ایس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔۔۔ اتنی ہمت اور طاقت کے لیے تمہیں مر کر دوبارہ نئی زندگی لینی ہوگی۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی یہ اصل مردوں کا کام ہے تم جیسا کمزور انسان ہنہ۔۔۔ ڈی ایس تمہیں مسل دینے کی طاقت رکھتا ہے۔۔۔ لیلیٰ حقارت سے دائم کو دیکھتی کڑک کر بولی۔۔۔ شکر کرو تمہاری ہونے والی بیوی زندہ ہے اُسے کچھ ہوا نہیں۔۔۔ ورنہ تم بھی انہیں لوگوں میں شامل ہوتے رو رہے ہوتے جن کی فیملیوں کے لوگوں کے جسم بھی نہ مل سکے۔۔۔ لیلیٰ نے سخت الفاظوں سے دائم کا دل جلا دیا۔۔۔ وہ صرف اُسے غصے

سے گھور ہی پایا وہ اتنا طاقتور نہیں تھا کہ ان لوگوں کو اس بات کی سزا دے  
سکتا۔۔۔۔۔ بے شک وہ مرد تھا۔۔۔ لیکن اچھے سے لیلیٰ جیسی آفت کو جانتا  
تھا۔۔۔ وہ عورت کے روپ میں بدروح تھی۔۔۔ بے حد ظالم۔۔۔  
اب چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ ڈی ایس یہاں نہیں ہے وہ جا چکا ہے۔۔۔ اور اگر  
وہ یہاں ہوتا تو تم یقیناً زندہ یہاں سے نہیں جا پاتے اور اگر تم کچھ دیر اور میری  
نظروں کے سامنے رہے تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے مار ڈالوں گی۔۔۔ لیلیٰ اتنا کہتی  
ٹک ٹک ہیل بجاتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔  
لعنت ہو تم سب پر۔۔۔۔۔ دائم اتنا کہتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔



اُسے سانس لینے میں دشواری محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ وہ ایک گھٹن زدہ جگہ  
تھی۔۔۔ وہ چیخنا چاہتی تھی۔۔۔ ہر طرف گہرا اندھیرا تھا۔۔۔ اُسے کچھ سمجھ نہیں  
آ رہا تھا کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔۔۔۔۔

تبھی ایک مخصوص سی خوشبو اڑھ کر آتی اُس کی سانسوں میں مہک گئی۔۔۔ اُس کا  
دل زور سے دھڑک گیا۔۔۔ وہ کیسے بھول سکتی تھی اس مہک کو جو اتنے سالوں دور  
رہنے کے بعد بھی اُسے یاد تھی۔۔۔۔۔ جو اُسکے ذہن کو تازگی بخشی تھی۔۔۔۔۔



وہ بے چین سی ہو گئی۔۔۔ تبھی کوئی آہستہ سے اُس کے قریب چل کر آتے ہوئے اُسکے ٹھنڈے ماتھے پر اُس چوٹ کی جگہ اپنا ہاتھ رکھا اور بڑے پیار سے اُسے سہلانے لگا۔۔۔۔

جب جھٹکے سے اُسکی آنکھیں کھل گئیں۔۔۔ وہ پینے سے شرابور تھی اے سی روم میں بھی اُسکے کپڑے پسینے سے بھیگ چکے تھے۔۔۔۔

میم آپکو ہوش آگیا۔۔۔ روکیں میں ڈاکٹر کو بلا کر لاتی ہوں۔۔۔ نرس اُسے ہوش میں آتا دیکھتی بول کر جانے ہی لگی تھی۔۔۔

تم کون ہو؟؟ میں یہاں کیا کر رہی ہوں؟؟ ابھی یہاں تمہارے علاوہ کوئی اور آیا تھا نہ؟؟؟ کون تھا وہ۔۔۔ بولو۔۔۔ وہ ابھی یہی تھا۔۔۔ مجھے یقین ہے وہ ابھی یہیں تھا۔۔۔ کسوہ نرس کا ہاتھ دبوچے گھبرائے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتی اب بے قابو ہو گئی تھی۔۔۔ اُسکی سانسیں تیز رفتار سے چل رہی تھی۔۔۔

میم آپ پلیز لیٹ جائیں آپکو 8 گھنٹے بعد ہوش آیا ہے۔۔۔ اس وقت آپکو آرام کی ضرورت ہے۔۔۔ اور میں یہاں آپکی ڈرپ چینج کرنے آئی تھی۔۔۔ آپکے گھر سے 3 لوگ ہیں جو یہاں رُکے ہیں آپکے ساتھ۔۔۔ وہ بھی اس وجہ سے کہ وہ اس شہر کے معزز گھرانوں میں شمار ہوتے ہیں انکا ایک نام ہے۔۔۔۔۔ ورنہ اس ہسپتال کی پالیسی نہیں کہ پشنت کے ساتھ زیادہ لوگ رکیں اور کسی غیر افراد کا اندر داخل

ہونا ناممکن ہے۔۔۔ آپ نے ضرور بُرا خواب دیکھا ہو گا۔۔۔ آپ پلیز ذہن پر زور  
نادیں میں ڈاکٹر کو بلا کر لاتی ہوں۔۔۔۔۔ نرس اُسے تسلی دیتی وہاں سے چلی  
گئی۔۔۔

جبکہ کسودہ خالی چھت کو گھورتی گہری سوچوں میں گم تھی۔۔۔ اُسے پورا یقین تھا  
کہ وہ آیا تھا۔۔۔ اُسکی سانسوں میں بسی وہ مہک جھوٹ نہیں تھی۔۔۔



پتہ نہیں کیسے خبیث لوگ ہیں وہ جن کے ضمیر مرچکے ہوتے ہیں۔۔۔ کیا اُنکی فیملی  
نہیں ہوتی۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے وہ انسان ہی نہیں ہوتے۔۔۔ اتنے بے گناہ معصوم  
لوگوں کی جان لے کر آخر یہ کیا منہ دکھائیں گے اپنے رب کو۔۔۔ کافر کہیں  
کے۔۔۔ سمان سامنے بیچ پر بیٹھا غصے سے بولتا جا رہا تھا جبکہ خاموش سامنے بیٹھی  
کُرسی پر ازاہ ایک ٹک زمین کو گھورتی خاموش بیٹھی تھی۔۔۔  
آخر کب ختم ہو گا یہ خونی کھیل۔۔۔ کب ہم سکون کی بے فکر زندگی جی سکیں گے  
۔۔۔ کب آنے والی نئی نسلیں بے خونی سے سراٹھا کر زندگیاں جنیں گی۔۔۔ کیا  
کوئی نہیں جو اس سب کو روک سکے۔۔۔ سمان اُسے دیکھتا اب جذباتیت سے بول رہا  
تھا۔۔۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ اُسے اکسار ہا ہو۔۔۔۔۔

اچانک ازادہ نے غصے سے لال سُرخ انگارہ آنکھیں اٹھا کے اُسے دیکھا اور بنا کچھ کہے  
تیز تیز وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

سمان نے زور سے ہاتھ کا مکا بنا کر ٹیبل پر مارا۔۔۔ آہ ازادہ تمہاری یہ گہری خاموشی  
کہیں بہت دیر نہ کر دے۔۔۔ جرنل کا حکم ناہوتا تو تمہارے اندر دفن ان رازوں کو  
جو ڈی ایس سے جڑے ہیں وہ کب کا باہر نکال چکا ہوتا۔۔۔ دور جاتی ازادہ کو قہر بھری  
نظروں سے گھورتا وہ خود سے بول رہا تھا۔۔۔ اسکو اکسانے کے ارادے سے وہ اتنا  
کچھ بولتا گیا یہاں تک اُسے لگا جیسے وہ ابھی پھٹ پڑے گی اور اندر کی ساری کڑواہٹ  
اُسکے سامنے اُگل دے گی لیکن نہیں ایسا ناہو سکا۔۔۔  
اپنی ناکامی پر وہ غصے سے بل کھا کر رہ گیا۔۔۔۔



گھر آتے وہ سیدھا اپنے روم میں جاتی خود کو بند کر چکی تھی۔۔۔ اس وقت آمنہ  
کچن میں تھی اس لیے وہ اُس کا خراب موڈ نا دیکھ سکیں۔۔۔  
کتنا خود کو مضبوط رکھتی۔۔۔۔ کب تک زخم چھپاتی۔۔۔ اُس کی کڑوی باتیں ایک بار  
پھر اُسے بری طرح توڑ گئیں تھیں۔۔۔ وہ کمرے میں زمین پر بیٹھی بچوں کی طرح  
پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

کچی عمر میں اُسے دنیا کا سب سے پیارا اور قریبی رشتہ اپنی آنکھوں کے سامنے جلتا ہوا دیکھتا تھا۔۔۔ ازل سے دشمن یہی تو کرتا آیا تھا وہ رقیب کی دُکھتی رگ پر وار کر کے اسے کمزور کرنے کی کوشش کرتا تھا۔۔۔۔

اُسکی ماما بھی اسی نفرت کا نشان بنتی اُسکی آنکھوں کے سامنے ختم ہو گئیں تھی۔۔۔ وہ کتنا روئی تھی تڑپی تھی لیکن اُنہیں بچانا سکی تھی۔۔۔ اُسکے بعد جیسے اُسکا وجود پتھر کا ہو گیا۔۔۔۔

لیکن کل جب وہ ایک پیاری سی لڑکی سے ملی۔۔۔ جس کی حسین لمبی پلکوں والی ہر نی بڑی آنکھیں جن میں ایک اُداسی تھی لیکن اُسکا پُر اعتماد مسکراتا چہرہ جس سے وہ متاثر ہوئے بنا رہنا سکی۔۔۔۔ نا جانے کیوں ازراہ کو وہ بہت اپنی سے لگی۔۔۔ اتنی اپنی کہ جب اُس نے اپنی سب سے خاص پسند کی چیز اُسے تحفے میں دی تو وہ خاموش اُسے لے گئی وہ انکار ہی نہ کر سکی۔۔۔۔

وہ اُسے دور جاتا ہوا دیکھتے چپکے سے اُس سے پھر ملنے کی دعا کر بیٹھی۔۔۔ لیکن کسے پتہ تھا۔۔۔ جس پیارے چہرے کو ازراہ دوبارہ دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ اتنے برے حال میں اُسے ملے گا۔۔۔

وہ بے اختیار اُسکے پیچھے ہی چلی آئی تھی لیکن جب وہ اپنی گاڑی میں بیٹھنے لگی تھی تو ازراہ نے دور سے دیکھا وہاں ایک زوردار دھماکہ ہوا ہے طرف دھواں دھواں ہو گیا لوگ شور مچاتے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔۔۔

وہ بھی چیختی ہوئی بھاگ کر اُس کے پاس آئی تھی۔۔۔ جب اُس نے دیکھا وہ نیچے گری ہے اُس کے سر سے بہت خون بہہ رہا ہے تو وہ اُسے جلدی اٹھاتی اُسی کی گاڑی میں اُسے ڈالتے ہسپتال لے آئی۔۔۔۔

ہر بار ایسا ہی ہوتا تھا ملک کے غداروں اور وفاداروں کے بیچ جب کوئی جنگ ہوتی تو کئی معصوم بے گناہ مارے جاتے۔۔۔۔۔ کتنے ہی لوگ اپنے پیاروں کو کھودیتے۔۔۔ جیسے اُس نے کھویا تھا۔۔۔ اور اب وہ اُسے دیکھ رہی تھی جو اس وقت ایمر جنسی روم میں تھی۔۔۔ یقیناً اُسکے بھی بہت پیار کرنے والے ہونگے۔۔۔ وہ بھی تو کسی کی زندگی ہو گئی۔۔۔۔۔ کسی کے جینے کی وجہ۔۔۔۔۔ آنسو صاف کرتی وہ آہستہ سے اٹھی اور وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔



وہ ہسپتال سے گھر آچکی تھی۔۔۔ سب اُس سے ملنے آئے تھے۔۔۔ فاطمہ اُس حادثے کے بعد سے یہی رکی اُسکا ہر وقت خیال رکھتی۔۔۔ لیکن کسوہ کی اُس سے ناراضگی اب بھی برقرار تھی۔۔۔۔۔ وہ بس اُس سے کوئی بات نہیں کرتی۔۔۔۔۔

بی بی سردار اور یزدان کے علاوہ سب ہی آئے تھے اُسکی خیریت پوچھنے۔۔۔ اُنکا کہنا  
تھا ذرا سی چوٹیں ہی تو آئیں ہیں۔۔۔ بلا وجہ چھوٹی سی بات کا اتنا حوا بنایا ہوا ہے  
۔۔۔۔ اُن لوگوں سے پوچھو جن کے خاندان اُجڑ گئے۔۔۔

اور ویسے بھی کس وہ کو فرق پڑتا بھی نہیں تھا اُنکے نا آنے سے۔۔۔ وہ اپنی ذات سے  
راضی رہنے والی بے پرواہ لڑکی تھی۔۔۔ جسے دنیا کی کوئی فکر نہیں تھی۔۔۔  
ہاں لیکن اُسکا دل۔۔۔ اُسکے دل کا ایک چھوٹا سا حصہ زخمی تھا۔۔۔ جس کا درد بہت  
تکلیف دہ ہو جاتا تھا کبھی کبھی۔۔۔ جسے اُس نے نا صرف سب سے بلکہ خود سے  
بھی چھپا کر رکھا تھا۔۔۔

آج بھی وہ بے سبب اُداس ہوتی لان کے پیچھے بنے اصطبل میں چلی آئی  
تھی۔۔۔ جہاں اُسکا پیارا دوست رہتا تھا۔۔۔  
جانتے ہو جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تو میرے دل نے شدت سے کیا خواہش  
کی؟؟

اُس نے کہر با کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔ کہر بازو زور سے سر  
ہلاتا اُس کی گردن میں منہ چھپانے لگا۔۔۔ وہ اُسکے لاڈ پر پیار سے ہنس دی۔۔۔  
کہ کاش تم میرے ہوتے۔۔۔ جب یہ دنیا مجھے ستاتی تو میں تمہاری پیٹھ پر بیٹھ کر اس  
ظالم دنیا کی دکھ دیتی باتوں سے اتنی دور چلی جاتی کہ کوئی مجھے ڈھونڈنا پاتا۔۔۔



تمہاری مضبوط ٹانگوں کی رفتار اتنی تیز ہوتی کے کوئی مشکل مجھ تک پہنچنا  
پاتی۔۔۔۔۔ میں تم سے اپنا ہر غم ہر درد شیر کرتی اور تم چپ چاپ میری ہر  
تکلیف کو سنتے خاموش رہتے۔۔۔۔۔

وہ بھی تو ایسا ہی تھا۔۔۔۔۔ میری ہر تکلیف پر تڑپنے والا۔۔۔۔۔ مجھ پر اٹھنے والی آواز  
کو روکنے والا۔۔۔۔۔ میں جب گرتی تو مجھے اٹھانے والا۔۔۔۔۔ میرے ہر زخم پر مرہم  
رکھنے والا۔۔۔۔۔

میری ہمت۔ میرا حوصلہ۔ میری طاقت بن کر ہر قدم پر میرے ساتھ رہنے  
والا۔۔۔۔۔

کیا ہوا پھر؟؟؟ کہاں چلا گیا وہ؟؟؟

اُس نے آہستہ سے کہہ با سے بہت اُداسی سے سوالیہ پوچھا۔۔۔  
تم تو اُس کے ساتھی تھے۔۔۔ تمہیں چھوڑ کر میرے پاس وہ کہاں چلا گیا؟؟  
اُس کے وعدے۔۔۔ اُس کی باتیں۔۔۔ اُس کا ساتھ۔۔۔ سب جھوٹ تھا۔۔۔ جھوٹا  
تھا وہ؟؟۔۔۔ فریبی تھا۔۔۔ تبھی تو رات کے اندھیرے میں منہ چھپا کر بھاگ  
گیا۔۔۔ دن کے اجالے میں جاتا بھی تو کیسے؟؟ اُسے شرم جو آتی ہو گی مجھ  
سے۔۔۔ چلو یہ تو معلوم ہوا کہ اُسے اپنی بیوفائی کا علم ہے۔۔۔۔۔

ایک بار کہہ دیتا میں وہیں سب کچھ ختم کر دیتی۔۔۔ میں بابا سے لڑ کر۔۔۔ تایا سردار کو منالیتی کچھ بھی کرتی لیکن وہ سب روک دیتی۔۔۔ اُسے کہیں جانا نہیں پڑتا۔۔۔ لیکن اُس نے مجھے اس قابل بھی نہ سمجھا کہ اعتماد ہی کرتا۔۔۔ وہ میرے دل میں رہتا تھا۔۔۔ میری ہر صبح کی روشن کرن تھا وہ۔۔۔ کوئی کیسے اپنے گھر کو تباہ کر کے جاسکتا ہے؟؟ چھوڑ جانے والے نشانی کے طور پر اپنی قبر پیچھے رہ جانے والوں کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔۔۔ تاکہ صبر آجائے۔۔۔ سکون مل جائے۔۔۔ انسان کوئی اُمید دل میں نارکھے اُس کے لوٹ آنے کا۔۔۔ لیکن وہ تو کوئی نشانی دے کر ہی نہیں گیا۔۔۔ وہ تو بس میرا دل میری روح تباہ کر گیا۔۔۔ اب اگر وہ لوٹ آتا بھی ہے تو میرا دل اس قابل نہیں۔۔۔ یہ تو ٹوٹی بنجر اندھیری ویران بین کرتی ایسی زمین ہے جہاں کبھی کوئی گلابی پھول نہیں کھلے گا۔۔۔

دور دور تک اب کوئی ابر نہیں بر سے گا جہاں کوئی کرن نہیں چمکے گی۔۔۔ وہ لوٹ آیا بھی تو اُسے اب وہ کسوا نہیں ملے گی۔۔۔ خوبصورت مگر درد سے بھری آنکھوں کے کنارے سے ایک آنسو ضبط کے باوجود پھسلتا اُس کے گال سے ہوتا زمین پر گرا۔۔۔

کانپتے ہونٹوں اور تڑپتے دل سے وہ اپنا درد اس رات کے اندھیرے میں چھپ کر اُسے بتا رہی تھی۔۔۔ کیوں کہ وہ راز رکھنا جانتا تھا۔۔۔ کسوہ کو یقین تھا کہ ایک وہی ہے جس کے سامنے وہ ٹوٹ کر بکھر کر اپنا ہر درد اُس سے شیئر کر سکتی ہے کیوں کہ وہ انسان نہیں تھا۔۔۔۔ جن کے ہاتھ کمزری لگ جانے پر وہ اُنہیں استعمال کرتے۔۔۔

اُسے آج بھی وہ دن یاد تھا جب سکینہ سردار نے باہر ممالک سے یزدان اور صمیان کے لئے بہت اعلیٰ نسل کے 2 گھوڑے منگوائے تھے جن کی عمر زیادہ نہیں تھی۔۔۔ وہ بہت خوبصورت تھے۔۔۔ اُنکی گردن اور دم کے گھنے لمبے بال اور چمکتی جسامت ہر کسی کو مبہوت کر رہی تھی۔۔۔

اپنے دونوں پوتے کے لئے منگوائے تحفوں کی خبر حویلی پہنچ جانے کا سنتی سکینہ سردار حویلی سے باہر آتیں کہ اُس سے پہلے کسوہ کی نظر اُن خوبصورت گھوڑوں پر جا پڑی۔۔۔۔ حیرت اور خوشی سے چیختی وہ دور سے بھاگ کر آتی ایک سیاہ رنگ کے خوبصورت گھوڑے کے پاس رُک گئی اور اُسے بے حد خوشی سے پیار کرنے لگی۔۔۔۔ اُسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا اتنے انمول نسل کے خوبصورت گھوڑوں کو دیکھ کے خاص کر سیاہ رنگ کا وہ گھوڑا جو بہت ہی خوبصورت تھا۔۔۔۔

کسوہ کی اتنی خوشی اور محبت دیکھ کر وہ گھوڑا بھی ہنہناتا اُس کے سینے میں منہ چھپانے لگا۔۔۔۔

اے لڑکی دور ہٹو۔۔۔۔ تمہارے لیے نہیں ہیں یہ۔۔ کسوہ ابھی اُس پر بیٹھ کر پوری حویلی کے گرد چکر لگانے کا سوچ رہی تھی جب اُسے گرج دار آواز میں سکینہ سردار کی آواز سنائی دی۔۔۔۔

دادی سردار مجھے بھی گھوڑے بہت پسند ہیں آپ نے میرے لیے ایک گھوڑا کیوں نہیں منگوا یا۔۔ مجھے معلوم ہے یہ یزدان برات اور سہمی کے ہیں؟؟؟ بڑے لاڈلے انداز میں کہتی آخری جملے پر وہ بے حد اُداس ہوتی بولی۔۔۔

ہنہ لڑکیوں کے شوق گھرداری۔۔ گھر کے کام کاج اور بڑوں کی خدمت کرنے کے ساتھ فرما برداری سے ہر بات ماننے کے ہی ہونے چاہیے۔۔ مرد ذات کا مقابلہ کرنے والی عورت ناتو معاشرے میں ناہی خاندان میں کوئی عزت احترام پاسکتی ہے۔۔۔ جس کا جو کام وہی اُس کو سناجھے۔۔۔ تمہیں بھی باقی خاندان کی عورتوں کی طرح اُسی کام میں دلچسپی لیننی چاہیے جو اُنکے لیے بنے ہیں۔۔۔

سکینہ سردار سخت گیری سے کہتی جیسے اُس کا دل ٹکڑے ٹکڑے کر گئیں۔۔۔ کیا ایک لڑکی ہونے کی صورت وہ کوئی ایسا خواب نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ کیا اُسے اپنی مرضی سے جینے کا اب کوئی حق نہیں رہا تھا۔۔۔؟؟؟

لیکن نہیں دنیا میں تو ہر عورت ہر لڑکی وہ سب کچھ کر رہی ہے جو مردوں کے شانہ  
بشانہ ہو۔۔۔ ایسا کوئی کام کوئی فرض نہیں ہے جس سے عورت پیچھے ہٹی ہو۔۔۔ پھر  
وہ کیوں؟؟؟ اُسے کیوں ہر بار دادی سردار سے ایسی باتیں سننے کو ملتی  
ہیں۔۔۔ جس سے وہ لڑکی ہونے پر افسوس کرے۔۔۔

ہاں۔۔۔ اس لیے کیوں کے وہ لغاری خاندان کی بیٹی تھی۔۔۔۔ اُس خاندان کی  
جس کی سردارنی سکینہ بی تھیں جو بیٹوں کو سرکاتاج اور بیٹیوں کو پیروں کی جوتی  
سمجھتی تھیں۔۔۔ جن کی نظر میں بیٹے نسل بڑھاتے ہیں زمے داریاں اٹھاتے ہیں  
وہ مضبوط ہوتے ہیں حکومت کرتے ہیں۔۔۔ اور بیٹیاں۔۔۔ بیٹیاں تو کمزور  
ہوتی ہیں جو باپ پر بوجھ بڑھاتی ہیں ایک دن دوسرے گھر چلی جاتی ہیں تو ساتھ  
باپ کی کمائی گئی جمع پونجی بھی لے جاتی ہیں۔۔۔

صرف اسی خاندان کی بیٹیوں کو پڑھنے لکھنے۔۔۔ خواب دیکھنے۔۔۔ اور مرضی سے جینے  
کا کوئی حق نہیں تھا۔۔۔ اور اُسے بھی اسی بات کی سزا دی جا رہی تھی۔۔۔۔  
بڑی بڑی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے وہ سکینہ سردار کا کٹھور روپ دیکھتی  
دوڑ کر اندر چلی گئی۔۔۔ اُس کے رونے اور جانے سے سکینہ سردار کو تو کوئی فرق  
نہیں پڑتا تھا لیکن کوئی ایک تھا وہاں جس کا دل اُن حسین آنکھوں میں آنسو  
جھلملاتے ہوئے دیکھ کر زخمی ہوا تھا۔۔۔۔

اُس کے اُداس لب اور بھیگی آنکھیں گزرے پلوں کی یادوں کو دہراتے مُسکرا دیئے۔۔۔ آج بھی وہ سالوں پُرانی یادوں کا ایک ایک منظر ایک ایک لفظ ہو باہوں اُسے ایسے حفظ تھے جیسے وہ اُن پلوں میں آج بھی جی رہی ہو۔۔۔۔۔  
کہر باکو الوداع کہتی اُسے پیار کرتی وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ آسمان پر چمکتے تارے اُداسی سے ٹم ٹمانے لگے۔۔۔۔۔



یزدان ڈیرے پر جانے کے لیے اپنی مکمل تیاری کے ساتھ کمرے سے باہر نکلتا جیسے ہی ہال میں پہنچا اُسکے قدم سونے پر بیٹھی سکینہ سردار کو دیکھ کر رُک گئے۔۔۔ وہ کسی گہری سوچ میں گم تھیں تبھی اُس کے پاس آکر بیٹھنے کو نوٹ نا کر سکیں چونکی تو تب جب وہ اُنکا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتا پیار سے بولا۔۔۔۔۔  
کیا بات ہے دادی سرکار کن گہری سوچوں میں گم ہیں؟؟ کیا کوئی پریشانی ہے؟؟  
مجھے بتائیں۔۔۔۔۔ یزدان مسکراتا نرم لہجے میں اُنسے بولا۔۔۔ وہ اُسکی دادی سے زیادہ اُسکی دوست رہیں تھیں ہمیشہ سے۔۔۔

ہاں میں ایک بہت اہم مسئلے کو لے کر سوچ میں گم تھی۔۔۔ اور یہی میری پریشانی کا بھی سبب ہے۔۔۔ اُسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتیں وہ سامنے دیکھتیں گہرے لہجے میں بولیں۔۔۔



کیا بات آپکو پریشان کر رہی ہے مجھے بتائیں ہو سکتا ہے میں اُسکا کوئی حل تلاش کر سکوں۔۔۔۔

یزدان تم جانتے ہو ہماری روایات کو۔۔۔۔ آج تک جس کسی نے بھی روایات کو توڑنے کی کوشش کی اُسے صرف موت کی سزا ملی۔۔۔ سکینہ سردار بہت سوچ سمجھ کر بول رہیں تھیں۔۔۔

جی بالکل ٹھیک کہہ رہیں ہیں آپ۔۔۔ لیکن کون ایسی گستاخی کر سکتا ہے۔۔۔ کون ہے وہ؟؟ یزدان پُر سوچ نظروں سے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

کسوہ۔۔۔۔ وہ باغی ہو چکی ہے۔۔۔ تم اچھے سے جانتے تو ہو۔۔۔ فاطمہ کی تم سے شادی کو لے کر اُس نے کیا تماشہ کیا تھا۔۔۔ جبکہ اُسے معلوم تھا فاطمہ تمہاری منگ ہے۔۔۔ اور روایات کے حساب سے جو رشتہ پہلے سے طے ہو وہ توڑا نہیں جا سکتا۔۔۔ پھر بھی اُس نے کیا۔۔۔ لیکن اب پریشانی یہ ہے جو کام 7 سال پہلے انجام کو پہنچنے والا تھا۔۔۔ صمیان کے اچانک یہاں سے چلے جانے اور وہ حادثہ جو طوفان کی طرح آیا تھا سب برباد کر گیا تھا۔۔۔

لیکن وہ منگ ہے میرے صمیان کی۔۔۔ پریشانی یہ ہے کہ کیا وہ راضی ہوگی؟؟ اور اگر ہو بھی گئی تو سانپ کے جیسے پھن پھیلا کر آئے گی ہمیں ڈسنے۔۔۔ میرے صمیان کو کبھی وہ خوشی نہ دے سکے گی جو اُسکا حق ہو گا۔۔۔ اور اگر اُس نے انکار

کر دیا تو؟؟ تو کیا ہو گا؟؟ میں کسی طور یہ قبول نہیں کرو گی کے میرے صمیان کی منگ کسی غیر ذات یا قبیلے کی عزت بنے۔۔۔۔۔ وہ میرے صمیان کی منگ ہے اگر انکار کرتی بھی ہے تو اُسے ساری زندگی اپنے باپ کے گھر صمیان کے نام پر بیٹھ کر گزارنی ہو گی لیکن وہ کسی کی دلہن بن جائے ایسا نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔۔ انہوں نے زور سے لاٹھی زمین پر مارتے اپنے جلال میں فیصلہ سنایا۔۔۔

دوسری صورت میں نے صمیان کے لئے قبیلے کی بہترین اور اونچی ذات میں لڑکیاں دیکھیں ہیں جو ہمارے ہم پلہ ہیں۔۔۔۔۔ کسودہ کی سرکشی اور ہٹ دھرمی یونہی قائم رہی تو میں ہر صورت صمیان کا نکاح باہر کروں گی۔۔۔۔۔ اچھا ہے اس بہانے تمہارے باپ اور چچا کی آنکھیں بھی کھلے گی جنہوں نے اُس باغی کو اتنا سر چڑھایا ہے۔۔۔۔۔ تم صمیان سے بات کرو اور اُسے راضی کرو یہاں فوراً آنے کے لیے۔۔۔۔۔ کہیں ایسا نہ ہو بہت دیر ہو جائے۔۔۔۔۔

سکینہ سردار پیچینی سے اپنی لاٹھی کو مستی بول رہیں تھیں اُنکی فکر اُنکی باتوں سے واضح تھے۔۔۔۔۔

یزدان گم سم سا ٹکٹکی باندھے سکینہ سردار کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ ہر بات سے واقف تھا۔۔۔۔۔ سارے حالات کھلی کتاب کی طرح اُسکی آنکھوں کے سامنے پڑے تھے۔۔۔۔۔ لیکن وہ مجبور تھا۔۔۔۔۔ بابا سردار کے حکم کے خلاف وہ کبھی نہیں جاسکتا

تھا۔۔۔ اُسے دیکھنا تھا وقت کیا فیصلہ کرتا ہے۔۔۔ اس لیے وہ بنا کچھ کہے

خاموشی سے اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔



وہ دو دن سے کالج نہیں آرہی تھی۔۔۔ سمان کو لگا جو باتیں وہ تیش میں آتے اُسے بول گیا تھا وہ اُس کو لے کر بُرا مان گئی ہے۔۔۔ لیکن وہ بھی کیا کرتا جتنا اس مشن کو لے کر وہ سیرس ہوتا جا رہا تھا مشن اتنا ہی اُلجھتا جا رہا تھا کوئی سرا اُسکے ہاتھ نہیں لگ پا رہا تھا۔۔۔۔

دوسری طرف حیران کن یہ بات تھی کہ جب وہ بلاسٹ ہوا تھا اُس کے بعد سے جیسے طوفان تھم سا گیا تھا۔۔۔۔ نا اُسے کوئی غیر معمولی بات کالج یا شہر میں ہوتی دکھائی دی۔۔۔ نا کوئی غلط کام کرتا انسان۔۔۔ جس کے بنا پر وہ ڈی ایس تک پہنچتا۔۔۔ ایسا لگتا تھا جیسے سب اچانک غائب ہو گئے ہوں۔۔۔۔ یہ بہت حیران کن بات تھی۔۔۔۔

سر اب ہمیں کیا کرنا ہو گا۔۔۔ جو گینگ مارکیٹ میں سمگلنگ کرتے تھے چھوٹی موٹی اُن سے لے کر اوپر تک سب غائب ہیں۔۔۔۔ میں نے ہر وہ جگہ جہاں مجھے شک تھا کہ ہمیں کہیں کوئی سراغ ملے وہ سب جیسے صاف کر دیئے گئے ہیں۔۔۔۔

تو یہ ایک پلاننگ ہے۔۔۔ ایک جال۔۔۔ ہمیں الجھا کر رکھنے کا۔۔۔ وہ غائب ہو چکا ہے ایجنٹ تمہیں دکھائی نہیں دے رہا۔۔۔۔۔ وہ چھپ کر دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اُسکے پیچھے ہے۔۔۔۔۔ وہ آئے گا دوبارہ اور جب آئے گا تو ایک نئی تباہی کے ساتھ آئے گا۔۔۔ چلو ہم بھی دیکھیں گے۔۔۔ اس بار وہ کیسے ہمارے مضبوط ہاتھوں سے بچ کر جاسکتا ہے۔۔۔ لیکن !!! تم اپنی آنکھیں کھلی رکھنا۔۔۔ کیوں کہ شیطان اپنی فطرت سے کبھی باز نہیں آتا۔۔۔ وہ ازاہ کے پیچھے آئے گا۔۔۔ وہ اپنے غلط کاموں کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔ ہم تب تک انتظار کریں گے جب تک وہ بل سے باہر نہیں آ جاتا۔۔۔۔۔ وہ سرخ آنکھوں سے سامنے دیکھتے تنے نقوش کے ساتھ بول رہا تھا۔۔۔



کسوہ اپنے آفس میں بیٹھی جب کہ سامنے مینجر ڈائریکٹر صاحب بیٹھے کسی ضروری کام پر بات جیت کر رہے تھے جب اُس نے اپنے آفس کا دروازہ کھلتے اور اُس سے دائم شاہ کو مسکراتے ہوئے اندر آتے دیکھا۔۔۔  
اُسے اچانک اپنے منہ کا ٹیسٹ کڑوا ہوتا محسوس ہوا۔۔۔  
ڈائریکٹ صاحب دائم کو آتا دیکھ کسوہ سے اجازت لیتے اٹھ کر چلے گئے۔۔۔

کیسی ہو؟؟ وہ اُسکے سامنے بیٹھتا اُس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتا پوچھ رہا تھا جب کہ  
کسوہ کے لب خاموش اور نظریں اُسکے ہاتھ میں پکڑے ڈومینو کے ایک کیوٹ سے  
بیگ پر تھیں جو وہ اُسکی ٹیبل پر رکھ رہا تھا۔۔۔ وہ پیچینی سے اپنی سیٹ پر پہلو بدل  
کر رہ گئی۔۔۔

میں لنچ کر چکی ہوں۔۔۔ اُسکے مین سوال کو انگور کرتے ہوئے کسوہ نے اُس کے لیے  
خلوص سے لائے تحفے کا جواب دیا جو اُسے بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔  
کوئی بات نہیں تم اس کا صرف ایک بائٹ لے لو میں سمجھوں گا تم نے اسے قبول کر  
لیا۔۔۔ وہ بھی ہار جیسے ماننا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ تبھی مسکرا کر آرام سے بولا۔۔۔  
کسوہ بڑی بڑی آنکھوں سے اُسے گہرائی سے مطالعہ کرنے لگی۔۔۔ وہ اُسکی سوچ  
سے بھی زیادہ سیریس ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ جب وہ اُس حادثے کا شکار ہوئی  
تھی۔۔۔ اُس نے دائم شاہ کو خود کے لئے بہت زیادہ حساس ہوتے دیکھا تھا۔۔۔ وہ پورا  
دن اُسکے لیے ہسپتال بھی روکا رہا تھا جہاں اُسکی فیملی کے ساتھ ولداری کی بھی ملاقات  
ہوئی تھی۔۔۔

اور یہی بات ایک عجیب سی فیلنگ سے دوچار کر رہی تھی۔۔۔  
یہاں کس لیے آئے۔۔۔ کسوہ ماتھے کو اسکرپچ کرتی اپنے سپاٹ چہرے پر زبردستی  
سے لب کھینچتی بولی۔۔۔

وہ ایکچولی گھر میں کافی دھوم دھام سے ہماری شادی کی تیاریاں چل رہی ہیں سب کچھ الموسٹ ہو چکا ہے بس تمہارے ویڈنگ کے ڈریس کو چھوڑ کے۔۔۔ تم نے کچھ بتایا ہی نہیں کہ تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے یا پھر تمہاری پسند!!!! اس لیے میں نے سوچا کیوں نا تم اور میں تمہارے ویڈنگ ڈریس کے لئے ساتھ چلیں؟؟۔۔۔۔، ہیکچپاتے ہوئے اُس نے کسوہ کے پلین چہرے کو دیکھتے بات مکمل کی۔۔۔

اس کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ جب وقت آئے گا تو میں خود دیکھ لوں گی۔۔۔۔ مجھے جو پسند ہے میں اُسی کا انتخاب کروں گی ناکہ دوسروں کو دکھانے کا مجھ سے کوئی ڈراما ہو سکے گا۔۔۔۔ بہتر ہو گا یہ تم خود بھی سمجھ لو اور باقیوں کو بھی سمجھا دو۔۔۔۔ کھانے پینے اُٹھنے بیٹھنے کام کرنے آنے جانے اور پہننے تک میں میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کروں گی۔۔۔۔ میں اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارنے کی عادی ہوں۔۔۔۔ اب مجھے بہت کام ہے میں چلتی ہوں۔۔۔۔ اپنے تیکھے اور سخت انداز میں صاف صاف کہتی وہ اُٹھ کر اُسے وہی اکیلا چھوڑ گئی۔۔۔

دائم نے سامنے رکھے باکس کو دیکھتے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔





میری جان کیا بات ہے۔۔۔ تم بہت خاموش ہو۔۔۔ کالج بھی آج 2 دن بعد جا رہی ہو؟؟؟ اگر طبیعت ٹھیک نہیں تو آج بھی نا جاو۔۔۔۔۔ آمنہ پیار سے اُسے دیکھتی بولیں جو چُپ چاپ اپنا ناشتہ کرنے رہی تھی۔۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ اتنا بولتی وہ اٹھی اور کالج کے لیے نکل گئی۔۔۔ آمنہ نے اُسے پیچھے سے دل میں قرآنی آیتوں کا ورد کرتے دم کیا۔۔۔

سمان کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے بس اب بہت ہو اوہ بلا وجہ یہاں اپنا وقت برباد کر رہا ہے ایک لڑکی کے ہاتھوں۔۔۔ جو کچھ بولنا تو دور وہ ہوا تک کسی بات کے لگنے نہیں دے رہی۔۔۔ اُسکا صبر اس معاملے میں اب ٹوٹنے کے قریب تھا۔۔۔ جی جی اُس نے ازراہ کو تیز تیز کالج کی انٹرنس سے آتے دیکھا۔۔۔

اُسے اُس پاگل لڑکی پر اُس وقت غصہ تو بہت آیا لیکن اس وقت کسی بھی غلطی کی وجہ سے معاملہ بگڑ بھی سکتا تھا تبھی برداشت کر گیا۔۔۔

ہائے۔۔۔ کہاں تھی تم اتنے دنوں سے میں کتنا پریشان رہا تھا۔۔۔ وہ اچانک اُسکے سامنے آیا تھا۔۔۔ ازراہ ایک ٹک اُسے دیکھے گئی۔۔۔ کیا وہ سچ کہہ رہا تھا۔۔۔ وہ اُسکی آنکھیں پڑھنا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن وہاں تو سب خالی خالی تھا۔۔۔

میری طبیعت۔۔۔ ابھی وہ اتنا ہی بولی۔۔۔

بلا سٹ کی وجہ سے تمہاری طبیعت بگڑی کیا؟؟ میں سمجھ سکتا ہوں اتنے بے گناہ لوگ مر رہے ہوں اور آپ اُنکے لیے کچھ نہ کر پارہے ہوں تو کیسا لگتا ہے۔۔۔ سمان اُسکی دُکھتی رگ پر پھر ہاتھ رکھنے کی کوششوں میں تھا۔۔۔

اچانک ازراہ کی آنکھوں میں سمان کے لئے غصہ دہکنے لگا۔۔۔ اُس نے اُسے کالر سے پکڑ کر بھناتے ہوئے کہا۔۔۔

میرے اندر کی آگ کو مزید مت ہوا دو سمان اپنی بکواس اگر تم نے بند ناکی تو میں تمہاری اس زبان کو کھینچ کر اسے تمہارے جسم سے الگ کر دوں گی۔۔۔ اُس کے چہرے کے ایکسپریشن رو دینے کے قریب تھے۔۔۔ جب وہ اُسے وہیں چھوڑتی تیز تیز اندر چلی گئی۔۔۔

اُسے لگا تھا شاید وہ اُس کے دودن کی غیر موجودگی کو محسوس کرتے اُس کے لیے بہت پریشان رہا ہو گا وہ اس بات کا اُس سے اظہار کرے گا۔۔۔ لیکن نہیں اُس نے تو یہ بھی نا پوچھا کہ وہ کیسی ہے اب؟؟ اُس نے سیدھی آنکھ کا کنارہ سختی سے انگوٹھے کی مدد سے رگڑتے کلاس روم کی طرف قدم بڑھا دیا۔۔۔

تم بولو گی ازراہ تم بولو گی۔۔۔ میں تمہیں اتنا مجبور کر دوں گا کہ تم طوطے کی طرح میرے سامنے بولو گی۔۔۔ شکاری کی سی نظروں سے اُسے دور جاتا دیکھتا وہ خود سے بولا تھا۔۔۔



وہ اڑان سی ایک لڑکی،  
پتوں کی طرح بکھر گئی،  
اس دنیا کی بھیڑ میں،  
خود سے اجنبی سی ہو گئی،

ریزہ ریزہ کر کے اپنے خواب سارے،  
آنسوؤں میں بہاتی چلی گئی،  
نہیں ہے اب یقین کسی پر،  
بے اعتماد لوگوں سے ڈر گئی،  
لگا کر دل ایک شخص سے،  
اب پوری دنیا ہی سمجھ گئی،  
وہ اڑان سی ایک لڑکی،  
پتوں کی طرح بکھر گئی،

کھلے بال۔۔۔ صاف شفاف چہرہ مگر کسی بھی احساس سے آری۔۔۔ ہر نی لمبی پلکوں  
والی ایک دم سونی آنکھیں۔۔۔ سفید سادہ ملگجاسا لباس پہنے۔۔۔ دونوں ہاتھ گود

میں رکھے۔۔۔ وہ کمرے کی بڑی سی کالچ کی وال کے سامنے ایک کرسی پر کسی اسٹیجیو کی طرح بنی بیٹھی تھی۔۔۔

ہر طرف گہما گہمی سی مچی تھی۔۔۔ شہر کے بیسٹ ویڈنگ پلانر کو بلوا کر خوبصورت سے لان کا نقشہ ہی بدلوادیا گیا تھا۔۔۔ مصعب نے کسی بھی چیز کی کہیں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔۔۔ کھانے سے لے کر سجاوٹ ہر چیز بہترین سے بہترین رکھی آخر اُنکی جان سے پیاری بیٹی جو ایک بڑی انڈسٹری کی مالکن بھی تھی اُسکی شادی تھی۔۔۔۔ اُسکی پہچان تھی ایک نام تھا۔۔۔

زیادہ ناسہی لیکن شہر۔۔۔ قبیلے۔۔۔ اور بزنس سے جڑے معزز مہمانوں کو تو لازم اس دعوت میں مدعو کرنا تھا۔۔۔۔

پورے گھر کو جیسے روشنیوں اور پھولوں سے اُنہوں نے سجا دیا تھا۔۔۔ ایک باپ ہونے کی حیثیت سے جہاں انہوں نے اپنی بچیوں کی پرورش میں کوئی کمی نہیں چھوڑی وہاں اُسے رخصت کرنے میں وہ کیسے کچھ بھی کمی چھوڑ سکتے تھے۔۔۔۔ کسوہ نے دھواں دھواں آنکھوں اور ویران دل سے کالچ کے باہر نظر آتی شاندار تیاریوں کو دیکھا۔۔۔

وہ تیری یادیں۔۔۔

خیال تیرے۔۔۔

وہ رنج تیرے۔۔

ملال تیرے۔۔

وہ تیری آنکھیں۔۔

سوال تیرے۔۔

وہ تم سے میرے تمام رشتے۔۔

آج بچھڑ گئے ہیں۔

کوئی روم کادر وازہ کھولتا بڑی آہستہ سے اندر آیا تھا۔۔

کسوہ نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔ بنا پیچھے دیکھے وہ بتا سکتی تھی کہ یہ قدموں کی آہٹ کس کی ہے۔۔۔

وہ آہستہ سے چلتے اُس کے قریب گئے اور پیچھے کھڑے اُس کے نازک کاندھوں کو مضبوطی سے تھام لیا۔۔۔

کسوہ نے سوگوار سی مسکراہٹ کے ساتھ اُنکے ہاتھوں کو پھر اُنہیں گردن موڑ کر دیکھا۔۔۔ جہاں اُنکی آنکھیں بھی بے حد اُداس تھیں۔۔۔ اور اُنکے پیچھے چل کر آئی زہرہ جو شاید صبح سے ہی رو رہی تھی۔۔۔ شام کے اس وقت تک اُسکا چہرہ سو جا اور آنکھیں لال ہو چکی تھیں۔۔۔

میرا شیر میرا بہادر۔۔۔ میرا جانباز بیٹا۔۔۔ میرا فخر میرا غرور۔۔۔ آج ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پرایا ہونے جا رہا ہے۔۔۔ بے حد مشکلوں سے خود کو قابو کرتے اُنہوں نے لفظ ادا کئے اور جھک کر اُسکا ماتھا چومہ۔۔۔ اُنکی آنکھیں اُداس تھی مگر اُنکے لفظوں کا عکس صاف ظاہر کرتی تھیں۔۔۔

زہرہ خود پر قابو نہ رکھ سکی اور زور زور سے رونے لگی۔۔۔ وہ سچ میں ان لفظوں کا حقیقی روپ تھی۔۔۔ اُس نے ہمیشہ بیٹا بن کر دکھایا تھا۔۔۔ بہنوں کے لیے ایک مضبوط بھائی کی طرح کھڑی رہی۔۔۔ اُنکا ساتھ دیا۔۔۔ اُنکی حفاظت کی خود سے پہلے اُنکا اچھا سوچا۔۔۔ کبھی بابا تو کبھی خاندان سے بھی اُنکے حق کے لیے لڑ پڑتی۔۔۔ اور آج وہ اُنہیں چھوڑ کر کسی اور گھر کو روشن کرنے جا رہی تھی۔۔۔

کسوہ جلدی سے اٹھ کر زہرہ کو زور سے سینے سے لگا گئی۔۔۔۔۔ پلیریزہ ایمو شنل سین کر بیٹ کر نابند کریں۔۔۔ میں رخصت ہو کر اسی شہر میں رہوں گی۔۔۔ میں آپ لوگوں کو چھوڑ کر کہیں دور تو نہیں جا رہی۔۔۔ پھر یہ سب؟؟ زہرہ کا چہرہ پیار سے تھامے مگر انداز میں تھوڑی سختی لیے وہ دونوں کی طرف دیکھتی بولی۔۔۔

مصعب ہلکا سا ہنس دیئے۔۔۔۔۔ بے شک۔۔۔ بے شک۔۔۔ تم ہمارے پاس رہو گی۔۔۔ ہمارے قریب۔۔۔ لیکن پرانی تو ہو جاؤ گی نا۔۔۔ میری بیٹی پھر کسی کی بیوی



بن جائے گی کسی کی زمرہ داری۔۔۔ رشتہ تو بدل جائے گا۔۔۔ وہ نرمی سے  
مسکراتے گویا ہوئے۔۔۔

کسوہ کچھ نابول سکی۔۔۔ وقت کے ساتھ گزرتا ہر لمحہ اُسے ایک عجیب سے  
اضطراب میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔



یزدان کی بڑی سی سیاہ پراڈ و ایک جھٹکے سے لغاری ولا کے سامنے آکر رکی۔۔۔۔  
سفید کلف لگے بے داغ اور روشن لباس کاندھے پر روایتی انداز میں شال لپیٹے گھنی  
داڑھی میں وہ مستقبل کا باروب سردار معلوم ہوتا نظر آ رہا تھا۔۔۔ اُس پر اُسکے  
چہرے کی سنجیدگی اُسے بہت ہی خوب رو ظاہر کر رہی تھی۔۔۔

اُسکے پیچھے بیٹھی فاطمہ جو اس وقت لغاری خاندان کی بڑی بہو اور ایک سردار کی بیوی  
کی حیثیت سے روایتی کام دار لباس پہنے قیمتی زیور سے خود کو اپنے مقام کے شایا  
شان سجائے سر پر سلیقے سے دوپٹے کو سیٹ کیے گاڑی کی کھڑکی سے حیران ہوتی  
لغاری ولا کو دیکھ رہی تھی جس کو آج الگ ہی ڈھنگ سے سجایا گیا تھا۔۔۔ لوگوں کی  
چہل پہل اور رنگ و سماں اُس سے کچھ اور ہی بیان کر رہے تھے۔۔۔

اُس نے اپنی آگے کی سیٹ پر بیٹھے شوہر کو سوالیہ نظروں سے گھبرا کر دیکھا لیکن ساتھ بیٹھی بی بی سردار کی موجودگی میں وہ کچھ بھی پوچھنے سے گریز کر رہی تھی۔۔۔

چلیں اُتریں۔۔۔ یزدان فاطمہ کو بنا دیکھے اُسکی دل کی کیفیت کو اچھے سے جانتے صرف اتنا ہی بولا اور خود بھی گاڑی سے اُتر آیا۔۔۔

گاڑی سے اُترتی فاطمہ کی بے چین نظریں صرف سامنے ہی محو تھیں۔۔۔ یہاں کیوں لے کر آئے ہو۔۔۔ تم نے تو کہا تھا کہ تمہارے کسی دوست کے گھر شادی کی تقریب میں شرکت کیلئے جانا ہے مگر یہ تو مصعب کا گھر ہے۔۔۔ اور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے جیسے یہاں کوئی بہت بڑی تقریب چل رہی ہو۔۔۔ سکینہ سردار اب گاڑی سے باہر آتی وہی سب پوچھ رہیں تھیں جو فاطمہ یزدان سے پوچھنا چاہتی تھی۔۔۔

اندر چلیں دادی سرکار فلحال مجھے خود بھی نہیں پتہ کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔۔۔ اس بارے میں چچا سردار ہی اب کوئی بہتر جواب دے سکتے ہیں۔۔۔ منہ ٹھہرا کرتے وہ انہیں لیے اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

اندر گھر کا ماحول دیکھتے جہاں فاطمہ شوک تھی وہیں سکینہ سردار بھی بہت کچھ سمجھ رہیں تھیں لیکن اُنکا ذہن اس بات کو قبول کرنے سے مکمل قاصر تھا۔۔۔

یزدان اُن دونوں کو لیے ہال کے اندر فیملی ممبرز کے لئے خاص سیٹ اپ کئے جگہ پر لے آیا اور سکینہ سردار کو ایک کرسی پر بیٹھا گیا۔۔۔

سکینہ سردار ارد گرد پر گہری نگاہ ڈالتی جائزہ لینے کے کوشش میں تھی۔۔۔ بہت سے مہمان آئے وہاں بیٹھے تھے۔۔۔ بنا کسی بات کا علم ہونے تک وہ خود کو پُر سکون اور خاموش رکھے ہوئے تھیں۔۔۔ جبکہ ہاتھوں کو آپس میں مسلتی فاطمہ گھبرائی نظروں سے صرف سامنے کھڑے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی جو شاید اس حالات میں اُسکی نظروں سے خود بھی بچنے کی کوشش میں تھا۔۔۔ فاطمہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بھاگ کر یزدان سے جا کر پوچھتی کے آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے۔۔۔

میری بچی کیوں پریشان کھڑی ہو آؤ یہاں بیٹھ جاؤ۔۔۔ سکینہ سردار اُسکے خاموش کھڑے ہونے پر اُسکا ہاتھ تھامتی آرام سے بولیں۔۔۔

فاطمہ دل پر پتھر رکھے ڈھلکتی شال کو کاندھوں پر جمائے اُنکے برابر آکر ٹک گئی۔۔۔ جبھی مصعب اندر گھر سے باہر آتے دکھائی دیئے وہیں دوسری طرف ولد ار بھی اپنے جمال کے ساتھ اپنی زوجہ محترمہ کے سنگ اندر داخل ہوئے۔۔۔۔ میمونہ کے چہرے سے بھی صاف ظاہر تھا کہ وہ بھی اُن 2 خواتینوں کی طرح لاعلم تھی اس سب سے۔۔۔

مصعب بے حد خوش دکھائی دیتے سب سے پہلے اپنی ماں کے پاس آتے اُنکا ہاتھ چومہ پھر بڑے بھائی جن کے چہرے پر اُنہیں کی طرح مسرت جھلک رہی تھی اُن سے بغل گیر ہوئے پھر بڑی بھانج سے ملنے کے بعد وہ داماد سے ملے پھر آخر میں کتنی دیر وہ بے چین دکھتی بیٹی کو سینے سے لگائے پیار کرنے لگے۔۔۔

جاؤ بیٹا فاطمہ بہنیں اندر ہیں۔۔۔۔۔ مصعب نے بے حد پیار سے اُسکی پریشان آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔۔۔

فاطمہ نے جھٹ سے شوہر کی طرح طرف دیکھا جہاں یزدان کی آنکھوں سے اجازت ملنے کی دیر تھی اور فاطمہ کسی بے چین روح کی طرح تڑپتی وہاں سے بھاگتی ہوئی اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

میمونہ نے خاموش نظروں سے سب کے چہروں کو دیکھتے اپنے ساس کے برابر آکر جگہ سنبھالی۔۔۔ جبکہ مصعب اور ولد ارکچھ بات کرتے وہاں سے چلے گئے۔۔۔ سب ایک دوسرے سے نظریں چُرائے معاملے کی سنگینیت کو سمجھنے کی کوشش میں تھے۔۔۔۔۔

وہ تیز تیز قدموں سے اندر آتی گھر کا سجا ایک ایک کونہ خوف سے دیکھتی آگے بڑھتی خود سے بڑبڑا بھی رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ یہ ممکن ہی نہیں۔۔۔ نہیں اللہ جی میں جو سوچ رہی ہوں خدا را وہ سب جھوٹ ہو۔۔۔

ہاف وائٹ سوٹ جس پر گولڈن رنگ کا بہت نفیس اور عمدہ کام ہوا تھا۔۔۔ لمبے بال بنا کسی ہیر اسٹائل کے سیدھے طریقے سے بن کر باندھے ہوئے تھے۔۔۔ گلے میں گولڈ کا سمپل سانازک سیٹ اور کانوں میں گولڈ کی چھوٹی جھمکیاں تھیں۔۔۔ میک اپ کے نام پر لائٹ فاؤنڈیشن کے ساتھ پنک شیڈ کی نیچرل لب کالر سے تھوڑی ڈارک شیڈ کی لپسٹک لگائے وہ دلہن کے مناسبت سے تیار بیٹھی تھی۔۔۔

اُسکی نیچرل لمبی مڑی پلکوں۔۔۔ گلابی گالوں اور گھنی آئی برو کو کسی مصنوعی چیز کی ضرورت ہی نہیں تھی۔۔۔ خالی ہاتھوں میں صرف پھولوں کے کنگن پہن رہی تھی جب فاطمہ بے حال سی گہرے سانس لیتی دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھولتی جیسے وہیں دہلیز پر کھڑی برف بن گئی۔۔۔

اُس کے کاندھے کی شال جو آدھی زمین پر گری تھی اُس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین بوس ہو گئی۔۔۔ سر پر جمع دوپٹہ کاندھوں پر گر گیا۔۔۔ خوبصورت آنکھیں لال سی ہوتی بہنے لگی۔۔۔

کسوہ نے سراٹھا کر سامنے شیشے میں بہن کو بے حال سا اپنے پیچھے کھڑا دیکھا تو ایک پل کے لیے جیسے تھم گئی۔۔۔ دوسری طرف زہرہ جو کسوہ کی ناراضگی کے ڈر سے اندر ہی گھٹی آنسو بہا رہی تھی فاطمہ کو دیکھتی بھاگ کر آتی اُس سے لپٹ کر رونے لگی۔۔۔

کیا سامنے بیٹھی کوئی دلہن تھی؟؟؟ کیا وہ اُسکی بہن تھی؟؟؟ لیکن یہ کیسی دلہن تھی جس کا لباس ناتور وایتی دلہنوں کی طرح سرخ تھاناوہ کوئی قیمتی زیور سے آراستہ تھی۔۔۔ کیا دنیا میں کوئی ایسی دلہن بھی ہوگی جیسی اُسکی بہن سو گوار سی بیٹھی تھی۔۔۔۔ فاطمہ دل کے مقام کو دبوچے خوفزدہ نظروں سے بھاگ کر اُسکے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

یہ جھوٹ ہے نا کسوہ؟؟؟ بولو۔۔۔ یہ جھوٹ ہے۔۔۔ جو میری آنکھیں دیکھ رہیں ہیں وہ ایک دھوکا ہے بولو۔۔۔۔ فاطمہ اب غصے سے اُس کے کاندھے دبوچے چیخ پڑی۔۔۔

سچ ہے۔۔۔ کسوہ پتھر کی مورت بنی آہستہ سے بولی۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے؟؟ تم تو صمیان کی منگ ہونا بچپن سے جانتی ہونا۔۔۔۔ یہ ہمارے قبیلے کی روایت ہے۔۔۔ جسے توڑنا موت کو گلے لگانے جیسا ہے۔۔۔ صمیان تو



پردیس میں ہے۔۔۔ پھر؟؟؟ پھر کیسے؟؟ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ پوری طرح کانپتی ہوئی اُس سے سوال کر رہی تھی۔۔۔

کسوہ نے خاموشی سے اُسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں اُسکے خود کے لئے اُسے خوف اور ڈر دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

دائم۔۔۔ دائم شاہ۔۔۔ میرا نکاح ہے اُس سے۔۔۔۔۔ وہ کتنی آرام سے اتنی بڑی بات اُس سے کہہ رہی تھی۔۔۔

تم پاگل ہو گئی ہو۔۔۔ یہ کیا کہہ رہی ہو کسوہ۔۔۔ جس طرح ایک مچھلی خشکی پر زندہ نہیں رہ سکتی اُس طرح روایت کو توڑ کر تم قبیلے کے قہر سے نہیں بچ سکتیں۔۔۔ کسوہ میری بہن۔۔۔۔۔ وہ یہ شادی کبھی نہیں ہونے دیں گے۔۔۔ سب آئیں ہیں نیچے بیٹھے ہیں۔۔۔ بابا سب جانتے ہیں۔۔۔ تایا سردار۔۔۔ دادی سرکار۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ فاطمہ اب بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر کسوہ کے ہاتھوں کو چومتی اپنی بہن کے لئے رو رہی تھی جب یزدان کا سوچ کر رُک گئی۔۔۔

یزدان وہ قبیلے اور روایتوں کو لے کر ایک سردار کی طرح سخت ہیں وہ تمہیں مار دیں گے۔۔۔ وہ اپنے بھائی کی بچپن کی منگ کو کسی اور کا ہوتا دیکھ کر برداشت نہیں کریں گے۔۔۔۔۔ کسوہ۔۔۔ تم چھپ جاؤ۔۔۔ میں اپنی بہن کو کچھ نہیں ہونے

دو گئی۔۔۔ فاطمہ اب دیوانوں کی طرح خوف سے بولتی آنسو پونچھ کر اُسے اٹھا رہی تھی۔۔۔

سب کو معلوم ہے سوائے آپکے بیبی سردار اور تائی سرکار کے۔۔۔ یہ سب کی اجازت سے ہو رہا ہے آپ۔۔۔ ہوش میں آئیں۔۔۔ بچوں کی طرح ری ایکٹ کرنا بند کریں۔۔۔ اور ویسے بھی اگر مارتے ہیں تو مار دیں ایسی زندگی سے موت ہی بہتر۔۔۔۔۔ کسوہ غصے سے اُس کا ہاتھ جھٹکتی بولی۔۔۔

فاطمہ نے دہل کر اُسے دیکھا۔۔۔ وہ کتنی آرام سے موت مانگ رہی تھی جبکہ جانتی تھی اُسکی بہنیں اور بوڑھا باپ اُسے دیکھ کر جیتے ہیں۔۔۔ وہ اُنکے جینے کی وجہ ہے۔۔۔

فاطمہ نے تیزی سے آنسو پونچھے اب ایک ہی حل تھا ایک ہی راستہ تھا۔۔۔ کسوہ کی ضد مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ کھڑی تھی۔۔۔ وہ اپنی بہن کو اُس آگ میں جلتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ اُس نے اس مصیبت سے نکلنے کے لیے کسی اور کی مدد مانگنے کا سوچا اور دوپٹہ سنبھالتی غائب دماغی سے باہر کی طرف گرتی پڑتی بھاگی۔۔۔۔۔ کسوہ نے دکھ سے جاتے ہوئے اپنی بہن کو دیکھا۔۔۔ اُسے اندازہ تھا اس سب حالات کا اور وہ خود کو تیار کر چکی تھی ان مشکل حالات سے نمٹنے کیلئے۔۔۔ تبھی ٹوٹی ڈال کی طرح جگہ پر واپس بیٹھ گئی۔۔۔

زہرہ بھی روتے ہوئے وہاں سے چلی گئی تھی۔۔

فاطمہ در ماندہ سی حالت لیے بے بسی سے یہ سوچ رہی تھی کہ آخر وہ کس سے مدد لے۔۔۔ کون اُسکی بہن کو اب بچا سکتا ہے۔۔۔ تبھی اُسنے یزدان کو ایک سائنڈ پر کھڑے اکیلے میں فون پر بات کرتے دیکھا۔۔۔ وہ ناتواں سی چال چلتی یزدان کے پاس آئی اور اُس کا ہاتھ کھینچتی اُسے ایک اکیلے گوشے میں لے گئی۔۔۔

یزدان اُسکی بد حال سی حالت دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا۔۔۔ یہاں آتے وقت وہ کسی گلاب کے پھول کی طرح لگ رہی تھی لیکن اب وہ کسی زرد سوکھے پتے کی طرح خستہ حال دکھائی دے رہی تھی۔۔۔

یزدان میری بہن کو بچالیں خدار میں آپکے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔ وہ نادان ہے ضدی ہے۔۔۔ لیکن آپ تو سمجھدار ہیں۔۔۔ میری بہن کی زندگی بخش دیں۔۔۔۔ یزدان اُسے بچالیں۔۔۔۔ میں اُسکی طرف سے ملا کوئی بھی غم برداشت نہیں کر سکوں گی۔۔۔ میں اُسے کھونے کا صدمہ برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ اُس میں ہماری جان بستی ہے۔۔۔ اماں کے بعد اب ہم کس وہ کا پہاڑ جیسا غم برداشت نہیں کر سکیں گے۔۔۔۔ فاطمہ بچوں کی طرح روتی اُس کے آگے کانپتے ہاتھوں کو جوڑ کر کس وہ کی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی۔۔۔۔

یزدان نے تڑپ کے اُسکے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامتے اُسے سینے سے زور سے لگایا۔۔۔

اس طرح سے رو کر اپنے ساتھ مجھے بھی تکلیف مت دو فاطمہ۔۔۔۔۔ تم اچھے سے جانتی ہو کہ کس وہ یہ سب سوچ سمجھ کر کر رہی ہے وہ بچپن سے قبیلے کے ریتی رواج اور اصولوں کو اچھے سے جانتی ہے۔۔۔ وہ بچپن سے صمیان کی منگ ہے یہ بات اُس سے چھپی نہیں تھی۔۔۔ اگر وہ حادثہ نا ہوا ہوتا تو یقیناً وہ بہت پہلے کم عمر میں اُسکی بیوی بن چکی ہوتی۔۔۔ لیکن یہ سب ہونا شاید قسمت میں لکھا تھا۔۔۔ لیکن فاطمہ مجھے تو تم روک لو گی۔۔۔ لیکن جب دادی سردار جن کو اس بات کا علم ہے ہی نہیں سوچو جب اُنہیں معلوم ہو گا تو کیا ہو گا۔۔۔ وہ یہ فیصلہ جرگے میں لے کر جائیں گی اور تم اچھے سے جانتی ہو کہ جرگہ جو ایک بار فیصلہ کر دے پھر اُس سے پیچھے ہٹنا ممکن نہیں۔۔۔۔۔ میں یا بابا سردار پھر ہم بھی کچھ نہیں کر سکیں گے۔۔۔۔۔

یزدان نے اُسے خود سے الگ کرتے دکھ سے گہرا سانس لیتے کہا وہ کس طرح اپنی بہن کے لیے تڑپ رہی تھی اُس نے اچھے سے یہ سب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔ فاطمہ کو لگا جیسے اُسکا ننھا سادل بس اب بند ہو جائے گا۔۔۔۔۔

لیکن فاطمہ بابا سردار اور چچا سردار ہم سے بہتر طور پر سب سمجھتے ہیں۔۔۔ مجھے نہیں لگتا وہ کسوہ کے ساتھ کچھ غلط ہونے دیں گے۔۔۔ تمہاری طرح کسوہ اُنکی بھی جان ہے۔۔۔ ہمیں صبر سے کام لیتے سب کچھ ان دونوں پر چھوڑ دینا چاہیے۔۔۔ اس یقین سے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر دیں گے۔۔۔۔۔ یزدان نے اُسکی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھتے پیار سے کہا۔۔۔

یہ تو اُس نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔ بے شک یزدان کی کہی ساری بات ٹھیک دل کو چھو رہی تھیں۔۔۔ اُسکے دل کو اچانک ایک آس ایک اُمید سی نظر آئی۔۔۔۔۔ بے اختیار وہ روتے چہرے کے ساتھ اُسے دیکھ کر مسکراتی اُسکے مضبوط سینے سے لگ گئی۔۔۔۔۔

اور اُسے سکون میں دیکھ کر یزدان نے ایک سکون بھری سانس لی اور ہنس دیا۔۔۔۔۔  
♥♥♥

ٹک ٹک۔۔۔ گھڑی کی سوئیوں کے ساتھ آگے بڑھتا وقت اُسکے دل کی دھڑکنوں کو بھی تیز کر رہا تھا۔۔۔

مغرب کا وقت دیا تھا جب اُنہیں بارات لے کر نکاح کے لیے یہاں آنا تھا۔۔۔ لیکن اب شام کے سائے ڈھلتے رات میں تبدیل ہو چکے تھے اور عشاء کی

اذا نیں سنائی دے رہیں تھیں۔۔۔ لیکن دولہے والوں کا دور دور تک کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔۔۔

کسود کی نظریں کبھی گھڑی تو کبھی باہر بیٹھے مہمانوں کی طرف آتی جاتیں اُسے بے چین کئے دے رہیں تھیں۔۔۔

کہاں مر گئے ہو تم۔۔۔ دائم شاہ۔۔۔ تم پر بھروسہ کرنا بہت بڑی غلطی تھی میری۔۔۔ ہاتھ مسلتی وہ نہایت غصے سے بڑبڑائی۔۔۔

سکینہ سردار نے ایک طائرانہ نظر ڈھیر سارے مہمانوں پر دوڑائی جو سب سے بے فکر آپس میں باتیں کرتے انجوائے کر رہے تھے انہوں نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اُنکی برداشت بس ٹوٹنے کے قریب تھی جو کافی دیر سے بنا کچھ جانے بیوقوفوں کی طرح کب سے یہاں بیٹھی تھیں۔۔۔

میمونہ بھی خاموش تھی لیکن اُنکے دل میں بھی کئی سوال اُمنڈ رہے تھے جو اُنکے چہرے سے معلوم چلتے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔ یزدان اور فاطمہ بھی ایک دوسرے کو دیکھتے اس کشمکش میں تھے کہ نا جانے اب کیا ہونے والا ہے۔۔۔ تبھی مصعب اور ولد ار اندر آتے دکھائی دیئے اور اُنکے ساتھ آتی شخصیت کو دیکھ کر نہ صرف میمونہ بلکہ سکینہ سردار اور فاطمہ یزدان بھی دنگ رہ گئے۔۔۔



محترم امام صاحب یہ یہاں کیوں آئے ہیں؟؟؟ سکینہ سردار حیرت سے دنگ سامنے دیکھتیں یزدان سے بولیں تمہیں جلال سرخ آنکھیں لیے ڈھلے کاندھوں سے چُپ چاپ برداشت کئے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ اُسے لگ رہا تھا جیسے کسی بھی پل اُسکا یہ ضبط ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔۔

جب قبیلے کے سب سے احترام شخصیت امام صاحب ایک وقار سے چلتے سکینہ سردار کے پاس آئے اور اُن سے قبیلے کی سردار خاتون ہونے کی حیثیت سے سلام دعاء کرنے لگے۔۔۔۔۔

سکینہ سردار تو حیرت کے مارے زیادہ بات چیت کرنے سکیں لیکن جب امام صاحب اپنے ساتھ آئے لوگوں کے ساتھ آگے بڑھ گئے تب وہ دبے دبے جلال میں آتیں بولیں۔۔۔۔۔

یزدان امام صاحب کی موجودگی صاف ظاہر کر رہی ہے۔۔۔ کیا اب بھی مجھ سے کچھ چھپانا باقی ہے۔۔۔ بتاؤ کیا کسوہ کا نکاح ہو رہا ہے؟؟ لیکن صمیان کی غیر موجودگی میں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟ مصعب کہاں ہے؟؟؟ ولدار کہاں ہے؟؟؟ میں ناکہتی تھی ایک دن یہ لڑکی منہ پر کالک مل کر رہے گی۔۔۔ دبے دبے لہجے میں بھی بولتی وہ جیسے آتش فشاں پہاڑ کی طرح اُبل رہیں تھیں۔۔۔۔۔

دادی سرکار پُر سکون ہو جائیں۔۔ کچھ ہی دیر میں سب پتہ چل جائے گا۔۔ میں  
یہیں ہوں کچھ غلط نہیں ہو گا۔۔۔ اُنکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا یزدان اب سراٹھا کر  
گہرے لہجے میں بولتا نہیں حوصلہ دینے لگا۔۔۔

دوسری طرف اندر بیٹھی کسوہ اب ادھر سے ادھر چکر کاٹی چل رہی تھی۔۔ اب  
کیا باقی رہ گیا تھا۔۔ امام صاحب تک آچکے تھے اور دائم شاہ کا کچھ معلوم نہیں  
تھا۔۔۔

تبھی مصعب پریشان چہرہ لیے دروازہ کھول کر اندر آئے۔۔ کسوہ آخر کیا معاملہ ہو  
گیا مغرب سے عشاء ہو گئی اور اب رات سر پر آرہی ہے۔۔۔ میں فون پر فون کر  
کے تھک چکا ہوں بیل مسلسل جارہی لیکن کوئی فون اُٹھاتا ہی نہیں۔۔۔  
بابا مجھے فون دیں۔۔ کسوہ گھبراہٹ کو قابو کرتی اعتماد سے مصعب سے بولی۔۔  
مصعب نے ہاتھ میں پکڑا فون اُسکی طرف بڑھا دیا جسے تھامتی وہ دائم کا نمبر ملانے  
لگی۔۔ اُسکے بابا کی بات درست تھی رنگ جارہی تھی لیکن کوئی کال اٹینڈ کرنے کو  
تیار نہیں تھا۔۔ اُسنے جھنجھلا کر اب ملک شاہ کا نمبر ملا یا۔۔

ہیلو مصعب صاحب۔۔ تیسری سے چوتھی بیل پر کال اٹھالی گئی تھی جس میں سے  
ملک شاہ کی تھکی اور آہستہ آواز آئی۔۔۔

کسوہ نے مصعب کی طرف فون بڑھاتے اشارے سے اُنہیں بات کرنے کو کہا۔۔

مصعب نے فون پکڑتے پریشان لہجے میں کہا۔۔۔ ملک صاحب رات کے 9 بجنے کو آئے ہیں۔۔۔ سارے مہمان آچکے امام صاحب بھی انتظار میں ہیں آپ لوگ کہاں رہ گئے۔۔۔؟؟

ملک شاہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہیں۔۔۔ لیکن چپ رہنا بھی ٹھیک نہیں تھا تبھی وہ ہکلاتے ہوئے مضطر لہجے میں بولے۔۔۔ مصعب صاحب پوری بارات تیار کھڑی ہے لیکن۔۔۔۔۔ اُنکا لہجہ ڈگمگانے لگا۔۔۔

لیکن کیا شاہ صاحب کچھ تو بولیں میری بیٹی دلہن بنی بیٹھی ہے لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ سب کی نظروں میں سوال اٹھ رہے ہیں میں کیا جواب دوں؟؟؟ اب مصعب بھی فکر مندی سے بولے تھے۔۔۔

کسوہ ایک ٹک مصعب کو دیکھتی انکی باتوں کو سنتی حالات کا بخوبی اندازہ لگا رہی تھی کہ کچھ تو بہت بُرا ہوا ہے۔۔۔۔۔ فاطمہ اور زہرہ بھی اب دروازے سے اندر آتے باپ کی پریشان صورت دیکھتے کسوہ کو دیکھنے لگے جس کے چہرے کا رنگ بھی پھیکا پڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اُن دونوں کے پیچھے ولد ار اور یزدان بھی اندر روم میں آتے مصعب کو خاموشی سے دیکھنے لگے۔۔۔۔۔

مصعب صاحب۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ دو لہا غائب ہے۔۔۔۔۔ ملک ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں اتنا بولے۔۔۔

کیا۔۔ کیا مطلب ہے آپکا؟؟ اب مصعب بھی نا سمجھی سے بولے۔۔۔  
کسوہ کے چہرے پر ایک کے بعد ایک کئی رنگ آ جا رہے تھے۔۔۔  
دائم کاروم خالی ہے اُسکے روم سے ایک خط ملا جس پر لکھا تھا وہ یہ شادی نہیں کر سکتا  
وہ ایک مغرور اور خود سر ضدی لڑکی کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتا۔۔۔ اس  
لیے وہ یہ شادی چھوڑ کر بھاگ رہا ہے۔۔ آنکھیں زور سے میچتے ملک شاہ  
شرمندگی سے جلدی جلدی بنا کے بولتے چلے گئے۔۔۔  
مصعب بے اختیار گرنے سے ہو گئے۔۔ جب فاطمہ اور زہرہ نے بے اختیار اُنہیں  
پچھتے ہوئے تھاما۔۔ نہیں تو وہ گر جاتے۔۔۔ ولد ار اور یزدان بھی تیزی سے  
مصعب کے پاس آتے اب پریشانی سے سب کو دیکھتے مصعب کو سنبھالنے لگے۔۔  
میں آپ سے معافی مانگتا ہوں مصعب صاحب۔۔ اتنا کہتے ملک شاہ فون بند کر  
گیا۔۔ اور مصعب جیسے بیڈ پر تھک کر بیٹھ گئے۔۔  
کیا ہوا بابا بولیں۔۔ سب ٹھیک تو ہے۔۔ فاطمہ روتی ہوئی باپ کو ٹوٹا ہوا دیکھتی  
بولی۔۔ جب کہ کسوہ گہرے صدمے میں ڈوبی چپ چاپ ایک ٹک باپ کی  
حالت دیکھ رہی تھی۔۔۔  
کچھ بولو مصعب کیا بات ہے۔۔ ہم سب کو مزید پریشان مت کرو بولو کیا ہوا  
ہے؟؟ ولد ار اب تھوڑے روم سے بولے تھے۔۔۔

دائم شادی سے بھاگ گیا۔۔۔ وہ کسوہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ مصعب اتنا  
بولے اور آہستہ سے سر جھکا گئے۔۔۔ دکھ۔۔۔ تکلیف۔۔۔ افسوس کیا کچھ نہیں جھلک  
رہا تھا اُنکے چہرے اور آواز سے۔۔۔۔۔

اُنکی بات سن کر فاطمہ زہرہ اور یزدان تو اپنی جگہ دنگ کھڑے رہ گئے۔۔۔ کچھ سمجھ  
ہی نہیں آ رہا تھا بہن کی شادی ٹوٹ جانے پر خوشی کا اظہار کریں یا پھر باہر آئے  
مہمانوں کے سامنے اٹھائے جانے والی بے عزتی کا دکھ کریں۔۔۔۔۔ تینوں نے مدد  
طلب نظروں سے بے اختیار ولد ار کی طرف دیکھا جو کمر پر ہاتھ باندھے گہری  
سوچوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

کسوہ تو پھٹی آنکھوں سے باپ کو ٹوٹا ہوا دیکھتی جیسے برف کی بن گئی۔۔۔ اتنا بڑا  
دھوکا۔۔۔ وہ بھی دائم شاہ سے ملنے کا۔۔۔ اُس کا دل اس بات کو ماننے کے لیے تیار  
ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ لیکن حقیقت سب سامنے تھی۔۔۔۔۔

وہ دلہن بنی بیٹھی تھی سارے مہمان امام صاحب تک باہر آئے بیٹھے انتظار میں  
تھے۔۔۔ اور اُس کا دماغ معاؤف ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

لڑکھڑاتے قدموں سے وہ آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف جانے لگی جب فاطمہ اور زہرہ  
اُسکی حالات دیکھتے تیزی سے اُسکے پاس آئیں اُسے بانہوں میں بھر کر کھڑی  
ہو گئیں۔۔۔۔۔

مصعب اٹھویہ بیٹھنے کا وقت نہیں۔۔۔ ولد ار اپنی باروب آواز میں بولتے اُنہیں بازو سے پکڑتے کھڑا کرتے آگے بڑھ گئے اور یزدان کو بھی اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر گئے۔۔۔۔

یزدان سر ہلاتا فوراً باپ کے پیچھے ہو لیا۔۔۔ کسوہ نے خوفزدہ نگاہوں سے سب کو باہر جاتے دیکھا۔۔۔ نجانے اب اُسکی قسمت کا کیا فیصلہ ہونے جا رہا تھا۔۔۔۔۔ بڑے سے بڑے فیصلے اکیلے کرنے والی لڑکی آج اپنی زندگی کا دوسرا بڑا دھوکا کھاتی بھونچکی سی رہ گئی تھی اور اب اُسکی زندگی کا اہم فیصلہ اُسکے بڑوں کے ہاتھ میں تھا۔۔۔۔

سکینہ سردار غصے سے اُبلتی اب بس پھٹنے کو تھیں جب اُنکی غصے سے بھری آنکھیں سامنے دروازے سے آتے اُس شخص کو دیکھ کر پھٹی ہی رہ گئیں۔۔۔۔۔ اُنکے ساتھ بیٹھی میمونہ پہلے تو اُس انسان کو دیکھتیں بے حس و حرکت رہ گئیں پھر ایک دم اٹھتیں سامنے کی طرف بھاگیں۔۔۔۔



وہ کسی پتھر کی مورت کی طرح بے حس و حرکت بیٹھی تھی جب میمونہ تیزی سے اندر آتیں کسوہ کو لال سُرخ بڑے سے دوپٹے سے ڈھانپ گئیں۔۔۔



کسوہ اپنی گہری سوچوں سے کانپ کر ہوش میں آتی نا سمجھی سے اُنکی یہ حرکت دیکھتی ابھی کچھ کہتی جب کسوہ فاطمہ اور زہرہ نے بھی تعجب سے میمونہ کے پیچھے دوسرے مرد حضرات کے ساتھ گھر کے مردوں اور امام صاحب کو ہاتھ میں نکاح کے سپر پکڑے ایک کے بعد ایک اندر آتے دیکھا۔۔۔۔۔

کسوہ نے دوپٹے کی اوٹ سے تمام منظر کو دم سادھے اضطراب کی کیفیت سے دیکھا۔۔۔۔۔

آخر یہ ہو کیا رہا تھا؟؟ اُسکے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت جیسے مفلوج سی ہو گئیں۔۔۔ جب اُسکے تایا سیدھے ہاتھ کی طرف اور امام صاحب الٹے ہاتھ کی طرف آتے نشست سمجھال گئے۔۔۔ تمام خواتین ایک طرف دوپٹہ سر پر اوڑھے جا کھڑی ہوئیں اور اُسکے بابا وہ تو کہیں نظر ہی نہیں آرہے تھے۔۔۔

کسوہ مصعب لغاری ولد مصعب خان لغاری آپکا نکاح صمیان خان لغاری ولد ولددار خان لغاری سے بعوض 50 لاکھ روپے سکھ رائج الوقت طے پایا گیا ہے کیا آپکو یہ نکاح منظور ہے۔۔۔

کسوہ کو لگا جیسے اُسکے دماغ میں ان لفظوں کو سن کے کئی دھماکے اُٹھنے لگے۔۔۔ پھٹی انکھوں کنگ زبان کانپتے وجود اور دھڑکتے دل سے وہ ایک ہی نام کو سنتے بس اُسکی نفی کر رہی تھی اور وہ نام تھا۔۔۔ صمیان۔۔۔

اُسکا وجود ہلکا ہلکا سالر زربا تھا۔۔ ہونٹ کانپ رہے تھے۔۔ اور لفظ زبان پر جیسے  
آکر ٹھہر سے گئے تھے۔۔۔

(نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہی یہ نہیں ہو سکتا)

امام صاحب اُسکے نابولنے پر سامنے نظر اٹھاتے ولد ارخان کو تشویش سے دیکھنے  
لگے۔۔۔ جبکہ کسوہ تو اُس نام کو سن کر ایسے بیٹھی تھی جیسے موت کافرشتہ اُس کی  
روح قابض کرنے کی اجازت مانگ رہا ہو۔۔۔

بولو بیٹا کسوہ۔۔ یہاں سب موجود ہیں۔۔ اُسکا ہاتھ ہلکا ساد باتے ولد ار لفظوں  
میں گہرائی چھپائے بولے۔۔۔

ہر نی آنکھیں نمی سے بھر گئیں جب گھنی پلکیں آہستہ سے جھکی۔۔ لب تھرائے  
اور ٹوٹی پھوٹی سانسوں کے بیچ وہ بے حد آہستہ سے بولی۔۔۔  
قبول ہے۔۔۔ (آج وہ سب سے بڑی شکست کھا گئی تھی اپنوں ہی کے ہاتھوں)۔۔۔

قبول ہے؟؟ امام صاحب نے پھر پوچھا۔۔

قبول ہے۔۔۔ (اُسکا بھر م ریزہ ریزہ ہو گیا)

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟ آخری بار پھر پوچھا۔۔۔

قبول ہے۔۔۔ (کسوہ کو لگا اُسکے آخری الفاظ جیسے کوئی اژدہا کی صورت اُسے ایسے جکڑ گئے جیسے شکاری اپنے شکار کے جسم کے گرد لپٹ جاتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ اُسکی سانسیں بند کرتا اُسے موت کی نیند سلا دیتا ہے۔۔۔۔

ناوہ لڑ سکی نا ہی خود کو بچا سکی۔۔۔ اپنی بربادی کا تماشہ وہ چُپ چاپ برداشت کر گئی۔۔۔۔ وہ اتنی مجبور و لاچار بیٹھی یہ سب ہوتا دیکھنے پر مجبور کر دی گئی تھی۔۔۔۔ اپنی موت کا فرمان اُس نے خود سنایا تھا۔۔۔۔

جس انسان سے ساری زندگی نفرت کرتی آئی جس کا نام بھی سننا گوارہ نہیں تھا۔۔۔ جسکی شکل تک دیکھنے کی روادار نہیں تھی۔۔۔ آج اُسی انسان کو اُسکا حق دار بنا دیا گیا۔۔۔ آج وہی انسان تمام رشتوں میں سب سے اوپر اور اہم کر دیا گیا۔۔۔۔ اُسکا دل کیا دنیا کی ہر شے اپنی نفرت اور غصے کی آگ میں جلا ڈالے۔۔۔ سب تہس نہس ہو جائے۔۔۔۔ وہ اُس انسان کے روبرو آنے سے پہلے آندھی گونگی بہری ہو جائے۔۔۔۔

تبھی کمرے میں مبارک باد کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔۔۔۔ ولد ار مسکراتے ہوئے اٹھے اور اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے سب مرد حضرات کے ساتھ باہر چلے گئے۔۔۔۔

فاطمہ زہرہ میمونہ خوشی سے روتے ہوئے ایک دوسرے کے گلے لگی ہوئیں  
تھیں۔۔۔ اللہ نے کرم کیا تھا۔۔۔ کچھ دیر پہلے کے بگڑے حالات جس طرف  
اشارہ کر رہے تھے وہاں صرف موت تھی خون بہتا نظر آ رہا تھا اپنے پیاروں  
کا۔۔۔ لیکن ایک دم سے جیسے سب الٹ ہی ہو گیا۔۔۔ ہر ایک کی آنکھیں خوشی  
سے اشک بار تھیں۔۔۔ لب مسکرا رہے تھے اور شکر رب کا ورد زباں پر جاری  
تھا۔۔۔۔۔

بلیک لیڈر جیکٹ اندر بلیک ہی رنگ کی ٹی شرٹ۔۔۔ اُس پے بلو جینز جو کافی زیادہ  
استعمال پر اپنی اصل حالت کھو چکی تھی۔۔۔ پیروں میں بھاری لیڈر کے بوٹس جو  
دھول میں آٹے تھے اور سر پر کالی رنگ کی پی کیپ پہنے ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس  
میں ملائے وہ گھمبیر چہرہ لیے سیدھ میں ایک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔۔  
اُسکے پیروں کے پاس صرف ایک عدد سوٹ کیس تھا جس میں اُسکے کپڑے اور  
ضروریات کا تمام سامان محفوظ تھا۔۔۔۔۔  
اپنے رگیدھلیے میں بھی وہ بہت زیادہ ہینڈ سم اور چار منگ لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

اُسکا خوبصورت چہرہ ایک دم پلین اور ایکسپریشن لیس تھا۔۔۔ اُسکا ذہن سوچوں کے گہرے سمندر میں ڈوبا ہوا تھا جب یزدان مسکراتا ہوا زور سے اُسکے پیچھے آتے کاندھوں پر دھپ سے ہاتھ رکھتا اُسکی سوچوں کا محو توڑ گیا۔۔۔

پہلی بار ایسی شادی دیکھ رہا ہوں جو اتنی ہنگامی صورت میں ہو رہی ہے جس کا دولہا گھسے ہوئے کپڑوں میں سیدھا فلائٹ سے نکاح کے لیے یہاں آیا ہے۔۔۔ اور ایسے بیٹھا ہے جیسے اُسکے ساتھ کوئی زبردستی کی جا رہی ہو۔۔۔ مسکرا دو یا۔۔۔ تمہاری مراد بر آئی ہے۔۔۔ تمہاری آج شادی ہے تمہاری من پسند خاتون سے۔۔۔ یزدان اُسے کاندھوں سے پکڑے زور سے ہلاتا ہنستے ہوئے چھیڑنے لگا۔۔۔

صمیان سوچوں کے بھنور سے نکلتا پلٹ کر بھائی کو دیکھتا زبردستی لب کھینچ کے مسکرا دیا۔۔۔ لیکن اُسکی آنکھیں اب بھی گہری سنجیدگی لیے ہوئی تھی۔۔۔ یزدان خبردار جو میرے بچے کو تنگ کیا۔۔۔ اتنی مشکل سے وہ ولایت سے آیا ہے اور تم اُسے تنگ کر رہے ہو۔۔۔ تم سب نے مل کر مجھ سے یہ سب چھپایا ناجانتی ہوں میں۔۔۔ اگر مجھے بتا دیتے کہ آج میرے بچے کی شادی ہے تو میں ایسی شان سے بارات لاتی کہ دنیا دیکھتی۔۔۔ پورا گاؤں دیکھتا میرے صمیان کی بارات۔۔۔ اور میں اپنی شادی کا جوڑا پہنتی جو تمہارے دادا اپنی پسند سے لائے

تھے اور خاندانی قیمتی نگینوں کا ہار اور کنگن بھی پہنتی۔۔۔ سکینہ سردار کی خوشی اُن کے ہر انداز سے بیان ہو رہی تھی۔۔۔ وہ اپنے لاڈلے پوتے کو دیکھ دیکھ کر خوشی سے نہارتی اُسکی پیٹ پر ہاتھ پھیر رہیں تھیں۔۔۔

کچھ دیر پہلے جہاں سب کے چہروں پر تذبذب اور پریشانی غصہ کیا کچھ نہیں جھلک رہا تھا وہی اب وہ ہنس رہے تھے اُنکی خوشیوں کی کوئی سیما نظر نہیں آتی تھی۔۔۔ صمیان نے افسردہ مسکراہٹ لیے اپنی دادی کی طرف دیکھا جنکی آنکھوں سے اُسکے لیے بے پنہا پیار جھلک رہا تھا آہستہ سے اُنکا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیتا وہ اُنہیں عقیدت سے چوم گیا۔۔۔

دادی سرکاریہ تو بہت غلط بات ہے چھوٹے پوتے کے لئے اتنا پیار اور مجھے بھول گئیں۔۔۔ یزدان مصنوعی ناراضگی ظاہر کرتا سکینہ کو تنگ کرنے لگا۔۔۔ تم دونوں میرے دل کے 2 حصے ہو جو ایک ہمیشہ میرے پاس رہا اور ایک دور دونوں سے ایک جیسا پیار ہے۔۔۔ وہ یزدان اور پھر صمیان کو پیار کرتیں بولیں تبھی سب نے مرد حضرات کو اپنی طرف آتے دیکھا۔۔۔

کہیں اُس نے انکار تو نہیں کر دیا؟؟؟ 7 سال پہلے جو صمیان نے اُسکے ساتھ کیا کہیں اُسکا بدلہ وہ آج انکار کر کے تو نہیں لیگی؟؟؟ کیا ہوا ہو گا؟؟؟ بے چین نظریں لیے



سامنے سے آتے ولد ار کو دیکھتا صمیان سوچوں کے گہرے کنویں میں گرتا ہی جا رہا تھا۔۔۔

چونکا وہ تب جب اُس نے اپنے بابا اور امام صاحب کو قریب بیٹھے دیکھا۔ اُس کا دل تب زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔

کسوہ مصعب لغاری ولد مصعب خان لغاری کیا آپ کو اپنے نکاح میں قبول ہے؟؟؟  
صمیان نے خواب سی کیفیت لیے امام صاحب کو کہتے سنا۔۔۔ وہ انہیں دیکھتا جیسے پلکیں جھپکنا ہی بھول گیا۔۔۔ لیکن فوراً سے ماحول کا احساس ہوتے وہ ہوش میں آیا پھر سر جھکا کر مضبوطی سے بولا۔۔۔

قبول ہے۔۔۔ (لاکھ نفرت کے دعوے دار سہی۔۔۔)

قبول ہے۔۔۔ (انجان سہی۔۔۔)

قبول ہے۔۔۔ (بدگمان سہی۔۔۔)

لیکن آج تم نے قبول کیا ہم تمہارے اور تم ہمارے سہی۔۔۔

حق دے کر اپنی نایاب محبت کا۔۔۔

تم نے مجھے حسین بنا دیا سہی۔۔۔

اُس نے مطمئن سے ہوتے آنکھیں بند کر لی اور ایک دل فریب مسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر سج گئی۔۔۔ اُس کا خوف و ڈر جو کچھ تھا سب ختم ہو گیا تھا۔۔۔ وہ اُسکی بنادی گئی تھی ہمیشہ سے ہمیشہ تک کے لیے۔۔۔

یزدان خوشی سے صمیان کے زور سے گلے آ کر لگتا اُسے خوشیوں بھری زندگی کی دعائیں دینے لگا۔۔۔ سب کے چہرے مسرت اور شادمانی سے دمک رہے تھے۔۔۔ ولد ار میمونہ فاطمہ زہرہ سکینہ سردار اور مصعب سب صمیان سے ملتے اُسے بیل سنگ دے رہے تھے۔۔۔

تمام مہمانوں کے کھانا کھانے اور اُنکے جانے کے بعد اب صرف گھر کے ہی فرد تھے تبھی ولد ار نے سب کو بیٹھا کر مصعب سے سنجیدہ لہجے میں کہا۔۔۔ مجھے لگتا ہے مصعب اب کسوہ سے کھل کر بات کر ہی لینی چاہیے۔۔۔ یقیناً جو کچھ بھی ہوا اُسکے لیے وہ تیار نہیں ہوگی۔۔۔ لیکن اب حقیقت کو قبول کرنے میں ہی عافیت ہے۔۔۔ کیا خیال ہے؟؟؟

بات کیا کرنا ہے نکاح ہوا ہے کوئی مذاق نہیں۔۔۔ خاندان کی عزت و وقار کی بات ہے۔۔۔ رخصتی کی تیاری کرو۔۔۔ صمیان کی دلہن ہر صورت حویلی جائے گی۔۔۔ سکینہ سردار ایک دم جلال میں آتیں لاٹھی ٹھوک کر حکم دیتی بولیں۔۔۔

یزدان نے خاموش نظروں سے باپ اور تایا کو دیکھا انہوں نے جو کہا وہ پورا کر دکھایا تھا۔۔۔ کسوہ اس خاندان کی عزت اور اُنکے بیٹے کی منگ تھی۔۔۔ انہوں نے وہ امانت باخوبی بیٹے کو اُسی طرح سوپنی جس طرح اُنہیں 7 سال پہلے اُسکی حفاظت کے طور پر سوپنی گئی تھی۔۔۔ لیکن اب ایک بڑی مشکل تھی۔۔۔ وہ تھی کسوہ۔۔۔ کہ اُسے راضی کیسے کرنا ہے اب رخصتی کے لیے۔۔۔

مصعب نے خاموش نظروں سے ولد ار کو دیکھا جو تذبذب سے اُنہیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔ تبھی کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی اور سب نے بے اختیار پیچھے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

سر پر اوڑھایا گیا لال دوپٹہ ایک کندھے پر جھول رہا تھا۔۔۔ آنکھوں میں ہر درجہ روکھا پن اور اجنبیت۔۔۔ اُسکا چہرہ ایموشن لیس تھا۔۔۔ وہ کسی روبوٹ کی طرح چل کر سب کے بیچ آتی مصعب کے پاس آتی رُک گئی۔۔۔

اور تیز نگاہ سے ٹکٹکی باندھے اُنکی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔۔۔

مصعب جو نکاح ہونے کے بعد سے اب تک اُسکا سامنا کرنے کی ہمت خود میں نہیں کر پارہے تھے اُسکا ضبط دیکھتے جیسے نظریں چرانے لگے۔۔۔ وہ یقیناً غلط نہیں تھے۔۔۔ وہ بس اپنی بیٹی کا بھلا چاہتے تھے۔۔۔ بہت کچھ تھا جس کا اُسے علم نہیں تھا۔۔۔ لیکن مصعب ہر چیز سے باخبر تھے۔۔۔

صمیان آہستہ سے اُسے دیکھتا کھڑا ہوا۔۔۔ اُسے دیکھتے دل کی دھڑکنوں کے ساتھ  
جیسے وقت بھی تھم سا گیا تھا۔۔۔۔

اُسکی حسین ہر نی لمبی پلکوں والی آنکھیں آج پہلی بار اُسکی طرف اٹھی نہیں  
تھی۔۔۔۔

یہ لمحہ بے حد قرب ناک تھا اُسکے لیے جب کوئی اتنا چاہنے محبت کرنے اعتبار کرنے  
والا یوں منہ پھر لے نفرت سے دیکھنا تک گوارہ نہ کرے۔۔۔۔ تو دل کتنی تکلیفوں  
سے بھر جاتا ہے۔۔۔۔ یہ کوئی اُسکے دل سے پوچھے۔۔۔۔

تو پھر آپ خوش ہو گئے نہ بابا۔۔۔ انفیٹ سب ہی بہت خوش ہو گئے۔۔۔ آپکی  
روایات جو بچالیں گیں۔۔۔ آپکی عزت شان مرتبہ نام خاندان اصولوں پر کوئی آنچ  
نہیں آئی۔۔۔ پھر بھلے سے کسی کے اعتماد اور یقین کا خاموش قتل ہوتا رہے۔۔۔ کسی  
کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔۔۔ کسی کا مان ٹوٹ جائے فرق نہیں پڑنا

چاہیے۔۔۔۔ رائٹ بابا۔۔۔

اُسکا درد بھرا شکوہ مصعب کو کرچی کرچی کر گیا۔۔۔

کسوہ بیٹا۔۔۔ ولد ارماحول کو مزید بگڑتے دیکھ بیچ میں بولے جب کسوہ سختی سے بنا  
پلٹ کر دیکھتی اُن سے بولی۔۔۔

میں اس وقت صرف اپنے بابا سے جواب کی اُمید کرتی ہوں۔۔۔ پلیز بتایا  
سردار۔۔۔ اُسکی یہ بات یزدان اور سکینہ سردار کو بہت بری لگی۔۔۔ جس سے اُنکے  
چہرے کے تاثرات بگڑ گئے۔۔۔

ولد ارگہر اسانس لیتے خاموش ہو گئے۔۔۔ اس میں کچھ قباحت بھی نہیں تھی اگر وہ  
اپنے باپ سے شکوہ کر رہی ہو تو یہ اُسکا حق بھی تھا۔۔۔ مصعب بھاری من اور  
افسردہ دکھائی دیتے خاموش ہی رہے۔۔۔

ایک طرف کھڑا صمیان معصومیت لیے ایک ٹک صرف اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جولا  
تعلق سی اُسکی ذات کی نفی کئے انجان بنی وہاں کھڑی تھی۔۔۔ اُسکے لہجے کا درد اور  
لفظوں کی سختی کو سنتے صمیان کے سینے میں ایک ٹیس سی اٹھی۔۔۔ وہ جبروں کو  
سختی سے پیستے اُنہیں برداشت کرنے لگا۔۔۔

کر لیا آپ نے جو کرنا تھا۔۔۔ لیکن یہ میری زندگی ہے کوئی مذاق نہیں۔۔۔ میں  
کوئی کھلونا نہیں جسے آپ اپنی مرضی سے جب چاہے نچائیں گے اور میں ناچنے لگوں  
گی۔۔۔ میرا بھی دل ہے جو دھڑکتا۔۔۔ مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔ میری بھی  
عزت نفس ہے۔۔۔ لیکن آپ نے آج میرا سارا سیلف کو نفیڈنس تباہ کر  
دیا۔۔۔ میری انا خوداری عزت نفس ذات کا وقار ذلت کے ساتھ چکنا چور زلیل  
بے وقعت بے مول کر دیا سب کے بیچ۔۔۔ کسوا مصعب لغاری آج توڑ دی

گئی۔۔ پھر ایک بار اپنے ہی پیاروں کے ہاتھوں۔۔۔ واہ۔۔۔ لال سُرخ چہرہ لیے  
وہ تکلیف سے ہنستی زور سے بولی۔۔۔

اب یزدان سے برداشت نہ ہو اوہ حد سے زیادہ بڑوں کی موجودگی میں بولتی جا رہی  
تھی۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا فاطمہ زور سے اُسکا ہاتھ دباتی اُسے خاموش رہنے  
کے لئے آنکھوں سے التجا کرنے لگی۔۔ جانتی تھی یزدان کے بولنے پر پھر جو فساد  
اٹھے گا تو سنبھالنا آسان نہیں ہوگا۔۔۔

اب اور نہیں۔۔ نکاح ہو گیا۔۔ لیکن رخصتی کبھی نہیں ہوگی۔۔ ٹوٹی ہوئی چیز  
دوبارہ پہلی جیسی نہیں ہو سکتی۔۔ لاکھ اُسے جوڑ لو۔۔ پھر تو یہ رشتہ تھا۔۔ کسی کا  
دل تھا۔۔ کسی کا مان تھا یقین تھا بھروسہ تھا۔۔ میں نہیں مانتی اس نکاح کو۔۔ نا  
اس رشتے کے حوالے سے مجھ پر کوئی حقوق لاگو ہوتے ہیں۔۔ کسی میں اتنی  
طاقت نہیں جو مجھ سے زور زبردستی اس رشتے کو منوا سکے۔۔ جسے جو کرنا ہے کر  
لے۔۔ میں اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹوں گی۔۔۔

غیض و غضب سے کہتی ہاتھ میں پہنے پھولوں کے کنگن کھینچ کر اُتارتی زور سے  
زمین پر دے مارے۔۔ پھول کی پتیاں ٹوٹ کر ادھر ادھر بکھر گئیں۔۔۔  
صمیان نے اُن پھولوں کو اُسکی خوبصورت کلائی سے بے آبرو ہوتے بڑے دکھ سے  
دیکھا۔۔۔



کیا کو اس کر رہی ہو لڑکی۔۔۔ رسی جل گئی لیکن بل نہیں گیا۔۔۔ نکاح ہوا ہے کوئی مذاق نہیں۔۔۔ تمہاری یہی اکڑ غرور و تکبر چکنا چور ہو جائیں گے ایک دن یاد رکھنا۔۔۔ پورا قبیلہ ہم پر ہنسے گا اگر رخصتی نا ہوئی۔۔۔ وہ لوگ بھی باتیں بنائیں گے جو ہمارے سامنے آنے کی جرات تک نہیں کرتے۔۔۔ تم نے تو اپنے باپ کو زندہ قبر میں اتارنے کی ٹھانی ہوئی ہے۔۔۔ ایسی باغی بیٹی کو گولی مار دینی چاہیے جو باپ کے آگے اتنی بد لحاظی سے بولتی ہے۔۔۔ اس کی پناہ۔۔۔ پہلی ایسی دلہن ہو گی یہ جو رخصتی سے انکار کر رہی ہے۔۔۔ پھر کیا شوہر کے ہوتے باپ کے سینے پر مونگ دھلے بیٹھی رہو گی؟؟۔۔۔ سکینہ سردار کو لگا پانی اب سر سے اوپر جا چکا ہے تبھی وہ غصے سے بھرے قہر سے دھاڑیں تھیں۔۔۔

سکینہ اپنے معصوم سے پوتے کی خصلیت سے اُسکے بچپن سے آگاہ تھیں۔۔۔ وہ چُپ رہ کر مر جانا پسند کرتا لیکن اُس لڑکی کے آگے کبھی اپنے حق کے لیے نا بولتا۔۔۔ وہ اُسکے سینے سے اُسکا جگر بھی نکال لیتی تب بھی وہ اُف تک نہ کرتا۔۔۔ اب بھی وہ بت بناسب سن رہا تھا۔۔۔ پھر وہ کیوں نہ اپنے جان سے پیارے پوتے کے لیے آواز اٹھاتیں وہ سردانی تھی وہ طوفان لاسکتیں تھیں۔۔۔ کسوہ کی بات سن کر ولد ار کے ساتھ سبھی لوگ ہکا بکارہ گئے تھے۔۔۔ یہ بات کسی طور قبول کرنے کے حق میں نہیں تھی جو وہ کہہ رہی تھی۔۔۔

دیر کس بات کی ہے مار ڈالیں۔۔۔ آپ جیسے جاگیرداروں اور سرداروں کا آخری حل۔۔۔ مار ڈالنا ہی تو ہے۔۔۔ بہت آرام سے کسی کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔۔۔ مار دیں۔۔۔ دوپٹہ کھینچ کر زمین پر پھینکتی وہ آہستہ سے ہنسی تھی۔۔۔ اُسکی ہنسی میں بھی ایک درد تھا۔۔۔

صمیان کو لگا جیسے وہ خود کو نہیں اُسے مار دینے کی دعوت دے رہی ہو۔۔۔ اُسکا دھڑکتا دل جیسے ساکت ہو گیا۔۔۔ وہ کیسے اُس پر کوئی آنچ بھی آنے دے سکتا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کسوہ خود کو مضبوط چٹان ظاہر کرتی اپنی بات مکمل کئے۔۔۔ بنا کسی کا بھی رد عمل جانے۔۔۔ لاپرواہی سے اندر کی طرف بڑھتی جب سکوت کو توڑتی کسی کی نرم آواز ابھری اور کسوہ کے بڑھتے قدم مانو جیسے کسی نے جکڑ لئے کب سے بے سود سینے میں پڑا دل زور سے دھڑکا سانس جیسے سینے میں پھنس گئی۔۔۔

کیا فرق پڑتا ہے بابا سردار۔۔۔ دادی سرکار۔۔۔ دلہن رخصت ہو کر حویلی جائے یا یہاں رہے دونوں گھر ایک ہی تو ہیں۔۔۔

وہ پورے سات سال بعد اُسکی آواز سن رہی تھی۔۔۔ دل جیسے پھسلایا توڑ کر باہر آنے کو مچلنے لگا۔۔۔

کبھی کبھی رشتوں کو ٹوٹ کر بکھر نے سے بچانے کیلئے انسان کا جھک جانا ہی بہتر ہے۔۔۔ میرے خیال سے انسانی تعلقات اور خونی رشتوں سے زیادہ کوئی شے ناپائیدار، کمزور اور نازک نہیں ہے۔۔۔ ہاں! میری نظر میں وہ رشتے سب سے زیادہ مضبوط ہیں جن میں ایثار و قربانی، درگزر پایا جاتا ہو۔۔۔

رشتوں کے بغیر انسان ادھورا ہے۔۔۔ رشتے توجہ، قربانی اور وقت دینے سے مضبوط ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ رشتوں کو درخت کی شاخوں سے تشبیہ دی جاتی ہے۔۔۔ ایک شاخ میں جتنی زیادہ لچک ہوگی اس کے ٹوٹ کر درخت سے جدا ہونے کے امکانات اتنے ہی کم ہوں گے۔ جبکہ دوسری طرف یہی ٹوٹی ہوئی شاخ جلنے کے علاوہ اور کسی کام نہیں آتی۔۔۔۔۔

یہی صورت حال رشتوں کو برقرار رکھنے پر منحصر ہے۔ رشتوں میں ہم جتنی لچک، رواداری، محبت اور باہمی مفاہمت سے کام لیں گے رشتے اتنے ہی مضبوط اور پائیدار ہوں گے۔۔۔۔۔

رشتے تو قیمتی موتی کی مانند ہوتے ہیں۔ اگر کبھی موتی ٹوٹ کر بکھر جانے پر ہم اٹھا لیتے ہیں تو بکھرے رشتوں کو بھی تھوڑا سا جھک کر انہیں سنبھال لینے میں کوئی مشکل نہیں۔۔۔۔۔ انا۔۔۔ نفرت۔۔۔ خود سری۔۔۔ حاکمیت کی یہ جنگ کبھی ختم نہیں ہوتی یہ انسان کے ساتھ رشتوں کو بھی آہستہ آہستہ نگل لیتی ہے۔۔۔۔۔

اس لیے کسی قسم کی شرط لازم نہیں ہوتی کہ نئے رشتوں کو استوار کرنے کے لئے لڑکی کو ہی اپنا گھر چھوڑ کر لڑکے کی ساتھ جانا پڑے۔۔۔ قربانی صرف لڑکی کو دینی پڑے۔۔۔ ہم بھی یہ کر سکتے ہیں۔۔۔ یہ گھر میرا بھی اتنا ہی ہے جتنی حویلی کسودہ کی ہے۔۔۔ پھر وہ یہاں سے حویلی جائے یا میں حویلی سے اُسکے ساتھ یہاں آ کر رہوں۔۔۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔

صمیان آہستگی سے لفظوں کی مالا پروتا مصعب اور ولد ار کے دل کو پُر سکون کر گیا۔۔۔ وہ اُسکی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیئے۔۔۔ اُسکی بات میں کوئی لچک کوئی جھول نہیں تھا۔۔۔ ہر لفظ حروف با حروف دل کو چھوتا اور صحیح تھا۔۔۔ اس بات میں کوئی قباحت نہیں تھی کہ صمیان یہاں اس گھر میں آ کر رہے۔۔۔ اگر اس سے اُسکا رشتہ سنو رتا ہے تو۔۔۔

کسودہ نے زور سے مٹھیاں بچینچی اور بنا پلٹے وہاں سے چلی گئی۔۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہو صمیان۔۔۔ اب یہی کسر رہ گئی تھی کہ تم اُس لڑکی کے لیے اب رخصت ہو کر یہاں آؤ گے۔۔۔ دنیا تھو تھو کرے گی۔۔۔ ایک سردار مرد کی غیرت یہ کبھی گوارہ نہیں کرتی صمیان کہ وہ اپنی عورت کے آگے گٹھنے ٹیکے۔۔۔ تم حاکم ہو۔۔۔ شوہر ہو اُسکے۔۔۔ مرد بنو جاؤ اور اُسے حکم دور خستی کا۔۔۔۔۔ سکینہ سردار کسی طور یہ بات ماننے کو تیار نہیں تھیں کہ صمیان 7 سال

بعد لوٹے تو حویلی کے بجائے لغاری ولا آجائے ایک بار پھر یہ لڑکی اُنکے لاڈلے پوتے کو اُن سے چھیننے کی وجہ بن رہی تھی۔۔۔۔

سکینہ سردار کے ساتھ یزدان اور میمونہ کو بھی یہ بات اچھی نہیں لگی تھی لیکن ولد ار کے آگے وہ بھی خاموش تھے۔۔۔۔

یہ اپنے کبھی خود کو سردار نہیں سمجھا ددی سرکار۔۔۔ رہی بات دنیا کی تو مجھے فرق نہیں پڑتا لوگوں کے کچھ بھی کہنے سے۔۔۔۔ یہ میری بیوی اور میرا پر سنل میٹر ہے۔۔۔ اور اس رشتے میں ناتو کوئی حاکم ہے نا کوئی محکوم ہم دونوں برابر

ہیں۔۔۔۔ صمیان کا دو ٹوک انداز اور ٹھوس لہجہ یہ باور کروا گیا کہ اُسے اپنی بیوی کا کمزور اور چھوٹا انسان تصور کیا جانا ناگوار گزرا ہے۔۔۔۔ وہ کل بھی اُس کے لیے سائبان بنا کھڑا رہا تھا وہ آج بھی اُسکے حق کے لئے چٹان کی طرح کھڑا ہے۔۔۔۔ بس بات ختم۔۔۔ اب سب کچھ صمیان کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ یہ دونوں میاں

بیوی کا آپسی معاملہ ہے بہتر ہو گا ہم اس مسئلے کو نا کھینچے یا بیچ میں پڑیں۔۔۔ صمیان بہتر طور پر اس کو ہینڈل کر سکتا ہے۔۔ ہم سب کو چاہیے ان دونوں کو وقت پر چھوڑ دیں وقت سب ٹھیک کر دے گا۔۔۔۔ ولد ار کھڑے ہوتے ہتھی فیصلہ سناتے بولے پھر صمیان کے قریب آتے پیار سے اُسے سینے میں بھر لیا۔۔۔

باپ کے سینے سے لگتے صمیان کو ڈھیر سارا حوصلہ اور ہمت ملی۔۔۔ اُسکے بعد وہ سب سے باری باری ملا۔۔۔ لیکن آخر میں جب سکینہ سردار کے پاس آیا تو انہیں ناراض منہ پھیرے بیٹھا دیکھتا مسکرا دیا۔۔۔

اب آپ ایسا کریں گی تو میں پھر ملک چھوڑ کر دور چلا جاؤنگا اور اس بار آپ مجھے پھر کبھی دیکھ نہیں سکیں گی۔۔۔ اُنکی دُکھتی رگ پر جیسے وہ ہاتھ رکھ گیا تڑپ کر وہ اُسے سینے سے لگاتیں آبدیدہ ہو گئیں۔۔۔

تم میں ہمیشہ میری جان اُٹکی رہی دن رات بس یہی سوچتی رہتی کہ دور دیس میں آخر میری جان کس طرح اکیلے زندگی گزارتا ہوگا۔ کیا میں اپنی آنکھیں بند کرنے سے پہلے تمہیں سینے سے لگا سکون گی؟؟؟ اللہ نے میری دعاء سنی میں تمہیں دیکھ سکی سینے سے لگا سکی۔۔۔ لیکن دور تم اب بھی رہو گے۔۔۔ اُسکا پیارا سا چہرہ دیکھتیں آخر میں شکوہ گو ہوئیں۔۔۔

صمیان ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ تو آپ بھی یہاں آجائیں چاچو سردار کے پاس۔۔۔ یہ گھر آپکا بھی اتنا ہے جیتنا چاچو سردار کا۔۔۔ اُسکی بات سنتی سکینہ سردار کی بھنویں تن گئیں۔۔۔



ایک میان میں دو تلواریں کبھی نہیں رہ سکتیں۔۔۔ بہتر ہو گا ماں سرکار سے ملاقات کے لیے گاؤں آتے جاتے رہنا۔۔۔ ولد ار خاموشی سے وہاں آتے شرارت سے ماں کا ناراض روپ دیکھتے صمیان سے بولے۔۔۔ صمیان مسکراتا ہوا سیدھا ہوا اور باپ کی بات سمجھتا سکینہ سردار کو آہستہ سے اٹھاتا گاڑی کی طرف لانے لگا۔۔۔



زور کی آواز کے ساتھ دروازہ بند کرتی وہ کسی ڈالی سے ٹوٹے پھول کی طرح زمین پر گری۔۔۔

اس پل وہ سخت ترین اذیتوں سے دوچار تھی۔۔۔ اُس کا دل چیخیں مار کر رونے کا کر رہا تھا۔۔۔ وہ گلا پھاڑ کر آج کہنا چاہتی تھی کہ وہ سب سے بڑی جنگ ہار گئی ٹوٹ گئی آج وہ۔۔۔ اُسے صبر نہیں آ رہا تھا کسی بھی صورت۔۔۔

اللہ۔۔۔ میرے اللہ آخر یہ کیسی آزمائش کیسا امتحان ہے۔۔۔ میں ہر بار اپنے پیاروں سے دھوکا کھا جاتی ہوں۔۔۔ کیوں۔۔۔ میں جس دلدل سے 7 سالوں سے نکلنے کی کوششوں میں ہلکان رہی آج پھر اُسی دلدل میں دھیکل دی گئی اور دھکیلنے والے میرے سب سے پیارے اور جان سے عزیز رشتے ہی ہیں۔۔۔۔۔ چھوٹا سا موتی شدت ضبط کے باوجود آنکھ کی باڑ کو توڑتا گال پر پھسل گیا۔۔۔

7 سال پہلے جب اُسے شدت سے کسی خاص اپنے کی ضرورت پڑی تھی۔۔ جب اُسے کاندھا چاہیے تھا۔۔ تب وہ اُسے خاموشی سے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔ اور اب جب وہ ایک مضبوط سائبان بن چکی جب اُسے کسی کی ضرورت نہیں رہی تب وہ چپکے سے اُسکی زندگی میں ہلچل مچانے چلا آیا۔۔۔

کئی سوال تھے جو 7 سال سے اُس کے ذہن سے لپٹے زنگ آلود ہو چکے تھے۔۔ کئی دراڑیں تھیں جو ان طویل سالوں میں بڑھتی بڑھتی دونوں کو ایک دوسرے سے بہت دور کر گئیں تھی۔۔ وہ ایک رہ پر چلتے دوا جنبی تھے۔۔ ایک اگر چاہ کر فاصلے گھٹانے کی کوشش بھی کرتا تو دوسرا پہلے سے کئی فاصلے پر جا کھڑا ہوتا اور بے رخی کا پہلے سے بڑھ کر اظہار کرتا۔۔۔

یہ رشتہ ایک بوجھ تھا اُسکی روح پر۔۔ 7 سال پہلے جس انسان کے ہاتھوں وہ ٹھکرائی گئی۔۔ جو اُسے اچانک چھوڑ گیا۔۔ جس کی نظر میں اُسکی محبت چاہت کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔۔ جس کے چھوڑ جانے پر اُسکی ذات ادھوری رہ گئی۔۔ جو پھر کسی سے محبت کے قابل نہ رہی۔۔ جو ہمت طاقت بن کر اُس کی رگوں میں دوڑتا تھا وہی ریزہ ریزہ کر کے توڑ گیا۔۔ جو اندر سے کہیں اُسے ادھورا نا مکمل سا چھوڑ گیا۔۔۔ وہ کیسے اُس شخص کو معاف کر دیتی۔۔۔۔۔ وہ کیسے پھر بھروسہ کر لیتی؟؟؟

ہزار سوچیں تھیں جو ٹیس کی طرح اٹھتی اُسکے دل دماغ کو جھنجھوڑ رہیں تھیں۔۔۔ وہ پاگل سی ہو رہی تھی۔۔۔ اُسکا دماغ کسی طور اُسکے لوٹ آنے اور اس نکاح کو قبول کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔ اُسکے دماغ کی رگیں اور دل کی شریانیں یہ سوچ سوچ کر پھٹ جاتیں اگر وہ تیزی سے اٹھتی اپنی دراز سے وہ دوائیاں نکال کر حلق سے نیچے نالتارتی۔۔۔۔

کچھ ہی دیر لگی تھی اور وہ ٹھنڈے ماربل پر بے سدھ سی آنکھیں موندے کسی معصوم سے بلبل کے بچے کی طرح اپنے آشیانے سے پچھڑی سہمی سی لیٹی تھی۔۔۔ گھنی بند پلکوں کے پیچھے بھی اُسکے درد کی انتہا کو صاف صاف محسوس کیا جاسکتا تھا۔۔۔۔



بے اختیار پلٹ کر وہ تیزی سے اندر جانے والا تھا تبھی کسی نے پیچھے سے اُسکا مضبوط بازو اپنی گرفت میں لیتے اُسے آگے بڑھنے سے روک دیا۔۔۔ اُس نے حیرت سے پیچھے مڑ کر اپنے بازو کو جکڑے اُس ہاتھ کو دیکھا پھر سراٹھا کر سامنے دیکھا۔۔۔

چاچو سردار میرا بازو چھوڑیں۔۔۔ مجھے اندر جانا ہے کسوہ کے پاس اُسے میری ضرورت ہے۔۔۔ وہ اس وقت جن حالت سے گزر رہی ہے مجھے ڈر ہے وہ خود کے

ساتھ کچھ غلط نہ کر بیٹھے۔۔۔ متذبذب لہجے میں کہتا وہ بس کسی بھی طرح اُسکے پاس جا کر اُسے سمیٹ لینا چاہتا تھا۔۔۔ اس سب کا زمہ دار وہ تھا تو اُسے ہی اب سب ٹھیک کرنا تھا۔۔۔ اُسے ہی ناراض محبت کو منانا تھا اور وہ جھکنے کو تیار تھا۔۔۔۔۔

رُک جاؤ صمیان۔۔۔ کیا کر رہے ہو۔۔۔ مجھے تم سے انتہا پسندی کی امید نہیں تھی۔۔۔ اگر تم کمزور پڑ جاؤ گے تو حالات بگڑ جائیں گے۔۔۔ پھر کیسے سمجھاں سکو گے یہ سب۔۔۔ اس وقت نا تو وہ تمہاری کوئی بات سمجھنے کی حالت میں ہے نہ ہی خود کی۔۔۔ وہ تمہیں دیکھنا تک نہیں چاہتی۔۔۔ مصعب اُسکا مضرب چہرہ دیکھتے آہستہ سے بولے۔۔۔ اُسکے دل کی پریشان کیفیت اور غیر متحمل حال سے وہ انجان ہر گز نہاتھے۔۔۔

لیکن چاچو وہ رو رہی ہوگی۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔ میری وجہ سے آج وہ اس قرب سے گزر رہی ہے۔۔۔ پلیز چاچو۔۔۔ صمیان بے بسی سے بولتا کرب سے اُنہیں دیکھنے لگا۔ اُسکی تڑپ دیکھ کر مصعب کے اندر کا غم مزید بڑھ گیا۔۔۔ وہ ہمت نہیں جوڑ پارہے تھے کہ اُسے کیسے سمجھائیں۔۔۔ ایک طرف کسوہ تھی تو دوسری طرف صمیان دونوں سے انکار شتہ خون اور دل کا تھا۔۔۔

ہر انسان مختلف آزمائشوں سے آزما یا جاتا۔۔۔ ہم سب بھی ایک آزمائش ہی سے گزر رہے ہیں۔۔۔ حوصلہ مند انسان آزمائش کی گھڑی میں صبر، استقامت اور یقین محکم کیساتھ ہی سرخرو ہو کر نکل سکتا ہے۔۔۔

زندگی ایک سمندر ہے اور اس کی ہر لہر آزمائش، جب کوئی لہر ساحل پر موجود چٹان سے آکر ٹکراتی ہے تو چٹان اگر مضبوط ہو تو لہر شرمندہ ہو کر واپس لوٹ جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر چٹان کمزور ہو تو لہریں اسے ریزہ ریزہ کر دیتی ہیں۔۔۔ اگر تم کمزور پڑے تو یہ آزمائشیں تمہیں توڑ پھوڑ کر تمہاری ہستی کو ریزہ ریزہ کر دینگی۔۔۔۔

لیکن میں جانتا ہوں میرا صمیان ایک مضبوط اعصاب کا مالک ہے۔۔۔۔۔ جو ایک مضبوط چٹان بن کر ان لہروں کا سامنا کرے گا۔۔۔ اس چیلنج کو صبر، استقامت اور یقین محکم کیساتھ پورا کرے گا۔۔۔ مصعب مسکرا کر اُس کا کندھا تھپتھپاتے حوصلہ دیتے بول رہے تھے۔۔۔

بعض آزمائشیں بے حد تکلیف دہ اور اذیت ناک ہوتی ہیں۔۔۔ انسان کو لگتا ہے جیسے اُسکی ذات ٹوٹ کر بکھر گئی۔۔۔ اُس کا دل تڑپتا ہے گھبراتا ہے۔۔۔ کسی کی خواہش کے لیے مچلتا ہے تو کسی کے دور ہو جانے پر ہر اسماں ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن

یاد رکھو تمام آزمائش عارضی ہیں۔۔۔ جو ایک دن ختم ہو جائیں گی۔۔۔ اور سورج پھر نئی کرنوں کے ساتھ اُجاگر ہوگا۔۔۔

میری کسود بہت بہادر ہے۔۔۔ اُس نے بچپن سے بہت سی آزمائشوں کا مقابلہ کیا۔۔۔ وہ منہ چھپا کر پیچھے بھاگنے والوں میں سے نہیں بلکہ بے خوف ہو کر بہادری سے لڑ کر منزل کو پالینے والوں میں سے ہے۔۔۔ وہ ڈٹ کر سامنے سے اس کا مقابلہ کرے گی یہ میں جانتا ہوں۔۔۔ کیا تم تیار ہو اس آزمائش سے لڑنے کے لیے؟؟؟ مصعب نے مضبوطی سے اُسکا ہاتھ تھامتے ایک احساس لیے پوچھا۔۔۔ جب اُس نے آہستہ سے سر ہلایا۔۔۔ اور اُداس نظروں سے اُنہیں دیکھتا مسکراتا ہوا اُنکے سینے سے لگ گیا۔۔۔

اے میرے رب میرے بچوں کی اس آزمائش کو طویل نا کرنا۔۔۔ انہیں ٹوٹنے نا دینا۔۔۔ انہیں اس آزمائش پر پورا اترنے کی ہمت دینا۔۔۔ آمین۔۔۔ مصعب اُسکی چوڑی پیٹھ تھپتھپاتے دل سے اپنے رب کے حضور دعاء گو ہوئے۔۔۔ وہ جانتے تھے کچھ زخم بہت گہرے ہوتے ہیں جنہیں وقت کے مرہم سے ہی ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔۔۔ اور ابھی تو پہلا مرحلہ تھا آگے بہت سارا وقت درکار تھا زخم کو بھرنے میں۔۔۔۔





سورج کی تیز شعاعیں اُس کے چہرے پر پڑتی اُس کی گہری نیند میں خلل ڈال رہیں تھیں۔۔۔ منہ پر کوفت سے ہاتھ رکھتا وہ بھاری ہوتی آنکھوں کو بامشکل کھول کر دیکھنے لگا۔۔۔

یہ اُسکے کمرے میں دھوپ کہاں سے آرہی تھی؟؟ یہ پہلا سوال تھا جو جاگنے پر اُسے آیا۔۔۔ لیکن حیرت کا جھٹکا اُسے تب لگا جب اُس نے خود کو کمرے کے آرام دہ بیڈ کے بجائے چھت پر کھلے عام گدھوں کی طرح پڑے دیکھا۔۔۔ اب تیزی سے اُسکا دماغ پیچھے کی طرف دوڑنے لگا جو کل رات اُسکے ساتھ ہوا تھا۔۔۔

سب کتنا خوش تھے۔۔۔ مہمان بارات لیجانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔۔۔ اُس کے والدین تو وارے نیارے نہیں جا رہے تھے اُسے دولہا بنتے دیکھنے کے لئے۔۔۔

دائم بیٹا چلو اب جلدی سے تیار ہو جاؤ دیکھو مغرب کے فوراً بعد تمہارا نکاح ہے ایسا نہ ہو کوئی گر بڑھو جائے۔۔۔ ٹھیک ہے تمہارے بابا کسی کام سے باہر گئے ہیں اور میں بھی پالر کے لئے نکل رہی ہوں۔۔۔ اچھا تم تیار ہو جانا وقت پر۔۔۔ روبینہ بیگم جلدی جلدی بات پوری کرتیں باہر کی طرف نکل گئیں اور دائم اُنکی جلد بازی دیکھتا ہنس دیا۔۔۔

3 گھنٹے بچے تھے اب صرف جب کسوہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُسکی ہو جانے والی تھی یہ احساس ہی حسین تھا۔۔۔ خوشی اُسکی آنکھوں اور چہرے پر جھلک رہی تھی۔۔۔ جلدی جلدی سارا سامان ٹھیک سے گاڑی میں رکھو۔۔۔ کچھ بھول نہ جانا۔۔۔ کام کرتے لڑکوں کو پاس آکر ہدایت دیتا وہ مسکرا بھی رہا تھا۔۔۔ پھر اپنی نگرانی میں ساری تیاری دیکھتا وہ جلدی سے روم میں آیا تاکہ وقت پر نا صرف تیار بلکہ سب سے بہتر تیار ہو کر اُس کے ساتھ بیچ بھی سکے۔۔۔ آخر کو کسوہ مصعب لغاری کا ہونے والا شوہر تھا وہ۔۔۔

شاہر لے کر نکلتا آئینے میں خود پر ایک مسکراتی نظر ڈالتا وہ تیار ہونے لگا۔۔۔ لائٹ فاؤن رنگ کی شیر وانی جس کی نیک اور سیلوس پر کام ہوا تھا اُس پر بڑا ہی بیچ رہا تھا۔۔۔

دولہے کا سہرا سہنا لگتا ہے۔۔۔

دلہن کا تولد دیوانہ لگتا ہے۔۔۔

گانے کی دھن پر سیٹی بجاتا وہ شیشے میں کھڑا بال بڑی نزاکت سے جمع رہا تھا جب اپنے پیچھے کا منظر شیشے میں کھڑا دیکھتا وہیں برف بن گیا۔۔۔

بھاری پردوں کے پیچھے سے ہٹے کٹے سیاہ لباس پہنے 2 آدمی نکلتے دکھائی دیے۔۔۔ اُنکے نا صرف چہرے بلکہ اُنکی آنکھیں ہاتھ تک چھپے ہوئے تھے۔۔۔

کون۔۔۔ کون۔۔۔ ہو۔۔۔ تم۔۔۔ لوگ۔۔۔ وہ پلٹ کر پھٹی آنکھوں سے دیکھتا تھا ہی بولا جب اُسکے خود کے پیچھے چھپا ایک اور شخص کسی بھوت کے سائے کی طرح باہر نکلا اور بنا اُسے کوئی موقع دیئے بڑی آرام سے پیچھے سے آتا اُسے قابو کرتا اُسکی ناک پر اپنا ہاتھ رکھ گیا۔۔۔۔۔

پل میں دائم اپنے ہوش و حواس کھوتا پورے وجود کے ساتھ زمین پر ڈھیر کی طرح پڑا تھا۔۔۔۔۔

سردو لہا تو گیا۔۔۔ اب یہ صبح سے پہلے نہیں اُٹھنے والا۔۔۔ سامنے کھڑا ایک شخص شرارت بھرے انداز میں اپنے ائیر وگینٹ باس کو دیکھتا بولا جو ہاتھ میں پکڑا رومال جیب میں ڈالتا بنا کچھ کہئے اُسکے برابر سے بے حد روڈ لی انداز لیے گزر گیا۔۔۔۔۔ چپ نہیں رہ سکتے۔۔۔ جب اُسکے ساتھی نے باس کے خراب موڈ کا اندازہ لگاتے اپنے ساتھی کو غصے سے کہا۔۔۔ وہ بیچارہ منہ بسور کر رہ گیا۔۔۔۔۔

پہلے والے نے جھٹ سے دائم کی دونوں ٹانگیں پکڑتے اُسے گھسیٹ کر روم کے ایک کونے میں لے آیا۔۔۔ جبکہ دوسرا والا بھاگ کر روم کے باہر جھانکتا باہر کا جائزہ لینے لگا۔۔۔ تیسرا جو پہلے دونوں والوں سے سب سے لمبا اور مضبوط ورزشی جسامت کا مالک اور شاید اُنکا لیڈر بھی تھا وہ روم کے ایک ایک کونے کا اچھے سے جائزہ لینے لگا۔۔۔۔۔

نمبر 2 باہر کی کیا صورت حال ہے؟؟؟

سر مہمان نیچے ہیں جبکہ اوپر کا پورا ایریا خالی ہے نا وہاں کوئی کیمرے ہیں نا کوئی گارڈ۔۔۔۔

نمبر 1۔۔۔ سر کے اشارے سے اُس نے صرف اتنا کہا جب نمبر 1 باس کا اشارہ سمجھتا دائم کو ایک جھٹکے سے اپنے کاندھے پر ڈالتا آگے بڑھا۔۔۔

نمبر 1 اور 2 دروازہ کھولتے احتیاط سے آگے بڑھتے اوپر چھت کی جانب قدم بڑھا رہے تھے۔۔۔۔

جب تیسرے شخص نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور میز پر پھینک دیا۔۔۔۔ اُسکے تاثرات غصے سے بھرے تھے لیکن لب مسکرا رہے تھے۔۔۔

یہ وہ آخری کام تھا جو اُس نے کیا اور وہاں سے نکلتا اپنے ساتھیوں کے پاس آگیا جہاں وہ ایک دوسرے کا بیک اپ کرتے چل کر اوپر چھت پر آگے۔۔۔

دائم کو چھت کے ایک کونے میں کسی لاوارث لاش کی طرح زمین پر پھینکتے وہ تینوں اب ایک دوسروں کو دیکھنے لگے۔۔۔

ہمارا مشن یہی ختم اب تم لوگ بھی فوراً نکلو اس سے پہلے یہاں اس بندر کا تماشا لگے اور بھیڑ اکھٹا ہو۔۔۔۔

تیسرا انسان نیچے پڑے دائم کو دو لہے کے ڈریس میں آرام سے سوتا دیکھ کر مذاق اڑاتا بولا۔۔۔ جبکہ باقی 2 اُسکی بات پر منہ دبا کر ہنس دیئے۔۔۔

یہ لوگ اُس لیٹر کو پڑھ کر اتنے حواس باختہ ہو جائیں گے کہ اس انسان کو پورے شہر میں تو ڈھونڈے گے لیکن یہاں آکر دیکھنے کا دماغ کسی کا نہیں جائے گا اور جب صبح ہوگی تب تک سب کچھ ختم ہو چکا ہوگا۔۔۔ مسٹریس سمائل پاس کرتا وہ بڑے آرام سے پورا پلین اُنہیں بتا رہا تھا جو من ہی من میں ایک بار پھر اپنے باس سے امپریس دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

اپنے ساتھیوں کو چلنے کا اشارہ کرتا وہ دائم کو چھوڑ کر وہاں سے نکل گئے۔۔۔ اب جاگئے اور سہی سے ہوش میں آنے پر دائم کو احساس ہوا کہ اُسکی زندگی میں کتنا بڑا طوفان آکر چلا گیا ہے۔۔۔ تیزی سے زمین سے اٹھتا وہ نیچے کی طرف بھاگا۔۔۔ اُس کی آنکھیں پھٹی اور دل بری طرح کانپ رہا تھا۔۔۔ جب اُس نے اوپر کھڑے بکھرے اجڑے حال میں اپنی ماں کو صوفے پر سر پکڑے بیٹھے دیکھا اور اُس کے ڈیڈ جو فون کی دوسری طرف کسی پرستے اپنی پریشانی باہر نکال رہے تھے۔۔۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ ساری رات یہیں ہال میں جاگتے ہوئے گزار چکے ہیں۔۔۔ دو پولس اہلکار بیزار شکل لیے ملک شاہ کے سامنے کسی نئے آرڈر کے تیار میں کھڑے تھے۔۔۔





آیا وہ بولتے اُسکا لیٹر اُس کے منہ پر پھینکتے بولے۔۔۔ مسز شاہ رونا میں مصروف تھیں۔۔۔

یہ پہلے نہیں لکھا ڈیڈ۔۔۔ ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے آپکو نظر نہیں آتا۔۔۔ میں اب بھی اپنے ویڈنگ ڈریس میں ہوں۔۔۔ مجھے کڈنیپ کیا گیا تھا۔۔۔ ہاتھ میں پکڑا لیٹر پڑھتا دائم گھبرا کر بول رہا تھا اُسکی آنکھیں بالکل سچ کہہ رہی تھیں۔۔۔

اب سہی معنوں میں ملک شاہ نے گہرائی سے تجزیہ کیا یہ تو وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔۔ اگر وہ بھاگا ہوا ہوتا تو شادی کا ڈریس کیوں پہنا ہوتا سب سے بڑی بات وہ واپس ہی کیوں آتا۔۔۔ وہ تو حالات بہتر ہونے کا انتظار کرتا۔۔۔

دائم میرے بچے۔۔۔ اب ملک شاہ اُسے سینے سے لگاتے پریشان باپ کی طرح بولے۔۔۔ تم ٹھیک تو ہو کس نے کس نے ہمت کی یہ سب کرنے کی میں چھوڑوں گا نہیں اُسے۔۔۔ وہ اب غصے میں آچکے تھے۔۔۔

ڈیڈ ظاہر ہے جس نے بھی یہ سب کیا وہ نہیں چاہتا کہ کسوہ میری ہو۔۔۔ اُس نے ہمارے بیچ دوریاں بڑھانے کے لئے یہ سب کیا۔۔۔ یا تو وہ کسوہ کے خاندان کا کوئی فرد ہے جس نے اپنی روایات بچانے کے لیے یہ سب کیا یا پھر میرا کوئی قریبی

دشمن۔۔۔ دائم گہری سوچ میں ڈوبا غصے سے بولا۔۔۔ اور پھر اس نے ساری بات شروع سے آخر تک سب کچھ ملک شاہ کو بتا دیا۔۔۔



مصعب گہری نظروں سے سامنے بیٹھے صمیان کو دیکھنے لگے جس کے آگے خالی پلیٹ رکھی تھی۔۔۔

گرم ناشتہ سامنے پڑا کب کا ٹھنڈا ہو چکا تھا۔۔۔  
مصعب جانتے تھے وہ بھی کسوہ کی طرح بھوکا پیٹ ہی رہا تھا ساری رات اور یقیناً وہ سویا بھی نہیں ہو گا۔۔۔

لیکن ناشتہ پر بھی اُسے یوں ہی سوچوں میں گم دیکھ کر مصعب رہ ناسکے۔۔۔  
صمیان بیٹا کن سوچوں میں گم ہو دیکھو ناشتہ ٹھنڈا ہو گیا۔۔۔ چلو۔۔۔ میں گرم کرواتا ہوں اسے۔۔۔ پھر ہم مل کر ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔ مصعب سو گواری دور کرتے مسکرا کر گویا ہوئے۔۔۔

صمیان سیدھا ہوتا اب بھی نیچے ہی سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ تب اُس نے نیچے منہ کئے آہستہ سے گردن تر چھی کرتے اُس طرف دیکھا جہاں سے اوپر کی جانب سیڑھیاں جاتی تھیں۔۔۔

مصعب نے جان لیا کہ اُسے کسی کا انتظار ہے۔۔ وہ اس گماں میں ہے کہ وہ انسان آئے گا اور پھر تبھی اُس کے حلق سے نوالہ نیچے اتر سکے گا۔۔

زہرہ نے بھی اُدا سی سے سامنے بیٹھے انسان کو ایک نظر دیکھتے پھر باپ سے میں چلتی ہوں بولتی کالج کے لیے نکل گئی۔۔ وہ تب بہت کم عمر تھی جب صمیان یوں اچانک 7 سال کے لئے اپنی ہائر ایجوکیشن کے سلسلے میں ملک چھوڑ کر دور چلا گیا تھا۔۔

اُسے یاد تھا وہ اکثر بچپن میں اُسکے ساتھ کھیلتا تھا۔ اُس سے باتیں بھی کیا کرتا تھا۔۔ وہ ایک بہت اچھا بھائی تھا بانسبت یزدان کے۔۔

لیکن اب جب وہ اتنے سالوں بعد لوٹا تھا تو زہرہ اپنی جھجک کی وجہ سے اُس سے ٹھیک سے گھل مل نہیں پار ہی تھی۔۔ ظاہر ہے 7 سال میں وہ بدل بھی تو کتنا گیا تھا۔۔

پہلے کی بات اور تھی 20 سال کا ہنستا مسکراتا بے فکر کمسن لیکن ذہین دکھتا صمیان اب بردبار اور حد سے زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔۔ اسکی اسٹرونگ پرسنالٹی اور چہرے کے سخت تاثرات دیکھتی زہرہ کی ہمت ہی بن ناسکی کے اُس سے بات کر سکے۔۔

پرانے زخم گہرے ہوتے ہیں انہیں وقت لگتا ہے بھرنے میں۔۔۔ تمہیں بھی صبر سے کام لینا ہو گا۔۔۔ مصعب اُسکی خاموشی سمجھتے بولے۔۔۔

وہ اب بھی خاموش ہی تھا۔۔۔ ناشتہ دوبارہ گرم ہوتا سامنے رکھا جا چکا تھا تبھی کسی کے اوپر سے نیچے قدموں کے اترنے کی آواز سنائی دینے لگی۔۔۔ صمیان نے بے صبری سے پلٹ کر فوراً سے اُس طرف دیکھا۔۔۔ وہ کسوہ تھی۔۔۔

سٹریٹ فیس۔۔۔ جھکی نظریں۔۔۔ پلین سلک کی بلیک شرٹ۔۔۔ چیک گرے بلیزر اور بلو جینز پہنے ہاتھ میں قیمتی گھڑی۔۔۔ کھلے ہلکے بکھرے بال۔۔۔ جبکہ چہرہ سادہ اور انداز میں سختی لیے وہ دھپ دھپ کرتی نیچے اتر کر آتی سیدھی باہر جانے لگی تھی جب اُسے مصعب کی آواز نے وہی روک لیا۔۔۔

کسوہ بیٹا ناشتہ کرو۔۔۔

آپ سب نے جو کیا وہ ابھی تک ہضم نہیں ہو پارہا ناشتہ کہاں سے کروں؟؟ میری تو بھوک ہی جیسے مر گئی۔۔۔ آپ اپنی جیت کو سیلیبریٹ کریں نئے مہمانوں کے ساتھ لیکن پلیز مجھے انولو کرنے کی کوشش مت کریں۔۔۔ پیچھے پلٹ کر دیکھے بنا وہ اپنے کولڈ لہجے میں بات کہتی دروازہ کھول کر چلی گئی۔۔۔

صمیان تو اُسکی بات سن کر جیسے سُن رہ گیا۔۔۔ وہ ایسے کیسے بھوکے پیٹ جاسکتی تھی۔۔۔ اگر اُسکا یہی رویہ رہا تو وہ کیسے ان آزمائشوں کو پار کر سکے گا۔۔۔ وہ اُسکا چہرہ دیکھنا تک گوارہ نہیں کر رہی تھی۔۔۔

صمیان ایک دم اپنی کُرسی سے اُٹھتا کُڑے تیور لیے کمرے میں چلا گیا۔۔۔  
مصعب بھی پیچھے کُرسی سے لگتے گہرا سانس بھر گئے۔۔۔



ملائکہ کچھ ہی دیر پہلے آفس آئی سب سے ہائے ہیلو کر رہی تھی جب اُسے کسوہ کو کافی خراب موڈ میں اپنے نزدیک آتے دیکھا وہ اپنی جگہ الرٹ کھڑی ہو گئی۔۔۔  
آج کی تمام میٹنگز۔۔۔ فون کالز۔۔۔ سب کینسل کر دو۔۔۔ مجھے اگر کسی بھی طرح کی کوئی ڈسٹر بنیس ہوئی تو سمجھو تمہاری نوکری گئی۔۔۔ میں اکیلی رہنا چاہتی ہوں۔۔۔ کوئی بھی میرے آفس میں منہ اٹھا کر اندر نا آئے۔۔۔ سمجھ گئی۔۔۔ بے حد روڈی غضب ناک انداز میں کہتی وہ آگے بڑھ گئی۔۔۔

ملائکہ کی تو جیسے روح فنا ہوتے رہ گئی۔۔۔ اتنے غصے اور خطر ناک تیور اُسے کسوہ کے آج تک نہیں دیکھے تھے۔۔۔ ضرور کچھ ہوا ہے۔۔۔ حیران پریشان نظروں سے کسوہ کو جاتا دیکھتی وہ من میں خود سے بولی۔۔۔

آفس کا دروازہ زور سے پیچھے بند کرتے وہ دھپ سے کُرسی پر آکر بیٹھی۔۔۔۔۔

صمیان۔۔۔ صمیان۔۔۔ تم ایسے نہیں جاسکو گے اب۔۔۔ تم سے سارے حساب برابر کیے اب تو میں بھی اتنی آسانی سے نہیں مروں گی۔۔۔ اُس نے کوفت سے میز پر ہاتھ مارتے خود سے کہا۔۔۔۔

کسوہ۔۔۔۔ وہ سر تھا مے بیٹھی تھی جب آفس کا دروازہ کھولتے کوئی ہڑبڑا کر اندر آیا۔۔۔ اُس نے جھٹکے سے سر اٹھاتے حیرانگی سے اُس انسان کو دیکھا۔۔۔ کسوہ۔۔۔ یہ سب کیا ہو گیا۔۔۔ وہ اندر آتا افسردہ چہرہ لیے بولا۔۔۔

تم۔۔۔ تم اندر کیسے آئے دائم شاہ۔۔۔ اتنا سب کچھ کرنے کے بعد تم میں ہمت باقی تھی میرا سامنا کرنے کی۔۔۔ پہلے صدمے سے دیکھتی پھر وہ غصے سے بولی۔۔۔۔ نہیں کسوہ میرا یقین کرو۔۔۔ یہ سب پلین تھا ہماری شادی روکنے کا۔۔۔ مجھے تمہاری نظروں میں گرانے کا۔۔۔ تم سے دور کرنے کا۔۔۔ اس میں میری کوئی غلطی نہیں۔۔۔ بے چارگی سے کہتا وہ گٹھنوں کے بل زمین پر اُسکے سامنے بیٹھ گیا پھر اُس نے سب کچھ کسوہ کو بتایا۔۔۔

اُس کے اس طرح جھک جانے پر کسوہ کو بہت عجیب لگا۔۔۔ اتنا بڑا انسان اُسے راضی کرنے گٹھنوں کے بل جو بیٹھ گیا تھا۔۔۔ وہ جو کچھ بھی اُسے بتاتا تھا اُس سب سے کسوہ کو بہت پہلے کھٹکا تھا کہ خاندان کے سردار ان خاص کر یزدان اتنی آرام سے تو اُسکی شادی میں شرکت کرنے نہیں آسکتے۔۔۔ کچھ نہ کچھ گڑبڑ کا



اُسے بھی احساس تھا لیکن یہ احساس نہیں تھا کہ بازی اتنی آرام سے چُپ چاپ پلٹ کے اُنکے حق میں چلی جائے گی۔۔ اُسے شک تھا کہ یہ سب صمیان کا کیا دھرا ہے۔۔۔ لیکن جس طرح دائم بتا رہا تھا یہ بات اُسے بھی حیران کر گئی تھی۔۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا دائم شاہ جو اتنی بڑی انڈسٹری کا مالک ہے جس کے گھر کے چاروں طرف ٹرینڈ گارڈز پہرہ دیتے ہیں جو اکیلے بھی 6 گارڈز کی نگرانی میں آتا جاتا ہے۔۔۔ وہ اتنی آرام سے اپنے ہی گھر میں 3 آدمیوں کے ہاتھوں پر غمال بن گیا۔۔۔ وہ بھی اپنی شادی والے دن۔۔۔ تم اپنے ہی گھر میں محفوظ نہیں دائم۔۔۔ لعنت ہو تم پر۔۔۔ تم پھر میری کیا حفاظت کر سکو گے۔۔۔ شیم اون پو۔۔۔ غصے سے کھولتے وہ جو منہ میں آیا اُسے بول گئی۔۔۔ اُسے ہر گز توقع نہیں تھی دائم کے اتنا بزدل اور کمزور نکلنے پر۔۔۔ وہ کوئی عام انسان نہیں لگتے تھے۔۔۔ نادیکھنے میں نا اپنے کسی عمل سے۔۔۔ وہ ایسے معلوم ہوتے جیسے۔۔۔۔۔ جیسے۔۔۔ کوئی ملٹری کے اجنٹس ہوں۔۔۔ وہ کافی ٹرینڈ معلوم ہوتے تھے۔۔۔ میں کیا میرے گارڈز بھی شاید اُن کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہو جاتے۔۔۔ کسوہ پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔ دیکھو میں سب سمجھا لوں گا۔۔۔ میں انکل کے پیر پڑنے کو بھی تیار ہوں۔۔۔ میں سب سے معافی مانگ

لونگا۔۔۔ بس تم ایک بار راضی ہو جاؤ۔۔۔ دائم اب اُسکی منت کر رہا تھا کہ وہ سب پہلے جیسا کر دے۔۔۔ وہ پھر اُسکی بن جانے پر راضی ہو جائے۔۔۔

کسوہ نے اچھنبے سے اُسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔۔ وہ اس بات سے انجان تھا کہ کسوہ اب اُس کی کیا خود کی بھی نہیں رہی تھی۔۔۔ اُسکے ہاتھ خالی رہ چکے تھے۔۔۔ وہ کسی کی قیدی بنائی جا چکی تھی زبردستی۔۔۔ جس سے آزادی اب ناممکن تھی۔۔۔  
کیا یہ سب تمہیں آسان لگتا ہے؟؟

تم چاہو تو سب ممکن ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ کسی طور پیچھے ہٹنے کو تیار دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔۔

کسوہ نے ہے اختیار اپنا سر تھام لیا۔۔۔ وہ اُسے کیا کسی کو فل وقت اپنے نکاح کے بارے میں نہیں بتانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ جو شادی میں شریک مہمان تھے۔۔۔ اُنہیں بھی اس بات پر خاموش رہنے کو کہا گیا تھا۔۔۔ تب تک جب تک خود لغاری فیملی کے بڑے میڈیا میں آکر یہ اناؤنس نا کرتے۔۔۔

اُسکا دماغ اب گھوم رہا تھا۔۔۔ یہ سوچ سوچ کر کہ کون ہو سکتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے اتنی ہمت کا مظاہرہ کیا۔۔۔۔۔ صمیان کا تعلق ملٹری سے؟؟۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا اُسے تو معلوم ہوتا نا۔۔۔ وہ تو باہر تھا 7 سال سے۔۔۔۔۔ پھر!!! کہیں یہ وہی تو نہیں جو مجھے میسج بھیجتا ہے؟؟۔۔۔ کیا وہ ملٹری سے ہے؟؟ لیکن وہ اُسکے پیچھے پھر

کیوں پڑا ہے۔۔۔ جب کہ ناتو وہ کسوہ سے بات کرتا تھا نا کبھی اُسکے سامنے آنے کی  
کوشش کی پھر اُسے کیا ملا یہ سب کر کے۔۔۔۔۔

دیکھو دائم میں اس وقت اکیلے رہنا چاہتی ہوں۔۔۔ بہتر ہو گا ہم دوبارہ اس ٹاپک پر  
پھر کبھی بات نا کریں۔۔۔ یہ کہتی وہ کھڑی ہوئی۔۔۔  
لیکن کسوہ۔۔۔

یہ لے نہ کہا نا دائم۔۔۔ نہیں تو نہیں۔۔۔ اُس نے پلٹ کر غصے سے گھورتے اُسے کہا اور  
وہاں سے چلی گئی۔۔۔ دائم چھوٹا سا منہ لے کر اُسے دیکھتا آہستہ سے کھڑا ہوا۔۔۔  
جل تو جلال تو آئی بلا کوٹال تو۔۔۔ ملا نیکہ رونی صورت بنائے ادھر سے اُدھر چکر  
کاٹتی دائم کو کوس رہی تھی۔۔۔ جو تیزی سے آتا دھڑلے سے کسوہ کے آفس میں  
گھس گیا تھا۔۔۔ اور اب ایک گھنٹہ ہونے کو آیا تھا وہ باہر نہیں آیا تھا۔۔۔ ملا نیکہ کو  
لگا آج کسوہ کے ہاتھوں اُسے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔۔ تبھی اُس نے آفس کا دروازہ  
کھلتے اور اُس سے کسوہ کو باہر آتے دیکھا۔۔۔

کسوہ تیزی سے چل کر اُسکے سامنے سے گزرتی کا نفرنس روم میں چلی  
گئی۔۔۔ ملا نیکہ کی رکی سانس اُس کے اندر جاتے ہی جیسے بحال سی ہو گی۔۔۔  
کمینہ دائم۔۔۔ اللہ تجھے اٹھالے۔۔۔ تاکہ میرے ساتھ کسوہ میم کی بھی جان تجھ  
جیسے پلے بوائے سے چھوٹ جائے۔۔۔ بد تمیز۔۔۔ گھمنڈی۔۔۔ بگڑ نیل

اولاد۔۔۔ آج تیری وجہ سے میری نوکری چلی جاتی۔۔۔ پتہ نہیں کس وہ میم کو اس  
میں کیا نظر آتا ہے۔۔۔ میرا بس چلے تو اُس آدمی کو MS کے بیچ میں الٹا لٹکا  
دوں۔۔۔۔۔ وہ دل ہی دل میں اُسے بد دعائیں دے رہی تھی جو اُس کے لاکھ  
روکنے پر بھی اندر چلا گیا تھا۔۔۔

تبھی اُس نے دیکھا دائم اُترا چہرہ لیے آفس سے باہر آتا دکھائی دیا۔۔۔ کس وہ نے کوئی  
اُمید کا جگنو کوئی روشن کرن اُسے نہیں دکھائی تھی۔۔۔ وہ اتنی آرام سے اپنی زندگی  
کی سب سے بڑی خوشی کو حاصل کرنے میں ناکام رہ گیا تھا۔۔۔  
لیکن ملائکہ کو اُسے دیکھ کر تن بدن میں آگ سی لگ گئی۔۔۔ اُس نے باہر کی طرف  
جاتے دائم شاہ کو دونوں ہاتھ اٹھا کر پیچھے سے لعنت سے نوازا۔۔۔۔۔  
یا اللہ پلیز اس دائم سے جان چھوڑو ادے میم کی۔۔۔ دیکھتا بھی ایسے ہے جیسے میم کو  
کھا ہی جائے گا۔۔۔ خبیث کہیں کا۔۔۔ یا اللہ کوئی ایسا فرشتہ بھیج دے جو میم کے  
قابل ہو۔۔۔۔۔ جو ساری دنیا سے الگ ہو۔۔۔۔۔

اور پھر عین ملائکہ کی دعاء کے وقت دائم کے نکلنے کے فوراً پیچھے کسی نے MS  
میں اپنا مضبوط قدم رکھا۔۔۔۔۔

براؤن لیڈر کے بھاری بوٹس۔۔۔ بلورنگ کی پُرانی جینز۔۔۔ وائٹ شرٹ پر لیڈر کی  
رات والی جیکٹ اور چہرے پر سینیٹری ماسک پہنے وہ بڑے بے پرواہ انداز سے اندر

داخل ہوا اور سیدھ میں چلتا آگے بڑھ گیا۔۔۔ اپنی سمپل اور اٹریکٹولک میں بھی

وہ کمال کا ڈیشننگ اور چار منگ لک دے رہا تھا۔۔۔

پوائنٹ یہ تھا اچھے لوگوں پر سارے کپڑے اچھے لگتے ہیں۔۔۔

اُسکے پیچھے آفس کی ساری ایمپلوئے فیملیز اُسے ایک نظر دیکھتے پاگل ہو رہی

تھیں۔۔۔

یہ کون ہے؟؟؟

یہ کتنا ہینڈ سم ہے یار؟؟؟

مجھے تو لگتا ہے یہ باس کا کوئی قریبی ہے۔۔۔ ایک لڑکی نے کہا۔۔۔

ہائے اگر یہ یہاں جاب کے لئے آیا ہو تو۔۔۔

اف اسکی تو واک بھی کتنی ہوٹ ہے۔۔۔

پتہ کرو یہ کون ہے اور اگر امپلوئے ہے تو کس ڈیپارٹمنٹ میں ہے تاکہ میں اس

سے کچھ بات کر سکوں۔۔۔۔

آفس کی ساری فیملیز ورکر آپس میں اُسے دیکھ کر بھس بھسار ہیں تھیں۔۔۔ لیکن

انہیں یہ نہیں پتہ تھا کہ یہ آدمی اتنا اسپیشل تھا کہ خود MS کی بگ باس بھی اُس

کے آنے یا جانے پر سوال نہیں اٹھا سکتی تھی۔۔۔

ایکسیوزمی سر آپ ایسے۔۔۔ ریسپشنسٹ نے ایسے منہ اٹھائے لمبے چوڑے  
آدمی کو اندر آتے دیکھا تو آواز دیئے بنارہ ناسکی۔۔۔

آواز کو پوری طرح انکوریے اُس نے بنا کسی سے بات یا اجازت لئے چل کر آتا ایک  
جگہ روکا۔۔ پھر پرائیویٹ لفٹ کا بٹن دبایا لفٹ کھلنے پر وہ اندر آیا اور کسی اونر کی  
طرح لفٹ استعمال کرتا تھرڈ فلور بٹن پریس کر گیا ایسے جیسے وہ ہمیشہ سے ایسے ہی  
آتا جاتا رہا ہو۔۔۔۔

ہیلو تم ایسے اندر نہیں جاسکتے۔۔۔ گارڈز گارڈز۔۔۔ ریسپشنسٹ اب چلاتی ہوئی  
پریشانی سے اپنی جگہ چھوڑ کر اُسکے پیچھے بھاگ کے آتی اب زور زور سے گارڈز کو  
آوازیں دے رہی تھی۔۔۔۔

تھوڑی دیر میں اب ہر کوئی پر تجسس سا نظر آتا معاملے کو جاننے کی کوشش کر رہا  
تھا۔۔۔ جو امپلوئے فیمیلز کچھ دیر پہلے گوسپ کر رہی تھی اب پریشان نظر آرہیں  
تھیں۔۔۔۔

تین گارڈز گن اٹھائے بھاگم بھاگ آوازوں کو سنتے اندر آگئے۔۔۔  
جلدی چلو میرے ساتھ ایک آدمی بنا پر میشن کے آفس میں ناصر ف داخل ہوا ہے  
بلکہ پرائیویٹ لفٹ استعمال کرتے باس کے فلور پر گیا ہے۔۔۔ ہمیں اُس کے پہنچنے



سے پہلے وہاں پہنچنا ہو گا۔۔۔ ریسپشنسٹ دوسری لفٹ جو عام ایمپلائز کے

استعمال میں آتی تھی اُس طرف بھاگتی گاڑز سے بولی۔۔۔

تھرڈ فلور کے آتے ہی لفٹ رُک گئی اور دروازہ کھلا جس میں سے صمیان

ڈویہ نیٹنگ اسٹائل سے باہر آیا اور پھر مضبوط قدم آگے بڑھتا چلنے لگا۔۔

ملائکہ جو خود سے اب بھی باتیں کر رہی تھی اتنے شاندار انسان کو دیکھتے جیسے دنگ

رہ گئی۔۔۔ اُسکی حیرانی کی سب سے بڑی وجہ وہ انسان نہیں بلکہ وہ لفٹ تھی جو اس

کارپوریشن کی اکلوتی مالکن کے زیر استعمال تھی۔۔۔ اور کسی دوسرے بندے کو

اسے بنا اُسکی اجازت کے استعمال کرنے کی جرات نہیں تھی۔۔۔

ہیلو مسٹر کون ہیں آپ اور کس کی اجازت سے آپ نے اس لفٹ کو استعمال کیا؟؟؟

ملائکہ اب خود اُسکی طرف بڑھتے زور سے بول رہی تھی۔۔۔ جب کہ صمیان

آگے بڑھتا ایسے چل رہا تھا جیسے اُسکے علاوہ وہاں کوئی ہو ہی نہیں۔۔۔

کون ہیں آپ؟؟ آپ کو کس سے ملنا ہے؟؟ ملائکہ اب اُسکی وجہ پر سنالٹی اور با

روب انداز کو انور کرتی سختی سے کہتی اُسکا راستہ روک گئی۔۔۔

اُسی دوران ریسپشنسٹ اور گاڑز بھی بھاگ کر آتے اُسے پوری طرح گھیر کے

کھڑے ہو گئے۔۔۔

یہ انسان بنا اجازت اندر داخل ہوا ہے۔۔۔۔۔ گارڈز فوراً اسے پکڑوا اور بلڈنگ سے باہر پھینکو۔۔۔۔۔ ریسپشنسٹ غصے سے صمیان کودیکھتی حکم کرتی بولی۔۔۔۔۔ ملائکہ بھی اب حیران ہوتی سارا معاملہ آنکھوں سے دیکھ اور سن رہی تھی۔۔۔۔۔ تم میں سے اگر کسی نے مجھے ہاتھ لگانے کی غلطی کی تو پھر کل کے دن تم سب کی جاب چلے جانے پر مجھے ذمہ دار مت ٹھہرا نا۔۔۔۔۔ بہتر ہو گا نا میرے راستے میں آؤ۔۔۔۔۔ نا مجھ سے کوئی سوال کرو۔۔۔۔۔ اُس نے سامنے دیکھتے بڑے ڈویو نیٹنگ ایٹیٹیوڈ کے ساتھ کہا۔۔۔۔۔

ملائکہ کو اُس کا ہر انداز خطرے کی جلتی بوجھتی لائٹ جیسا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ لیکن وہ پھر بھی اُس کی باتوں پر اتنی جلدی بھروسہ کیسے کر لیتی۔۔۔۔۔

دیکھیں جنٹلمین مذاق کرنا بند کریں۔۔۔۔۔ میں یہاں تب سے کام کر رہی ہوں جب MS کی اوپننگ ہوئی تھی۔۔۔۔۔ نا ہی میں نے آپ کو پہلے کبھی یہاں آنا دیکھا اور نہ کبھی باس سے آپ کے بارے میں کچھ سنا۔۔۔۔۔ تو پلیز باس کے جیسا برتاؤ کرنا بند کریں۔۔۔۔۔ ملائکہ چہرے کو نارمل رکھتی بولی۔۔۔۔۔

میں بالکل مذاق نہیں کر رہا تم ایک کام کیوں نہیں کرتیں تم مصعب خان لغاری کو فون کر کے کیوں نہیں پوچھتیں۔۔۔۔۔ وہ تو ceo سے بھی کہیں اوپر ہیں نا۔۔۔۔۔ اُس نے ملائکہ کو دیکھتے مسٹیر یسلی انداز میں کہا۔۔۔۔۔

لیکن آپکے بارے.... ملائکہ کنفیوزڈ سی انگلیاں مروڑتی بولی۔۔۔ اُسکے کپڑے کوئی بڑے برینڈ کے نہیں لگتے تھے لیکن اُسکی باتیں خاص کر اُسکی پرسنلیٹی انکسور کرنی جیسی ہر گز نہیں تھی۔۔۔

تمہارے لیول کے ایمپلوئے کو اس طرح کی انفارمیشن پتا نہیں ہوگی۔۔۔ مجھے اس بات میں کوئی حیرانی نہیں۔۔۔ صمیان نے سوچ کر جواب دیتے وارن کیا۔۔۔ میں اسی وقت MS انڈسٹری کی ceo کے والد مسٹر مصعب لغاری کو فون لگا سکتا ہوں اور تم سب کو نوکری سے نکالنے کا کہہ سکتا ہوں۔۔۔ اگر کل کو واپس جانے کے بعد تم سب کو نوٹیفیکیشن مل جائے تو مطلب کے میں سچا تھا۔۔۔ لیکن دھیان سے تم سب اپنا پورا کریئر داؤ پر لگاؤ گے۔۔۔ آخر کار آپ سب نے اس کمپنی میں پوسٹ پانے کے لیے کافی محنت کی ہوگی۔۔۔ میں سوچ کر دیکھوں تو سب کی منتحلی سیلری ایک ڈیڑھ سے تو بالکل کم نہیں ہوگی اور پھر بونس الگ۔۔۔ پھر وہ چاہے ایک چپڑا سی ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ اُسکی بات سن کر سبھی کافی گھبرا گئے۔۔۔

نہیں سرپلیز آپ کسی کو فون ناکریں۔۔۔ آئندہ آپکو ہماری طرف سے کسی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔۔۔ آپ جاسکتے ہیں۔۔۔ ملائکہ بے وقوف نہیں تھی۔۔۔ پھر اُس نے دیکھ لیا تھا وہ انسان کتنا زیادہ کنفڈنٹ ہے۔۔۔

اور سب سے بڑھ کر وہ بالکل اُسکی باس کی کاپی تھا بالکل ویسی انداز ویسی غرور اور  
کڑک دو ٹوک لہجہ۔۔۔ شک کا تو اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ وہ کسی صورت  
یہاں باس سے کم ہے۔۔۔ تبھی نرم پڑتی عاجزی سے بولتی سائیڈ ہوتی راستہ دے  
گئی۔۔۔

صمیان کچھ بھی کہتے بنا آگے بڑھ گیا۔۔۔  
وہ مرتی کیانا کرتی۔۔۔ اُسے جھکنا پڑا وہ دائم نہیں تھا جو اس کمپنی کا صرف پاٹنر تھا  
جس سے وہ کوئی بھی سلوک کرتی اور معصوم بن کر باس سے کریڈٹ بھی حاصل  
کر لیتی وہ کوئی الگ طرح کا انسان تھا جس کا اور ہ بالکل اُسکی باس جیسا تھا۔۔۔ اُسے  
سب کو وہاں سے بھیج کر اب خود انتظار کرنے لگی کہ اُسکی باس اب کیا کرتیں  
ہیں۔۔۔



بڑا سا کمرہ باہر کی اندر آتی ہلکی روشنی کی وجہ سے کچھ روشن تھا۔۔۔ روم میں چلتا  
اے سی اور مکمل خاموشی اندر کے پُر سکون ماحول کو ایک الگ تروتازگی بخش رہا  
تھا۔۔۔

کسوہ کانفرنس روم کی بڑی سی ٹیبل کے سامنے والی سیٹ پر آنکھیں موندے سر پیچھے ٹکائے آرام دہ انداز میں بیٹھی تھی۔۔۔ جب اُس نے دروازہ کھلنے کی آواز

سنی۔۔۔

نیم وا آنکھوں کو ہلکا سا کھولتی اُس نے دروازے کی طرف یوں ہی دیکھا تو نا صرف اُسکی آنکھیں بلکہ منہ بھی صدمے سے کھلتا چلا گیا۔۔۔

صم۔۔۔ اُسکے نام کے آدھے الفاظ اُسکے منہ میں جیسے صدمے سے دم توڑ کر رہ گئے۔۔۔ 7 سال بعد وہ آج اُسے دیکھ رہی تھی جس نے اُسکے جانے کے بعد گزرے دنوں میں یہ اُمید ہی چھوڑ دی تھی کہ وہ اُسے پھر ایک بار کھلی آنکھوں سے دیکھ سکے گی۔۔۔۔ وہ بھی نکاح کے بعد۔۔۔

صمیان آہستہ سے اندر آتا اپنے پیچھے دروازہ لاک کر گیا۔۔۔ پھر چند قدم چل کر ٹیبل کے دوسرے سرے پر کھڑا ہوتا ہاتھ میں پکڑا وہ سادہ سا خاکی لفافہ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔

ایک پل کو اُسے لگا جیسے وہ اپنی سماعتیں کھودے گی۔۔۔ 7 سال۔۔۔ وہ اُسے 7 سال بعد دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

تم۔۔۔ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے آفس میں قدم رکھنے کی۔۔۔ غصے سے کھولتی اپنی چیئر کے دونوں سروں کو مضبوطی سے پکڑے وہ اُس پر زور سے

دھاڑی۔۔۔ دل جیسے موہم سادھڑکتا اُس سے خوفزدہ تھا۔۔۔ لیکن باہر سے وہ خود کو مضبوط ظاہر کئے ہوئے تھی۔۔۔۔۔ کب سوچا تھا وہ یوں اُس سے زندگی میں ایسے بھی بد لحاظی سے پیش آئے گی۔۔۔۔۔

تمہاری لڑائی مجھ سے ہے تو پھر اس کھانے پر کیوں غصہ نکال رہی ہو۔۔۔ تمہیں بھوکا۔۔۔

بھاڑ میں گیا کھانا۔۔۔ کیا تم میں بالکل شرم باقی نہیں رہی جو اس طرح مجھے فیس کرنے دھڑلے سے میرے آفس چلے آئے۔۔۔ تیز فصیلی نگاہوں سے اسکو دیکھتی جیسے وہ اپنا آپا کھورہی تھی۔۔۔ لفظوں کو ایسے چبا چبا کر بولی جیسے اُسے کچا چبا رہی ہو۔۔۔۔۔

کہتے ہیں انسان جب حالت جنگ میں ہو تو سب سے ضروری اُسکی اچھی صحت ہے۔۔۔ اس وقت کھانے سے بڑا کوئی دوست نہیں جو ہمیں قوت اور طاقت دیتا ہے اُس صورت جب ہر ہال میں ہمیں جیتنا ہو۔۔۔ آہستہ سے اپنی نظریں اٹھاتا وہ بڑے پیارے اور دوستانہ لہجے میں اُسے سمجھاتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

سیریل۔۔۔ تمہاری اس بے شرمی کو میری طرف سے ایک بڑا سا سیلیوٹ۔۔۔ لیکن کیا تم اس کھانے میں زہر ملا کر لائے ہو؟؟؟ کسوہ آہستہ سے



اٹھتی اُس کے لائے پیکٹ کی طرف اشارہ کرتی بولی۔۔۔ اُسکا چہرہ اب بھی سرد تھا۔۔۔ اور آنکھوں میں بلا کی بے رخی۔۔۔  
صمیان نے پتھرائی آنکھوں سے اُسکی طرف دیکھا۔۔۔ وہ کہیں سے بھی ایک معصوم شکایت کرنے اور اپنوں کی بے رخی سے غم زادہ دکھائی دینے والی اُسکی پیاری سی پری نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ جسے اپنا دل ہلکا کرنے کو صرف صمیان کا کاںدھا چاہیے ہوتا تھا۔۔۔۔

میں زہر کیوں ملاؤ گا؟؟؟ اُسکے سخت لفظ اُسکا دل کئی ٹکڑوں میں توڑ گئے تھے جو کسی کانچ کی طرح اب چھ رہے تھے۔۔۔۔  
ہاں سہی کہا۔۔۔ تم زہر کیوں ملانے لگے۔۔۔ کیوں کہ تم تو وہ کرتے ہو جس کے آگے زہر بھی کچھ نہیں۔۔۔ تمہارا ڈسا تو جیتے جی مارنے کی طاقت رکھتا ہے۔۔۔ جھوٹ۔۔۔ دھوکا۔۔۔ یہ سب تو تمہاری فطرت میں ہے نا۔۔۔۔  
کسوہ۔۔۔ اب کہ صمیان ضبط کرتا دبی آواز میں وہی رُک جانے کا اُسے اشارہ کیا۔۔۔۔

تم اکلوتے ایسے انسان ہو جس سے میں بے حد نفرت کرتی ہوں۔۔۔ تم نے میری آس اُمید کو توڑا اسکا درد تم کبھی سمجھ نہیں پاؤ گے۔۔۔ تم کبھی اُس بری سچویشن میں نہیں رہے۔۔۔ جو میں نے جھیلی ہماری زندگی بالکل الگ ہے۔۔۔ اس لیے چلے جاؤ

میں تمہیں دوبارہ کبھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔ تم میرے لیے ایسے جال ہو جس میں میں جان بوجھ کر الجھ نہیں سکتی اس لیے میں اپنی زندگی بنا تمہارے انٹر فرانس کے جیوگی۔۔۔ اُسے لگا اُسے صاف صاف اپنی باتیں کہہ دیں۔۔۔ جتنی اندر کی نفرت تھی وہ سب اُس پر ظاہر کر دیں۔۔۔

وہ یہ سب سن کر ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ اُسکی مسکراہٹ میں اُسکے دل کا چھپا درد صاف صاف نظر آرہا تھا۔۔۔ لیکن یہ بات اُسکا دل اچھے سے جانتا تھا کہ صرف ایک وہی تو ہے جس کی نفرتوں کا بھرا پیالہ بھی وہ خوشی خوشی مرتے دم تک پیتا رہے گا لیکن زبان پر شکوہ تک نہ لائے گا۔۔۔ وہ اس کے لیے اُسی کے دیئے ہر زخم کو سہے گا لیکن ہمیشہ صرف اُسی سے محبت کرے گا یہ وہ شخص تھا جس سے وہ موت کے بعد بھی دستبردار نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔۔ نا اُسکے دل نا دماغ نا روح نا خوابوں سے۔۔۔ آج اُسے یہ بات شدت سے محسوس ہوئی تھی کہ دل کا قریبی عزیز جب بدگماں ہو جائے تو جذبوں کی سچائی ثابت کرنے کی افیت موت سے بھی بتر ہو جاتی ہے۔۔۔ اُسے کہنا۔۔۔

مجھے اُس کے بنارہنا نہیں آتا۔۔۔

بہت کچھ دل میں آتا ہے۔۔۔

مگر اُس سے کہنا نہیں آتا۔۔۔

بہت سخت جاں ہوں میں۔۔

بہت سے غم اٹھاتا ہوں۔۔۔

بس ایک درد جدائی ہے۔

کہ جو سہنا نہیں آتا۔

ہمیشہ نم کناروں کو۔۔

میری آنکھوں کے رکھتا ہے۔۔

یہ آنسو کیسا آنسو ہے۔۔۔

جیسے بہنا نہیں آتا۔۔۔

بنا کچھ کہئے اُسکی ترستی التجا کرتی آنکھیں فقط اُسی کو دیکھ رہیں تھی جو پتھروں کی سخت  
چٹان کی طرح چہرے پر نفرت لیے اُس سے نگاہ پہرے کھڑی تھی اُس کا روکنا اب  
بہت مشکل سالک رہا تھا تبھی وہ پلٹا اور تیزی سے وہاں سے چلا گیا۔۔

اُسکے جاتے کوئی دھڑام سے ٹھنڈے سفید فرش پر گرنے کے انداز میں  
بیٹھا۔۔۔ وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔۔ خاص کر اُس انسان کے لیے جس نے اُس کا  
نازک سادل توڑا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی ایک آنسو اُسکی آنکھ سے گرتا گال سے  
پھسلتا ٹھوڑی پر آکر رُک گیا جسے اُس نے بے دردی سے صاف کیا۔۔۔

کبھی کبھی اُسکا دل شدت سے دعا گو ہوتا کہ کاش وہ بالکل بے حس ہو جائے۔۔۔ کسی کی بات کسی کا رویہ کسی کی نا انصافی کسی کا غلط کیا جانا کچھ بھی اُس پر اثر نہ کرے۔۔۔

وہ تھک چکی تھی اُن ذہنی اذیتوں کو سہتے جو اُسکے پیارے دل کے سب سے قریب اپنوں سے ملتی تھی۔۔۔

سب سے بڑھ کر وہ شخص جسے اُس نے ٹوٹ کر چاہا تھا۔۔۔ کس اطمینان سے وہ اُسکے سب سے قریب آکر۔۔۔ محبتیں جتا کر۔۔۔ سینے میں رکھے دل کی جگہ وار کر گیا تھا جس کا درد شاید تاحیات اُسے اب چین سے جینے نہیں دے گا۔۔۔ وہ درد خون پینے والے کیڑے کی طرح اُسکے جسم میں اندر رہ کر رفتہ رفتہ اُسکا خون چوستا اُسکا جسم کھوکھلا بنا رہا تھا۔۔۔

کُرسی پکڑ کر خود پر کئی نقاب چڑھائے وہ ایک دم سے کھڑی ہوئی اس سے پہلے کے وہ پوری طرح سے ٹوٹ جاتی۔۔۔ بیل بجا کر ملائکہ کو اندر بلایا۔۔۔

یس میم۔۔۔ ایک سیکنڈ میں وہ دروازہ کھول کر چہرے پر ڈھیروں پریشانی لیے وہ اندر آئی۔۔۔

یہ لے جاؤ۔۔۔ چند مختصر الفاظ اُسکی طرف بنا دیکھے کہتی وہ وہاں سے چلی گئی۔۔۔ ملائکہ نے وہ خانی لفافہ تعجب سے آنکھیں چھوٹی کرتے دیکھا۔۔۔ وہ اسے



مما کیا آج بابا گھر آئیں گے؟؟؟ وہ بچی اُچھلتی کودتی اندر جاتی ایک دم رُک گئی اور پلٹ کر اُدا سی سے ماں کو دیکھتی بولی۔۔۔

بلکل آج میری شہزادی کے بابا ضرور آئیں گے۔۔۔۔ ماں کا وہ جواب اُس بچی کی اُدا سی کو چھو منتر کر گیا۔۔۔ وہ بے حد خوشی سے دوڑتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ اُسکی ماں وہی کھڑی اپنی اکلوتی جان کو اتنا خوش دیکھتی مسکرا رہی تھی تبھی کوئی دروازہ دھاڑ سے کھولتا اندر آیا۔۔۔

اُس نے اچانک پلٹ کر پیچھے دیکھا تو اُسکی آنکھیں خوف سے پیلی پڑتی سرد ہو گئی۔۔۔ کون کون ہو تم لوگ؟؟؟ وہ اتنے آدمیوں کو اسلحہ کے ساتھ اندر آتا دیکھ چیختی بولی۔۔۔

بس بس میری جان۔۔۔ بلکل شور نہیں۔۔۔ ورنہ۔۔۔ وہ شخص دس بارہ آدمیوں کے ساتھ اندر آتا اپنی دہشت بھری آواز سے کہتا گن اُس کے سر پر رکھ گیا۔۔۔ وہ خوف سے آنکھیں بند کرتی سہم گئی۔۔۔ کیا چاہتے ہو؟؟؟

میجر کہاں ہے؟؟؟ اُس کے چہرے کے قریب آتا وہ غرایا تھا۔۔۔ مم میں نہیں جانتی۔۔۔ اُسکی سانسیں خوف سے تیز چلنے لگی تھیں۔۔۔ چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔۔۔



تو تم ایسے نہیں بتاؤ گی۔؟؟۔۔۔ وہ اُسکی خوف سے بھری آنکھوں کو دیکھتا  
مسکرایا۔۔۔ پھر پلٹ کر اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔۔۔ آدمی اشارہ ملتے فوراً گھر  
کے اندر بھاگا۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔ میری بچی کو پلیز کچھ مت کرو۔۔۔ وہ اب بری طرح روتی اُس آدمی  
کی منت کر رہی تھی۔۔۔

تبھی وہ آدمی اندر گیا اور اُس پیاری سی بچی کو کھینچ کر باہر آتا دکھائی دیا۔۔۔ وہ بچی  
اب زور زور سے روتی اپنی ماں کو پکار رہی تھی۔۔۔

ماں تڑپ کر اپنی بچی کو باہوں میں بھرنے بھاگ رہی تھی کہ تبھی اُس وحشی آدمی  
نے اُس کا بازو زور سے دبوچتے چلا کر کہا۔۔۔ میجر کہاں ہے؟؟؟

مجھے کچھ نہیں پتہ پلیز مجھے اور میری بچی کو جانے دو۔۔۔ وہ ماں روتی ہوئی بولی  
جب اُس ظالم کو زرار حم نہ آیا اور اُس کے مسلسل انکار پر غصے سے پاگل ہوتا وہ گھر  
کے بیچ میں بے رحمی سے اُس پیاری سی ماں کو اُسکی بیٹی کے نظروں کے سامنے زندہ  
جلا گیا۔۔۔

میجر کی فیملی عام لوگوں کی طرح سب کے بیچ رہ کر سکون دہ زندگی گزارتی  
تھی۔۔۔ کسی کو آج تک معلوم نہا ہو سکا تھا کہ اُنکی اصل پہچان کیا ہے۔۔۔ لیکن

آج ناجانے کیسے ملک کے دشمنوں کو یہ بوسونگھ گئی اور وہ میجر کو ڈھونڈتے اُس کے پیارے سے گھر کو تباہ کرنے چلے آئے تھے۔۔۔

اُسکی ماں زندہ اُسکی نظروں کے سامنے جلائی گئی تھی جن کی دل خراش چیخیں پورا محلہ تو سن رہا تھا لیکن اُس آدمی کی دہشت اُنہیں خوف سے کان لپیٹنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔

سب خوف سے اپنے بچوں کو پروں میں چھپائے گھر میں دبکے بیٹھے تھے۔۔۔ وہ بچی جو کچھ دیر پہلے رو رہی تھی چیخ رہی تھی وہیں اب وہ صدمے سے پھٹی آنکھوں سے اپنی ماں کو تکلیف سے جلتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

تبھی وہ اتنی زور سے چیخی کے اُس کا دل جیسے پھٹ کر اُسکے منہ میں آ گیا اور وہیں ازراہ کی آنکھ ماما کی چیخ کے ساتھ کھلی۔۔۔

مما۔۔۔ ممما۔۔۔ وہ نیند سے جاگی تھی لیکن اب اپنی ماں کو ادھر ادھر پورے خالی کمرے میں ڈھونڈتے پکار رہی تھی۔۔۔

لیکن اُسکی ماں تو کئی سالوں پہلے اپنی جان جلا کر اُسے زندگی دیتی ہمیشہ کے لیے اُسے چھوڑ گئی تھی۔۔۔

ازاہ اب بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر ماں کی تصویر کو اٹھاتی سینے سے لگائے رو رہی تھی۔۔۔۔ وہ تصویر جو ہمیشہ اُسکی سائیڈ ٹیبل پر سچی رہتی جسے دیکھ کر سونے اور اُٹھنے کے فوراً بعد وہ لازمی دیکھا کرتی۔۔۔۔

وہ دس سالہ بچی کوئی اور نہیں ازاہ تھی۔۔۔ جو اپنی ماضی کی اذیتوں سے آج بھی خوابوں میں لڑا کرتی تھی۔۔۔۔ یہ خواب تو اُس کے جیسے سا تھی سے بن گئے تھے۔۔۔ جو اُس کے زخم کو ہر بار ہرا کر جایا کرتے ایسے جیسے اُسے یاد دلاتے ہوں کہ ازاہ تمہیں بدلہ لینا ہے۔۔۔ تم بھاگ نہیں سکتیں۔۔۔ تمہیں اپنی ماں کی ہر تکلیف کا بدلہ لینا ہے۔۔۔۔ اور اُسکے اندر کی یہی پکار اُسے ایک بار پھر مضبوط ازاہ بنا دیتے تب وہ خود سے بس یہی کہتی۔۔۔۔۔

مما میں کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ سب کو اپنا حساب پورا پورا دینا ہو گا اس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی۔۔۔۔ میں سب کو مار دوں گی۔۔۔۔ یہ کہتے اُسکی آنکھوں میں خون جوش مارنے لگتا اور وہ پھر سے کھڑی ہوتی اپنے دشمنوں کی موت کی پلاننگ کرنے لگتی۔۔۔۔



بلیک اسٹیپ کی نازک سی اونچی ہیل پہنے وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر رہی تھی جب اُسکے ہاتھ میں پکڑا وہ نیو ماڈل کا فون بج اٹھا اُسنے رُک کر پہلے اسکرین کو دیکھا پھر فون کان سے لگا گئی۔۔۔

بولو۔۔۔۔۔

کیسی ہو لیلیا؟؟؟ اُس کے روکھے انداز پر کوئی بڑی پیار سے بولا۔۔۔۔۔

بہت اچھی۔۔۔ تم بتاؤ کیسے فون کیا؟؟ لیلیا اپنے اسٹائل میں بولی۔۔۔

ڈی ایس یہاں نہیں ہے میں جانتا ہوں۔۔۔ لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں جب بادشاہ نا

ہو تو اُسکی جگہ پھر سارا نظام کون سنبھالتا ہے۔۔۔ ظاہر ہے اُسکی رانی۔۔۔ وہ آدمی

بڑی گہرائی سے اب باتوں کو اوپر نیچے کر رہا تھا جو لیلیا کو مسکرا نے پر مجبور کر

گئی۔۔۔۔۔

میں ڈی ایس کے لیے بہترین مال لایا ہوں۔۔۔ یہ مال اگر ایک بار مارکیٹ میں آگیا

تو ہر طرف اسکی دھوم مچ جائے گی۔۔۔ وہ آدمی اب اصل بات بتاتا ہوا رازداری

سے بولا۔۔۔۔۔

لیکن ڈی ایس نے ابھی لین دین سے دوری قائم رکھنے کا آرڈر دیا ہے۔۔۔۔۔ ہم پر

نظر رکھی ہوئی ہے شاید۔۔۔ اس حالات میں کیسے میں مال خرید سکتی

ہوں۔۔۔۔۔ لیلیا تھوڑی کنفیوزڈ سی بولی۔۔۔۔۔

لیلی اگر تم یہ نہیں خریدتی تو پھر میں یہ مال کسی اور پارٹی کو دے دوں گا میرا فرض تھا پہلے کنگ کو پوچھنا آگئے تمہاری مرضی۔۔۔۔ وہ آدمی بولتا اُسکے جواب کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے یامی گو تم ہم آج رات برائٹ لائٹ بار میں ملتے ہیں تم اپنا مکمل بھیس بدل کر آؤ گے۔۔۔ اور یہ بات تمہارے اور میرے بیچ رہے گی۔۔۔ میں پیسے لے کر آؤنگی۔۔ لیلی کچھ دیر سوچنے کے بعد اُسے پلین بتاتی فون رکھ گئی وہ اتنا بہترین مال ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔۔



عامر انشاء اور اُسکا پورا گینگ ازراہ کو آتا خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ آج اکیلی تھی اُس کا کلاس میٹ پو شاید آج کالج نہیں آیا تھا تبھی وہ کچھ اُداس سی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔ وہ کلاس کی سیدھ میں چل کر آئی اور اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئی۔۔۔ کسوہ کی عامر سے ہوئی جھڑپ اور بہادری کے چرچے اب ہر ایک کی زبان پر تھے جس سے اُس کی امپورٹنس کچھ بڑھ گئی تھی۔۔۔ ہر کوئی اُسکے پیچھے تعریف کرتا دکھائی دیتا جس سے عامر اور اُسکے گینگ کو بہت غصہ آتا تھا۔۔۔

ازاہ نے اُس کی عزت روبہ بدبہ پورے کالج کے سامنے ملیا میٹ جو کر کے رکھ دیا تھا۔۔۔ وہ تب سے بدلے کی آگ میں جل رہا تھا لیکن فلحال وہ ابھی اُس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد کلاس میں فیکلٹی آئے اور انہوں نے پڑھانا شروع کیا۔۔۔ ازاہ خاموشی سے اپنا کام کرتی رہی۔۔۔ کلاس ختم ہونے کے بعد اُسے تنہا دیکھ کے کچھ کلاس اسٹوڈنٹ نے اُس سے فرینڈ شپ کرنے کی کوشش کی۔۔۔

عامر کو یہ دیکھ کر اب بہت جلن ہو رہی تھی۔۔۔ کیونکہ ان میں وہ لوگ بھی تھے جو عامر سے ڈرتے اور اُسکے غصے کا شکار نہ ہونے کے ڈر سے اُسکے آگے پیچھے گھومتے تھے۔۔۔۔ لیکن اب وہ ازاہ سے فرینڈ شپ کے خواہش مند دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔

ازاہ کو لوگوں کے پیچ سینٹر آف اٹریکشن بننے دیکھ عامر نے من میں سوچا۔۔۔۔ اُسکے معصوم سے چہرے اور بہادری کی وجہ سے سب اُسکے پاس منڈرا رہے ہیں نا!!! اگر اسکا چہرہ ہی خراب ہو جائے تو؟؟؟

پھر جو اسکی بہادری کی وجہ سے اُسکے پاس گھومتے مجھے آنکھیں دکھا رہے ہیں نا وہ پھر اس سے دور بھاگے گے۔۔۔ تب میں دیکھوں گا اسکی بہادری کہاں جاتی ہے۔۔۔۔ یہ سوچ کر عامر کے چہرے پر ایک ایول والی مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔ بس ازاہ



اب تم دیکھو تمہارے اس معصوم چہرے کا میں کیا حال کرتا ہوں۔۔۔ تم آئینے میں کبھی اپنا چہرہ تک نہیں دیکھ پاؤ گی۔۔۔ اور وہ جو ڈمبو تمہارا دوست بنا پھرتا ہے وہ تمہیں منہ بھی نہیں لگائے گا۔۔۔

تبھی عامر اپنے گینگ سے الگ ہوتا ایک خالی لیب میں آیا۔۔۔ اپنی جیب سے فون نکالتا اُس نے ایک ویب سائٹ لاگ ان کیا۔۔۔ یہ انڈر ورلڈ گینگ کی ویب سائٹ تھی۔۔۔ جہاں آن لائن ہر طریقے کے غلط کام کا آرڈر لیا جاتا۔۔۔ اس ویب سائٹ کے بارے میں اُسے غلط لوگوں میں اُٹھنے بیٹھنے سے ہی معلوم چلا تھا۔۔۔ اُس نے ازراہ کی چوری چھپے لی جانے والی فوٹو اور ڈیٹیل اپلوڈ کر کے اُس کا چہرہ خراب کرنے کا کنٹریکٹ دیا۔۔۔ اور اس کے لیے اُس نے 5 لاکھ روپے تک پے کئے۔۔۔ کنٹریکٹ دینے کے بعد عامر کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ تھی۔۔۔ کچھ دیر کا اٹینشن بس مس ازراہ اس کے بعد تمہیں اٹینشن تو ملے گا لیکن پھر تمہیں خود کی شکل دیکھنے کی ہمت نہیں ہو گی بس کچھ دن پھر تم گئی۔۔۔ عامر مسکراتا ہوا واپس آیا اور گینگ کے بیچ میں جا کر بیٹھ گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد اگلی کلاس میں جانے کے لئے آج اُنہیں دوسرے فلور پر جانا تھا جہاں دوسرے سبجیکٹس کے اسٹوڈنٹ بھی تھے۔۔۔

وہاں جانے کے بعد ازاد کو پہلے سے وہاں بیٹھی ایک لڑکی نے اشارے سے اپنے پاس بیٹھنے کو کہا۔۔۔

ازاد آئی نو یو۔۔ تم یہاں میرے پاس بیٹھ جاؤ آج میری فرینڈ نہیں آئی۔۔۔  
ہاں آج میرا فرینڈ بھی نہیں آیا۔۔ ازاد مسکرا کر کہتی وہاں جیسی بیٹھنے لگی تبھی پیچھے سے انشاء نے طنز سے اُس لڑکی کو کہا۔۔ تم کلاس رولز بھول گئی ہو کیا۔۔۔ ہم سب رینک کے حساب سے بیٹھتے ہیں۔۔ اور اس حساب سے ازاد اس بیچ پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہے۔۔۔

اُس لڑکی نے جواب دیا۔۔۔ لیکن میری دوست آج نہیں آئی اُسکی جگہ خالی ہے۔۔۔  
اس پر انشاء کے ساتھ کھڑے عامر نے کہا۔۔ ازاد یہاں تب ہی بیٹھ پائی گی جب وہ ٹاپ 10 میں رینک کر جائے۔۔۔ لیکن مجھے نہیں لگتا یہ ٹام بوائے دکھنے والی لڑکی ایسا کچھ کر پائے گی۔۔۔ عامر ہنستا ہوا اُسکا مذاق اڑاتے انشاء کو تالی مارتا بولا۔۔۔  
اگر میں ٹاپ کر گئی تو۔۔۔ اب ازاد بھی پوری طرح میدان میں اُترتی مغروریت سے عامر کو دیکھتی بولی۔۔۔

اُسکے اس سوال سے کلاس میں آدھے سے زیادہ لوگ ازاد کو ایسے دیکھنے لگے جیسے اُس نے بیوقوفی والا سوال پوچھا ہے۔۔۔

لیکن عامر اور انشاء کی نظر ازاد پر تھی جو اُسکا سوال سن کر ہنس رہے تھے۔۔۔

تم اس کلاس میں ٹاپ کرو گی؟؟ انشاء نے مذاق اڑایا۔۔۔  
ازاہ نے ہاتھ فولڈ کئے اور کانفیڈنس سے کہا۔۔۔ ہاں اگر میں اس کلاس میں ٹاپ پر گئی  
تو!!!

جواب میں انشاء نے پراؤڈ لی اسمائیل کرتے ہوئے کہا۔۔۔ اگر ایسا ہوا تو میں سب  
کے سامنے گٹھنے ٹیک کر تم سے معافی مانگو گی۔۔۔ اور تم جو چاہو میں کر سکتی  
ہوں۔۔۔ لیکن اگر تم نے ٹاپ نہیں کیا۔۔۔ تو تمہیں تینوں فلور کے ٹوائلٹ صاف  
کرنے ہونگے۔۔۔ بولو منظور ہے۔۔۔ آنے والے سمسٹر ایگزام میں ہی ہم دیکھ  
لیں گے کہ تم کیسے ٹاپ کرتی ہو۔۔۔

ازاہ نے جواب میں کہا۔۔۔ ٹھیک ہے اگر آنے والے سمسٹر میں میں نے ٹاپ کیا تو  
تمہیں تینوں فلور کے ٹوائلٹ صاف کرنے کے ساتھ ساتھ مجھ سے سب کے  
سامنے گٹھنے ٹیک کر معافی بھی مانگنی ہو گی۔۔۔ اور اگر میں ہار گئی تو میں بھی یہی کروں  
گی۔۔۔

انشاء نے مسکرا کر اُسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ٹھیک ہے پھر۔۔۔  
تبھی عامر نے اونچی آواز میں کہا۔۔۔ میں نے ان دونوں کی شرط کا ویڈیو ریکارڈ کر لیا  
ہے۔۔۔ اور اس کی کاپی بھی ایک ہم تمہیں بھیج دیں گے۔۔۔ دیکھتے ہیں کون جیتے گا

اور کون ہارے گا۔۔۔ یہ کہتے ہوئے عامر نے انشاء کو ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اور وہاں سے چلے گئے۔۔۔

ہر کوئی پلٹ پلٹ کر ازاہ کو پریشانی اور عجیب نظروں سے دیکھتے سرگوشیوں میں باتیں کرنے لگے۔۔۔

وہ خاموشی سے اٹھ کر پیچھے کی خالی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔  
تم دونوں چوہوں کو دھول ناچٹادی تو میرا نام ازاہ ذیشان نہیں۔۔۔ غصے سے کھولتی وہ خود سے بولی تھی۔۔۔



تمہاری انہی بیوقوفیوں کی وجہ سے آج تمہارا یہ حال ہے تمہیں سمجھایا تھا کسوہ سے دور رہو وہ کوئی عام لڑکی نہیں لیکن تمہارے سر پر عشق کا بھوت سوار ہے دیکھو کیا حالت ہو گئی۔۔۔۔۔ ملک شاہ دائم کی ہاری حالت دیکھتا غصے سے بول رہا تھا۔۔۔

آپ ایک بار میرے خاطر مصعب سے۔۔۔ وہ رونی صورت لیے اتنا بولا کہ ملک شاہ دھاڑا۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی میں مزید تمہارے پاگل پن کی وجہ سے اور شرمندگی نہیں اٹھاؤں گا سمجھے۔۔۔ باز آ جاؤ دیکھ نہیں سکتے کسوہ خطرناک ہے کتنی۔۔۔ ارے ابھی

شادی ہوئی بھی نہیں تھی تو کیسے کسی نے اُس کی خاطر تمہیں اتنے گارڈز کی  
موجودگی میں کڈنیپ کر لیا۔۔۔۔۔ شکر کرواؤ لوگوں نے تمہیں جان سے نہیں  
مارا۔۔۔۔۔ دائم اگر تم نے کسوہ کی ضد نہیں چھوڑی تو میں تمہیں یہاں سے بھیج  
دونگا۔۔۔۔۔ ملک شاہ غصے میں کہتے اُس کے سامنے سے چلے گئے۔۔

جب دائم نے پریشان سے سر کو تھام لیا یعنی کوئی اُس کا ساتھ نہیں دے رہا  
تھا۔۔۔۔۔ وہ کیسے سمجھاتا اب سب کو کہ وہ محبت میں ہے۔۔۔۔۔ اب جو کرنا تھا اُسے خود  
اکیلے کرنا تھا۔۔۔۔۔



سر ہمیں انفارمیشن ملی ہے برائٹ لائٹ بار میں آج خفیہ طور پر ڈرگزا سمگل کی  
جائے گی۔۔۔۔۔ یامی نام کا بہت بڑا ڈرگزا سمگلر ہے جو انڈیا کے ممبئی شہر سے تعلق  
رکھتا ہے جہاں وہ گینگ گروپ کالیڈر بھی ہے۔۔۔۔۔

اُسکی کافی دہشت ہے اُس شہر میں۔۔۔۔۔ سنا ہے کوئی اُس پر آج تک ہاتھ نہیں ڈال  
سکا۔۔۔۔۔ اُسکے اپنے ملک کے سپاہی تک اُس سے ڈرتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ کب کہاں کیسے آجائے کسی کو بھی پتہ نہیں چل پاتا اُسکی ہر ملک میں الگ پہچان  
ہے۔۔۔۔۔ وہ وہاں جاتا ہے اور بہت آرام سے اپنا کام کر کے واپس آ جاتا ہے۔۔۔۔۔

بہت عرصے سے وہ اپنا مال یہاں کے گینگز کو پہنچاتا رہا ہے لیکن ڈی ایس کے یہاں  
موجود نہ ہونے پر اُسے مجبوراً خود آنا پڑ رہا ہے اور یہ خبر سچی ہے۔۔۔ ہمارے  
جاسوس نے ایئر پورٹ سے اب تک اُس کا خفیہ طور پر پیچھا کیا ہوا ہے۔۔۔ اب ہمیں  
آپکے آرڈر کا انتظار ہے۔۔۔ ایجنٹ 240 نے گھمبیر آواز میں ایک ایک  
رپورٹ میجر تک پہنچاتا اُسکے جواب کو سننے کے لئے خاموش ہو گیا۔۔۔  
ضرور وہ یہاں ڈی ایس کی غیر موجودگی میں اُسکے رائٹ ہینڈ سے ڈیکنگ کرنے آرہا  
ہو گا۔۔۔ ایسے تو کوئی اپنی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔۔۔ یہ ہمارے لیے  
گولڈن چانس ثابت ہو سکتا ہے ایجنٹ ڈی ایس تک پہنچنے کا۔۔۔ وہ اپنے ملک کے  
سپاہیوں کو انگلیوں پر نچانے کی طاقت رکھتا ہو گا لیکن پاک فوج شیروں کے آگئے یہ  
کسی سور کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔۔۔ اس جیسے گیدڑ کو بتائیں گے ہم اصل آرمی  
کسے کہتے ہیں۔۔۔ تم پوری تیاری کر کے رکھو میں ابھی پہنچتا ہوں۔۔۔ دانتوں کو  
پیس پیس کر کہتا وہ جلدی سے فون کا ٹابھاگا تھا۔۔۔



آہستہ سے برائٹ لائٹ بار کا دروازہ کھولتی لیلیٰ اندر آئی اُس کا چہرہ بلیک سکارف سے  
چھپا ہوا تھا اور آنکھوں پر کالے چشمے تھے۔۔۔ اس وقت رات کے 9 بج رہے  
تھے۔۔۔



مین ڈور سے انٹر ہوتے ہی ایک پتلی سی گیلری آتی تھی جو کہ مین حال تک جانے کا راستہ تھی۔۔۔ اس میں ریڈ لائٹ کی روشنی تھی اس کی دیوار سے لگے کئی لوگ کھڑے تھے جن میں کچھ کیل تھے تو کچھ ڈرنکس ہاتھ میں لیے باتیں کر رہے تھے۔۔۔ جیسے ہی لیلیٰ نے گیلری کو کراس کر کے ہال میں قدم رکھا تو میوزک کا ساؤنڈ تیز ہو گیا۔۔۔ کیوں کہ وہاں سب مست پارٹی کرنے میں مشغول تھے۔۔۔ لیلیٰ نے چاروں اطراف اپنی نظر گھمائی جب ایک جگہ اُسکی نظر آ کر ٹھہر گئی۔۔۔ جہاں پورے بلیک کپڑوں میں کوئی منہ چھپائے کونے میں بیٹھا تھا وہ یامی گوتم ہی تھا۔۔۔۔

ہاتھ میں بڑا سا بیگ لیے لیلیٰ تیز تیز قدم بڑھاتی اُس دوسری خالی ٹیبل پر ایسے جا کر بیٹھی کہ دونوں کی پیٹھ ملتی اور چہرے ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پاتے تھے۔۔۔۔ تمہیں کسی نے دیکھا تو نہیں؟؟۔۔۔ لیلیٰ نے ادھر ادھر دیکھتے کہا۔۔۔ نہیں میں بڑی احتیاط سے یہاں آیا ہوں کسی کو معلوم نہیں تمہارے علاوہ لاؤ پیسے دو اور مال لے جاؤ۔۔۔ یامی بے حد گھبراتے جلدی جلدی میں بولا۔۔۔۔۔ مال میں اگر کسی قسم کا طول جھول ہوا تو تمہیں جان سے مار ڈالو گی۔۔۔ پیسے نیچے جھک کر اُسکی طرف کھسکاتی لیلیٰ لومڑی کی طرح دکھتی بولی۔۔۔

اس سے پہلے یامی گوتم مال اُسکے ہاتھ میں دیتا پورے حال میں فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگی۔۔۔ کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا۔۔۔ سیاہ رنگ کے یونی فورم پہنے منہ چھپائے 4 مرد اندر آتے گر جدار آواز میں بولے۔۔۔

لعنت ہو تم پر۔۔۔ لیلیٰ ہڑ بڑا کر گن نکالتی اپنے پیسے اٹھاتی بھاگی۔۔۔ اُسے شک تھا کہ ایجنٹس اپنی نظریں ان پر رکھے ہوئے ہیں لیکن اُس نے سوچا یہ کام جلدی کر کے وہ واپس آجائے گی۔۔۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہو سکا۔۔۔ وہ وقت کی رفتار سے تیز اور ہوشیار تھے۔۔۔

ہر طرف لوگ چیختے ادھر ادھر بھاگ کر اپنی جان بچانے لگے۔۔۔ کوئی زور زور سے ریڈ پڑ گئی کی آوازیں لگاتے بھاگ رہا تھا تو کوئی کونے کھانچوں میں خوف سے دپک کر بیٹھے تھے۔۔۔

یہ کیسے آگئے؟؟؟ گوتم ٹیبیل کے نیچے چھپتا ہوا بولا اُسکے ہاتھ میں اُسکا مال تھا۔۔۔ اور چہرہ لٹھے کی مانند سفید۔۔۔ اُس سے خوف سے اپنی گن بھی نہیں نکالی جا رہی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی اُسے کیسے بچ کر یہاں سے نکلنا ہے یامی پر دل میں لعنت بھیجتی وہ ایک دروازے کی طرف بھاگی جب ایک ایجنٹ اُسے بھاگتا دیکھتا اُسکے پیچھے بھاگا۔۔۔ رُک جاؤ۔۔۔ وہ دور سے چیخا۔۔۔

بدلے میں لیلی گھومی اور پلٹ کر فائر کرنے لگی۔۔۔

ایجنٹ دیوار کی سائڈ میں ہوتا چھپ گیا۔۔۔ لیلی اب آگے بھاگتی پھر پلٹ کر فائر بھی کرتی اس سے وہ بھی بدلے میں فائر کرنے لگے لیکن لیلی بچتی دروازہ کھول کر روم میں آتی دروازہ بند کر گئی اُسے خفیہ دروازہ جوزمین کے نیچے ایک کانچ کے خوبصورت ٹائل سے بناتھا بٹن کی مدد سے جلدی سے کھولا اور اُس میں آگئی۔۔۔۔

تم اس پورے بار کو اپنے گھیرے میں لے لو اور اُس یامی نام کے جانور کو اٹھاؤ۔۔۔ میں ایجنٹ 240 کے ساتھ اُس کا پیچھا کروں گا جو آگے بھاگا ہے۔۔۔ اپنے گروپ کو آرڈر دیتا وہ آگے اُس طرف بھاگا جہاں لیلی گئی تھی۔۔۔

اُسکے باقی ایجنٹ اپنے لیڈر کا آرڈر سنتے فوراً حرکت میں آئے۔۔۔ میجر گن ہاتھ میں پکڑے اپنی پوزیشن لئے تیزی سے بھاگتا روم کے دروازے پر آکر روکا۔۔۔

ایجنٹ دروازہ توڑو۔۔۔ گن سے سامنے سیدھ میں نشانہ تاکے وہ ایجنٹ 240 کو آرڈر دیتا بولا۔۔۔۔

جب ایجنٹ نے بھاری جوتے سے دروازے پر زور زور سے ضرب لگانی شروع کر دی۔۔۔ دروازہ چند سیکنڈ میں اُسکے بھاری جوتے کی ضرب کے آگے ہارتا ٹوٹ کر خستہ حال میں کھل گیا۔۔۔۔

لیکن یہ کیا پورا کمرہ ایک دم خالی تھا وہاں ایک ہاتھروم تھا۔۔۔ اور کمرے میں صرف بیڈ کے علاوہ کوئی کھڑکی کوئی دوسرا دروازہ تک نہیں تھا۔۔۔۔ وہ انسان اس کمرے میں سے کیسے غائب ہو سکتا تھا۔۔۔۔

ضرور یہاں کوئی خفیہ راستہ ہے جہاں سے وہ بھاگا ہے ایجنٹ ہمارے پاس وقت نہیں ڈھونڈو دروازہ یہی کہیں ہو گا۔۔۔

وہ دونوں اب کمرے کا کونہ کونہ دیکھ رہے تھے۔۔۔ ایجنٹ 240 پردوں کے پیچھے دیواروں کو اچھے سے دیکھ رہا تھا تو میجر زمین پر بیٹھا ایک ایک ٹائل کو انگلی سے احتیاط سے بجاتا چیک کر رہا تھا جب سب سے الگ دکھتی وہ بلورنگ کی ٹائل اُسے الرٹ کر گئی۔۔۔۔

ایجنٹ یہی وہ دروازہ ہے جہاں سے وہ بھاگا ہے۔۔۔۔ میجر تیزی سے کھڑا ہوتا بولا اور گن کا نشانہ اُس ٹائل پر سیٹ کیا ایجنٹ تیزی سے میجر کی بات سنتا اُسکے قریب آیا اور اُسکا اشارہ سمجھتے دونوں نے اپنی گن سیٹ کی اور ایک ساتھ اُس ٹائل پر فائر کھول دیئے۔۔۔۔

چند گولیوں کی تراہٹ سے ٹائل کے پڑتی پٹتی اور اڑھ گئے اور اندر جانے والا راستہ صاف دکھائی دینے لگا۔۔۔

میجر تیزی سے اُس دروازے کے اندر داخل ہوا جہاں ایک سرنگ نما اندھیرے سے ڈوبنا تھا۔ اُس نے موبائل کی ٹورچ کھولی اور احتیاط سے آگے بڑھنے لگا۔۔۔ وہ راستہ تھوڑا لمبا تھا لیکن ایک پتلے سے دروازے پر جا کر ختم ہوتا تھا جو میجر کے زوردار دھکے سے ٹوٹ کر دور جا گرا۔۔۔

وہ دونوں جیسی اُس دروازے سے باہر آئے ایک گندی بدبو کا زوردار جھونکا اُنکی ناک کی حس سے ٹکرایا۔۔۔ اُنہوں نے دیکھا چاروں طرف بے شمار کچرا اور گند پھیلا تھا۔۔۔ اور وہاں اُن دو کے علاوہ صرف کتے تھے جو اُس سنسان جگہ پر اُنہیں دیکھتے اب بھونک رہے تھے۔۔۔۔

سریقینا وہ ڈی ایس کا ہی قریبی تھا تبھی اُس نے اس بار کو سلیکٹ کیا تاکہ ایسی صورت میں جان بچا کر بھاگ سکے۔۔۔ اور اس کچرا کنڈی جیسی جگہ پر کس کا شک نہیں جاسکتا کہ یہاں ایک خفیہ راستہ ہو سکتا ہے جو ایک شاندار بار کے روم میں جا کر ختم ہوتا ہے۔۔۔۔ وہ ہم سے پھر بچ گیا۔۔۔۔ ایجنٹ اب غصے سے زمین پر لات مارتا بولا۔۔۔۔

ایجنٹ یقیناً وہ بھاگنے میں کامیاب رہا ہو لیکن کب تک آخر ایک دن تو شکاری خود شکار بنے گا۔۔۔ ہمیں بہت کچھ اس مہمان سے بھی معلوم ہو گا۔۔۔ فلحال اُس مہمان کو تو دیکھیں جواب ہماری پکڑ میں ہے۔۔۔ اور اس بار کے اونر کو بھی پکڑ کر گاڑی

میں ڈالو۔۔ دیکھیں تو ڈی ایس نے اور کتنے خفیہ راستے بنائے ہیں  
یہاں۔۔۔۔ میجر اپنی گن کمر کے پیچھے رکھتا بڑے مزے سے بولا ایسے جیسے اس  
مشن سے اُسے بہت مزا آیا ہو۔۔۔۔  
ایجنٹ سر ہلاتا اب اُسکے پیچھے چل دیا تھا۔۔



گہرے سانس لیتی وہ منہ پر لگاتار ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار رہی تھی۔۔۔ جس سے  
اُس کا چہرہ سرخ ہوتا سُن ہو چکا تھا۔۔۔ تھک کر آخر اُس نے آنکھیں کھولتے شیشے  
میں خود کو دیکھا۔۔۔ اُسکی آنکھیں سرخ انگارہ بنی ہوئی تھی۔۔۔  
کتنی بڑی غلطی کر بیٹھی تھی وہ آج۔۔۔ اگر آج وہ پکڑی جاتی یا اُنکے ہاتھ لگ جاتی  
تو؟؟؟ اس سے آگے سوچنا بھی خون خشک کر دینے جیسا تھا۔۔۔  
آہ۔۔۔۔ یہ میں نے کیا کر دیا۔۔۔ میں نے ڈی ایس کو دھوکا دیا؟؟ کیوں  
کیوں؟؟؟!!! کیوں میں اُس یامی کی باتوں میں آگئی۔۔۔ اب وہ پہلے سے اور محتاط ہو  
جائیں گے۔۔۔ مجھے کیسے بھی کر کے یہ بات ڈی ایس تک نہیں پہنچنے دینا  
چاہیے۔۔۔۔ لیلیٰ خود پر اچھے سے غصہ نکالتی خود کو تکلیف دیتی جنوں بھرے  
تاثرات لئے خود کو پُر سکون کرتی بولی۔۔۔  
اب اُسے مکمل روپوش ہونا ہی بہتر حل لگا تھا۔۔۔





رات کے پونے بارہ کے قریب کا وقت تھا جب وہ تھکا ہارا بھوک سے نڈھال گھر  
میں انٹر ہوا جہاں بھائیں بھائیں کرتا اندھیرے میں ڈوبا گھر اُسے ویلکم پیش کر رہا  
تھا۔۔۔

لان کے بیچ کھڑے ایک ٹھنڈی آہ بھرتے اُس نے سر اٹھا کر بڑی سی کانچ وال کی  
طرف حسرت سے دیکھا جسے اندر کے منظر کو دوسری نظروں سے چھپانے کیلئے  
پردوں سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔

کاش اس وقت اُس کا سندر کو مل چہرہ اور ہر نی آنکھیں دیکھ سکتا۔۔۔ دل کی اس  
سرگوشی پر وہ ہلکا سا مسکرایا اور دل کو ڈپٹتا بولا۔۔۔

چل پاگل وہ بھلا تیرا انتظار کرے گی تیرا؟؟؟ شکل دیکھی ہے آئینے میں۔۔۔ کہاں وہ  
رات کی چاندنی میں آسمان سے گرتی ٹھنڈی شبِ نیم جیسی اور کہاں تم دھوپ کی تپش  
سے جھلستی ریت۔۔۔ کہاں وہ مکمل چودھویں کا چاند اور کہاں تم مصور کے دکھوں  
کی ادھوری چھوڑی تصویر۔۔۔

ناکرو خود پر اتنا ناز کہ تم تخت تاج کے رعایا ہو کر بھی ایک در کے جوگی بنے بیٹھے ہو  
اور پھر بھی ہر بار کی طرح تہی دامن لوٹا دیئے جاتے ہو۔۔۔ افسردگی سے چہرہ نیچے  
جھکا تا وہ تھکے قدموں سے اندر گھر میں داخل ہوا اور کچن کی طرف بڑھا اُسے شدت

کی بھوک محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ لیکن تھکن کی وجہ سے وہ سستی دکھاتا صرف پانی پینے کی نیت سے بھوک کو مٹانے کے لیے فریج کی طرف آیا اور ٹھنڈے پانی کی بوتل نکالتا منہ سے لگا گیا۔۔۔

تم اتنی لیٹ آئے؟؟ کم سے کم انسان کو فون ضرور اٹھالینا چاہیے۔۔۔ مصعب کی پیچھے سے اچانک آتی آواز پر وہ چونک کر منہ سے بوتل ہٹاتا مڑا اُسے لگ رہا تھا کہ مصعب کب کا دوائی کھا کر سوچکے ہونگے۔۔۔

وہ چاچو سردار آپکو تو سب معلوم ہے۔۔۔۔۔ دن رات کا فرق ہی نہیں رہتا کام کے دوران۔۔۔ پھر میرے فون کی بیٹری بھی ڈیڈ ہو چکی تھی تو انفورم نا کر سکا۔۔۔۔۔ آپ پلیز میرا ویٹ مت کیا کریں۔۔۔۔۔ سر جھکاتا وہ بڑے ادب سے لیکن شرمندہ ساد کھائی دیتا نہیں بول رہا تھا۔۔۔

ہنہ آوارہ گردی کرنے اور نکمو کی طرح سڑکیں ناپنے سے فرصت ملے تو فون اٹھائیں گے۔۔۔ یہاں تو نوکر بیٹھیں ہیں انکے جو سارا دن کام کر کے اب انکی فکر میں اپنی نیندیں بھی حرام کریں۔۔۔ اچھا ڈراما چل پڑا ہے۔۔۔۔۔ کسوہ کی اچانک اُبھرتی آواز پر صمیان نے ایک سیکنڈ ضائع کئے بنا گردن اٹھا کر حیرانگی سے سامنے دیکھا جہاں سے وہ ہلکی لال ہوتی ناک اور گال لیے ناراضگی سے اندر آرہی تھی۔۔۔۔

اُسکی آنکھیں نیند سے ڈوبی کسی شاعر کی غزل سے مشابہ رکھتی اس وقت جتنی حسین لگ رہیں تھی وہ کوئی صمیان کے دل سے پوچھتا شاید وہ نیند سے جاگنے اور پانی نہ ہونے کی صورت میں اچانک صمیان کی دل کی چھوٹی سی خواہش کو پورا کرنے وہاں چلی آئی تھی۔۔۔

مصعب نے کسوہ کی جلی کٹی تقریر ضبط سے سنی اُسے رات کے اس وقت بھی اُس معصوم پر ذرا ترس نا آیا تھا۔۔۔ اب اگر وہ ذرا اُس معصوم کی سائڈ لیتے اُسے کچھ کہہ دیتے تو رات کو ایک محفل لگ جانی تھی۔۔۔ تبھی وہ دوائیوں کے زیر اثر اپنے سُن ہوتے دماغ پر رحم کھاتے خاموش ہی رہے۔۔۔۔۔

لیکن دوسری طرف تو صمیان کے چہرے پر ایک ہزار ایک واٹ کا جیسے بلب روشن ہو گیا تھا کسوہ کو اچانک دیکھ کے۔۔۔

کسوہ اُسے پوری طرح انکور کئے فریج کی طرف جیسی آئی تبھی صمیان نے شرارت سے اُسے دیکھتے ہاتھ میں پکڑی بوتل اُس کی طرف بڑھائی۔۔۔۔

کسوہ نے ناچاہتے ہوئے اب خون بھری نظروں سے آخر اُسکی طرف دیکھ ہی لیا جسے وہ مسلسل انکور کر رہی تھی پھر اُسکے ہاتھ کی بوتل کو ایک طرف جھٹکے سے پرے کرتے فریج سے دوسری بوتل نکالی اور وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔ جاتے جاتے

اُس نے بڑی غور سے اُسکے بھاری لیدر کے بوٹس پر جمی مٹی کی گہری تہہ اور گلے کے نیچے وہ گہرے بنے دو نشان کو دیکھنا نہیں بھولی تھی۔۔

صمیان اُسکے غصے سے پھولے منہ کو دیکھتا من ہی من مسکرا دیا۔۔۔ کچھ پل پہلے کی جو اُسکی سخت تھکان اور سستی تھی وہ اب کسود جیسے اپنے ساتھ لے گئی تھی۔۔

تمہیں بھوک لگی ہوگی رو کو میں کھانا گرم۔۔۔۔ مصعب یہ کہتے آگے بڑھتے آئے

جب صمیان نے اُنہیں بڑی پیار سے یہ کہہ کر بھیج دیا کہ وہ 7 سالوں میں اپنے

سارے کام خود کرنے کا عادی ہے اس لیے وہ پریشان ناہوں۔۔۔۔ مصعب

بیچارے کیا کرتے آخر اُنہیں اُسکی ضد مانی پڑی اور روم میں واپس جانا پڑا۔۔

اُنکے جانے کے بعد صمیان شرارت سے اُس طرف دیکھنے لگا جہاں اُسکی آخری

جھلک روم میں جاتے دکھائی دی بے اختیار اُسکے لب مسکرا اٹھے اور دل دھڑک

گیا۔۔

تمہاری محبت پہ آمین 🤲"

تمہارا غصہ سر آنکھوں پر۔۔

تمہاری انا قبول 🌹

تمہاری ضد منظور 🔥

"سب قبول محترمہ۔۔

شرط صرف اتنی"۔۔

کہ بس تم میرے ہو!..!!

اپنے من میں اُس سے مخاطب ہوتا وہ اب خوش گوار موڈ میں اپنے لیے کھانا گرم کرنے واپس کچن میں آگیا۔۔۔ اُسکی بھوک کسود کو دیکھ کر چمک اٹھی تھی اور جسم میں جیسے توانائی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

کسود جب روم میں آئی تو اُسکے ماتھے پر کئی شکنیں نمودار تھی۔۔۔ بوتل ہاتھ میں پکڑے وہ بیڈ پر بیٹھی گہری سوچوں میں گم ہو گئی۔۔۔ کیونکہ آج جب وہ آفس آیا تھا تب وہ اُسے پچھلے سات سالوں میں آج پہلی بار دیکھ پائی تھی۔۔۔ تب اُسنے اُسکی خوبصورت شخصیت کے ساتھ اُسکا باروب انداز۔۔۔ حسین نقش اُس پر غصہ ہونے کے باوجود بھی بڑی توجہ سے دیکھا تھا۔۔۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ کسی فیری ٹیل کی کہانیوں سے نکلا اصلی کاشہزادہ ہو۔۔۔

جبکہ ناتوا اُس نے اچھے کپڑے پہنے تھے ناپیروں میں چمکتے جوتے ناگھنے بالوں کو سلیقے سے جمایا اور نہ ہی مہنگی خوشبو سے خود کو مہکایا تھا۔۔۔ اُسکی سیاہ بڑھی ہوئی گھنی داڑھی اور آنکھوں کی معصوم سی چمک بھی ہزاروں میں سب سے الگ تھی۔۔۔ وہ اتنے عام سے حلیے میں بھی ہیرے کی سی اہمیت رکھتا تھا۔۔۔ اور اس وقت تو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کشتی کر کے آیا ہو۔۔۔ عجیب سے ہو رہے گندے

کپڑے۔۔ مٹی سے بھرے جوتے۔۔ رات کے اس وقت وہ کہاں سے آرہا تھا جو

اُسکا یہ حال تھا؟؟؟

لیکن ان سب چیزوں کے باوجود ایک چیز تھی جو اُسے چونکا گئی تھی وہ تھا اُسکے گلے کے نیچے کالر بون کے بیچ بنے وہ دونشان جو کافی گہرے اور ایسے معلوم ہوتے جیسے کسی اژدہا جتنے بڑے سانپ نے اُسے ڈسا ہو۔۔۔۔

یہ ساری سوچیں ایک بار پھر اُسکا سر درد کرنے لگی تھیں۔۔۔۔۔ اف میں پاگل ہو جاؤں گی۔۔۔ صمیان خان تم کیا ہو؟؟؟ خیر جو بھی ہو ایک دن سچ سامنے آجائے گا۔۔۔۔۔ اپنے سر کو زور سے پکڑتی وہ کوفت سے ہلکا چیخی اور پھر بستر پر لیٹتی سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔



میں سوچ رہی ہوں یزدان کیوں نا ایک بڑی سی دعوت رکھی جائے حویلی میں جہاں تمام قبائل سے معزز سرداروں اور انکی فیملی کو مدعو کیا جائے۔۔۔۔

اب دیکھو نا میرے صمیان کی جن حالات میں شادی ہوئی وہ تو نہیں سوچا تھا یہاں نے میرے تو بڑے ارمان تھے۔۔۔۔۔ لیکن میرا بچہ دو لہا بن کر بھی دو لہا جیسا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔۔ بے شک اس میں سارا قصور کسوہ ہی کا ہے اگر اُسکی ضد ہڈ دھرمی نا ہوتی تو دونوں کی شادی ایسی ہوتی کہ دنیا دیکھتی۔۔۔۔۔



ہماری خوشیوں پر پتہ نہیں اس منہوس کا گرہن کب ہٹے گا۔۔۔ کوئی ڈھنگ کی خوشی ہم منا ہی نہیں سکے۔۔۔ ولیمہ بھی یوں ہی لٹکا رہے گا۔۔۔ اس لڑکی کی ناک جو اتنی اونچی ہے۔۔۔ میرے بچے کے کتنے ارمان کھاگی۔۔۔

میں تو کہتی ہوں ایک شاندار دعوت کا بندوبست کرو بس۔۔۔ میرے صمیان کے آنے کی خوشی میں اور سب سے بڑھ کر تمہارے باپ بننے کے خبر کی خوشی میں۔۔۔ سکینہ سردار پیار سے یزدان کا ماتھا چومتی بولی تھی۔۔۔ کل رات ہی تو انہیں یہ خوشخبری ملی تھی کہ فاطمہ اُمید سے ہے۔۔۔

خوشی تو یزدان کی بھی دیکھنے والی تھی اُس کے چہرے کی مسکراہٹ ہونٹوں سے جدا ہو کر ہی نہیں دے رہی تھی۔۔۔ اب بھی وہ سکینہ سردار کی بات سُنتا مسکرا رہا تھا۔۔۔

میں نے ایک فیصلہ کیا ہے یزدان۔۔۔ اچانک دادی سرکار کا بدلہ انداز یزدان کو چونکا گیا وہ آنکھیں چھوٹی کرتا انہیں دیکھنے لگا۔۔۔ کیسا فیصلہ؟؟؟

میں صمیان کی زندگی اس طرح برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ میں کسوہ کی ضد کو اپنے صمیان کی خوشیوں سے کھیلنے نہیں دوں گی۔۔۔ یہ لڑکی میرے صمیان کو کبھی شوہر تسلیم کرے گی اور نا ہی اُسے اولاد جیسی خوشی دے سکے گی۔۔۔ صمیان

کبھی اس لڑکی سے سُکھ نہیں پاسکے گا۔۔۔ سکینہ سردار گھمبیر لہجے میں کہتی دکھی دکھائی دے رہیں تھیں۔۔۔

پھر آپ کیا کرنے کا ارادہ رکھتیں ہیں؟؟ یزدان سوالیہ انداز میں بولا۔۔۔  
میں اس دعوت میں شہریار خان اور اُس کی فیملی کو مدعو کروں گی۔۔۔ وہ ہمارے ہم  
پلہ سردار ہے۔۔۔ اُس کی بیٹی حال ہی میں ڈاکٹر بنی ہے بہت خوبصورت بھی  
ہے۔۔۔ میں نے اُسے دیکھا ہے اُسکا نام کائنات خان ہے۔۔۔ میں صمیان کا دوسرا  
نکاح اُس لڑکی سے کرواؤں گی۔۔۔ پھر چاہے کسواہ اپنی ضد اور جنون میں جلتی سڑتی  
رہے۔۔۔ مجھے پرواہ نہیں۔۔۔ روایت کے مطابق وہ میرے صمیان کی منگ تھی  
لیکن اب بیوی ہے۔۔۔ یہی ساری بات ختم۔۔۔ اب بھلے سے وہ ساری زندگی  
یوں ہی بیٹھی رہے ہیں اُسکے رہمو کرم پر اپنے جان سے پیارے بچے کو نہیں چھوڑ  
سکتی۔۔۔۔۔ سکینہ سردار پہلے سے سب طے کئے جیسے بیٹھیں تھیں۔۔۔  
ممکن ہی نہیں۔۔۔ صمیان کسی صورت نہیں مانے گا۔۔۔ یزدان کُرسی پر پیچھے ہوتا  
آرام سے بولا۔

میں اُسے راضی کروں گی۔۔۔ وہ ایک سردار ہے آخر کب تک ایسی ادھوری زندگی  
جئے گا۔۔۔ وہ ضرور مانے گا۔۔۔ تم بندوبست کرو تقریب کا۔۔۔ مجھے یقین ہے  
شہریار خان بھی میری اس خواہش سے بے خبر نہیں وہ بس اس انتظار میں ہے کب

میں بات چھیڑوں اور وہ بیٹی فوراً سے رخصت کر دے۔۔۔ میرا صمیان ہے ہی  
ایسا کہ بیک وقت چار شادیاں بھی کرنا چاہئے تو کوئی خاندان کوئی لڑکی اُسے انکار  
کرنے کی خود میں ہمت نہیں رکھ سکتی۔۔۔۔ سکینہ سردار فخر سے سراونچا کرتے  
غور سے بولیں تھیں۔۔۔۔



ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھا وہ شاید بے چینی سے کسی کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔ بیلو نیرو  
جینز۔۔۔ بلیک اینڈ ریڈ چیک شرٹ جس پر کالی جیکٹ۔۔۔ پاؤں میں چھوٹے انچ کے  
بھاری اصل لیڈر کے مسٹر ڈبوٹس۔۔۔۔ پہنے وہ بہت ہینڈ سم اور چار منگ لگ رہا تھا



جبکہ سامنے رکھا گرم ناشتہ کل کی طرح بالکل ٹھنڈا ہو چکا تھا۔۔۔ جب کک نے  
تھوڑا ڈر کر پوچھا۔۔۔۔ سر کیا آپ کو ناشتہ پسند نہیں آیا دوسرا بنا دوں؟؟؟  
نہیں اسکی ضرورت نہیں۔۔۔ مصروف سا کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتا پھر مڑ کر  
بے صبری سے پیچھے دیکھا جہاں سے اوپر کی طرف آتی سیڑھیاں دکھائی دیتی  
تھیں۔۔۔۔

سامنے بیٹھی زہرہ نے ہلکی سی نگاہ اٹھا کر صمیان کو دیکھتے پھر کک کو دیکھا اور وہاں  
سے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔

مجھے لگتا ہے آج آپ پھر ناشتے کے بنا جانے کے موڈ میں ہیں؟؟؟ احتیاط سے اُسکے برابر کُرسی پر سمیٹ کے بیٹھتی زہرہ تھوڑا اُسکی طرف جھک کر رازداری سے بولی

---

صمیان ایک دم چونک کر اُسکی طرف دیکھتا ہلکا سا مسکرایا اور اُسکے سر پر پیار سے اپنا بھاری ہاتھ رکھ دیا۔۔۔ زہرہ بھی بے اختیار مسکرائی اُسے لگا جیسے پُرانی دوستی کی راہیں ہموار ہونے چلیں ہیں۔۔۔۔

تبھی مصعب بھی تیار ہوئے ٹیبل پر آ بیٹھے اور اُنکے ساتھ ہی کسی کی مخصوص مہکتی خوشبو بھی صمیان کے حواسوں سے ٹکرائی جب وہ گھوم کے ایک ٹک پلکیں چھپکائے سامنے دیکھنے لگا جہاں وہ ڈارک براؤن ہائینک۔۔۔ وائٹ پلین سلکی کوٹ اور سلک پینٹ پہنے اپنی ہیل کے ساتھ لائٹ میک اپ اور سلکی کھلے بالوں کے ساتھ موبائل میں مصروف آتی بہت آڈوربل اور ایلگنٹ دکھائی دے رہی تھی۔۔۔

جب زہرہ نے ہلکی کوھنی سے اُسکے بازو کو ٹچ کرتے اُسے باز رہنے کو کہا۔۔۔۔  
ارے صمیان بیٹا تم نے ناشتہ شروع نہیں کیا؟؟ چلو بسم اللہ کرو۔۔۔ مصعب کُرسی سنبھالتے پہلے حیران ہوئے کہ اُسکی پلیٹ اب بھی خالی ہے پھر مسکراتے بولے۔۔۔۔

کسوہ موبائل کی اسکرین کو اسکرول کرتی مصروف انداز میں اُس کے بالکل سامنے والی کُرسی پر جا بیٹھی وہ ایک بہت امپورٹنٹ میسج پڑھ رہی تھی جب موبائل رکھتی بالکل اچانک اُسکی نظر سامنے بیٹھے صمیان سے جا ٹکرائی جہاں وہ اُسے ہی گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

کسوہ کی غصے سے بھری نظر جیسی اُسکی نظر سے ٹکرائی اُس نے گھبرا کر نظروں کو گھوما لیا۔۔۔۔ جب کسوہ کے سامنے کک نے اُسکا ناشتہ لا کر رکھا۔۔۔ اُسکا ڈبل آملیٹ سینڈویچ جسے وہ بچپن سے ناشتے میں کھانا پسند کرتی تھی۔۔۔۔ کسوہ نے گہرا سانس کھینچتے سینڈویچ کا ایک بانٹ لیا اور وہی اُسکا منہ بن گیا۔۔۔۔ جب اُس نے زور سے چیچ پلیٹ میں پٹختے غصے سے کک کو آواز دی۔۔۔۔ کک گھبرا کر باہر آیا۔۔۔ مصعب اور زہرہ توریلکس تھے لیکن صمیان جو ناشتے کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا کسوہ کا موڈ آف دیکھ کر رُک گیا۔۔۔ ہزار بار کہا ہے آپ سے آملیٹ میں چیلی سیڈ مجھے بالکل پسند نہیں لیکن آپ سے اتنا نہیں ہوتا کہ مجھے کبھی پرفیکٹ سینڈویچ ناشتے میں سرو کریں۔۔۔۔ ناراض لہجے میں کہتی وہ جو س کا ادھا گلاس پیتی اور جیم لگی بریڈ اٹھاتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

مصعب نے افسوس سے سر ہلاتے کہا۔۔۔ اب جیسا ماں بناتی ہو وہ دنیا کا ماسٹر شیو  
بھی بنا کر لے آئے تو وہ بات نہیں آسکتی نا۔۔۔ یہ چھوٹی سی بات اس لڑکی کو سمجھ  
نہیں آتی۔۔۔

صمیان نے افسردگی سے ہونٹ بھینچے اُس سینڈ وچ اور گلاس کو دیکھا جسے کسوہ  
ادھورا چھوڑ گئی تھی تبھی ہاتھ بڑھا کر وہ سینڈ وچ پلیٹ اور جوس کا گلاس اٹھاتے  
صمیان اپنے سامنے رکھتا کھانے لگا۔۔۔ اب کہ مصعب اور زہرہ نے حیران  
آنکھوں سے اُسے پھر ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔

جبکہ صمیان پر واہ کئے بنا اُس کا بچا سینڈ وچ اور ادھا گلاس جوس ختم کرتا اٹھا اور چلا  
گیا۔۔۔



سر جس آدمی کو ہم نے کل رات برائٹی لائٹ بار سے پکڑا تھا۔۔۔ اُس نے بتایا وہ کل  
ڈریگن گینگ کے رائٹ ہینڈ کو ڈرگزا سمگلر کرنے آیا تھا۔۔۔ اس گینگ کے بارے  
میں کہیں کوئی انفارمیشن نہیں ہے اس لیے کسی طرح ہم نے تھوڑی بہت انفارمیشن  
نکالی ہے۔۔۔ ایسا لگتا ہے جیسے یہ دنیا میں ہے ہی نہیں۔۔۔ سر ہم نے ہر طریقے  
سے اس آدمی کو ٹارچر کیا لیکن وہ منہ کھولنے کے لیے تیاری ہی نہیں ہو رہا ہے اس کا  
کہنا ہے کہ وہ ہمیں اتنا ہی بتا رہا جتنا اُسے معلوم ہے اور وہ کنگ کو دھوکا نہیں دینا



چاہتا۔۔۔۔۔ کنگ کا نام سنتے ہی میجر نے فائل کو بند کر کے ٹیبل پر پٹک

دیا۔۔۔ کنگ کوئی آدمی نہیں بلکہ ایک پوزیشن ہے۔۔۔

انڈر ورلڈ میں بہت ہی پہنچا ہوا اور خطرناک اور گناہ زیشن جس کا نام ہے  
ایمپائر۔۔۔ ایمپائر کے لیڈر کو کنگ کہا جاتا ہے۔۔۔ اور کنگ کوئی اور نہیں ڈی ایس  
تھا جو اپنی چالاکی اور حیوانیت کے لئے پورے انڈر ورلڈ میں فینس تھا اور بڑے  
آرام سے یہ پورا نیٹورک چلا رہا تھا۔۔۔۔۔

یہاں تک کے انڈر ورلڈ کے دوسرے گینگ بھی کبھی ایمپائر سے پنگا نہیں  
لیتے۔۔۔ اور اگر ایمپائر کی طرف سے کبھی بھی انہیں کوئی کام کرنا ہے تو وہ انہیں کرنا  
ہی پڑتا ہے۔۔۔

لیکن آج سے کچھ سالوں پہلے جب اس ایمپائر کا اصل مالک جس نے اس ایمپائر کی  
بنیاد رکھی ملک میں فساد پھیلانے ہوئے تھا اُسے ایک گروپ ہے جس کے بارے  
میں کسی کو کوئی انفارمیشن نہیں ہے۔۔۔ اس گروپ کو ملٹری نے گونگ گروپ کا  
نام دیا تھا۔۔۔ یہ گروپ ایمپائر کا رائیول گروپ تھا۔۔۔ یہ کہا جائے کی جانی  
دشمن۔۔۔۔۔ اس گروپ نے ایمپائر کے بہت سارے کاموں میں پنگا ڈالا اور  
اُسے مکمل تباہ کر کے ختم کر دیا۔۔۔ اس بات کی انفارمیشن کسی کے پاس نہیں کہ  
اس ایمپائر کا اصل مالک اور اُس کے پورے گینگ کو زمین کھا گئی یا آسمان۔۔۔۔۔

اور آج سالوں بعد کنگ پھر جاگ گیا۔۔۔ جیسے وہ کوئی پُرانا حساب برابر کرنے  
اصل ایمپائر کی جگہ خود آ بیٹھا ہو۔۔۔۔۔

جو کچھ سالوں پہلے ہو اُس سے نئے ایمپائر کی ساکھ تھوڑی کمزور تو ہوئی ہے لیکن وہ  
اپنے غلط کاموں کو بڑھا کر پھر سے مضبوط بن رہا ہے۔۔۔ اس لیے ڈریگن گینگ  
جیسے اور بھی دوسرے گروپس ہیں۔۔۔ جو ایمپائر کے لیے کام کرتے  
ہیں۔۔۔ ایمپائر کا پتہ کوئی نہیں جانتا۔۔۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ایمپائر کے انڈر کام  
کرنے والے لوگ پورے پاکستان میں یہاں تک کہ انٹرنیشنل لیول پر بھی پھیلے  
ہوئے ہیں۔۔۔۔ اور وہ سبھی ایک اچھے اور ریسپیکٹڈ لوگوں کی طرح نظر آتے  
ہیں۔۔۔ لیکن اصل میں وہ اس گینگ سے جڑے ہوئے ہیں۔۔۔

سنا ہے سالوں پہلے ایمپائر کے اصل کنگ نے خود کو بلڈ کرنے کے لئے حیوانیت  
سے بھری اسٹریجڈی اپنائی تھی۔۔۔ جس میں یہ لوگ چھوٹے بچوں کو کڈنیپ  
کر کے انہیں بچپن سے ہی ٹرین کرتے تھے۔۔۔ پھر ان بچوں کو ٹین ایتج میں ان  
کے گھر واپس بھیج دیا جاتا تھا۔۔۔ یا پھر ان کے آئیڈنٹی بدل کر انہیں کسی الگ الگ  
جگہوں پر بھیج دیا جاتا تھا۔۔۔ جس سے وہ لوگ سوسائٹی میں گھل مل سکے۔۔۔ یہی  
لوگ ان لوگوں کے لیے انفارمیشن یا ایسوسی ایشن کا کام کرتے ہیں۔۔۔ ان کے  
روٹس اتنی اندر تک پھیلے ہوئے ہیں کہ پولیٹیشن سے لے کر ایکٹریسز ایکٹر وہ بھی

ان کے گروپس میں شامل تھے۔۔ ایجنٹ 240 ایک ایک لفظ ڈیٹیل میں میجر کو دیتا  
اب چپ اُسے دیکھنے لگا جو گہری سوچ میں ڈوبا نظر آ رہا تھا۔۔۔

سالوں پہلے جب ایمپائر کے اصل کنگ کا صفایا ہو چکا تھا تو پھر یہ نیا کنگ کہاں سے  
آگیا؟؟؟ اور جب وہ آگیا ہے تو وہ ازراہ سے کیا چاہتا ہے؟؟؟ آخر ازراہ کے پاس کون  
سے ایسے راز چھپے ہیں جنکی ڈی ایس کو تلاش ہے؟؟؟ اور ڈی ایس کا اصل کنگ سے  
کیا تعلق تھا؟؟؟ میجر آہستہ آہستہ خود سے کہتا جیسے جنوں میں اب ٹیبل پر زور زور  
سے ہاتھ مارتا چیخا۔۔۔

ہزاروں سوال تھے جو ایک کے بعد ایک پیدا ہوتے اُسے چکرار ہے تھے لیکن کسی کا  
جواب مل کر ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ اُسکی آنکھیں سوچ سوچ کر سُرخ اور دماغ  
سُن ہو چکا تھا۔۔۔

مجھے لگتا ہے جرنل ہم سے کچھ چھپا رہے ہیں؟؟؟ بہت سے سوال ہیں جن کے  
جوابات وہ دے سکتے ہیں لیکن؟؟؟ وہ خاموش کیوں ہیں بتاتے کیوں نہیں؟؟؟ میجر  
نے خود کو ریلیکس کرتے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور سیدھا ہوتا جیب میں ہاتھ ڈال کر  
باروب سا کھڑا ہو گیا۔۔۔

ایجنٹ تمہیں واپس جا کر کام کرنا ہے۔۔۔ تمہیں اُس آدمی کو چھوڑ دینا  
ہے۔۔۔ سختی سے حکم دیتا بولا۔۔۔

سر لیکن ہم اسے چھوڑ کیوں رہے ہیں؟؟ ایجنٹ پریشانی سے اُسے دیکھتا بولا۔۔۔  
اتنے ٹارچر کے بعد بھی اس نے ہمیں کوئی انفارمیشن نہیں دی ہے لیکن اگر ہم نے  
اسے ریلیز کر دیا تو یہ ضرور ڈریگن گینگ کے لیڈر سے کانٹیکٹ کرے گا۔۔  
لیکن ہم ڈائریکٹ ریلیز تو نہیں کر سکتے اس لیے ہمیں اس طریقے سے پلان کرنا  
ہو گا کہ اسے لگے کہ ہم پر حملہ ہوا ہے اور یہ ہم سے بچ کر نکل بھاگا ہے۔۔۔ اس  
کے بعد ہم شیڈ و گارڈ کے ذریعے اس کا پیچھا کریں گے اس سے ضرور ہمیں  
انفارمیشن ملے گی۔۔۔

گڈ آئیڈیا سر میں ابھی کال کر کے سب کچھ اریج کروانا ہوں۔۔۔ ایجنٹ اس پلین  
سے متاثر ہوتا تیزی سے حرکت میں آ گیا تھا۔۔۔



وہ آج پھر نہیں آیا تھا اُسکی خالی نگاہیں مرکزی دروازے کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی  
تھی جہاں سے بہت سے اسٹوڈنٹس باتیں کرتے اندر داخل ہو رہے تھے۔۔۔  
کیسے پتہ کروں؟؟ اُسکا کانٹیکٹ نمبر بھی نہیں ہے۔۔۔ وہ ٹھیک تو ہو گا نا؟؟؟ یہ  
سوچتے اُسکا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔ میں کیوں اُس کے لیے اتنا پریشان  
ہوں؟؟؟ یہ کیسا احساس ہے؟؟ دل پر ہاتھ رکھتی ازاہ معصومیت سے خود سے بولی

جب کسی کے زور زور سے ہنسنے کی آوازوں پر وہ چونک کر پلٹتی پیچھے دیکھنے لگی جہاں  
عامر کا گینگ اُسے دیکھ کر ہنس رہا تھا۔۔۔

لگتا ہے ہیر بیچاری کا وہ جھنگور ٹائپ رانچھا آج پھر نہیں آیا اس لیے ہیر بیچاری  
تھوڑی سی اُداس ہے۔۔۔ انشاء عامر سے کہتی اُسے ہی دیکھ کر ہنستی بولی۔۔

ازاہ غصے سے سب کو دیکھتی اُنکے پاس آتی بولی۔۔۔ تم جیسے گھٹیا سوچ رکھنے  
والوں سے نمٹنا میں خوب جانتی ہوں آئندہ بکواس کی تو لحاظ نہیں کروں

گی۔۔۔ وہ اُنہیں وارن کرتی کلاس روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

عامر نفرت سے ازاہ کو جاتا دیکھنے لگا۔۔۔ جتنا جینا ہے جی لو ازاہ اس کالج سے نکلتے  
تمہارے سارے بھرم ٹوٹ جائیں گے۔۔۔ تم اپنی ٹاپ رینک میں آنے کی شرط  
جیتنا تو دور کالج آکر منہ دیکھانے کے قابل بھی نہیں رہو گی۔۔۔ جو لوگ تمہیں  
بہادر سمجھ کر تمہارے آگے پیچھے گھومتے ہیں وہ سب تم سے گھن کھائیں گے تمہارا  
یہ خوبصورت چہرہ بگڑ جائے گا۔۔۔ چھی چھی تمہارا اکلوتا دوست وہ جھنگور جسے دیکھ  
کر پورا کالج الٹیاں کرتا ہے وہ بھی تم سے دور بھاگے گا۔۔۔ عامر من میں مسکراتا  
ازاہ کو جاتا دیکھتا خود سے بول رہا تھا۔۔۔



بورڈ میٹنگ روم میں تقریباً 2 گھنٹے سے میٹنگ چل رہی تھی۔۔۔ لمبی سی میز کے دونوں سائیڈ رکھیں تمام کرسیوں پر ایکزیکٹو بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ ماحول حد سے زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا کیوں کہ باس کی سیٹ پر بیٹھی کسوت سب کو اہم آرڈر زدے رہی تھی۔۔۔

مینجر ڈائریکٹر صاحب ہمارا کلاؤڈ ریزورٹ پروجیکٹ بہت جلد کمپلیٹ ہونے والا ہے سب جانتے ہیں تمام پروجیکٹس کی طرح یہ بھی میرے لیے بہت اہم تھا۔۔۔ لیکن آپ سب کے ہمیشہ ساتھ دینے پر ہم ایک بار پھر کامیاب ہو کر دنیا کے سامنے ابھر کر آئیں ہیں۔۔۔ بہت جلد اس کی اوپننگ پر ہم ایک شاندار سیلبریشن کا اہتمام کریں گے۔۔۔ لیکن اُس سے پہلے آپ وہاں جائیں اُس پروجیکٹ کا اچھے سے جائزہ لیں اور مجھے اپنے نظریے سے اُسکی اچھی بری تمام ڈیٹیل کی ڈاکیومنٹری تیار کر کے بھیجیں۔۔۔ وہ اپنی پراوڈ پر سنالٹی سے اُنہیں اسٹریٹ آرڈر زدے رہی تھی جس پر وہ سر ہلا گئے۔۔۔

اُسکے بعد وہ کرسی کا رخ دائیں طرف موڑتی دائم کو دیکھنے لگی جو اُسکے سامنے بیٹھا ایک ٹک اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

مسٹر شاہ آج آپ سائٹ پر جا کر پروجیکٹ کا کام دیکھیں گے۔۔۔ میں آپکے ساتھ ضرور چلتی لیکن ایک امپورٹنٹ کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ ہے تو آپ کو اکیلے



اوبسرویشن کے لئے جانا ہو گا۔۔۔ دائم کے ایکسپریشن پوری طرح سے اگنور کرتی  
وہ لاپرواہی سے اپنی بات ختم کرتی سب کو جانے کا اشارہ کرتے خود بھی اٹھنے  
لگی۔۔۔۔

کسوہ ایک منٹ پلینز میری بات سن کر جانا۔۔۔۔۔ روم کے خالی ہوتے ہی موقع پا  
کر دائم بھاگ کر اس تک آیا اس سے پہلے وہ روم سے باہر جاتی جب وہ دروازے  
کے سامنے پہاڑ کی طرح کھڑا ہوتا اس کا راستہ روک گیا۔۔۔۔  
کسوہ بے اختیار کچھ قدم حیرانی سے اُسے دیکھتی پیچھے ہوئی۔۔۔ دائم کا ارادہ اُسے ٹپ  
کرنے کا بالکل نہیں تھا لیکن کسوہ احتیاط کے طور پر پیچھے ہٹی تھی اور اب غصے سے  
بپھری چیخی۔۔۔

یہ کیا حرکت ہے؟؟؟

کیا تمہیں میرا جلا دل نظر نہیں آتا۔۔۔ کیا تمہیں میری بکھری حالات نہیں  
دکھتی؟؟؟ کیوں کر رہی ہو ایسا میرے ساتھ پلینز کسوہ مجھے اگنور مت کرو۔۔۔ میں  
محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔ نہیں جی سکتا تمہارے بنا۔۔۔

کیا بکو اس کر رہے ہو دائم تمہیں وارن کیا تھا۔۔۔ سب ختم ہو چکا ہے سمجھتے کیوں  
نہیں۔۔۔ کسوہ عجیب نظروں سے اُسے دیکھتی اب بگڑ کر بولی تھی جو بالکل ہی  
دیوانہ پاگل نظر آ رہا تھا۔۔۔

کیسے ختم ہو سکتا ہے سب؟؟؟ ہماری شادی ہونے والی تھی۔۔۔ لیکن وہ منہوس  
لوگ۔۔۔ دائم اُسکی طرف بڑھتا غصے سے بول رہا تھا جب کسوہ دھاڑی۔۔۔  
انوف۔۔۔ بہت ہو گیا۔۔۔ باتیں تو بڑی بڑی کر رہے تو اب تک یہ کیوں معلوم نا  
کر سکے کہ تمہارے گھر میں گھس کر جن لوگوں نے تمہیں کڈنیپ کیا کون تھے  
وہ؟؟؟ بڑی پہنچ ہے تمہاری پھر وہ لوگ ابھی تک پکڑے کیوں نہیں  
گئے؟؟؟ بولو۔۔۔ گہرے سانس لیتی وہ خاموش ہوئی دائم بھی اب سٹیٹا تا سر جھکا  
گیا۔۔۔

لسٹن۔۔۔ اب اگر تم نے پھر کوئی تماشا لگا یا دائم تو اچھا نہیں ہو گا۔۔۔ انگلی اٹھا کر  
سختی سے کہتی وہ اُس کے برابر سے گزری ہی تھی تبھی دائم ہلکی آواز میں بولا۔۔۔  
میں آخری دم تک تمہیں منانے کی کوشش کروں گا کسوہ۔۔۔ اُسکی یہ بات سنتی  
کسوہ ضبط سے آنکھیں بند کرتی دھاڑ سے دروازہ بند کرتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔



سر سب کچھ پرفیکٹ جا رہا ہے ہم یامی کو لے کر نکلنے والے ہیں۔۔۔ میجر لکڑی کی  
عام سی کُرسی پر کوہنی ٹکائے بیٹھا سامنے دیکھ رہا تھا جہاں ایک لیپ ٹاپ رکھا تھا  
جس میں لائیو وہ باہر کا سارا منظر دیکھ سکتا تھا جس میں یامی کو ایک سیاہ رنگ کی گاڑی  
میں سوار کیا جا رہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے تم لوگ نکلو اور یاد رکھنا کوئی غلطی نہ ہو ہمیں بہت احتیاط سے اُسکا پیچھا کرنا ہے۔۔۔۔

یس سر۔۔۔۔ ایجنٹ سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا اور میجر اندھیرے کمرے میں اکیلا بیٹھا سامنے چلتی لیپ ٹاپ کی اسکرین کو دیکھنے لگا۔۔

3 گاڑیاں تھیں جو یامی کو پروٹیکٹ کرتی آگے اور پیچھے چل رہی تھی۔۔۔ یامی کے ہاتھ بندھے ہوئے جبکہ منہ پر کپڑا بندھا تھا۔۔۔ وہ سُن تو سکتا تھا لیکن بول اور دیکھ نہیں سکتا تھا۔۔۔ اُسکے دل کی حالت ڈرے ہوئے کبوتر جیسی تھی۔۔

مسلسل تین گھنٹے کی ڈرائیو پر گاڑیاں ایک سنسان جگہ پر آکر رُک گئی۔۔۔ چلو۔۔۔ جب ایک آدمی نے یامی کو کھینچ کر گاڑی سے اتارا اور اُسکے ہاتھ اور منہ پر سے کپڑا بھی اتار دیا۔۔۔

کیا چاہتے ہو دیکھو سب کچھ تو میں نے بتا دیا۔۔۔ پلیز مجھے مت مارنا۔۔۔۔۔ یامی گٹھنوں کے بل زمین پر بیٹھتا بچوں کی طرح روتا گڑ گڑانے لگا۔۔

سیاہ وردی پہنے وہ لمبے چوڑے آدمی گاڑی سے نکلتے اُسے گھیر کر کھڑے ہو گئے۔۔۔

تم نے ہمیں بہت کچھ نہیں بتایا جس کی سزا صرف موت ہے اس لیے تیار ہو جاؤ۔۔۔ اُس کے سر پر گن رکھے اُس آدمی نے دہشت بھری آواز میں کہا۔۔۔ یامی نے خوف سے آنکھیں بند کر لی اور زور زور سے کانپنے لگا۔۔۔ ٹریگر پر رکھی انگلی ابھی حرکت میں آتی جب کسی نے دور سے اُن پر فائر کھول دیا۔۔۔

حملہ ہو گیا سب اپنی پروٹیکشن کرو۔۔۔ وردی پہنے گارڈز نیچے جھکتے چپے اور یامی کو وہیں چھوڑ کر گاڑی کے پیچھے چھپتے خود کو بچانے لگے۔۔۔ یامی گھبرا کر کھڑا ہوا اُسے لگا جیسے اُسکے خدا نے اُس کی جان بخش دی۔۔۔ یہ سہی موقع تھا اُس نے بنا کچھ دیکھے سیدھا دوڑ لگا دی۔۔۔ اور وہیں اندھیرے کمرے میں بیٹھا میجر خوشی سے کُرسی چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ اُس کا نشانہ ٹھیک جگہ پر جا کے لگا تھا۔۔۔ اب دیکھتے ہیں یامی گو تم تمھاری دوڑ کہاں تک پہنچتی ہے۔۔۔ سائنڈ سائل پاس کرتا وہ خود سے بولا تھا۔۔۔



سوا بارہ کے قریب کا وقت تھا جب ازاد دل کے خالی پن سے گھبراتی ادھوری کلاس  
چھوڑ کر کالج سے باہر نکلتی پارکنگ لاٹ میں آئی اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے  
چلی گئی۔۔۔ اُسکے نکلنے تک عامر کی مسکراتی ایول نظروں نے اُس کا پیچھا کیا تھا۔۔۔  
اُسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی آخر وہ پوپو کو لے کر اتنا کیوں سوچ رہی ہے۔۔۔ اس  
چکر میں وہ کینٹین سے بھی کچھ لے کر کھاپی نہیں سکی تھی لیکن اب اُس کا خالی پیٹ  
گڑ گڑ کر رہا تھا لیکن اُس کا کچھ کھانے کو بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔۔۔  
تبھی اُس نے سوچا چلو کافی شاپ جایا جائے کچھ تو پیٹ کو سکون ملے اور تبھی وہ اپنی  
گاڑی کافی شاپ کے سامنے روک گئی۔۔۔  
شاپ کا دروازہ کھولتی وہ اندر آئی تو دیکھا پورا حال خالی پڑا تھا بس ایک کونے میں  
شیشے کے سامنے کوئی پیٹھ پھیرے بیٹھا تھا۔۔۔ ازاد لاپرواہی سے چلتی اندر آئی اور  
حال کے پیج سینٹر میں رکھی خالی ٹیبل پر بیٹھتی اپنا آرڈر لکھوایا۔۔۔  
خالی بیٹھی بور ہونے لگی تو موبائل نکال کر اسکرول کرنے لگی تبھی کوئی چھ سے  
سات لمبے چوڑے آدمی منہ کو چھپائے دروازے سے اندر آئے اور ازاد کو چاروں  
طرف سے گھیر کر کھڑے ہو گئے۔۔۔

کون ہو؟؟؟ ازہا کُرسی پر ہی بیٹھی چاروں طرف کھڑے آدمیوں کو دیکھتی بڑے آرام سے بولی تھی۔۔۔ وہ اُن آدمیوں سے خوفزدہ نہیں تھی لیکن پریشان ضرور ہوئی تھی کہ کہیں وہ ڈی ایس کے آدمیوں کے ہاتھ تو نہیں لگ گئی۔۔۔۔

تبھی سامنے کھڑا آدمی جو اُس پر گن رکھے ہوئے تھا بولا۔۔۔ شرافت سے چوں چراں کیے کھڑی ہو اور ہمارے ساتھ گاڑی میں چل کر بیٹھو۔۔۔۔

ازہا نے خاموش بیٹھے اندازہ لگالیا تھا کہ وہ سب اسلحہ کے ساتھ آئے ہیں اور طاقتور ہونے کے ساتھ تعداد میں زیادہ بھی ہیں جبکہ وہ اکیلی اور خالی ہاتھ ہے۔۔۔۔

بہتر یہی تھا کہ وہ اُنکی بات مان کر فلحال خاموشی سے گاڑی میں جا کر بیٹھ جاتی اور پھر ہی سوچتی کہ اُن سے جان کیسے چھوڑانی ہے۔۔۔۔ اس لیے وہ خود کو سلنڈر کرتی

اپنے دماغ کو دوڑاتی آہستہ سے کھڑی ہوئی۔۔۔

کیا یہ اچھی بات ہے کہ ایک کم عمر معصوم سی لڑکی کو تنہا دیکھ کر تم اتنے سارے

مسٹنڈے اُسے تنگ کرو؟؟؟ کیا تمہارے پیرنٹس نے تم سب کو یہی تربیت

دی ہے؟؟؟ تبھی کوئی نسوانی لیکن خوبصورت آواز میں ٹھہر ٹھہر کر بولا۔۔۔

ازہا ایک جھٹکے سے گھومی اور وہیں اُسکی آنکھیں حیرت سے بڑی ہوتی پھیل

گئیں۔۔۔۔



اے لڑکی کون ہو تم؟؟ کیا تمہیں یہاں کوئی فلم کی شوٹنگ ہوتی دکھائی دے رہی ہے جو منہ اٹھا کر چلی آئی ہو۔۔۔ جانتی نہیں ہو ہم کون ہیں؟؟؟ اپنی جان پیاری نہیں کیا۔۔۔ گن ہاتھ میں پکڑا وہ آدمی بھی اب حیرانگی سے اُس نازک اندام مگر بلا کی حسین اُس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھتا گن ہلا ہلا کر بول رہا تھا۔۔۔

آہ میں ڈر گئی۔۔۔ یہ کہتی وہ ہنسی جس سے اُسکے سفید دانت ہلکے سے نظر آئے۔۔۔ پھر وہ ایک ایک کو حد سے زیادہ سنجیدہ نظروں سے گھورتی پر اوڈلی انداز میں قدم اٹھاتی آگے بڑھی اور ازراہ کے ساتھ جا کر کھڑی ہوتی سب کو دیکھنے لگی۔۔۔

کسوہ تمہیں اس مسئلے سے دور رہنا چاہیے تھا۔۔۔ ازراہ کا چہرہ اب پریشانی سے چمکنے لگا تھا۔۔۔

اچھا بالکل اُسی طرح جس طرح بلاسٹ کے وقت تمہیں مجھے وہی چھوڑ کر آنا چاہیے تھا؟؟ کسوہ اُسکا مذاق اڑاتی بولی جس پر ازراہ مسکرا دی۔۔۔ لیکن یہ مسکراہٹ پل میں غائب بھی ہو گئی جب سامنے کھڑے آدمی اب ناراض معلوم ہوتے دکھائی دیئے۔۔۔

ایسا تو ایسا سہمی بہت شوق ہے نہ پرائے پھڈوں میں ٹانگ لڑانے کا تو اب مزہ چکھو۔۔۔ اٹھا وان دونوں کو اور گاڑی میں ڈالو۔۔۔ گن کو لہر اتا وہ آدمی شاید لیڈر

تھا تبھی اُسکے غصے سے کہنے پر اُسکے آدمی حرکت میں آتے دونوں کی طرف

بڑھے۔۔۔

اب ازہ اپنی پوزیشن لے چکی تھی وہ کسی طور پر بھی کسوہ کو اُنہیں ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دے سکتی تھی۔۔۔ اُسے اپنے سے زیادہ اب کسوہ کی پرواہ ہو رہی تھی جو اُسکی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈال چکی تھی۔۔۔

ازہ نے دیکھا تین آدمی اچانک اُنکی طرف بڑھے ہیں اس سے پہلے وہ ایک سے نمٹتی جب اُس نے دیکھا کسوہ نے پھرتی سے ٹیبل پر پڑے دو کانٹے دار چیچ اٹھائے اور کھینچ کر پوری طاقت سے سامنے تیر کی طرح پھینکے۔۔۔ ایک کانٹا سیدھا جا کر گن والے کی آنکھ میں گھسا اور دوسرا تین آدمیوں میں سے ایک کے منہ پر۔۔۔

دو آدمی تو گئے کسوہ نے موقع دیئے بنا گھوم کر زوردار لات تیسرے آدمی کے سینے پر ماری جس سے وہ دور جا گرا اور پھر ویسی گھوم کر اُس نے چوتھے آدمی کی گردن پیچھے سے پکڑتے اپنا گٹھنہ موڑ کر اُسکی کمر پر مارا جس سے وہ درد سے تڑپ کر کمر کو پکڑے نیچے گر گیا۔۔۔

یہ سب کسی پلک جھپکنے کی رفتار جتنا تیز وار تھا جہاں اب تین بچے وہ آدمی سوچ میں پڑے دیکھتے رہے کہ ہوا کیا اور اُس سے پہلے وہ کچھ کرتے ازہ اُن سے آرام سے نمٹ کر اُن کا کام بھی تمام کر گئی۔۔۔

پھر شاپ کے تمام ویٹر اور مالک نے بھی دیکھا جو اُن دو لڑکیوں نے کیا۔۔۔ جو ہٹے کٹے آدمی کچھ دیر پہلے بڑے بھرم سے آئے تھے گن کے زور پر ایک لڑکی کو قابو کرنے وہ اب اُنہیں لڑکیوں کے ہاتھوں کسی بیمار جانور کی طرح مار کھا کھا کے زمین پر آدھ مرے سے پڑے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

بولو کس کے کہنے پر آئے تھے؟؟؟ کس کے لئے کام کرتے ہو؟؟؟ بولو۔۔۔ کسوہ غصے سے اُس آدمی کا گربان پکڑے غرائی تھی جس کی آنکھ اور منہ پر جگہ جگہ حصے سے خون بہہ رہا تھا اُسکے کچھ دانت بھی ٹوٹے تھے۔۔۔

ہم نہیں جانتے ہمیں آگے سے صرف آرڈر ملتا ہے اور کام کے پیسے آرڈر بھی صرف فون پر دے دیا جاتا ہے۔۔۔ ہمیں معاف کر دو۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں پیسے بھی لوٹا دو نگا۔۔۔ وہ آدمی درد سے تڑپتا کسوہ سے ڈر ڈر کر بولا۔۔۔ کسوہ نے جھٹکے سے اُسکا کولر چھوڑا تبھی ایس ایچ اواہلکاروں کے ساتھ اندر آتا پوری شاپ کو گھیر گیا۔۔۔

ویل ڈن مس لغاری آپ نے ایک اور کام ہمارا آسان کر دیا۔۔۔ ایس ایچ اوجو قریب تیس کی عمر کا اور خوب رو نوجوان تھا کسوہ کو سر ہاتی نظروں سے دیکھتا گریٹ کرنے لگا۔۔۔ وہ کسوہ کو بہت اچھے سے جانتا تھا تبھی اُسکی کال پر بظاہر خود وہاں آیا تھا۔۔۔

انہیں لے جائیں اور جو ہو سکتا کریں لیکن انہیں کسی طور سخت سزا سے کم پر رہائی نا دینا۔۔۔ کسوہ سر جھٹکتی اپنے باسی انداز میں بولی تھی۔۔۔

بلکل بے فکر ہو جائیں آپکے پہلے کے مہمان اب تک ہمارے غریب خانے کی رونق بنے ہوئے ہیں یہ بھی ہماری شان میں اضافہ کریں گے۔۔۔ ایس ایچ او آخری نگاہ بھر کے اسکا حسین مکھڑا دیکھتا پلٹا اور تمام آدمیوں کو مار مار کر ساتھ لے گیا۔۔۔ اب کسوہ مسکراتی ہوئی پلٹی۔۔۔ ازہا کے جیسی قریب آئی ازہا انجانے طور پر بے اختیار اُسکے گلے لگ گئی۔۔۔

کسوہ پہلے تو حیران ہی رہ گئی پھر اُسکے انابی ہونٹ مسکراتے ازہا کو تھام گئے۔۔۔۔۔ ازہا جو آنکھیں زور سے میچے کھڑی تھی احساس ہونے پر شرمندہ ہوتی پیچھے ہوئی۔۔۔

تم ٹھیک ہو؟؟ کسوہ نے بڑی پیار سے اُس کے رو دینے والے چہرے کو دیکھ کر کہا

--

ہاں تمہیں سلامت دیکھ کر میں ٹھیک ہوں۔۔۔ لیکن میرے لیے تم نے خود کی جان کیوں خطرے میں ڈالی کچھ ہو جاتا تو؟؟۔۔۔ ازہا نم تاثرات لیے اُسے دیکھتی بولی جو مسکراتی اور بھی حسین لگتی تھی۔۔۔

ہاں ہم باتیں کریں گے لیکن سب سے پہلے میں اس شاپ کے مالک کا نقصان بھروں گی جو ہماری وجہ سے ہوا۔۔۔ پھر ہم اسی شاپ کی بہترین کافی انجوائے کرنے کے ساتھ یہاں کی بیسٹ پیسٹری بھی کھائیں گے۔۔۔ خوشگوار موڈ کے ساتھ کسوہ ازادہ کی باتیں اگنور کرتی اُسکا ہاتھ کھینچتی اُسے لیے آگے بڑھ گئی۔۔۔



یامی اندھا دھند بس سیدھ میں بھاگے جارہا پیچھے کیا ہو رہا ہے اُسے کوئی پرواہ نہیں تھی وہ صرف یہ جانتا تھا کہ آج اُسے نئی زندگی ملی ہے۔۔۔ تبھی ایک کار اُسکے سامنے آکر رکی۔۔۔ یامی تیز بھاگنے کی صورت رُکنا سکا اور ہلکا سا اُس گاڑی سے ٹکراتا بے ہوش ہو گیا۔۔۔

لیکن جب وہ ہوش میں آیا تو اُس نے خود کو آرام دہ بیڈ پر لیٹے دیکھا۔۔۔ وہ ایک صاف ستھرا ہوٹل کا سادہ سا روم تھا۔۔۔ یہ میں یہاں کیسے پہنچ گیا؟؟؟ یامی آہستہ سے اڑی ہوئیوں سے بیڈ سے اٹھتا بولا۔۔۔ پھر اُس سے سوچا یہ وقت سوچنے کا نہیں یہاں سے بھاگ کر جان بچانے کا ہے اس لیے وہ ہوٹل سے نکلا۔۔۔ اُسکا ارادہ لیلیٰ سے مل کر اس ملک سے بھاگنے کا تھا۔۔۔

ابھی وہ ہوٹل سے نکلا ہی تھا جب دور سے ایک گولی آئی اور اُسکے دل کے آر پار ہوتی گزر گئی۔۔۔۔۔ یامی دھڑام سے زمین پر گرنا اب آخری سانسیں لے رہا تھا۔۔۔

ڈیم ایٹ۔۔۔ اُسے کسی نے گولی مار دی۔۔۔ ایک گارڈ بھاگ کر یامی تک آتا کسی سے بولا تھا شاید وہ خفیہ طور پر کسی سے رابطے میں تھا لیکن اُسکے پاس کوئی فون نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔

وہیں دوسری طرف کمرے میں بیٹھے دو لوگ یہ بات سن کر شوک رہ گئے۔۔۔ مطلب کے دشمن چالاک تھا وہ انکی پلاننگ سمجھ گئے تھے۔۔۔ تبھی یامی کوئی غلطی کرتا انہوں نے وہیں موقع پر اُسے مار دیا۔۔۔

میجر غصے سے چیختا سامنے پڑا پانی سے بھرا گلاس زور سے دیوار پر مارتا اب دیوار پر گھونسنے مار رہا تھا اُسکا غصہ حد سے بڑھ رہا تھا۔۔۔

سر پلیز خود کو تکلیف مت دیں۔۔۔ ایجنٹ پریشان نظروں سے اُسے دیکھتا بولا۔۔۔ تبھی فون کی دوسری طرف گارڈ کی آواز ابھری میجر تیزی سے ٹیبل پر رکھے فون کے قریب آیا جس کا اسپیکر آن تھا۔۔۔

سریامی نے مرتے وقت لیلیٰ نام لیا۔۔۔ مجھے لگتا ہے یہ ایک لڑکی ہے جسے وہ ڈر گزرا سمگلر کرنے آیا تھا اور اب بھی وہ اُسی کے پاس جا رہا تھا۔۔۔

لیلیٰ۔۔۔ میجر نے نام دہراتے سوچ میں ڈوبے کہا۔۔۔ تو اس کا مطلب ڈی ایس کا رائٹ ہینڈ ایک لڑکی ہے۔۔۔ چلو ہمیں ایک کلو تو ملا ایجنٹ۔۔۔





لیلی تیز قدموں سے چلتی باہر آئی اُسکے ہاتھ میں ایک بڑا سا بیگ تھا جسے وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر پیچھے کی سیٹ پر پھینکتی ابھی پلٹی ہی تھی جب ہاتھ میں پکڑا اُسکا فون بجا۔۔۔

نمبر دیکھتی وہ جہاں کی وہیں فریز ہو گئی۔۔ فون مسلسل بجے جا رہا تھا۔ آخر کار اُس نے گہرا سانس لیتے فون اٹھا لیا۔۔۔

یس ڈی ایس۔۔۔

یہ میں کیا سن رہا ہوں لیلی۔۔۔ یامی گوتم پاکستان میں تھا؟؟ اور اُسے مار دیا گیا؟؟؟

ڈی ایس کی آواز غصے سے بھری تھی۔۔۔

ہاں مجھے کل ہی اُسکا فون آیا تھا۔۔۔ میں کچھ کرتی جب مجھے اُس نے بتایا وہ الریڈی پاکستان میں موجود ہے اور ڈرگزا سمنگل کرنے آیا ہے۔۔۔ لیلی بے چارگی سے بولی۔۔۔

کیا؟؟؟ ڈرگزا۔۔۔ تو میں نے تم سے کیا کہا تھا۔۔۔ کہ کچھ وقت تک کوئی اسمگلنگ کوئی کام نہیں ہوگا سب کچھ روک دو۔۔۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تم نے میرے آرڈرز فالو نہیں کیے؟؟ ڈی ایس صدمے سے بولا۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ میں نے اُسے سمجھایا تمہارا بھی بتایا لیکن وہ بضد تھا اُس نے دھمکی دی کہ اگر ہم یہ نہیں خریدتے تو وہ کسی اور گینگ کو یہ بیچ دے گا اُسے صرف پیسوں سے مطلب تھا۔۔۔ پھر اس نے ساری بات اُسے بتائی۔۔۔

ڈی ایس غصے سے بپھرا ہوا بولا۔۔۔ زندگی میں پہلی بار تم نے مجھ سے چھپ کر کوئی کام کیا۔۔۔ یہ جانتے ہوئے کہ اس میں ہم سب برباد بھی ہو سکتے ہیں۔۔۔ اب وہ لوگ تمہاری اس غلطی سے پہلے سے کئی زیادہ لرٹ ہو جائیں گے۔۔۔ دعاء کرو وہ یامی کتا مرتے وقت ہمارے لیے کوئی مصیبت نا کھڑی کر گیا ہو۔۔۔ تمہیں پہلے سے کئی زیادہ محتاط رہنا ہو گا جب تک میں واپس نہیں آ جاتا۔۔۔ ایسا کرو کہیں انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔۔۔ آخری بات کہتا وہ فون کاٹ گیا۔۔۔

لیلیٰ نے ہاتھ میں پکڑا فون زور سے مٹھی میں دبوچ لیا۔۔۔ اتنی زور سے کہ اُسکی ہتھیلی اور انگلیاں درد کرنے لگی۔۔۔ آج پہلی بار ڈی ایس نے اُس سے اتنے روکھے انداز میں بات کی تھی۔۔۔ پہلی بار اُس کی زبان سے آج لیلیٰ کے لیے نا اُمیدی کے الفاظ سننے کو ملے تھے۔۔۔ اُس کا دل جل کر راکھ ہو گیا تھا۔۔۔ تبھی اُس نے فون زور سے گاڑی کے سامنے والے شیشے پر کھینچ کر مارا جس سے فون ٹوٹ گیا۔۔۔

ڈی ایس کے خفیہ مخبروں کو دل میں گالیاں دیتی لیلیٰ مڑ کر اندر چلی گئی۔۔۔



تم نے تو مجھے سر پرائیز کر دیا۔۔۔ ویسے تم نے غلط فیلڈ چوز کری تمہیں آرمی جوائن کرنی چاہیے تھی۔۔۔ ازہا کسوہ کو دیکھتی مزے سے بولی۔۔۔

اپنے بارے میں کیا کہو گی۔۔۔ کم تو تم بھی نہیں۔۔۔ کسوہ بھی مسکراتی بولی۔۔۔ مجھے چھوڑو۔۔۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا جس طرح تیزی سے تم نے سب کو ہینڈل کیا ایسا لگ رہا تھا جیسے ہولی وڈ ایکشن مووی کی اینجیلینا جولی میرے سامنے آگئی ہو۔۔۔ تم تو ہر طرح سے کمال ہو۔۔۔ ازہا چہرے پر ہاتھ رکھے ایکساٹڈ سی نوں اسٹاپ بول رہی تھی۔۔۔

یہ بتاؤ ازہا کیا تمہاری کسی سے کوئی خطرناک قسم کی دشمنی چل رہی ہے؟؟ اب کسوہ پریشانی سے اُسے دیکھتی سنجیدگی لیے بولی۔۔۔

کوئی دوستی کے لئے یہاں تیار نہیں تو دشمنی کیسی۔۔۔ صرف ایک انسان ہے کالج میں جو ساتھ ہوتا ہے۔۔۔ اُسکے علاوہ میری کسی سے دوستی نہیں ہاں لیکن اب لگتا ہے ایک اور دوست میں اضافہ ہو گیا ہے۔۔۔ ازہا کسوہ کو خوشی سے دیکھنے لگی۔۔۔ پھر اُس نے کسوہ کو مختصر بتایا کہ وہ اپنی ماں کی ڈیوٹی پر یہ ملک چھوڑ کر چلی گئی تھی یہاں اُسکا اُنکے علاوہ کوئی نہیں تھا لیکن اب وہ کئی سال بعد واپس آئی ہے۔۔۔

جود شمن آپکی آنکھوں کے سامنے ہوا اور آپکو معلوم نہ ہو بہت خطرناک ثابت ہوتا ہے۔۔۔ تمہیں احتیاط سے کام لینا ہو گا ازہ۔۔۔ کسوہ فکر مندی سے اُسکا ہاتھ تھامتی بولی۔۔۔ ازہ کا دل جیسے پگھل سا گیا اُسکی آنکھوں میں خود کے لیے فکر دیکھ کر۔۔۔ تبھی وہ کھل کر ہنستی اُسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی بولی۔۔۔

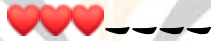
یہ سب چھوڑو۔۔۔ بتاؤ تم کیسی ہو؟؟ کیا تمہاری شادی ہو گئی؟؟ کیا تمہارا پرفیکٹ میچ تمہیں مل گیا؟؟

ازہ کی بات سنتے کسوہ کا مسکراتا چہرہ بجھ گیا لیکن اپنے ایکسپریشن اُسے فوراً بدلے۔۔۔۔۔ ہاں میری شادی ہو گئی۔۔۔ اور تم بتاؤ کیا تمہیں وہ ملا؟؟؟ ہم۔۔۔ ابھی نہیں یا شاید پتہ نہیں۔۔۔ پھبکی ہنسی ہنستی ازہ بولی کسوہ کا دل کیا وہ اُس سے پوچھے آخر وہ اتنی مایوس کیوں ہے اپنی محبت سے؟؟ تبھی اُسکا فون رنگ کرنے لگا۔۔۔

ازہ مجھے ارجنٹ جانا پڑے گا۔۔۔ لیکن یہ ہماری آخری ملاقات ہر گز نہیں ہوگی۔۔۔ ہم بہت جلد پھر ملیں گے۔۔۔ لیکن اُس سے پہلے تم مجھے میرے آفس آکر ملو۔۔۔ یہ کہتی کسوہ اٹھی اور آہستہ سے ازہ کا ہاتھ تھام کر گرم جوشی سے دباتی چھوڑ گئی۔۔۔

ازہ نے مسکرا کر سر ہلایا اور اُسے چھوڑنے باہر تک آئی۔۔۔

جانے کیا تھا اُسکی آنکھوں میں جو کسوہ کو اپنی طرف کھینچتا محسوس ہوتا۔۔۔ کوئی  
دُکھ۔۔ احساس کمتری۔۔۔ خالی پن۔۔۔ تنہائی۔۔۔ یا پھر مایوسی۔۔۔ وہ بہت  
خوبصورت تھی لیکن اُسکی آنکھیں بے رنگ دکھائی دیتی۔۔۔ اُسکی مسکراہٹ  
کھوکھلی سی ہوتی۔۔۔ لیکن جب وہ اُسے خود کو دیکھتا پاتی تو جینے کی ہلکی رمتق اُسے  
محسوس ہوتی کہ نہیں ابھی وہ کہیں تھوڑی سی خود میں باقی ہے۔۔۔  
یہی بات تھی جو کسوہ اُسکی طرف اٹریکٹ ہوئے بنارہ نا سکی لیکن اب اُسے جاننے کا  
تجسس تھا کہ وہ ایسی کیوں ہے؟؟؟



کل کی نسبت آج وہ جلد گھر آیا تھا گہری سوچوں میں گم ادھر ادھر دیکھتا وہ سیدھا اوپر  
کے پورشن اپنے روم میں جانے کے لئے دو تین سیڑھیاں چڑھا تھا جب اُسے پیچھے  
سے پکارا گیا۔۔۔

چونک کر ایک قدم پیچھے آتا وہ سوالیہ نظروں سے مڑ کر دیکھنے لگا جہاں صوفے پر  
زہرہ بیٹھی تھی اور اُسکے سامنے ایل ای ڈی پر کوئی کارٹون مووی چل رہی  
تھی۔۔۔

آپکو ایک پیغام دینا ہے۔۔۔ معصومیت سے کہتی اپنے چشمے کے پیچھے سے وہ اُسے  
گھور کر بولی۔۔۔

اب بنا کچھ بولے صمیاں نے صرف ایک آئی برواٹھائی۔۔۔۔

دادی سرکار نے گاؤں میں ایک بہت بڑی دعوت رکھی ہے کل۔۔۔ میں اور بابا تو صبح ہی نکل رہے گاؤں کے لئے۔۔

یہ دعوت آدھی سے زیادہ آپکے لیے خاص طور پر منعقد کی گئی ہے۔۔ لیکن آپ تو کسی کا فون اٹھانے پر راضی ہی کہاں تھے۔۔ اس لیے مجھے کہا کہ آپ تک یہ پیغام پہنچا دوں کے کل صبح ہوتے ہی فوراً سے پہلے گاؤں پہنچے۔۔ زہرہ نیوز اینکر کی طرح منہ بناتی بولی۔۔۔

صمیان مسکرا دیا۔۔ اور جیب سے اپنا فون نکال کر دیکھنے لگا جو سائلینٹ پر تھا وہاں تقریباً سب کی کالز اس کے نمبر پر آئی ہوئی تھی۔۔ اس نے بے چارگی سے آنکھوں کو بند کرتے افسوس کیا۔۔۔

میرا مشورہ ہے اس ڈبے کو پھینک دیں جب بندہ ضرورت کے وقت استعمال ہی نا کرے تو کیا فائدہ۔۔ اب وہ سیدھی ہوتی صمیان کے افسوس کرنے پر چڑے لہجے میں بولی۔۔۔

جی جی۔۔ اب صمیان نے اُسے چھیڑتے آواز دی۔۔ جس پر زہرہ پھر پلٹی۔۔۔۔

کیا کسوہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گی؟؟ اُس نے معصومیت سے پوچھا۔۔



آپی بجو کے ولیمے میں گاؤں نہیں گئیں۔۔ یہ تو پھر دعوت ہے۔۔ مجھے نہیں لگتا وہ  
آئیں گی۔۔ اور ویسے بھی دادی سرکار نے اُن کا نام بھی نہیں لیا۔۔ تایا سردار نے  
بس کہا بابا سے کہ کسوہ کو بھی ساتھ لائیں۔۔ اب زہرہ منہ لٹکاتی بولی تھی۔۔  
وہ اُسکی بہن تھی اور تینوں بہنوں میں ایک دوسرے کی جان بستی تھی۔۔ چوٹ  
ایک کو لگتی تو درد سب محسوس کرتیں۔۔ اُسکی پیاری بہن ساتھ نہیں جا رہی تھی  
جس کا زہرہ کو بہت دکھ تھا۔۔

کسوہ کے نا جانے پر صمیان کا منہ بھی لٹک گیا۔۔ اچھا کیا پتھروں کے شہر کی ملکہ  
گھر آ گئیں ہیں؟؟؟

اب کہ صمیان کے سوال پر زہرہ شرارت سے اُسے دیکھتی بولی۔۔ جی آ گئی ہیں  
لیکن لگتا ہے آپکا کچھ گرم گرم کھانے کا موڈ ہو رہا ہے۔۔۔  
اس پر صمیان ہنس کر وہاں سے اوپر چلا گیا۔۔ اوپر کے پورشن میں تین روم  
تھے۔۔ زہرہ۔۔ صمیان اور کسوہ کا۔۔

زہرہ کا روم کچھ دور الگ حصے میں بنا تھا جبکہ کسوہ کے روم کا دروازہ صمیان کے روم  
کے بالکل آمنے سامنے تھا۔۔



خاکی رنگ کی پوکیٹس پینٹ جو نیچے سے نیر واسٹائل تھی اُس پر بلیک چُست ٹی شرٹ پیروں میں بلیک جو کر ز اور سر پر بلیک پی کیپ پہنے وہ تیز سانسیں لیتا اندر داخل ہوا جہاں تھوڑے سے فاصلے پر زہرہ اور مصعب صاحب ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے دکھائی دیئے۔۔۔

السلام وعلیکم۔۔۔ مسکرا کر وہی سے بلند آواز میں کہتا وہ قریب آیا اور کُرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔ مصعب نے بھی مسکراتے جواب دیا اور غور سے اُسے دیکھا۔۔۔ 6 فٹ سے لمبا قد۔۔۔ آٹریکٹو فیچرس۔

میچور۔۔۔ برائٹیٹسٹ۔۔۔ اسٹرونگ پرفیکٹ باڈی شیپ۔۔۔۔۔ جس کے لیے وہ کافی محنت کرتا تھا۔۔۔ ایکسر سائز کرنے کی وجہ سے اُسکی سانسوں کی رفتار تیز چلنے کے ساتھ وہ پسینے سے شرابور بھی تھا۔۔۔ اُسکی ہاف سیلوز سے جھلکتے چوڑے مسلنز جن کی نسیں پھولی ہوئی تھیں۔۔۔

ہر طرح سے پرفیکٹ دکھائی دھتا وہ انسان یقیناً خود سے جڑے تمام لوگوں کے لئے فخر کا احساس رکھتا تھا۔۔۔ اُسکی یہ شخصیت کسی کے لیے بھی انکور کرنے جیسی نہیں تھی۔۔۔ مصعب مسکرا کر اُسے غور سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

تبھی ہاتھ میں موبائل پکڑے کسوہ اپنی جلوہ افروز پرسنالٹی کے ساتھ لاپرواہی سے  
چلتی آئی اور ٹیبل کی کرسی سمجھال گئی۔۔۔ یہ دیکھے بنا کے عین وہ صمیان کی  
نظروں کے سامنے والی کرسی پر جا بیٹھی ہے۔۔۔

اس وقت دنیا کی کوئی اور لڑکی صمیان کے سامنے بیٹھی ہوتی تو شاید اُس کی ڈیشنگ  
پرسنالٹی دیکھ کر دل ہار بیٹھتی اُس پر۔۔۔ وہ اتنا مکمل تھا کہ چاہ کر بھی کوئی نقص نا  
ڈھونڈ پاتا۔۔۔ لیکن وہ کسوہ لغاری تھی۔۔۔ اُس نے اُس انسان پر ایک نظر تک ڈالنا  
گوارہ نا کی۔۔۔

مجھے تم سے محبت ہے اور نہ ہی  
تمہارے خدو خال سے،

مجھے تو اُس کیفیت سے محبت ہے

جو تمہارے ساتھ ہونے سے مجھ پر طاری ہوتی ہے..❤️

اُسے اپنی نظروں کے بلکل سامنے بیٹھا دیکھ صمیان جیسے تھم سا گیا دودھ کے گلاس  
کی طرف بڑھتا اُسکا ہاتھ وہیں رُک گیا۔۔۔ البتہ کسوہ تو نہیں لیکن صمیان اُسے دیکھ  
کر اپنا دل ہر بار ضرور ہار بیٹھتا تھا۔۔۔ اب بھی وہ اپنی پلکیں جھپکے بنا یک ٹک اُسے  
نہارے جاتا اگر جو مصعب کی آواز اُسے ہوش کی دنیا میں نالاتی۔۔۔

کسوہ۔۔۔ مصعب نے اُسے پکارا۔۔۔

ہمم۔۔۔ موبائل اسکرین پر سٹوک مارکٹنگ شیرز کی اٹھتی گرتی قیمتیں دیکھتی وہ بنا  
نظر اٹھائے مصروف سی بولی۔۔۔

خبر تو پہنچ گئی ہوگی تمہیں یقیناً۔۔۔ اماں سرکار نے گاؤں میں جو دعوت رکھی؟؟  
مصعب ہاتھ روک کر آرام سے اُسے دیکھتے بولے۔۔۔

بلکل۔۔۔ لیکن وہ دعوت میرے لیے بلکل نہیں ہے۔۔۔ وہ اُنکے لاڈلے پوتے کی  
آنے کی خوشی۔۔۔ اُسکے نکاح کی خوشی۔۔۔ اور نئے آنے والے مہمان کی خوشی  
میں رکھی گئی ہے۔۔۔ اُنکے پوتے اور اُسکے نکاح سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں لیکن  
ہاں میری بہن کی خوشی میرے لیے اہمپور ٹنٹ رکھتی ہے۔۔۔ اُس کے لیے کچھ  
گفٹس لیے ہیں میں نے وہ زہرہ فاطمہ تک پہنچا دے گی لیکن آپ مجھے کسی بھی طور  
پر فورس نہیں کریں گے ساتھ چلنے پر۔۔۔۔۔ موبائل بند کر کے کہتی وہ جیسی سیدھی  
ہوئی اُسکی نظر سامنے بیٹھے صمیان کی نظروں سے جا ٹکرائی جس پر وہ منہ بناتی  
نظروں کا رخ موڑ گئی۔۔۔

صمیان کو اُسکے لفظوں کی سختی ہضم نہ ہو سکی۔۔۔

اُس نے خاموشی سے بوائٹڈ ایگ اٹھایا اور سر جھکا کر کھاتے سوچنے لگا۔۔۔ کیا یہ لڑکی  
کبھی نرمی سے بات نہیں کر سکتی؟؟؟

نکاح خالی اُسکا تو نہیں ہوا؟؟ اور برات نے خاص تمہیں ساتھ لانے کو کہا ہے۔۔۔

مصعب بھی جملہ کستے بولے۔۔۔

تو یہ دعوت ہمارے نکاح کی خوشی میں بھی تو نہیں رکھی گئی؟؟؟ تایا ابو کو مجھے انوائٹ کر کے اُنکی والدہ محترمہ کی خوشیوں پر پانی نہیں پھیرنا چاہیے۔۔۔ پراوڈ پر سنیلٹی کی طرح دو ورڈز میں بات کو ختم کرتی وہ ساتھ ناشتہ ختم کرتے کھڑی ہوئی اور ساتھ نا آنے پر معذرت کرتی چلی گئی۔۔۔

اُف یہ لڑکی اتنی ضدی کیوں ہے؟؟ مجال ہے جو کچھ سن لے۔۔۔ مصعب ناراض سے بولے۔۔۔

صمیان جو ایک ہی انڈا کھاسکا تھا اور ہاتھ میں دودھ کا گلاس بھرا ہوا پکڑا تھا وہ یوں ہی ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔ اُسکا دل منہ بسور گیا تھا سب سے اُسکے اختیار میں یہ نہیں تھا۔۔۔ تبھی سیدھا بیٹھ گیا۔۔۔

بیٹا زہرہ جاؤ سارا سامان اچھے سے گاڑی میں رکھو او۔۔۔ ہم کچھ دیر میں نکل رہے ہیں۔۔۔ مصعب زہرہ سے بولے جو فوراً سر ہلاتی چلی گئی۔۔۔

صمیان بیٹا کیا تم بھی ہمارے ساتھ چلو گے؟؟؟

نہیں مجھے کچھ کام ہے وہ ختم کر لو پھر نکلتا ہوں۔۔۔ گہری سوچوں سے نکلتا وہ اتنا بولا اور چلا گیا۔۔۔



میری طرف سے آج سب کو ایک شاندار پارٹی انجوائے کرو۔۔۔ عامر صبح صبح  
کینیٹین میں آتا با آواز بلند بولا۔۔۔

وہاں بیٹھے سبھی لوگ خوشی سے ہوٹنگ کرنے لگے۔۔

کیا بات ہے آج تم بہت خوش ہو ہمیں نہیں بتاؤ گے؟؟ انشاء نے مسکرا کر کہا۔۔  
بس کچھ ہی دیر پھر تم لوگوں کو خود معلوم ہو جائے گا۔۔۔ عامر کیمنگی سے ہنستا  
بولا۔۔۔

تبھی کوئی کینیٹین میں داخل ہوا جسے دیکھ کر عامر کی آنکھیں پھٹ گئیں۔۔۔ یہ کیسے  
ممکن ہے شٹ میں نے 5 لاکھ روپے دیئے اسے ٹھکانے لگانے کے؟؟ وہ غصے سے  
دیکھتا خود سے بولا۔۔۔ انشاء نے بھی اُسکی اڑھتی ہوئیاں دیکھ لیں۔۔۔  
کیا بات ہے چھوٹو کیا یہاں کوئی پارٹی چل رہی ہے۔۔۔؟؟ ازراہ اندر آتی چھوٹو کو اتنا  
بھاگ بھاگ کر سب کا آرڈر دیتے ہنس کر بولی۔۔۔

ہاں باجی آج عامر بھائی نے سب کو پارٹی دی ہے۔۔۔ چھوٹو دانت نکال کر بولا۔۔۔  
اچھا کیا بات ہے۔۔۔ لیکن چہرے سے دیکھ کر تو لگ رہا ہے جیسے بارہ بج رہے  
ہوں۔۔۔ ازراہ ہنس کر عامر کا مذاق اڑاتی بولی۔۔۔ جسے سن کر سب ہنسنے لگے۔۔۔



عامر غصے سے اُسے دیکھتا وہاں سے جانے لگا جب چھوٹو بھاگ کر آتا بولا۔۔۔ بھائی  
پیسے تو دیتے جاؤ۔۔۔

اور ایک بار پھر پورا کینیٹین جو عامر کے پیسوں سے دعوت اڑا رہا تھا ہنسنے  
لگا۔۔۔ عامر کی اب بس ہوگی تبھی پیسے پھینکتا اپنے گینگ کے ساتھ وہاں سے چلا  
گیا۔۔۔

یہ لڑکی مہنگی پڑ گئی۔۔۔ پیسا بھی گیا کام بھی نا ہوا۔۔۔ لیکن ایک بات اچھی یہ ہوئی  
کہ اس بارے میں کسی کو کبھی معلوم نا چل سکے گا کہ اس کے پیچھے میں تھا۔۔۔  
اُس ویب کی یہ پالیسی تھی کہ اپنے کلائنٹ کا وہ کوئی ریکارڈ نہیں رکھتے۔۔۔ آمنے  
سامنے دونوں پارٹی کو معلوم نہیں چلتا کہ کون ہے۔۔۔ بس پیسا دیا کام بتایا اور کام  
ہو گیا۔۔۔

مجھے یقین ہے کہ اسکے پیچھے تم تھے عامر۔۔۔ کسوہ دور جاتے عامر کو نفرت سے  
گھورتی بولی۔۔۔ تبھی اُس نے پو کو کینیٹین کے اندر داخل ہوتے دیکھا تو خوشی  
سے مسکرا اٹھی۔۔۔

کہاں تھے تم دو دن سے؟؟ وہ تیزی سے پاس آتی اُسے دیکھ کر بولی جو شکل سے کچھ  
ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

ہاں وہ میں تھوڑا بیمار تھا۔۔۔ پو ناک پونچھتا بولا۔۔۔

کیا ہوا تمہیں تم ٹھیک نہیں لگ رہے چلو ہم ابھی ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔۔ ازراہ فکر سے کھڑی ہوتی بولی۔۔

نہیں میں ڈاکٹر سے علاج کروا رہا ہوں۔۔۔ اُس نے آرام کرنے کو کہا ہے بس تھوڑی کمزوری ہو رہی ہے نا اس لیے۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟؟ اب وہ اُسے دیکھتا پوچھ رہا تھا مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔ تمہارے سامنے ہوں۔۔۔ اگر اتنی کمزوری فیل ہو رہی تھی تو کیوں آئے۔۔۔

تم پریشان ہو رہی ہو گی اس لیے تمہیں بتانے چلا آیا۔۔۔ سمان ادھر ادھر دیکھتا اب جانچ رہا تھا۔۔۔ تبھی کلاس کے لئے سارے اسٹوڈنٹ اٹھ کر جانے لگے۔۔۔ ازراہ بھی کھڑی ہوئی اور اُسے ساتھ نا آنے پر رُک کر دیکھنے لگی۔۔

نہیں میں واپس جا کر آرام کروں گا تم جاؤ۔۔۔ یہ کہتا پوچھتا ہوا اور چلا گیا لیکن ازراہ کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی اُسے اچھا لگا تھا کہ پپو نے اُسے اہم جانا اور اُسکی فکر کی۔۔۔ عجیب احساس تھا جو اُسکی سمجھ سے بالاتر تھا۔۔۔ تبھی سر جھٹکتی اپنی کلاس کی طرف بڑھ گئی۔۔۔



بڑی عالیشان سی لغاری حویلی جس کو نئے دور کے حساب سے تھوڑا بہت چھانٹ پیٹ کر مزیر نکھارا گیا تھا۔۔۔ اپنی خوبصورتی اور شان و شوکت کی وجہ سے سب لوگوں کی نگاہوں کا مرکز رہی تھی۔۔۔۔

اس عمارت کی درودیوار میں بہت اعلیٰ قسم کے قیمتی پتھر نسب کر کے اُسے خوبصورت بنایا گیا تھا۔۔۔ چھتوں پر خوبصورت پتھروں اور شیشوں سے کی گئی نقاشی صناعی مہارت اور دلکشی میں اپنی مثال آپ تھے۔۔۔ حویلی کے بڑے اور بھاری دروازے نقش و نگار سے مزین تھے۔۔۔

حویلی کے ارد گرد دور دور تک پھیلی ہری گھانس پھولوں اور درختوں سے سجا خوبصورت باغ جس کے سینٹر میں بڑا سا فوارہ نسب تھا۔۔۔ اس فوارے سے نکلتے چار ہموار راستوں سے باغ کو بانٹ دیا گیا تھا۔۔۔۔

کئی سالوں گزر جانے کے بعد بھی اس حویلی کی چکاچوند اور گزری یادگاریں بہت دل کش اور نظر فریفتہ تھیں۔۔۔۔

لیکن حویلی کو آج عام دونوں سے ہٹ کر کافی روشنیوں اور پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔

ادھر سے ادھر گھومتے پھرتے نظر آتے مہمان کھانوں کی اٹھتی خوشبوئیں اس بات کی تصدیق کر رہی تھی کہ آج یہاں کسی خاص خوشی کے موقع پر ایک بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا گیا ہے۔۔۔۔۔

سردار ولد دار اور اُنکے ساتھ کھڑے مصعب دوسرے قبیلے کے سردار ان اور اُنکے ساتھ آئے باقی کے مہمانوں سے باتوں میں محو تھے۔۔ جبکہ میمونہ اور اُنکا ساتھ دیتی فاطمہ خواتین مہمانوں کا خاص خیال رکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

سکینہ سردار جن کا روپ ہی آج نیا تھا۔۔ ہلکے ٹی پینک رنگ کا پہنا برانڈیڈ سوٹ اُس پر پہنی گرم شال اُن کے وقار اور شخصیت کو باروب ظاہر کرتی نظر آرہی تھی لیکن اُس کے برعکس آج اُن کے چہرے پر خوشی کے رنگ بکھرے ہوئے تھے۔۔ اُن کا جاں نشین عزیز لاڈلا پوتا 7 سال بعد جو ہمیشہ کے لیے آگیا تھا اور آتے ہی اُس نے خاندان کی عزت روایت کو مذاق بننے سے بچا بھی لیا تھا۔۔۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ سکینہ سردار اتنی خوش تھیں۔۔ کہ سانپ بھی مر گیا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹی۔۔۔۔۔

ایک طرف بڑے پوتے تو دوسری طرف چھوٹے پوتے کا بازو تھامے وہ دعوت میں آئے تمام مہمانوں سے خوش اسلوبی اور بڑے فخر سے مل رہی تھیں۔۔۔۔۔

یزدان بھی سب کی طرح خوش دکھائی دیتا اس حسین شام میں مگن تھا لیکن اتنے سب لوگوں میں صرف وہ ایک تھا جو خاموش سنجیدہ ساسب سے کسی روبرو کی طرح مل رہا تھا۔۔۔۔

بظاہر وہ سب کے پیچ موجود تو تھا لیکن اُس کا دل ایک پیارے سے انسان کے وہاں نا ہونے پر اُداس تھا۔۔۔ اُس کی خوبصورت آنکھیں مغموم تھیں۔۔۔ اُس کے تمام رنگ بے نور تھے۔۔۔ اس حسین شام پر بیزار سی نگاہ دوڑاتے اُس نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔ وہ اس وقت یہاں سے بہت دور کسی تنہا جگہ پر جانے کی خواہش کر رہا تھا۔۔۔ جہاں کھل کر وہ سانس لے سکے۔۔۔ اپنی جھوٹی مسکراہٹ پر اُسے اب ہلکا ہلکا غصہ آرہا تھا جسے لبوں پر سجائے وہ سب سے مجبور اُمل رہا تھا۔۔۔۔۔

ایسے منہ لٹکائے کیوں گھوم رہے ہو؟؟ آؤ تمہیں کسی سے ملواتی ہوں۔۔۔ سکینہ سردار خوشی سے اُسکا ہاتھ تھامے کھینچ کر ایک طرف لیجانے لگیں۔۔۔ وہ بھی چپ اور خاموش تھا۔۔۔ تبھی اُس نے دیکھا دادی سرکار اُسے لیے ایک نازک گلابی فروک پہنے کھلے بالوں میں کھڑی ایک لڑکی کے پاس لے آئیں۔۔۔

کائنات بیٹا۔۔۔ صمیان ہاتھ چھڑاتا غصے سے وہاں سے جاتا تبھی سکینہ اُسکا ہاتھ دبوچتی اُس لڑکی کو آواز دے گئیں۔۔۔

وہ لڑکی آواز پر فوراً سے مڑی لیکن سامنے صمیان کو کھڑا دیکھ اچانک گھبرا گئی۔۔۔ کچھ اُسکی پر سنالٹی کچھ چہرے کا روبرو اور کچھ سنجیدگی ہی ایسی تھی کہ وہ گھبرائے بنا رہنا سکی۔۔۔

یہ ہے میرا پوتا صمیان بتایا تھا نا۔۔۔ ابھی ولایت سے پڑھ کر آیا ہے۔۔۔ سکینہ سردار لڑکی سے شاید اُس کا تعارف کروا رہی تھیں۔۔۔

ہیلو۔۔۔ میرا نام کائنات ہے۔۔۔ شہریار سردار کی بیٹی ہوں اور حال ہی میں ڈاکٹر کی جاب پر فائز ہوئی ہوں۔۔۔ لڑکی اب سکینہ سردار کی موجودگی میں شرما کر صمیان سے خود کا تعارف کروانے لگی یہ دیکھے بنا کہ صمیان کا چہرہ کس حد تک سختی لئے ہوئے ہے۔۔۔

یہ نہیں بتایا اپنے کہ حال ہی میں میرا نکاح ہوا ہے۔۔۔ ایم ایس انڈسٹری کا نام تو سنا ہوگا۔۔۔ اُسکی سی ای او میری وائف ہیں۔۔۔ جل کر ایک ایک لفظ پر زور دیتا وہ دونوں خواتینوں کے پھیکے پڑتے چہرے دیکھتا ہاتھ چھڑا کر چلا گیا۔۔۔

سکینہ کو بالکل توقع نہیں تھی کہ منہ پھاڑ کر وہ یوں بول جائے گا وہ شرمندہ سی دکھتی وہاں سے چلی گئیں۔۔۔ جبکہ کائنات کو اچھا نہیں لگا تھا اس کا اسٹریٹ فیس سے یہ سب کہہ دینا۔۔۔ سکینہ سردار کے ارادے کوئی ڈھکے چھپے تو تھے نہیں۔۔۔ وہ بھی عقل رکھتی تھی۔۔۔ اور جانتی تھی کہ وہ شادی شدہ ہے۔۔۔



لیکن سرداروں اور قبیلوں کے مردوں کا دوسے زائد شادیاں کرنے کا رواج بھی جانتی تھی جس پر اُسے کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔۔ جہاں بات ہو صمیان جیسے لاکھوں میں ایک مرد کی تو وہ خوشی سے اُسکی تیسری چوائس بننے کو بھی تیار ہو جاتی۔۔۔ لیکن صمیان کا ایر و گنٹلی اُسے واضح کروانا کہ وہ شادی شدہ ہے یہ باور کروا گیا کہ وہ ون مین ہے جو صرف ایک کارہنہ پسند کرتا ہے۔۔۔۔ اور یہی بات کائنات کو اچھی نہیں لگی اُسکی سیلف ریسپیکٹ بھی کوئی چیز تھی وہ کیسے کسی مرد کی نا پسندیدگی میں شمار ہوتی اُسکی بیوی بننے کو تیار ہو جاتی۔۔۔۔۔

اب اگر سکینہ سردار باضابطہ طور پر رشتہ بھی لے آتیں تو وہ کبھی اقرار نہیں کرتی۔۔۔۔۔



سُنو تو ہمد م !

کوئی جو مجھ سے پوچھے میری خواہش،  
میں اک گہرا سانس لے کر تیرے دیس کا پتا بتاؤں گا۔۔  
جہاں میری ساری خوشیاں،  
تم سمیت قیام میں ہیں۔۔۔

اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کمر پر باندھے وہ آسمان پر چمکتے اُس چاند کو دیکھ رہا تھا جو بالکل تنہا تھا اُسکی ذات کی طرح۔۔۔۔

پتہ ہے کس وہ مجھے کبھی کبھی لگتا ہے اپنی اندرونی حالت سے لڑتے لڑتے خود کو پُر سکون ظاہر کرواتے اور مسلسل ذہنی تھکن کا شکار رہتے ہوئے خوش اخلاق رہنا مجھے اندر سے کہیں ختم کر رہا ہے۔۔۔ تمہارا نفرت سے بھرا لہجہ اور تمہارے سنگ دل الفاظ۔۔۔۔

ایک دن مجھے خاموشی سے نکل لیں گے۔۔۔ میں نے جو جرم کیا ہی نہیں تمہاری آنکھوں میں نظر آتا احساس مجھے گناہ گار ٹھہراتا ہے۔۔۔ کیا ایسا کبھی نہیں ہو گا کہ تم ایک بار مجھ سے آکر شکوہ کرو۔۔۔ پوچھو۔۔۔ کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا؟؟؟ تمہاری چُپ مجھے دِنِ بادن توڑ کر رکھ دیتی ہے۔۔۔۔

کیا یوں ہی پتھر بنی ہماری بیچ کی اس محبت کو اپنی نفرت اور انا کی آگ میں جلتا دیکھتی رہو گی؟؟؟

کیا ہم کبھی ساتھ نہیں چلیں گے۔؟؟

وہ اپنے اندر کی ہوتی اکھاڑ پچھاڑ سے لڑتا چکنا چور ہوئے جا رہا تھا۔۔۔

بھلے سے وہ سب کی نظروں میں کتنا ہی مضبوط چٹان جیسا بے فکر آزاد خوش باش نظر آتا تھا۔۔۔ لیکن حقیقتاً وہ اندر سے ایک خاص انسان کے لیے کتنا کمزور بے بس

اور لاچار تھا یہ سچ صرف وہی جانتا تھا کہ ایک انسان کی بے رخی اُسکی لا تعلقی اُسکی غلط  
فہمی اُسکی کمی اُسے کتنا لاتی تھی۔۔۔۔

تبھی بلیک رنگ کی نیو ماڈل پراڈو حویلی کے عین سامنے آکر روکی۔۔۔۔  
صمیان جو اس وقت حویلی کی سب سے اونچی جگہ پر کھڑا تھا اور حویلی کے باہر کا تمام  
منظر اُسکی نظروں کے سامنے تھا اُس نے دور سے چونکتے ہوئے اُس گاڑی کو  
آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا جو ابھی ابھی آ کے سامنے رکی تھی۔۔۔ لیکن اُس کے  
کچھ دیر بعد اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی بڑی ہو گئی اور منہ ہلکا سا کھل  
گیا۔۔۔۔

کسوہ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتی بناڈرائیور اور گارڈز کے اکیلی گاڑی سے باہر  
آتی دکھائی دی۔۔۔۔  
بلیک ہائی نیک اور ٹائٹ بلیک جینز جس پر اُس نے مسٹر ڈرنگ کا اپر لونگ کوٹ پہنا  
ہوا تھا جس کے سامنے کے بٹن بند تھے۔۔۔۔ لونگ شوز جو گٹھنوں سے تھوڑا نیچے  
تک آتے تھے۔۔

آنکھوں پر لگی آئی لائنز کی باریک لائن جو آنکھوں کو بڑی اور خوبصورت بنا رہی ہیں  
تھی۔۔۔۔ گلابی ہونٹ۔۔۔۔ سامنے سے فریج اور پیچھے سے لمبے بال کھلے

چھوڑے ہوئے تھے۔۔۔ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتی وہ مسکراتی ہوئی کیٹ

واک پر کسی ماڈل کی طرح چل کر سامنے سے آتی دکھائی دی۔۔۔۔

وہاں کھڑے بہت سے لوگ پلٹ کر اُسے دیکھتے اب دبی دبی آواز میں باتیں کرنے لگے۔۔۔ اُسے کسی تعارف کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔ یہاں آئے سب لوگ اُس

کی پہچان سے باخوبی واقف تھے۔۔۔۔

مصعب کی اُس پر پڑتی نظر جیسے اُنہیں وہیں فریز کر گئی۔۔۔ اور صرف مصعب نہیں فاطمہ زہرہ یزدان صمیان اور خاص کر سکینہ سردار کی حالت بھی ایسی ہی تھی کہ کاٹو تو خون نہیں۔۔۔۔

جبکہ ولد ار اور میمونہ تو اُسے دیکھتے پہلے حیران ہوئے پھر خوش دکھائی دیئے۔۔۔۔ ابھی یہ بات پوری طرح لیک نہیں ہوئی تھی کہ وہ اب اس خاندان کی بیٹی ہونے کے ساتھ بہو بھی بن چکی ہے۔۔۔۔ ورنہ پورے گاؤں میں بہت سے لوگوں کو باتیں بنانے کا الگ موقع مل جاتا۔۔۔۔ یہ بات صرف کچھ لوگوں کو معلوم تھی جو ابھی تک خاموشی بنائے ہوئے تھے۔۔۔۔

سکینہ سردار فق ہوتے چہرے سے اُسے قریب آتا دیکھ رہیں تھیں۔۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے؟؟ کس وہ اور حویلی؟؟؟ کہیں کوئی نیا تماشہ؟؟؟ ماتھے پر شکنوں کا جال لیے وہ اُسے گھورتی ارد گرد آئے مہمانوں کو ایک نظر دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔۔

کسوہ مسکراتی ہوئی سب کو انور کئے اُنکے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ اُسکے  
چہرے پر کسی معصوم سے بچے کی سی شرارت دکھائی دے رہی تھی۔۔۔  
صمیان بھاگتا ہوا نیچے آیا تھا وہ اُس کے اتنی دور اکیلے رات کو سفر کر کے چلے آنے پر  
بے حس و حرکت دنگ کھڑا اُسے ایک ٹک دیکھنے لگا۔۔۔ اُس کے ساتھ خدا نخواستہ  
کچھ۔۔۔ اس کی سوچ اس سے آگے بڑھتی اُس کا دل ہولا گئی۔۔۔  
السلام و علیکم بی بی سردار کیسی ہیں آپ؟؟ لگتا ہے اپنی انا کی جیت اور خاندان کی  
روایت کی دھجیاں نابکھر جانے پر آپ مجھے ہارا ہوا سمجھتے ہوئے یہ جشن منارہی  
ہیں۔۔۔ لیکن یہ بات تو غلط ہے۔۔۔ آپکے لاڈلے پوتے نے اتنا بڑا کارنامہ  
سرا انجام دیا آپکے خاندان کی ساکھ روایت اور عزت کو بچا لیا جس کی خوشی میں آپ  
نے یہاں سب کو بلایا اور مجھے بھول گئیں۔۔۔ یہ تو بہت نا انصافی کی آپ نے  
میرے ساتھ۔۔۔

اپنے لاڈلے پوتے کی بیوی اور خاندان کی بہو ہونے کی حیثیت سے آپ کو مجھے یہاں  
آنے کی خاص دعوت دینی چاہیے تھی۔۔۔ ناراض بچے کی طرح منہ بناتی وہ اُن  
سے شکایت کر رہی تھی لیکن آنکھوں کی چمک صاف بتا رہی تھی وہ اس رنگ میں  
بھنگ ڈالنے کے ارادے سے آئی ہے۔۔۔

سکینہ سردار نفرت سے اُسے اوپر سے نیچے تک دیکھتی طنزیہ ہنسی ہنسی۔۔۔

واہ۔۔۔ واہ۔۔۔ حیثیت کی بات کرنے والے کو تو دیکھو۔۔۔ جس نے شوہر کو تسلیم کرنا تو دور اس نکاح کو ماننے سے صاف انکار کر دیا یہاں تک کہ رخصتی سے منع کر دیا وہ یہاں خود کو بیوی کی حیثیت سے مترادف کروانے آئی ہے۔۔۔ واہ۔۔۔ تم پہلی ایسی لڑکی ہو گی جو نکاح کے بعد رخصتی سے انکار کر کے ساری زندگی اپنے باپ پر بوجھ بن کر رہنے میں فخر محسوس کرے گی۔۔۔ گردن اونچا کرتی طنزیہ انداز میں اُس پر چوٹ کرتی منہ پھیر گئیں۔۔۔

اُن کے آہستہ آواز میں باتیں کرنے کی وجہ سے لوگ صرف اُنہیں دیکھ سکتے تھے اُنکے پیچ کی کوئی بھی بات اُنہیں سمجھ نہیں آرہی تھی اسلئے معاملہ ابھی ٹھنڈا اور پُر سکون ہی تھا۔۔۔ تبھی ولد ار اور مصعب بھی مہمانوں کے پیچ کھڑے دور سے سب دیکھتے صبر ہی کر سکتے تھے۔۔۔ کہ کوئی تماشہ ناہو بس۔۔۔

آپ اچھے سے جانتی ہیں بی بی سردار میں اس نکاح پر راضی نہیں تھی۔۔۔ یہ رشتہ یہ نکاح سراسر مجبوری اور زبردستی سے جوڑا گیا ایک سمجھوتا ہے میرے لئے۔۔۔ میرا دل میری رضا شامل نہیں تھی۔۔۔ اُن کے بے حد قریب آتی وہ درد بھرے انداز میں آہستہ سے بول رہی تھی۔۔۔

صمیان نے قرب سے آنکھوں کو زور سے بند کر دیا۔۔۔ اُسکے یہ الفاظ کسی تلوار کی دھار کی طرح اُسے اندر تک کاٹ گئے تھے۔۔۔



آپ اچھے سے جانتی ہیں بی بی سردار مجبوری اور زبردستی سے جوڑے گئے تین لفظوں سے دل کے نازک رشتے نہیں جڑا کرتے۔۔۔۔۔ یہ شادی آپ کی اور آپ کے پوتے کی انا تھی دونوں کی ضد تھی۔۔۔۔۔ لیکن یاد رکھیں بی بی سردار میں ہاری نہیں ہوں۔۔۔ یہ شادی ہو تو گئی ہے لیکن آپ اسے مجھ سے زبردستی نبھوانے پر مجبور نہیں سکتیں۔۔۔۔۔ دانت پیستی نم سُرخ آنکھیں لیے وہ انہیں دیکھتی بول رہی تھی۔۔۔۔۔

کسوہ اپنی بکواس۔۔۔۔۔ تبھی یزدان ناک پھولا تاغصے سے آتا اتنا ہی بولا تھا جب صمیان بھائی کے سامنے آکر دیوار کی طرح کھڑا ہوتا آہستہ سے بولا۔۔۔۔۔ بہتر ہو گا بھائی آپ خاموش رہیں۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ میری بیوی کو کچھ بھی ایسا کہیں جس سے مجھے تکلیف ہو۔۔۔۔۔ اور نا میں یہ چاہوں گا کہ بدلے میں میری بیوی میرے بھائی سے بد تمیزی کرے۔۔۔۔۔ سنجیدگی سے کہتا وہ یزدان کو حیران کر گیا تھا۔۔۔۔۔ یزدان نے پیچھے کھڑی کسوہ پر نفرت سے نظر ڈالی اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

سکینہ سردار بھی صمیان کی اس قدر گہری سنجیدگی دیکھتی خاموشی سے وہاں سے ہٹ گئیں اس وقت کسوہ سے بحث کرنا مہمانوں کے بیچ اپنا ہی مذاق بنوانا تھا۔۔۔۔۔

کسوہ اُسکے پیچھے کھڑی سفید رنگ کی شلوار قمیص اُس پر گرم براؤن شال سفید پیروں میں کھیرٹی پہنے اُس لمبے چوڑے شاندار انسان کی پشت کو قہر زدہ نظروں سے گھور رہی تھی جو 7 سال پہلے والے صحنی کی طرح ہر مصیبت میں اُسکی ڈھال بن جایا کرتا تھا۔۔۔۔۔ جیسے آج بنا تھا۔۔۔

مصعب آہستہ سے اُس کے قریب آتے اُس کا بازو زور سے دبوچتے اُسے کھینچ کر تنہا گوشے میں لے گئے۔۔۔۔۔

زہرہ اور فاطمہ میمونہ کے ساتھ کھڑی یہ سب دیکھتی پریشان دکھائی دے رہیں تھیں۔۔۔۔۔ کیا کرتیں صبر اختیار کرنے کے علاوہ کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ کسوہ کیوں باپ کو زلیل کروانے پر تلی ہوئی ہو۔۔۔ کیا مقصد تھا اتنی رات کو یہاں اکیلے منہ اٹھا کر چلے آنے کا۔۔۔ خدا کے لیے یہاں کوئی تماشہ مت کرنا۔۔۔۔۔ ابھی یہ بات یہاں کسی کو نہیں معلوم۔۔۔ ورنہ سب برادری میں ہم مذاق بن جائیں گے۔۔۔۔۔ مصعب دبی دبی آواز میں غصے سے بولتے اُس کے ضدی طبیعت سے بیزار نظر آرہے تھے۔۔۔۔۔

ہر بار کی طرح آپ نے بباد و سروں کی غلطیوں کا ملبہ پھر میرے سر ڈال دیا۔۔۔۔۔ آپکی نظر میں صرف میں بری ہوں۔۔۔ باقی سب بے قصور ہیں۔۔۔۔۔ دعاء کریں کہ مجھے موت آجائے اور آپ سب کی جان چھوٹ

جائے۔۔۔۔۔ اپنے باپ کو الٹا اُسی پر ناراض دیکھتی کانپتے ہونٹوں سے کہتی  
آنکھوں میں دکھ اور نمی لیے وہ ایک جھٹکے سے مڑی اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ  
گئی۔۔۔۔۔

اُس کی آنکھوں کی نمی اور لفظوں سے مصعب کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔۔۔۔۔  
میری کسوہ۔۔۔۔۔ نم آنکھوں سے اُسے واپس اکیلے جاتا ہوا دیکھتے وہ تڑپ کر اُس کے  
پیچھے بھاگنے لگے تھے جب صمیان اُنہیں بازو سے پکڑتا روکتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔  
چھوٹے بابا بالکل پریشان ناہوں۔۔۔۔۔ اُنہیں تسلی دیتا وہ اُس طرف بھاگا جہاں ابھی  
ابھی کسوہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گئی تھی۔۔۔۔۔



مصعب شاید رو دیتے اگر ولد ار میمونہ فاطمہ اور زہرہ وہاں آتے اُنہیں ہمت نا  
دلاتے۔۔۔۔۔ دعوت میں آئے مہمانوں کے بیچ کوئی تماشہ نا ہو جائے اس لیے ہر  
کوئی اپنی جگہ خاموش صبر کر رہا تھا۔۔۔۔۔

صمیان نے اشارے سے ڈرائیور کو گاڑی پاس لانے کا کہا۔۔۔۔۔  
ڈرائیور جھٹ سے گاڑی سٹارٹ کرتا صمیان کے پاس آیا ہی تھا جب صمیان جلدی  
سے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھتا ڈرائیور کو آگے جاتی گاڑی کا پیچھا کرنے کا  
حکم دیا۔۔۔۔۔

ڈرائیور حکم ملتے ہی فل سپیڈ میں گاڑی چلاتا 20 منٹ کی ڈرائیو پر اُسکی گاڑی کو ٹیک  
ادور کر کے آگے نکلتا اُسکی گاڑی کے عین سامنے گاڑی لا کر کھڑی کر گیا۔۔۔۔  
کسوہ جو غصے میں بھری اپنی پرواہ کئے بنا تیز رفتار سے گاڑی چلاتی آگے بڑھ رہی تھی  
اچانک سائیڈ سے گزرتی تیز گاڑی کو اپنے سامنے آکھڑا دیکھتی زور سے بریک لگا  
گئی۔۔۔

دونوں گاڑیاں ایک دوسرے سے کچھ دور فاصلے پر آمنے سامنے کھڑی ہیڈ لائٹ کی  
روشنی میں صاف نظر آرہی تھیں۔۔۔۔

کسوہ حیرت سے سامنے دیکھتی ابھی اُس گاڑی والے کی خبر لینے کے لئے باہر آتی  
جب اُس نے تیز روشنی میں صمیان کو سامنے کھڑی گاڑی سے اترتے اور آستین  
فولڈ کرتے اپنی گاڑی کی طرف آتے دیکھا۔۔۔۔

لبے لبے ڈاگ بھر کر آتا وہ بڑی آرام سے اُس کی گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر اندر  
بیٹھا۔۔۔۔

اُس کے گاڑی میں بیٹھنے کی دیر تھی جب سامنے کھڑی گاڑی ایک جھٹکے سے آگے  
بڑھتی اُس کے برابر سے گزر گئی۔۔۔۔

کسوہ استعجاب سی ایک ٹک سانس روکے اُسے کچھ پل ضبط سے دیکھتی رہی۔۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟؟ اُتر و میری گاڑی سے۔۔۔ دانت پیستی پھر جب وہ بولی تو اُس کے لہجے میں شیرنی کی غراہٹ واضح تھی اُسکا انداز کافی بے ادب تھا۔۔۔ صمیان اُسکی کسی بھی بات پر توجہ دیئے بنا منہ کان بند کئے سامنے دیکھتا آرام سے اپنی جگہ ایسے بیٹھا تھا جیسے وہ اس گاڑی میں اکیلا ہو۔۔۔

اُسکی بات اُسکی ذات کو مکمل اگنور کئے جانے اور ڈھیٹ پن سے بیٹھے رہنے پر کسود کا غصہ اب ساتویں آسمان کو پہنچ گیا۔۔۔۔ غصے سے گہرے سانس لیتی وہ جھٹکے سے دروازہ کھولتی باہر نکلی اور زور سے دروازہ بند کرتی سخت سردی میں بے خوف اکیلی گھنے جنگل کے پیچ بنے اندھیرے راستے پر چلنے لگی۔۔۔۔

اب صمیان کو لگا بس بہت ہو گیا جب وہ بھی خطرناک تاثرات لیے ایک آئی برو اُچکائے گاڑی سے باہر آیا اور بنا دروازہ بند کئے تیز قدموں سے چلتا جلد اُس تک پہنچ گیا۔۔۔

تیز رفتار سے چلتی کسود کا بازو ایک جھٹکے سے اپنی مضبوط گرفت میں جکڑتا اُسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔

کسود اُس کے ایسے کسی بھی ردِ عمل سے واقف نہ تھی تبھی اُسکے کھینچنے پر اُس کا پیر موڑا اور وہ سیدھی اُس کے سینے سے لگی۔۔۔ غصے اور اچنبہ کے ملے جلے تاثرات لیتی اس سے پہلے وہ سنبھلتی اور اُس سے دور ہوتی جب صمیان نے اس کی کمر کے

گرد سیدھے ہاتھ کا مضبوط حصار باندھتے اُسے دور ہٹنے سے پہلے زور سے خود میں  
بھینچا اور دوسرے ہاتھ میں پکڑا سفید رومال آرام سے اُس کے منہ اور ناک کی  
طرف رکھتا اُس کی بڑی حیران ہوتی آنکھوں میں کسی شکاری کی طرح دیکھنے  
لگا۔۔۔

5 فٹ تین انچ والی کسوہ اُس ساڑھے 6 فٹ والے مضبوط انسان کے سامنے بے  
بس سی نظر آتی پیچھے کی طرف جھکتی اُسکے چوڑے سینے پر زور زور سے ہاتھ مارتی  
خود سے دور کرنے کی کوشش میں اپنی ساری توانائی جیسے کھوتی جا رہی تھی۔۔۔  
صمیان اپنی طاقت کا بالکل معمولی حصہ استعمال کرتے ہوئے اُسے قابو کئے کھڑا  
تھا۔۔۔

تھوڑی دیر لگی جب کسوہ کو دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔ اُسکی بڑی بڑی  
آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی پوری بند ہو گئی۔۔۔ اپنے منہ پر رکھے صمیان کے  
ہاتھ پر اُس کے لمبے ناخنوں کی گرفت ڈھیلے ہوتے نیچے ڈھلک گئے۔۔۔  
وہ اچھے سے اُسے جانتا تھا کہ وہ کتنی غائی اور ضدی ہے اسکا آخری حل یہی تھا کہ وہ  
اُسکے پیچھے پوری تیاری سے آیا تھا۔۔۔



صمیان نے آہستہ سے رومال اُس کے منہ پر سے ہٹا کر جیب میں رکھا پھر آہستہ سے اُس کی پیچھے کی طرف جھکی گردن کو اٹھاتا محبت سے اُس کا پیارا معصوم چہرہ دیکھتا مُسکرا دیا۔۔۔۔

پھر تھوڑا جھکتا بہت احتیاط سے اُسے مضبوط بازوؤں میں اٹھایا۔۔ اپنا سیدھا ہاتھ اونچا کرتا اُسے سینے سے لگاتا اُسکے کان کے نیچے گردن کی طرف خوبصورت تل پر اپنے ہونٹ رکھتا اُس کی بھیننی بھیننی خوشبو سے سانسوں کو مہکتا یوں ہی پلٹا اور گاڑی کی طرف آگیا۔۔۔ فرنٹ سیٹ کو پیچھے تک کرتے آرام سے اُسے سیٹ پر لٹاتے اُس کا سیٹ بیلٹ باندھا۔۔۔ اپنی گرم شال اُسے اچھے سے اوڑھاتے وہ از خود اُس کے پیارے چہرے کو ٹکٹکی باندھے قریب سے دیکھتا چلا گیا جہاں اُس کی آتی جاتی سانسیں اُس کے چہرے پر ایک احساس چھوڑتی جا رہیں تھیں۔۔۔ اُسکی پلکیں کسی چڑیا کے پنکھ جیسے مڑی ہوئی اور گھنی تھیں۔۔

بے اختیار وہ اپنے لب اُس کے ٹھنڈے روشن ماتھے پر رکھ گیا۔۔۔ وہ ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ لیکن ایسا کرنے پر وہ خود کو روک بھی نہیں سکا۔۔۔۔

کتنی دیر اُسکے ماتھے پر اپنے لب رکھے وہ دل کی زمین کو اچھے سے سیراب کرتا آہستہ سے پیچھے ہوا اور ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آکر بیٹھتا پھر اُسکی طرف دیکھا جو سب سے بے خبر سوتی اب تھوڑی پُر سکون تھی۔۔۔

اُسکے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھاتا اُس کے ملائم گال کو اپنی انگلیوں سے سہلاتا گاڑی  
کا دروازہ بند کیا۔۔۔ گاڑی کے بند ہونے پر باہر کی سخت ٹھنڈ میں تھوڑی سی کمی  
آگئی تھی۔۔۔

وہ اس سخت ٹھنڈ میں بنا شال کے بھی آسودہ دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔ جہاں کچھ  
دیر پہلے وہ رنگوں روشنیوں لوگوں اعلیٰ نعمتوں شور و غل سے تھکا ہوا بے زار دکھائی  
دے رہا تھا وہیں اب وہ اس بیابان اندھیری جمع دیتی ٹھنڈ میں بھی بے حد خوش و  
خرم اور خود کو شاداب محسوس کر رہا تھا۔۔۔

کیوں کہ اُس کے پاس اب اُس کی کسوہ اُسکی پوری دنیا جو تھی۔۔۔۔۔  
گاڑی سٹارٹ کرنے سے پہلے اُس نے میوزک پلیئر آن کیا۔۔۔ جہاں ارجیت سنگھ کا  
گانا بجننا شروع ہو گیا۔۔۔

تو سفر میرا

ہے تو ہی میری منزل

تیرے بنا گزارا

اے دل ہے مشکل

تو میرا خدا

تو ہی دعاء میں شامل

تیرے بنا گزارا  
اے دل ہے مشکل  
مجھے آزماتی ہے تیری کمی  
میری ہر کمی کو ہے تو لازمی

جنون ہے میرا  
بنوں میں تیرے قابل  
تیرے بنا گزارا  
اے دل ہے مشکل

اپنے سیدھے ہاتھ پر اُسکے ناخنوں سے دیئے جانے والی خراشوں کی جلن کو محسوس  
کرتے اُس نے ہاتھ آنکھوں کے سامنے کیا جہاں اُسکے خوبصورت ہاتھوں پر گہری  
خراشوں سے نکلتا ہلکا خون ساد کھائی دیا۔۔۔۔

لمبی سانس کھینچتے جاندار مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اُس نے گاڑی سٹارٹ کی اور تیز  
رفتار سے آگے بڑھا گیا۔۔۔۔

یہ روح بھی میری  
یہ جسم بھی میرا  
اتنا میرا نہیں

جیتنا ہوا تیرا

تو نے دیا ہے جو

وہ درد ہی سہی

تجھ سے ملا ہے تو

انعام ہے میرا

میرا آسمان ڈھونڈے تیری زمین

میری ہر کمی کو ہے تو لازمی

زمین پے نا سہی

تو آسمان میں آمل

تیرے بنا گزارا

اے دل ہے مشکل

اُسے شروع سے گہرے لفظوں اور غزلوں میں انٹرست رہا تھا اُسے میوزک سننا  
کچھ خاص پسند نہیں تھا لیکن ناجانے کیوں اس گانے کے بول اُسے اپنے دل کے وہ  
الفاظ لگے جو وہ کسوہ سے کہنا چاہتا ہو۔۔۔ نظروں کا رخ موڑتے صمیان نے چاند کی  
ہلکی روشنی میں اُسکا چمکتا چہرہ دیکھا۔۔۔

مانا کی تیری موجودگی سے

یہ زندگانی محروم ہے  
جینے کا کوئی دوجا طریقہ  
نامیرے دل کو معلوم ہے  
تجھکو میں کتنی

شدت سے چاہوں  
چاہے تو رہنا تو بے خبر  
محتاج منزل کا تو نہیں ہے  
ایک طرفہ میرا سفر  
سفر خوبصورت ہے منزل سے بھی  
میری ہر کمی کو ہے تو لازمی  
ادھورا ہو کے بھی

ہے عشق میرا کامل  
تیرے بنا گزارا  
اے دل ہے مشکلہ

--





پرفیکٹ۔۔۔ اُس سے بھی مختصر جواب لیلیٰ نے دیا۔۔۔  
ہممم۔۔۔ لیلیٰ معلوم کرو اس وقت شہر کی ٹاپ کنسٹرکشن کمپنی کون سی ہے؟؟ ڈی  
ایس نے حکم جاری کیا۔۔۔ لیلیٰ نے آئی برو کی اٹھان سے اُسکا وہ آرڈر سنا۔۔۔  
لغاری۔۔۔ لغاری انڈسٹری جو ناصر ف شہر بلکہ ملک میں ٹاپ کنسٹرکشن کمپنی کی  
رینک میں نمبر ون پر آتی ہے۔۔۔ اُسکے ایک ایک شیرز کی مارکیٹنگ ڈیمانڈ  
کروڑوں کی ہے۔۔۔ لیلیٰ اپنی طرف کی تمام معلومات ڈی ایس کو دیتی بولی۔۔۔  
ایکسیلینٹ لیلیٰ۔۔۔ تم نے دل خوش کر دیا۔۔۔ لیکن اتنا کافی نہیں مجھے اسکی مزید  
معلومات لا کے دو۔۔۔ کیوں کے میرا گلا ہدف اب لغاری انڈسٹری کا مالک  
ہوگا۔۔۔ میں یہاں کا کام ختم کر کے جلد پاکستان آؤنگا۔۔۔ اُسکے بعد ہم لغاری کو  
اپنے اعتماد میں لے کر اُن کی آڑ میں اپنے ادھورے کام پورے کریں گے جس سے  
کسی کو شک نہیں ہوگا۔۔۔ اپنی بات کہتے اُس نے فون رکھ دیا اور لیلیٰ بھی مسکراتی  
کھڑی ہو گئی۔۔۔

کمال کا دماغ پایا ہے تم نے ڈی ایس۔۔۔ کتنی آسانی سے تم پہلے اپنے شکار پر جال  
بنتے ہو اُسے بھاگنے کا موقع ہی نہیں مل پاتا پھر تم اُسے پوری طرح قبضے میں لیتے اُس  
سے اپنے کام نکلاتے ہو بالکل ایسے جیسے ملک شاہ پھر دائم شاہ۔۔۔ مائیکل کی بات  
سننا ڈی ایس زور سے ہنسا۔۔۔

ملک شاہ جسکا ایک سال پہلے دور دور تک انڈر ورلڈ سے کوئی تعلق نہیں تھا جسکا ریکارڈ ایک دم صاف تھا کیسے تم نے اُسے اپنے اعتماد کے جال میں پھنساتے چُپ چاپ گناہوں کے دلدل میں گھسیٹ لیا۔۔۔ اُس بیچارے کو تمہاری حقیقت تب معلوم چلی جب پانی سر سے اوپر ہو چکا۔۔۔ تم نے اُس کے لیے کوئی دوسرا راستہ ہی نہیں چھوڑا۔۔۔ بیچارہ اگر منہ کھولتا تو خود بھی پھنستا اُسے اپنے ناکئے گناہ کی سزا کم سے کم تیس سال کی قید ملتی اور پیسہ گھر کمپنی ہاتھ سے جاتی وہ الگ۔۔۔۔ اور اگر تم سے بھاگتا تو جان سے جاتا۔۔۔ ہا ہا ہا تم نے اُسے خود کے ساتھ کام کرنے کے لیے اتنا مجبور کر دیا کہ وہ جھک گیا اور ساتھ اُسکا بیٹا بھی۔۔۔ مائیکل ہاتھ میں شراب کا گلاس پکڑے اپنی نشیلی آنکھوں سے لمبے چوڑے صوفے پر پھیل کر بیٹھے ڈی ایس کو دیکھتے سر اہتے انداز میں بولا۔۔۔۔

یہ سب تو پرانی باتیں ہو گئیں۔۔۔ کنگ بننا اتنا آسان نہیں اس کا استعمال ہی آپکو آپکے مقام تک پہنچاتا ہے۔۔۔ اُس نے ماتھے پر ٹیپ کرتے کہا۔۔۔۔

ڈی ایس شان سے سنگل بڑے سے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ایسے بیٹھا تھا جیسے سچ میں وہ کسی رعایا کا بادشاہ ہو۔۔۔۔ اُسکے خوبصورت نقوش غرور سے تنے ہوئے تھے۔۔۔۔

تمہاری یہی ادا تو مجھے بہت پسند ہے اس لیے آج شام کو رنگین بنانے کے لیے میں نے تمہارے لیے حسین نایاب تحفوں کا بندوبست کیا ہے جنہیں پہلے کبھی کسی نے تمہارے علاوہ ہاتھ تک نہیں لگایا ہو گا۔۔۔ مائیکل اپنی چمکتی ٹنڈ پر ہاتھ پھیرتا بہکے بہکے انداز میں بولا اور اشارے سے گارڈ کو وہ تحفے لانے کو کہا۔۔۔

ڈی ایس لا پرواہی سے گلاس کی الکو حل حلق میں اُتار رہا تھا تبھی دروازے سے کچھ لڑکیاں اندر آئیں۔۔۔ لمبی حسین ملائی جیسی جلد اور بولڈ وہ سیدھی آتی لائن سے ڈی ایس کے سامنے جا کھڑی ہوئیں۔۔۔

ڈی ایس نے ڈومینٹنگ اسٹائل میں بنا نظر اٹھائے ہاتھ اونچا کیا اور انہیں وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ مائیکل حیرت سے دیکھنے لگا۔۔۔ کوئی مرد نشے میں ڈوبے اتنی حسین ماہ جبینوں کو کیسے رد کر سکتا ہے؟؟؟

وہ لڑکیاں جو ڈی ایس کو دیکھتیں اپنا دل پہلی نظر میں اُس پر ہار بیٹھیں تھیں اُسکی اتنی سنگ دلی پر اُداس منہ لٹکاتی وہاں سے چلیں گئیں۔۔۔۔

میں جانتا ہوں تم کیا سوچ رہے ہو۔۔۔ ڈی ایس مائیکل کی خفا نظروں کو دیکھ کر مسکراتا کھڑا ہوا اور کانچ کی بنی بڑی سی وال پر جاتا اپنے اسٹائل کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔۔۔

شیشے کے اُس پار شہر کا خوبصورت نظارہ آنکھوں کو چکا چوند کر رہا تھا۔۔۔

پتہ ہے مائیکل ایک طاقت ور مرد کو کوئی نہیں ہر اسکتا سوائے ایک کمزور نازک  
اندام دکھنے والی عورت کے۔۔۔ عورت ایک ایسا زہریلا نشہ ہے جو آہستہ آہستہ گھلتا  
انسان کو بنا کسی ہتھیار کے مارنے کی طاقت رکھتا ہے۔۔۔

شراب۔۔۔ پیسہ۔۔۔ عیش و عشرت۔۔۔ شہرت میری کبھی کمزوری نہیں  
رہی۔۔۔ لیکن عورت سے ہمیشہ میں دور ہی رہا کیوں کہ میں اچھے سے جانتا ہوں  
عورت اور رشتہ یہ دو لفظ مرد کو عرش سے پاتال میں بھی گرا دیتے ہیں۔۔۔ مضبوط  
اعصاب کا مرد بڑی سے بڑی جنگ میں نہیں ٹوٹتا لیکن دوسری طرف اگر اُسکی  
کمزوری رشتے اور عورت رہی ہو جس سے وہ دلی جذبات رکھتا ہے تب وہ ٹوٹ جاتا  
ہے۔۔۔

اور میں یعنی ڈی ایس اپنی کوئی کمزوری دشمنوں کے ہاتھ نہیں آنے دینے  
والا۔۔۔ ڈی ایس ہنستا ہوا آنکھ دبا کر مائیکل کو دیکھتا بولا۔۔۔  
مائیکل اُسکی لوجیک سن کر ہنستا ہوا اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔



سورج پوری آب و تاب سے جلوہ افروز ہو چکا تھا۔۔۔ روز کے معمول کے مطابق  
سب کے کام بھی شروع ہو چکے تھے بس ایک وہی تھی جو ابھی تک لیٹی ہوئی  
تھی۔۔۔

اس نے سر میں اٹھتے تیز درد کو اگنور کرتے آنکھوں کو کھولنا چاہا اُسے اپنی پلکیں بوجھ تلے دبی سی محسوس ہوئی۔۔۔ لیکن اُس نے سب برداشت کیا اور مشکل سے اٹھ کر بیڈ کی پشت سے کمر ٹکاتی بیٹھ گئی۔۔۔۔

وہ تو کل رات حویلی آئی تھی۔۔۔ وہاں جو کچھ ہوا اُسے سب یاد آنے لگا۔۔۔ پھر جب وہ وہاں سے نکلی تو وہ اپنی گاڑی میں تھی۔۔۔ اُسکے بعد صمیان کا چہرہ اُسکی آنکھوں کہ سامنے گھوم گیا اُسکے بعد جو اُسے یاد آیا وہ برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔۔۔ بلینکٹ غصے سے دور پھینکتی وہ جیسی اُٹھنے لگی۔۔۔

صد مے سے پھٹی آنکھوں میں بجلیاں سی بجلیاں کوندنے لگی یہ دیکھ کر کہ۔۔۔ اُس کے جسم پر صمیان کی وہی شال تھی جو اُس نے کل رات پہنی تھی جس سے اٹھتی اُسکی مخصوص خوشبو کسودہ کو اپنے آپ سے بھی آتی فیل ہو رہی تھی۔۔۔ اُسکا کوٹ جو کل پہنا ہوا تھا وہ ہینگ کیا سامنے لٹکا تھا اُسکے جوتے طریقے سے شوز ریک میں رکھے تھے۔۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر وہ اپنے روم میں تھی۔۔۔۔ ان سب کا ایک ہی مطلب نکلتا تھا۔۔۔ جسے سوچ کر غصہ اب اُسکے سر چڑھتا اُسکے دماغ کو تباہ کر رہا تھا۔۔۔۔ شال خود سے کھینچ کر دور پھینکتی آتش فشاں بنی وہ نیچے آئی تو سامنے صمیان کو آرام سے چیئر پر نیوز پیپر ہاتھ میں لیے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھے دیکھا۔۔۔۔

وہ جانتا تھا دوائی کا نشہ اتنی آرام سے نہیں ٹوٹے گا تبھی بنانا شہ کیے اُسکے جاگنے کا ویٹ کرتا وہ نیوز پیپر پڑھنے لگا۔۔۔ اس بات سے بے خبر کہ وہ قیامت کی طرح ٹوٹ پڑنے کو وہاں آچکی ہے۔۔۔

کسوہ نے اپنی خون رنگ وحشت و بربریت بھری آنکھوں سے اُسے ایک نظر دیکھا اور تیزی سے چل کر آتی اُسکا گریبان کھینچ کر چیختی ہوئی بولی۔۔۔ ہاتھ کیسے لگایا تم نے مجھے؟؟؟ تم جیسا دھوکے باز اور گھٹیا انسان کیا سمجھتا ہے کہ کسوہ کمزور ہے ہاں۔۔۔ بولو۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟؟؟ میں جان سے مار دوں گی تمہیں صمیان خان۔۔۔ اور کیا فائدہ اٹھایا تم نے۔۔۔ ہاں۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ لہو رنگ آنکھوں میں اُسے خاکستر کر دینے والے غیض و غضب لیے وہ بھوکے شیرنی کی طرح اُسکا کولر دبوچے بول رہی تھی۔۔۔ شرٹ کا گلا غصے سے کھینچنے پر اُسے کسوہ کے لمبے ناخن اپنی گردن میں چبھتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔ وہ اپنی گردن اوپر اٹھائے اُسکے جنون اور وحشی روپ کو یک ٹک دیکھتا سرد ہو چکا تھا۔۔۔

تبھی مصعب جو رات سے پریشان رہے تھے لیکن اماں سرکار کے غصے اور ناراضگی کی وجہ سے رات ہی میں واپس نا آ سکے۔ لیکن صبح ہوتے ہی اُنہوں نے کسوہ کی



حرکت پر ماں سے معافی مانگی اور زہرہ کے ساتھ نکل پڑے لیکن گھر میں داخل ہوتے جواُنہوں نے دیکھا وہ دل ہلا دینے والا تھا۔۔۔

کسوہ لمبے بال بکھرائے صمیان کی شرٹ کو دونوں ہاتھوں میں دبوچے منتقمانہ و جارحانہ طریقے سے اُس پر جھکی پوری طاقت کے ساتھ چیخ رہی تھی جس سے گھر کی درود یوار لرزا اٹھی تھیں۔۔۔

صمیان تو شاید وہیں بیٹھا اُسکے ہاتھوں بے قصور قتل بھی ہو جاتا اگر جو مصعب تیزی سے قریب آتے کسوہ کو اُس سے دور کئے قابو نہ کرتے۔۔۔

اس آدمی نے زبردستی کی۔۔۔ مجھے بیہوش کیا۔۔۔ مجھے اٹھا کر یہاں لایا۔۔۔ مجھے چھوڑیں بابا۔۔۔ میں اسے معاف نہیں کروں گی۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔ اسکی ہمت کیسے ہوئی۔۔۔ مجھے چھوڑیں بابا۔۔۔ چیخ چیخ کر کہتی وہ مصعب کی مضبوط پکڑ سے خود کو چھڑانے کے لیے پوری طاقت استعمال کر رہی تھی۔۔۔ اُسکے اشتعال انگیز کو مصعب کنٹرول کرتے ہلکان ہو رہے تھے۔۔۔

صمیان نے اُسکی ایسی بکھری ٹوٹی حالت دیکھی تو زمین میں گرٹھ گیا۔۔۔ اُسکے الفاظ اُسکا غصہ اُس کی نفرت صمیان کو اندر سے کاٹنے لگے۔۔۔ اُس نے خود کو بے حد ضبط سے روکے سنبھالا ہوا تھا۔۔۔ اُسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ کسوہ اتنا سخت ری ایکٹ کر جائے گی جس سے اُسکی قوت گویائی ہی سلب ہو جائے گی۔۔۔

ہوش میں آؤ پاگل ہو گئی ہو۔۔۔ یہ کیا بکواس کئے جارہی ہو۔۔۔ اب مصعب اُسے  
زور سے جھنجھوڑتے چلاتے بولے۔۔۔

پوچھیں اس سے اس گھٹیا۔۔۔ ابھی وہ اتنا ہی بولی جب مصعب کا ہاتھ اٹھا اور وہی  
صمیان کی تیز آواز آئی۔۔۔ نہیں چاچو۔۔۔ یہ کہتا وہ ڈر کر کچھ قدم آگے بڑھ کر  
آیا۔۔۔

اب کسوہ پتھر بنی مصعب کے اُس ہاتھ کو دیکھنے لگی جو ہوا میں ہی روک لیا گیا تھا

----

مصعب نے ہاتھ نیچے میں روک کر زور سے موٹھی بنالی اور کسوہ کو دکھ سے  
دیکھا۔۔۔ اُنکی آنکھیں اپنی جان سے پیاری بیٹی کی باتوں اُسکے برے رویے سے نم  
ہو گئیں۔۔۔

تم نے مجھے دکھ دیا کسوہ۔۔۔ میری بیٹی ایسی کبھی نہیں تھی۔۔۔ اُنہوں نے پتھر بن  
کر سامنے کھڑی کسوہ کو دیکھتے ٹوٹے لہجے میں کہا۔۔۔

آپ بھی ایسے ناتھے بابا۔۔۔ ان فیکٹ آپ میرے بابا ہے ہی نہیں۔۔۔ آپ کی  
آنکھوں پر جو اپنی شرافت اور معصومیت کی اس نے پٹی باندی ہے وہ جلد کھل  
جائے گی۔۔۔ اسکی اصلیت بہت جلد سامنے آئے گی۔۔۔ اپنی خشمگیں نگاہوں  
سے دیکھتی سرد مہری سے بولی۔۔۔

شوہر ہے وہ تمہارا۔۔۔ پردہ تمہاری آنکھوں پر پڑا ہے نفرت کا۔۔۔  
نہیں ہے وہ میرا شوہر۔۔۔ نہیں مانتی میں اس نکاح کو۔۔۔ یہ اپنی دادی سرکار کے  
کہنے پر مجھے برباد کرنے اُنکا بدلہ لینے آیا ہے۔۔۔ یہ آپکو مجھ سے چھیننے آیا  
ہے۔۔۔ یہ نکاح بھی اس نے خاندان کی عزت بچانے کے لئے کیا۔۔۔ بیبی سرکار  
کی ناک اونچی رکھنے کے لیے۔۔۔ آپ سب اب مل گئے ہیں۔۔۔ دائم سے شادی  
کیسے نا ہو یہ سب بھی آپ لوگوں کی پلاننگ تھی۔۔۔

لیکن میں اب جان گئی ہوں۔۔۔ میں بیبی سردار اور اس انسان کو جیتنے نہیں  
دونگی۔۔۔ وہ اس وقت اپنے بالکل حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ نیم جنونی  
انداز میں انگلی اٹھا کر وارن کرتی صمیان کو دیکھتی وہ دانت پیستی اپنے روم میں چلی  
گئی۔۔۔

مصعب نڈھال قدموں سے چلتے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئے۔۔۔ زہرہ  
یہ سب دیکھتی بس رو رہی تھی۔۔۔

آہ۔۔۔ رشتے انسان کو کبھی کتنا بے بس کر دیتے ہیں۔۔۔ مصعب خلا میں  
گھورتے خود سے بولے۔۔۔ اُنکی آنکھ سے آنسو گرا۔۔۔

صمیان چُپ چاپ اپنی ٹوٹی ذات کی کرچیاں اٹھائے۔۔۔ شکستہ قدموں سے وہاں  
سے چلا گیا۔۔۔ اُسکے دل میں آگ سی لگی تھی۔۔۔



عامر واش روم سے نکلتا بیسن میں جھکا۔۔ ہاتھ دھوتے اُس نے مُسکرا کر آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا پھر ہاتھ کے پیالے میں پانی بھرتا اُس نے چہرے کو دھویا۔۔ سراٹھا کر جیسی اُس نے پھر آئینہ دیکھا تبھی اُسے اپنے پیچھے ازاد کھڑی دکھائی دی۔۔ اس سے پہلے وہ گھبرا کر پلٹ کر کوئی اقدام اٹھاتا ازاد نے تیز دھار چاقو اُسکی گردن کے نیچے رکھتے کولر سے پکڑ کر اُسے دیوار سے لگایا۔۔۔

تو وہ تم تھے ناجس نے غنڈوں کو میرے پیچھے لگایا تھا۔۔ تو تم باز نہیں آرہے۔۔ پھر بتاؤ مجھے تمہیں سدھارنے کے لئے کیا کرنا ہوگا؟؟؟ چاقو ہلکے سے اُسکی گردن میں گھساتے وہ غصے سے بول رہی تھی۔۔۔

عامر کی تو جیسے جان سوکھ گئی۔۔ اُسکی آنکھیں ازاد کا وحشی روپ دیکھ کر پھٹتی اور سانس روک رہیں تھی۔۔۔

مم۔۔ مجھے۔۔ جا۔۔ نے دو۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔۔۔ اب تمہارے راستے میں کبھی نہیں آؤنگا۔۔ ہکلاتے ہوئے عامر سے ازاد کے سامنے ہار مان جانا ہی بہتر سمجھا ورنہ اُس سے کوئی بعید نہیں کہ وہ اُسے وہیں آرام سے مار کر چلی جاتی اور کسی کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ ازاد نے عامر کو مارا۔۔۔

ازاہ نے خوف سے پتلی ہوتی اُسکی یہ حالت دیکھ لی تھی اتنا کافی تھا اُسے ڈرانے کے لیے کم سے کم اب وہ یہ تو اچھے سے جان گیا ہو گا کہ ازاہ کتنی خطرناک ہے اور اس کی نظریں عامر پر ہر وقت لگی ہیں تبھی جھٹکے سے اُسکا کولر چھوڑتی وہ پیچھے ہوئی اور وہاں سے چلی گئی۔۔۔

عامر کا تو مانو بی پی ہی شوٹ کر گیا وہ کالج کے با تھروم کے فرش پر سر پکڑے بیٹھ گیا۔۔۔

کیا وہ سچ مچ مجھے مارنے آئی تھی؟؟ عامر خوف سے سوچ رہا تھا پھر آہستہ سے اٹھا۔۔۔ با تھروم سے نکلتے اُس نے توبہ کی کے اب وہ کبھی ازاہ کو تنگ نہیں کرے گا۔۔۔ اس بار شاید وہ پاگل لڑکی اُسے معاف کر گئی ہو لیکن اگلی بار اُس سے اُمید نہیں رکھی جاسکتی۔۔۔



لغاری انڈسٹری کا مالک مصعب خان لغاری وہ سینتالیس کے قریب کا اچھی صورت اور اس عمر میں بھی بہت ایکٹو دکھنے والا آدمی ہے۔۔۔ اُسکی کمپنی کو بیس سال ہو چکے۔۔۔ وہ قبائلی خاندان سے تعلق رکھنے والا آدمی ہے۔۔۔ عزت دار شریف اصول پسند۔۔۔ تمام خوبیاں اُس میں موجود ہے۔۔۔ اُسکی بیوی کی ڈیبتھ کافی پہلے ہو چکی۔۔۔ وہ اپنی تین بیٹیوں کے ساتھ رہتا تھا جن میں سے بڑی بیٹی کی شادی ہو

گئی۔۔۔ اب دو بیٹیاں ہیں۔۔۔ لیلیٰ بناسانس لیے اپنی ساری جمع کی رپورٹ ڈی ایس کو دیتی سانس لینے کو روکی۔۔۔

ڈی ایس تو جیسے اُسکی ساری بات سن کر خوش ہو گیا۔۔۔ لیلیٰ تم نے ہمیشہ بہترین کام کیا۔۔۔ بہت خوب۔۔۔ وہ اُسکی تعریف کرتا بولا۔۔۔

لیکن۔۔۔ لیلیٰ پھر بولی۔۔۔

کیا لیکن؟؟ اب ڈی ایس سیدھا ہوا۔۔۔ اُسکا ماتھا ٹھنکا۔۔۔

اُسکی بیٹی۔۔۔ کسوہ مصعب لغاری۔۔۔ وہ اپنے باپ کا رائٹ ہینڈ ہے۔۔۔ اس ملک کی دوسری بڑی انڈسٹری کمپنی اُسی کی ہے۔۔۔ صرف بائیس سال کی عمر ہے اُسکی لیکن کوئی دیکھنے پر یقین نہیں کر سکتا کہ ایک چھوٹی سی دکھنے والی یہ لڑکی اتنے بڑے ایمپائر کی اکلوتی وارث ہوگی۔۔۔

انٹر سٹنگ۔۔۔ اُسکی بات سن کر ڈی ایس ہلکا سا مسکراتا ہوا بولا۔۔۔ ٹھیک ہے پھر ہدف چیلنج ہوا۔۔۔ مصعب لغاری کی جگہ اب اُسکی بیٹی ہمارے مشن میں ہمارا ساتھ دے گی۔۔۔

یہ کہتا وہ فون رکھ گیا جبکہ لیلیٰ بھی لا پر واہی سے فون رکھ گئی۔۔۔ ڈی ایس کی جگہ کوئی اور مرد یہ کہتا تو لیلیٰ فکر ظاہر کرتی لیکن وہ ڈی ایس تھا جسے دوسری لڑکیوں میں تو دور لیلیٰ جیسی حسین طرار لڑکی پر بھی نظر نہیں بہکی تھی۔۔۔ اس لیے وہ عورت



کے معاملے میں ڈی ایس کی طرف سے بالکل آزاد تھی اُسے معلوم تھا وہ صرف اُسکا ہے صرف اُسکا۔۔۔



کیا ہوا ہے زہرہ وہاں پر دیکھو مجھے بتاؤ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے بابا کس وہ صمیان سب ٹھیک تو ہیں نا؟؟؟ فاطمہ اپنی بڑھتی بے چینی سے پریشان ہوتی بولی۔۔۔  
کچھ ٹھیک نہیں ہے بجو۔۔۔ کسوہ آپ کی کسی طور صمیان بھائی کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں اور پھر جو کچھ ہوا اُسے سب فاطمہ کو فون پر بتا دیا۔۔۔  
فاطمہ تو پریشانی سے کچھ بول ہی ناسکی۔۔۔  
آپ پریشان نا ہوں بس دعاء کریں اللہ سب بہتر کرے گا۔۔۔  
زہرہ کس سے بات کر رہی ہو؟؟ مصعب کی آواز پر زہرہ فاطمہ کو خدا حافظ کرتی پلٹی۔۔۔

بجو کا فون تھا یہاں کا پوچھ رہیں تھیں۔۔۔ سر جھکائے بولی۔۔۔  
اُسکی طبیعت ویسی ٹھیک نہیں ہے کیا ضرورت تھی اُسے یہ سب بتا کر پریشان کرنے کی۔۔۔ مصعب ناراضگی سے بولے۔۔۔

تو کیا کرتی بابا فون پر فون آرہے تھے۔۔۔ آخر کب ختم ہو گا یہ سب۔۔۔ آپ کیوں چھپا رہے آپ سے بتا کیوں نہیں دیتے جو سچ ہے۔۔۔ اُنکے ساتھ آپ نے خود کو بھی

تکلیفوں میں اُلجھا لیا ہے۔۔۔ میرا کوئی نہیں سوچتا اگر آپ کو یا آپ کو کچھ ہوا تو میرا کیا ہوگا۔۔۔ زہرہ گال پر بہتے آنسو پونچھتی منہ بسور کر بولی۔۔۔  
اچھا یہاں آؤ۔۔۔ مصعب اُسکے رونے پر پیار سے اُسے قریب بلاتے سینے سے لگا گئے۔۔۔

صمیان گھر آیا؟؟؟ جب اُنہوں نے زہرہ سے پوچھا۔۔۔  
نہیں بھائی صبح سے گئے ہیں۔۔۔ میں نے اُنکی آنکھوں میں بہت تکلیف دیکھی۔۔۔ وہ آپ کے رویے سے بہت ہرٹ ہوئے ہیں۔۔۔ کیا وہ اب کبھی گھر واپس نہیں آئیں گے؟؟ زہرہ اُداسی سے باپ کو دیکھتی بولی۔۔۔  
مصعب کیا کہتے بھلا۔۔۔ کسوہ اُنکی جان تھی اور صمیان جو پہلے بیٹا پھر بھتیجا اور اب داماد تھا کسوہ کی صورت وہ بھی اُنکے پہلے سے قریب ہو گیا تھا تو کیسے وہ اُن دونوں کے بیچ کی دوریوں کا غم برداشت کر پاتے۔۔۔

کسوہ کہاں ہے؟؟ مصعب نے آہستہ سے پوچھا  
وہ بھی صبح سے روم سے باہر نہیں آئیں۔۔۔ زہرہ نے باپ کا اُداسی بھرا چہرہ دیکھا۔۔۔

بابا میں کھانا لارہی ہوں پلیز انکار مت کیجئے گا آپ کا دوائی کھانا بہت ضروری ہے  
آپ آرام کریں اور ان دونوں کی فکر مت کریں یہ دونوں خود ہی ٹھیک ہو جائے

گے لیکن آپ اپنا خیال رکھیں۔۔۔ زہرہ تھوڑا غصہ دکھاتی بولی جس پر معصوب کو  
مسکرا کر اُسکی بات مانتی پڑی۔۔۔



میں بظاہر جو بہت سادہ نظر آتا ہوں اندر سے بے حس ہو چکا تھا۔۔۔ ایسا دریا جسکی  
سطح کے نیچے چپ چاپ موجیں شوریدہ ہیں، طوفان اٹھا کرتے ہیں۔۔۔ ٹھہرا پانی  
ہوں، مگر اس میں بھنور پڑتے ہیں۔۔۔ زخم سب اپنے چھپائے ہیں، ایک ہنسی کے  
پیچھے۔۔۔ صرف اس واسطے شانوں پہ ردائے تہذیب کی چادر اوڑھی ہے کہ حیواں  
نہ کہے کوئی مجھے۔۔۔ وہ ثقافت جسے کہتے ہیں، اثاثہ، ورنہ سالہا سال کی محنت ہے جو  
انسانوں کی میرے اک فعل سے غارت نہ کہیں ہو جائے۔۔۔

لیکن جب تم سامنے آتی ہو تو سر سے پاؤں تک دوڑ جاتی ہے کبھی آگ سی تیزاب سا  
اک شعلہ سا۔۔۔

تم کو معلوم ہے اس دور میں میرے دن رات  
صرف اس واسطے بامعنی ہیں کہ تم سامنے ہو تم کو معلوم ہے یہ گردش ایام  
مجھے کیوں بھلی لگتی ہے، کیوں دیکھ کے تم کو آنکھیں  
مسکرا اٹھتی ہیں، میں شاد نظر آتا ہوں

میں جو اس پھیلی ہوئی دنیا میں یوں جیتا تھا جیسے یہ بستی نہیں، شہر ہے اک لاشوں  
کا جس میں انسان نہیں مردے ہیں کفن پہنے ہوئے  
اور ان مردوں میں لب سوختہ، میں جیا کرتا تھا۔۔۔ لیکن تم نے احساس دلایا نہیں،  
میں لاش نہیں۔۔۔ تمہارے احساس نے حرارت بخشی منجمد خون کو دوڑا دیا  
شریانوں میں۔۔۔ کھینچ لائیں مجھے تنہائی کی دنیا سے۔۔۔۔  
پھر روایتی ستم کیوں کیا تم نے مجھ پر؟ کیوں انا کی جنگ میں میری معصوم محبت کو بلی  
چڑھا دیا۔۔۔ کیوں میری ذات کا خون کر ڈالا۔۔۔۔  
خود ہی وارفتہ ہوئیں، کھینچ گئیں خود ہی ایسے جیسے میں واقعی اک لاش ہوں چلتی  
پھرتی اب تمہیں دیکھ کے میں دل سے دعا کرتا ہوں  
لاش بن جاؤں میں، سچ مچ کی لاش، یہ بیگانہ روی۔۔۔ ظالمانہ سنگ دلی کا نیا طرزِ وفا،  
تم نے جو سیکھا ہے ابھی کچے شیشے کی طرح ٹوٹ کے ریزہ ہو جاؤ  
اور مجھ سے ہر اک خوف کو ٹھکرا کر چیخ کر ایسے لیٹ جاؤ کہ، کلیجہ پھٹ جائے۔۔۔۔  
میرے دل میں آگ لگا کر مجھے توڑ کر تم پیچھا نہیں چھوڑا سکتیں۔۔۔  
اُسے خبر دو کہ۔۔۔  
زندگی کے تمام خوابوں کو۔۔۔  
اپنی آنکھوں کی پتلیوں کی اندھیری قبروں میں

دفن کر کے اذیتوں میں اتر چکا ہوں۔۔۔

میں ریزہ ریزہ بکھر چکا ہوں۔۔۔

اسے بتاؤ۔۔۔

کلائیوں کی رگیں سلامت بھی نہیں رہیں۔۔۔

نچڑچکا خون لہو بدن سے۔۔۔

نچھڑ کے اس سے میں۔۔۔

زندگی کی ہر حد سے گزر چکا ہوں۔۔۔

اُسے خبر دو کہ میں اُس بن مر چکا ہوں۔۔۔

درد ہی درد تھا جو اس وقت اُسکے ساتھ تھا۔۔۔ صبح سے اب شام ہونے کو آئی تھی

جب وہ شکستہ چال۔۔۔ پچھلی رات سے بھوکا پیاسا۔۔۔ تھکن زدہ وجود۔۔۔ چہرے پر

چھائے دکھ اور گم کی تحریریں لیے۔۔۔ اور دل میں لگی آگ۔۔۔ جو شاید کسی کو نظر

نہیں آسکتی۔۔۔ ان سب کے ساتھ گھر لوٹا۔۔۔ جہاں مکمل خاموشی کا راج تھا۔۔۔

زہرہ دروازہ کھلنے کی آواز پر بھاگ کر آئی تھی یہ دیکھنے کہ آیا صمیان ہی ہے اور یہ

دیکھ کر اُسے بہت خوشی ہوئی تھی کہ وہ لوٹ آیا تھا۔۔۔

بھائی کھانا لگاؤ؟؟ اُسکی خاموشی کو افسردگی سے دیکھتے زہرہ ہونٹ بھینچ کر بولی۔۔۔

وہ کچھ نہیں بولا اپنی خالی خالی نظروں سے سامنے دیکھتا وہ چل کر آیا اور کرسی کھینچ کر  
نڈھال سا بیٹھ گیا۔۔۔

زہرہ خوش ہو گئی اور جلدی جلدی اُسکے لیے کھانا گرم کرنے لگی جب اُس نے صمیان  
کی آواز سنی۔۔۔

زہرہ کیا وہ دائم شاہ سے شادی کرنے پر خوش تھی۔؟؟؟ صمیان نے خالی نگاہوں  
سے سامنے دیکھتے ہوئے درد بھرے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔ زہرہ اُسکا سوال سن کر  
ایک دم ٹھہر گئی۔۔۔۔۔

آپنی نے دائم شاہ سے شادی کرنے کا اظہار صرف ایک بار بابا کے سامنے  
کیا۔۔۔ اُسکے بعد پھر کبھی اس موضوع پر بات نہیں کی۔۔۔

یہاں تک کہ بابا کی دائم شاہ سے انکی شادی کے لیے بے جان رضامندی دے دیئے  
جانے اور اُنکے گھر والوں کے آنے پر آپنی اور دائم کی بات پکی کرنے اور شادی کی  
تمام تیاریوں اور اُنکے سادہ سی دلہن بننے تک میں میں نے اُنکے چہرے پر کوئی  
مسکراہٹ اور آنکھوں میں کوئی خوشی کی چمک نہیں دیکھی۔۔۔۔۔

وہ اس معاملے میں شروع سے آخر تک پتھر جیسی دکھائی دیں۔۔۔۔۔ جیسے جسم سے  
روح نکل جانے پر انسان بے جان شے کی طرح پڑا ہو۔۔۔۔۔ بالکل ایسی۔۔۔۔۔ زہرہ  
آہستہ سے کہتی وہ وقت یاد کرتی غم زدہ سی ہو گئی۔۔۔۔۔



صمیان نے قرب سے آنکھیں بند کرتے سیٹ کی پشت سے کمر ٹکائی اور گہرا سانس کھینچتے اندر کے درد کو محسوس کیا۔۔۔۔۔ اُس کی مضبوط مٹھیاں اتنی زور سے بھینچی ہوئی تھیں کہ ہتھیلی گلابی اور انگلیاں درد کرنے لگی تھیں۔۔۔۔۔

کیا اُس نے اتنے سالوں میں ایک بار بھی میرا ذکر نہیں کیا؟؟؟ زہرہ کی طرف سے منہ پھیرے بظاہر سوال کیا لیکن اُس کا درد صرف وہ جانتا تھا یا پھر اُس کا رب۔۔۔۔۔ آپکے اچانک چلے جانے پر آپی ٹوٹ گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ کہتی تھیں آپ اور حویلی کے چند پتھر دل لوگوں میں کوئی فرق نہیں۔۔۔۔۔ وہ جو اندر سے زہر لے تھے انہوں نے ہمیشہ منہ پر سامنے زہر ہی اگلا۔۔۔۔۔ لیکن آپ۔۔۔۔۔ وہ کچھ دیر خاموش ہوئی۔۔۔۔۔ اور انگلیاں مسلنے لگی۔۔۔۔۔ صمیان ہلکا سا مسکرایا اُسکی مسکراہٹ تکلیف دہ تھی۔۔۔۔۔ بولو زہرہ مجھے سننا ہے۔۔۔۔۔

آپ نے چھپ کر ڈسا۔۔۔۔۔ اب وہ ایک سوراخ سے دوبارہ ڈس لیے جانے کا موقع نہیں دینگے۔۔۔۔۔ بھروسے کے ٹوٹنے اور بکھرنے کے دکھ اور اُسکی پائیداری سے حاصل ہونے والی اعتمادی کے بعد اب وہ اتنی مضبوط ہو چکی ہیں کہ رشتوں کے اس جھوٹے اور مطلبی جال میں پھنس کر وہ خود کو دوبارہ نہیں آزمانا چاہتیں۔۔۔۔۔

زہرہ کہتی کہتی آخر میں آکر رو دی۔۔۔ اس سے زیادہ اُس میں کہنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔

صمیان ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔ آج سے سات سال پہلے جب وہ گیا تھا یہ بات وہ اچھے سے جانتا تھا کہ کس وہ اُسے ایسا ہی سمجھے گی اُسکے دل میں صمیان کے لئے جو بھی نرمی بھروسہ اور اچھائی تھی وہ نفرت میں بدل جائے گی۔۔۔۔۔ گزرے سات سال میں وہ خود کو کس وہ کی نفرت کے لیے اچھے سے تیار کر چکا تھا۔۔۔ اور آج جب وہ سات سال بعد لوٹ آیا تھا تو صرف اُس کے لیے اُسے پھر سے بدلنے کے لیے۔۔۔ اُس کی ساری نفرت اور غلط فہمی کو اپنی برسوں کی محبت سے دھونے کے لئے۔۔۔۔۔

زہرہ کے لفظوں سے معلوم ہوتی کس وہ کی اُسکے لیے نفرت اُسکا دل چھنی کر گئی۔۔۔۔۔ تبھی آگے سننا اور زہرہ کے سامنے ضبط کا مظاہرہ کرنا اُسے مشکل لگا تھا۔۔۔۔۔

اس لیے وہ اٹھا اور سیدھا کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔  
زہرہ نے آنسو بھری آنکھوں سے اُسے جاتا دیکھا۔۔۔



کسوہ پلین ایکسپریشن لیے مصروف انداز میں اپنے لیپ ٹاپ پر کھٹ کھٹ انگلیاں  
چلا رہی تھی تبھی اُسکے دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔

کم ان۔۔۔ اُسکی اجازت کی دیر تھی جب کوئی آہستہ سے دروازہ کھولتا اندر

آیا۔۔۔ کسوہ نے ذرا کی ذرا نظر اٹھائی تو حیران رہ گئی۔۔۔

ازاہ۔۔۔ مسکرا کر اپنی سیٹ سے کھڑی ہوتی وہ اچانک اُسے دیکھ کر خوش ہو گئی۔۔۔

لو ہم پھر ایک بار مل گئیں۔۔۔ ازاہ بھی ہنستی بولی اور اُسکے قریب آتی گلے لگ

گئی۔۔۔

اور شاید اس بار پھر یہ ہماری آخری ملاقات ناہو۔۔۔ کسوہ اُسکا ہاتھ تھام کر صوفے

پر بٹھاتی بولی۔۔۔

میں نے کافی مہینوں پہلے تمہارے بارے میں سنا تھا تب تم مجھے باقی کی لڑکیوں کی  
طرح عام سی لگیں تھیں۔۔۔ لیکن جب میں پر سنلی تم سے پہلی بار ملی تب مجھے

ریلائز ہوا تم کوئی عام سی لڑکی نہیں۔۔۔ تم تو بہت اسپیشل ہو۔۔۔ اور اب جب میں

یہاں آئی تو میری آنکھیں تو کھلی کی کھلی رہ گئیں اوہ مائے کاش۔۔۔ تم تو سچ میں کسی

آئین کوین سے کم نہیں۔۔۔ ازاہ اُسکی تعریف کرتے سانس تک لینا بھول

گئی۔۔۔

یقین کرو میں سچ میں ایک عام سی لڑکی ہوں۔۔۔ کسوہ نے مسکرا کر سادھے لہجے میں کہا۔۔۔

تمہیں اتنا زیادہ موڈیسٹ بننے کی ضرورت نہیں کسوہ۔۔۔ میں لوگوں کے کیریئر کو اچھے طریقے سے پہچان جانتی ہوں۔۔۔ نا صرف تم زیادہ خوبصورت اور اسمارٹ ہو بلکہ ای کیو اور آئی کیو بھی بہت تیز ہے۔۔۔ اس لیے تم اس چھوٹی سی عمر میں جہاں لڑکیاں اپنا کریئر بنانا سٹارٹ کرتی ہیں وہیں تم ایم ایس کی اکلوتی وارث ہو۔۔۔ جس کی نا صرف اپنی ایک پہچان ہے بلکہ لوگ اُسے گرو کی طرح مانتے بھی ہیں۔۔۔ کون یقین کرے گا تمہیں بنادیکھے کہ تم ابھی صرف بائیس سال کی ہو کر ایم ایس کی سی ای او ہو۔۔۔ وہ ہنستی ہوئی بولی۔۔۔

اُسکی باتیں سن کر کسوہ مسکرا دی۔۔۔  
تم پریشان مت ہو میں نے تمہارے بارے میں کوئی انویسٹیگیشن نہیں کروائی۔۔۔ لیکن میں تم میں بہت انٹر سٹڈ ہوں۔۔۔ ازراہ ابھی بول رہی تھی۔۔۔

تو؟؟؟۔۔۔ جب کسوہ نے تعجب سے اُسکی بات کے آخر میں پوچھا۔۔۔  
تو اس کے لیے تمہیں میرا دوست بننا ہوگا۔۔۔ ازراہ نے بڑے نخریلی انداز میں اداکاری کرتے جواب دیا۔۔۔

تم بول ایسے رہی ہو جیسے میرے پاس کوئی اور آپشن نا ہو کیا تم مجھے دھمکی دے رہی ہو۔۔۔ کسوہ نے پیاری سی سائل کے ساتھ کہا۔۔

افکورس میں تمہیں دھمکی دے رہی ہو۔۔۔ تمہیں میرے ساتھ دوستی کرنی ہی ہوگی۔۔۔

اور وہ کیوں؟؟

کیوں کہ مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ دوستی کرنا اچھا لگتا ہے۔۔ جو میرے ہی جتنے اسمارٹ ہوتے ہیں۔۔۔

مس ازہ آپ بالکل بھی موڈیسٹ نہیں ہیں۔۔۔

مجھے موڈیسٹ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔۔ میں اسمارٹ ہوں اور اسٹرونک بھی یہ بات بالکل سچ ہے۔۔۔ اور تم جانتی بھی ہو۔۔۔ ازہ گردن آکڑاتی ناز سے بولی اوکے۔۔۔ کسوہ نے لاپرواہی سے کانڈھے اٹھائے۔۔

تو کیا تم مان گئی ہو؟؟ ازہ جواب کے انتظار میں کسوہ کو دیکھنے لگی۔۔ جب کسوہ نے مسکرا کر اپنا سر ہلایا۔۔۔

کسوہ نے دیکھا اُسکے بعد ازہ نے اپنے بیگ میں سے کچھ نکالا اور ٹیبل پر رکھتے اُسکی طرف بڑھا دیا۔۔۔

یہ میری طرف سے ایک چھوٹا سا گفٹ ہے۔۔ میری پیاری دوست کے لیے۔۔۔

کسوہ حیران ہوتی ہنس دی۔۔۔ تمہیں مجھے کچھ بھی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ اور اتنا پولائٹ ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

نہیں پلیز اسے رکھ لو۔۔۔ کیوں کہ میں تمہاری طرح رحم دل نہیں جو کسی بھی انجان کو کہیں بھی مہنگا ترین تحفہ یوں ہی گفٹ کر دوں۔۔۔ کسی کے لیے بھی اپنی جان پر کھیل جاؤں۔۔۔ میں بہت کم کسی کو کچھ دیتی ہوں۔۔۔ اس لیے میں آج ایک کام سے تم سے ملنے کے لئے آئی تھی۔۔۔ اور وہ کام تھا تم سے دوستی کرنا۔۔۔ اس لیے میں اپنے ساتھ گفٹ لے کر آئی ہوں جسے تمہیں ہر حال میں ایکسیپٹ کرنا ہی ہوگا۔۔۔

کسوہ نے دھیرے سے وہ پیار اسابا کس اُسکے ہاتھ سے لیا اور اُسے کھول کر دیکھا۔۔۔ اُس کے اندر ایک بروج تھا۔۔۔ وہ تتلی کی شپ کا تھا اور اُس کے کر سٹل شپ کے ونگز تھے۔۔۔ وہ کافی مہنگا لگ رہا تھا۔۔۔ یہ کافی مہنگا لگتا ہے۔۔۔

تم اچھی نیت سے دیئے گئے گفٹ کی قیمت پیسوں سے نہیں لگا سکتیں۔۔۔ کیا تمہیں پتہ ہے مجھے تتلیاں کیوں پسند ہیں؟؟؟ ازراہ نے پوچھا۔۔۔

کسوہ کچھ دیر بالکل چپ رہی اُسکے بعد اُس نے کہا مجھے ایسا لگتا ہے کہ تمہیں تتلیاں اس لئے پسند ہیں کیوں کہ تم انہیں ایڈمائیر کرتی ہو۔۔۔ تتلی لا رو اسے تتلی بننے کے



لئے کافی پین فل پروسیس سے گزرتی ہے۔۔۔ لیکن چاہئے یہ عمل کتنا بھی لمبا کیوں ناہو ایک دن وہ اپنے خول کو توڑ کر باہر نکل ہی آتی ہے۔۔۔ ازراہ اُسکی بات کو سن کر ایک دم دنگ سی کسودہ کی شکل دیکھتی ہی رہی۔۔۔

مجھے یقین نہیں ہو رہا تم نے سچ میں مجھے اتنے اچھے طریقے سے او بزو کر لیا۔۔۔۔ مجھے بچپن سے ہی بڑ فلائی کافی زیادہ پسند ہیں۔۔۔ کچھ کو لگتا تھا یہ مجھے اس لیے پسند کہ یہ خوبصورت ہوتی ہیں لیکن یہ سچ نہیں ہے۔۔۔ بڑ فلائی جب لا روا ہوتی ہے تو وہ بہت زیادہ خراب دکھتی ہے۔۔۔ اور کافی آہستہ آہستہ چلتی ہے باقی سارے کیڑے اُسے دیکھ کر منہ بناتے ہیں۔۔۔ کیونکہ وہ اتنی خراب دکھتی ہے لیکن اُس پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا چاہے اُس پر کتنی بھی نیگٹو ایز جی کیوں نہ چھینکی جائے۔۔۔ لیکن وہ پھر بھی ایک اتنی خوبصورت کریچر بن کر باہر نکلتی ہے۔۔۔ کہ سب کو حیران کر دیتی ہے۔۔۔

سچ میں تمہاری پرسنلیٹی کافی الگ ہے۔۔۔ اس کی بات سن کر کسودہ نے تعریف میں کہا۔۔۔

غلط تم میری پرسنلیٹی اور ایڈیٹیوڈ کو مکس کرنے کی غلطی مت کرو۔۔۔ میری پرسنلیٹی وہ ہے جو میں ہوں اور میری ایڈیٹیوڈ اس بات پر ڈسپینڈ کرتا ہے کہ سامنے والا انسان کیسا ہے۔۔۔ ازراہ اترا کر بولی۔۔۔

تمہاری باتوں میں کافی اچھا لوجک ہے۔۔ میرے پاس اس بارے میں کہنے کے لیے سچ میں کچھ نہیں ہے۔۔۔ کسوہ نے بے چارگی سے کاندھے اُچکائے۔۔۔ کسوہ نے نوٹس کیا کہ ازراہ کی ای کیونہ صرف ہائی تھی بلکہ وہ بات کرنے میں بھی کافی انٹیلیجنٹ تھی۔۔۔

اچھا اب باتیں چھوڑو یہ بتاؤ کیا کھاؤ گی۔۔۔ کسوہ اٹھتی بولی۔۔۔ کچھ بھی نہیں میں صرف تم سے ملنے آئی تھی۔۔۔ ازراہ اُسکا ہاتھ تھام کر واپس بیٹھا گئی۔۔۔

تبھی دائم دروازہ ناک کرتا اندر آیا اور دونوں لڑکیوں کو ساتھ بیٹھا دیکھ کر تھوڑا کنفیوز ہو گیا۔۔۔

سوری مجھے انفارم کر کے آنا چاہیے تھا۔۔۔ یہ بولتا وہ کسوہ کی آنکھوں میں ناراضگی دیکھتا واپس جانے لگا۔۔۔ تبھی کسوہ نے اُسے آواز دے کر روکتے ہوئے کام پوچھا۔۔۔

میٹنگ روم میں سب ویٹ کر رہے ہیں۔۔۔ اتنا بولتا وہ ایک نظر ازراہ پر پھر کسوہ پر ڈالتا چلا گیا۔۔۔

کیا یہ تمہارا کیوٹی پائے ہے؟؟؟ ازراہ ایکسائیٹڈ سی کسوہ سے ہنس کر بچوں کی طرح بولی۔۔۔

بلکل بھی نہیں۔۔۔ بلکہ یہ تو اُسکی چھوٹی انگلی کے برابر بھی نہیں۔۔۔ اچانک کسوہ منہ کے ایکسپریشن بگاڑ کر اپنی آنکھوں کو مزید بڑی کرتی جھٹ سے بولی ایسے جیسے اُسے ڈر ہو کہیں ازراہ کے منہ سے نکلی یہ بات سچ نا ہو جائے۔۔۔

اُووؤ۔۔۔ تو یہ بات ہے۔۔۔ ویسے کب ملا رہی ہو پھر؟؟؟ ازراہ اُسے چھیڑتی بولی۔۔۔ جس پر کسوہ ایک دم سنجیدہ سی دکھائی دینے لگی۔۔۔ تم بتاؤ تم نے اُسے وہ گفٹ دیا؟؟ کسوہ بات پلٹ گئی۔۔۔

ابھی نہیں۔۔۔ مجھے پہلے یہ تو معلوم ہو جائے کہ وہ بھی میرے لیے وہی فیل کرتا ہے جو میں اُسکے لیے کرتی ہوں۔۔۔ تبھی میں اُس سے اپنی فیلنگ کا اظہار کر سکوں گی۔۔۔ اس کے علاوہ اگر پہل میں نے کی اور اُس نے مجھے ریجیکٹ کر دیا تو شاید یہ میں برداشت نا کر سکوں۔۔۔ ازراہ اُداسی سے اُسکی طرف دیکھتی بولی جو خود بھی اُداس سی دکھائی دی شاید وہ اس درد سے گزر چکی ہو۔۔۔

تم بلکل اُداس مت ہو۔۔۔ دنیا بھری پڑی ہے یار لڑکوں سے یہ نہ سہی کوئی اور سہی۔۔۔۔۔ ازراہ اُسکا موڈ پھر سے کول کرتی مذاق میں بولی۔۔۔

لیکن اُسکے برعکس کسوہ مسکرا بھی نہ سکی وہ اُسے بتانا چاہتی تھی کہ نہیں پیاری لڑکی دنیا کا کوئی بھی شخص اُس انسان کی جگہ نہیں لے سکتا جسے آپکا دل چھنتا

ہے۔۔۔ دلوں میں جگمگ بھی فنگر پر نٹس کی طرح ہوتی ہیں جو کبھی کسی سے میچ نہیں کرتی۔۔۔

ازا اُسے خاموش دیکھ کر سمجھ گئی کہ کچھ ادھور اس اُس میں یہ خاموشی بلا وجہ یوں ہی تو نہیں۔۔۔ تبھی ہنس کر بولی۔۔۔

مجھے لگتا ہے وہ آدمی جو کچھ دیر پہلے ہم دونوں کو دیکھ کر گیا اُسے میرا تم سے ملنے آنا کچھ خاص پسند نہیں آیا تبھی اُس کا چہرہ مجھے دیکھ کر خراب ہو گیا کہیں وہ یہ تو نہیں سمجھ رہا کہ میں تمہارے ساتھ بلیںک ڈیٹ پر جانے کی پلاننگ کر رہی ہوں۔۔۔؟؟؟۔۔۔ ازا اب آنکھ دباتی بولی۔۔۔

کسوہ ایک دم اُسکی بات سن کر چونکی۔۔۔ اور زور سے ہنس دی اُسکی آنکھیں پھر جھلملانے لگی۔۔۔ جیسے ازا نے دیکھتے اطمینان کا سانس لیا۔۔۔ ہاں بالکل اُسے ایسا ہی سمجھنے دو ہم ضرور بلیںک ڈیٹ پر جائیں گی۔۔۔ لیکن اُس ڈیٹ میں صرف ہم دو نہیں ہونگی۔۔۔ آنکھ دبا کر اب کسوہ بھی اُس کا پورا ساتھ دیتی شرارتی انداز میں بولی۔۔۔

وہ دونوں زور زور سے ہنسنے لگیں۔۔۔ اب ازا نے اپنی گھڑی میں ٹائم دیکھا اور کہا۔۔۔ کافی زیادہ ٹائم ہو گیا ہے مجھے کافی دوسرے کام بھی کرنے ہیں۔۔۔ اس لئے

مجھے اب جانا ہو گا ہم کچھ دنوں میں پھر ملیں گے اوکے۔۔۔ یہ کہتی وہ اٹھی اور اُس سے اچھے سے ملتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔



مے آئی کم ان سر۔۔۔ جرنل ذیشان ایک ضروری فائل ہاتھ میں لیے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہے تھے جب انہیں بند دروازے کے پیچھے سے میجر کی بھاری آواز سنائی دی۔۔۔

یس۔۔۔ فائل بند کرتے وہ ماتھے پر شکن لیے حیران تھے آخر اس وقت اچانک وہ کیوں آیا تھا جب کہ مشن کے دوران انہیں اپنے بیچ کی ملاقاتیں خفیہ رکھنی تھیں۔۔۔ وہ ایسا کبھی نہیں کرتا تھا کہ اُنکے کسی آرڈر کو ریجیکٹ کرے۔۔۔

اجازت ملتے ہی میجر بھی سنجیدہ نقوش لیے اندر آیا اور ٹیبل کے سامنے جا کر اپنی آرمی پوزیشن میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔۔۔

کیا بات ہے میجر آپ اس وقت؟؟؟ انکے لفظ نارمل لیکن لہجہ تھوڑا سختی لئے ہوئے تھا۔۔۔

مجھے کچھ سوالوں کے جوابات کی تلاش ہے جو صرف آپ دے سکتے ہیں۔۔۔ گردن موڑ کر بھاری لفظوں میں کہا جبکہ آنکھیں احساس سے آری تھی۔۔۔ وہ اس وقت کہیں سے ایک جنٹلمین جیسا دکھائی نہیں دے رہا

تھا۔۔ اُسکے چہرے کی سختی اور آنکھوں کی سرد مہری جرنل صاحب دور کھڑے  
بھی بھانپ سکتے تھے۔۔۔

اوکے۔۔۔ وہ بھی سامنے آتے مختصر بولے۔۔۔

آج سے سالوں پہلے ایمپائر کا اصل کنگ کون تھا؟؟؟ ظاہر ہے آپ لا علم تو نہیں  
رہے ہونگے۔۔۔ آئی برو کی اٹھان لیے وہ پہلا سوال پوچھتا چپ اُن کے چہرے کے  
تاثرات دیکھنے لگا۔۔۔۔

وہ ایک کریمنل تھا بہت بڑا۔۔۔ جس نے ملک کو نقصان پہنچانے کے ساتھ آرمی کو  
بھی بہت نقصان سے دوچار کیا۔۔۔ جرنل پورے کو نفیڈینس سے جواب دیتے  
بولے۔۔۔

تو یہ بات آپ نے پہلے کیوں نہ بتائی؟؟؟ تنفر سے سوال کرتا وہ سپاٹ لہجے میں  
بولا۔۔۔

کیوں کے مشن کو سلجھانا تمہارا کام ہے۔۔۔ تمہیں ساری انفارمیشن اپنے تو وسیع  
سے خود حاصل کرنی ہے۔۔۔

جب وہ اتنا پاور فل تھا تو اتنی آرام سے کہاں غائب ہو گیا؟؟؟ کیا اُس کا کوئی ریکارڈ  
نہیں؟؟؟ آخر اتنے بڑے ایمپائر کا کنگ ایک گم نام گینگ کے ہاتھوں کیسے ختم



ہو گیا؟؟ کیا اس اے گروپ کا بھی کوئی ڈیٹا ہمارے پاس نہیں؟؟؟ بے شک اُسکے سوال سیدھے تھے لیکن لہجہ آگ کی طرح جھلسا دینے والا تھا۔۔۔

جرنل اب خاموش ہی رہے۔۔۔ وہ خاموشی سے اُسکے تمام تاثرات کو نوٹ کر رہے تھے۔۔۔

اور اب سالوں بعد کنگ نئے روپ میں واپس آ گیا ہے۔۔۔ تو وہ ازہ کو کیسے جانتا ہے جبکہ ازہ تو سالوں سے باہر رہی ہے؟؟؟ رائٹ۔۔۔ اور اگر ازہ یہاں پاکستان میں رہی بھی ہو تو یہ سالوں پہلے کی بات ہے نا تو میرے حساب اُس وقت ازہ کی عمر چھوٹی ہو گی؟؟؟ اب وہ سیدھا ہوتا بغور گہرے لہجے میں ایسے سوال کر رہا تھا جن کا جواب دینا جرنل کو بہت مشکل لگا۔۔۔۔۔

اُنکا چہرہ تکلیف کے اثرات سے مر جھا گیا۔۔۔ جو میجر کی تیز نگاہوں سے چھپنا سکا۔۔۔

پلیز مجھے بتائیں سر اگر اس مشن کو جلد سے جلد ختم کرنا اور معصوم کو مزید بلی کا بکرا بننے سے بچانا ہے تو مزید خاموشی اختیار نہ کریں۔۔۔ ازہ کبھی نہیں بولے گی یہ بات میں جان گیا ہوں اس لیے مزید فضول وقت ضائع کرنے سے کئی بہتر ہے آپ مجھے ادھور ایچ بتائیں پلیز آپ تو میری مدد کریں۔۔۔

میجر اب جیسے اُنکے سامنے پھٹ سا گیا۔۔۔ اُسکی آواز ضبط سے کانپ رہی تھی۔۔۔ مشن کو حل کرنے کا کوئی سرا اُسکے ہاتھ نہیں لگ رہا تھا تبھی وہ آج سارے معاملے کلیئر کرنے ڈائریکٹ جنرل کے آفس چلا آیا تھا۔۔۔

کنگ اس ملک پر قابض ہونا چاہتا تھا جس کے لیے اُسے بے شمار طاقت کی ضرورت تھی اور اُسکی طاقت اُسکا قریبی ساتھی ایس ایس تھا جو آرمی کے انڈر میں تھا ایک مشن کے دوران ہم نے اُسے پکڑ کر قید کر لیا تھا۔۔۔ وہ یقیناً ساتھ میں بہت طاقتور اور مضبوط ٹیم تھے۔۔۔ لیکن خوش قسمتی سے اب ایک حصہ ہمارے پاس تھا۔۔۔

کنگ ایس ایس کے لیے پاگل ہو چکا تھا وہ کیسے بھی کر کے اپنے ساتھی کو واپس چاہتا تھا۔۔۔ آرمی نے کنگ پر دھاوا بولنے کے لیے پوری تیاری کر لی تھی جب کنگ نے اپنا پتہ پھینکا اور مجھ تک پہنچنے کے لیے میری فیملی کو۔۔۔ بولتے بولتے وہ خاموش ہو گئے۔۔۔

میجر چپ چاپ سانس روکے اُنہیں سُن رہا تھا۔۔۔

اُس نے میری فیملی کو یرغمال بنایا۔۔۔ اُس نے ڈیمانڈ کی کہ وہ اسی شرط پر اُنہیں چھوڑے گا جب ایس ایس کو چھوڑا جائے گا۔۔۔ لیکن آرمی کمزور ناپڑی۔۔۔ ایس ایس کو چھوڑنا ہزاروں معصوموں کی زندگیوں کو کچل دینے جیسا تھا۔۔۔ اس لیے اس

کھیل کو مزید بڑھنے سے روکنے کے لیے ایس ایس کو قانون کے فیصلے کے مطابق  
اُسی طرح مار کر پھینک دیا گیا جس طرف اُسکے ہاتھوں کئی معصوم جوان بچے

مرے۔۔۔

یہ بات کنگ کو پاگل کر گئی اور اُس نے اُس بات کا بدلہ میری بیوی کو زندہ جلا کر لیا  
اور میری بیٹی کو اپنے ساتھ لے گیا۔۔۔۔

اُس نے چھپ کر راکے ایجنٹس کے ساتھ پناہ لی ازاہ 3 سال اُسکی قید میں تڑپتی رہی  
لیکن ہمیں کوئی سراغ نہ مل سکا۔۔۔۔

تین سال بعد ایک دن مجھے فون آیا۔۔۔ مجھے فوراً جرنل کے آفس پہنچنے کا حکم  
ملا۔۔۔ جب میں وہاں پہنچا تب میں نے اپنی جان سے پیاری ازاہ کو 3 سال بعد کمزور  
حال اور تشدت سے چور ناتوان جسم لیے جرنل کے آفس میں بیٹھے دیکھا۔۔۔ میں  
اُس وقت اپنی معصوم سی بچی کو اس حال میں دیکھتا ٹوٹ کر رو دیا تھا۔۔۔ میں تین  
سال تک اُسکے حق میں یہی دعا کرتا رہا کہ خدا ار اُسے تکلیف افیت میں مبتلا نہ رکھنا  
دشمنوں کے ہاتھوں بے شک وہ اُسکی جان لے لیں۔۔۔ لیکن میری معصوم بچی پر  
ظلم نا کریں۔۔۔ لیکن انہوں نے۔۔۔ جرنل ذیشان جو مضبوط اعصاب کے  
انسان مانے جاتے تھے آج اولاد کی تکلیف سے موم بنے پگھل سے رہے

تھے۔۔۔۔

میجر کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی وہ ہاتھوں کی مٹھیاں غصے سے پھینچ گیا۔۔۔  
اُسکے سر کے بال تک کاٹ کر اُسے زخم دیئے گئے تھے۔۔۔ چار ماہ لگے اُسے مجھے  
پہچاننے میں کہ میں اُسکا باپ ہوں۔۔۔ وہ سب بھول چکی تھی۔۔۔ اُسے یاد رہے تو  
وہ تکلیف وہ درد جو اُس نے جھیلے۔۔۔ اُسکے بعد اُسکا کافی علاج کروایا گیا اچھے سے  
اچھے ڈاکٹر اچھی ٹریٹمنٹ سب کچھ ٹرائے کیا لیکن وہ ہمیں کوئی انفارمیشن نہیں دے  
سکی۔۔۔۔

اُسکے بعد اُسے آسٹریلیا بھیج دیا گیا۔۔۔  
لیکن اب تک میں کیا کوئی نہیں جانتا کہ کنگ کے ساتھ کیا ہوا؟؟ اے گروپ کون  
لوگ تھے؟؟ اور اب یہ نیا کنگ؟؟ آرمی نے ہر کوشش کی لیکن یہ راز لگتا ہے کنگ  
کے ساتھ کہیں دفن ہو گیا۔۔۔ یہ تو ثابت ہے کہ ڈی ایس بھی اسی سچ کی تلاش  
میں ہے جو صرف ازاہ جانتی ہے۔۔۔۔

میرے پاس جو کچھ تھا بتانے کو وہ سب تمہیں بتا دیا یہ بات اب تک چند لوگوں کو  
معلوم تھی لیکن اب تم بھی جانتے ہو۔۔۔ اور مجھے یقین ہے تم بھی اسے راز رکھو  
گے۔۔۔ جرنل ذیشان دکھ سے گہری آنکھیں اٹھائے اُسے دیکھتے گویا ہوئے۔۔۔  
میجر کو اپنے اندر کی حالت بہت ٹوٹی سی محسوس ہوئی۔۔۔ یہ ایک بہت بڑی قربانی  
تھی جسے جرنل ذیشان نے اپنے ملک کے لئے دی تھی۔۔۔ وہ ہزار بار بھی اُسے

سلیوٹ کرتا تو کم تھا۔۔۔ اتنی بڑی بات اور اولاد کا دکھ وہ سینے میں چھپائے  
خاموش رہے اب تک اور سب سے بڑھ کر اگر انہیں پھر ایسی قربانی دینی پڑتی اپنے  
ملک کے لئے تو وہ تیار تھے۔۔۔۔

اُسکے پاس الفاظ نہیں تھے جن سے وہ انہیں تسلی یا حوصلہ دے سکتا۔۔۔ اُسے دکھ  
بھی تھا کہ وہ ایک بار پھر اُنکے زخموں کو ہرا کر گیا تھا۔۔۔

مجھے دعاء دے کر رخصت کریں سر۔۔۔ یہ دعا کہ آپکے جیسا سپاہی اور ملک کا محافظ  
ہم سب کو بنادے۔۔۔ ہم ضرور ازاد کا بدلہ لیں گے۔۔۔ فخر سے ہلکی نم آنکھوں  
اور اُداس مسکراہٹ سے انہیں سلیوٹ کر کے کہتا وہ تیزی سے وہاں سے چلا گیا

۔۔۔۔

جرنل گہرا سانس لیتے کتنی ہی دیر بیٹھے رہے۔۔۔۔  
اُسے یہاں سے جاتے اچھے سے یاد آیا کہ کیسے وہ کلاس میں خالی اسکیچ پر کلر کیا کرتی  
تھی جس کا مطلب تھا اُسکی زندگی خالی تصویر کی طرح تھی جو محبتوں رشتوں کے  
رنگوں کے بنا دھوری تھی۔۔۔ اور ان محرومیوں کا اظہار وہ اس طرح کرتی  
تھی۔۔۔

میجر نے دکھ سے آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا اور خود سے ایک وعدہ کیا کہ وہ تمام اُن شیطانوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا جنہوں نے ظلم کیا کئی معصوموں

پر۔۔۔



آفس سے نکلتی وہ میٹنگ روم کی طرف بڑھ رہی تھی جب ہاتھ میں پکڑا اُسکا فون بجا۔۔۔ اُس نے کوفت سے نمبر دیکھ کر کال اگنور کرنی چاہی لیکن فون بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔

فاطمہ کیوں بار بار فون کر رہی ہو۔۔۔ اگر تمہارے شوہر کو معلوم بھی پڑا تو اچھا نہیں ہوگا۔۔۔ بند کرو مجھے فون کرنا۔۔۔ غصے سے کہتی بنا سامنے والی کی کچھ سننے ابھی وہ فون رکھتی جب اُس نے بھاری مردانہ آواز سنی۔۔۔  
میں یزدان بول رہا ہوں۔۔۔ کیا تم حویلی آسکتی ہو فاطمہ سے ملنے؟؟ وہ تمہیں لے کر کچھ پریشان ہے۔۔۔ یزدان اتنا بولتا چپ اب اُسکے جواب کا منتظر تھا۔۔۔ جب کسوہ فکر مندی سے فون کاٹتے باہر کی طرف بھاگی۔۔۔

وہیں دائم اُسے بلانے واپس آ رہا تھا جب اُس نے کسوہ کو پریشانی سے تیز تیز جاتے دیکھا تو خود بھی اُسکی طرف آتا جلدی سے بولا۔۔۔

کسوہ کیا ہوا؟؟



کچھ نہیں تم میٹنگ دیکھ لینا مجھے کام ہے۔۔۔ یہ کہتی وہ مڑی اور چلی گئی۔۔۔ دائم  
وہیں کھڑا کھڑا اُسے جاتا دیکھے گیا۔۔۔

تیز ڈرائیونگ کئے وہ جلد ہی حویلی پہنچ گئی۔۔۔ بنا کسی طرف دیکھے وہ تیزی سے  
حویلی کے اندر آئی۔۔۔ حویلی کے تمام ملازم اُسے حیرت سے دیکھتے چیمگوئیاں  
کرنے لگے۔۔۔ آج سے پہلے لغاری کی کسی معزز خواتین کو اس طرح بنا دوپٹے کے  
ننگے سر حویلی کی چھت کے نیچے کبھی نہیں دیکھا تھا جس طرح کسوہ آئی تھی۔۔۔  
لائسنز بلیک وائٹ شرٹ بلیک کورٹ۔۔۔ نیچے بلیک ٹراؤزر اونچی ہیل اور کھلے بالوں  
میں وہ یوں ہی آفس سے بھاگی چلی آئی تھی۔۔۔ اور یہ بات یزدان جانتا تھا تبھی  
اُسکے آنے سے پہلے وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

کسوہ اب کنفیوز سی کھڑی سوچ رہی تھی کہ فاطمہ کا روم کس طرف ہو گا جب ایک  
طرف سے آتی میمونہ اُسے دیکھ کر خوشی سے بولیں۔۔۔

کسوہ میری بچی۔۔۔ وہ اُسکے قریب آتیں پیار سے اُسکا ماتھا چومتی بولی۔۔۔  
تائی سرکار آپ۔۔۔؟؟؟ سانسوں کی رفتار کے بیچ وہ اتنا بولی جب اُنہوں نے  
اشارے سے اُسے فاطمہ کے روم کا بتایا۔۔۔ کسوہ تشکر سے اُنہیں دیکھتی فاطمہ کے  
روم کی طرف بڑھی۔۔۔

فاطمہ گہری سوچ میں گم بیڈ سے ٹک کر بیٹھی تھی جب دروازے کے کھلنے کی آواز پر اُس نے سر اٹھایا اور کسوہ کو دیکھ کر خوشی سے روتی اپنے ہاتھ اُسکے لیے پھیلا گئی۔۔۔

کسوہ بھاگ کر آتی اُسکے سینے سے لپٹ گئی۔۔۔ دونوں بہنیں کتنی دیر ایک دوسرے کے ساتھ لگیں سکون محسوس کرتی رہیں پھر کسوہ ہی اُس سے الگ ہوتی بولی۔۔۔  
کیوں خود کو میرے لیے پریشان کیا ہے؟؟ تمہیں اب بہت احتیاط کرنی چاہیے۔۔۔ اپنا خیال رکھنا چاہیے۔۔۔ وہ اُسکا ہاتھ تھامتھی پیار سے اُسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

اب فاطمہ مسکراتی رہی اُسے اور کیا چاہیے تھا اُسکی عزیز از جان پیاری بہن جو اُسکے لیے بھاگی چلی آئی تھی۔۔۔ وہ اُسے دیکھ کر ہی اب بالکل ٹھیک ہو چکی تھی۔۔۔  
تبھی میمونہ ملازمہ کے ساتھ ڈھیر ساری کھانے پینے کی چیزیں لیے وہاں آئیں۔۔۔  
مجھے بہت خوشی یہ دیکھ کر کہ تم اپنی بہن کے لیے حویلی آئی۔۔۔ تم دونوں کو ایسا ہنستا مسکراتا دیکھ کر میرا دل اس بات سے مطمئن ہو گیا کہ ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ وہ نم آنکھوں سے کسوہ کو پیار کرتی بول رہیں تھی جس پر کسوہ اپنا سر تک نہ اٹھا سکی۔۔۔

اب تم لوگ اچھے سے باتیں کرو اور کھاؤ پیو میں کچھ ضروری کام نمٹالوں۔۔۔ یہ کہتیں وہ کمرے سے چلے گئیں۔۔۔

کسوہ بھول جاؤ سب کچھ ایک نئی زندگی شروع کرو صمیان سے بات کرو۔۔۔ اُنہیں ایک موقع تو دو۔۔۔ فاطمہ اُسکا ہاتھ پکڑتی دوستانہ لہجے میں بولی۔۔۔

بھول جاؤ۔۔۔ انکھوں دیکھا زہری لوں۔؟؟؟ تنگ مزاج سے بولی۔۔۔ پھر۔۔۔ کیا کرو گی۔۔۔ اور کوئی حل بھی نہیں۔۔۔ تھک کر فاطمہ اُسکے پیارے سامنے سے آتے لمبے بالوں کی لٹ میں اُنگلیاں چلاتی بولی۔۔۔

جب وقت آئے گاتب دیکھا جائے گا۔ یہ بتاؤ بیبی سردار اور یزدان برات کارویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے؟؟۔۔۔ کسوہ اس موضوع پر بات کرنے کو بالکل تیار نہیں تھی اس لیے بات پلٹ کر رازداری سے بولی۔۔۔

بہت اچھا ہے۔۔۔ میں بہت خوش ہوں تمہاری سوچ سے بھی زیادہ۔۔۔ یزدان بالکل ویسے نہیں جیسے نظر آتے ہیں۔۔۔ بہت محبت کرتے ہیں۔۔۔ اور دادی سرکار تو میرے بناناشتہ بھی نہیں کرتیں۔۔۔ فاطمہ خوشی سے سرشار دکھائی دیتی بولی۔۔۔

ہاں نظر آرہا ہے پوتی سے زیادہ اُنہیں پوتے کی بیوی سے کتنی محبت ہے۔۔۔ افسوس سے سر ہلاتی ہنس کر بولی۔۔۔ جب فاطمہ نے ہلکا سا کاندھا اُس سے ٹکرایا۔۔۔

اب میں چلوں گی بہت دیر ہو گئی۔۔۔ اور تم اپنا بہت خیال رکھنا۔۔۔ یہ کہتی وہ  
جانے کو کھڑی ہوئی۔۔۔

اچھا سنوں۔۔۔ جب فاطمہ اُسکا ہاتھ تھام کر روک گئی۔۔۔ بابا تمہارے لئے بہت  
پریشان رہتے ہیں۔۔۔ اور رہے بھی کیوں نہیں تم بیٹا جو ہو۔۔۔ اُنکاراٹ  
ہینڈ۔۔۔ مضبوط بیٹا۔۔۔ اُن کی امیدوں کو پورا کرنے والی۔۔۔ وہ تم سے بہت پیار  
کرتے ہیں۔۔۔ اور پھر زہرہ اور میرا بھائی بھی تم اور بہن بھی۔۔۔ تم میں ہم سب  
کی جان ہے تمہیں کچھ بھی ہوتا ہے تو ہم ٹوٹ جائیں گے۔۔۔ اس لیے کسوہ۔۔۔ وہ  
آنکھوں میں اُمید کی کرن روشن کیے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔  
کسوہ ہلکا سا مسکائی۔۔۔ ماں بننے کا روپ اُسے اور حسین بنا رہا تھا اُسکا ہاتھ تھپتھا پاتی  
کسوہ وہاں سے نکل گئی۔۔۔

گاڑی کی طرف آتی وہ جیسی دروازہ کھولنے لگی اُسے عقب سے آواز آئی۔۔۔  
تو آخر کار تم نے اپنی قسم توڑ دی۔۔۔ سکینہ سردار اُسکے پیچھے کھڑی طنز بھرا جملہ  
کستی بولیں۔۔۔

کسی خوش فہمی میں مت رہیے گا۔۔۔ آپکے لاڈلے پوتے کے لیے نہیں اپنی بہن  
کے لیے آئی ہوں۔۔۔ اور جب اُسے ضرورت پڑے گی اپنی اس بہن کی میں تب  
تب یہاں آؤں گی۔۔۔ مجھے کسی کا ڈر نہیں۔۔۔ اور ایک بات آپ نے جو اپنے

لاڈلے پوتے کے ساتھ مل کر کھیل چایا ہے نا اُس کھیل کا جال میں بہت جلد توڑوں گی۔۔۔ اُسکے پلٹ کر وار کرنے پر سکینہ سردار تو غصے سے بل کھا کر رہ گئیں۔۔۔

شرم کرو بے ہودہ لڑکی۔۔ ہوش میں تو ہو۔۔ کیا بکواس کر رہی ہو کیسا کھیل چالیا میں نے؟؟ جو منہ بھر کر الزام لگا رہی ہو۔۔ تم نے تو ساری حدیں پار ہی کر دیں۔۔۔

جس انسان کے لیے اتنی نفرت اُگل رہی ہو شوہر ہے اب وہ تمہارا۔۔۔ اُسکے تم پر اور تمہارے اُس پر کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں کچھ معلوم بھی ہے۔۔۔ شوہر کی نا فرمانی اُسکی حکم عدولی کرنا۔۔۔ اُسکے حقوق سے منہ پھیرنا۔۔۔ اطاعت نا کرنا۔۔۔ احساس فراموشی جتلانا۔۔۔ جہنمی عورتوں کی نشانیاں ہیں۔۔۔۔۔ تم جیسی بد اخلاق بیوی ایک عذاب کی طرح ہوتی ہے جو خاوند کو وقت سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہے۔۔۔۔۔ تم جیسی بیوی جو ہمیشہ اپنے شوہر کو افیت پہنچاتی رہتی ہو جو اپنے شوہر کو پریشان کرے جو اُسے اپنی زبان سے تکلیف پہنچائے ملعون ہے ملعون۔۔۔۔۔ خداوند متعال اس کی کسی نیکی کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک وہ اپنے شوہر کو راضی نہ کر لے۔۔۔۔۔

تم جیسی عورتوں کو جہنم میں پہلے پھینکا جائے گا جو شوہر سے بے ادبی سے پیش آتیں  
ہوں انہیں کوئی خوشی نہیں دیتیں۔۔۔ روز قیامت غضب خدا کی مستحق قرار پائی  
جاؤ گی ڈرو اب بھی وقت ہے۔۔۔ سکینہ سردار تو ایسی پھٹیں کے پھر چپ ہونے  
کا نام ہی نہیں لیادل کی ساری بھڑاس نکالتی غضب سے اُسے دیکھنے لگیں۔۔۔  
کسوہ کی آنکھیں صدمے سے پھٹی اور منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔ اُس نے تیزی سے  
گاڑی سے اپنی پشت لگاتے سہارا لیا۔۔۔ ورنہ اُنکی خوفناک باتوں کو سنتی وہ وہیں  
چکرا کر گر جاتی۔۔۔

ایسی سڑتی رہو گی اگر جو اس رشتے کو قبول نہ کیا۔۔۔ وہ تو مرد ہے آج نہیں تو کل  
میں اُسکی دوسری کہیں اور جگہ تم سے بہتر اور خوبصورت لڑکی سے دوسری شادی  
کر وادو نگی۔۔۔ اُسکی گھر گھر سستی اور خوشیوں کے لیے جو کرنا پڑا کروں گی لیکن ایسے  
اپنے بچے کو تم جیسی خود غرض لڑکی کے لیے سسکتا نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ دیکھنا  
اُسکی خوش شکل بااخلاق حسین بیوی بھی ہو گی اور بچے بھی۔۔۔ لیکن تم ایسی جلتی  
سڑتی اکیلی تنہا جیو گی۔۔۔۔۔

بی بی سردار۔۔۔۔۔ سکینہ سردار کی دل چیر دینے والی باتوں کو سن  
کر کسوہ زور سے چیخی اُسکی برداشت سے باہر ہو گیا تھا سکینہ سردار کے الفاظ۔۔۔



تبھی پلٹ کر جھٹکے سے گاڑی میں بیٹھتی وہ تیز طوفان کی طرح گاڑی وہاں سے لے گئی۔۔۔۔



سکینہ سردار نے ٹھنڈ پڑتے کلیجے میں اور آنکھوں سے مسکراتے دور جاتے اُسے دیکھا تھا۔۔۔ پھر سر جھٹک کر وہاں سے اندر آتیں وہ اپنے کمرے میں آئیں اور فون اٹھایا۔۔۔

سنجیدہ نظریں اسکرین پر جمائے وہ ایک نمبر ڈائل کرنے لگیں جیسے تیسری بیل پر ہی اٹھالیا گیا تھا۔۔۔

السلام وعلیکم دادی سرکار کیسی ہیں؟؟؟ بظاہر تو اُس نے ہشاش بشاش لہجے میں کہا تھا لیکن اُسکی سچائی پر اُنہیں یقین نہ آیا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔ جیتے رہو خوش رہو۔۔۔ صمیان میں نے ضروری بات کرنے کے لیے فون کیا ہے۔۔۔ سکینہ سردار تھوڑا روپ سے بولیں۔۔۔ جس پر صمیان چُپ رہ کر اندازہ لگانے لگا کہ ضروری بات کیا ہو سکتی ہے۔۔۔

دیکھو صمیان اب بہت ہو چکا۔۔۔ زندگی ایسی نہیں گزرتی جس طرح تم سوچ رہے ہوں۔۔۔ سو ضرورتیں ہوتی ہیں مرد کی اس طرح بیوی کے ہوتے مرد اکیلے زندگی گزارے تو لوگ ہنسنا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔

کسوہ نے نکاح تو کر لیا لیکن وہ جتنی ضدی ہے میں جانتی ہوں وہ کبھی تمہیں شوہر تسلیم نہیں کرے گی۔۔۔ ایسی عورت جو شوہر کو شوہر نامانے والا قہر برستا ہے اُس پے۔۔۔ سکینہ سردار اور بھی بولتیں جب صمیان حیرت سے ٹوکتا بولتا نہیں روک گیا۔۔۔

بس کر دیں دادی سرکار۔۔۔ یہ میری اور اُسکی زندگی کا مسئلہ ہے۔۔۔ مجھے کسی کی پرواہ نہیں سوائے کسوہ کے۔۔۔ وہ مجھے تسلیم نہیں بھی کرتی تب بھی میں صرف اور صرف اُسی کار ہو گا اور آخری دم تک اُسکا انتظار کرو گا۔۔۔ میں اُس سے راضی ہوں۔۔۔ مجھے نہیں چاہیے کوئی حقوق۔۔۔ میں اللہ سے بھی یہی دعاء کروں گا کہ وہ بھی اُس سے راضی رہیں مجھے اس سے کوئی گلہ نہیں۔۔۔ اور ایک بات دادی سرکار۔۔۔ آپکی پوری زندگی میں ایک ہی بہو ہو گی اور وہ کسوہ ہے۔۔۔ اپنی سخت اور مضبوط آواز میں کہتا وہ فون بند کر گیا۔۔۔

سکینہ سردار تو فون کان سے ہٹاتیں حیرانگی سے اسکرین دیکھیں گئیں۔۔۔



تھکن سی محسوس کرتا وہ جیسی دروازے سے اندر داخل ہوا اُسے گھر کی دوسری سائیڈ بنے اصطلیل کے پاس کسوہ کے وجود کا احساس ہوا۔۔۔ جس کا وجود چاند کی روشنی میں موتی کی طرح چمک رہا تھا۔۔۔

کسوہ اس وقت جاگ رہی ہے۔۔۔ حیرت سے گھڑی پر نظر ڈالتا بولا۔۔ اُسکے  
قدم بے اختیار اُسکی طرف بڑھنے لگے جنہیں وہ روک ناسکا۔۔ اور اُسکے عین پیچھے  
جا کر سینے پر بازو لپیٹے اُسے محو ہو کر دیکھنے لگا۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ ہاتھوں سے گھوڑے کے سر کو سہلاتی جیسے اس دنیا اور خود سے  
ناراض سی لگی۔۔۔

کسوہ کے ہاتھوں کی رفتار کسی کو اپنے پیچھے کھڑا ہوتا محسوس کر کے رک گئے کچھ پیل  
ایسے ہی خاموشی سے سر کے جب اُس نے آہستہ سے پلٹ کر اجنبی نگاہوں سے  
پیچھے کھڑے صمیان کو دیکھا۔۔۔

صمیان اُس کی آنکھوں میں خود کے لئے اتنی بیگانگی دیکھتے بے اختیار ایک قدم پیچھے  
کی طرف لڑکھڑایا۔۔۔ اُس کا دل جیسے پھسلیوں کے بیچ جکڑ سا گیا۔۔۔  
کسوہ کسی مورت کی طرح ایک ٹک اُسے دیکھتی اُس کے یہاں آنے کی وجہ جاننے  
کے لیے خاموش اُس کے بولنے کی منتظر تھی۔۔۔

وہ کچھ کہتا کیوں نہیں تھا۔۔ کیوں اُسکے کڑوے لفظوں کو سہتا تھا۔۔۔ کیوں اُس  
سے اپنے حق کے لیے لڑتا نہیں تھا۔۔۔ بتا کیوں نہیں دیتا کہ آخر کیا وجہ رہی تھی  
خاموشی سے جانے کی؟؟؟ کیوں اُسکے سخت رویے کو ضبط سے پی جاتا  
تھا۔۔۔ غصے سے اپنے آپ سے کہتی وہ الجھ رہی تھی۔۔۔

اُس کی آنکھیں بنا کسی احساس کے ایک دم خالی کسی گہری کھائی کی طرح لگی صمیان کو۔۔۔۔۔ جہاں صرف اندھیرا تھا کوئی روشنی کوئی کرن نہیں تھی۔۔۔ وہ چُپ کھڑا اُسکے اندر اٹھتے طوفانوں کو پڑھنے کی کوششوں میں تھا۔۔۔۔۔

یہ میری کسوت کی وہ آنکھیں تو نہیں؟؟ جن سے مجھے بہت محبت تھی۔۔۔ جو دنیا کے لیے تو ناراض لیکن صمیان کے لئے جب اٹھتی تو اُن میں زندگی سے بھرپور روشنی کی رمت لئے ہوتی۔۔۔ جو بہتی تو صرف صمیان کے سامنے۔۔۔۔۔ جن کی سلامتی کے لئے میرے دل نے ہر پل دعائیں کی۔۔۔۔۔ جن کو دیکھنے کے لیے میں نے موت کی دہلیز پر تکلیف کی آخری حدوں پر بھی زندگی کی دعا کی۔۔۔۔۔ یہ وہ نہیں۔۔۔۔۔ مشکل سے سانس لیتا نہایت دکھ سے بولتا وہ نفی میں سر ہلارہا تھا۔۔۔۔۔ تم نے صرف آنکھیں دیکھیں؟؟؟ بیگانی آنکھوں میں تعجب کا عکس چھا گیا۔۔۔۔۔ مجھے ٹھیک سے دیکھو کیا تمہیں کہیں سے بھی میں 7 سال پرانی وہ کسوت لگ رہی ہوں جسے تم خستہ حال بکھری ذات۔۔۔ تنہا۔۔۔ چھوڑ گئے تھے؟؟

جسے اُس وقت تمہاری سب سے زیادہ ضرورت تھی۔۔۔ جب ساری دنیا کا غم ایک ساتھ ایک وقت میں میرے سر پر رکھ دیا گیا تھا۔۔۔ تب اُس وقت تم منہ چھپا کر خدا حافظ کہنا تو دور ایک نظر میری آنکھوں میں بھی دیکھ کر ناجائز۔۔۔۔۔ افسوس سے یہ صرف وہ سوچ سکی پھر تلخی سے مسکرائی۔۔۔

صمیاں نے ترستی نگاہوں سے اُس کے خوبصورت مگر احساس اور جذبات سے آری  
چہرے کو مسکراتے ہوئے خود کی دیکھتا پایا۔۔

لیکن اُس کے دائیں گال میں پڑھتا گہرا گڑھا

اُسے دکھائی نہ دیا۔۔ وہ گڑھا جسے دیکھنے کے لئے صمیاں کچھ بھی کر سکتا

تھا۔۔ لیکن نہیں وہ تو بائیں لب کو کھینچ کر مسکرائی تھی وہ اُس سے اپنی خوبصورت  
ادا بھی چھین لے گئی تھی۔۔۔۔

کیا لگا تھا تمہیں کہ میں تمہارے قدموں میں گر کر رو دھو کر تمہیں چھوڑنا جانے کا  
واسطہ دیتی۔۔۔ تم سے بھیک مانگتی۔۔۔ منت کرتی۔۔۔؟؟

دو قدم آگے بڑھ کر اُس کے قریب آتی آنکھوں میں دیکھتی نفرت سے بولی۔۔۔  
کسوہ مصعب محبت پر جان دے سکتی ہے سو بار گٹھنوں پر چل کر آنا پڑے تو آسکتی  
ہے۔۔۔ لیکن بات جب عزت نفس پر آجائے صمیاں خان تو ایسی ہزار محبتیں بھی  
جلا کر راکھ کر سکتی ہے۔۔۔۔

میں تمہیں کبھی نہیں روکتی نا تمہارے آگے روتی نا تم سے شکایت

کرتی۔۔۔۔ خیر تم نے جا کر بھی میری ذات پر احسان ہی کیا۔۔ دیکھو آج میں

کتنی مضبوط ہوں۔۔۔ میں اس مقام پر کھڑی ہوں جہاں مجھے کوئی توڑنے کا نیچا

دکھانے یا کمزور کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔۔۔ میں اب روتی نہیں۔۔۔ لیکن

ہنستی بھی نہیں۔۔۔ میرا اس دنیا میں اب ایک نام ہے پہچان ہے۔۔۔ اب تم لاکھ بار  
آؤ یا جاؤ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا میں نے تمہارے بنا جینا چھوڑ دیا۔۔۔ میں نے  
لوگوں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا۔۔۔

پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُس کا نفرت آمیز سلوک دیکھتا جیسے اُس کا سارا بھرم ٹوٹ  
گیا۔۔۔

تم نے اب بھی آکر اپنے خاندان کی عزت اور روایت کو بچانے کیلئے خود کی قربانی  
دی۔۔۔ یہ شادی تمہارے لئے بھی مجبوری جیسی ہے۔۔۔ لیکن فکر نہیں  
کرو۔۔۔ تم آزاد ہو۔۔۔ تم اچھے دکھتے ہو اسماٹ ہو لغاری انڈسٹری کے بیس  
پرسنٹ شیئرز کے اکلوتے وارث ہو۔۔۔ پھر لغاری خاندان کی جائیداد کے وارث  
الگ ہو۔۔۔ اتنے امیر آدمی کو کوئی بھی آرام سے اپنی بیٹی دے سکتا ہے چاہے وہ  
نکموں کی طرح سڑکوں کی خاک کیوں نہ چھانٹا پھرے۔۔۔

تم بیک وقت 4 سے زائد شادیاں بھی کر لو تو بھی تمہاری ایک ایک بیوی شہزادیوں  
کی طرح زندگی گزار سکتی ہے۔۔۔

اس لیے خود کو روایتوں کی قید میں مت جکڑ کر رکھو۔۔۔ میں تمہیں ہر رشتے ہر  
قول ہر ذمہ داری سے آزاد کرتی ہوں۔۔۔



کسوہ خالی نظروں سے اُس کی بکھری ہوئی ذہنیت کو دیکھتی بے رحمی سے کہتی اُس کے برابر سے ہوتی گزر گئی۔۔۔۔۔

اُس کے جاتے ہی سمیاں زور سے کسی ٹوٹی شاخ کی طرح زمین پر گٹھنوں کے بل بیٹھا۔۔۔ 7 سال اُس نے خود کو اُس کی نفرت کے لیے اس لمحے کے لیے تیار کیا تھا۔۔۔ لیکن آج جب اُس کا سامنا کرنے کا وقت آیا تو وہ اُس کی نفرت اور آنکھوں میں ناگواری دیکھ کر پہلے ہی مرحلے میں خود کو بے بس اور ہار اہوا محسوس کرنے لگا۔۔۔ وہ اُس کی نفرت برداشت نہیں کر پار ہا تھا۔۔۔ اُس نے ہیلپ لیس نظریں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

گہرا سانس کھینچتے خود میں ہمت جمع کرتے وہ آہستہ سے اٹھا وہ کسی بھی قیمت پر پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔۔۔ یا تو 7 سال پہلی والی کسوہ کو واپس لانا تھا یا پھر خود کو فنا کر دینا تھا۔۔۔ خود سے عزم کرتا وہ پھر ایک بار خود کو مضبوط کرتا بولا اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔۔



تمہیں پتہ ہے جب تم نہیں تھے اس عامر کی میں نے اچھے سے کلاس لی۔۔۔ مجھے اکیلا دیکھ کر اوور اسمارٹ بننے کی کوشش کر رہا تھا کمینہ میں نے بھی دن میں تارے دیکھا دیئے۔۔۔ اور وہ اُسکی سوکھی سڑھی گلفرینڈ اُس سے اس سمسٹر میں نے



یار میں تو مذاق کر رہی۔۔۔ ازراہ حیران ہوتی منمنائی۔۔  
آئندہ سوچ سمجھ کر مذاق کرنا۔۔۔ یہ کہتا وہ اٹھا اور چلا گیا۔۔۔  
اچھا بچو اتنا ایڈیٹیوڈ۔۔۔ ٹھیک ہے پھر دیکھتے ہیں۔۔۔ اُسکے جاتے وجود پر نظر ڈالتی  
ہاتھ جھاڑ کر نخرے سے بولی اور ہنس دی۔۔۔



ریسپشنسٹ پر بیٹھی لڑکی ایک دم دنگ رہ گئی جب اُس نے ایک بار پھر ایم ایس  
انڈسری میں اُس انسان کو اپنی اسٹرونگ پرسنالٹی کے ساتھ اندر آتے اور پھر ویسی  
ڈومیننگ اسٹائل میں بنا کچھ کہتے یہاں وہاں دیکھے بنا باس کی پرائیویٹ لفٹ یوز  
کرتے تھرڈ فلور پر سیدھا جاتے دیکھا۔۔۔

ہیلو ملائکہ وہ آدمی پھر آ گیا۔۔۔ مجھے لگتا ہے یہ بہت جلد باس کی جگہ لینے والا  
ہے۔۔۔ ریسپشنسٹ ملائکہ کو فون کرتی اپنی طرف سے ایک بڑی خبر سناتی  
بولی۔۔۔

جس پر ملائکہ نے عجیب طریقے سے منہ بناتے اُسکی بات کو ہضم کیا۔۔۔ تمہیں  
کیسے پتہ؟؟

یار اسکا ورہ کچھ الگ طرح کا ہے۔۔۔۔۔ یہ اپنی میم کے لیے بالکل پرفیکٹ میچ  
ہے۔۔۔ دونوں سیم ٹو سیم ایک جیسے لگتے

ہیں۔۔۔ اسٹرونگ۔۔۔ الیگنٹ۔۔۔ ڈیشننگ۔۔۔ ہوٹ۔۔۔ دائم کاپتہ  
کٹ۔۔۔ ریسپنشنسٹ چٹخارے لے کر کہتی فون بند کر گئی اور ملائکہ کے لئے  
سوچوں کی نئی راہیں کھول گئی۔۔۔۔  
تبھی صمیان اپنے ایر وگنٹ اسٹائل میں آتاسیدھا کسوہ کے آفس جانے لگا جب اُسے  
ملائکہ کی پیچھے سے آتی آواز نے روک لیا۔۔۔۔  
سر ممیم اس وقت ایک ضروری میٹنگ اٹینڈ کر رہی ہیں آپ پلیز ویٹ کر لیں۔۔۔  
اُسکی بات سن کر سر کے اشارے سے جواب دیتا وہ پھر بھی اندر بڑھ گیا اور وہیں  
اُسکے آفس میں بیٹھ کر اُسکا ویٹ کرنے لگا۔۔۔  
ملائکہ خوشی سے اُسکی وجیہہ پر سنالٹی کو دیکھتی من ہی من اُس سے انسپائر ہوتی  
دکھائی دے رہی تھی۔۔۔ وہ ایسا ہی کوئی شہزادہ چاہتی تھی اپنی ہوٹی باس کے  
لئے۔۔۔ دوسری طرف دائم ہمیشہ طوفان کی طرح آتا ڈائریکٹ کسوہ کے آفس  
گھس گیا۔۔۔۔  
اس بار ملائکہ اپنی سیٹ سے اُسے روکنے کے لیے نہیں اٹھی اُسے لگا جیسے زبردست  
بم بلاسٹ ہونے والا ہے۔۔۔ جس میں ایک کی ٹائیں ٹائیں فٹ اور دوسرے کی  
بوم بوم ہونے والی تھی۔۔۔ اور اس سب کا مزہ وہ خیالوں ہی خیالوں میں لیتی بہت  
خوش ہو رہی تھی۔۔۔۔

دائم جلد بازی میں بنا کچھ جانے دروازہ کھول کر تیزی سے اندر آیا ہی تھا جب سامنے کسوہ کی سیٹ پر کسی دوسرے انسان کو بیٹھا دیکھ کر وہ حیرت سے مجسمہ بن گیا۔۔۔ لمبا۔۔۔ چوڑا۔۔۔ ہینڈ سم۔۔۔ لیکن رگیدُ حلیہ لیے وہ بندہ اُسے سب میں بھی الگ ہی دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ دائم پہلی بار اُس آدمی کو ایم ایس میں دیکھ رہا تھا۔۔۔ اے کون ہو تم؟؟ اندر کیسے آئے؟؟ اور تمہاری اتنی ہمت کے تم اس کمپنی کی سی ای او کی سیٹ پر بیٹھے ہو۔۔۔ میں تم سے بات کر رہا ہوں اٹھو فوراً۔۔۔ دائم ماتھے پر ڈھیروں بل لیے غصے سے اندر آتا سمیان سے بولنے لگا جو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے بیچ موبائل پکڑے مزے سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اُس پر توجہ دیئے بنا آرام سے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

تبھی کسوہ فائل ہاتھ میں اٹھاتی اندر کے حالات سے بے خبر آفس میں داخل ہوئی تو اُن دونوں کو ایک ساتھ آفس میں دیکھ کر چونک گئی۔۔۔ ابھی وہ ساری صورتحال کو سمجھ کر کوئی ایکشن لیتی جب دائم شروع ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

کسوہ یہ انسان کون ہے؟؟ جو اس طرح تمہاری سیٹ پر بیٹھا ہے۔۔۔ ابھی اٹھا کے اسے کمپنی سے باہر پھینکو۔۔۔ دائم پلٹ کر کسوہ کے پاس آتا غصے سے بولا ہی تھا جب سمیان جھٹکے سے سیٹ سے اٹھ کر دائم کے سامنے آتا کسوہ کو اپنے پیچھے اچھے





کسوہ یہ جھوٹ بول رہا ہے نا؟؟؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے تمہاری شادی تو مجھ سے ہونے والی تھی پھر یہ؟؟ تم میری تھیں۔۔۔۔۔ دائم رو دینے والے تاثرات لئے کسوہ سے چیخ کر بولا۔۔۔۔۔

کسوہ نے گہرا سانس لیتے سچویشن کو ہینڈل کرنا چاہا۔۔۔ لیکن لگتا تھا سمیان اس کے لیے پوری طرح سے خود کو تیار کر کے آیا ہے۔۔۔۔۔

ہو کون تم؟؟ جو یہ سب کہہ رہے ہو؟؟ جس کے لیے تم مجھے آنکھیں دکھا رہے ہو جانتے بھی ہو آج سے سالوں پہلے وہ لڑکی میرے عشق میں گرفتار رہی

تھی۔۔۔ کیا تمہیں اُس نے کبھی اپنے پاسٹ کے بارے میں نہیں بتایا۔؟؟۔۔۔ سات سال پہلے جس کے اختیار میں اُس کا دل اور دماغ تھا وہ کون تھا؟؟۔۔۔۔۔ وہ میں

تھا۔۔۔ صمیان میں پر زور سے دباؤ دیتا سینے پر اُن گلی رکھتا بولا۔۔۔۔۔ وہ تب سے مجھے چاہتی آرہی ہے جب اُسے عقل آنی شروع بھی نہیں ہوئی تھی اور

تم اُس لڑکی کے لیے مجھے کہہ رہے ہو کہ میں نے اُسے تم سے چھین لیا۔۔۔ استہزائیہ انداز میں ایول کی طرح ہنستا وہ ناگواری سے اُسے دیکھ کر

بولا۔۔۔۔۔

کسوہ کا دماغ سُن ہو چکا تھا۔۔۔ یہ وہ کیا کہتا جا رہا تھا؟؟؟ کسوہ کو لگا جیسے صمیان نے اُسے زندہ جلادیا۔۔۔۔۔

بکواس کر رہے ہو تم۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ کسوہ تم کہو یہ جھوٹ ہے۔۔۔ تم اس کا منہ کیوں نہیں توڑ دیتی۔۔۔ تم صرف میری ہو ہے نا؟؟ دائم بے چین سا سکتے میں کھڑی کسوہ سے بولا جس کا چہرہ اپنی محبت کے یوں مذاق اڑائے جانے پر شرم سے لال ہوتا جھک گیا تھا۔۔۔ صمیان نے خوب بدلہ لیا تھا۔۔۔

ماضی میں میں نے غلطیاں ضرور کی ہیں جن کی وجہ سے وہ آج تک مجھ سے ناراض ہے لیکن اسکا یہ مطلب ہر گز نہیں دائم شاہ کے وہ مجھ سے محبت کرنا چھوڑ چکی ہے۔۔۔ وہ آج بھی مجھ سے عشق کرتی ہے لیکن تھوڑی ناراض ہے اور صمیان خان لغاری اپنے پیاروں کو منانا بخوبی جانتا ہے۔۔۔۔۔ وہ صرف میری ہے۔۔۔۔۔ صمیان کا اسٹیٹس سنتے جیسے دائم کی آنکھوں کی حیرانگی غصے میں بدل گئی۔۔۔ کسوہ صدمے سے ایسی کھڑی تھی جیسے کاٹو تو خون نہیں۔۔۔ وہ کس بنا پر حق جتا رہا تھا۔۔۔؟؟؟

صمیان نے بیڈ بوائے سائل دی جس سے دائم شاہ کو آگ سی لگ گئی۔۔۔ مٹھیاں بھینچے وہ تیزی سے صمیان کی طرف بڑھا جب کسوہ پیچ میں آتی زور سے دائم کو پیچھے کی طرف دھکا دیتی چلائی۔۔۔

بیک آف دائم۔۔۔ گیٹ لاسٹ۔۔۔ اُسکی سانسوں کا تنفس تیز تیز چل رہا تھا۔۔۔

تو یہی وہ انسان تھا۔۔ جس نے اُس دن مجھے کڈنیپ کیا اور شادی ہونے سے روکی تاکہ وہ تمہیں حاصل کر سکے۔۔ اسی کی وجہ سے آج تم مجھ سے دور ہوئی کسوہ لیکن میں بھی دائم ہوں ہار نہیں مانوگا۔۔ یہ کہتا دائم خون بھری انگھوں سے دونوں کو دیکھتا وہاں سے چلا گیا۔۔

صمیان پوری طرح سے تیار کھڑا تھا آج دائم کو اُسکی اوقات یاد دلانے کے لیے۔۔۔ بہت ہو گیا تھا۔۔ وہ اور برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی اُسکی بیوی پر غلط نگاہ رکھے وہ ایسا کرنے والوں کی نسلیں تباہ کر دینے کی طاقت رکھتا تھا۔۔ مگر کسوہ کے بیچ میں آجانے سے معاملہ ختم ہو گیا۔۔ لیکن صمیان اتنی آرام سے اُسے جانے دے گا؟؟؟ ایسا ممکن بھی نہیں تھا بات اُسکی عزت کی تھی۔۔ اُسکی محبت کی۔۔ آج وہ پوری دنیا کو کھل کر بتا دینا چاہتا تھا کہ کسوہ اب اُس کی بیوی ہے لہذا کوئی اُسے لے کر غلط خیال دل میں نہ رکھے۔۔۔

تبھی صمیان گھور کر کسوہ پر تیز فصیلی نگاہ ڈالتا وہاں سے جیسی جانے لگا تب اُسکا بازو کسی نے زور سے اپنی گرفت میں جکڑا۔۔

محبت کی بات کرتے ہو؟؟؟ کیا یہ محبت ہے جب چاہا چھوڑ دیا جب چاہا اپنا لیا۔۔۔ میرے جذبوں کا مذاق اڑاتے ہو۔۔۔ مجھے کمزور جانتے ہو۔۔۔ کیا محبت کرنا میرے اختیار میں تھا جس کی سزا تم نے اُس انسان کے سامنے مجھے کوڑیوں کے

داموں گنوا کر دیا۔۔۔ تم سے محبت کرنے کا کفارہ میں آج تک بھر رہی کبھی رسوا

ہو کے تو کبھی اذیت اٹھا کہ۔۔۔ بولو کب تک مجھے یہ دوزخ جھیلنی

ہو گئی۔۔۔ صمیان خان۔۔۔ بھیگی آنکھوں سے قہر بھری آواز سے کہتی وہ زور سے

اُسکے سینے پر مارتی دھاڑی تھی۔۔۔

صمیان نے تڑپ کر کچھ کہنے کو لب کھولے لیکن اُسکی نفرت اور بدگمانی دیکھ کر

آپس میں لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کرتا دکھ بھری گہری نظر ڈالتا

وہاں سے چلا گیا۔۔۔

کسوہ نے ہاتھ میں پکڑتی فائل زور سے دیوار پر ماری۔۔۔



لیلیٰ اپنی لمبی انگلیوں سے لیپ ٹاپ کے بٹن دباتی کچھ ٹائپ کر رہی تھی جب اُسے

ایک ای میل موصول ہوئی۔۔۔

آنکھیں چھوٹی کرتے اُس نے میل دیکھی جو ایم ایس سے اُسے آئی تھی لیکن جب

اُس نے میل پڑھی تو یقین نہ کر سکی۔۔۔

جھٹ سے فون اٹھا کر ڈی ایس کو کال ملاتی وہ اب سیدھے ہاتھ سے اپنا ماتھا بھی

مسلم رہی تھی۔۔۔

تم اچھے سے جانتی ہو اس وقت میں ایک بہت امپورٹنٹ میٹنگ میں ہوں تھوڑا ویٹ نہیں کر سکتیں تھیں۔۔۔ ڈی ایس کی ناراض آواز کو انگور کرتی لیلی بولی۔۔۔ آپکے کہنے پر ایم ایس کو پر پوزل بھیجا تھا۔۔۔ لیکن اُس نے ہمارا پر پوزل ریجیکٹ کر دیا یوں کہیں تو منہ پر مار دیا۔۔۔ بنا کسی ریزن کے اُس نے صاف میل میں لکھا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ کام نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ لیلی پریشانی سے بولی۔۔۔ اب ڈی ایس بھی چونکتا اُسکی بات سن کر خاموش سوچ میں پڑ گیا۔۔۔ ایسے کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔ پہلی بار ایسا ہوا کہ کسی نے اُسے سامنے سے ریجیکٹ کیا ہوا۔۔۔ اُسکی کمپنی جو برطانیہ میں کافی شہرت اور مقبولیت کی حامل مانی جاتی تھی جس کے ساتھ کام کرنے کے خواب کئی ممالک کے بزنس مین دیکھتے تھے۔۔۔ لیکن اُسکا مالک اپنی مرضی سے اُن لوگوں کو چھٹا تھا جو نا صرف اُسکی کمپنی بلکہ اُسکے غیر قانونی کاموں میں بھی اُسکا ساتھ دیں جسے انکار کرنے کی کسی میں ہمت نہ تھی اُسے کسواہ مصعب لغاری انکار کر چکی تھی کوئی بھی ریزن دیئے بنا۔۔۔۔۔ ریلیکس لیلی۔۔۔ ہم دیکھیں گے کہ آخر اُسکے انکار کی وجہ کیا ہے تب تک جب تک میں واپس نہیں آ جاتا میں اسے اپنے طور پر ہینڈل کرو گا۔۔۔ اوکے بائے۔۔۔ ڈی ایس اُسے پُر سکون کرتا فون رکھ کر سوچنے لگا۔۔۔

کسوہ مصعب تم نے میری دلچسپی اور تجسس بڑھا دیا ہے اب تو تم سے ملنا ہی پڑے گا۔۔۔ ہنستا ہوا وہ خود سے بولا۔۔۔



دن کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے جب صمیان جلد بازی میں گھر کے اندر داخل ہوا لیکن سامنے صوفے پر مصعب کو بیٹھا دیکھتا سلام کیا۔۔۔

صمیان تم اس وقت گھر پرے سب خیریت تو ہے۔۔۔ مصعب نے اُسے بھاگتے ہوئے روم میں جاتے دیکھا تو پوچھے بنارہ ناسکے۔۔۔ جی چاچو ایک بہت ضروری کام سے مجھے کہیں جانا ہے اس لیے فریش ہونے آیا ہوں۔۔۔ یہ کہتا وہ غائب ہو گیا۔۔۔ اور مصعب وہیں پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔۔۔

اس نے جلدی سے اپنا ضروری سامان بیگ میں ڈالا جس میں ایک جینز اور شرٹ کے علاوہ کچھ کیش تھا۔۔۔ پھر پلٹ کر ایک اور شرٹ جینز نکال کر بیڈ پر پھینکتا وہ تیزی سے واش روم گیا۔۔۔

لیکن یہ کیا وہ نہانے کے لئے جیسی شاور کے نیچے کھڑا ہوا اُس سے پانی آکر ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ اُس نے کوفت سے شاور کو دیکھا جتنی جلدی میں وہ تھا مصیبت اتنا ہی لیٹ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔



ٹاول لپیٹ کر روم سے باہر آتا وہ رینگ پر جھکا اور سامنے دیکھا جہاں مصعب اب بھی صوفے پر بیٹھے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

چاچو میرے ہاتھ روم میں پانی نہیں آرہا؟؟؟ اُس نے چڑچڑے پن سے کہا۔۔۔  
اوہ کوئی مسئلہ ہو گیا ہو گا بیٹا۔۔۔ ایسا کرو کسوہ کا ہاتھ روم یوز کر لو۔۔۔ مصعب چشمہ  
ٹھیک کرتے اُسے دیکھ کر بولے جو ٹاول لپیٹے منہ بگاڑ کر کھڑا تھا۔۔۔  
اگر اُس جھانسی کی رانی کو بھنک بھی پڑی کہ اُسکی غیر موجودگی میں میں نے اُسکا  
ہاتھ روم یوز کیا تو سونامی لے آئے گی۔۔۔ لیکن دیر بھی تو ہو رہی ہے... کیا  
کروں؟؟ ہونٹ کاٹا وہ کچھ دیر وہیں کھڑا سوچنے لگا۔۔۔

دن کے وقت کسوہ کا گھر آنا کچھ ناممکن سا ہے۔۔۔ محترمہ رات ہونے سے پہلے گھر  
نہیں آئیں گی اور جب آئیں گی تب میں یہاں ہونگا نہیں۔۔۔ اور پھر زہرہ بھی کالج  
میں ہے کون بتائے گا اُسے۔۔۔ مصعب چاچو تو کبھی نہیں۔۔۔ اور پھر میں جھٹ  
سے فریش ہو کر روم میں واپس آ جاؤنگا گایہ سامنے تو رہا روم۔۔۔ اپنی پلاننگ  
ترتیب دیتا وہ من ہی من مسکرایا اور بھاگ کر کسوہ کے روم کے قریب آتا آہستہ  
سے اُسکا دروازہ کھولا۔۔۔

ہلکی سی گردن اندر کرتا اُس نے کمرے کا جائزہ لیا۔۔۔ کسوہ کا روم صاف ستھرا تھا۔۔۔ ہر چیز سلیقے سے اپنی جگہ پر رکھی تھی۔۔۔ چادر اچھے سے بچھی ہوئی تھی اور بلینٹ بھی طے شدہ اپنی جگہ پر رکھی تھی۔۔۔

وہ تیزی سے اندر آیا اور دروازہ بند کیا۔ اُس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ کسوہ کے روم سے ایک سُہانی خوشبو آرہی تھی۔ یہ خوشبو کسوہ کے خوبصورت وجود سے ہمیشہ آتی تھی۔۔۔۔۔ صمیان نے رُک کر اُسکی خوشبو کو اپنی سانسوں کی گہرائی میں بسایا جب پٹ سے اُسکی آنکھیں کھلی اور وہ باتھ روم کی طرف

بھاگا۔۔۔ اُسے کسی قیمت پر بھی اس روم میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہیے تھا۔۔۔ وہیں کوئی اپنی شاندار بڑی سی گاڑی میں بیٹھا گھر کے بڑے سے گیٹ کے اندر داخل ہوا۔۔۔ گاڑی اپنی جگہ آتی رکی اور اُس کا دروازہ کھلا جس سے کسوہ کی 8 انچ کی ہیل والی نازک سینڈل باہر آتی دکھائی دی۔۔۔



ہاتھ میں فائل پکڑے گلاسز آنکھوں سے ہٹائے وہ جھٹک جھٹک کر چلتی اندر آئی اور حیرت سے مصعب کو دیکھتی بولی۔۔۔ آج آپ آفس نہیں گئے؟؟

مصعب نے اُسے منہ بنا کر دیکھتے کہا۔۔۔ ارے یار بندہ کام کر کر کے بور بھی ہو جاتا ہے۔۔۔ لیکن یہاں تو ایک چھٹی کرنا بھی گناہ ہے۔۔۔ یہ کہتے وہ اٹھے اور اپنے روم میں چلے گئے۔۔۔

کسوہ نے کاندھے اُچکائے اور آگے بڑھ گئی۔۔۔ اپنے روم کا دروازہ کھولتی وہ سیدھا بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی طرف آئی جہاں اُسکی ضروری فائل رکھی تھی ابھی وہ فائل اٹھاتی جب اُسے باتھ روم کے شاور سے پانی گرنے کی آواز آئی۔۔۔ اُسے چونکتے ہوئے پلیٹ کر باتھ روم کی طرف دیکھا۔۔۔ یہ کون ہے جو اُسکے باتھ روم میں شاور لے رہا ہے۔۔۔ اُسکے بابا بچے ہیں جبکہ زہرہ کالج گئی ہے؟؟؟ پھر؟؟؟ کیا صمیان؟؟؟ لیکن وہ اس وقت گھر پر نہیں ہوتا پھر کون ہو سکتا ہے؟؟؟ خود سے سوال جواب کرتی ماتھے پر شکن لیے وہ آگے بڑھی اور بے دھڑک دروازہ کھول دیا۔۔۔

صمیان جس نے خوش قسمتی سے اُسی وقت ٹاول اٹھایا تھا اچانک دروازہ کھلنے اور سامنے کسوہ کو کھڑا دیکھ کر زور سے چیختا جلدی سے ٹاول لپیٹا۔۔۔ وہیں کسوہ آنکھیں پھاڑے اُسے ایسی حالت میں دیکھتی سُرخ ہو گئی اور دھاڑ کی آواز سے دروازہ بند کرتی کچھ پل سن کھڑی رہی پھر ہوش میں آتی کسی خون خار جلاہ کی طرح روم سے باہر آتی ابھی دھاڑنے ہی والی تھی جب صمیان کسوہ کے اچانک

آجانے پر چکراتے سر کو تھامے اپنے حواسوں میں لوٹ کر آیا اور تیزی سے باتھروم کا دروازہ کھول کر بھاگ کر آتا اُسے باہر جانے سے روکنے کے لئے دروازے کے سامنے کھڑا ہوتا دیوار بن گیا۔۔۔۔

ٹاول لپیٹے اپنے سامنے ڈھیٹائی سے اُسے کھڑا دیکھ کر اب کسوہ کا پارہ ساتویں آسمان کو پہنچ گیا۔۔۔۔ یہ کیا گھٹیا حرکت ہے۔۔۔ پہلے تم گھر میں گھسے پھر میرے کمرے میں۔۔۔ اب تم اتنے بے شرم ہو گئے کہ نگ دھڑنگ میرے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہو گئے ہو۔۔۔ بہت ہو گیا صمیان میری برداشت ختم ہو چکی ہٹوں میرے سامنے سے۔۔۔۔ اپنے ہاتھوں کو منہ کے سامنے کرتی وہ غصے سے دانت پیس کر مٹھیاں بھینچتے بول رہی تھی۔۔۔

کسوہ۔۔۔ میرے روم میں۔۔۔ پانی نہیں۔۔۔ آ۔۔۔ رہا۔۔۔ تھا۔۔۔ تو چاچو۔۔۔ شرمندگی کا احساس لیے۔ وہ معصومیت سے سر جھکا کر خود کو ڈیفائن کرتا بولا ہی تھا۔۔۔

بھاڑ میں جاؤ تم۔۔۔ میں مزید اور تمہاری موجودگی اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ یا تو تم رہو گے اب یہاں یا پھر میں یہاں سے جاؤنگی۔۔۔۔ لیکن ایسے نہیں مجھے آزاد کر کے۔۔۔ مجھے تم سے طلاق چاہیے۔۔۔۔

صمیان جو ابھی تک چُپ چاپ اُسکے کڑوے الفاظوں کو گھونٹ گھونٹ پی رہا تھا  
اُسکے آخری جملے کو سن کر بھونچکا رہ گیا۔۔۔

کسوہ نے اپنی نفرت کے بیچ اُسکے سینے میں پل رہی ہلکی سی چنگاری کو دہکتے الاؤ میں  
بھڑکا دیا تھا۔۔۔ ہتک۔ ذلت اور احساسِ توہین آمیز رویہ سے وہ سُن

ہو گیا۔۔۔ اُسے لگا جیسے کسوہ نے اُسکے جسم کا سارا خون نچوڑ کر رکھ دیا ہو۔۔۔۔

اگر تم مجھے طلاق نہیں دیتے تو میں کورٹ۔۔۔ وہ غصے سے پاگل ہوئی مزید اور بہت  
کچھ کہتی جو صمیان دو قدم آگے بڑھاتا آنکھوں میں وحشت و غضب لیے جارحانہ  
طریقے سے اُسے کاندھوں سے تھامے ایک جھٹکے سے قریب ناکرتا۔۔۔۔

صمیان کی قہر برستانی سُرخ آنکھوں۔۔۔ گردن کی اُبھری رگیں۔۔۔ اور غصے سے  
پسے جڑوں کو دیکھتے کسوہ کی زبان تالو سے چپک گئی۔۔۔

صمیان کی سخت انگلیوں نے کسوہ کے نازک ملائم کاندھوں کو اتنی سختی سے اپنے بیچ  
جکڑا ہوا تھا کہ اُسے لگا جیسے اُسکی انگلیاں اُسکے گوشت کو چیرتی اُسکی ہڈیوں کو چورا کر  
جائیں گی۔۔۔۔ اُسکی ٹھہری سرد آنکھیں اُسے سالم زندہ جلاڈالیں گی۔۔۔۔

کیا کہا تم نے؟؟؟ تمہیں آزادی۔۔۔ جنون میں کہتا جیسے وہ خود کو جلدی سے روک  
گیا۔۔۔۔ اور مزید کسوہ کے چہرے کی طرف جھکا۔۔۔ وہ اُسکے چہرے کے اتنا

قریب تھا کہ کسوہ کو غصے سے جھلساتی اُسکی گرم سانسیں اپنے چہرے پر صاف

محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔ کسوہ اپنی گردن پیچھے کی طرف جھکائے اُسکی دہشت  
بھری آنکھوں کو ششدر سے سانس روکے دیکھ رہی تھی۔۔۔

تم نے اب تک میری برداشت اور صبر ہی دیکھا کسوہ لیکن لگتا ہے تمہیں شرافت  
راز نہیں۔۔۔ تم نے آج جو کہا وہ میرے ضبط اور برداشت کی تمام حدودوں کو  
تہس نہس کر گیا۔۔۔ کیا کہا کورٹ میں جاؤ گی؟؟؟ طنز بھری مسکراہٹ اُسکے  
لبوں کو چھو گئی۔۔۔ کسوہ پھٹی آنکھوں سے دیکھتی اُسکے شکنجے میں جکڑی خود کو ہلا  
تک نہیں پار ہی تھی۔۔۔

جہاں جانا ہے جاؤ۔۔۔ کورٹ۔۔۔ ہائی کورٹ۔۔۔ سپریم  
کورٹ۔۔۔ جرگہ۔۔۔ جہاں جانا چاہو جاؤ۔۔۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں چلی  
جاؤ۔۔۔ جس درپر مرضی دستک دے لو۔۔۔ لیکن تمہیں مجھ سے کوئی آزادی نہیں  
دلو اسکتا یاد رکھنا۔۔۔

تمہیں تو اب میں بتاؤنگا کہ روایتی قبائلی خاندان کا سردار کیا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ جو  
عزت کے نام پر نسلیں تک تباہ کرنے کو تیار رہتا ہے۔۔۔۔۔ سردار صمیان خان  
لغاری تمہیں زندہ زمین میں دفن تو کر سکتا ہے لیکن آزادی۔۔۔۔۔ وہ تو میرے  
مرنے کے بعد بھی تمہیں شاید ناملے۔۔۔۔۔ ایک بار نہیں ہزار بار چھوڑ کر جاؤگا  
تب بھی تم صرف میری رہو گی۔۔۔۔۔



آئندہ اگر پھر یہ الفاظ تم نے میرے سامنے دہرائے تو یاد رکھنا لحاظ نہیں کرو گا زبان کھینچ لوں گا تمہاری۔۔۔ سختی سے دانت پیس پیس کر لفظوں سے قہر برساتا اتنی زور سے اُسے پیچھے دھکا دیا کہ وہ لڑکھڑاتی گرتے گرتے پچی۔۔۔

ایک غصیلی منتقمانہ و جارحانہ اور خون خار حیوانیت بھری نظر اُسکے وجود پر ڈالتا دروازہ کھولا اور بڑی آرام سے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

کسوہ کو لگا جیسے صمیان نے برف کا ٹھنڈا پانی اُس کے جسم پر پھینک دیا ہو وہ ایک دم ٹھنڈی ہوتی اپنی جگہ جم گئی تھی۔۔۔ اُسکی ہر نی ہیزل آنکھوں میں ہلکی نمی سی جھلکنے لگی۔۔۔ اُسکے الفاظ ایک بار پھر کانوں میں گونجنے لگے۔۔۔ جب جھر جھری لیتی وہ ہوش میں آئی اور غصے سے کانپتی نیچے ہال میں جاتی وہاں رکھی ایک ایک چیز زمین پر پھینک کر توڑنے لگی۔۔۔

اُسکی اس حرکت اور چلانے کی آوازوں پر معصوب بھاگ کر اندر سے باہر آئے تو اُسے اتنا غصے اور پاگلوں کی طرح بیہوش کر تا دیکھ دنگ رہ گئے۔۔۔ تبھی اُسے پکڑ کر سامنے کرتے حیرت سے دیکھنے لگے جس کے کچھ دیر پہلے کے سلجھے بال بکھر چکے تھے۔۔۔ آنکھیں سرخ اور چہرہ لال انگارہ جبکہ دانت غصے سے بھینچے ہوئے تھے۔۔۔

کیا ہو گیا ہے پاگل ہو گئی ہو۔۔۔ مصعب جھنجھوڑ کر اُسے ہوش میں لاتے زور سے بولے۔۔۔

ہاں پاگل ہو گئی ہوں۔۔۔ پاگل ہو گئی ہوں میں۔۔۔ مجھے اب ایک اور پل بھی اس آدمی کے نکاح میں نہیں رہنا۔۔۔ مجھے اس سے طلاق دلوائیں بابا۔۔۔ ورنہ میں خود کو ختم کر دوں گی۔۔۔ دیوانوں کی طرح اُنکی آنکھوں میں دیکھ کر کہتی وہ جنونی انداز میں مصعب سے بولی تھی۔۔۔

زہرہ جو ابھی کالج سے آئی تھی اور وہیں دہلیز پر کھڑی یہ سب تماشہ دیکھ رہی تھی کسوہ کے الفاظ سنتی منہ پر ہاتھ رکھے آنکھیں پھاڑے صدمے سے رونے لگی۔۔۔ اُسکے الفاظ سن کر مصعب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی اُنہیں لگا جیسے کسوہ نے اُنکی دل کی دھڑکنوں کو ہلا کر رکھ دیا ہو۔۔۔ درد کی ایک ٹیس اُنہیں سینے میں اٹھتی محسوس ہوئی جسے وہ برداشت نہیں کر پارہے تھے۔۔۔ سینے پر ہاتھ رکھے مصعب زمین پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھے اور پھر گرتے چلے گئے۔۔۔

بابا۔۔۔ زہرہ اور کسوہ چیختی ہوئی مصعب کے پاس آئیں اس سے پہلے وہ زمین پر ڈھیر ہوتے کسوہ نے اُنہیں تھام لیا۔۔۔

بابا کیا ہوا بابا آپ ٹھیک تو ہیں؟؟؟ کسوہ اُنکی بند آنکھوں کو دیکھتی چیخ کر بول رہی تھی اُس کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو موتیوں کی صورت گرتے چلے جا رہے تھے۔۔۔ مصعب کی بگڑتی حالت کسوہ کا غصہ ایک دم شانت کر گیا۔۔۔

صمیان کسوہ کے غصے سے اب اچھے سے واقف ہو چکا تھا جانتا تھا اب اُس نے ٹھیک ٹھاک تماشا لگانا ہے اس لیے اُس کے چیخنے چلانے کو انگور کرتا اپنی تیاری میں مصروف رہا لیکن جب آواز بولنے کے بعد تیز رونے اور بابا بابا کی پکار میں بدلی تب صمیان کو پریشانی سے بھاگ کر نیچے آنا پڑا۔۔۔

اور صمیان نے جب مصعب کو نیچے گرے بیہوش دیکھا تو حیران رہ گیا بھاگ کر آتا تیزی سے اُنہیں اٹھا کر گاڑی میں ڈالتا ہسپتال لے آیا۔۔۔



تین گھنٹے سے مسلسل کھڑی دروازے میں لگے چھوٹے سے شیشے کے اُس پار مصعب کو ڈاکٹروں کے بیچ لیٹا دیکھ رہی تھی۔۔۔ اُس کا خوبصورت چہرہ مصعب کی اُس حالت سے پریشان ہوتا لٹھے کی مانند سفید پڑا ہوا تھا اور ہر نی آنکھیں اُداس غم زدہ سی مصعب پر ہی ٹھہری تھیں۔۔۔

صمیان جو زہرہ کے برابر بیٹھا اُسے ہمت اور حوصلہ دیتا پانی پلانے کی کوشش کر رہا تھا پلٹ کر کسوہ کو اس دکھ میں دیکھتا سہ نہیں پایا۔۔۔ کسوہ کو ایسے ٹوٹا دیکھ کر

سمیان کا دل غم سے بھر سا گیا۔۔۔ لیکن وہ بھی کیا کرتا بجائے اس کہ کے سر جھکا کر صبر کے زہر یلے گھونٹ پیے اور انتظار کرے۔۔۔۔

تبھی روم کا دروازہ کھول کر ڈاکٹر باہر آئے۔۔۔ صمیان اور زہرہ تیزی سے قریب آئے جبکہ کسوہ وہیں کھڑی ڈاکٹر کو بے چینی سے دیکھنے لگی۔۔۔

مس کسوہ کیا پیشینہ کو کوئی گہرا صدمہ پہنچا ہے؟؟ کوئی ایسی بات جسے وہ برداشت نہیں کر سکے؟؟ دیکھیں میں کچھ چھپاؤں گا نہیں۔۔۔ لیکن مصعب صاحب کا دل کافی کمزور ہو چکا ہے۔۔۔ وہ اپنی ہارڈ میڈیسن بھی لیتے ہیں مختلف بیماریوں کے لئے۔۔۔ اور پھر کام کا اتنا لوڈ۔۔۔ ظاہر ہے ایک انسان کے لیے سب یہیں خنجر کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہو گا اُس پر اگر کوئی صدمہ لینگے تو۔۔۔ آپ سمجھ رہیں ہونگے آئی ہو پ۔۔۔

مصعب صاحب بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ یہ سمجھ لیں کہ یہ اٹیک کی ایک بہت معمولی سی جھلک تھی۔۔۔ لیکن آگے جا کر پھر ایسا کچھ ہوتا ہے تو یہ بہت خطرناک ہو گا اُنکے لیے۔۔۔ ڈاکٹر گھمبیر آواز میں کہتے کسوہ اور صمیان کو بہت کچھ باور کرواتے وہاں سے چلے گئے۔۔۔

کسوہ گھومی اور بھاگ کر اندر روم میں چلی گئی اُسکے پیچھے زہرہ بھی بھاگی جبکہ صمیان شاک میں پیچھے رکھی کر سیوں میں سے ایک پر گرنے کے انداز میں بیٹھا۔۔۔

بابا۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔ کسوہ مصعب کا ہاتھ تھامے اُنہیں چومتی تو کبھی آنکھوں سے لگاتی بے اختیار روئے جارہی تھی۔۔ اُسکا دل باپ کو اس طرح دیکھ دیکھ کر پھٹ رہا تھا۔۔ زہرہ کا بھی یہی حال تھا دونوں مصعب سے لگی روئے جارہیں تھی۔۔

ارے میرے شیر ایسے کیوں رو رہے ہیں؟؟ تبھی مصعب کی لاغری مسکراتی آواز اُن دونوں کے کان میں پڑی جب دونوں نے روتے ہوئے سر اٹھا کر باپ کو دیکھا اور ایک بار پھر زور شور سے رونے لگیں۔۔

اس کا تو سمجھ آتا ہے لیکن میری اتنی ہمت والی بہادر بیٹی ایسے بھی روتی ہے آج معلوم ہوا۔۔ مصعب زہرہ کو سینے سے لگائے کسوہ کے آنسو پیار سے پونچھتے ہنس کر بولے۔۔

مجھے معاف کر دیں۔۔ بابا۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔ بھیگی پلکوں نم آنکھوں سے باپ کو دیکھتی وہ اُنکا ہاتھ چومے ایک ہی تکرار کئے جارہی تھی۔۔ مصعب نے بے اختیار اُسے سینے میں پھینچ لیا اور ایک گہرا سانس لیا۔۔

صمیان نے دروازے کی آڑ سے یہ سب دیکھا اور ایک نظر موبائل کو جہاں اُسے لگاتار فون پر فون آئے جارہے تھے جنہیں وہ بار بار کاٹ رہا تھا۔۔ لیکن اب مزید

وہ فون نہیں کاٹ سکتا تھا تبھی اندر کے حالات سے مطمئن نظر آتا وہ فون اٹھا کر کان سے لگاتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

صمیان بے قصور ہے کسوہ اس میں اُس کی کوئی غلطی نہیں۔۔ جو سزا تم اُسے دیتی آرہی ہو وہ گناہ اُس معصوم نے کیا ہی نہیں۔۔۔ تم اب تک بدگمانی میں جیتی رہی اور ہم ایک وعدے سے بندھے رہے۔۔۔ لیکن اب مزید اس وعدے کی پاسداری کرتے ہوئے میں تم دونوں کے رشتے کو ٹوٹا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ میں اور چپ رہ کر اپنے دل کا بوجھ نہیں بڑھا سکتا اس لیے میں آج تمہیں وہ سب بتانا چاہتا ہوں جسے اب تک میں نے راز کی طرح دل میں چھپا کر رکھا۔۔۔

کسوہ بھیگی پلکیں اٹھائے دم سادھے یک ٹک اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو اُسکی زندگی کا سب سے بڑا سر پرانہ اُسے دینے جا رہے تھے۔۔۔۔ وہ سچ جس کی اُسے کب سے تلاش تھی۔۔۔

زہرہ بھی رونا بھول کر آنسو صاف کرتی حیرت سے باپ کو دیکھنے لگی۔۔۔



(سات سال پہلے)

میں تو کہتی ہوں اگلے ہفتے جمعہ کو ظہر کی نماز کے بعد کسوہ کا صمیان اور یزدان کا فاطمہ سے نکاح کروادیتے ہیں۔۔۔ اب صمیان نے باہر جا کر تعلیم حاصل کرنے



کی ضد جو باندھ رکھی ہے تو اب ہم کیا کر سکتے ہیں بچے بڑے ہو رہے ہیں خود مختار بننے جا رہے ہیں چلو انکی بھی خوشی میں اپنی خوشی ہم ڈھونڈ لیں۔۔۔ بھلے سے رخصتی اُسکے آنے کے بعد رکھ لیں گے نکاح ابھی کر دیتے ہیں۔۔۔ لیکن فاطمہ کی رخصتی کر دیں گے۔۔۔ کیا کہتے ہو تم سب؟؟؟ سکینہ سردار سب کو بڑے سے ہال میں اکٹھا کئے سامنے خود بڑی سردارنی کی طرح بیٹھی روب سے بول رہیں تھیں۔۔۔

مصعب ولد ار تو گہری سوچ میں ڈوب گئے۔۔۔ جبکہ سارہ اور فاطمہ کے چہرے پر فکر کی پرچھائی تھی۔۔۔ میمونہ یزدان خوش نظر آ رہے تھے۔۔۔ اور سب سے الگ صمیان جس کا وجود سرد ہو چکا تھا آنکھیں صدمے سے کھلی دادی سرکار پر جمی تھی۔۔۔ دور بیٹھی کسوہ کا دل پہلی بار دھڑکا تھا۔۔۔ چہرہ شرم اور خوشی سے گلاب سا کھل گیا تھا۔۔۔ پہلی بار اُسے دادی سرکار کا یہ فیصلہ پسند آیا تھا۔۔۔ جس پر وہ دل و جان سے راضی تھی۔۔۔

آپ کہہ تو بالکل ٹھیک رہیں ہیں۔۔۔ لیکن کیا آپ کو نہیں لگتا صمیان اور کسوہ ابھی بہت چھوٹے ہیں؟؟؟ مصعب جھجھکتے ہوئے بولے۔۔۔

لوجب میری شادی ہوئی تھی تب میں 12 سال کی تھی صرف اور تمہارے بابا سردار اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے وہ 16 سال کے

تھے۔۔۔ 16 سال کی عمر میں میں 2 بیٹوں کی ماں بھی بن گئی تھی۔۔۔ یہ سب مت سوچو یہ سب فضول باتیں ہیں یہاں بچیوں کی شادی کرو یہاں بچیاں سمجھدار ہو جاتی ہیں۔۔۔ مائیں بن جاتی ہیں گھر بار سمجھال لیتیں ہیں۔۔۔ پھر اُنکی عمریں کوئی نہیں گنتا۔۔۔ اور میرا کہنا صرف اتنا ہے کہ سمیان کے جانے سے پہلے اُسکا نکاح کر دیا جائے رخصتی کی تو بات ہی نہیں کر رہی۔۔۔ سکینہ سردار سر جھٹکتی خفگی سی بولیں۔۔۔

جس پر اب دونوں بیٹے کچھ بول ہی ناسکے۔۔۔ سکینہ سردار ایسا کچھ غلط بول بھی نہیں رہیں تھیں جس پر سوال اٹھائے جاتے۔۔۔ آج نہیں تو کل نکاح ہونا ہی تھا۔۔۔

مصعب اماں ویسے ٹھیک کہہ رہیں ہیں گھر کی بچیاں ہیں نکاح کر کے بھی یہیں رہنا ہے۔۔۔ اچھا ہے وقت سے پہلے گھر بار کی ہو جائیں تو تمہاری ذمہ داری بھی کچھ کم ہوگی۔۔۔ ولد ار اُنکا کاندھا تھپتھپاتے مسکرا کر بولے۔۔۔

ٹھیک ہے پھر میں آپ سب کو کل تک سوچ کر جواب دیتا ہوں۔۔۔ مصعب بھی پُر سکون انداز میں بولے تبھی کوئی غصے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور دھپ دھپ کرتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

اُسے کیا ہوا؟؟ ہر کوئی اپنی جگہ بیٹھا حیرت سے اُسے جاتا دیکھتا سوچ رہا تھا۔۔۔ لیکن کسوہ اُسکا ننھا سادل جیسے ڈوب گیا۔۔۔ کیا سہمی نہیں چاہتا تھا اُسکا نکاح ہو؟؟ کسوہ آنکھوں میں اُداسی لیے اُسے اتنے غصے سے وہاں سے جاتا دیکھتی خود بھی اٹھی اور چلی گئی۔۔۔

بچے لگتا ہے شرمائے۔۔۔ سکینہ سردار مسکراتی ہوئی یہ بولتے سب کو آرام سے بیٹھنے کا اشارہ کر گئیں۔۔۔

لیکن نہیں سارہ جو ایک ماں تھیں وہ سکون سے نہیں بیٹھ سکیں۔۔۔ تبھی مصعب کے روم میں آتے وہ اپنی پریشانی اُن سے ڈسکس کرنے لگیں۔۔۔

نہیں مصعب کسوہ اور سمیان کا نکاح اس وقت بالکل بھی سہی نہیں۔۔۔ میری بچی پڑھنا چاہتی ہے وہ آپکے جیسا بننا چاہتی ہے۔۔۔ اگر یہ نکاح ہوا تو آپ جانتے ہیں وہ بندھ جائے گی۔۔۔ اُسکے خواب ٹوٹ جائیں گے۔۔۔ میں اپنی بچی کا خواب نہیں ٹوٹنے دے سکتی آپ انکار کریں۔۔۔ سارہ جو دوبارہ ماں بننے کے عمل سے گزر رہیں تھی اُنکا چہرے کسوہ کو لے ایک دم زرد ہو چکا تھا۔۔۔

پریشان نہیں ہوا ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ میں اپنی بچی کی زندگی کا فیصلہ اُس سے پوچھے بنا نہیں لونگا۔۔۔ میں کسوہ سے بات کر کے اُسکی مرضی جانوں گا پھر ہی اپنا فیصلہ

سناؤ گاب تم بھی پُر سکون ہو جاؤ۔۔۔ مصعب مسکرا کر اُنکا ہاتھ دباتے ہلکے پھلکے انداز میں بولے۔۔۔

سمیان غصے سے اپنے روم میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔ اُسکا دماغ اس وقت کوئی حل کوئی بھی راستہ تلاش نہیں کر پار ہاتھ ان سب سے نکلنے کا اس سے پہلے وہ سر پکڑ کر زور زور سے دیوار پر مارتا کوئی روم کا دروازہ کھٹکھٹا کر اندر آنے کی اجازت مانگنے لگا۔۔۔

صمیان اپنی جگہ ٹھہر گیا اور دروازے کی طرف سوالیہ نظروں سے گھورنے لگا تبھی دروازہ کھلا اور اُس سے ولد ار اندر آتے دکھائی دیئے۔۔۔ صمیان جس کے اعصاب کھنچے ہوئے تھے کچھ دیر پہلے باپ کو دیکھتے ایک دم ڈھیلے پڑ گئے۔۔۔ تبھی تیزی سے اُنکے قریب آتا اُنکے چوڑے سینے سے لگ گیا۔۔۔ صمیان کیا بات ہے بیٹا اتنے پریشان کیوں ہو؟؟؟ ولد ار اُسے بازوؤں میں بھرتے پیار سے بولے۔۔۔

بابا پلیر یہ نکاح روکیں۔۔۔ آپ جانتے ہیں یہ نکاح ہوا تو سب کچھ ختم ہو جائے گا۔۔۔ سُمیان اُنکے سینے سے لگا کسی چھوٹے بچے کی طرح دکھی انداز میں بولا۔۔۔

صمیان مجھے ٹھیک سے بتاؤ۔۔ کیا بات ہے؟؟ اب ولد ار اُسے خود سے الگ کرتے بیڈ پر بیٹھاتے خود بھی اُسکے ساتھ بیٹھ گئے۔۔ وہ اچھے سے سمجھ گئے تھے اُسکے سب کے بیچ غصے سے اٹھ کر چلے آنے کی وجہ تبھی وہ اُسکے پاس آئے تھے۔۔۔ دادی سرکار کے ارادے کیا آپ اب بھی نہیں سمجھ رہے؟؟؟ وہ کسوہ کو باندھ کر اُسے قید کرنا چاہتی ہیں۔۔ اُسکے خوابوں کو مٹانا چاہتی ہیں۔۔ وہ اُسکے پروں کو توڑ دینا چاہتی ہیں۔۔ صمیان دکھ سے باپ کو دیکھتا سنجیدگی سے بول رہا تھا جب ولد ار پریشانی سے اُسے دیکھتے اُسکی بات سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ دادی سرکار جانتی ہیں اور آپ سب بھی کہ میں کم وقت کے لیے نہیں جا رہا۔۔۔ آرمی میں جانا میرا سب سے بڑا خواب ہے۔۔ اُس کے لیے مجھے جانا ہی ہو گا۔۔ اور اسی بات کا فائدہ اٹھاتے وہ کسوہ کو کسی قیمت پر بھی آگے بڑھنے نہیں دینا چاہتی۔۔ وہ نہیں چاہتیں کہ کسوہ مزید تعلیم حاصل کر کے اپنی پہچان بنا کر دنیا کے سامنے آئے۔۔۔

وہ اُسے نکاح میں باندھ کر اپنے ماتحت کر کے روایت اور خاندان کے عزت و احترام کی آڑ میں کس لینا چاہتی ہیں۔۔۔ میں یہاں ہو نگا نہیں۔۔۔ آپ لوگ بھی روایت اور اصولوں کی ڈور میں جکڑے کچھ نہیں کر سکیں گے سوائے تماشہ دیکھنے کے۔۔۔ میں دادی سرکار کی ضد سے بخوبی واقف ہوں۔۔۔ وہ کسوہ کو دبا کر رکھنا

چاہتی ہیں۔۔ اور میں ایسا نہیں ہونے دوں گا بابا۔۔ سمیان کی تمام باتیں سن کر اب  
ولد ار بھی سوچ میں پڑ گئے۔۔ یہ سب تو کسی کے ذہن میں آیا ہی نہیں۔۔۔  
لیکن کس وہ راضی ہے۔۔ وہ خوش ہے اس فیصلے سے۔۔ ولد ار پریشانی سے فوراً  
بولے۔۔۔

جانتا ہوں اچھے سے۔۔ ناخوش میں بھی نہیں۔۔ وہ میری منگ ہے۔۔ میری  
پسند ہے۔۔ اُس سے میری ہر خوشی جڑی ہے۔۔ اُس کی خوشی کی خاطر میں اپنے  
خوابوں کو بھی چھوڑ سکتا ہوں۔۔ نکاح کر کے میں نہیں بھی جاتا تو کیا یہ زیادتی  
نہیں ہو گئی کس وہ کے ساتھ۔۔ میں یہاں رہ کر کب تک اُس کی خاطر لڑ سکوں  
گا۔۔ ایک بار یہ نکاح ہوا تو ہمیں تمام شرائط میں بندھ کر رشتوں کو نبھانے کے  
لیے مجبور اپنے آپ کو ہر روز مار کر خود کو جینا ہو گا۔۔ وہ معصوم ہے۔۔ دل  
کے ہاتھوں مجبور ہو کر خوشی خوشی اپنے خوابوں کی قربانی بھی دے دیگی مگر کب  
تک آگے جا کر ایک نا ایک دن اُسے احساس ہو گا کہ اُسکے کچھ خواب تھے جنہیں وہ  
میرے لیے توڑ چکی ہے تو کیا یہ بات اُسے غم زدہ نہیں کرے گی؟؟؟۔۔ میں ایسا  
نہیں ہونے دوں گا بابا۔۔ مجھے اُس کے خوابوں کو پورا کرنے کے لیے اُس کا دل توڑنا  
پڑے تو بھی ابھی کے لئے توڑ دوں گا۔۔۔ آپ کو اور چاچو کو میرا ساتھ دینا ہو گا



بس۔۔۔ وہ ولد ارکا ہاتھ مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں جکڑے آس و اُمید سے بول رہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے جو تم کہو گے ویسا ہی ہو گا صمیان۔۔۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے اپنے سے بڑھ کر اُسے آگے رکھا۔۔۔ تم نے اپنا نہیں اُسکا سوچا۔۔۔ اُسکی خاطر خود کے خوابوں کی بھی پرواہ نہیں ہی۔۔۔ مجھے تم پر فخر ہے لیکن جانتے ہو نہ اس سب کے بعد کیا ہو گا؟؟؟ کسوہ تم سے بدگمان ہو جائے گی۔۔۔۔۔ وہ اپنی خوشیوں سے منہ پھیر لے گی۔۔۔۔۔ اور اماں سرکار خفا ہو گئی وہ الگ۔۔۔۔۔  
ولد ار تھوڑے فکر مند سے بولے۔۔۔

میں سب ٹھیک کر دوں گا بابا۔۔۔ آپ بس میری غیر موجودگی میں کسوہ کو پورا سپورٹ کریں گے۔۔۔ اُسکا خیال رکھیں گے۔۔۔ اُسکی ہر طرح مدد کریں گے۔۔۔ ایک بار وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے اُسکے خواب سچ ہوں جائیں وہ چاچو کا بیٹا بن کر دیکھانے کا خواب سچ کر دکھائے پھر میں بھی واپس آ جاؤں گا تب میں بھی اتنا اسٹرونگ تو ہوں گا کہ اُسکا ساتھ دے سکوں اُسے سپورٹ کر سکوں۔۔۔ پھر دنیا بھی ایک ہو جائے تو ہمارا کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔ اب وہ مسکراتا ہوا بولا تھا جب ولد ار بھی ہنستے ہوئے اُسے سینے سے لگا گئے تھے۔۔۔  
پھر تم کب جا رہے ہو؟؟؟ ولد ار کھڑے ہوتے بولے۔۔۔

مجھے اس ہفتے شہر کے لیے نکلنا ہے۔۔۔ اگر میرا ٹیسٹ کلیئر ہوتا ہے انشاء اللہ وہ تو ضرور ہوگا پھر میں چلا جاؤں گا۔۔۔ آپ اور چاچو یہ بات کسی کو نہیں بتائیں گے کہ میں آرمی جوائن کرنے جا رہا ہوں دادی سرکار نے ہنگامہ برپا کر دینا یہ سن کر اور بھائی اماں جان نے دادی سرکار کا پورا ساتھ دینا۔۔۔ دادی سرکار کے سامنے چُپ رہ کر یہ ظاہر کرنا ہے کہ میں باہر جا رہا ہوں۔۔۔ معصومیت سے باپ کو پوری پلاننگ بتاتا اب وہ خاموش ہوا۔۔۔

ٹھیک ہے اب تم آرام کرو اور پریشان بلکل مت ہو مناسب ٹھیک ہو گا۔۔۔ یہ کہتے ولد ارچلے گئے اور سمیان نے گہرا سکون بھرا سانس لیا۔۔۔



کسوہ میرا بچہ کیا بات ہے؟؟؟ مصعب اُس کے کمرے کے آگے سے گزر رہے تھے دروازہ کھلا دیکھا تو بے اختیار اندر چلے آئے جہاں وہ سوچوں میں گم زمین کو گھورتی صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔

مصعب کی اُبھرتی آواز پر اُس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا جب وہ چونک کر سیدھی ہوتی باپ کو گم سم سی دیکھنے لگی۔۔۔ مصعب آرام سے اُسکے برابر آکر بیٹھتے اُسکے معصوم کم سن چہرے کو دیکھنے لگے۔۔۔ اور پھر پیار سے اُسے گلے لگا لیا۔۔۔

پریشان نہیں ہو تمہارے بابا ایسا کوئی کام بنا پوچھے اپنے بچوں سے نہیں کریں گے جس میں اُنکی خوشی نہ ہو۔۔۔ اگر تم نہیں چاہتیں یہ نکاح ہو تو کوئی بھی تم سے زبردستی یہ نہیں کروا سکتا۔۔۔ اُسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرے وہ سچائی سے بولے۔۔۔

نہیں بابا میں تو بہت خوش ہوں۔۔۔ لیکن سہمی شاید یہ نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ کسوہ کے لب تھر تھرائے لیکن وہ مصعب سے کچھ بول نہ سکی۔۔۔ اُسکی اضطراب سے ڈوبی آنکھیں جھک گئیں۔۔۔

میں جانتا ہوں تمہارے کئی خواب ہیں جنہیں تم پورا کرنا چاہتی ہو۔۔۔ اور اچانک یہ نکاح کی بات سن کر پریشان ہو گئی ہو۔؟؟؟ مصعب سمجھاتے ہوئے بول رہے تھے جب کسوہ بے اختیار بولی۔۔۔

نہیں میں پریشان نہیں۔۔۔ اُس کے اچانک بولنے پر مصعب اب چپ ہوتے غور سے اُسے دیکھنے لگے۔۔۔ اُنہیں لگ رہا تھا کسوہ کسی اور بات کو لے کر پریشان ہے جیسا وہ سوچ رہے ویسا کچھ ہے ہی نہیں۔۔۔

بابا میری مرضی وہی ہوگی جس میں آپ کی خوشی ہوگی۔۔۔ آپ تایا سردار نبی سردار جو چاہتے ہیں وہی میری رضامندی ہے۔۔۔ سر جھکائے وہ آہستہ آہستہ سے

بولتی ڈھکے چھپے لفظوں میں اُنہیں سب بول گئی۔۔۔ اُسے شرم محسوس ہوئی صاف لفظوں میں اُن سے دل کی بات زبان سے ادا کرتے ہوئے۔۔۔۔

مصعب تو حیران ہی رہ گئے۔۔۔ کہاں وہ ایک چھوٹی سی ضد کے پورا ناہونے پر باپ سے ناراض ہو جانے۔۔۔ رات بھر بھوکے رہنے والی وہ لڑکی جب تک اُسکی ضد پوری ناہو جائے تب تک وہ ہار نہیں مانتی تھی اب کتنی آرام سے اپنے خوابوں سے ایسے آنکھیں پھیرے اُن سے اقرار کر رہی تھی کہ اس نکاح میں اُسکی رضامندی شامل ہے جسکے بدلے اُسے اپنے خوابوں کو بھی دفن کرنا پڑے تو اُسے منظور ہے۔۔۔۔

کسوہ تم جانتی بھی ہو کیا کہہ رہی ہو؟؟ یہ صرف نکاح کی بات نہیں ہے اس کے بدلے اماں سرکار تمہارے خوابوں کو تمہارے دل و دماغ سے نکال باہر پھینکے گئیں۔۔۔ پھر تم ہمیشہ کے لیے صمیان کی بیوی اور اس خاندان کی بہو ہونے کی حیثیت سے قیدی بنا کر اُسکے گھر میں قید کر دی جاؤ گی اور پھر تمہیں صرف اُسکا انتظار کرنا ہو گا۔۔۔ مصعب فکر مندی سے اُسے ایک ایک بات کھل کر سمجھاتے ہوئے بولے۔۔۔

نہیں بابابی سردار اب ایسی بھی نہیں ہیں کہ اُنہیں میرے مزید آگے پڑھنے پر کوئی اعتراض ہو گا۔۔۔ پھر آپ ہیں تا یا سردار ہیں آپ تب بھی میرا ساتھ ایسے ہی دے

دینا جیسے پہلے دیتے آئے۔۔۔ پھر سہمی بھی تو ہو گا نامیرے ساتھ۔۔۔ یہ کہتے کسوہ  
معصومیت سے بولتی نظریں جھکا گئی۔۔۔

مصعب سمجھ گئے۔۔ کہ بات اُسکے خوابوں اُسکی ضد اُسکے جنون سے کئی اوپر کی ہے  
جس میں انسان کی عقل و شعور کسی کام کے نہیں رہتے۔۔ جس میں انسان صرف  
وہی کرتا ہے جو اُسکا دل کہتا ہے۔۔ وہ آہستہ سے اٹھے اور پیار سے اُسکے سر پر ہاتھ  
رکھتے وہاں سے چلے گئے۔۔۔

کسوہ نے پُر سکون ہوتے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

مصعب ساری رات سوچتے رہے اور اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کیا یہاں تک کہ  
اپنی شریک حیات سے بھی نہیں۔۔۔ اور پھر دوسری طرف جہاں ولد ار سوچ  
رہے تھے کہ وہ مصعب سے صبح ہونے پر اس بات کا ذکر کر کے اُنہیں فلحال اس  
نکاح سے روک دیں گے۔۔۔۔

لیکن رات کے ان لمحوں کے گزرنے میں کسے معلوم تھا کہ کل کیا ہونے والا  
ہے۔۔۔ نئی صبح کی کرنوں کے ساتھ سچائی تو تب سامنے آئی جب مصعب نے سب  
کے سامنے نکاح پر حامی بھر کر اجازت دیتے فیصلہ سنایا۔۔۔۔

سارہ کے ہاتھ میں گرم چائے کا کپ تھا جو مصعب کے بے دھڑک فیصلہ سنا دینے پر  
ہلکا سا جھلک کر چائے نیچے گرا گیا۔۔۔ لیکن وہ پرواہ کیے بنا منہ کھولے کانپتے ہاتھوں

اور پھٹی آنکھوں سے ایک ٹک شوہر کو دیکھ رہیں تھیں۔۔۔ اُنہیں یقین نہیں آرہا تھا جو کچھ انہوں نے ابھی مصعب کے منہ سے سنا۔۔۔۔

ولد ار بھی حیرت لیے مصعب کو دیکھ رہے تھے جو اُنسے مشورہ کیے بنا اتنی اچانک اپنا فیصلہ یوں سب کے بیچ سنا گئے تھے اور سمیان وہ تو صدمے سے دوچار ایسے مصعب کو دیکھ رہا تھا جیسے اُنہوں نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔۔۔۔ اُس سے اگلی سانس بھی نہیں لی جا رہی تھی۔۔۔۔

لیکن سکینہ سردار تو جیسے خوشی سے نہال ہو گئیں مصعب کے فیصلے سے۔۔۔۔ آج لگ رہا ہے کہ کوئی سردار فیصلہ سنارہا ہے اور اس فیصلے سے میرا دل خوشی سے سرشار ہو گیا مصعب۔۔۔۔ بہت اچھا فیصلہ کیا ہے تم نے اب دیکھو سارہ کی زچگی کے دن بھی نزدیک آرہے ہیں اس سے پہلے ہی تم اپنی دو بیٹیوں کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤ گے۔۔۔ اور دیکھنا اس بار اللہ ضرور تمہیں بیٹے کی نعمت سے

نوازے گا انشاء اللہ۔۔۔ سکینہ سردار ہشاش بشاش چہرہ لیے سب پر ایک نظر ڈالتیں آخر میں یزدان کو فخر سے دیکھنے لگیں جس پر اُس نے اُنہیں داد دیتی نظروں سے مسکرا کر دیکھا۔۔۔۔ کتنی ایری چوٹی کا زور لگایا تھا اُن دونوں نے کسودہ کو آگے پڑھنے نادینے سے لیکن کامیاب نہ ہو سکے تھے کیوں کہ مصعب اور ولد ار ڈھال کی طرح



اُسکے ساتھ کھڑے رہے تھے۔۔۔ لیکن اب مچھلی خود ہی آرام سے اُنکے جال میں  
آ پھنسی تھی۔۔۔ جس پر وہ بے حد خوش تھیں۔۔۔۔

دونوں کا نکاح ایک ہی دن مقررہ وقت پر ہو گا۔۔۔ فاطمہ کی رخصتی ہو گی۔۔۔ جبکہ  
کسوہ اور صمیان کا فل وقت صرف نکاح ہو گا اور رخصتی اُسکے واپس آنے کے بعد  
تب تک کسوہ آرام سے گھر بیٹھے صمیان کے واپس آنے کا انتظار کرنے کے ساتھ  
اپنی تعلیم جاری بھی رکھے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔ سکینہ سردار بڑی آرام  
سے سارے معاملے کو سیٹ کرتے فیصلہ سناتیں بولیں۔۔۔ اُنہیں کسوہ کے پڑھنے  
سے مسئلہ نہیں تھا اُنہیں مسئلہ تھا کسوہ کا لغاری کے مردوں کے مد مقابل آ کر دنیا  
کے سامنے اپنی پہچان ظاہر کرنے کا۔۔۔ وہ ڈرتیں تھیں کسوہ کے لازوال عروج  
سے جس سے اُنکے نام اُنکی حکمرانی پر گرہن لگتا۔۔۔

سارا ڈر ہی اس بات کا تھا کہ اگر اُسے سہی وقت پر نارو کا گیا تو پھر لغاری کی چلی آرہی  
مردوں کی شان و شوکت رتبہ مقام اہمیت اُنکی مضبوطی اُنکا نام سب کسوہ ملیا میٹ کر  
کے رکھ دے گی۔۔۔۔

سکینہ سردار کے اس فیصلے سے سارہ غصے سے اپنی جگہ سے اٹھیں اور وہاں سے چلی  
گئیں۔۔۔۔ ہر کسی نے اپنی جگہ اس بات کو اچھے سے نوٹس کیا۔۔۔ لیکن خاموشی  
کی چادر اوڑھے رہے۔۔۔

پورے گاؤں میں خبر پھیلا دو میرے بچوں کا نکاح ہو رہا ہے کسی چیز میں کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے خوب دھوم دھام سے ہم تمام رسومات کے ساتھ اس فرض کو ادا کریں گے۔۔۔ سکینہ سردار کے نئے حکم سے سب نے چپ چاپ سر جھکا لیا۔۔۔ کسوہ کے معصوم چہرے پر گلاب جیسی لالی چھائی تھی تبھی صمیان غصے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور گھور کر سب کو دیکھتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔ اُس کے اس انداز سے کسوہ کا ننھا سادل سکڑ گیا اور چہرہ مر جھا گیا۔۔۔ اُس کا شک اب یقین میں بدل گیا کہ سچ مچ اب وہ اُسے پسند نہیں کرتا۔۔۔ وہ یہ نکاح اُسکے ساتھ زبردستی مجبوری کے تحت کر رہا ہے۔۔۔۔۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ صمیان یہ سب کچھ اُسی کی خاطر کر رہا ہے۔۔۔ اتنی تکلیف اور ذہنی افیت وہ اُسی کی وجہ سے سہہ رہا ہے کہ اُسکے خواب نا ٹوٹے۔۔۔۔۔ اب بھی وہ افیت میں مبتلا اپنے کمرے میں آتا بال نوچے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اُسکی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیسے وہ کسوہ کو بچائے۔۔۔

مصعب آہستہ سے کمرے میں آئے تو دیکھا سارہ پورے کمرے کا حشر بگاڑے اُنسے خفا بیٹھیں تھیں۔۔۔ وہاں تھیں اور اسی نا طے وہ مصعب سے اکیلے باپ ہونے کی حیثیت سے لیے جانے والے فیصلے پر خفا تھیں کہ اُنسے پوچھنا دور اُنہوں نے بتانا تک گوارہ نہ کیا۔۔۔

مصعب نے خاموش نگاہ اُن پر ڈالی اور آہستہ سے جیسی باہر آئے وہیں ولد ار نے اُنہیں گھیر لیا۔۔۔

تم اتنے بڑے کب سے ہو گئے کہ اکیلے بچوں کے فیصلے لینے لگے مجھ سے ایک بار بات کرنا تک گوارہ نہ کیا۔۔۔ ولد ار ناراض لہجے میں منہ پھیرے بولے۔۔۔  
کسوہ کی خوشی اسی میں ہے برات وہ صمیان سے نکاح کے لیے خوشی خوشی اپنے خوابوں کی بلی دینے کو بھی تیار ہے تو میں پھر کیا کر سکتا ہوں۔۔۔ مجھے تو اپنی اولاد اور پھر اُسکی خوشی ہی عزیز ہو گی نا۔۔۔ مصعب ہارے لہجے میں سچائی بیان کرتے بولے۔۔۔

ولد ار تو یہ سن کر دنگ ہی رہ گئے۔۔۔ وہیں سارہ بھی دروازے کے قریب آتیں یہ سن کر ہکی بکی رہ گئیں۔۔۔

برات میں جانتا ہوں آپ بھی وہی سوچ رہے ہیں جیسا کل تک میں سارہ اور صمیان سوچتے آرہے تھے لیکن سچ یہ ہے کسوہ یہ نہیں چاہتی وہ صمیان کو پسند کرتی ہے۔۔۔ یا پھر شاید اُس سے بھی زیادہ اور وہ صمیان سے نکاح کی اجازت دے چکی ہے۔۔۔۔۔ اور اس سے پہلے اماں سرکار خود اُسکی رضامندی پوچھتیں میں نے فیصلہ سنانا بہتر سمجھا۔۔۔۔۔ یہ کہتے مصعب سر کے اشارے سے اجازت چاہتے وہاں سے چلے گئے اور ولد ار کو گہری سوچ میں ڈوبا چھوڑ گئے۔۔۔۔۔

دروازے کے دوسری طرف کھڑی سارہ حقیقت جان کر اب رورہیں  
تھیں۔۔۔ اُنہوں نے اپنے شوہر کو سمجھنے میں بہت بڑی غلطی کر دی تھی۔۔۔  
ولد ار مصعب سے بات کرنے کے بعد سیدھا اب صمیان کے پاس آئے تھے جو  
پریشان حال سا بیٹھا تھا۔۔۔

صمیان مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ مصعب اس طرح اچانک سب کے بیچ جا کر اپنا  
فیصلہ اتنی آرام سے سنا دے گا بنا ہمیں کوئی اشارہ دیئے وہ اکیلے ہی فیصلہ کر لے  
گا۔۔۔۔۔

یہ فیصلہ اُنکا نہیں ہے بابا۔۔۔ صمیان نے سراٹھا کر آہستہ آواز میں کہا ولد ار چپ  
ہوتے اُسکی شکل دیکھنے لگے۔۔۔

میں سمجھ گیا ہوں وہ یہ کس کی خواہش پر عمل کر رہے ہیں۔۔۔ اس میں اُنکا کوئی  
قصور نہیں۔۔۔ لیکن قصور تو کسوہ کا بھی نہیں۔۔۔ لیکن اب کچھ نہیں ہو  
سکتا۔۔۔ دادی سرکار نے فیصلہ سنا دیا ہے۔۔۔ جس پر حکم ضرور ہوگا۔۔۔ لیکن میں  
بھی خاموش بیٹھ کر کسوہ کے ساتھ کچھ غلط ہوتا نہیں دیکھوں گا میں اسٹینڈ  
لوں گا۔۔۔ چاہے اس کے لیے مجھے سب کی نظروں میں بُرا کیوں نا بننا پڑے۔۔۔ میں  
اُسکے شوہر ہونے کی حیثیت سے اُسکا پورا ساتھ دوں گا بھلے سے سب میرے خلاف  
ہو جائیں۔۔۔ سمیاں کھڑا ہوتا سراونچا کرے اب مضبوط لہجے میں بولا۔۔۔

کیا مطلب تم کیا کرو گے صمیان جبکہ تم اگلے ہفتے اپنی ٹریننگ کے لئے نکلنے والے ہو؟؟؟ ولد ار بے یقینی سے کھڑے ہوتے اُسے دیکھتے بولے۔۔۔

میں وہ کروں گا بابا جس کا علم کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا۔۔ دادی سرکار نے بہت چالاکی سے کسوہ کو اپنی مٹھی میں دبوچنے کا جو کھیل کھیلا ہے میں وہ کھیل ہی اُلٹ دوں گا۔۔۔ میں بھی دیکھتا ہوں کون کسوہ کے خوابوں کو پورا نا ہونے سے روک پاتا ہے۔۔۔ ایک آئی برو کی اٹھان سے وہ پلٹ کر باپ کو دیکھتا مسکرا کر بولا۔۔۔

مصعب کو اُسکی مسکراہٹ ایول جیسی لگی۔۔۔ تم کیا کرنے والے ہو صمیان بتاؤ مجھے؟؟؟ ولد ار پریشانی سے اُسے کاندھوں سے تھامتے بولے۔۔۔ نکاح تو ہوگا۔۔۔ لیکن رخصتی صرف فاطمہ کی نہیں ہوگی۔۔۔ میں کسوہ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا شہر۔۔۔ صمیان جیسے ولد ار پر بم پھوڑتا ہوا بولا۔۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہو؟؟؟ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔ مصعب کبھی راضی نہیں ہوگا۔۔۔ کوئی بھی راضی نہیں ہوگا۔۔۔ اور پھر کسوہ۔۔۔ ولد ار ہکا بکا سے بولتے بولتے چپ اُسے پریشانی سے دیکھنے لگے۔۔۔

مجھے اب فرق نہیں پڑتا۔۔۔ کسی کے راضی ہونے یا نہ ہونے سے۔۔۔ بہت شوق ہے مناسب کو کسوہ اور میرا نکاح کر دینے کا۔۔۔ خاص کر اُن محترمہ کسوہ کو جو ہر

معاملے میں ویسے تو بڑی ذہانت کا مظاہرہ کرتی ہیں لیکن اب بیوقوفی کے سارے ریکارڈ توڑتے نکاح نکاح کی دھن بجا رہی ہیں سب کو میں بتاؤنگا جب نکاح ہو گا۔۔ میں بھی دیکھتا ہوں کون مجھے یہاں سے کسوا کو اپنے ساتھ لے جانے نہیں دیتا۔۔ میں یہاں اُسے دادی سرکار کے رحم و کرم پر ہر گز چھوڑ کر نہیں جانے والا۔۔۔ اُسکے سارے خواب پورے ہونگے۔۔ میں اُسکے خوابوں کو حقیقت بناؤ گا۔۔ آپ دیکھنا وہ وقت بہت جلد آئے گا جب اُسکی بھی ایک پہچان ہوگی نام ہوگا۔۔ صمیان مضبوط عزائم سے کہتا مسکرا رہا تھا۔۔ اور ولد ار آنکھیں چوڑی کرے حیرت سے اُسے دیکھ اور سن رہے تھے۔۔۔

لیکن بابا آپ نے اس بات کو مصعب چاچو تک نہیں پہنچنے دینا۔۔ یہ صرف آپ کے اور میرے بیچ رہے گی بات۔۔ بس مجھے آپ کا ساتھ چاہیے۔۔۔ پلٹ کر باپ کا ہاتھ تھامتا وہ وارن کرتا بولا۔۔۔

مصعب گہرا سانس لیتے کچھ دیر سوچتے رہے پھر اُسکا کاندھا تھپتھپاتے اُسکے ساتھ ہونے کا اشارہ دیتے چلے گئے۔۔۔

وقت تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔۔ تیاریاں عروج پر چل رہی تھیں۔۔ ہر کوئی اپنی جگہ پریشانیوں اور سوچوں میں گم ہونے کے ساتھ ذمہ داریوں کو بھی بخوبی سر انجام دے رہا تھا۔۔۔ سارا کئی بار کوشش کر چکی تھیں کسوا کو سمجھانے اور پیچھے



ہٹ جانے کے لیے لیکن وہ مسکرا کر سب ٹھیک ہو جائے گا انہیں دلا سہ دیتی چپ  
کروا جاتی۔۔۔

جبکہ کسوہ کا خود کا دل بار بار اُسے خاموشی سے یہی کہتا کہ صمیان خوش نہیں۔۔۔ وہ  
اُسکی پسند نہیں۔۔۔ وہ یہ نکاح کرنا نہیں چاہتا۔۔۔ جس پر وہ سوچ سوچ کر خود  
اپنے دل سے لڑتی کہ ایسا اگر ہوتا تو وہ کیوں چپ ہے۔۔۔ انکار کیوں نہیں کرتا  
۔۔۔ کیوں اس فیصلے پر عمل پیرا ہے؟؟ اور اسی دل اور دماغ کی جنگ پر کسوہ پاگل  
ہوتی سر تھام لیتی کہ اب کچھ ہو بھی نہیں سکتا۔۔۔

دادی سرکار کسی طور اب اُسے یا صمیان کو پیچھے ہٹنے نہیں دینے والیں۔۔۔ اور پھر وہ  
بھی تو اُسکی خاموش محبت ہے۔۔۔ بھلے سے وہ صمیان کی خواہش نہیں لیکن اُسکا  
دل جس میں صمیان کی محبت بہت پہلے سے پل رہی تھی وہ کیسے اُس سے دست  
بردار ہو جاتی۔۔۔ اُسے صرف صمیان کا ساتھ اُسکا نام چاہیے تھا اُسے ذرا پرواہ  
نہیں تھی کہ صمیان کا دل کیا چاہتا ہے۔۔۔ اُسکا دل اس معاملے میں خود غرض  
اور ضدی ثابت ہوا تھا۔۔۔ وہ بہت خوش تھی بس یہی اُسکے لیے اہم تھا۔۔۔



یہ لویہ سب قیمتی اور خاندانی گہنے ہیں میں نے اپنے پوتوں کی بیویوں کے لئے  
سمبھال کر رکھے تھے۔۔۔ اب اُنکا پرسوں نکاح ہے تو میں چاہتی ہوں یہ زیور نکاح

کے وقت دلہنیں پہنیں۔۔۔ سکینہ سردار سارہ کو اپنے روم میں بلا کر حکم دیتی بول رہیں تھی۔۔۔ جس پر سارہ خاموشی سے سر جھکاتیں وہ سارا زیور اٹھائے باہر آئیں۔۔۔

اونچی سیڑھیوں سے سہج سہج کر قدم اٹھاتیں وہ نیچے اتر کر آرہیں تھیں۔۔۔ اماں سرکار وہیں روکیں آپ اتنا سامان اٹھا کر کیوں لارہیں ہیں ملازم کہاں ہیں؟؟؟ کسوہ دور سے ماں کو اس حالت میں اتنا کچھ اٹھا کر اوپر سے نیچے لاتا دیکھ کر چیختی ہوئی بولی۔۔۔ اور وہیں سے دوڑ کر انکی طرف آنے لگی۔۔۔

سارہ اُسکی بات سن کر مسکرائیں۔۔۔ ارے یہ کوئی اتنا بھاری تھوڑی ہے۔۔۔۔۔ یہ کہتیں وہ ابھی ایک اسٹیپ نیچے اتریں ہی تھیں کہ اُنکا پاؤں موڑا اور وہ خود کو سمجھا لیا۔۔۔۔۔

کسوہ جو اُنہیں کی طرف بڑھ کر آرہی تھی اب وہ پتھر کی مورت بنی اپنی ماں کو لہراتے بھاری وجود کے ساتھ کسی بال کی طرح دھڑ دھڑ سیڑھیوں سے گرتے نیچے آتا دیکھ کر آرہی تھی۔۔۔

اُسکا جسم برف کی طرح سرد اور زبان کنگ سی ہو گئی۔ سارا زیور یہاں وہاں بکھر گیا۔۔۔ وہ بھاگ کر ماں کے پاس آتیں اُنہیں اٹھانے لگی جو زمین پر گری بیہوش پڑیں تھیں۔۔۔ اس کے ساتھ بہت سا خون جو ہر طرف تیزی سے پھیل رہا

تھا۔۔۔ کسوہ کو کچھ سمجھ نا آیا۔۔۔ اُسکے ہاتھ خون سے بھرے تھے جنہیں وہ خوف سے کچھ پل دیکھتی رہی پھر اُسکی چیخیں پوری حویلی کی در و دیوار ہلا گئیں۔۔۔ اُسکی دل دہلا دینے والی آوازوں کو سن کر سب بھاگ کر وہاں آئے تو جیسے قیامت سی اُن پر گزر گئی۔۔۔ مصعب نے وقت ضائع کیے بنا سارہ کو اٹھایا اور باہر کی طرف بھاگے۔۔۔

ہسپتال کی بیچ پر بیٹھی ہاتھ اور کپڑوں پر لگے خون کو ایک ساتھ ٹکٹکی باندھے گھور کر دیکھتی کسوہ اس وقت کسی بھی طرح سے عام انسان کو ٹھیک دکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔۔۔

فاطمہ اور زہرہ دونوں اُسکے ساتھ لگیں روئے جا رہی تھیں جبکہ کسوہ کی آنکھیں سوکھی نیچے جھکی ایک ٹک ہاتھوں کو گھور رہی تھی جس پر اُسکی ماں کا خون لگا تھا۔۔۔ مصعب دیوار سے لگے صدمے کی کیفیت لئے صرف یہی دعاء گو تھے کہ اُنکی سارہ ٹھیک ہو جائے۔۔۔ ولدار مصعب کے قریب آتے اُنکی بکھری حالت کو دکھ سے دیکھنے لگے۔۔۔۔

میمونہ بھی دکھی دل سے کبھی بچیوں کو سمجھالتیں تو کبھی کُرسی پر بیٹھیں سکینہ سردار کو جو چُپ چاپ آنسو بہاتیں غم زدہ تھیں۔۔۔۔

2 گھنٹے بعد ایک دم سے ڈاکٹر دروازہ کھولتی دکھی چہرہ لیے باہر آئی۔۔۔ مصعب تیزی سے سیدھا ہوتے ڈاکٹر کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔۔۔ سکینہ سردار بھی پریشان نظروں سے ڈاکٹر کو دیکھنے لگی۔۔۔

مصعب صاحب مجھے بہت دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم ماں اور بچے دونوں کو نہیں بچا سکے۔۔۔ آپ نے پیشینہ کو لانے میں بہت دیر کر دی بچہ تو موقع پر ہی مر چکا تھا۔۔۔

جبکہ خون زیادہ بہنے کی وجہ سے پیشینہ کی جان بچنے کے چانس بھی زیر و پر سنٹ تھے۔۔۔۔۔ یہ پہلے سے ہی کافی مشکل سرجری تھی جس میں ماں یا پھر بچے کو بچایا جاسکتا تھا۔۔۔۔۔ لیکن افسوس حادثہ ہونے کی صورت ہم دونوں کو ہی نہیں بچا سکے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر ماسک منہ سے ہٹاتی دکھ سے کہتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔ لیکن اپنے پیچھے سب پر ایک قیامت ڈھا گئی۔۔۔

مصعب کو لگا جیسے کسی نے اُنہیں دہکتے شعلوں میں جھونک دیا جس سے اُنکا جسم بھر بھر جل کر خاکستر ہونے لگا۔۔۔ وہ دھڑام سے زمین پر گر جاتے جو اُنہیں بروقت ولد ار اور یزدان تھام نالیتے۔۔۔۔

سکینہ سردار اور میمونہ اب منہ پر کپڑا رکھے تیز تیز رونے لگیں۔۔۔ فاطمہ اور زہرہ باپ سے لپٹی تڑپ رہیں تھیں۔۔۔ لیکن کسوہ وہ تو پھٹی آنکھوں سے بس اُس دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں اُسکی ماں کا بے جاں جسم رکھا تھا۔۔۔ وہ تیزی سے اٹھی اور غائب دماغی سے بھاگتی دروازے کے اندر جانے لگی جب اُسے مصعب نے بے اختیار اٹھ کر اپنے سینے میں جکڑ لیا۔۔۔

بابا مجھے چھوڑیں مجھے اماں کے پاس جانا ہے۔۔۔ وہ زندہ ہیں اُنہیں کچھ نہیں ہوا۔۔۔ وہ ہمیں ایسے چھوڑ کر نہیں جاسکتیں۔۔۔ چھوڑیں مجھے بابا۔۔۔ طاقت سے خود کو چھوڑواتی وہ حلق کے بل چیخ رہی تھی جھنجھوڑ رہی تھی خود کو۔۔۔ مصعب اب اُسے خود سے لگائے اپنا ضبط توڑ گئے اور رونے لگے۔۔۔ کسوہ نے جب اُنہیں روتے دیکھا تو ٹھہر گئی اور پھر لہرا کر اُنکے بازوؤں میں بے ہوش ہو گئی۔۔۔



پیروں کو موڑے سر پیچھے بیڈ سے لگائے اُس نے خالی نظروں سے زہرہ کو دیکھا جو ماں کے نادکھنے پر رورو کے ابھی سوئی تھی۔۔۔ اُسے صبر نہیں آ رہا تھا کہ اُسکی ماں اب اس دنیا میں نہیں رہی۔۔۔ وہ ماں جو ہر مشکل وقت میں اپنی بچیوں کی ڈھال بن جایا کرتی تھی۔۔۔ وہ ماں جس کے لیے سب سے اہم اُسکی بیٹیاں تھیں جن کے

حق کے لیے وہ اپنے شوہر کے سامنے بھی ڈٹ جایا کرتی۔۔۔ جن کے بیمار ہو جانے پر وہ ساری ساری رات جاگ کر اُنکی فکر میں گھلتی۔۔۔ وہ ماں جس کی بیٹیوں کو اگر کوئی کچھ کہہ دے تو وہ سارا دن بھوک پیاسی رہ کر احتجاج کرتی۔۔۔۔۔ وہ ماں جس نے اپنی بیٹیوں کو مضبوط مقام دینے کے لئے اپنی زندگی کی پرواہ کئے بنا دوبارہ زچگی کے مشکل مراحل سے گزر کر بیٹا دینا چاہا۔۔۔ لیکن کسے معلوم تھا اب وہ ماں اپنی جان سے پیاری بیٹیوں کو یوں تنہا چھوڑ کر منومٹی تلے جاسوئے گی۔۔۔۔۔ شادی والا گھر ماتم میں بدل جائے گا۔۔۔ دلہن یوں اُجڑ جائے گی۔۔۔ سب بکھر جائے گا کسے پتہ تھا۔۔۔۔۔

کسوہ میری جان۔۔۔ فاطمہ آہستہ سے اُسکے قریب آ کر بیٹھتی پیار سے اُسکے چہرے کے بال پیچھے کرتی بولی۔۔۔۔۔ آخر کب تب یوں خود کو اذیت دیتی رہو گی۔۔۔ کیا بابا کا خیال نہیں آتا وہ پہلے ہی کتنی تکلیف اور دکھ سے گزر رہے ہیں اوپر سے تم نے اُنہیں مزید تکلیف دی ہے یوں کھانا پینا بند کر کے۔۔۔۔۔ آخر کب تک سوگ مناؤ گی۔۔۔ اس طرح تو اللہ بھی ناراض ہوتا ہے۔۔۔ مجھے دیکھو وہ میری بھی ماں تھی لیکن بابا زہرہ تمہارے لیے میں نے خود کو مضبوط کیا۔۔۔ کیا مجھے دکھ نہیں۔۔۔ فاطمہ گہرے سانس لیتی کسوہ کو دیکھتی ضبط سے بولی تبھی کسوہ زور سے اُسکے سینے لگتی رو دی۔۔۔



اماں چلی گئیں فاطمہ۔۔ ہائے میری پیاری ماں مجھے چھوڑ گئی۔۔ اب میری ضد  
کون پوری کرے گا۔۔ کون مجھے پیار سے منائے گا۔۔ کون مجھے سمجھائے  
گا۔۔۔ جب میں بھوکی رہوں گی تو کون مجھے اپنے ہاتھ سے کھلائے گا۔۔ میری  
کامیابی کی میری سلامتی کی دعا کون کیا کرے گا۔۔ وہ ہچکیاں لیتی تڑپ تڑپ کر  
رورہی تھی۔۔ اُسکی باتیں فاطمہ کا دل ٹکڑے ٹکڑے کر گئی۔۔ 3 دن سے اوپر  
ہو گئے تھے سارہ کو جا کے لیکن اُنہیں کسی طور صبر نہیں آ رہا تھا۔۔ آنکھیں رورو  
کر خشک ہو چکی تھیں لیکن دل سے خون اب بھی رستا تھا۔۔۔



وہ ہاتھ میں کاغذ لیے گم سم اپنے کمرے میں بیٹھا تھا جب ولد ار کے اچانک وہاں  
آنے پر بوکھلاتا وہ کاغذ پیچھے چھپاتا کھڑا ہوا۔۔۔  
سمیان مجھ سے کیا چھپا رہے ہو؟؟؟ ولد ار اُسکی چوری پکڑ چکے تھے تبھی سختی سے  
سوال کرتے بولے۔۔۔

ک۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔ اُس نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔۔  
ولد ار سیدھا آگے بڑھے اور اُسکے پیچھے کیے ہاتھ سے وہ کاغذ جھپٹ لیا۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ تو آرمی کی طرف سے جوائننگ لیٹر ہے۔۔۔ جس میں لکھا ہے تم  
سلیکٹ کئے جا چکے ہو اور تمہیں 3 دن بعد وہاں پہنچنا ہے۔۔۔ ولد ارہکا بکا سے  
لیٹر پڑھتے اُسے بول رہے تھے۔۔۔

صمیان منہ لٹکائے معصومیت لیے باپ کو دیکھ رہا تھا۔ کہ اب کیا کر سکتے  
ہیں؟؟؟

دیکھو صمیان تمہارا جانا بہت ضروری ہے نکاح ہونا تو اب ممکن ہی نہیں رہا۔۔۔ اور  
پھر یہ خوش نصیبی بار بار لوٹ کر نہیں آتی تمہیں جانا چاہیے۔۔۔ ہم سب ہیں یہاں  
فکر مت کرو۔۔۔ ولد ار اُسکا کاندھا تھپتھپاتے بولے۔۔۔

میں اگر گیا تو کسوہ مجھ سے بدگمان ہو جائے گی۔۔۔ اُسے یہی لگے گا کہ میں پہلے سے  
اس نکاح کے لیے راضی نہیں تھا۔۔۔ میری خوشی بالکل شامل نہیں تھی۔۔۔  
تو کیا تم نہیں چاہتے تھے کہ یہ نکاح فلوقت نا ہو؟؟؟ کسوہ کے خواب سچ ہوں؟؟ وہ  
آگے بڑھے مضبوط بنے وہ سب سچ کر دکھائے جو مصعب اور سارہ کو اُس سے اُمید  
تھی!؟؟ بولو۔۔۔ تم یہی چاہتے تھے نا۔۔۔ پھر اسی میں اُسکی بھلائی ہے کہ تم  
موقعے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے چلے جاؤ۔۔۔ ورنہ مجھے ڈر ہے اماں سرکار زیادہ  
انتظار نہیں کریں گی۔۔۔ ولد ار پیچھے ہاتھ باندھتے گہرا سانس لیتے بولے۔۔۔  
صمیان اب کھلی آنکھوں سے یک ٹک باپ کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔

کسوہ تمہاری منگ ہے اور رہے گی۔۔۔ اُسکا غم ابھی بہت بڑا ہے۔۔۔ اس وقت اُس سے اس مسئلے پر بات کرنا بالکل ٹھیک نہیں ہوگا۔۔۔ جب سہی وقت آئے گا ہم اُسے تمام مصلحات سے آگاہ کر دیں گے۔۔۔ لیکن اس وقت یہ بات لیک ناہو تو بہتر ہے کہ تم آرمی جوائن کر رہے ہو۔۔۔ میں مصعب سے بھی بات کر کے اُسے آگاہ کر دوں گا۔۔۔ تم بس تیاری رکھو۔۔۔ یہ کہتے ولد ار چلے گئے۔۔۔ سمیان بھی ساری رات سوچتا رہا اور پھر صبح کی نئی کرنوں کے ساتھ اُس نے سہی فیصلے کا انتخاب کیا۔۔۔

ٹھیک 3 دن بعد رات کے قریب 10 بجے وہ آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر آیا تھا جہاں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔ بنا کوئی چاب کی آواز پیدا کیے وہ چل کر بڑے سے بیڈ کے قریب آیا جہاں کوئی گہری نیند میں بھی معصوم چہرے پر دکھ و تکلیف کے اثرات لیے بے چین دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

سمیان نے نم آنکھوں سے بنا پلکوں کو جھپکے وقت کو گئے اُسے یوں ہی سانس روکے دیکھتا رہا۔۔۔ وہ آج بھی اُسکی تکلیف اُسکی آنکھوں کی نمی اُسکے دکھ کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں کرتا جو آج اُسے آخری بار الوداع نا کرنا ہوتا۔۔۔

کسوہ کو نیند میں اک پیچینی اک گھبراہٹ سی ہوئی۔۔۔ وہ مچل کر ہولتے دل سے کروٹ بدل کر رخ موڑ کر لیٹ گئی۔۔۔ صمیان جو نم آنکھوں سے اُسکا پیارا

معصوم سا چہرہ آنکھوں میں سموئے دل کی دراڑوں کو بھر رہا تھا اُسکے بے چین ہونے پر آہستہ سے اٹے قدموں واپس پیچھے ہوا اور پھر آخری بار دروازے کو بند کرنے سے پہلے اُسکے وجود پر الوداعی نگاہ ڈالتے ہتھیلی سے آنکھوں کو رگڑ کر آنسو پہنچے اور وہاں سے تیزی سے نکل گیا۔۔۔

سب سے ملنے کے بعد وہ باہر آیا جہاں اُسکی گاڑی تیار کھڑی تھی۔۔۔ معصوبہ ولد ار اور یزدان اُسے چھوڑنے حویلی کے باہر گاڑی تک آئے تھے۔۔۔۔۔ یزدان آگے بڑھ کر اُسکے لیے گاڑی کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔

میں تو کہتا ہوں بابا مجھے سمیان کے ساتھ جانے دیں رات پہلے ہی بہت ہو چکی ہے۔۔۔ پھر یہ باہر جا کر ہمیں بھول ہی جائے گا اس بہانے میں اُس کے ساتھ کچھ اور وقت تو گزر لوں گا۔۔۔ یزدان ہنس کر پیار سے سمیان کو دیکھتا بولا جس کا چہرہ ایسا ظاہر کر رہا تھا جیسے وہ بہت رویا ہو۔۔۔۔

نہیں سمیان کو اب اکیلے ہی زندگی کے کئی سفر کاٹنے ہیں۔۔۔ اُسے تنگ نا کرو۔۔۔ ولد ار بھی ہمت کرتے بولے جب کہ اُسکی دوری پر وہ خود بھی اندر سے غم زدہ تھے۔۔

سمیان بے اختیار آگے بڑھا اور باپ کے سینے سے جا لگا۔۔۔ مجھ سے وعدہ کریں بابا آپ کس کو پورا سپورٹ کریں گے۔۔۔ اُسے کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچنے نہیں

دینگے۔۔ اُسکے سارے خواب اب آپ پورا کریں گے۔۔ اُسکی حفاظت کریں گے۔۔ میں اُسے آپکے پاس امانت کے طور پر چھوڑ کر جا رہا ہوں وعدہ کریں بابا آپ کریں گے۔۔ وہ اُن کے گرد مضبوط حصار باندھے بچوں کی سی ادا سے روتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔۔

وَلَد ار کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔۔ اور اُنہوں نے سراقرا ر میں ہلاتے اُس سے وعدہ لے لیا۔۔۔

پھر وہ مصعب کی طرف بڑھا اور اُنکے سینے سے لگتا بولا۔۔ آپ کسوہ سے کچھ نہیں کہیں گے۔۔ وعدہ کریں۔۔ اگر اُسے معلوم ہوا کہ اُسکی خاطر میں یہاں سے گیا ہوں تو وہ کبھی آگے نہیں بڑھ سکے گی وہ ہمیشہ وہی کھڑی رہے گی جہاں میں اُسے چھوڑ کر جاؤنگا اور میں ایسا نہیں چاہتا۔۔ میں اُسے آگے بڑھتا دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ بھلے سے اُس کے لیے مجھے اُسکی نفرت ہی کیوں نہ سہنی پڑے۔۔ آپ کبھی بھی کچھ بھی نہیں کہیں گے۔۔۔

مصعب تڑپ کر پیچھے ہٹنے لگے تھے جس پر وہ اُنہیں مضبوطی سے تھامے وعدہ کا اقرار مانگنے پر بضد تھا بلا آخر اُنہیں وعدہ کرنا پڑا جس پر وہ خوشی سے الگ ہوتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔



کسوہ تیز چلتی دھڑکنوں۔۔۔ سُن ہوتے وجود۔۔۔ اور پتھرائی آنسوؤں سے بھری  
دکھی آنکھوں سے باپ کو ایک ٹک دیکھ رہی تھی۔۔۔

اتنی بڑی بات سب نے مل کر اُس سے چھپائی 7 سال وہ ایک بے گناہ انسان سے  
نفرت کرتی رہی اُس سے بدگمان رہی۔۔۔ 7 سال تک وہ کسی کی قربانی دیئے  
جانے کے بدلے اُسے بُرا بھلا کہتی رہی۔۔۔ لیکن اُس نے پلٹ کر۔۔۔

اس نے ایک بار بھی پلٹ کر احسان نہیں جتایا۔۔۔ یہ نہیں کہا کہ آج وہ جو کچھ بھی  
ہے اُسی کی وجہ سے ہے۔۔۔ 7 سال دور رہ کر بھی ہمیشہ وہ اُسکے قریب رہا  
ہے۔۔۔ کانپتے وجود کو اٹھانے کے لیے اُس نے بیڈ پر دونوں ہاتھوں کا زور دیتے خود کو  
اٹھانا چاہا۔۔۔ اُسے لگا جیسے اُسکے جسم میں روح ہی ناہو۔۔۔ وہ اچانک

لڑکھرائی۔۔۔

زہرہ جو اُسے دکھ سے دیکھ رہی تھی بھاگ کر اُسکے قریب آنے لگی لیکن کسوہ نے  
وہیں اُسے اشارے سے روک دیا۔۔۔ مصعب منہ موڑے اُس سے شرمندہ  
ہوتے دکھی تھے۔۔۔

خود کو سنبھالتی گالوں پر گرے آنسو ایک ہاتھ سے رگڑتی وہ دھندلائی آنکھوں سے  
روم سے باہر آئی۔۔۔

اُسکی نگاہیں بے بسی سے کسی کو تلاش کرنے لگیں۔۔۔



لیکن وہاں دنیا کی بھیڑ تو تھی لیکن وہ شخص نہیں تھا جسکی کسوہ کی نگاہوں کو اُس وقت شدت کی طلب تھی دیدار کی۔۔۔

بے اختیار بھاگتی وہ ادھر ادھر دیکھتی اُسے ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔ آنسو بار بار آنکھوں سے جھلکتے چہرہ بھگور ہے تھے لیکن وہ کہیں بھی نہیں تھا۔۔۔

رات کے سائے ہر طرف پھیل چکے تھے بلکل اُسکی اندر کی اندھیری دنیا کی طرح۔۔۔ بڑے سے گھنے درخت کے نیچے رکھی خالی بیچ پر جا کر گرنے کے انداز میں بیٹھتی وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے رو دی۔۔۔

یہ میں نے کیا کر دیا۔۔۔ نا آگاہی کی نفرت سے اپنی ہی محبت کو تباہ کر ڈالا۔۔۔ کیا کچھ نہیں کہا۔۔۔ ہر حد پار کی کوئی لحاظ نہیں رکھا۔۔۔ پھر بھی اُس نے ایک لفظ نہیں کہا۔۔۔ منہ پر زور سے ہاتھ رکھے وہ بے تحاشہ رو رہی تھی۔۔۔ اُسے اس وقت خود سے نفرت محسوس ہوئی۔۔۔

اُسے وہ وقت یاد آیا۔۔۔ جب اُسکے جانے کے بعد کسوہ پوری ٹوٹ گئی تھی۔۔۔ وہ چلا گیا۔۔۔ اس کا مطلب وہ سچ میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ نکاح ہو!!! لیکن ایسے کیسے چلا گیا۔۔۔ مجھ سے کچھ کہا کیوں نہیں؟؟ کیا میں اُسکے لیے اتنی نفرت کے قابل تھی کہ مجھ کو الوداع کیے بنا ایک آخری بار دیکھے کچھ کہے بنا وہ رات کے اندھیرے میں چپ چاپ منہ چھپا کر بھاگ گیا؟؟؟

ہم اجنبی تو نہیں رہے تھے کبھی؟؟ پھر اُس نے ایسا سلوک کیوں کیا میرے ساتھ۔۔۔ ماں کے جانے کے بعد وہ پھر اس طرح ماتم کناہ کرتی روئی تھی کہ جیسے اُسکی معصوم پاکیزہ محبت بھی آج بے موت مر گئی ہو۔۔۔۔ اُس دن وہ اس قدر اور اتنا زیادہ روئی تھی کہ اُسکے اندر کی وہ رحم دل معصوم کم سن اور نازک حساس سی کسوہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی تھی۔۔۔ بظاہر وہ اندر سے ٹوٹ کر چور اچورا ہوئی تھی لیکن اوپر سے ایک مضبوط چٹان سی ابھر کر سامنے آئی تھی۔۔۔ اور اُسی دن اُسے اس بات کا پورا یقین ہو گیا تھا کہ دنیا کا کوئی بھی رشتہ مخلص نہیں سوائے اُسکے بابا اور بہنوں کے۔۔۔۔ سب دھوکا ہے جھوٹ ہے فریب ہے۔۔۔۔ مطلبی رشتے ہیں اور اب وہ ان رشتوں کے بیچ ایک منٹ نہیں رہے گی۔۔۔

تب اُس نے پہلی بار سکینہ سردار کے سامنے جا کر اُنکے منہ پر کہا تھا کہ وہ اُنکے لاڈلے پوتے جو ایک دھوکے باز ہے اُس سے ہر رشتہ توڑتی ہے۔۔۔ اور یہ بات وہ بھول ہی جائیں کہ اب وہ اُسکی منگ ہے۔۔۔ اب سے وہ وہی کرے گی جو اُسکا دل کرے گا۔۔۔۔

سکینہ سردار کو تو جیسے آگ ہی لگ گئی اُسکا اتنا بد لحاظ اور بد تمیز ہتک آمیز رویہ دیکھ کر وہ ایک دم اپنے جلال میں اٹھ کر اُسکی طرف آئیں تبھی کسوہ دھڑام سے زمین پر

گری اور منہ پر ہاتھ رکھے زور زور سے رونے لگی۔۔۔ سکینہ سردار تو تڑپ سی  
حیران پریشان کھڑی اُسے دیکھنے لگیں کہ اُنہوں نے تو اُسے ابھی تک ہاتھ بھی  
نہیں لگایا۔۔۔۔

اُسکے تڑپ تڑپ کے رونے پر ہر کوئی بھاگ کر وہاں آیا۔۔۔ مصعب جوا بھی اندر  
داخل ہوئے تھے ولد ار کے ساتھ کسودہ کو نیچے گرا اور اس طرح ہچکیوں سے روتا  
دیکھ کر تڑپ کر بھاگ کر آتے اُسے سینے سے لگائے ماں کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے  
لگے۔۔۔

بابا بیبی سردار نے مجھے تھپڑ مارا۔۔۔ وہ اٹک اٹک کر رونے کے بیچ بولتی کانپ رہی  
تھی۔۔۔ مصعب نے صدمے سے ماں کو دیکھتے کسودہ کو سینے میں بھنچ لیا۔۔۔۔  
اماں آپ ہوش میں تو ہیں؟؟؟ کیا بچیوں پر اس طرح ہاتھ اٹھانا آپکا بڑا پین  
ہے۔۔۔۔ ولد ار حیرت سے سکینہ سردار کے قریب آتے دبی آواز میں  
بولے۔۔۔ اُنہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ اُنکی ماں ایسا بھی کے سکتیں۔۔۔

نہیں۔۔۔ یہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔ میں نے تو اسے ہاتھ بھی نہیں  
لگایا۔۔۔ سکینہ سردار پھٹی آنکھوں سے کسودہ کو دیکھتیں تو کبھی بیٹوں کو دیکھتیں  
صفائی دیتی بولیں۔۔۔

بس اماں سرکار بہت ہو گیا اب میں یہاں ایک پل نہیں رو کو گا میری بیٹیوں سے  
اُنکی ماں ضرور چھینی گئی ہے لیکن ابھی وہ یتیم نہیں ہوئیں اُنکا باپ زندہ ہے آپ  
کے پوتے کی ضد نے میری سارہ کو مجھ سے ہمیشہ کے لیے دور کر دیا لیکن میری  
بیٹیاں میری طاقت ہیں اور میں انکے ساتھ ظلم ہوتا برداشت نہیں کروں  
گا۔۔۔ لہذا میں یہاں سے جا رہا ہوں۔۔۔ مصعب جو ضبط سے چُپ بیٹھے تھے  
اچانک بولے اور ایسا بولے کہ سکینہ سردار پر تو جیسے بجلی گر گئی۔۔۔  
نہیں مصعب یہ جھوٹ بول رہی ہے میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ وہ ایک قدم آگے آتی  
ہڑبڑا کر بولیں تھیں۔۔۔ جب مصعب اٹھے اور کسودہ کو اٹھاتے اُنکی بات سنے بنا اندر  
کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

مصعب کے ساتھ جاتے کسودہ بے اختیار پلٹی اپنی روتی آنکھوں لیکن ہونٹوں پر  
شیطانی مسکراہٹ لیے ایک نظر اُس نے سکینہ سردار کا پھیکا پڑتا چہرہ دیکھا اور سیدھی  
چلی گئی۔۔۔

سکینہ سردار تو جیسے پتھر ہو گئیں۔۔۔ ولداریہ لڑکی مکار ہے۔۔۔ اس نے چال  
چلی ہے۔۔۔ سکینہ سردار اب ولداریہ کو جھنجھوڑے بولیں جو سر جھکائے آنکھیں میچے  
برداشت کر رہے تھے۔۔۔

بس کر دیں اماں اب آپ اُس معصوم پر چال چلنے کا الزام لگا رہیں ہیں۔۔۔ اللہ سے  
ڈریں۔۔۔ یہ کہتے مصعب چیرھ کر اندر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔  
اور ٹھیک تین دن بعد مصعب اپنی بیٹیوں کے ہمراہ حویلی چھوڑ کر شہر  
آگئے۔۔۔ جنہیں ناسکینہ سردار نے روکا نایزدان نے۔۔۔ لیکن میمونہ اور ولد ار  
اشک بار آنکھوں سے آخر تک اُنکے ساتھ رہے تھے۔۔۔



مس کسوہ آپکو ڈاکٹر نے بلایا ہے۔۔۔ نرس اُسے ڈھونڈتے وہاں آتی بولی۔۔۔  
7 سال پہلے گزرے ماضی سے نکلتی کسوہ نے جھٹ سے اپنا منہ اُسکی طرف سے  
گھمایا اور آنسو صاف کرتی سر ہلاتی اٹھی اُسکے پیچھے چل دی۔۔۔  
مس کسوہ آئیں پلیز بیٹھیں۔۔۔ کسوہ جیسی دروازہ نوک کرتی اندر آئی ڈاکٹر زیدی  
جو 40 کے قریب عمر کے دکھائی دیتے تھے مسکرا کر اُس سے بولے۔۔۔  
کسوہ چل کر اُنکے سامنے پڑی چیئر پر بیٹھ گئی۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے نا؟؟؟  
یس ایوری تھنک از فائن۔۔۔ مصعب صاحب تو اب پہلے سے کافی بہتر ہیں۔۔۔ ان  
فیکٹ اگر آپ چاہیں تو انہیں گھر بھی لے جاسکتیں ہیں۔۔۔ 8 گھنٹے کی او بزر ویشن میں  
انہیں رکھنے کے بعد مجھے لگتا ہے اب وہ اتنے بہتر ہیں کہ صبح اگر وہ آفس جانے کی

بھی ضد کریں تو اُنہیں روکیے گامت۔۔۔ ڈاکٹر زیدی مذاق کرتے اُسے پُر سکون کرتے بولے تھے۔۔۔

کسوہ نے ہے اختیار گہرا سانس لیتے اُنہیں تشکر سے دیکھا۔۔۔ اور اٹھ کر جانے لگی تبھی زیدی صاحب پیچھے سے بولے۔۔۔

بہتر یہی ہو گا مس کسوہ اگلی بار اُنہیں کسی قسم کی ٹینشن ناکیوں کہ اس بار ہو سکتا ہے معاملہ اتنا آسان نا ہو۔۔۔ اُنکی آواز میں بہت کچھ سمجھا دینا جیسا تھا۔۔۔

کسوہ بے اختیار مڑی اُنہیں کھلی آنکھوں سے دیکھنے لگی پھر سر کے اشارے سے بات اچھے سے سمجھنے پر وہاں سے چلی گئی۔۔۔



فون کی رنگ کافی دیر بجتی رہی جسے دائم نے جھنجھلا کر دیکھا جہاں ڈی ایس کی کال آرہی تھی۔۔۔ کبھی کبھی اُسے اتنا غصہ آتا کہ دل کرتا فون توڑ دے۔۔۔ اس وقت

وہ آفس جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا اور صبح ہی اس شیطان کا دیدار ہو گیا جس کا مطلب تھا سارا دن اُسکا اب منسوس گزرنے والا ہے ویسے بھی کون سا کچھ اچھا ہو رہا تھا اُسکی زندگی میں۔۔۔

اُسکی محبت اب کسی اور کی ملکیت بن چکی تھی جسے اُسکا دل قبول کرنے کو ہرگز تیار نا تھا۔۔۔



ہیلو۔۔۔ فون اٹھا کر نہایت روکھے انداز میں اُس نے کہا۔۔۔

میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے؟؟؟ ڈی ایس اُسکے انداز کو انگور کرتا بوسی انداز

میں بولا۔۔۔

تھوڑا بڑی تھا۔۔۔ بولو کیا بات ہے۔۔۔ لٹھ مار انداز میں بولتا وہ ساتھ ساتھ تیار بھی

ہو رہا تھا۔۔۔

بڑی تھے یا مجھ سے بھاگ رہے تھے؟؟؟ دائم شاہ تم اگر ایسا کچھ سوچ بھی رہے ہو تو

یاد رکھنا میری گولی تمہارا جہنم تک پیچھا کرے گی۔۔۔ خیر کام کی بات پر

آؤنگا۔۔۔ مجھے ایک لڑکی کی تلاش ہے۔۔۔ نام کچھ کنفرم نہیں کہہ سکتا شاید اُس

نے اپنی آئیڈنٹی چینیج کی ہو۔۔۔ لیکن اُس لڑکی کی عمر 21 سے 22 کے درمیان کی

ہے اور آنکھیں گرے رنگ کی۔۔۔ مجھے اس لڑکی کا پتہ کر کے بتاؤ یہ کہتا وہ فون

بند کر گیا جبکہ دائم گہری نظروں سے سامنے دیکھتا سوچ میں ڈوبا تھا۔۔۔

گرے رنگ کی آنکھیں۔۔۔ اُس نے آنکھیں بند کرتے ذہن پر زور دیا۔۔۔ تب

چہم سے کچھ دن پہلے ایک لڑکی جو کسوہ سے ملنے آئی تھی اُسے یاد آگئی۔۔۔ اُسکی

آنکھیں گرے رنگ کی تھیں وہ اچھی خاصی خوبصورت لڑکی تھی لیکن دائم کو وہ

کسوہ کے آگے کچھ بھی نا لگی۔۔۔ نا اُسکی آنکھیں کسوہ سے زیادہ حسین تھیں نا اُس کی

پرسنالٹی کسوہ جتنی اسٹرونگ۔۔۔

دائم نے جھٹ آنکھیں کھولیں۔۔۔ کہیں یہ وہی لڑکی تو نہیں جسے ڈی ایس ڈھونڈ رہا ہے؟؟؟ لیکن کیوں؟؟ شاید ہو سکتا ہے یہ وہ لڑکی نہیں بھی ہو۔۔۔ نہیں میں ڈی ایس کو نہیں بتاؤنگا اس طرح کسوہ بھی مشکل میں پڑ سکتی ہے۔۔۔ اور میں کسوہ کو کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتا میں خود معلوم کرونگا کہ وہ اُس لڑکی کو کیوں ڈھونڈ رہا ہے۔۔۔۔۔ دائم کچھ دیر کھڑا سوچتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔



اچھا کھانا اپنی جگہ برقرار رہتا۔ اُسے اچھے سے معلوم تھا کہ اتنے بڑے ایمپائر کو سنبھالنے کے لیے اُسکا خود کاپر فیکٹ رہنا کتنا ضروری ہے۔۔۔ یہ تو کچھ ٹائم پہلے زندگی میں اچانک اتنی پیچیدگیاں داخل ہو گئیں کہ اُس کی کھانے پینے کی ٹائمنگ آؤٹ ہوئی ورنہ کسویہ کے لیے اُسکا جلد سونا اور ہیلتھی کھانا ہی سب سے اہم ہوتا تھا۔۔۔

میرے آرام کرنے سے کئی زیادہ آپ ضروری ہیں بابا۔۔۔ وہ سادھے لہجے میں بولی جب دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا تھا سب نے پلٹ کے پیچھے دیکھا جہاں سے فاطمہ ہنستی مسکراتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

مصعب نے پلٹ کر کسویہ اور پھر زہرہ کو دیکھا کہ کہیں کسی نے اُسے کچھ بتایا تو نہیں۔۔۔ جب دونوں نے لاپرواہی سے کاندھے اُچکا کر لاعلمی ظاہر کی۔۔۔ بابا کیسے ہیں؟؟؟ وہ خوش باش نظر آتی باپ کے سینے سے لگتی بولی جس کا مطلب تھا اُسے کل سے اب تک کی کوئی اپڈیٹ نہیں ملی تھی۔۔۔ مصعب نے اُسے خود سے لگاتے ہنس کر اپنے ایک دم اوکے ہونے کا اشارہ کیا۔۔۔ اب وہ باری باری دونوں بہنوں سے ملنے لگی۔۔۔ تبھی دروازہ کھول کر یزدان بھی اندر آیا۔۔۔ اور با آواز سب کو سلام کیا۔۔۔

مصعب کے گھر میں اچانک رونق لوٹ آئی تھی۔۔۔ سب خوش نظر آرہے تھے  
اور سب سے بڑھ کر ایک ساتھ بیٹھے تھے۔۔۔

سمیان نظر نہیں آرہا؟؟ بڑا بھائی جسے سب کی موجودگی میں اپنے پیارے چھوٹے  
سے بھائی کی کمی گھل رہی تھی بے چین نظر آتا پوچھے بنا رہا نہ سکا۔۔۔

کسوہ کا مسکراتا چہرہ ایک دم بُجھ گیا۔ اُسکی گلٹ ایک بار پھر انگریزی لینے لگی۔۔۔  
ہاں وہ کسی کام سے گیا ہے۔۔۔ رات تک واپس آجائے گا۔۔۔ مصعب پھسکی پڑتی  
مسکراہٹ سے بات بناتے بولے جس پر یزدان کو یقین تو نہ ہوا لیکن وہ پھر بھی  
خاموش ہو گیا۔۔۔

میں اب چلتا ہوں کچھ ضروری کام ہے۔۔۔ فاطمہ کو یہی چھوڑے جا رہا ہوں ایک  
دو دن میں واپس آکر لے جاؤنگا۔۔۔ وہ کھڑا ہوا تھا جانے کو۔۔۔ تبھی مصعب  
اُسے روکتے بولے کے لپچ کر کے جائے۔۔۔ جس پر اُس نے صاف کہا کہ اگر اُسکا  
بھائی یہاں ہوتا تو وہ خوشی سے رکتا لیکن اب تین بہنوں کے بیچ رہ کر اپنے بھائی کو  
مس کرنے سے بہتر وہ یہاں سے چلا جائے تو اچھا ہے۔۔۔ جس پر مصعب کی  
ہمت نہ ہوئی کچھ کہنے کی۔۔۔



ازاہ گارڈن میں بیٹھی اپنے پودوں کی صاف صفائی کر رہی تھی جب اُس نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی پلٹ کر دیکھا تو اُسکی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔۔۔۔

بابا۔۔۔ ازاہ چیختی ہوئی بھاگ کر اُنکے پاس آتی اُنکے سینے سے لگ گئی۔۔۔ ذیشان جو اتنے سالوں بعد آج اُسے دیکھ رہے تھے خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات لئے اُسے سینے سے لگا گئے۔۔۔

ازاہ اچھے سے ملنے کے بعد سر اٹھاتی اُنہیں نم آنکھوں سے دیکھ کر مسکرائی۔۔۔ مجھے کیسے پہچان لیا میری جان نے جب کہ اُسکے بابا تو گیٹ اپ چینج کر کے آئے ہیں؟؟؟ ذیشان حیدر پیار سے دیکھتے بولے۔۔۔

آپ سر سے پیر تک خود کو بدل کر آجائیں بابا۔۔۔ لیکن آپکی بیٹی آپکو آپکی خوشبو سے بھی پہچان سکتی ہے۔۔۔ آپ کو میں نے بہت مس کیا۔۔۔ ازاہ یہ کہتی رو دی۔۔۔

اوہ میرا بیٹا تو اتنا بہادر ہو کر بھی رو رہا ہے چلو پھر میں واپس چلا جاتا ہوں۔۔۔۔ ذیشان حیدر اُسے پیار سے چھیڑتے بولے جس پر وہ اُنکا بازو پکڑ کر کھینچتی اُنہیں اندر اپنے ساتھ لے گئی۔۔۔ دونوں باپ بیٹی نے مل کر کھانا کھایا اور بہت سارا اچھا وقت ساتھ گزارا۔۔۔۔

ذیشان حیدر آج بڑی مشکل سے خود کو چھپاتے اپنا پورا حلیہ بدل کر اپنی پیاری بیٹی سے ملنے آئے تھے۔۔۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں اُنکے دشمن اُنکا پیچھا کرتے ازراہ تک نہ پہنچ جائے۔۔۔۔

ازراہ تم جانتی ہو دشمنوں نے اس زمین پر چھپ کر کس طرح اپنے پنچے گاڑے ہوئے ہیں۔۔۔ ہم نے ہر طرح کی کوشش کر لی لیکن کوئی ایک سرا کوئی ایک ثبوت ہمارے ہاتھ نہیں لگ رہا جس سے ہم اُن تک پہنچ سکیں۔۔۔۔ میری جان تم اس ملک کی بیٹی ہو۔۔۔ اس ناتے تمہارا بھی کوئی فرض بنتا ہے۔۔۔ ذیشان حیدر اُس کا اچھا موڈ دیکھتے اصل ٹاپک پر آتے بولے۔۔۔ انہیں ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟؟ کیا آپ مجھ سے اپنے مسئلے شیئر کرنے یہاں آئے ہیں؟؟؟ آئس کریم والا ہاتھ نیچے کرتے اُس نے اچانک ماتھے پر شکن لیے انہیں گھور کر دیکھتے روکھے پن سے کہا۔۔۔

ذیشان حیدر اب گہرا سانس لے کر رہ گئے۔۔۔ دیکھو ازراہ تم غلط سمجھ رہی ہو۔۔۔ پہلے بھی کئی بار تم نے میری باتوں کا غلط مطلب نکالا۔۔۔ نہیں بابا۔۔۔ میں پہلے غلط سمجھ رہی تھی لیکن اب مجھے سب کچھ ٹھیک سمجھ آ رہا ہے۔۔۔ آپ ایک بار پھر اپنے مطلب کے لئے میرے پاس آئے ہیں۔۔۔ آج



سے 10 سال پہلے جو کچھ بھی ہوا اُسکے بارے میں جاننے کے لیے۔۔۔ ازراہ آئیں  
کریم پٹختی سختی لئے بولی۔۔۔

ازراہ بہت سے معصوم بچے بچیوں اور لوگوں کی جانوں کو خطرہ ہے۔۔۔۔ ہم نے ہر  
طرح کی کوشش کر لی لیکن اُس ڈی ایس کا کوئی بھی اتنا پتہ چل کے نہیں دے  
رہا۔۔۔ کیا تم اتنی سی مدد کر کے معصوم لوگوں کی زندگیاں نہیں بچا سکتیں؟؟؟  
آج سے 10 سال پہلے جب وہ حادثہ ہوا جس میں میں نے اپنی ماں کو کھویا اُسے اپنی  
نظروں کے سامنے جلتا دیکھا۔۔۔ تب آپ کہاں تھے؟؟ جب مجھے وہ اپنے ساتھ  
لے گیا تھا تب آپ کہاں تھے؟؟؟ جب اُس نے مجھ پر ہر طرح کا ظلم کیا تب میں  
کتنا روتی چیختی چلاتی آپ کو پکارتی تب آپ کہاں تھے بولیں؟؟؟ آپ نہیں آئے تھے  
بابا۔۔۔ اور پھر میں نے اُس سے رورو کر التجا کی کہ وہ مجھے مار دے مجھے میری ماما  
کے پاس بھیج دے۔۔۔ لیکن اُس سے پہلے ہی اُسکی کہانی ختم ہو گئی۔۔۔ جس کے  
بارے میں آج تک کسی کو کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں ہے زندہ بھی ہے یا  
نہیں۔۔۔

اسی طرح اس ڈی ایس کا بھی وہی حال ہو گا کوئی نہیں جان سکے گا۔۔۔ ازراہ نے  
نفرت سے اُنہیں دیکھتے کہا۔۔۔

ہر بار ایسا نہیں ہو گا جیسا تم سوچ رہی ہو اس بار دشمن پہلے سے کئی زیادہ طاقت ور اور چالاک ہے۔۔۔ ازراہ پلیز ایسا مت کرو خود کو اور زیادہ تکلیف مت دو۔۔۔ پلیز ہمیں بتاؤ کہ 10 سال پہلے اُسکی قید میں تمہارے ساتھ کیا کیا ہوا؟؟؟ تمہیں کیا کیا معلوم ہے سب بتاؤ۔۔۔ پلیز ازراہ بتاؤ کہ اُس کنگ کے ساتھ کیا ہوا تھا؟؟؟ ذیشان حیدر ہیلپ لیس دکھائی دیتے بولے۔۔۔

آپ آخر مطلب پر آ ہی گئے۔۔۔ ہمیشہ یہی تو کیا آپ نے۔۔۔ آپکو میرے درد تکلیف سے کوئی فرق نہیں پڑتا آپکو صرف سچ جاننا ہے۔۔۔ لیکن میں کچھ نہیں کہوں گی۔۔۔ اُس ڈی ایس کو میں اپنے ہاتھوں سے ماروں گی۔۔۔ اور اگر آپ نے زیادہ ضد کی تو میں اس بار واپس نہیں آؤنگی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ ملک چھوڑ کر چلی جاؤنگی۔۔۔ ازراہ یہ کہتی کھڑی ہوئی اور زور زور سے روتی وہاں سے بھاگ کر اندر چلی گئی۔۔۔

ذیشان حیدر ہارے ہوئے انسان کی طرح وہی بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔۔۔ اُنہیں اپنی بیٹی عزیز تھی ہر باپ کو ہوتی ہے۔۔۔ لیکن اس وقت وہ ایک نہیں اس ملک کی ہزاروں بیٹیوں اور بیٹوں کے باپ تھے جن کی زندگیاں داؤ پر لگیں تھیں۔۔۔ جنہیں اُنہیں بچانا تھا۔۔۔ اور اسی بات کو لے کر اب وہ اس حد تک نا

اُمید ہو چکے تھے کہ اُنہیں ازادہ کی مدد کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں دکھائی دے رہا  
تھا تبھی وہ اُس سے یہ سب کہہ گئے تھے۔۔۔۔

لیکن ہمیشہ کی طرح وہ ازادہ کے زخموں کو تازہ کر گئے تھے۔۔۔۔



کسوہ نے آہستہ سے لیپ ٹاپ کی اسکرین سے نظر اٹھاتے مصعب کی طرف دیکھا جو  
گہری نیند میں سوئے تھے۔۔۔ پھر اُس نے زہرہ اور فاطمہ کی طرف دیکھا جو مسلسل  
ہلکی ہلکی گوسپ میں مشغول اب تھکی تھکی سی دکھائی دیں رہیں تھیں۔۔۔  
زہرہ میں تو بھی اب سونے لگی ہوں جاؤ جا کر تم بھی سو جاؤ صبح بات کریں  
گے۔۔۔ فاطمہ جمائی لیتی زہرہ سے بولتی وہیں مصعب کے بیڈ پر پھیل کر لیٹتی سو  
گئی۔۔۔

کسوہ نے دونوں کو مسکرا کر دیکھا رات کے 12 بج رہے تھے اُنکی باتیں اب بھی  
رہتی تھیں۔۔۔ جب زہرہ بھی اپنی جگہ سے اٹھی اور اُسکی طرف آتی نیند میں بولی

--

آپی میں اپنے روم میں جا رہی ہوں۔۔۔ یہاں بابا کے پاس بجو ہیں آپ بھی اب سو  
جائیں۔۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ بھائی اب واپس آئیں گے۔۔۔ آپ نے جو کیا وہ بالکل  
بھی ٹھیک نہیں تھا۔۔۔ رات کے اس وقت اچانک زہرہ پر مدرٹریسا کا بھوت سوار

ہو گیا تھا اس لیے کسوہ کی وہ غلطی جو 1 دن پہلے اُس نے کی تھی اُسے منہ ٹھہرا کر کے یاد دلاتی وہ ناراضگی سے بولتی ہوئی جانے لگی۔۔۔

کسوہ بھی منہ کھولے اُسے حیرانی سے تنک رہی تھی تبھی کمرے کا لاک کھولا اور کسی نے دروازہ کھول کر اندر آنے کی بجائے وہیں سے پورے روم کا جائزہ لیا۔۔۔ زہرہ اب نیند سے بھری پوری آنکھوں کو کھولتے دروازے کی طرف ایسے دیکھ رہی تھی جیسے بھوت دیکھ لیا ہو۔۔۔۔

چاچو کی طبیعت اب کیسی ہے؟؟؟ تبھی سامنے بیٹھی کسوہ کو پوری طرح انور کیے اُس نے تھکے انداز میں زہرہ سے آہستہ سے پوچھا۔۔۔

سمیان کو سامنے دیکھتے کسوہ تو جیسے خود کو ہی بھول گئی۔۔۔ آنکھوں میں ڈھیروں شرمندگی لیے وہ معصومیت سے اُسکی طرف چُپ چاپ دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو سُرخ انگارہ آنکھیں۔۔۔ بکھرے بال۔۔۔ اور پھیکا پڑتا چہرہ لیے صرف زہرہ کی طرف متوجہ تھا۔۔۔

بابا اب بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ کیا آپ ٹھیک ہیں؟؟ زہرہ اتنا بولی جب سمیان سر ہلاتا دروازہ اُسی طرح واپس بند کرتا چلا گیا۔۔۔ وہ اتنا زیادہ نڈھال اور خود کو تھکا ہوا محسوس کر رہا تھا کہ اُس سے مزید کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا۔۔۔

زہرہ نے پلٹ کر ناراض نگاہ کسودہ پر ڈالی۔۔۔ کھانا فریج میں رکھا ہوا ہے۔۔۔ اور مجھے سخت نیند آرہی ہے۔۔۔ اتنا کہتی وہ بہت کچھ کسودہ کو باور کرتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔

کسودہ پریشان پریشان سی لیپ ٹاپ بند کرتے کھڑی ہوئی اور ایک نظر باپ اور بہن جو گہری نیند میں سوئے تھے اُن پر ڈالتی وہاں سے باہر آگئی۔۔۔ اُس کی نگاہیں معصومیت لیے گو لگو سے سمیان کے روم کی طرف بھٹک رہیں تھیں۔۔۔ اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے کیسے اُسکے روم میں جائے اُس سے معافی مانگے۔۔۔ اُس سے کہتے کہ جو کچھ اُس نے کیا اُس میں کیا صرف اُسی کا قصور تھا؟؟۔۔۔ یہ سب اُس سے کہنا اُسے بہت مشکل لگا۔۔۔ جانے انجانے اُنکے بچ اتنی دوریاں اتنی غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں تھی اور اس پر کسودہ نے اپنی ہر حد پار کر لی تھی جس پر اُسکی شرمندگی وقت کے ساتھ بڑھتی ہی جارہی تھی لیکن آگے سے بڑھ کر اُس کے سامنے اپنی غلطی کی معافی مانگنا اُسے پہاڑ سر کرنے سے بھی کئی زیادہ مشکل لگ رہا تھا۔۔۔

اس نے وہیں کھڑے ایک گہرا سانس لیا اور مضبوط قدموں سے آگے بڑھ آئی۔۔۔ اُس کے روم کے دروازے کے سامنے کھڑے ہوتے خود کو بہت کمزور

گھبرا یا ہوا محسوس کیا۔۔۔ پھر آہستہ سے دروازہ کھول کر دل پر ہاتھ رکھتے جو بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا اندر آئی۔۔۔

ہر طرف گھپ اندھیرا تھا لیکن کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی میں اُس کا بیڈ پر لیٹا اوندھا وجود ہلکا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ سمیان؟؟ ہلکی آواز میں پکارا گیا۔۔۔ سمیان؟؟!! اس کے کوئی رسپانس نادینے پر وہ اُسے آہستہ سے پکارتی بے اختیار اندر چلی آئی تھی۔۔۔ لیکن اُس کا وجود جوں کا توں ہی بیڈ پر اوندھا پڑا تھا۔۔۔ کسوہ کو اس طرح اُسے دیکھ کر تھوڑی پریشانی ہوئی تبھی اُس کے سامنے جاتی اُس کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔ جو سُرخ ہو رہا تھا۔۔۔

وہ بنا جوتے اُتارے کپڑے چینج کئے اور کچھ کھائے پیئے۔۔۔ بیڈ پر گرا بے خبر سو رہا تھا ایسے کہ اُسکی لمبی ٹانگیں بیڈ سے آدھی نیچے لٹک رہیں تھیں۔۔۔ کسوہ ہڑبڑاتی آگے بڑھتی اُسکے ماتھے پر ہاتھ رکھنا چاہا لیکن شرم و حیا سے جھجھکتی سوچ میں پڑ گئی۔۔۔ اگر وہ جاگ گیا تو؟؟؟ اُسنے اگر اُسے جھٹک دیا تو؟؟؟ پھر وہ کیا کہے گی؟؟۔۔۔ کئی سوچیں تھیں جو سمیان کو دیکھتے اُسکے ذہن میں آئے جارہی تھیں۔۔۔

اُسنے آہستہ سے بیچ میں روکا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔۔۔ اور مڑ کر جانے لگی۔۔۔ لیکن اُسکا دل اب بھی وہیں سمیان کے پاس رہ چکا تھا۔۔۔ وہ ٹھیک نہیں لگ رہا۔۔۔ یہ



سوچتے اُس کا دل سمیان کی طرف کھینچنے لگا اور بے اختیار وہ مڑ کر واپس آتی اُسکے ماتھے پر آہستہ سے اپنا ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

اس کی نرم ٹھنڈی ہتھیلی نے جیسے اُسکے ماتھے کو چھوا ایسا لگا جیسے انگارہ چھو لیا ہو۔۔۔ کسوہ نے پھٹی آنکھوں سے چاند کی روشنی میں اُس کا خوبصورت وجیہہ چہرہ دیکھا جو بخار کی شدت سے تپ رہا تھا۔۔۔

اسے تو بہت تیز بخار ہے!!! اب وہ کیا کرے؟؟ سیدھی ہوتی پریشانی سے ہونٹ چباتی وہ سوچنے لگی۔۔۔ کیا اُسے اٹھائے؟؟ دوائی دے؟؟ یا پھر ایسے ہی اُسکا ٹریمنٹ کرے؟؟ کچھ دیر ایسی کھڑی وہ سوچنے لگی۔۔۔ یہی اچھا موقع ہے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کا اُس سے بنا کہئے معافی مانگنے کا۔۔۔ خود سے ہی فیصلہ لیتی سب سے پہلے آگے بڑھ کر اُس کے بھاری بوٹس اتارنے لگی۔۔۔ اُس کا ایک بھاری جوتا اتارنے میں اُسے اپنی پوری طاقت استعمال کرنی پڑی تھی جس سے وہ ہانپنے لگی۔۔۔ دونوں جوتوں کو اتارنے کے بعد اُس نے اپنی ٹھنڈی نرم ہتھیلی اُسکے جلتے تلووں پر رکھتے ہلکا ہلکا دبایا جو بے حد گرم تھے۔۔۔

کچھ دیر ایسا کرنے کے بعد وہ کھڑی ہوتی اُسکی جیکٹ اتارنے لگی۔۔۔ اُسے کھینچ کر اوپر ٹھیک سے بیڈ پر لٹایا۔۔۔ پھر دوسری طرف سے جا کر کاندھوں سے کھینچ کر اُسکا

اوندھا وجود سیدھا کیا جس سے اب اُسکا پورا چہرہ کسوہ کی نظروں کے سامنے  
تھا۔۔۔۔

کسوہ کا دل دھڑک اور وجود ہانپ رہا تھا۔۔۔ وہ سیدھی باتھ روم کی طرف بڑھی اور  
وہاں سے مگ میں پانی بھر کر لاتی اُس میں رومال بھگو کر اُسکے ماتھے پر آہستہ سے  
رکھنے لگی۔۔۔۔

یہ کرتے اُسکی نگاہیں نرمی لئے سمیان کو اچھے سے دیکھ رہیں تھیں۔۔۔ اُس نے ہاتھ  
بڑھا کر سمیان کا مضبوط چوڑی ہتھیلی والا ہاتھ تھاما اور اپنا ہاتھ بھگو کر اُسکی ہتھیلیوں پر  
رگڑنے لگی جس سے اُسکے بخار کی حدت تھوڑی کم ہو سکے۔۔۔۔ پھر یہی عمل اُس نے  
اُسکے پیروں پر بھی کیا۔۔۔۔

2 گھنٹے لگاتار ایسا کرنے سے اب سمیان کا چہرہ پہلے سے پُر سکون اور نارمل دکھائی  
دینے لگا تھا اُسکا جسم پہلے کی نسبت کافی ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔ کسوہ یہ دیکھتی اب سکون  
لیے اُسکے سر ہانے بیٹھ گئی تبھی سمیان ہلکا سا نیند میں کسمسایا اُسے لگا وہ جاگ گیا جس  
پر کسوہ گھبراتی بیڈ سے اترتی نیچے جھک کر بیٹھ گئی۔۔۔

کچھ نہ محسوس کرتے اُس نے ہلکا سا سر اٹھا کر اُسکی طرف دیکھا جو بے خبر سوتے ہوئے  
بھی بہت ہینڈ سم لگتا تھا۔۔۔ دل پر ہاتھ رکھتے اُس نے سکون بھر اسانس لیا اور پھر  
اُسکے برابر ٹک کر بیٹھتے اُسے دیکھنے کے ساتھ سوچنے لگی۔۔۔

کیسے وہ ناہو کر بھی 7 سال اُسکے ساتھ رہا۔۔۔ کس طرح روپ دھار کر وہ ہمیشہ اُسکی مدد کو پہنچ جاتا۔۔۔ کون کون سے نمبر سے اُسے میسج نا بھیجے۔۔۔ اُسکی ہنسی خوشی سُکھ دکھ ہر لمحے کا اُسے معلوم رہتا تھا۔۔۔ اُسے سہی معنوں میں آج معلوم ہوا تھا۔۔۔

کہ محبت رابطوں کی محتاج نہیں ہوتی۔۔۔  
رابطے ختم بھی ہو جائیں رشتے ٹوٹ بھی جائیں۔۔۔  
تو بھی محبتوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔

جس طرح یادیں حافظے پر قابض رہتی ہیں۔۔۔  
اسی طرح محبتیں بھی دل سے دستبردار نہیں ہوتیں۔۔۔  
جس طرح چاند نکلے ناکلے۔۔۔

ستارے ہمیشہ آسمان پر جگمگاتے ہیں۔۔۔  
بلکل اسی طرح وہ جہاں بھی رہی۔۔۔

لیکن سمیان کی محبت فقط اُس کے ساتھ رہی تھی۔

رات کے 4 بج گئے تھے اُسے وہاں بیٹھے اب تو نیند بھی اتنی زیادہ آرہی تھی کہ کچھ دیر اور رکتی تو وہیں اُسکے برابر لیٹ جاتی۔۔۔ تبھی فوراً سے کھڑی ہوتی انکھوں کو مسلتے اُس نے سمیان کا بخار آخری بار چیک کیا دل کی اچھے سے تسلی کرنے کے بعد وہ مڑی اور اپنے کمرے میں آتی دھڑام سے بیڈ پر گرتی ہوش سے بیگانی ہو گئی۔۔۔



صبح کی تازہ کرنیں کھڑکی سے ہوتی اُسکی بند خوبصورت آنکھوں سے شرارت کرنے لگی جس سے وہ گہری نیند میں ہوتے بے چین ہونے لگا تبھی ایک بھرپور انگڑائی لیتا وہ اٹھ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

لیکن یہ کیا کل رات جو اُسے تیز بخار ہونے کے ساتھ دنیا جہاں کی تھکن محسوس ہو رہی تھی وہ اب سرے سے تھی ہی نہیں۔۔ ابھی یہ سوچ اُسکے ذہن میں آئی ہی تھی جب اُس نے پھٹی حیران آنکھوں سے اپنے پیروں کی طرف دیکھا جن میں جوتے نہیں تھے وہ تو بیڈ کی سائیڈ میں رکھے تھے۔۔ پھر اُسکی جیکٹ بھی سامنے لٹکی نظر آئی۔۔۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے؟؟ مصعب چاچو تو سو رہے تھے میں نے خود دیکھا۔۔ زہرہ یا فاطمہ میں سے کوئی میری موجودگی میں روم میں نہیں آسکتا وہ بھی رات کو۔۔ پھر؟؟ کیا کسوہ۔۔!! اس نے پریشان حال سے سوچتے بے اختیار اپنا سر کھجایا۔۔۔

نہیں وہ پتھروں کے شہر کی ملکہ؟؟ لیکن وہ کیوں آئے گی۔۔ لیکن پھر کون کر سکتا ہے اتنی مہربانی؟؟ سوچ سوچ کر اُسکا سر دُکھنے لگا تبھی اٹھ کر فریش ہوتا وہ نیچے آیا جہاں سب ٹیبل پے بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے سوائے کسوہ کے۔۔

سلام کی آواز پر سب نے پلٹ کر اُسے مسکرا کر دیکھا اور جواب دیا۔۔۔  
کیسی طبیعت ہے اب آپ کی؟؟ مصعب کو دیکھتا بولا اور کُرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔  
بلکل ٹھیک ہوں تم سناؤ؟ مصعب کہتے مسکرائے  
میں بھی بلکل ٹھیک ہوں۔۔۔ کسوہ نظر نہیں آرہی؟؟ آخری جملہ تھوڑا ہچکچاتے  
ہوئے کہا۔۔۔

ہاں وہ آج جلدی آفس کے لئے نکل گئی تھی۔۔۔ سمیان کے سوال کا جواب فاطمہ  
کی طرف سے آیا تھا جسے سن کر سمیان کا اب ناشتہ کرنے کا دل نہیں کیا۔۔۔  
بھابھی میرے رات کے کپڑے کچھ زیادہ ہی گندے ہیں آپ انہیں لانڈری میں  
بھیج دیجئے گا۔۔۔ اُس نے جان بوجھ کر کہا کہ دیکھ سکے کون رات کو اُسکے کمرے میں  
آیا تھا۔۔۔ اُس نے تجسس بھری نگاہیں سب پر باری باری ڈالی۔۔۔ جہاں سب  
کے چہرے پلین تھے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ میں بھجواد ونگی اور کچھ۔۔۔ فاطمہ مسکرا کر بولی۔۔۔ جس پر سمیان نا  
میں سر ہلاتا اٹھا اور چلا گیا۔۔۔ اُس نے ناشتہ بھی نہیں کیا جس پر معصب فاطمہ زہرہ  
اُسے پیچھے سے آوازیں دیتے ہی رہ گئے۔۔۔

گھر سے نکلتے اب اُسے پورا یقین ہو گیا تھا کہ وہ کسوہ تھی۔۔۔ جو رات میں اُسکے روم  
میں آئی تھی لیکن اُس سے اس بات کا اعتراف کروانا پہاڑ سے کود کر زندہ بچ کے

دیکھانے جتنا مشکل تھا۔۔۔ اور یہ بات قبول کرنا اُسکے لیے بہت حیران کن

تھا۔۔۔ کہ آخر وہ آئی کیوں تھی؟؟ کیا وجہ ہوئی تھی؟؟

اسی سوچ میں گم وہ کس طرح بے خیالی میں اُسکے آفس چلا آیا تھا اُسے خود بھی احساس ناہوسکا ہوش تو تب آیا جب اُسکے آفس سے نکلتی ملائکہ بولی کہ کسوہ تو ابھی تک آفس آئی ہی نہیں۔۔۔ وہ تو یہی سمجھ رہی تھی کہ کسوہ گھر پر ہے۔۔۔۔۔ سمیان اُسکی بات سن کر ماتھے پر بل لیے سوچ میں پڑ گیا۔ اور پلٹ کر واپس جانے لگا تبھی سامنے سے آتے دائم سے اُسکا ٹکراؤ ہو گیا۔۔۔

دائم نے بھی اُسے دیکھ لیا تھا اس سے پہلے دائم اُسے پوری طرح انکور کرتا وہاں سے جاتا تبھی سمیان اُسکے راستے میں اچانک حائل ہوتا اُسکا راستہ روک کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ طنزیہ مسکراہٹ لئے بولا۔۔۔ اب تم عمر میں اتنے چھوٹے بھی نہیں ہو مسٹر دائم شاہ کے اس طرح خالی پھیکی اکیلی زندگی گزارو ہے نا۔۔۔۔۔ تمہیں جلد کوئی اچھی لڑکی ڈھونڈ کر شادی کر لینی چاہیے۔۔۔

تمہارا اس بات سے کیا مطلب ہے کہ مجھے جلد شادی کر لینی چاہیے؟؟ دائم نے جان بوجھ کر غصے سے ناک پھولاتے سوال کیا۔۔۔

صمیان نے پیار سے سائل کرتے ہوئے کہا۔۔۔ افکوریس میرا اس بات سے کوئی مطلب نہیں ہے۔۔۔ لیکن اگر تمہارے من میں مس کسوہ کو لے کر کوئی بھی ایسی



ویسی بات ہے تو تمہیں کیا لگتا ہے میں بالکل آرام سے بیٹھ کر دیکھتا ہوں گا۔۔۔ اگر تم کو شش کرو اور ایسی چیز لینا چاہو جو تمہاری ہے ہی نہیں تو یہ تمہاری بہت بڑی بیوقوفی ہوگی۔۔۔

اب تک تو میں نے ایسی کوئی کو شش بھی نہیں کی ہے۔۔۔ تو پتا کیسے چلے گا کہ وہ میری ہے یا نہیں۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے دائم ہار ماننے کو تیار نہیں تھا۔۔۔ تمہارے اندر دو لوگوں کے بیچ میں کھڑے ہونے کی اسیلیٹی بھی تو ہونی چاہیے نا۔۔۔ اگر تم ایک شادی شدہ کپل کے بیچ میں آنا بھی چاہو تو کم سے کم ایسا تو ہو کہ لڑکی کو تم پسند آؤ۔۔۔ لیکن اگر وہ لڑکی تمہاری طرف دیکھ بھی نہیں رہی ہے تو تم ان دونوں کے بیچ میں آنے والے تیسرے انسان نہیں ہو بلکہ بے شرم ہو۔۔۔ تمہیں سمجھ میں آرہا ہے میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔ تم اُسکے سامنے دنیا کے آخری مرد کی چوائس بن کر بھی آ جاؤ تب بھی وہ تم میں انٹر سٹڈ نہیں ہوگی۔۔۔

سمیان کو نہیں لگتا تھا کہ اب اسے دائم کے ساتھ کسی بھی طرح سے پولائیڈ ہونے کی کوئی ضرورت ہے۔۔۔ اُسے تو بہت پہلے ہی اُسکی بیوی کا نام اپنی زبان پر لانے کے لیے دائم کا جبر اتوڑ دینا چاہیے تھا۔۔۔

مائے ڈیر پہلے تو آپ کے اندر اتنی زیادہ اکڑ رہتی تھی تو پھر اب آپ کا کونفڈنس کہاں چلا گیا۔ کیا ایسا اس لئے کہ اب آپ کو اپنے اوپر مصیبت دکھائی دے رہی ہے۔ کیا ایسا اس لیے کیوں کہ اب آپ کو مجھ سے خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔۔۔ یا پھر مس کسوہ آج کل آپ کو اچھے سے ٹریٹ نہیں کر رہیں تو آپ اپنا غصہ میرے اوپر نکالنے کے لیے آگئے۔۔۔ دائم بھنویں چڑھتا سیدھا اُسکی آنکھوں میں دیکھتا مسکرا کر بولا۔۔۔

سمیان ہلکا سا ہنسنے لگا۔۔۔

اب تم کیوں ہنس رہے ہو؟؟ دائم کو سُمیان کی جس چیز سے سب سے زیادہ نفرت تھی وہ تھا اُسکے چہرے پر کسی بھی چیز سے نہ ڈرنے والا ایکسپریشن اسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ اگر کسی دن آسمان بھی ٹوٹ پڑا تو بھی وہ نہیں ڈرے گا۔۔۔ میں تمہارے اوپر ہنس رہا ہوں کیوں کہ تمہیں یہ لگتا ہے کہ تم بہت زیادہ اسمارٹ ہو۔۔۔ لیکن تم کچھ سمجھ ہی نہیں رہے جو میں کہنا چاہ رہا ہوں تو ٹھیک ہے اگر تمہیں سمجھ نہیں آ رہا تو میں تمہیں کھل کر ایکسپلین کروں گا۔۔۔ میں یہاں تم سے ملنے اس لیے نہیں آیا کیونکہ مجھے تم سے کسی طرح کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔۔۔ بلکہ مجھے یہ نہیں پسند کی جو چیز میری ہو اُس پر لوگ کسی کتے کی طرح لالچی نگاہ لگا کر بیٹھے رہیں۔۔۔ میری اس بات کو ایک وار ننگ ہی سمجھنا۔ اگر تم بار بار

اپنی موت کو انوائٹ کرو گے تو اپنی قبر کھودنے کے لیے بھی تیار رہنا کیوں کہ جو بھی میری وائف کو ٹچ کرے گا یا اس پر اپنی گندی نظر رکھے گا اسے تو مرنا ہی ہو گا۔۔۔ یہ کہتا سمیان اپنے ڈویہ نیٹنگ ایٹیٹیوڈ کے ساتھ اُسکے سامنے سے ہٹ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

کیا کہا تمہاری وائف؟؟؟ وہ وائف جو تمہیں اپنا ہسبنڈ مانتی ہی نہیں۔۔۔ جس نے اس رشتے کو ابھی تک قبول کیا ہی نہیں۔۔۔ کسے بیوقوف بنا رہے ہو مجھے یا خود کو۔۔۔ کیا میں نہیں جانتا کہ جس طرح تم نے زبردستی مجھے کڈنیپ کروایا پھر کسوہ کے ساتھ زبردستی نکاح کیا وہ اتنی آرام سے تمہیں قبول کر لے گی۔۔۔ میں اچھے سے جانتا ہوں سمیان خان لغاری وہ تم سے تمہاری فیملی اور خاندان سبھی سے بہت نفرت کرتی ہے۔۔۔ ایک دن وہ تمہیں چھوڑ دے گی تب۔۔۔ تب میں اُسے اپناؤ گا۔۔۔

کیا ہو گیا اگر جو تم دونوں کا نکاح ہو چکا ہے۔۔۔ کیا وہ اس بات کو پورے یقین سے کہہ سکتی ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی تمہارے ساتھ رہے گی۔۔۔ میں تب تک انتظار کروں گا جب تک تم دونوں کا طلاق نہیں ہو جاتا۔۔۔ یہ تھوڑا مشکل ہو سکتا ہے لیکن میں اپنی لائف میں کبھی بھی مشکل چیزوں سے نہیں ڈرا۔۔۔ دائم بے خوفی سے کہتا اُسکے بڑھتے قدموں کو وہیں روک گیا تھا۔۔۔

اب سمیان خون خارا انداز لیے پیچھے مڑا اور اُسے گریبان سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگاتا اپنی ٹُف اور روکھی آواز میں بولتا اُسے غضب سے دیکھا۔۔

کسوہ ایک آگ اک شعلہ ہے۔۔۔ اُسے چھونا اور حاصل کرنا تو دور کوئی اُسکا خواب بھی آنکھوں میں سجائے تو جل کر خاکستر ہو جائے گا۔۔۔ اُسکے دل کی سلطنت پر صرف ایک انسان کی حکومت ہے۔۔۔ اور وہ انسان صمیان ہے یعنی میں۔۔۔ جس سے اُس نے بے غرض کسی کی بھی پرواہ کئے بنا لڑکپن سے محبت کی۔۔۔ یہ اُس کا دل تھا جو صمیان پر آیا ورنہ کسوہ اور قید ناممکن۔۔۔

وہ ایسا پھول ہے جو صرف میری محبت کی آغوش میں مہک کر کھلتا ہے ایک ایسا برف کا پہاڑ جسے صرف میری محبت پگھلا سکتی ہے۔۔۔

تو تم کہاں سے بیچ میں کود آئے۔۔۔ وہ ہمیشہ سے صمیان خان کی ملکیت رہی۔۔۔ جب چھوڑ کر گیا تھا تب بھی وہ میری تھی آج جب آیا ہوں تب بھی وہ میری ہے اور اگر میں پھر چلا جاؤں تب بھی وہ میری ہی رہے گی۔۔۔۔ تم کس حق سے اُسے مانگنے چلے آئے۔۔۔۔

اُسے اس دنیا اور جنت میں پانے کا خیال دل سے نکال دو۔۔۔۔ ورنہ تمہاری لاش بے کفن زمین میں گاڑھ دوں گا بھی تم مجھے جانتے نہیں بہتر ہو گا اس سے پہلے ہی باز

آ جاؤ۔۔۔ زور سے اُسکا گریبان چھوڑتا اُسے کچا چباتی نظروں سے گھورتا وہاں سے  
چلا گیا۔۔۔

دائم گہرے سانس لیتا اپنے غصے کے اُبال کو پھونک مار کر بیٹھانے کی کوشش کرنے  
لگا۔۔۔ اُسکا دل کر رہا تھا سمیان کو جان سے ابھی کے ابھی مار ڈالے۔۔۔ لیکن اُسکا  
سوچنا جتنا آسان تھا عمل کرنا اتنا ہی مشکل تھا۔۔۔



سمیان بے حد غصے سے لمبے قدم اُٹھتا آگے کی طرف بڑھ رہا تھا جب دوسری سائیڈ  
سے کوئی انجانے طور پر خیالوں میں گم زور سے اُسکی اسٹیل باڈی سے  
ٹکرایا۔۔۔ سمیان نے ہڑبڑا کر فوراً اُسے تھام لیا نہیں تو اُسکا گرنا کنفرم  
تھا۔۔۔ بھلے سے وہ جتنی بھی اسٹر ونگ ہو لیکن تھی تو ایک انسان نازک سی  
دکھائی دینے والی۔۔۔

کسوہ کی آنکھوں کے آگے اچانک اندھیرا سا چھا گیا۔ اُسے لگا جیسے وہ کسی بھاری چیز  
سے ٹکڑا گئی ہو۔۔۔ اُس نے بنا سامنے دیکھے زور سے آنکھیں بند کرتے ہاتھ میں  
اٹھتے درد کو گہرائی سے محسوس کیا جو سمیان سے ٹکرانے پر تحفے میں ملا تھا۔۔۔

کسوہ کیا تمہیں زور سے لگی؟؟ سمیان اچانک اُسے دیکھتا بے اختیار اُسکی تکلیف پر  
تڑپتا اُسکے بازو کو تھام کر ہلکا سا دبانے لگا۔۔۔ اُسے کسوہ کے لیے بہت بُرا فیمل ہو رہا  
تھا۔۔۔

اُسکی آواز سنتے کسوہ محتاط سی ہو گئی۔۔۔ لیکن آنکھیں اب بھی بند کیے وہ ہلکا سا منہ  
پھیرے اُس سے کھڑی تھی اُسکے لمبے کھلے بالوں کی ایک موٹی لٹ اُسکا دھا چہرہ  
ڈھانپ گئی۔۔۔ جس سے چھپنے کی نیت سے وہ صبح ہی گھر سے نکل آئی تھی وہ  
یہاں آدھمکا تھا۔۔۔ اور پھر سونے پے سہاگہ اُس سے ملنے والی زبردست  
ٹکمر۔۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ کاندھا جھٹک کر اُسکا ہاتھ پیچھے کرتی وہ معمولی روکھے پن سے  
بولی۔۔۔ لیکن تکلیف کے آثار چہرے پر اب بھی واضح تھے۔۔۔ وہ دوسرے ہاتھ  
سے اب بھی اپنا الٹا ہاتھ پکڑے ہوئے تھی۔۔۔

نہیں تم ٹھیک نہیں لگ رہیں یہاں آو۔۔۔ سمیان اُسکے روکھے پن کو پوری طرح  
انگور کئے اُسے کاندھے سے ہلکا سا تھام کر سائیڈ میں بنے ایک خالی روم میں لے  
آیا۔۔۔ جو شلڈ وٹینگ روم تھا۔۔۔ پھر ایک کرسی پر اُسے آرام سے بیٹھاتا خود  
اُسکے پیروں کی طرف پنچوں کے بل بیٹھا اُسے پریشانی سے دیکھنے لگا۔۔۔



خوش قسمتی سے جب یہ ٹکراؤ ہوا اُس وقت وہاں کوئی نہیں تھا جو یہ سب دیکھ کر  
مریج مصالحہ لگا کر ایک کی چار لگا تا سب کو اپڈیٹ دیتا۔۔۔۔

وہ ایک ٹک اُسکے چہرے کو دیکھتا خود کو بھول رہا تھا بے خیالی میں اُسکا ہاتھ آگے بڑھا  
اور کسوہ کے بازو کو تھام کر ہلکا سا دبانے لگا۔۔۔ اُسے اندر سے گلٹ فیل ہو رہا تھا اور  
اسی کو دور کرنے کے لیے وہ ایسا کرنا چاہتا تھا۔۔۔ تبھی کسوہ اُسکے لمس کی شدت  
سے گڑ بڑاتی کڑک کر بولتی اُسکا ہاتھ جھٹک گئی۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں اب تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی۔۔۔۔

سمیان اچانک ہوش میں آیا۔۔۔ اُس نے کوئی غلط سوچ سے تو اُسے ہاتھ نہیں لگایا  
تھا۔۔۔ پھر وہ ناراض کیوں ہو گئی۔۔۔۔

میں معافی چاہتا ہوں۔۔۔ معصوم چہرے پر شرمندگی کی چھایا لئے وہ آہستہ سے سر  
جھکا کر اُسکے سامنے سے اٹھا اور مڑ کر جانے ہی والا تھا تبھی کسوہ کی بے اختیاری پر  
اُسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔۔

کسوہ نے ہلکی سی آنکھیں کھول کر اُسکا پیار سا چہرہ دیکھا جو اُداس دکھائی دے رہا  
تھا۔۔۔۔ اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟؟؟ اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتا جب کسوہ  
دل کے ہاتھوں مجبور ہوتی اپنی پھسلتی زبان فوراً دانتوں کے بیچ دباتی آنکھیں میچ  
گئی۔۔۔۔۔

سمیان کا شک سہی نکلا۔۔ وہ کسوہ ہی تھی۔۔۔ صدمے سے دوچار ہوتا وہ جھٹکے سے  
مڑا اور کُرسی کھینچ کر اُسکے قریب لاتا اُسکے پاس بیٹھتا جلدی سے بولا۔۔۔ تو تم تھیں  
جورات کو میرے روم میں آئیں تھیں۔۔۔ میرے جوتے اُتارے میری  
جیکٹ۔۔۔ وہ گہرے سانس لیتا ایسے پوچھ رہا تھا جیسے اُسے اب بھی یقین نا  
ہو۔۔۔

بابا نے مجھے سب بتا دیا۔۔ جو کچھ بھی تم نے میرے لیے کیا۔۔ وہ سب  
کچھ۔۔۔ میں 7 سال سے تمہیں غلط سمجھتی رہی۔۔۔ تم نے بھی۔۔۔ یہ کہتی وہ  
کچھ دیر چُپ ہوئی۔۔۔ اب سُمیان جو اُسکی اچانک بدلتی کیفیت پر شوک میں تھا  
ایک دم نارمل ہو گیا۔۔۔

جو تم نے کیا وہ قابلِ تعریف تھا۔۔ شاید میرا تمہیں تھینک یو کہنا بھی اس کے  
آگے کچھ نہیں۔۔۔ میں تم سے اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتی تھی اس لیے  
تمہارے کمرے میں آئی۔۔ تمہیں کافی آوازیں دیں لیکن رسپانس نا ملنے پر میں  
آگے بڑھتی تمہیں دیکھا تو تمہیں بخار تھا۔۔۔ اپنے پلین اور ایموشن لیس  
ایکسپریشن لیے وہ اُس سے اجنبیوں کی طرح کہہ رہی تھی۔۔۔ تاکہ کوئی خوش  
فہمی نارہے۔۔۔

میں نے کسی غیر کے لیے نہیں کیا۔۔۔ نامہارے تھینک یوسنے کے لئے۔۔۔ میرا  
سب سے بڑا خواب ہی یہی تھا تمہیں آج اس مقام پر اتنا مضبوط اور کامیاب کھڑا  
دیکھنا۔۔۔۔۔

تعلقات میں بہت سی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں اسلیئے جنم لیتی ہیں کہ ہم دل میں  
اٹھتے سوالات کے جوابات بھی خود ہی فرض کر لیتے ہیں کہ ایسا ہوا ہو گا اور پھر اس پر  
یقین بھی کر لیتے ہیں کہ یہی سچ ہے۔۔۔

اگر ایک بار اگلے سے کھل کر بات کر لی جائے تو دھند کے بادل رشتوں کو پراگندہ نہ  
کر پائیں!!۔۔۔ میں جانتا ہوں کس وہ ہمارے بیچ بہت سی نا اتفاقیوں پیدا ہو چکی ہیں  
جنہیں اب دور کرنے کا وقت آ گیا ہے۔۔۔ جو ہو چکا اُسے بھول جاتے ہیں اس لیے  
میں چاہتا ہوں۔۔۔ سمیان کو ایک لمحہ لگا تھا پگھلنے میں وہ موم کی طرح پگھلتا ڈھیر  
ہو گیا۔۔۔۔۔ کس وہ کا خود کی طرف بڑھتا ایک قدم اُسکے لیے نئی راہیں کھول گی  
تھا۔۔۔ تبھی مٹھاس بھرے لہجے شرارتی مسکراہٹ اور کئی جذبوں سے سجے خواب  
آنکھوں میں لیے اُسکی طرف دیکھتا جیسی اُسکا ہاتھ تھا منے آگے بڑھا کس وہ گھبرا کر  
زور سے پیچھے کُرسی گھسیٹ کر کھڑی ہوتی جلدی سے بولی۔۔۔

مجھے ضروری کام ہے۔۔۔۔۔ گہرے سانس لیتی زور زور سے دھڑکتے دل سے تیزی  
سے وہاں سے چلی گئی۔۔۔ سمیان اُسکی جلد بازی حیرت سے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔

لو میں نے کیا کیا؟؟؟ ابھی تو میں نے کچھ کہا بھی نہیں۔۔۔ لیکن کسوہ کو کیا ہوا؟؟؟ جو بیوی کچھ دن پہلے مجھے مار کر کچا کھا جانے والی اور ہڈیاں تک نہیں چھوڑنے والی تھی وہ اتنی نرم کیسے ہوئی اب پتہ چلا۔۔۔ مسکرا کر کہتا وہ سیٹ سے اٹھا اور باہر آتا کھلے آسمان کی طرف دیکھتا مسکرایا۔۔۔

تھینک یو۔۔۔ آپ نے میری زندگی کی سب سے بڑی مشکل حل کر دی۔۔۔۔۔ میری محبت کی ساری بدگمانی دور کر دی۔۔۔ اُسکی نفرت ختم کر دی۔۔۔ مجھے یقین ہے وہ دن دور نہیں جب وہ میری محبت پر ایمان بھی لے آئے گی۔۔۔ اور ایک بار پھر مجھ سے اُسی طرح چھوٹی سی معصوم سی کسوہ کی طرح محبت کرنے لگے گی۔۔۔ جس پر صرف اُس کا ہی حق ہوتا تھا۔۔۔ ہنس کر خود سے کہتا وہ سیدھا ہوا۔۔۔

میری تقدیر میں لکھے گئے اے ہم نواں۔۔۔

میں اپنی محبت وفا کے بدلے بس یہی چاہتا ہوں۔۔۔

کہ تم اپنے لفظوں سے میری روح کو گھائل نہ ہونے دینا۔۔۔ مجھ پر اپنا اعتماد دیکھانا۔۔۔

مجھے اُداسی میں یہ احساس نہ ہونے دینا۔۔۔

کہ میں اکیلا ہوں۔۔۔

میرے معاملے میں نرم مزاج رہنا۔

ہاں کہ تم !!

صرف نرم مزاجی سے میرے دل کو فتح کر سکتے ہو۔



کسوہ کیفے کا دروازہ کھولتی اندر آئی اور ادھر ادھر دیکھتی کسی کو ڈھونڈنے لگی تبھی اُسکی نظر سامنے خاموش بیٹھی ازراہ پر پڑی لمبے لمبے ڈاگ بھرتی وہ اُس تک پہنچی۔۔۔  
ہائے ازراہ کیا بات ہے تم نے مجھے اتنی ایمر جنسی میں بلا یا سب ٹھیک تو ہے؟؟؟ کسوہ  
کُرسی کھینچ کر اُسکے قریب آ کر بیٹھتی پریشانی سے بولی۔۔۔

ہائے۔۔۔ ہاں سب ٹھیک ہے۔۔۔ بس دل چاہ رہا تھا تم سے ملنے کا تم سے بات  
کرنے کا۔۔۔ اُداس آنکھوں سے اُسے دیکھتی ازراہ بہت آہستہ سے بول رہی  
تھی۔۔۔

تم مجھے آج باقی دنوں سے اُداس دکھائی دے رہی ہو؟؟ ضرور ایسی کوئی بات ہے جو  
تم مجھے بتانا نہیں چاہتیں۔۔۔ کسوہ اُسکا ہاتھ تھامت پیار سے بولی تھی۔۔۔ جس پر  
ازراہ بے اختیار اُسے دیکھے گئی۔۔۔ وہ کتنی آرام سے اُسکے اندر کا آپ پڑھ گئی  
تھی۔۔۔

کسوہ میں یہاں ہمیشہ نہیں رہوں گی۔۔۔ میرا یہاں بلکہ اس دنیا میں کوئی نہیں۔۔۔ نا کوئی رشتہ نادوست نا کوئی اپنا۔۔۔ میں واپس بہت جلد چلی جاؤنگی۔۔۔ ازراہ گہری سنجیدگی لیے درد بھری مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولی۔۔۔ ایسا کیوں کہہ رہی ہو میں ہوں نا تمہاری دوست۔۔۔ اور پھر وہ بھی تو ہے جس سے تم پیار کرتی ہو۔۔۔ کسوہ کو ازراہ کی یہ اُداسی بہت دکھ دے رہی تھی۔۔۔ اُسکی بات پر ازراہ دکھ سے ہنس دی۔۔۔۔۔ ہاں بالکل تم میری سب سے پیاری دوست ہو لیکن۔۔۔ وہ انسان مجھ سے پیار نہیں کرتا کسوہ۔۔۔ کیا مطلب کیا تمہیں ایسا اُس نے خود کہا؟؟ کسوہ اب حیران تھی۔۔۔ نہیں لیکن اُسکی آنکھیں کہتیں ہیں سب کچھ۔۔۔ وہ مجھے اُس نظر سے نہیں دیکھتا جس طرح دیکھنا چاہیے۔۔۔ ازراہ منہ بسورتی بولی۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی تم نے اظہار کیے بنا اندازہ لگا لیا کہ وہ تم سے محبت نہیں کرتا۔۔۔ تم اتنی آرام سے پیچھے کیسے ہٹ سکتی ہو؟؟ اور اب یہ نظروں کا کیا سین ہے تمہیں اُسکی کیسی نظر چاہیے؟؟؟ کسوہ اب ٹھیک ٹھاک بھڑکتی بولی تھی جو چھوٹی سی بات پر منہ لٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔

ایسی نظر جیسے فلموں میں ہیر و ہیر و ن کو دیکھتا ہے... ازراہ اب بچوں سا منہ بناتی بولی۔۔۔



کسوہ کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔۔۔ مجھے نہیں پتہ ان فلموں کے ہیر و ہیر و سن کا۔۔۔ میں نے کبھی دیکھی نہیں۔۔۔ اور خدا کے لیے ازاد آئندہ ایسا مت کرنا۔۔۔ کسوہ سمجھ گئی تھی وہ شرارت کے موڈ میں ہے تبھی اُسکی مسکراہٹ دیکھتی ناراض ہوتی بولی۔۔۔

اچھا تم بھی تو محبت کی رہ گیر ہو تم بتاؤ کیا وہ تمہیں سب سے الگ نظروں سے نہیں دیکھتا۔۔۔ ازاد کے سوال پر اُس کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔ چہرہ کسی کو تصور کرتا گلنار ہو گیا۔۔۔ پتہ نہیں۔۔۔ کسوہ نے اُسکی سوئی اپنی طرف مڑتا دیکھ جان چھڑائی۔۔۔ اُس کا چہرہ ہل میں گلاب کی طرح سرخ ہو گیا۔۔۔ ایسے کیسے پتہ نہیں۔۔۔ تم تو بیوی ہونا اُسکی۔۔۔ اوہ شٹ ڈونٹ ٹیل می کہیں ایسا تو نہیں تمہاری شادی کسی اور سے ہو گئی اور محبت تم کسی اور سے۔۔۔ ازاد کہتے کہتے ایک دم اچھل کر سیٹ سے سر پر ایئرز سی ہوتی بولی۔۔۔

اللہ اللہ۔۔۔ جتنا دماغ تمہارا چلتا ہے مجھے ڈر ہے یہ ایک دن ضرور گل کھلائے گا۔۔۔ میں اپنے شوہر کے علاوہ دنیا میں کسی اور انسان سے محبت نہیں کرتی اور نہ ہی کبھی کروں گی۔۔۔ محبت صرف ایک سے ہوتی ہے کمال کی ہوتی ہے لازوال ہوتی ہے۔۔۔ کسوہ خواب سی کیفیت لیے بولی۔۔۔ اُس کی زبان پر محبت کا اقرار کرتے ایک عجیب سا سرور تھا گھمنڈ تھا۔۔۔

اوتے ہوئے۔۔۔ پھر پہلے کیوں کہا کہ پتہ نہیں؟؟؟ از اُسے چھیڑتی سوال کرتی  
بولی۔۔۔

کبھی کبھی قریب ترین رشتے بھی دوریوں کے فاصلے پر کھڑے ہو جاتے ہیں جنہیں  
ہم مٹانے کی ہمت نہیں کر پاتے۔۔۔ کہتے ہیں مرد کی محبت عورت کو کمزور کر دیتی  
ہے جبکہ عورت کی محبت مرد کو مضبوط۔۔۔ اتنی مضبوط کے سچی محبت کے لیے وہ  
دنیا سے بھی لڑ جاتا ہے۔۔۔ ہر مشکل سے نمٹ سکتا ہے لیکن محبت سے دستبردار  
نہیں ہو سکتا جبکہ عورت کمزور پڑ جاتی ہے وہ ڈرتی ہے کہ کہیں وہ اُسے آگے جا کر کھو  
نادے۔۔۔ وہ صرف ایک مرد سے ساری زندگی محبت کرنے کا خود سے عہد کرتی  
ہے۔۔۔ اور کبھی کبھی یہی ڈر لیے یا تو وہ پیچھے ہٹ جاتی ہے یا پھر ساری زندگی اسی  
ڈر میں جیتی کمزور ہو جاتی ہے۔۔۔

اُسکے الفاظ از اہ کے دل کو موم کرنے لگے۔۔۔ اُسے شدت سے اپنے بابا یاد  
آئے۔۔۔ اُسکے بابا بھی تو سب سے قریب ہو کر اُس سے اتنی دور تھے۔۔۔  
تم نے بالکل ٹھیک کہا۔۔۔ قریبی رشتے جن پر ہمیں بہت مان ہوتا ہے وہی ہمیں  
توڑنے کا سبب بن جاتے ہیں۔۔۔ اور مجھے لگتا ہے کہ میرے نصیب میں محبت جیسا  
شبد نہیں۔۔۔ صرف تنہائی ہے۔۔۔ محبت جس طرح تمہارے لفظوں میں تمہاری

آنکھوں سے جھلکتی ہے وہ محبت اُسکی آنکھوں میں دور دور تک نہیں دکھتی۔۔۔ ازراہ  
اب سچائی بیان کرتی اُداس ہو گئی۔۔۔

میرا یہاں سے جانا کنفرم ہے۔۔۔ لیکن اُس سے پہلے میں کسی کو ڈھونڈ رہی  
ہوں۔۔۔ یہ کہتے ازراہ کی آنکھوں میں سختی در آئی۔۔۔

کسے ڈھونڈ رہی ہو؟؟

وہی جس سے میرے پرانے حساب نکلتے ہیں۔۔۔ اس سے پہلے تو میں کہیں نہیں  
جانے والی۔۔۔ میں اُسی شخص کے لئے آئی ہوں اور اُسے ساتھ لیے بنا نہیں  
جاؤنگی۔۔۔ یہ کہتے ازراہ کے چہرے پر ایک مسٹیریس سائل تھی۔۔۔ کسوہ نے  
کاندھے اُچکاتے اُسے دیکھا اور اُسکی بات کو سیریس نالیتے آرام سے بیٹھ گئی۔۔۔  
اور دور بیٹھا دائم دونوں کو اچھے سے دیکھ رہا تھا۔ اُنکے بچ کی باتیں تو وہ سن ناسکا  
لیکن اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ وہ دونوں کافی اچھی سہیلیاں بن چکی تھیں۔۔۔

کیا یہ وہی لڑکی ہے جسے کنگ ڈھونڈ رہا ہے؟؟ لیکن کیوں آخر اس لڑکی سے اُس کا  
کیا لینا دینا؟؟ اس کا تو کوئی ریکارڈ ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ باہر سے آئی ہے  
پڑھنے۔۔۔ نا کوئی فیملی ہے نا کوئی رشتہ دار ایک دم اکیلی۔۔۔ جو ایک کیئر ٹیکر کے  
ساتھ رہتی ہے بس۔۔۔ اور حال ہی میں کسوہ اور وہ دونوں دوستیں بنی۔۔۔ میں  
کسی بھی صورت اس لڑکی کا کنگ کو نہیں بتاؤ گا۔۔۔ اگر اس کی وجہ سے میری کسوہ

کسی مصیبت میں پڑ گئی۔۔ یا کنگ کی نظروں میں آئی تو یہ ٹھیک نہیں ہو گا۔۔ دونوں کو دور سے دیکھ کر سوچتا وہ اٹھا اور خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

اس بات سے بے خبر کہ کنگ کی تو بہت پہلے ہی کسوہ پر نظر پڑ چکی ہے اور وہ بہت جلد واپس آئے گا صرف کسوہ کے لیے۔۔۔ کیوں کہ اب اُس کا اگلا ہدف ایم ایس انڈسٹری تھی۔۔ جسے اپنے جال میں پھانس کر اُسے سب سے بڑا مشن شروع کرنا تھا۔۔۔



وہ رات کے 11 بجے کے قریب جب گھر میں داخل ہوا تو اُس کی حالت کافی عجیب ہو رہی تھی۔۔۔ تھکن سے چور۔۔۔ بھوک سے نڈھال۔۔۔ کسوہ کے آفس سے جانے کے بعد وہ اپنے ایک اہم اور خطرناک مشن پر گیا تھا جس سے اُسکی واپسی اب رات کے اس پہر ہوئی تھی۔۔۔

وہ کافی مشکل زندگی گزارتا آیا تھا اور دن رات سخت محنت سے اپنا کام کرتا۔۔ ایک عام انسان سے ہٹ کر کہیں زیادہ مشکل اور خطروں سے بھری ہوتی ہے سپاہی کی زندگی۔۔۔۔

اپنی سخت مصروفیات کے باعث آج اُس نے لنچ اور ڈنر مس کر دیا تھا۔۔۔ جس کا احساس اُسے گھر کے دروازے سے اندر داخل ہونے پر شدت سے ہوا۔۔۔ گھر کی آدھی لائٹس بند ہو چکی تھی۔۔۔ جس کا مطلب صاف تھا کہ گھر کے تمام لوگ اپنے کمروں میں سو چکے ہیں۔۔۔

تھکن سے چور قدم اٹھاتا وہ سب سے پہلے اپنے روم میں آیا اور دیر تک شاور لیا۔۔۔ اچھے سے فریش ہونے کے بعد اُس نے ڈھیلی سی ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنا اور کچھ کھانے کے لئے کچن کی طرف جانے کا سوچا ہی تھا جب اُسے اپنے خالی پیٹ میں درد اٹھتا محسوس ہوا۔۔۔

دوپہر سے کچھ نہ کھانے اور خالی پیٹ زیادہ کافی پینے کی وجہ سے اُس کا پیٹ اب درد کرنے لگا تھا۔۔۔ یہ کوئی اتنی سیریس بات نہیں تھی۔۔۔ اُس نے بھوکے پیٹ اندھیری موت جیسی خوفناک جگہوں پر کئی دن بھی گزارے تھے۔۔۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔۔۔

شاید یہ درد اُس کے خالی پیٹ کافی زیادہ پینے کی وجہ سے تھا جواب آہستہ آہستہ شدت اختیار کرتا ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اُس کے باڈی کے سارے اور گنز پھٹ جائیں گے۔۔۔۔

درد سے تڑپتے اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیٹ پکڑ لیا پھر تھوڑا برداشت کرتے وہ زبردستی اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھتا کہ کسی سے کھ کر دوائی منگوا سکے۔۔۔ ایک ہاتھ سے پیٹ پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے دیوار کو تھامے وہ اندھیرے میں دور سے آتی ہلکی روشنی میں کچھ قدم آگے بڑھا تھا جب اچانک دروازہ کھول کر باہر آتی کسوہ کی نظر اُس پر پڑی جو شاید ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

اُسکے رات گئے گھر نالوٹنے پر پریشان ہوتی وہ خود بھی بے چین تھی لیکن جب دروازے سے اُسکی گاڑی اندر آتے دیکھی تو پُر سکون ہوتی لیٹ گئی۔۔۔ لیکن لیٹنے پر بھی ایک بے سکونی تھی جو اُسے سونے نہیں دے رہی تھی۔۔۔ اور اسی بات سے جھنجھلاتی وہ روم سے جیسی باہر آئی تو سامنے صمیان کو اس حال میں دیکھتی وہ اپنی بے چینی کی وجہ سمجھ گئی۔۔۔

وہ تیزی سے اُس کے پاس آتی بولی۔۔۔

صمیان کیا ہوا تم ٹھیک ہو؟؟ اُسکے پیٹ پکڑنے اور شکل کے خراب ایکسپریشن سے وہ سمجھ گئی کہ وہ یقیناً ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

صمیان جو شاید خالی گھر اور بڑھتے درد سے ہیلپ لیس دکھائی دے رہا تھا اچانک کسوہ کی آواز سن کر میٹھی سی خوشی بھرا احساس لیے اُسے دیکھنے لگا۔۔۔



کیا ہوا کیا تمہیں درد ہو رہا ہے؟؟؟ وہ ایک ہاتھ کے فاصلے پر کھڑی اُسے پریشانی سے دیکھتی پوچھ رہی تھی جبکہ بے اختیار اُسکا صمیان کے پیٹ کی طرف جاتا ہاتھ جھٹ سے پیچھے ہو گیا۔۔۔

ہاں شاید بھوک کی وجہ سے۔۔ کمر دیوار سے لگتا وہ سیدھا کھڑا اُسے غور سے دیکھتا بولا جبکہ درد کی وجہ سے اُسکا چہرہ سفید پڑا ہوا تھا۔۔

کسوہ نے اُسکا صاف شفاف چہرہ دیکھا جو درد سے مر جھایا ہوا تھا۔۔۔ ضرور تم نے اپنے کام کی وجہ سے کھانے کو انگور کیا ہو گا اور خالی پیٹ کچھ ایسا ویسا کھا پی لیا ہو گا جس کی وجہ سے یہ درد ہو رہا ہے۔۔۔ تم اپنے روم میں جا کر آرام کرو میں دوائی لاتی ہوں۔۔۔ تھوڑی ناراضگی ظاہر کرتے وہ اب اُسے آخر میں حکم دے رہی تھی۔۔۔

کوئی اور وقت ہوتا تو شاید صمیان اُسکی خود کے لیے فکر کرنے پر خوشی سے نہال ہی ہو جاتا لیکن لعنت ہو اس درد پر جو اُسے کھل کر خوش بھی نہیں ہونے دے رہا تھا۔۔۔

وہ وہی سے پلٹی جب صمیان کی پیچھے سے آواز آئی۔۔۔ کیا تم درد سے تڑپتے انسان کو سہارا دے کر روم تک نہیں چھوڑتیں؟؟

کسوہ نے حیرانگی سے پلٹ کر صمیان کو دیکھا جواب نجل سا اپنی مدد آپ خود چلنے لگا تھا۔۔۔

کسوہ کا پتھر دل جیسے موم کی طرح پگھل گیا۔۔۔ وہ آہستہ سے آگے بڑھی اور اُسکا بازو تھام گئی۔۔۔

صمیان نے حیرت سے اپنے بازو کو تھامے اُسکے خوبصورت ہاتھ کو اور پھر اُسے دیکھا۔۔۔ اُسکا دل تمام درد کو بھلائے اب زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ کچھ عجیب سی حالت اس وقت کسوہ کی بھی تھی جسے وہ مکمل طور پر چھپائے ہوئی تھی۔۔۔

اُسکا بازو تھامے وہ اُسے لیے روم میں آئی اور آہستہ سے بیڈ پر بٹھاتی سیدھی ہوتی بولی۔۔۔ اب آرام کرو میں دوائی لاتی ہوں۔۔۔ صمیان نے دیکھا بالوں کی ایک موٹی لٹ اُسکے چہرے پر گری اُسکی سیدھی آنکھ چھپائے ہوئی تھی جسے اُس نے آہستہ سے کان کے پیچھے کیا اور وہاں سے چلی گئی۔۔۔ اُس کے جانے سے دل کے ساتھ کمرہ بھی اُداسی سے بھر گیا۔۔۔ کچھ دیر گزری جب وہ ہاتھ میں نیم گرم دودھ کے ساتھ کچھ گولیاں لیے اندر آئی۔۔۔

یہ دوائی لے لو اور دودھ پی لو۔۔ اس سے تم بہتر فیل کرو گے تب تک میں تمہارے کھانے کے لئے کچھ لے کر آتی ہوں۔۔ اُسے گلاس پکڑاتی اور دوائیاں دیتی وہ وہاں سے چلی گئی۔۔ اور سچ میں کچھ ہی دیر بعد صمیان کو درد میں کمی ہوتی محسوس ہوئی وہ زیادہ نہیں لیکن اب پہلے سے بہتر فیل کر رہا تھا۔۔۔

کسوہ کچن کے کاؤنٹر پر کھڑی کسی کام میں بڑی تھی جب اُسے کسی کے اندر آنی کی آہٹ محسوس ہوئی اور وہ بے اختیار پلٹ کر دیکھنے لگی۔۔۔

تمہیں یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی وہیں آرام کرتے۔۔۔ صمیان کو اتنا دیکھتی وہ آرام سے بولی اور پھر پلٹ کر ادھر وادھو راکام کرنے لگی۔۔۔

اکیلے تنہا بیٹھنے سے کہیں زیادہ اچھا ہے کہ درد جھیل کر میں یہاں آ جاؤں۔۔۔ ہلکا مسکرا کر اُسے دیکھتا بولا۔۔۔ اور ٹیبل کی ایک کرسی کھینچ کر اُس پر بیٹھ گیا۔۔۔ اب کیسے ہو؟؟ مختصر سا پوچھا۔۔

ہاں کمال کی ٹیبلٹس تھیں۔۔۔ درد میں کافی آرام ہے۔۔۔ کیا تم نے میڈیکل کی کلاسز بھی لیں ہیں۔۔۔ ہلکا پھلکا مذاق کرتا وہ ماحول کو خوشگوار بنانے کی کوشش کرنے لگا جو ایک دم سیریس سالگ رہا تھا۔۔۔

یہ کوئی کمال کی بات نہیں۔۔۔ خالی پیٹ میں اکثر گیس کی پرو بلم ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے اس طرح کا ناقابل برداشت درد اچانک اٹھ جاتا ہے۔۔۔ یہ لو جیکل سی

بات ہے۔۔ میں نے صرف تمہیں وٹامن کی گولیاں دیں تھیں۔۔ تاکہ درد میں کچھ کمی ہو اور تم ہلکا پھلکا کچھ کہا سکو۔۔۔ رات کافی ہو چکی ہے اور اس درد کو لے کر تمہیں بہت زیادہ کھانا کھانا بھی نہیں چاہیے۔۔ اس لیے فلحال تمہیں ہلکا پھلکا کچھ کہا کر آرام کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔

اُسکی اتنی لمبی اور بالکل درست بات سن کر صمیان تو اُسکی عقل پر عیش عیش کراٹھا وہ کمال کی جیننس تھی۔۔ ساری پروہلم کے ساتھ کتنی آرام سے وہ اُسکا ہل بھی اُسے بتا رہی تھی۔۔۔

وہ اُسے ایک ٹک گھورے جارہا تھا جب کسوہ نے اُسکے سامنے پلیٹ رکھی جس میں بالکل نرم زیادہ گلے ہوئے تھوڑے سے چاول اور اُن پر رات کے بنے سالن میں سے چکن کے صاف پیس نکال کر بنا شیر وے کے رکھیں گئیں تھیں۔۔۔ یقیناً یہ سلیتھی فوڈ نہیں لیکن یہی بہتر ہے اس وقت۔۔ تمہارے خالی پیٹ کو اس سے کچھ آسرا ہو جائے گا۔۔ اور مجھے لگتا ہے تمہیں اس طرح کے کھانوں کی عادت ہوگی۔۔۔ صبح ہونے پر تم کافی بہتر ہو چکے ہو گے تب تم ایک بیلنسڈ ڈائیٹ لے سکتے ہو۔۔۔ جھوٹے برتن سنگ میں رکھتی وہ اُس سے اتنے سالوں بعد ڈھیر ساری باتیں کر رہی تھی۔۔ اتنے نرم لہجے میں باتیں کرتی تو کبھی اُسکی فکر ظاہر

کرتی وہ اس وقت کہیں سے بھی ایم ایس کی کھڑوس۔۔ بد تمیز۔۔ خونخار سی ای او  
نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

صمیان کی نظریں صرف اُسی کے گرد چکر کاٹ رہیں تھیں۔۔۔ جب اُس نے خاموشی  
سے اُسکا اوپر سے نیچے تک جائزہ لیا۔۔۔

ڈھیلی ڈھالی سی بلیک ٹی شرٹ جس کے پیچھے کاگلا تھوڑا بڑا تھا۔۔۔ وائٹ ڈھیلا  
ٹراؤزر۔۔ گورے پیروں میں پلاسٹک کی آرام دہ چپل گھننے لمبے بالوں کو اوپر سر کی  
طرف ڈھیلا سا جوڑا بنا کر رکھا گیا تھا جس سے اُسکی پیچھے کی صاف شفاف گوری  
گردن واضح طور پر نظر آرہی تھی۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر صمیان کو آج معلوم  
ہوا تھا کہ اُسکی گردن سے تھوڑا نیچے بھی ایک تل تھا۔۔۔

جو دور سے اُسے منہ چڑھاتا اُسکا مذاق اڑا رہا تھا۔۔۔  
صمیان نے معصومیت سے نگاہ بھر کے اُسکے حسین تل کو وارن کرتی نظروں سے  
دیکھا جو بڑی شان سے اُسکے وجود پر ہونے کے احساس سے چمک رہا تھا۔۔۔۔۔ جب  
کسوہ ایک انجانے احساس کے تحت پلٹی اور اُسکی مخمور آنکھوں کو خود کی طرف ٹک  
ٹکی باندھے دیکھتے ہوئے اُسکی تیوریاں چڑھ گئیں۔۔۔  
اپنی غلطی کا فوراً سے احساس ہونے پر صمیان خفیف سا پلٹ پر جھک گیا۔۔۔

مجھے لگتا ہے ہمارے بیچ آج کچھ ضرورت سے زیادہ باتیں ہو گئیں ہیں۔۔۔ رات بھی کافی ہو چکی۔۔۔ اور شاید آپکا دھیان بھی کھانے سے بھٹک کر ادھر ادھر جا رہا ہے۔۔۔ اس لیے میرا چلنے جانا ہی بہتر رہے گا۔۔۔ سلیپ پر کپڑا پھینکتی خشمگیں نگاہوں سے اُسے دیکھتی وہ اُس کی غلطی کا بھرپور احساس دلاتی بولی۔۔۔

صمیان اچھے سے اُس کا طنز سمجھتا ٹھہرا سامنہ بنا گیا۔۔۔ اس سے پہلے وہ جاتی جب وہ سپاٹ چہرے سے بنا اُسکی طرف دیکھے بولا۔۔۔ میرا کھانا بھی ختم نہیں ہوا۔۔۔

تو بتائیں پھر کس وہ مصعب اس رات کے پہر

آپکے ڈنر کو اسپیشل بنانے کے لیے کون سا انٹرنیمنٹ دکھائے جس سے آپ لطف اندوز ہو سکیں؟؟؟ وہ اپنی پُرانی ٹون میں واپس آتی کمر پر ہاتھ رکھے غصے سے بولی تھی۔۔۔

اُسکی کوئی ضرورت نہیں تم صرف خاموشی سے یہاں بیٹھ جانا میرے لیے اتنا ہی کافی ہے۔۔۔ صمیان کسی بچے کی سی معصومیت لیے جھجھکتا ہوا بولا۔۔۔

اب وہ تھی ہی اتنی بلا کی حسین اوپر سے بیوی کیسے نا اُسے نظر بھر کے دیکھتا۔۔۔ لیکن اُسکے باوجود خود کو کوستا وہ اپنی غلطی سے توبہ کر گیا۔۔۔

کسوہ مٹھیاں بھینچے بے بسی سے اُسے دیکھے گئی۔۔۔ اسکی کیفیت رہنا بھی نہیں اور رہا بھی نہیں جاتا جیسی ہو رہی تھی۔۔۔ گہرا سانس کھنچتی بے نیازی لیے وہ واپس آئی



اور درمیان میں ایک خالی کرسی چھوڑتے کسی روبوٹ کی طرح بیٹھتی سیدھ میں  
دیکھنے لگی۔۔۔

صمیان کے لبوں پر دل رو با تبسم بکھر گیا۔۔۔ اُسکے دل کی دھڑکنوں میں ایک ہلچل  
سی مچی ہوئی تھی۔۔۔ وہ جانتا تھا کسوہ کے دل کی کیفیت بھی اُس سے ذرہ برابر  
مختلف نہیں ہوگی۔۔۔

لیکن کسوہ کو فیلنگز چھپانا اچھے سے آتا تھا جبکہ صمیان کسوہ کے معاملے میں کافی  
اسٹریٹ فارورڈ تھا اُسکے ایموشن اُسکے چہرے پر صاف صاف دکھائی دیتے  
تھے۔۔۔ جنہیں وہ اُس سے چھپانے کی بلکل کوشش نہیں کرتا۔۔۔

اب میرا یہ مطلب بھی نہیں تھا کہ تم بلکل ہی خاموش ہو جاؤ۔۔۔ تم بول سکتی ہو  
اور میں تمہیں سننا چاہتا ہوں۔۔۔ کافی پیار سے اُسکے غصے سے بھرے چہرے کی  
طرف دیکھتا وہ اُسے چھیڑنے لگا۔۔۔

کس حیثیت سے صمیان خان؟؟ کیوں بولوں؟؟ 7 سال پہلے جب تم خاموشی سے  
سب کچھ چھوڑ کر گئے تھے تب کیا تم نے مجھے کچھ بھی کہنا مناسب سمجھا  
تھا۔۔۔ میں نا تب تمہارے لئے کوئی حیثیت رکھتی تھی نا ہی اب۔۔۔۔۔ یہ رشتہ  
جو ہمارے بیچ زبردستی کا ہے صرف نام کا ہے۔۔۔ اُسکی کوئی حیثیت کوئی منزل  
نہیں۔۔۔۔

صمیان کی ذرا سی چنگاری نے اُسے بھڑکا دیا۔۔۔ چہرے پر ناگواری لئے وہ خود اذیتی سے دل کا زہر اُگلتی چلی گئی۔۔۔ اُس کا غصہ اُسکی ہر نی ہیزل آنکھوں سے جھلک رہا تھا۔۔۔

اُسے اب موقع ملا تھا اپنا غبار نکالنے کا تو وہ کیوں خاموش رہتی۔۔۔ صمیان کو لگا جیسے کسی نے برف کا ٹھنڈا پانی اُس کے منہ پر پھینک دیا ہو وہ ایک دم ٹھنڈا ہو گیا۔۔۔ وہ سب کچھ جاننے کے بعد اب بھی اُسے غلط ٹھہرا رہی تھی۔۔۔ صمیان نے غصے سی مٹھیاں بھیج لی۔۔۔

پتہ ہے کس وہ زندگی میں جو سب سے مشکل اور نفرت بھرا احساس ہے وہ ہے اپنے جذبوں کی وضاحت کرنا۔۔۔ اپنے انٹینشن کی صفائی بار بار دینا اور پھر جب سامنے والے نے ٹھان لی ہو کہ نہیں سننا اُس نے نہیں یقین کرنا تو پھر دل شدت سے چاہتا ہے کہ مر جاو۔۔۔۔

اُس کے آخری الفاظوں پر کس وہ کا دل جیسے پسچ گیا۔۔۔ وہ ایک دم ڈھیلی پڑ گئی۔۔۔ اور آنکھوں میں غصے کی جگہ شرمندگی نے لے لی۔۔۔ وہ آہستہ سے سر جھکا گئی۔۔۔۔

آہ کوئی دیکھتا اس وقت ایم ایس کی کھڑوس سی بگ باس چند لفظوں کے اثر سے کیسے موم کی طرح پگل گئی تھی۔۔۔۔

تمہیں لگتا ہے میں بد تمیز ہوں..

کھڑوس ہوں۔۔

اکڑو ہوں۔۔

سرٹیل ہوں۔۔

بے حس ہوں۔۔

پتھر ہوں۔۔

کسی کی پرواہ نہیں کرتی سنگ دل ہوں۔۔

لوگوں کو رشتوں کو جوتے کی نوک پہ رکھتی ہوں  
پر تمہیں یہ نہیں نظر آتا میرا یقین توڑا گیا ہے

ایسے ہی کچھ بھی نہیں ہوتا

مجھ میں زہر اتارا گیا ہے اور میں اب وہی بانٹتی ہوں۔۔۔

خاموش زبان بولتی نظروں سے اُسے دیکھتی وہ درد بھری سانس لیتی چُپ

ہو گئی۔۔۔

انسانیت کے ناطے میری مدد کرنے کا شکریہ۔۔۔ وہ بھی صمیان لغاری تھا۔۔۔

اُسکی غلطی کا پورا پورا حساب چکتا کرتا وہاں سے چلا گیا اور کسواہ کسی معصوم بچے کی

طرح ہاتھ مسلتی اپنے سخت لفظوں پر افسوس کرتی اُسکی خالی پلیٹ اور جگہ دیکھتی کی  
دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔

لفظوں کی جادو گری کر ہی کیا سکتے ہیں۔۔

قائل مائل اور بس گھائل 🔥

اس بات کا اُسے اچھے سے احساس ہوا۔۔۔

پتہ ہے سہمی میں کانٹوں سے نہیں ڈرتی۔۔ لیکن مجھے پھولوں سے ڈر لگتا  
ہے۔۔ چُجھن دے جائے جو دل کو اُن باتوں سے ڈر لگتا ہے۔۔ میں انا کی قائل  
نہیں اُلفت ہے مجھے۔۔ لیکن میں ڈرتی ہوں تمہارے پھر چھوڑ جانے سے۔۔  
میں ڈرتی ہوں خود سے کہ کہیں پھر سے تم سے پہلی سی محبت نا کر بیٹھوں۔۔۔

ڈرتی ہوں کہ پھر نا توڑ دی جاؤں میں۔۔۔ 🌸

مجھے نفرت نہیں رُراتی، میں محبت سے خوف زدہ ہوں۔

مجھے محبت کو چھونے سے ڈر لگتا ہے۔

محبت میری ہتھیلی پر رکھی ہے اور میں چاہوں بھی تو اپنی مٹھی کو بند کر کے محبت کو  
ریت کی طرح پھسلنے سے روک نہیں پاؤں گی، روک لیا تو محبت مجھے راس نہیں

آئے گی اور نہ میں محبت کو۔❤️❤️

❤️❤️-----



تو کیا وہ پھر مجھ سے پہلی سی محبت کرنے لگی ہے؟؟ اگر ایسا ہے تو پھر وہ میرے  
بڑھتے قدموں کو روک کیوں دیتی ہے۔۔۔ کیوں اجنبیوں کی طرح فاصلے پر جا  
کھڑی ہوتی ہے۔۔۔

صمیان کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ بس اُسکے پلیٹ پٹھننے کے انداز پر اب اپنی ساری  
ناراضگی بھلاتا لٹا اُسکے غصے اور پھر ناراض ہونے پر پریشان ہو گیا۔۔۔



غصے سی بھری وہ تیز رفتار سے گاڑی چلاتی آفس پہنچی تھی۔۔۔ سارے راستے وہ اُسے  
کوستے آئی لیکن اندر آفس میں داخل ہوتے اُسکا دماغ مزید خراب ہو گیا۔۔۔  
ہر طرف گلاب کے پھول ہی پھول نظر آ رہے تھے۔۔۔ کسی کے ہاتھ میں تو کسی کی  
ٹیبیل پر یہاں تک تو بہت سی فیمیلز ایمپلوئے خود پورا کاپورا گلاب بن کر آئیں  
تھیں۔۔۔

حیران نظروں سے چاروں طرف کا ماحول دیکھتی اور سب کے ہنستے مسکراتے  
چہروں سے گریٹ لیتی وہ اپنے فلور پر پہنچی جہاں اُسکا آفس تھا۔۔۔  
سب سے بڑی بات جو اُسے مزید غصہ دلارہی تھی وہ بات تھی ملائکہ جو ابھی تک  
غائب تھی۔۔۔



غصے بھرے موڈ سے اُس نے جیسی آفس کا دروازہ کھولا اُسکی آنکھیں گھومتی حیرانگی  
لیے پھٹی ہی رہ گئیں۔۔۔ اُس کا پورا آفس گلاب کے پھولوں سے سجا ہوا تھا۔۔۔  
پھولوں کی اٹھتی تیز مہک اُسے ارٹھٹ کرنے لگی۔۔۔ یہ صمیان کا کام ہر گز نہیں  
تھا۔۔۔ اور یہی سوچ کر اُسکی غصے سے مٹھیاں بھیج گئیں وہ پلٹ کر واپس باہر آئی تو  
دیکھا سامنے ریڈ ڈریس پہنے خوب تیار شیار ہوئے ملائکہ ہاتھوں میں گلاب پکڑے  
ہنستی اُسکے پاس آئی۔۔۔

ہیلو میم۔۔۔ کسی ہیں آپ؟؟ ہیپی ویلن ٹائن ڈے۔۔۔ دانت نکال کر کہتے ملائکہ  
نے پھول اُسکی طرف بڑھائے۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔۔ کس کی اجازت سے یہ سب ہو رہا  
ہے۔۔۔ میں تم لوگوں کو اس ویلن ٹائن ڈے منانے کے لئے سیلری دیتی ہوں؟؟  
ابھی کے ابھی پورے آفس سے پھولوں کو غائب کرو۔۔۔ یہ ریڈ ڈریس اتار کر  
آؤ۔۔۔ مجھے کوئی بھی یہ ویلن ڈے منانا نظر نہ آئے۔۔۔ سمجھی۔۔۔ غصے سے اُسکے  
ہاتھ میں پکڑے پھولوں کو دیکھتی کس وہ اپنا سارا غصہ اُس بے چاری پر اتار کر وہاں  
سے چلی گئی۔۔۔

ملائکہ کی تو جیسے جان ہی نکل گئی تبھی وہ بھاگی۔۔۔

خالی روم میں آتی کسوہ غصے سے سیٹ پر بیٹھی۔۔۔ صمیان کا رویہ ایک بار پھر یاد آنے لگا۔۔۔ غصے کی بے بسی سے وہ سر تھام کر بیٹھ گئی۔۔۔

ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جان سے پیارے صرف ایک شخص سے ہمارے دل کے سارے موسم جڑ جاتے ہیں۔۔۔ ہنسی خوشی غم ناراضگی سب کچھ۔۔۔ پھر کوئی قدموں میں جنت بھی ڈھیر کر دے تو کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔۔۔ اُس نے تھک کر سر سیٹ سے لگا لیا تبھی دروازہ کھلا۔۔۔

ہیپی ویلنٹائن ڈے۔۔۔ کوئی زور سے کہتا اندر آیا کسوہ خوشی کے احساس سے آنکھیں کھولتی جھٹکے سے سیدھی ہوئی لیکن یہ کیا۔۔۔ اُس کا ننھا سادل ٹوٹ گیا۔۔۔ وہ دائم تھا۔۔۔ جسے دیکھ کر کسوہ کی ہنسی سوکڑ گئی۔۔۔ حسین آنکھیں پھر اُداس ہو گئیں۔۔۔ یہ وہ تو نہیں تھا جس کی دل نے چاہ کی تھی اُسکے پاس ہونے کی۔۔۔ کیا ہوا؟؟؟ دائم اُسکے چہرے کے بگڑتے زاویے دیکھتا پریشانی سے بولا۔۔۔

بند کرو اپنی بکواس۔۔۔ اور جاؤ یہاں سے۔۔۔ تم سے ہزار بار کہہ چکی ہوں۔۔۔ ہمارے بیچ کچھ نہیں ہے۔۔۔ نا کبھی تھانہ ہو گا۔۔۔ میں صرف ایک انسان سے محبت کرتی ہوں۔۔۔ اور اُسکی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا۔۔۔ مطلب کوئی نہیں۔۔۔ آنکھوں میں قہر بھرے سختی سے لفظوں پر زور دیتی وہ دائم کا دل توڑ کر چور چور کر گئی تھی وہ بے یقینی سے اُسکا بھرم سے بھر انداز اور لفظوں کا ظلم دیکھتا

ششدرہ گیا۔۔۔ آج وہ اُس سے صاف لفظوں میں اپنے دل کے اُن جذبوں کو آشکار کر گئی تھی جسے خود سے بھی اُس نے چھپا کر رکھا تھا۔۔۔۔  
کسوہ بے ہس بنی وہاں سے چلی گئی یہ جانے بنا کہ دائم کی آنکھیں ہلکی سی نم ہو گئیں  
تھی اُسکے ہتک آمیز رویہ پر وہ مڑا اور سیدھا آفس سے باہر چلا گیا۔۔۔



تیز قدموں سے چلتی وہ آفس سے باہر آئی اور غصے سے گاڑی کا دروازہ کھولتی اندر بیٹھ کے گاڑی زن سے بھگادی۔۔۔۔  
میں نے خود کو ہمیشہ بزدل اور کمزور لڑکیوں سے مختلف سمجھا۔۔۔ مگر اب احساس ہوا کہ ہم لڑکیاں اندر سے سب ایک جیسی ہوتی ہیں،،، چاہے بہت ماڈرن ہوں،، بولڈ ہوں،، بزدل ہوں یا بیوقوف،، ہوتی ایک سی ہیں۔۔۔ سخت لہجوں سے ڈر جانے والی۔۔ اور ذرا سی توجہ سے پگھل جانے والی،،، میں ذہنی عادی تھی تمہاری سمیان خان بات صرف محبت کی نہ تھی۔۔۔ صرف تم ایک ایسے انسان ہو جسکی محبت بیک وقت مجھے مضبوط اور کمزور بناتی ہے۔۔۔۔

میں تم سے بے تحاشہ محبت اس لیے کرتی تھی کہ تم کبھی میری محبت کے حصار سے باہر نہ نکل سکو۔۔۔ لیکن میں غلط تھی میری محبت کی انتہا سے تم اکتا گئے۔۔۔ تم

میری ذات سے بے نیاز ہوتے مجھے بے مول کر گئے۔۔ میری بے پنہا محبت  
تمہارے لیے گھٹن بن گئی۔۔۔

ہلکی نم آنکھیں لئے وہ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ دکھی اور اکیلی خود کو محسوس  
کر رہی تھی۔۔۔ اُس کی ذرا سی ناراضگی کسوہ کو کئی زیادہ بدگمان کر گئی۔۔۔  
سیدھ میں گاڑی چلاتی وہ خود سے باتیں کر رہی تھی تبھی اچانک اُسکے راستے میں  
ایک سائیڈ سے تیز اسپید سے ہیوی بانک آتی اُسکا راستہ روک گئی۔۔۔  
کسوہ نے بروقت بریک لگائی نہیں تو وہ اُسے اڑالے جاتی۔۔۔ گاڑی روکے کسوہ  
نے اب حیرت سے سامنے کی طرف دیکھا جو بڑے آرام سے اُسکی گاڑی کے عین  
سامنے بانک کھڑی کیے ہوئے تھا۔۔۔۔

سیاہ رنگ کی بانک جیسا اُس نے سیاہ رنگ کا تھری بیس پہنا تھا۔۔۔ جس میں اُسکی  
اسٹرونگ باڈی اور زیادہ ڈیشنگ لگ رہی تھی۔۔۔ اونچی ہائیٹ ڈوپر نیٹنگ  
پر سنالٹی اُسکا اور اغضب کا تھا۔۔۔ چہرے پر ہیلیمٹ ہاتھوں میں چمڑے کے سیاہ  
گلو زپہنے وہ بانک سے نیچے اترا۔۔۔ عام دنوں سے ہٹ کر آج اُسکی تیاری ایک  
جنٹلمین جیسی تھی۔۔۔۔ جو کسی بھی لڑکی کو اپنا دیوانہ بنا سکتی تھی۔۔۔

بانک سے نیچے اترتے اُس نے اپنا کوٹ ایک ادا سے ٹھیک کیا پھر سامنے بانک میں چھپا کر رکھا بڑا سا سُرخ رنگ کا گلاب باہر نکالا اور اُسکی طرف اپنے مضبوط قدموں سے چل کر آنے لگا۔۔۔

کسوہ کو یہ سب ایک خواب جیسا لگ رہا تھا۔۔ اُس نے آہستہ سے پلکوں کو جھپکا۔۔۔ جب وہ لمبا چوڑا انسان اُسکے قریب آتا آہستہ سے جھکا اور شیشے پر ٹیپ کیا۔۔۔

کسوہ جو کچھ دیر پہلے اُس سے ڈھیر ساری ناراض تھی جلدی سے شیشہ کھول گئی جب سامنے کھڑے شخص نے گلاب کا وہ پھول اُسکی طرف بڑھایا۔۔ کسوہ کے دل کی دھڑکنیں زوروں سے دھڑکنیں لگیں کچھ دیر پہلے کی اُداسی غم اب سرے سے غائب تھیں۔ ایک پل لگا تھا اُس انسان کو اُسے پتھر سے موم کرنے میں۔۔۔ کسوہ نے گلاب کا وہ پھول اپنی مومی انگلیوں کے بیچ تھام کے جکڑ لیا اور آہستہ سے ناک کے قریب لیجاتی ایک گہری سانس کھینچی جس سے گلاب کی مہک اُسکے اندر تک پھیل گئی۔۔۔

وہ شخص بنا کچھ بولے مڑا اور سیدھا اپنی بانیک پر جا کر بیٹھا بانک اسٹارٹ کی اور اُسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا آگے بڑھ گیا۔۔۔ کسوہ اب بھی حیران تھی آخر یہ چاہتا کیا تھا؟؟ لیکن پھر گاڑی اُسکی بانک کے پیچھے بڑھادی۔۔۔

کسوہ اُسے فالو کرتے دور ایک سنسان بڑے سے پہاڑ پر آگئی جس کے سامنے دور تک پھیلا حسین ٹھاٹھیں مارتا سمندر دکھائی دیتا تھا۔۔۔ وہ اکثر یہیں آیا کرتی تھی جب بہت اُداس یا خود کو اکیلا محسوس کرتی۔۔۔ وہ اب بھی وہیں آرہی تھی۔۔۔ لیکن اُسکا حیران ہونا اب فضول تھا کہ اس جگہ کا سمیان کو کیسے پتہ۔۔۔ وہ تو پہلے سے سب کچھ جانتا تھا بے خبر بس وہ ہی تھی۔۔۔

سمیان بانک سے اُترتا اپنا سیلیٹ اُتار اور اُسکے پاس آتا اُسکی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔۔۔۔

کسوہ نے ایک گہرا سانس لیا اور آنکھ کی آئی برو چڑھاتی سخت خفگی لئے سامنے ہی دیکھتی رہی۔۔۔۔ جس پر سمیان ہلکا سا مسکرا دیا۔۔۔

کیا مجھے تم سے محبت کا اظہار کرنے کے لیے آج کے خصوصی دِن کا انتظار کرنا ہو گا؟؟؟ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی اُسکی طرف بڑھاتا وہ پیار سے اُسے دیکھتا بولا۔۔۔۔

یعنی تم کھ رہے کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے؟"

(اس کی آنکھوں سے جھلکتے احساس کو حیرانگی سے دیکھتی بولی۔۔۔۔ اور آہستہ سے

ہاتھ تھام کے گاڑی سے باہر آگئی۔۔۔

"نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا"

"تو پھر عادت ہے؟"



"نہیں میں نے یہ بھی نہیں کہا"

"تو پھر کیا ہے جو میرا ہر بار تمہیں اتنی نفرت سے دھتکارنا بھی پیچھے ہٹنے کی بجائے

اور مضبوط کر رہا ہے؟؟

(اس نے ذرا مزید حیرانی سے پوچھا)

"میسر ہوتے تو عادت ہوتی نا، حاصل ہوتے تو محبت ہوتی۔ مجھے بس آپ کی چاہت

ہے اور یہ چاہت کب عشق میں بدلی پتہ ہی نہیں چلا" اور عاشقوں کو کب کسی بات

سے فرق پڑتا ہے انہیں تو محبوب ہر حال میں ہر صورت میں محبوب ہوتا ہے۔۔۔

(وہ بس اُسے سانس روکے کچھ پل دیکھتی رہی پھر زور سے ہنسی۔۔۔۔

تو عشق میں گرفتار رہا۔۔ جھوٹ کہا

محبتوں میں بے قرار رہا۔۔۔ جھوٹ کہا

بڑے سکون سے مجھے چھوڑ دیا توڑ دیا

پھر مرے بعد سو گوار رہا۔۔ جھوٹ کہا

کئی راتوں سے مرا حال تک نہیں پوچھا

تو رابطے کا طلبگار رہا۔۔ جھوٹ کہا

مجھے صلیب انتظار پر تو ٹانگ گیا۔۔

تجھے بھی میرا انتظار رہا۔۔ جھوٹ کہا

قسم خدا کی اتنے یقین سے جھوٹ بولتے ہو

کہ مرے فراق میں بیمار رہا۔۔۔ جھوٹ کہا

پھر جب بولی تو لفظوں سے شعلے بھڑکاتی۔۔ مگر لہجہ برف کی طرح ٹھنڈا

تھا۔۔ آنکھیں اُسکی حالت پر مذاق اڑاتی سی تھیں۔۔ اپنا ہاتھ جھٹکے سے اُسکے

ہاتھ سے کھینچتی وہ ظاہر کر رہی تھی کہ اب بھی اُسکا دل پوری طرح اُسکی محبت پر

ایمان نہیں لایا ہے۔۔۔۔

تمہارے دل کے سبھی رستوں پہ گرد سی جمی ہے؟ تم نے جذبات کو گہری نیند سلا  
رکھا ہے۔۔ محبتوں سے منہ موڑ رکھا ہے؟ مگر کسوہ پیت جھڑ ہمیشہ تھوڑی رہتے ہیں

؟ بہاریں تو آ کے رہتی ہیں۔ محبتیں رزق ہوتی ہیں پہنچ کے رہتی ہیں

۔۔۔۔ تمہاری ساری بد گمانیاں ایک دن میری محبت سے دھل جائیں گی۔۔ اُس

دن پھر تمہیں محبت کے سوا کچھ نہیں دکھائی دے گا۔۔ اپنی چمکتی آنکھوں سے

اُسکے تنے خوبصورت نقوش غور سے دیکھتا مسکراتا ہوا بولا۔۔۔۔

کسوہ اُسکے غور سے خود کو دیکھے جانے پر تھوڑی کنفیوزڈ ہونے لگی۔۔ اُسکے لمبے

کھلے بال تیز ہوا کی وجہ سے بکھرتے اُسکے منہ پر بکھرے جارہے تھے جنہیں اُسکے

لیے سنبھالنا مشکل رہ رہا تھا۔۔۔۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو جکڑتی

لیکن سامنے کی کٹنگ ہوئے بال اُسکے کسی طور قابو میں آ کر ہی نہیں دے رہے

تھے۔۔۔ تبھی سمیان جو کافی غور سے اُسے دیکھ رہا تھا بے اختیار آگے بڑھتا اُسکے  
سارے بال اپنے ہاتھ میں لے کر سمیٹا ڈھیلی سی چوٹی بننے لگا۔۔۔  
کسوہ تو جیسے اُسکی اُس بے اختیاری پر جھیل کی طرح پُر سکون ہوتی ٹھہر  
گئی۔۔۔ کسوہ کو اپنے بال اتنے اچھے بندھے دیکھ کر یقین ہی نہیں ہوا کہ یہ صمیان  
نے باندھے۔۔۔

وہ چہرے پر آئے چھوٹے بالوں کو پیچھے کرتی ہنس دی۔۔۔ کیا آرمی میں تمہیں اتنے  
اچھے بال باندھنے کی بھی ٹریننگ دی گئی تھی؟؟؟ تعریف کے ساتھ وہ ہلکا سا اُسکا  
مذاق اڑاتی بولی۔۔۔

بلکل نہیں۔۔۔۔ کچھ چیزیں سیکھی نہیں جاتی بس ہو جاتی ہیں دل سے۔۔۔ ان میں  
سامنے والے کی محبت اور خلوص نیت شامل ہوتی ہے۔۔۔ اپنی ٹائی کی پن جو کے  
ہیئر پین جیسی تھی نکال کر کسوہ کے سامنے کے بال اچھے سے سیٹ کرتے اُس نے  
بڑے محبت بھرے انداز سے لگاتے کہا۔۔۔

کسوہ کے لبوں پر حسین مسکراہٹ رہینگئی اور آنکھیں جھک گئی۔۔۔  
محبت کسی ہوا کی طرح ہوتی ہے جسے دیکھ تو نہیں سکتے لیکن ہاں آپ اسے محسوس کر  
سکتے ہیں۔۔۔۔ اور وہ اُسکی سنگت میں اس محبت کو دل کی گہرائیوں سے محسوس کر  
رہی تھی۔۔۔۔

تو کیا آپ آج رات میرے ساتھ بلیںک ڈیٹ پر چلنا پسند کریں  
گی؟؟؟۔۔۔ سمیان نے اپنا کوٹ اُتار اور اچانک اُسکے وجود پر پھیلاتے ہوئے  
فلرٹی انداز میں پوچھا۔۔۔  
اپنی فلرٹی آنکھوں سے اُسے دیکھتا وہ اس وقت کسود کو بہت پیار الگا۔۔۔ کسود بے  
اختیار منہ پر ہاتھ رکھتی ہنس دی۔۔۔  
بلکل بھی نہیں۔۔۔ میری آج ایک بہت امپورٹنٹ میٹنگ ہے تاج ہوٹل روم  
نمبر 65 میں اور اُنہیں کے ساتھ ڈنر پلین ہے۔۔۔ تو سوری۔۔۔ ہنسی روک کر  
نخریلے انداز میں کہتی وہ صاف اُسے ٹھینکا دیکھا گئی۔۔۔  
سمیان اُداسی سے ہلکا سا سائیڈ سائل پاس کرتا خاموش کھڑا سمندر کو دیکھنے  
لگا۔۔۔ کسود بھی سامنے دیکھتی اُسکی گہری چُپ محسوس کرنے لگی۔۔۔  
مانا کہ پتھر ہوں۔۔۔  
مگر پتھروں کی بھی بہت سی اقسام ہوتی ہیں۔۔۔  
یہ نہیں کہ سنگ زیاں ہوں۔۔۔  
اور آپ کو خود سے اجتناب کا مشورہ دوں۔۔۔  
میں پارس بھی ہو سکتی ہوں۔۔۔  
جسے چھو کر کوئی بھی سونا بن جائے۔۔۔

مگر نہیں!! ٹھہریے۔۔

اتنا عامیانہ پن بھی اچھا نہیں ہوتا۔۔

مجھ میں زمر کی صفات بھی پائی جاسکتی ہیں۔۔

یا شاید۔۔

کسی کے لیے سخت پتھر، تو کسی کیلئے پارس،

کسی کے لیے زمر بھی ہو سکتی ہوں،،،

ایسا کیجئے کھوج ہی ناکھیجئے،،

آپ دوری اختیار کیجئے،،،

کہ ہر پتھر یا قوت نہیں ہوتا،،،

سامنے دیکھتی وہ گہرے لفظوں میں اُس سے بولی جس پر سمیان پلٹ کر اُسے دیکھنے

لگا۔۔۔

میرا یقین ہے محبت بڑے سے بڑے پتھر توڑ دیتی ہے۔۔ یہ دہکتی آگ کو بھی ٹھنڈا

کر دیتی ہے۔۔ محبت کے کئی رنگ ہیں۔۔ ہر رنگ نرالا اور حسین ہے۔۔

محبت قید رکھتی ہے مگر اس قید میں رہ کر جو خوشیاں دل کو ملتی ہیں کہیں سے مل

نہیں سکتیں کہ اس کی نرم زنجیریں،،، کبھی گھائل نہیں کرتیں





کسوہ نے اُسے ایسے دیکھا جیسے اُسکا دماغ چل گیا ہو۔۔۔ مجھے لگتا ہے کافی دیر ہو گئی۔۔۔ یہ کہتی وہ جھٹ سے ایسے آگے بڑھ کر گاڑی میں بیٹھی کہ اگر ایک پل اور یہاں روکی تو پھر کبھی یہاں سے جا نہیں سکے گی جیسے وہ اُسے قید کر لے گا۔۔۔ اُسکی اتنی ہڑبڑاہٹ اور جلد بازی دیکھتا صمیان حیران ہی رہ گیا۔۔۔ جب وہ شرارت سے گاڑی کا شیشہ نیچے کرتی اُسکی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔

میں نے کل کک سے کہہ کر آج رات کا ڈنر مینیو کافی ہلکا پھلکا رکھوایا ہے۔۔۔ وہ کیا ہے نہ بابا بھی پرہیزی کھا رہے ہیں اور پھر ہمارے گھر جو مہمان رکنے آئے ہیں اُنکی طبیعت بھی آج کل کچھ ٹھیک نہیں چل رہی۔۔۔ تو تمہیں یہ ڈیٹ وغیرہ کا فضول خیال ذہن سے نکال کر گھر کا کھانا کھانا چاہیے اور آرام کرنا چاہیے۔۔۔ ہم۔۔۔ صمیان منہ کھولے حیران اُسے سن رہا تھا اُسکی آنکھوں کی شرارتی چمک اور لبوں کی دبی مسکراہٹ صاف بتا رہی تھی کہ وہ اُسے آرام سے اُلو بنا گئی ہے تبھی وہ تیزی سے آگے بڑھ کر اُسکی گاڑی کا دروازہ کھولنے ہی لگا تھا جب وہ زور سے ہنستی گاڑی آگے بڑھا گئی۔۔۔

اُسکی حسین مسکراہٹ کی جھنکار گاڑی میں گونج رہی تھی جب اُس نے سائیڈ مرر سے صمیان کو بھی وہیں کھڑے ہنستے دیکھا۔۔۔ وہ پھول جو صمیان نے اُسے دیا تھا گہری مسکراہٹ لیے ہونٹوں کے قریب کرتی اُن پر آہستہ سے لب رکھ گئی۔۔۔



وقت کچھ پل آگے بڑھا۔۔۔ جو دونوں کو زیادہ نہیں لیکن تھوڑا بہت ایک دوسرے کے قریب ضرور لا گیا۔۔۔ کسوہ اب اُس سے پہلے کی طرح لڑتی نہیں تھی۔۔۔ لیکن زیادہ خود سے فری ہونے کی اجازت بھی نہیں دیتی تھی۔۔۔ وہ اُس سے چھپ کر اُسکی فکر کیا کرتی اُس کا خیال رکھتی۔۔۔ اکثر صمیان کو رات دیر سے گھر لوٹنے پر کھانا اوون میں گرم ملتا۔۔۔ اُس کا روم پہلے کی نسبت کافی صاف ستھرا اور خوشبو سے مہکا ہوتا۔۔۔ جس سے محسوس ہوتا تھا کہ یہ سرونٹ کا نہیں کسی اپنے پیارے کا کام ہے۔۔۔ اُسکے کپڑے ایک دن پہلے پہنے جانے والے ریڈی ہوئے ملتے۔۔۔ اکثر ساتھ بیٹھ کر کھانے پر وہ اُسکی پسند کی چیزیں اُسے سرو کرتی۔۔۔ یہ سب اُسکے پیچھے کون کر رہا ہے یہ بات صمیان بخوبی جانتا تھا لیکن اس کا احساس نہ کبھی کسوہ نے اُسے دلا یا نا ہی صمیان کوئی ذکر کرتا دونوں بس خاموشی سے اپنی محبت ایک دوسرے کے لیے جی رہے تھے اور یہی ایک پیارا احساس تھا۔۔۔

فلحال اس بات کہ علم کسی کو نہیں تھا کہ دونوں کے بیچ چلتی یہ جنگ کب کی چُپ محبت میں بدل چکی ہے۔۔۔



سر مس از اہ نام کی لڑکی آئیں ہیں جو خود کو آپکی بیٹی بتا رہی ہیں وہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔۔۔ ایک آرمی نوجوان جس کی عمر 24 کے قریب تھی وہاں آتا جرنل ذیشان کو اطلاع دیتا بولا۔۔۔

جرنل ذیشان جو ایک اہم میٹنگ میں تھے اُس نوجوان کی بات سنتے حیران رہ گئے۔۔۔ اوکے آپ اُنہیں۔ میرے آفس میں بیٹھائیں میں ابھی آتا ہوں۔۔۔ اس وقت کمرے میں اُنکے قریبی ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔۔۔

مجھے لگتا ہے کوئی اہم معاملہ ہے جس کے لیے اُسے خود یہاں آنا پڑا آپ کو جانا چاہیے۔۔۔ جرنل کو پریشان دیکھتے کمانڈو آفسر نے کہا۔۔۔ میں اُس سے مل لوں گا۔۔۔ لیکن ہم پہلے اپنا فرض پورا کریں گے۔۔۔ یہ کہتے جرنل ذیشان نے میٹنگ جاری رکھی اور قریب 20 منٹ بعد میٹنگ ختم کرتے وہ جیسی آفس میں داخل ہوئے اُنہیں وہاں کوئی نہیں دکھائی دیا۔۔۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا وہ 10 منٹ اُنکا انتظار کرنے پر واپس جا چکی تھی۔۔۔

آخر یہ لڑکی چاہتی کیا ہے۔۔۔ کیوں اپنی جان کی دشمن بنی ہے۔۔۔ کیوں اتنی ضدی ہو چکی ہے کہ میری کہی کوئی بات اب اُسکی نظر میں وہ اہمیت نہیں

رکھتی۔۔۔ جرنل ذیشان دکھ سے کہتے سیٹ پڑا کر بیٹھے۔۔۔ وہ ازراہ کے لیے بہت پریشان دکھائی دے رہے تھے تبھی اُنکے ڈور کا دروازہ نوک ہوا۔۔۔  
سراٹھا کر اجازت دیتے وہ دروازے کو ہی دیکھ رہے تھے جس کے کھلنے پر صمیان اُنہیں سیلوٹ کرتا اندر آیا۔۔۔

کیا بات ہے سر آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں؟؟ اندر آتا وہ اُنکے چہرے سے پریشانی بھانپتا ہوا بولا۔۔۔

ازراہ یہاں آئی تھی۔۔۔ میرے لاکھ منع کرنے پر بھی اپنی پہچان ظاہر کرتی وہ یہاں مجھ سے ملنے چلی آئی۔۔۔ اور دیکھو مجھ سے ملے بنا چلی بھی گئی۔۔۔ اس بات کا کیا مطلب ہوا۔؟؟؟ صمیان کو سوال بھری نظروں سے دیکھتے وہ پریشانی سے ابھی بولے ہی تھے جب اُنکا ٹیبل پر رکھا فون رنگ کرنے لگا۔۔۔

ازراہ۔۔۔ سراٹھا کر اسکرین کو دیکھتے وہ صمیان سے بولے اور فون اٹھا لیا۔۔۔ صمیان بھی اب تجسس سا اُنہیں دیکھ رہا تھا لیکن جرنل ذیشان کے چہرے کے رنگ آہستہ آہستہ اب سفید پڑنے لگے تھے۔۔۔

وہ بنا کچھ بولے سُن سے ایک ٹک صمیان کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ صمیان کو خطرے کا احساس ہوا جب وہ آگے بڑھ کر اُنکے ہاتھ سے فون لیتا بولا۔۔۔ ہیلو کون؟؟؟

ہاہاہا۔۔۔ بھول گئے مجھے میجر صمیان؟؟ چلو میں یاد دلا دوں میں ڈی ایس وہی جس کے پیچھے تم کئی وقت سے لگے ہو۔۔۔ ایک زبردست سی خبر دوں ازاہ میرے پاس ہے۔۔۔ اُسے زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو جرنل کے ساتھ مجھے ابھی اُنکے پرانے گھر پر ملو۔۔۔ اور ہاں خبردار جو کوئی چلا کی کی ورنہ ازاہ کی موت کے ذمہ دار تم ہو گے۔۔۔۔۔ اپنی بات پوری کرتے فون کاٹا جا چکا تھا۔۔۔

صمیان کی سانسیں تیز چلنے لگی اور مٹھیاں غصے سے بھیج گئیں۔۔۔ آج میں اس جانور کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔

نہیں صمیان ہمیں احتیاط سے کام لینا ہو گا ازاہ اُسکے قبضے میں ہے۔۔۔ وہ اُسے جان سے بھی مار سکتا ہے۔۔۔ اور میں کسی قیمت پر اپنی جان سے پیاری بیٹی کو کھونا نہیں چاہتا۔۔۔ ہم جائیں گے اکیلے۔۔۔ لیکن ہماری ٹیم ہمارے ساتھ ہوگی۔۔۔ ہم دیکھیں گے آخر وہ سامنے کیوں آیا اور کیا چاہتا ہے۔۔۔ ہم اپنی ٹیم سے رابطے میں رہیں گے ازاہ کو سیو کرنے کے بعد ہم اپنی ٹیم کے ساتھ ڈی ایس پر موقع دیکھ کر دھاوا بولیں گے۔۔۔۔۔ جرنل ذیشان بھاری آواز میں اُسے کمانڈ کرتے بولے جس پر وہ سر ہلاتا فوراً سے حرکت میں آ گیا۔۔۔

رات کے سائے ڈھلنا شروع ہو چکے تھے جب جرنل ذیشان اپنے پرانے گھر کا دروازہ آہستہ سے کھولتے بنا آواز کیے اندر آئے۔۔۔۔۔ اُنکے ہاتھ میں گن تھی جسے

وہ سامنے کی طرف اٹھائے پوزیشن میں چلتے آگے کی طرف احتیاط سے بڑھ رہے تھے۔۔۔ کئی یادوں کا سمندر جو اس گھر سے جوڑا تھا انہیں اپنے حصار میں جکڑنے لگا۔۔۔ خوشیاں غم سوگ کیا کچھ نہیں دیکھا تھا انہوں نے اس گھر میں۔۔۔ کتنی مشکل سے خود کو سنبھالا تھا لیکن یادوں کے وہ پٹارے ایک بار پھر بھیانک حقیقت کا روپ دھارے اُنکے سامنے آچکے تھے۔۔۔

ڈی ایس نئی صورت میں ایک بار پھر اسی گھر میں اُنکے پیارے کا خون کا پیسا بنا کھڑا تھا۔۔۔ سالوں پہلے بھی یہی ہوا تھا اُس وقت وہ مجبور تھے کچھ نہ کر سکے تھے اپنی جان سے پیاری بیوی کو بچانے کے لیے آج پھر وہ اُنکا دل چیرنے آیا تھا اور اس بار وہ مجبور نہیں تھے وہ کسی بھی صورت اپنی بیٹی کو موت کی آغوش میں نہیں دینے والے تھے۔۔۔

اُنکے اندازے کے مطابق ڈی ایس کے یہاں ہونے کی صورت میں اُسکے ڈھیر سارے آدمی ہونے چاہیے تھے جو اُسکی حفاظت پر معمور ہوتے لیکن یہاں تو نہ بندہ تھا نہ بندے کی ذات۔۔۔ گھر ایک دم خالی خولی پڑا تھا۔۔۔

کوئی دھپ کی آواز کے ساتھ چھت پر گودا۔۔۔ ایک دم سیاہ لباس پہنا ہوا وہ شخص رات کی بڑھتی پر چھائی میں رات کا ہی حصہ معلوم ہو رہا تھا۔۔۔ کونے میں بیٹھی سیاہ رنگ کی کالی بلی اُسے دیکھ کر ڈرتی بھاگ گئی۔۔۔ اُس نے پینٹ کے پائنجے کے



پیچھے چھپی اپنی گن نکالی اور پوزیشن لیتا آگے کی طرف چلنے لگا۔۔۔ جرنل ذیشان مین ڈور سے جبکہ صمیان چھت کے راستے سے اس گھر میں داخل ہوئے تھے تاکہ کسی قسم کی ہنگامی صورت میں فوراً ایکشن لے سکیں۔۔۔۔

وہ احتیاط سے اپنے چاروں اطراف چیل کی نگاہ رکھتے نیچے کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔۔ پورا گھر سنسان پڑا تھا ایسا لگتا تھا گھر برسوں سے بند رہا ہو۔۔۔ ہر طرف مٹی دھول کے ساتھ بہت سا کچرا اور بو تھی جو پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ نیچے سیڑھیوں سے اترتا سیکنڈ فلور پر آگیا جس کے اٹے ہاتھ کی طرف ایک روم آتا تھا پہلے اور پھر اُسکے بعد ایک بڑا سا ہال بنا تھا سمیان دھیمے قدم اٹھاتا آگے بڑھتا جب اُسے خالی روم سے کچھ گرنے کی آواز آئی وہ فوراً اُسے اُس طرف متوجہ ہوتا روم کی طرف بڑھنے لگا اُسے لگا تھا کہ ڈی ایس یا تو یہاں چھپا ہو گا یا پھر اُس نے ازراہ کو یہیں یرغمال بنایا ہو گا۔۔۔۔

پیر کی مدد سے دروازہ آگے کی طرف دھکیلا جو لاک نا ہونے کی وجہ سے آہستہ سے کھلتا چلا گیا۔۔۔۔

مضبوط قدم تیز نگاہیں اور سامنے کی طرف نشانہ تاگے وہ کمرے کے اندر آیا کمرہ روشن مگر خالی تھا وہاں رکھے پُرانے دھول سے آٹے سامان کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا۔۔۔۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے اُس نے اسی کمرے سے کوئی چیز گرنے کی آواز سنی تھی اور اب یہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔ ابھی وہ گن نیچے کرتا سیدھا ہوا سوچ ہی رہا تھا جب کوئی پیچھے دروازے سے بے اختیار زور زور سے ہنستا باہر آیا۔۔۔۔

میجر صمیان خان۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ تمہیں کیا لگا کہ میں اتنی بیوقوف ہو گئی کہ تمہارے جال میں پھنس کر سب کچھ اُگل دوں گی۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ تم نے مجھے کیا کاٹھ کا اُلو سمجھ لیا تھا؟؟؟

صمیان تیزی سے گھوما اور سامنے کھڑے انسان کو دیکھتے اُسکی آنکھیں جھپکنا بھول گئیں۔۔۔۔ ازہ۔۔۔ اُس کے لبوں سے حیرت زدہ نام نکلا۔۔۔ ہاں وہی ازہ جسے تم 3 ماہ سے اُلو بنا رہے تھے۔۔۔ جس راز کو معلوم کرنے کے لئے میرے پیارے بابا،،،، اوہ سوری جنرل ذیشان حیدر ایک قابلِ ذمہ دار آفیسر نے تمہیں بہر و بیہ بنا کر میرے پیچھے لگایا۔۔۔ اور اُس معصوم چہرے کے پیچھے چھپے اس تیز طرار چال باز اور پتھر انسان کو میں دیکھ ہی نہیں پائی۔۔۔۔ کتنی آرام سے بیوقوف بنتی گئی۔۔۔۔ یہ کہتی اُسکی آنکھیں درد میں ڈوبی لیکن ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی جس میں تکلیف کے آثار واضح تھے۔۔۔۔

اُسکی ہنسی اور تیز آوازوں کو سنتے جنرل ذیشان بھی وہاں بھاگ کر آئے تو حیرت سے سامنے کھڑی ازہ کو دیکھا اور اُسے ٹھیک ٹھاک دیکھتے وہ سب سمجھ گئے۔۔۔

یہ دیکھیں آپ کے آفسر بھی آگئے۔۔۔ ہاتھ کے اشارے سے صمیان کو بولی۔۔۔ صمیان نے غصے سی آنکھیں میچتے جبرے پیسے۔۔۔ اُسے بے حد غصہ آرہا تھا۔۔۔۔

آپکو کیا لگا تھا جرنل صاحب جو راز میں اتنے سالوں سے دل میں دفن کیے بیٹھی ہوں وہ اس انسان کے سامنے کھول کر رکھ دیتی؟؟؟ میں بیوقوف تو بن گئی لیکن پاگل نہیں تھی میں۔۔۔۔ اب وہ باپ کے سامنے آتی گھرے سانس لیتی سارے ضبط توڑ کر زور سے بولی۔۔۔

ازاہ بکو اس بند کرو اپنی۔۔۔ تم نے جو آج گھٹیا حرکت کی ہے جانتی ہوا اگر اس سے جرنل کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔ وہ تمہارے لیے کتنا پریشان ہو گئے تھے۔۔۔ ڈی ایس کی آواز بنا کر تم نے اپنے بابا سے جھوٹ بولا شرم آنی چاہیے تمہیں۔۔۔ جانتی ہو وہ کتنا ڈر گئے تھے تمہیں کھونے سے۔۔۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ تمہیں کسی قیمت پر کچھ نہیں ہونے دیں گے۔۔۔ اب صمیان بھی اُس کے سامنے آتا بنا کوئی لحاظ رکھے غصے سے اونچی آواز میں ایسے دھاڑا کہ پورا گھر گونج اٹھا۔۔۔

ایک پل کے لیے ازاہ اُسکی دھاڑ سنتی کانپ گئی لیکن پھر ہمت کرتی بولی۔۔۔ اچھا پھر پوچھو ان سے اُس وقت یہ کہاں تھے جب میری ماں کو زندہ میری آنکھوں کے سامنے جلا یا گیا۔۔۔ کہاں تھے یہ جب کنگ مجھے اپنے ساتھ لے جا رہا تھا؟؟؟ 3

سال میں اُسکی قید میں رہی کیا کیا اذیتیں نابرداشت کی پوچھو یہ کہاں تھے اُس وقت کیوں مجھے بچانے نہیں آئے؟؟ میں کتنا روئی تڑپی لیکن انہوں نے خاموشی سے فرض کر لیا کہ مر گئی۔۔۔ یہ نہیں آئے۔۔۔ اور آتے بھی کیوں؟؟ یہ تو ایک عظیم سپاہی تھے جن کے لیے اُنکا فرض اُنکی ذمہ داری سب سے اہم تھی ہم سے بھی زیادہ۔۔۔ انہوں نے ہمیشہ ہم سے اوپر اپنا فرض رکھا۔۔۔ اُنکے لیے اُنکا ملک اس کا پرچم اس کے لوگ ہی سب سے اوپر رہے ہم تو کبھی اُنکی زندگی کا حصہ رہے ہی نہیں۔۔۔۔

یہ ایک پتھر دل اور بے حس انسان ہیں جن کے لیے رشتے کوئی اہمیت نہیں رکھتے تم بھی ان کے جیسے ہی ہو کس کے جذبات، احساسات سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ لیکن۔۔۔

اب اُسکی روتی آنکھوں میں سختی در آئی آواز میں کڑک پن اور لہجہ بے خوف جب وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتی ضد لیے بولی۔۔۔

لیکن میں اپنی ماں کا وہ درد بھرالمحہ نہیں بھولی۔۔۔ میں آرمی کے جوانوں سے پہلے خود ڈی ایس کوڈ ہونڈو گی اور اُس سے اپنی ماں کا بدلہ لو نگی بلکل اُسی طرح جس طرح 7 سال پہلے اُس کنگ سے لیا۔۔۔ جس کے زندہ یا مردہ ہونے کا آج تک کسی کو پتہ نہیں چل سکا۔۔۔ اور نہ ہی کبھی چلے گا۔۔۔ اس نئے کنگ کا بھی وہی حال

ہوگا۔۔۔ جب جب کوئی نیا کنگ زندہ ہوگا ازاد آئے گی اُس کنگ کی بربادی بن  
کے۔۔۔ اس کا بھی وہی حشر ہوگا۔۔۔ صمیان ساکت کھڑا اُسکی آنکھوں کو دیکھ رہا  
تھا جن میں جنون اور وحشت تھی۔۔۔

جرنل ذیشان جوازادہ کی باتیں سنتے بہت دیر سے برداشت کیے کھڑے تھے اب اُنکی  
ٹانگوں میں وہ قوت نارہی اُنکے ہاتھ سے گن چھوٹ کر زمین پر جا گری اور وہ دل  
پکڑتے زمین پر جھک گئے۔۔۔



ازادہ کی زبان کو اچانک بریک لگا جبکہ صمیان گن کرنے کی آواز پر جھٹکے سے  
مڑا۔۔۔ سر۔۔۔ زور سے چیخا وہ اُنکی طرف بڑھا اور اُنہیں اٹھانے لگا۔۔۔  
سر کیا ہوا آپکو؟؟؟ آپ ٹھیک ہیں؟؟؟ پریشانی سے اُنکے درد بھرے چہرے کو دیکھتا  
بولا جن کا چہرہ پسینے سے شرابور ہوتا اب سفید پڑ رہا تھا۔۔۔  
آنکھیں صمیان کو کسی احساس کے تحت دکھ سے دیکھ رہیں تھیں۔۔۔  
ازادہ اگر سر کو کچھ بھی ہوا تو یاد رکھنا تمہیں معاف نہیں کروں گا۔۔۔ نہایت غصے  
سے ازادہ کی طرف دیکھ کر اپنے غضب ناک انداز سے کہتا وہ ذیشان کو بازوؤں میں  
اٹھاتے باہر کی طرف بھاگا۔۔۔

اُسکی آنکھوں کی نفرت اور لفظوں کی سختی ازراہ کوزمین میں گاڑھ گئی۔۔۔ اُس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔۔ دھڑام سے نیچے گرتی اب اُس کی آوازیں پورے گھر میں بین کرتی گونج رہی تھیں جنہیں کوئی سننے والا نہیں تھا۔۔۔

سمیان جرنل کو آرمی میس ہسپتال لے آیا جہاں کافی ٹائم سے اُنکا وہیں علاج ہو رہا تھا۔۔۔ جرنل کی ایسی حالت دیکھتے ڈاکٹر فوراً حرکت میں آتے اُنکا ٹریٹمنٹ شروع کر چکے تھے۔۔۔ جرنل ذیشان کے بارے میں سنتے تمام آفسر بھی بھاگے بھاگے وہاں چلے آئے۔۔۔ جبکہ کچھ سولجرز وہی ہسپتال کے باہر پریشان کھڑے جرنل کے ٹھیک ہو جانے کی دعائیں کرنے لگے۔۔۔

میجر جرنل آفاق داور شاہ جو جرنل کے سب سے قریبی ساتھی رہے تھے صمیان کو پریشان بیٹھا دیکھ اُسکے پاس آتے فکر مندی سے بولے۔۔۔  
میجر صمیان کیا ہوا ہے جرنل کو؟؟ اچانک یہ سب کیسے ہو گیا آج صبح تک تو وہ بالکل ٹھیک تھے۔۔۔

سمیان نے دکھ سے سراٹھا کر اُنہیں دیکھتے بنا جھجک کے شروع سے آخر تک سب بتا دیا جسے سن کے جرنل آفاق بھی افسوس سے سر ہلائے بنا رہا نہ سکے۔۔۔

وہ میرے بابا کی جگہ ہیں سرا اگر اُنہیں کچھ ہو گیا تو یہ میرے لیے بہت بڑا دھچکا ہو گا۔۔۔ اُنہوں نے ہر موقع پر مجھے سب سے زیادہ سپورٹ کیا۔۔۔ جب میں



ٹوٹنے لگتا تو مجھے حوصلہ دیا۔۔۔ تمام سو لجز سے زیادہ مجھے اہمیت دی۔۔۔ کبھی مجھ سے سختی سے پیش نہیں آئے۔۔۔ مجھ پر سب سے زیادہ ٹرسٹ کیا۔۔۔ اور آج وہ اس حال میں ہیں وہ بھی اپنی بیٹی کی وجہ سے جس سے وہ سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں مجھے یہ بات بہت دکھ دے رہی ہے۔۔۔ صمیان قرب سے آنکھیں بند کرتا جرنل آفاق سے بولا۔۔۔

ہاں وہ تمہیں سب سے زیادہ ایڈمائیر کرتا تھا۔۔۔ اُسکی نظر میں تم سب سے زیادہ قابل مضبوط محنتی اور بہادر سو لجز تھے جو کسی بھی طوفان کسی مشکل سے نہیں ڈرتا۔۔۔ اُسے تم سے کئی زیادہ امیدیں تھیں۔۔۔ وہ اکثر تنہائی میں مجھ سے تمہاری قابلیت کی تعریف کیا کرتا۔۔۔ وہ تمہیں پیٹا سمجھتا نہیں مانتا بھی تھا۔۔۔ اپنے ہر اہم مشن میں اُس نے تم پر بھروسہ کیا یہاں تک جو بات اُس نے سب سے چھپا کر رکھی وہ تمہیں بتائی۔۔۔ یہ سچ میں بہت دکھ کی بات ہے کہ جن رشتوں محبتوں کے لیے اُس نے اپنی قربانی دی اُسکی کوئی اہمیت کوئی قدر نہیں رہی۔۔۔ جرنل آفاق اُسکی پیٹھ تھپتھپاتے افسردگی سے بولے۔۔۔

تبھی صمیان نے آہٹ کو محسوس کرتے سر اٹھا کر سامنے کوریڈور کی طرف دیکھا جہاں سے کوئی لڑکھڑاتے ٹوٹے کھلونے کی طرح بکھری حالات لیے گھسیٹ

گھسیٹ کر چل کر آتا وہاں رکھی بہت سی کرسیوں میں سے ایک پر دھپ سے  
گرتے بیٹھ گیا۔۔۔

آفاق نے بھی اُس انسان کو دیکھ لیا تھا تبھی ناراضگی سے دیکھتے اٹھے اور ایک سائیڈ  
میں جاتے کھڑے ہو گئے۔۔۔

صمیان نے قہر برساتی نظروں سے اُس انسان کو دیکھا اور غصے سے اٹھ کر اُسکے پاس  
آتا ایک کرسی چھوڑ کر دوسری کرسی پر ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں جوڑے جھک  
کر بیٹھ گیا۔۔۔

اب کیوں آئی ہو یہ دیکھنے کہ وہ زندہ بھی ہیں یا مر گئے۔۔۔۔۔ جاننا چاہتی تھیں نا تم کہ  
وہ آج سے 10 سال پہلے کہاں تھے جب تمہاری موم کو ڈی ایس نے مارا تھا۔۔۔ تو  
سنوں ازاہ ذیشان وہ اپنی فیملی کو بچانے کے لیے اپنی جان کی پرواہ کیے بناد شمنوں  
کے جھنڈ پر حملا کر چکے تھے۔۔۔۔۔ انہوں نے ہر ممکن کوشش کی تھی کہ اپنی فیملی  
کو ڈی ایس سے دور رکھیں اس لیے وہ اُسکے اصل مقام پر دھاوا بول کر اُسکے تمام  
ساتھیوں کو مار کر اُسے کمزور کر چکے تھے۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ تمہاری موم کو نا بچا  
سکے کیوں کہ تمہاری موم کے نصیب میں ایسی ہی شہادت لکھی جا چکی تھی۔۔۔۔۔ وہ  
تمہیں بچا لیتے ازاہ لیکن یہی مقدر میں لکھا تھا کہ ایک گولی دشمن کی طرف سے آتی  
اُنکے سینے کو چیرتی دل کے قریب سے ہوتی گزر گئی۔۔۔

وہ زندگی اور موت کے بیچ میں کھڑے رہ گئے۔۔۔ اُنکی سانسیں ختم ہو چکی تھیں۔۔۔ 4 دن وہ ہسپتال میں رہے ڈاکٹر زنا امید ہو چکے تھے اُنکے واپس لوٹ آنے پے لیکن وہ آئے صرف تمہارے لیے۔۔۔ اپنی جان سے پیاری اُس بیٹی کے لیے جس نے ہمیشہ اُن سے نفرت کی اُنکا دل دکھایا۔۔۔ 10 سال پہلے جو گولی اُنکے دل کے قریب سے گزری تھی اُس سے تو وہ بچ گئے لیکن آج تمہارے دُکھتے لفظوں نے جو اُنکے دل کو چیرا ہے مجھے ڈر ہے وہ یہ درد برداشت ناکر سکے تو کیسے خود کو معاف کرو گی بولو؟؟؟۔۔۔

اپنے چہتے لفظوں سے اُسکے جسم کا گوشت گوشت کاٹا وہ بے رحمی کی آخری حد پر جاتا سفاکی سے بول رہا تھا۔۔۔

ازاہ سرد آنکھیں لیے ساکت وجود بے جان جسم کی طرح بیٹھی رہی۔۔۔ اُسکا جسم برف کی طرح ٹھنڈا ہوتا کڑسا گیا تھا۔۔۔

6 ماہ لگے اُنہیں ریکور ہونے میں لیکن پھر بھی اُنہوں نے اپنی پرواہ کیے بنا تمہیں ہر جگہ تلاش کیا کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا لیکن تمہیں تو یہ سب معلوم نہیں تھا اس لیے تم نے وہ سب خود فرض کر لیا جو ایک بیمار ذہنی مریض کرتا ہے۔۔۔ اپنا دماغ استعمال کرنے کی زرا سی کوشش بھی نہیں کی تم نے۔۔۔ اور کرتی بھی کیوں یہ سب تو نارمل لوگ کرتے ہیں اور تم نارمل ہو ہی کب۔۔۔ تم تو اپنے درد اپنی

تکلیفوں میں 10 سال سے جیتی آتی ایک زندہ لاش بن گئی ہو۔۔۔ تمہارا ذہن

زنگ آلود ہو چکا ہے۔۔۔۔ تمہارے سر پر صرف بدلے کا جنوں سوار

ہے۔۔۔ غصے سے کہتا وہ اٹھا اور ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔۔۔

ازاہ اب بھی بنا کوئی حرکت کیے مورت کی طرح بیٹھی ایک ٹک سامنے دیکھ رہی

تھی جب روم سے ڈاکٹر نکل کر جرنل آفاق کی طرف آتے بولے۔۔۔

جرنل ذیشان حیدر کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے ہمیں فوراً سرجری کرنی

ہو گی۔۔۔ ڈونٹ وری ہمیں پوری اُمید ہے کہ یہ سرجری سکسیس فل رہے گی وہ

جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔ آپ سب بس دعاء کریں۔۔۔ یہ کہتے ڈاکٹر واپس اندر

چلے گئے۔۔۔

سمیان ساری بات سنتا پریشانی سے جرنل آفاق کو دیکھنے لگا جنہوں نے آگے بڑھ کر

اُسکا کاندھا تھپتھپاتے حوصلہ دیا۔۔۔

تبھی کچھ فاصلے پر بیٹھی ازاہ نے بھی ڈاکٹر کی بات صاف سنی اور آہستہ سے اٹھ کر باہر

کی طرف لڑکھڑاتے قدموں سے جانے لگی۔۔۔ جس پر جرنل آفاق نے صمیان کے

کاندھے پر دباؤ دیتے اُسے ازاہ کے پیچھے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ بے شک ازاہ کی غلطی

تھی جس کی وجہ سے ذیشان صاحب اس حالت کو پہنچے لیکن اُس سے بھی بڑی غلطی

یہ ہوتی کہ ازاہ احساسِ شرمندگی کے تحت کوئی غلط قدم اٹھاتی اور وہ دونوں خاموش

تماشائی بنے دیکھتے رہتے۔۔۔۔۔ اس لیے اُسکے دماغ کا بگڑا توازن دیکھتے آفاق

صاحب نے صمیان کو اُسے سنبھالنے کو کہا۔۔۔۔۔

صمیان ناچاہتے ہوئے بھی بے حسی سے اُنکے حکم کے آگے مجبور ہوتا ازراہ کے پیچھے

چل دیا۔۔۔۔۔



کسوہ لمبے لمبے ڈاگ بھرتی اپنے خوشگوار موڈ میں ایم ایس کے اندر داخل ہوئی جہاں

تمام امپلوئے منہ کھولے حیرت سے اُسے تک رہے تھے خاص کر فیملیز امپلوئے جو

اپنی کھڑوس سی دکھتی بگ باس کو جلتی بھونتی دیکھ رہیں تھیں۔۔۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے کی تو بات تھی کہاں وہ ویلن ٹائن منانے اور پھولوں سے چڑتی غصے

سے پورا ایم ایس ایمپائر اپنے سر اٹھائے ہوئے تھی اور اب اُسکے ہاتھ میں ایک

حسین گلاب کا پھول تھا جسے وہ مسکرا کر ناک کے قریب لاتی اُسکی مہک کو بڑے

پیار سے سونگھ رہی تھی۔۔۔۔۔ آخر چکر کیا تھا؟؟؟ ہر ایک شخص دوسرے کے کان

میں گھسا گھسہ پھسہ کرنے لگا۔۔۔۔۔

کسوہ بنا کسی کی پرواہ کئے اپنے آفس میں آتی باس کی سیٹ پر بیٹھی۔۔۔۔۔ جب ہانپتی

کانپتی ملائکہ اُسکے آفس میں واپس آنے کا سنتی بھاگ کر وہاں آئی تو اُسکی آنکھیں

حیرت سے پھیل گئی۔۔۔۔۔ کسوہ بڑا سا گلاب کا پھول سیدھے ہاتھ میں پکڑے اپنے

ٹیبیل کے گلدان میں پڑے قیمتی خوبصورت پھولوں کو اٹے ہاتھ سے نکال کر ٹیبیل پر رکھتی اُس گلدان میں وہ پھول سجائی۔۔۔۔۔

کسوہ میم گلاب کے پھول کے ساتھ؟؟؟ لیکن ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ گلاب کے پھولوں سے ایسا برتاؤ کر رہی تھی جیسے وہ سانپ بچھو ہوں اور اب وہ اس اکلوتے گلاب سے اتنی محبت جتا رہی ہیں۔۔۔ یقیناً یہ اس گلاب کا کمال تو نہیں بلکہ دینے والے کا کمال ہے۔۔۔ تبھی تو اس اکلوتے گلاب کے پھول کے آگے یہ بیچارے قیمتی پھول بھی اپنی بے قدری پر رو رہے ہیں۔۔۔۔۔ تو میم کسوہ کو بھی محبت ہو ہی گئی۔۔۔ ہائے کہیں وہ وہی جنٹلمین روڈ ہینڈ سم بندہ تو نہیں جو صرف دوبار اس مینشن میں آیا اور سب کے دلوں کو لوٹ کر لے گیا اگر سچ میں یہ وہی کسوہ میم کا لوی ڈوی ہوا تو کیا جوڑی ہو گی ماں قسم لوگوں کے کلیجے باہر آ جائیں گے۔۔۔۔۔ ملائکہ خود سے باتیں کرتی دل ہی دل میں ایکساٹڈ ہو رہی تھی۔۔۔

ان پھولوں کو اٹھا کر یہاں سے لے جاؤ اور آج شام میری جن کے ساتھ میٹنگ تھی انہیں فون کر کے کہو کہ دو گھنٹے کے اندر میرے آفس آ کر میٹنگ کریں۔۔۔ شام میں مجھے ضروری کام ہے جسکی وجہ سے میٹنگ ایر جنسی میں دو گھنٹے کے اندر ایم ایس میں رکھی گئی ہے دوسری صورت اگر وہ یہاں نہیں آتے تو پھر ایم ایس انکی بربادی کی ذمہ دار نہیں ہو گی۔۔۔۔۔ ملائکہ جو کسوہ کو دیکھتی من ہی من ہمیشہ کی





اور پھر سب نے اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا تھا کسوہ کا غضب کا اور جس کے حکم پر صرف 2 گھنٹے کے اندر ناصرف کانفرنس روم ایگزیکٹوز سے بھر گیا تھا بلکہ سامنے کی پارٹی کے لوگ وقت سے پہلے ایم ایس پہنچ گئے تھے جن کے چہروں پر ناراضگی صاف ظاہر تھی۔۔۔ لیکن کسوہ کو فرق نہیں پڑتا تھا انکی ناراضگی سے اُسے فرق پڑتا تھا تو صرف اپنے کام سے جو ہو رہا تھا۔۔۔

اس نے کم وقت میں شاندار میٹنگ اریج کی جو سکسیس فل رہی اور آخر میں سب کے چہرے مسکرا رہے تھے۔۔۔ اپنا کام وقت سے پہلے ختم کرتی اور باقی کا کام کل پر چھوڑتی وہ جلدی سے گھر کے لیے نکلی۔۔۔ پہلی بار ایسا ہو رہا تھا کہ وہ گھر جانے کے لیے اتنا ایکسائیٹڈ فیل کر رہی تھی۔۔۔

6 بجے وہ اپنے گھر پہنچی جہاں اس وقت اُسکے اور سرونٹس کے علاوہ کوئی نہیں تھا مصعب 8 بجے تک آتے تھے اور زہرہ اپنی کوچنگ سے پونے 8 تک۔۔۔

تمام سرونٹس کسوہ کو اتنی جلدی گھر آتا دیکھ حیران تھے۔۔۔ جب وہ روم میں چینج کر کے سیدھی کچن میں آئی تو انکی حیرت کی انتہا نہ رہی۔۔۔

سب مجھے گھورنا بند کرو اور اپنے اپنے کام پر لگو خبردار جو کسی نے مصعب صاحب یا زہرہ کے سامنے کچھ کہا تو۔۔۔۔ غصے سے لفظ چبا چبا کر کہتی وہ انہیں پکا کر گئی تھی سب اچھے سے اُسکی بات سمجھتے منہ دباتے اپنے اپنے کاموں پر بھاگے۔۔۔ بے شک

مصعب صاحب اس گھر کے مالک تھے لیکن وہ سب یہ بات اچھے سے جانتے تھے کہ حکم کسودہ مالکن کا ہی چلتا تھا اور دہشت بھی۔۔۔

آستین چڑھاتی آئی بروتھن کراو پر کیے وہ کچن میں آئی اور کک کورات کے ڈنر کا وہ تمام مینیو بتانے لگی جو صمیان کو پسند تھا۔۔۔ اُس نے اپنی نگرانی میں ہر چیز پر فیکٹ تیار کروائی ایسے کہ کہیں کوئی کمی نہ رہے۔۔۔ لیکن میٹھا خاص صمیان کی پسند کا اُس نے خود تیار کیا۔۔۔

سب تیاری اچھے سے دیکھنے کے بعد وہ من میں مسکرائی۔۔۔ اُسے پورا یقین تھا صمیان جب گھر لوٹے گا اور اتنا اچھا کھانا اپنی تمام پسند کا دیکھے گا تو خوش ہو جائے گا۔۔۔ یہ خاص تیاری صرف اور صرف صمیان کے لیے کی گئی تھی۔۔۔

اُس نے گھڑی کی طرف دیکھا جو 8 بجنے کا اشارہ کر رہی تھی جس کا مطلب تھا گھر کے مکین کسی بھی وقت آنے والے ہیں۔۔۔ وہ تیزی سے کچن سے باہر نکلنے لگی جب اچانک رکتی پیچھے مڑی اور گھور کر اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے بیچارے کک کو دیکھتے ڈرایا جو پہلے ہی سہا ہوا سالگ رہا تھا۔۔۔

تبھی گاڑی کے اندر آنے کی آواز سنتی وہ باہر کی طرف بھاگی۔۔۔ مصعب آفس سے آتے زہرہ کو بھی اپنے ساتھ لے آئے تھے تبھی دونوں کے باتیں کرنے کی آوازوں کو سنتی کسودہ وہی حال میں بیٹھ گئی۔۔۔

السلام وعلیکم۔۔۔ اُنہیں اندر آتا دیکھ مسکرا کر زور سے بولی۔۔۔  
وعلیکم السلام ارے بھئی واہ آج آپ اتنی فرما بردار کیسے ہو گئیں۔۔۔ کسوہ اور ہم  
سے پہلے گھر پر؟؟ مصعب زہرہ سے بول رہے تھے لیکن نظریں کسوہ پر جمی  
تھی۔۔۔ اُنکا لہجہ مذاق اڑاتا ہوا سا تھا۔۔۔

بابا رک جائیں تسلی کر لیں کہیں یہ آپ کا بھوت تو نہیں؟؟؟ زہرہ مصعب کا بازو  
تھامتی شرارت سے بولی۔۔۔ اب دونوں باپ بیٹی کسوہ کا مذاق اڑاتے ایک ہو چکے  
تھے۔۔۔

کسوہ بے پرواہ سے ناک سے مکھی اڑاتے اُنکے جو کس کو نظر انداز کرتی اور منہ ایک  
ادا سے بناتی بولی۔۔۔ آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔ آپ لوگ کچھ بھی بولیں۔۔۔ میں  
تھوڑا تھک گئی تھی اس لیے جلدی گھر آگئی۔۔۔ آپ لوگ فریش ہو جائیں جا  
کر۔۔۔

اس کے کوئی بھی اثر نالینے پر مصعب اور زہرہ بدمزہ ہوتے منہ بناتے اپنے اپنے روم  
میں چلے گئے جب اُنکے پیچھے کسوہ بے اختیار ہنس دی۔۔۔



ارے واہ آج تو بڑا شاندار ڈنر تیار کروایا گیا ہے کیا کوئی خاص بات ہے یا کوئی دعوت  
شاورت رکھی گئی ہے؟؟؟ مصعب لوازمات سے بھری ٹیبل دیکھتے خوشی سے

بولے۔۔۔

بابا آج ویلن ٹائن ڈے ہے نا اسی خوشی میں یہ اہتمام کیا گیا ہو گا۔۔۔ زہرہ مصعب  
کے ساتھ بیٹھتی اُنکی بات کے جواب میں ٹکڑا جوڑتی ہے اختیار بول گئی۔۔  
جس پر مصعب کے ساتھ کسوہ نے بھی ناخوشی سے اُسے گھور کر دیکھا۔۔۔  
دیکھو میرا بیٹا۔۔۔ یہ غیر مسلموں کی ایجاد کردہ گناہوں سے بھرپور رسم و رواج اور  
تہواروں کی غلاظت میں سے ایک محبت کے نام پر ”ویلنٹائن ڈے“ کا تہوار  
ہے۔۔۔ جو مسلم معاشرہ اپنی پاکیزگی کو بھی ان بے ہودگیوں سے ناپاک و آلودہ کرتے  
ہوئے جوش و خروش سے منارہے ہیں۔۔۔ بد نگاہی، بے پردگی، فحاشی و عریانی،  
غیر محرم لڑکے لڑکیوں کا میل ملاپ، فحش ہنسی مذاق اور پھر اس ناجائز تعلق کو  
مضبوط کرنے کیلئے تحائف کا تبادلہ اور آگے بڑھ کر بدکاری تک کی نوبت جیسی  
برائیاں اس دن کے منانے کے نتائج میں شامل ہیں۔۔۔۔ اس دن کو ہم کیسے  
سیلیبریٹ کر سکتے ہیں۔۔۔

اسلامی تعلیمات کا سر عام مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ غیر محرم کے ساتھ دوستی کا ناٹھ جوڑا جائے بلکہ اسلام نے ہمیشہ حیا و پاکیزگی کی تعلیم دی ہے۔۔۔

اللہ تعالیٰ سورہ نور میں ارشاد فرماتے ہیں ”(اے نبی) مسلمان مردوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شر مگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے بہت پاکیزہ (حکم) ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پاک دامنی کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔۔۔۔ ایک اور مقام پر فرمایا (تمہارے لئے پاکدامن عورتیں اس وقت حلال ہیں) جب تم ان کے مہر ادا کر کے نکاح میں ان کے محافظ بنو،

کتنی افسوس کی بات ہے کہ ہم مسلمان ہو کر یہ دن منائیں اور ویلنٹائن کارڈ، سرخ غبارے، چاکلیٹ، مصنوعی دل اور سرخ پھولوں سے لے کر بے حیائی و بے پردگی کے میل ملاپ تک تمام فحاشی و عریانی کے ریکارڈ توڑ دیں۔۔۔۔ یہ محبت تو ناہوئی محبت کا مذاق ہو گیا۔۔۔

محبت تو خوبصورت جذبہ ہے جسکے اظہار کے لیے مخصوص کوئی دن نہیں اور میاں بیوی کا رشتہ دنیا کا سب سے حسین رشتہ جس میں جتنا اظہار محبت کیا جائے اتنا اللہ



خوش ہوتا ہے۔۔۔ اسلام غیر محرم مرد اور عورت کے درمیان نکاح کے علاوہ  
محبت کا کوئی تصور قبول ہی نہیں کرتا۔۔۔۔۔ میاں بیوی کا رشتہ بہت مضبوط ہے اور  
جتنا مضبوط ہے اتنا نازک بھی۔۔۔۔۔ میاں بیوی کا رشتہ ایک ایسا احساس ہے جس میں  
محبت ہی محبت نظر آتی ہے۔۔۔۔۔ دونوں کو ایک دوسرے کا لباس کہا گیا  
ہے۔۔۔۔۔ اس لیے ان خرافات سے بچو میرے بچوں جن سے اللہ اور اُسکے رسول  
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ مصعب گہرائی میں ڈوبے  
اپنے الفاظوں سے دونوں کے دلوں کو ایک سحر میں جکڑتے بولے۔۔۔۔۔  
کسوہ ایک ٹک باپ کو سانس روکے سنتی گئی۔۔۔۔۔ جبکہ دوسری طرف زہرہ  
شرمندگی سے سر جھکا گئی اُسے شدت سے احساس ہوا کہ وہ کتنی غلطی پر رہی تھی  
اب تک اُس نے اللہ اور اُسکے رسول کو جانے انجانے کتنا ناراض کر دیا تھا۔۔۔۔۔  
آج صبح کالج میں جب سب لڑکیاں تیار ہوئیں ہاتھ میں گلاب چاکلیٹ پکڑے اُسکے  
سامنے اتراتی تو کبھی اپنے بوائے فرینڈ سے فون پر باتیں کرتی اُسے جلا رہیں تھی  
اُس نے بھی چپکے سے خواہش کی کہ کاش کوئی اُسکا بھی دوست ہوتا جس کے ساتھ وہ یہ  
دن مناتی۔۔۔۔۔ تب وہ حقیقت سے آگاہ نہیں تھی کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے جو کھلے عام کیا  
جارہا ہے۔۔۔۔۔ لیکن اب باپ کی پُر شفقت آواز میں سمجھانے پر اُسے حقیقت کا پتہ  
چلا تو وہ زمین میں گرٹھ گئی۔۔۔۔۔

دونوں بیٹیوں کے لٹکے منہ دیکھتے مصعب بے اختیار مسکرا دیئے۔۔۔ چلو اب کھانا کھاؤ دونوں مجھے میری جان سے پیاری بیٹیوں پر فخر ہے۔۔۔ اُنکے اتنے پیارے انداز پر دونوں ہنس کر باپ سے لپٹ گئی۔۔۔

تھینک یو بابا۔۔۔ کسوہ اُنکا ہاتھ چومتی آنکھوں میں ڈھیروں پیار لیے باپ کا پُر شفقت چہرہ دیکھتی نرم احساسات لیے بولی۔۔۔۔

مصعب سمجھ گئے کہ اس وقت وہ کیا محسوس کر رہی ہے۔۔۔۔ وہ اپنی ماں کو مس کر رہی تھی۔۔۔ آج اگر سارہ زندہ ہوتیں تو اپنی بیٹیوں کو معاشرے کی اونچ نیچ اچھائی برائی کا کھل کر بتائیں۔۔۔۔ لیکن ابھی بھی دیر نہیں ہوئی تھی اُنکے بابا زندہ تھے جو اپنی بچیوں کو اچھائی برائی میں فرق دیکھانے کے لیے وہاں ہر وقت اُنکے ساتھ موجود تھے۔۔۔۔

کیا یہ بہتر نہیں کہ بچیاں اس سے پہلے بھٹک جائیں وہ خود برائی کو کھل کر بچیوں کے سامنے شرم لحاظ ایک طرف رکھتے اُن سے بات کریں۔۔۔۔ بلکل آج بھی اُنہوں نے اپنی بیٹیوں کو ایک بڑی برائی میں پڑنے سے روکنے کیلئے کھل کر اُنکی اصلاح کی تھی۔۔۔۔ اور اس بات سے وہ پورے مطمئن نظر آ رہے تھے کہ اُنکی بیٹیاں کبھی اپنے بابا کا سر نیچے نہیں ہونے دیں گی۔۔۔۔

بچنی پلاؤ کھاتے مصعب نے رُک کر کسوہ کو دیکھا جو خاموش بیٹھی تھی۔۔۔

کیا ہوا میرا بچہ کھانا کیوں نہیں کھا رہیں؟؟؟؟ اُسکی سامنے کی پلیٹ خالی پڑی تھی۔۔۔

بھوک نہیں ہے بابا لہجہ ہی دیر سے کیا آپ لوگ ڈنرا نچوائے کریں میں ٹھہر کر کھاؤنگی۔۔۔ یہ کہتی وہ اٹھی اور اوپر صمیان کے روم میں آگئی۔۔۔ گلاب کی مہک نے کمرے میں آنے پر اُسکا خوشی سے خیر مقدم کیا۔۔۔ کسوہ اندر آتی پیار سے اُن پھولوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔ جو واپسی میں آتے ہوئے وہ ڈھیر سارے پھول ایک دکان سے صمیان کے لئے اٹھلائی تھی۔۔۔ اور آتے ہی بڑی پیار سے اُسکے روم کے سائیڈ ٹیبل پر رکھے گلدان میں سجادیئے۔۔۔ بھلا پھولوں سے بڑھ کر کوئی اظہار محبت ہے جو دل کو پگھلا سکے۔۔۔

میں محدود خواہشوں کی طالب بلا کی ضدی لڑکی خود سر آزاد من موجدی اپنی کہنے سننے کرنے والی،،

اپنا سب کچھ گروی رکھ کر رب کے حضور صرف تیرا ساتھ مانگتی ہوں۔۔۔۔ وہ جسکے چہرے کا ایک ایک نقش میرے دل پر خنجر کا کام کرتا ہے،،،، وہ جسکے لبوں کی مسکراہٹ مجھے کچھ لمحوں کے لیے پاگل کر دیتی،، وہ جس کی آواز چند سیکنڈز کی مجھ پر وجدان اور بے خبری طاری کر دیتی،، جس کے بعد مجھے ہوش کی دنیا میں آکر بھی سکون نہیں ملتا۔۔۔

تم میرے لیے بہت خاص ہو!  
تم وہ واحد شخص ہو...

جس کے لیے مجھے نیند سے محروم رہنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔  
صرف تم ہو جس سے بات کرتے ہوئے میں کبھی تھک نہیں سکتی...

جسکے ہر چا پ سے جلتے ہیں خیالوں میں  
چراغ جو میرے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دیتا ہے...  
میں لفظوں میں وضاحت نہیں کر سکتی..

کہ تم میرے لیے کیا ہو...؟  
تم محبت، عشق، رُوحم...

أنت فقط حُب، وأنا معجَب بكَ  
تم فقط محبت ہو۔

اور میں تمہاری شیدائی ہوں۔

پھولوں کو بے پنہا محبت سے چھوٹی تصویر میں صمیان کو دیکھتی وہ خود سے مدہوش  
سی آواز میں بولی۔۔۔ اُسکے لبوں کا گہرا تبسم گالوں میں پڑتے گڑھوں کو دلنشیں بنا  
گیا۔۔۔ محبت کے جادوئی اثر میں کھوئی وہ اس لمحے کسی حسین کہانیوں کا حصہ  
معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

ایک تیز ہوا کا جھونکا اُسکے جسم کو چھوتا اُسکے بالوں کو بکھراتا ہوش کی دنیا میں لئے آیا۔۔۔ چونک کر ارد گرد دیکھتے وہ خود سے شرماتی مسکرا دی۔۔۔

لیکن جب اُسکی نظر گھڑی کی سوئیوں پر گئی جو 10 کے قریب کا وقت بتا رہی تھی تو وہ حیران رہ گئی۔۔۔ وہ اتنی دیر سے اُسکے بارے میں سوچتی اس قدر کھو چکی تھی کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا!! صمیان کی محبت اُسے اپنے سحر میں جکڑتی اتنا کمزور کر جائے گی کہ وہ وقت، دن، رات، موسم، لمحے، یہاں تک خود کے وجود کو بھی فراموش کر دے گی نہیں سوچا تھا۔۔۔

وہ کسی بھی وقت آتا ہو گا۔۔۔ اپنے عام سے دکھتے حلیے پر نظر ڈالتی وہ اپنے روم میں بھاگ کر آئی اور الماری کھول کر اچھا سا ڈریس سلیکٹ کرنے لگی۔۔۔ ایسا ڈریس جس میں وہ سمی کو سب سے اچھی لگے۔۔۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد اُسنے وائٹ کلر کی سمپل خوبصورت سی ڈریس نکالی جس کے آستین ہاتھی کے کان جیسے لمبے خوبصورت باریک کپڑے سے تیار کئے گئے تھے اوپر کی باڈی نیٹ کی جب کے نیچے بہت حسین گھیر میں آتی اسکرٹ فروک جو ٹخنوں سے اوپر تھی۔۔۔۔

ایک شام جب فاطمہ یہ ڈریس اس سوچ سے اٹھا کر اُسکے لیے لے آئی کہ اس ڈریس کو پہن کر تو وہ بالکل سنڈریلا لگے گی۔۔۔ لیکن ایسا موقع آیا ہی نہیں کہ کسوہ

وہ ڈریس پہنتی۔۔۔ اب جب اُسے صمیان کے لیے تیار ہونا تھا صرف اُسکے لیے  
سب سے اچھا لگنا تھا تب اُسے وہی ڈریس بیسٹ لگی۔۔۔۔

بچوں کی سی ہنسی لئے وہ جلدی جلدی فریش ہوتی ڈریس چینج کرنے لگی۔۔۔۔ اور  
پھر جب اُسے خود کو لمبے چوڑے آئینے میں دیکھا تو شرماتی ہنس دی۔۔۔ ایسے جیسے  
اُسے صمیان کی آنکھوں نے دیکھ لیا ہو۔۔۔

وہ ڈریس سچ میں اُس پر اتنی حسین لگے گی کبھی سوچا نہیں تھا۔۔۔ یا پھر یہ جادو سہمی کا  
تھا جو اُسے اتنا حسین بنا گیا۔۔۔ آہستہ سے سر پر مارتی وہ بھاگتے وقت کو دیکھ کر  
گھبراتی جلدی جلدی تیار ہونے لگی۔۔۔۔

اُس نے ہلکا سا میک اپ کیا جس سے اُسکی آنکھیں مزید بڑی بڑی ہوتی اور حسین دکھنے  
لگیں گالوں کی لالی ویسی گلابی تھی بس پنک رنگ کی ہلکی شیڈ کی لپسٹک کا ٹچ اُسے  
ہونٹوں کو دیا۔۔۔ لمبے بالوں کو نیچے موٹے موٹے کرل کرتے اُسے اوپر کے  
سارے بالوں کو پیچھے لیجاتے ایک خوبصورت بیلورنگ کے لمبے سے ربن میں  
باندھ دیا۔۔۔ جس سے وہ اور بھی بہت حسین دکھنے لگی۔۔۔۔ نازک سی جیولری  
اور پیروں میں اونچی ہیل کی سینڈلز پہنتے اُس نے ایک نظر شیشے میں خود کو  
دیکھا۔۔۔۔



اگر اس وقت کوئی بیوٹی کو ٹیسٹ چل رہا ہوتا اور کسوہ اُس کا حصہ ہوتی تو ججز بنا کوئی سوال جواب کیے ایک سیکنڈ کے اندر اُسے مس یونیورس کا خطاب دے دیتے۔۔۔ وہ اتنی حسین لگ رہی تھی۔۔۔

خود کو دیکھ کر ہلکا سا مسکراتی وہ ٹائم دیکھنے لگی 11 بج کر 14 منٹ ہوئے تھے۔۔۔

بہت کم ایسا ہوا تھا کہ وہ 12 سے پہلے گھر آیا ہو۔۔۔ لیکن کسوہ کو مہم سی اُمید تھی کہ شاید وہ اُسکے دل کی تڑپ اور انتظار کی لگن کو محسوس کرتے جلدی آجائے؟؟؟ اُنگلیاں مروڑتی وقت کے کٹنے کا بے چینی سے انتظار کرتی وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔  
روح من ❤️ !

اگر میں کہوں کہ،،

ہاں ہو گیا ہے،،

عشق تم سے 🌹

تو کیا کرو گے؟؟

رکھو گے اقرار وفا ہتھیلی پہ ❤️

یا انکار تھا جاؤ گے 🔥

دھڑکتے دل سے آنکھیں بند کرتے تصور میں اُس نے صمیان سے کہا۔۔۔ آج وہ  
دل سے چاہتی تھی کہ صمیان سے اپنے جذبوں کا اظہار کرے۔۔۔ اُسے بتائے کہ  
وہ عام سی نہیں بہت خاص سی محبت کرتی ہے اُس سے۔۔۔  
ایسی محبت کہ جس پر صرف اُس کا حق ہو۔۔۔ جو روحوں کو ایک دوسرے سے جوڑتی  
۔۔۔ ایک دم خالص بارش کے قطروں سی پاک۔۔۔



وقت کے آہستہ آہستہ بڑھنے سے اُسکی پیچینی میں بھی افاضہ ہوتا جا رہا  
تھا۔۔۔ اُسے ایک ایک پل بھاری اور صدیوں کے برابر لگ رہا تھا۔۔۔ دل کے  
ہاتھوں مجبور ہوتے اُس نے کمرے کا چکر کاٹنا شروع کر دیا۔۔۔ لیکن وقت تھا کہ  
نخروں سے بڑھتا اُسکی تڑپ اور بے تابی کو اور سلگاتا اُس کے صبر کو توڑ رہا تھا۔۔۔  
اللہ اللہ کرتے وقت آگے بڑھا ساتھ اُسکی پریشانی بھی بڑھنے لگی۔۔۔ جب اُس نے  
فکر مند ہوتے چار و ناچار اُس کا نمبر ملایا۔۔۔

بیل مسلسل جاتی رہی جاتی رہی۔۔۔ لیکن فون اٹھانے کی بجائے لائن کاٹ دی  
گئی۔۔۔ کسوہ نے کان سے فون ہٹاتے عجیب نظروں سے موبائل کو دیکھا اور پھر  
نمبر ڈائل کر گئی۔۔۔ اب کی بار اُس کا دل بری طرح ٹوٹ گیا۔۔۔ کیوں کہ بیل  
جانے کی بجائے اب اُس کا فون سوئچ آف بتا رہا تھا۔۔۔

اندیشوں میں گھری وہ ٹوٹا دل لے کر اُداس سی بیٹھ گئی۔۔۔ ننھے ننھے موتی اُسکی  
حسین آنکھوں میں جھلملانے لگے۔۔۔

کبھی کبھی ایسا کیوں لگتا ہے کہ میرے نصیب میں تمہاری محبت لکھی ہی  
نہیں۔۔۔ نا کوئی خوشی راز آتی ہے۔۔۔ نا تمہارا ساتھ میری قسمت میں لکھا  
ہے۔۔۔ شاید میں ایسے ہی تمہاری محبت تمہاری توجہ تمہارے انتظار کی طلب میں  
اکیلی تنہا تڑپتی رہوں گی۔۔۔

ایسا لگتا ہے اُداسیوں کو تکلیفوں کو مجھ سے عشق ہے، میں دو گھڑی مسکرا لوں تو یہ  
میرے چہرے سے مسکراہٹ نوچ لیتی ہیں، اور میری آنکھوں کو ویران کر دیتی  
ہیں۔۔۔

اُداس آنکھوں سے ایک بار پھر اُسکا نمبر ڈائل کرتی کان سے لگا گئی جہاں اب بھی  
اُسکا فون بند بتایا جا رہا تھا۔۔۔ اب اُسکی برداشت ٹوٹ گئی۔۔۔ جھٹکے سے کھڑی  
ہوتی اُس نے الماری سے اپنا لونگ کوٹ نکالا جو اُسکے پیروں تک آتا تھا گاڑی کی چابی  
اُٹھائی اور قدم باہر کی طرف بڑھا دیئے۔۔۔

بس سمیان بہت ہوا تم ناؤ لیکن تم جہاں ہو گے کسوہ خود چل کر تمہارے پاس آئے  
گی۔۔۔



مجھے میجر صمیان خان سے ملنا ہے کیا میری اُن سے ملاقات ہو سکتی ہے۔۔۔ میں اُنکی کزن ہوں کسوہ مصعب خان۔۔۔ گاڑی ایک سائیڈ میں کھڑی کئے وہ چل کر آرمی میس کے گیٹ تک آئی جہاں فل یونی فورم پہنے ایک سو لجر الرٹ کھڑا اُسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

ایسے اندر جانے کی کسی کو اجازت نہیں آپ یہیں انتظار کریں میں سر سے اجازت لے کر آتا ہوں۔۔۔ اپنی بھاری آواز میں کہتے اُس نے کسوہ کے کو نفیڈ نس کو دباننا چاہا۔۔۔ جبکہ وہ اندر سے خود اتنا پریشان ہو گیا تھا کہ رات کے ڈیڑھ بجے ایک لڑکی جسکی قاتل آنکھیں لمبے بال چاند سارنگ اور نہایت مغرور ادا دکھتی حسین لڑکی اُنکے اتنے ڈسپلن روکھے اور سخت جگرے والے آفسر کا کیسے پوچھنے آ سکتی ہے؟؟؟ جو لڑکیوں سے بات کرنے پر بھی احتیاط برتا تھا آج اُس سے رات میں اتنی حسین جمیل لڑکی پوری تیاری کے ساتھ ملنے چلی آئی اُسے یہ بات ہضم نہیں ہوئی۔۔۔

نہیں۔۔۔ آپ پلیز اُنہیں مت بتائیں۔۔۔ اچانک کسوہ کے پیچھے سے کہنے پر وہ سو لجر آئی بروچرٹھائے پلٹ کر اُسے شک بھری نظروں سے گھورنے لگا۔۔۔ دیکھیں۔۔۔ میں اُنکی سب سے قریبی ریلیٹو ہوں۔۔۔ میرا یقین کریں۔۔۔ میں ایم ایس کی اوئر ہوں آپ میرا آئی ڈی کارڈ دیکھ سکتے ہیں۔۔۔ میرے بابا لغاری

میشن کے اوڑھیں۔۔۔۔۔ میرا یہ سب کہنے کا اتنا سا مطلب ہے کہ میں اُنہیں بتائے  
بنائے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔ آپ میرا آئی ڈی کارڈ شک کی صورت اپنے پاس محفوظ  
کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ ہر ممکن کوشش کرتی اُنہیں ملنا لینا چاہتی تھی جو سختی لیے اُسے  
گھورتا سوچ رہا تھا۔۔۔ اُسکی نظروں سے کسوا تھوڑی شرمندہ سی ہونے  
لگی۔۔۔ یہ ایم ایس کی بگ باس کا اسٹائل نہیں تھا لیکن جہاں دل کی محبت کی بات  
آجاتی ہو وہاں بڑے بڑے بھی جھک جاتے ہیں۔۔۔۔۔  
اس لڑکی کی آنکھوں کی سچائی جھوٹی نہیں تھی۔۔۔ لیکن اُنہیں ایسے کسی اجنبی کو  
اندر جانے دینا الاؤ بھی نہیں تھا۔۔۔ اُس سو لجر نے کسوا کے آئی ڈی کو ایک نظر  
دیکھتے سر اٹھا کر کہا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے میم آپ اندر جاسکتی ہیں صرف اس بنا پر کہ  
آپ کی ایک پہچان ہے اس ملک میں۔۔۔ آپ سر کی قریبی رشتہ دار  
ہیں۔۔۔ لیکن اگر دوسری صورت کوئی گڑبڑ ہوئی یا آپ کو بنا اجازت اندر بھیجے  
جانے پر ایکشن لیا گیا تو آپ بڑی مصیبت میں پڑ سکتی ہیں۔۔۔ پھر شاید آپ خود کی  
بھی کوئی مدد نہ کر سکیں۔۔۔۔۔ یقین کے طور پر یہ آئی ڈی کارڈ میرے پاس رہے گا  
آپ واپسی میں اسے لے جاسکتی ہیں۔۔۔۔۔

اب کے سو لجر کے لہجے میں کسوا کو خود کے لیے تھوڑا احترام محسوس  
ہوا۔۔۔۔۔ جب اُس نے تشکر بھری نظروں سے سو لجر کو مسکرا کر دیکھتے آگے کی

طرف قدم بڑھایا۔۔۔ سو لجر نے اشارہ کیا اور کسوہ کے لیے بڑا سالو ہے کا دروازہ کھول دیا گیا۔۔

وہ پہلی بار ایسی کسی جگہ آئی تھی۔۔ اُسے پورا یقین تھا سہمی یہی ملے گا اس لیے بنا کچھ سوچے سمجھے وہ سیدھی اُس سے ملنے اُس کے کچھاڑ میں چلی آئی تھی۔۔۔ ایک لمبی چھوٹے بڑے پتھروں سے بنی راہداری تھی جس کے دونوں اطراف گھنے درخت تھے جو رات کے اس پہر بھوت کی طرح کھڑے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

راہداری کو بڑے سفید چونے کے پتھروں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ جگہ جگہ فاصلے پر ایک بلب جلتا دکھائی دیتا۔۔ جو دور سے دیکھنے پر آدھی راہداری کو اندھیرے تو آدھی کو روشنی سے روشن کر رہا تھا۔۔ اور پھر اُس راہداری کا اختتام ایک بڑی سی بلڈنگ کے سامنے جا کر ہوتا جو روشنیوں سے پر نور تھی۔۔۔

صمیان کے خیالوں کی وجہ سے وہ اپنے ارد گرد زیادہ رات کے سخت اندھیرے پر توجہ نہ دے سکی۔۔۔ تبھی اونچی ہیل جس سے ایسی راہداری پر چلنا بہت مشکل لگ رہا تھا سمجھل سمجھل کر چلنے لگی۔۔ ہر طرف ہو کا عالم تھا بس دور دور کھڑے سو لجر پہرہ دیتے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔



کانچ کے چکنے فرش پر اعتماد سے چلنے والی کسوہ رات کے تیج کے پہر سخت نیند کی قربانی دیئے اتنی دور اکیلی آتی مشکل سے پتھروں پر قدم جماتی اپنی محبت کو ایک نظر دیکھنے آئی تھی۔۔۔۔

بہت دور چل کر آنے پر اب اُسکی ٹانگیں جواب دینے لگیں۔۔۔۔ لیکن جب اُسکی نظر روشنی سے سچی بلڈنگ پر گئی جو قریب کچھ ہی فاصلے پر تھی۔۔۔۔ اُس نے سُکھ کا سانس لیا۔۔۔۔ پیروں میں اٹھتی ٹیسوں کو انگور کرتے اُس نے ہاتھ اٹھا کر کوٹ کی اندر کی جیب سے سُرخ رنگ کا وہ حسین گلاب کا پھول باہر نکالا اور مسکراتی ہمت کرتی پھر چلنے لگی۔۔۔۔ محبوب کو ایک نظر دیکھ لینے کی خوشی ہزاروں تکلیفوں کو بھلانے کے لیے کافی تھی۔۔۔۔

تیز روشنی سے گزرتے اُسکے قدم اندھیری رہ پر ٹھہرے ہی تھے جب اُس نے سامنے بنی اُس اونچی عمارت کے دروازے سے منہ پر ہاتھ رکھے ایک لڑکی کو بھاگ کر باہر آتے دیکھا۔۔۔۔ دُلی پتلی سی وہ لڑکی جسکے بال کاندھے تک آتے باب کٹ تھے ایک پل کو اُسے ازاد کا گمان گزرا۔۔۔۔ لیکن یہ آرمی ایریا تھا جہاں مردوں کے علاوہ کئی خواتین بھی تھیں جو سولجر تھیں جن کے بال عموماً اتنے چھوٹے ہی ہوتے اور پھر ہر چھوٹے بالوں والی لڑکی ازاد تو نہیں ہو سکتی تھی نا۔۔۔

کسوہ نے دیکھا وہ لڑکی کچھ فاصلے پر ایک بڑے سے درخت کے نیچے اُسکی طرف پیٹھ پھیرے کھڑی ہو گئی۔۔۔ اُسکے دونوں ہاتھ اب بھی اُسکے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھے۔۔۔ وہ شاید رو رہی تھی۔۔۔ کسوہ کچھ پل رُک کر اُسے دیکھتی پھر آگے بڑھی یہ کسوہ کا مسئلہ نہیں تھا کہ وہ اس وقت آخر کیوں رو رہی تھی۔۔۔

لیکن دوسرے پل اُسکے قدم رک گئے،، دل دھڑکنے لگا،، لب مسکرانے لگے،، آنکھوں کی چمک تیز ہو گئی۔۔۔ کیوں کہ اُسکی ان آنکھوں نے اُسی دروازے سے اب صمیان کو باہر آتے دیکھا۔۔۔

ہاتھوں میں گلاب مضبوطی سے پکڑے اُس نے صمیان کا نام پکارنا چاہا ہی تھا جب اُسکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

صمیان باہر آتا اب اُس لڑکی کی طرف بڑھ رہا تھا جو درخت کے نیچے کھڑی رو رہی تھی۔۔۔۔

کسوہ نے صدمے سے پھیلی آنکھوں اور ایک پل کو سانس سینے میں روکے اب صمیان کو اُس لڑکی کے قریب جاتے روکتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔ وہ شاید اُس سے اب کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔۔

رونے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ تمہیں یہ بہت پہلے سوچنا چاہیے تھا کہ تمہارے بابا کتنے بڑے آفسر ہیں جتنا بڑا پہاڑ ہوتا ہے اُسکی پریشانیاں بھی پہاڑ جتنی ہوتیں ہیں اور برف بھی اونچی جگہوں پر گرتی ہیں۔۔۔۔

تمہیں اُنکے لیے دعا کرنی چاہیے کہ وہ جلد ٹھیک ہو جائیں۔۔۔۔ صمیان غصہ پیتے ضبط سے نظریں جھکا کر بول رہا تھا۔۔۔

اور دور کھڑی کسوہ کو سانس لینا بہت مشکل لگا وہ بھیگی آنکھوں سے اُسے ایک ٹک اُسے دیکھ رہی تھی اُسکا وجود اب ہلکا ہلکا لرز نے لگا۔۔۔ اُسکا سہمی جس سے وہ بے انتہا محبت کرتی تھی اتنی محبت کہ اُسکی نفرت بھی اُسکے دل کے آگے گٹھنے ٹیک گئی وہ رات کے اس پہر ایک انجان لڑکی کے ساتھ تھا۔۔۔۔

جس کے لیے اُس نے سارا کام چھوڑا اپنی میٹنگز تک کی پرواہ نہیں کی اُسکے لیے کھانا بنایا خود کو سجا یا نیند کی قربانی دیتی بھوک پیاسی جاگتی رہی یہاں تک اُس سے ملنے اُسے لینے اکیلی آرمی میس تک چلی آئی وہ اپنا فون بند کئے بنا اُسے انفورم کئے ایک لڑکی کے ساتھ تھا۔۔۔ اکیلے اتنی رات گئے؟؟؟ کسوہ لڑکھڑاتی دو قدم پیچھے جاتی گرتی گرتی پچی۔۔۔۔

ازاہ جرئل ذیشان۔۔۔ ابھی وہ اتنا بولا ہی تھا جب ازاہ تڑپ کر اپنے کئے پر ذلت اور شرمندگی محسوس کرتی اُسکا ہاتھ تھام کر سر جھکاتی رو دی۔۔۔ مجھے معاف کر

دو۔۔۔ میرے بابا کو بچالو۔۔۔ بچوں کی سی کیفیت میں گھری وہ بری طرح روتی  
اُس سے کہہ رہی تھی۔۔۔

صمیان جھٹکے سے سراٹھاتا اُسکی اس حرکت پر دم بخود بے حس و حرکت کھڑا دیکھتا رہ  
گیا۔۔۔ اور وہیں اندھیرے میں کسی کی حسین آنکھوں کا خواب ٹوٹ گیا۔۔۔ تیز  
دھڑکتا دل ساکت رہ گیا۔۔۔ اور آنکھوں کی باڑھ توڑتے موتی قطروں کی صورت  
گالوں پر پھسلنے لگے۔۔۔

اس سے پہلے صمیان جھٹکے سے اپنا ہاتھ واپس کھینچتا اُس کی نظریں دور کھڑے اُس  
وجود پر پڑی جو ہلکی ہلکی روشنی میں اپنی بے قدری کی داستان بیان کر رہی  
تھی۔۔۔۔۔ اب کہ صمیان پر بجلی سی گری۔۔۔۔۔ سکتے کے علم میں وہ ایسے کھڑا تھا کہ  
کاٹو تو خون نہیں۔۔۔۔۔

کسوہ۔۔۔۔۔ جب اُسکے منہ سے ایک درد بھری آہ کی صورت وہ لفظ ادا ہوا۔۔۔۔۔ اور  
اُسکے ساتھ بے اختیار ازہ نے سراٹھاتے صمیان کی طرف درد بھری نظروں سے  
دیکھا۔۔۔۔۔

آہ یہی تو وہ نظر تھی جس کی اُسے چاہ تھی۔۔۔ یہی وہ محبت تھی جس کی اُسے طلب  
تھی۔۔۔۔۔ ایک دن اُس نے کسوہ کو بتایا تھا کہ وہ انسان کبھی کبھی اُسے پتھر جیسا سخت لگتا  
ہے لیکن اُسے کیا معلوم تھا کہ جس سے وہ یہ سب کہہ رہی ہے وہ انسان تو اُس دیوی

کا پوجاری تھا اُس کا اسیر جو محبت کا کشکول لیے اُسکے در پر ادھر ادھر بھٹک رہا تھا۔۔۔۔۔ پھر کیسے اُسکی نظروں میں کسی اور کی محبت سماتی۔۔۔۔۔ اُسکا روم روم کسی اور کی محبت کا پیاسا تھا وہ کیسے اُسکی طلب جان پاتا۔۔۔۔۔ از اہ بے بس نگاہیں لئے درد سے مسکراتی خود اُسکا ہاتھ ایسے چھوڑ گئی جیسے اُسکی محبت سے خود کو آزاد کیا ہو۔۔۔۔۔ کسوہ۔۔۔۔۔ صمیان اب حیرت سے زیر لب پکارتا اُسکی طرف ایسے لپکا جیسے وہ اُسکی زندگی ہو اور وہ خود موت کے آخری دہانے پر کھڑے زندگی کو بھاگ کر پکڑ لینا چاہتا ہو۔۔۔۔۔ جیسے وہ مرنا نہیں بلکہ جینا چاہتا ہو۔۔۔۔۔

تبھی کسوہ کے ہاتھ سے پھول چھوٹ کر نیچے اُسکے پیروں میں جا گرا وہ تیزی سے پلٹی اُسکا کچھ نہیں بچا تھا وہ زندگی میں دوسری بار محبت کے ہاتھوں بہت بری طرح توڑی گئی تھی۔۔۔۔۔ منہ پر ہاتھ رکھتے اُس نے خود کو سختی سے رونے سے باز رکھا۔۔۔۔۔ لیکن آنکھ سے آنسو تیزی سے بہتے ہی چلے جا رہے تھے۔۔۔۔۔

اب وہ تیز تیز بھاگنے لگی اُسے پیچھے صمیان کی رُک جانے کی صدائیں سنائی دینے لگی لیکن وہ رُک نہیں اگر رُکتی تو ریزہ ریزہ بکھر جاتی ٹوٹ جاتی۔۔۔۔۔ اُسکے قدم صمیان کی آوازوں کے ساتھ مزید تیز ہونے لگے وہ بہت بار منہ کے بل گرتے گرتے بچی لیکن رُک نہیں۔۔۔۔۔

صمیان متحیر سا اُسکے پیچھے اُسے آوازیں دیتا بھاگ کر آنے لگا کسوہ کا اچانک یہاں آنا اور پھر ازراہ کا اُسی وقت اُسکا ہاتھ تھا مناسب کچھ گڑ بڑ کر گیا تھا۔۔۔ اُس نے حیران نظروں سے زمین پر پڑے اُس گلاب کے پھول کو دیکھا۔۔۔ اُسکا دل دکھ اور افسوس سے بھر گیا۔۔۔ جھک کر پھول اٹھاتا وہ سیدھا ہوا اور پھر کسوہ کی طرف بھاگنے لگا۔۔۔

کسوہ بے دردی سے آنسو گالوں سے پونچھتی دروازے سے باہر آئی۔۔۔ وہ سو لجر جس نے کچھ دیر پہلے اُسے بڑا خوش باش اندر جاتا دیکھا تھا اتنی جلدی واپس آنے پر حیران رہ گیا۔۔۔ رات کے اندھیرے میں وہ اُس کے چہرے پر پھیلے آنسوؤں کو زیادہ غور سے دیکھ ناسکا۔۔۔

میم آپکا کارڈ۔۔۔ پیچھے سے آواز لگاتا وہ بولا۔۔۔ جب اُس نے کسوہ کو تیزی سے اپنا آئی کارڈ بنائے گاڑی میں بیٹھا دیکھا تو بے حد حیران ہوا۔۔۔

ارے اپنا کارڈ تو لے جاؤ۔۔۔۔۔ 2 قدم چل کر کہتا ابھی اُسکے نزدیک جانے ہی لگا تھا جب اُس نے طوفان کی تیزی سے میجر کو بھاگ کر آتے اُس لڑکی کی کار کے پاس جاتے دیکھا تو اپنی جگہ تھم گیا۔۔۔۔۔



کسوہ پلیر میری بات سنو دیکھو تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔ شیشے پر زور زور سے  
ہاتھ مارتا تو کبھی گاڑی کا دروازہ کھولنے کی کوشش میں ہلکان ہوتا وہ اس پل اُسکی  
منتیں کر رہا تھا کہ کیسے بھی کر کے بس وہ رُک جائے۔۔۔

کسوہ کی آنکھوں سے آنسو اب تیزی سے بہنے لگے اُسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا  
تھا۔۔۔ جبکہ ہاتھوں کی کپکپاہٹ کی وجہ سے اُس سے گاڑی بھی سٹارٹ نہیں ہو پا  
رہی تھی۔۔۔ اوپر سے صمیان کی انکساریاں۔۔۔ وہ بری طرح پھنسی تھی اس  
جال میں۔۔۔ اُس نے غصے سے اسٹیئرنگ پر ہاتھ مارا۔۔۔ پھر دونوں ہاتھوں کی  
مدد سے گاڑی کی چابی گھمانے کی کوشش کی جس سے گاڑی فوراً سٹارٹ ہو  
گئی۔۔۔

اب صمیان نے سر وجود صامت نگاہوں سے رُک کر کسوہ کو دیکھا جب اُسی پل  
کسوہ نے بھی اپنی آنسو بھری آنکھوں جن میں بہت کچھ ٹوٹنے کا احساس تھا اُسکی  
طرف دیکھا اور گاڑی زن سے آگے بڑھا گئی۔۔۔

کسوہ نہیں۔۔۔ اب نہیں۔۔۔ میں تمہارا مزید خود سے اور دور جانا آفورڈ نہیں کر  
سکتا۔۔۔ میں اب کسی بھی قیمت پر ان غلط فہمیوں کو ہمارے بیچ نہیں آنے  
دو ننگا۔ بہت ہو گیا اور بہت برداشت کر لیا میں نے۔۔۔ تمہیں یقین کرنا ہو گا اس

بار۔۔۔ مٹھیوں کو سختی سے کستے اُس نے جبرے پیس کر اپنی سخت نظروں سے سامنے کی طرف دیکھا جہاں اُسکی گاڑی دور جاتی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔

وہ جلدی سے پلٹا جب اُس نے مورت بنے پھٹی آنکھوں سے اپنی طرف حیرانی سے دیکھتے اُس سو لجر کو دیکھا۔۔۔ جس نے اپنے آئیڈیل سو لجر کو پہلی بار کسی لڑکی کے پیچھے نہ صرف بھاگتے ہوئے دیکھا تھا بلکہ اُسکی التجائیں کرتے تڑپتے بھی

دیکھا۔۔۔ وہ لڑکی جو خود کو میجر کا قریبی رشتہ دار بتا رہی تھی وہ رشتے میں تو نہیں ہاں البتہ میجر کے دل کے قریب ضرور معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

صمیان باس کی طرح غصے سے چل کر اُسکے پاس آیا اور اُسکے ہاتھ سے کسوہ کا کارڈ جھپٹتا غصے سے اُسے گھورتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔ اُسکے جاتے ہی سو لجر کنفیوز ڈسا سر کھجاتا واپس اپنی جگہ چلا گیا۔۔۔

ازاہ اب بھی وہیں کھڑی تھی جب اُس نے صمیان کو لمبے لمبے ڈاگ بھرتے واپس آتے اور بلڈنگ کے اندر جاتے دیکھا۔ اُسکے ہاتھ میں سُرخ گلاب دیکھتے ازاہ ٹھہر سی گئی۔۔۔ کچھ ہی دیر ہوئی جب وہ واپس آیا اور اُس کے سامنے بنا کچھ کہتے تیزی سے گزرنے لگا۔۔۔

محبت کرتے ہو اُس سے؟؟ اس کے بڑھتے قدم وہیں رُک گئے۔۔۔ جب ازاہ کی آس سے بھری آواز اُسکے عقب سے آئی۔۔۔

محبت کرتا تو کب کا چھوڑ دیتا۔۔۔ محبت کرتا تو اس طرح اُسکے در پر پڑا اُسکی ایک نگاہ کرم کو کبھی نہ ترستا۔۔۔ محبت کرتا تو مجھ سے بڑا شاید سنگ دل کوئی نہ ہوتا۔۔۔ محبت کرتا تو یوں نا اُسکی تڑپ پے تڑپتا۔۔۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ محبت ہی تو نہیں کی میں نے۔۔۔ دور خلا میں دیکھتا وہ گہرا احساس لیے بولا جس سے ازراہ کی سانس سینے میں تکلیف سے ابھرنے کم ہونے لگی۔۔۔

یہ تو عشق کی علامت ہے کہ عاشق اپنی تلخ آزمائش سے لطف اندوز ہوتا ہے۔۔۔ محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔۔۔ اُسے منزلوں سے غرض نہیں ہوتی وہ تو محبوب کی راہوں کی خاک ہونا بھی عظیم سمجھتا ہے۔۔۔۔۔ اور یہ میرا اُس سے عشق ہی تو ہے کہ اب تک اُسکی ساری تلخی میں ہنس کر سہ جاتا ہوں۔۔۔

عشق محبت سے ایک قدم آگے ہوتا ہے۔۔۔ محبت ہر ایک سے ہو جاتی ہے کسی کی صورت کسی کی آواز تو کسی کی خوبی یا پھر کسی ادا سے لیکن عشق صرف ایک شخص سے ہوتا ہے۔۔۔ عشق کے بعد کوئی آپشن نہیں ہوتا کوئی شخص کی گنجائش نہیں نکلتی۔۔۔ عشق خوبصورت اور پاکیزہ تعلق ہے۔۔۔ عشق کی ایک ڈیمانڈ بس

محبوب میسر ہو تو تاحیات کے لیے۔۔۔ عشق کرنے کے بعد یا تو آپ ادھر رہے رہ جاتے ہیں یا مکمل ہو جاتے ہیں۔۔۔ کیوں کہ عشق کرنے کے بعد محبوب کے علاوہ

کسی اور کی طلب ہی نہیں رہتی۔۔۔۔۔ بنا پٹے اُس سے کہتا وہ تیز قدم چلتا ازادہ کی  
نظروں سے دور بہت دور چلا گیا۔۔۔۔۔

ازادہ روتی آنکھوں سے ہنس دی۔۔۔ اُس کی ہنسی میں بے پنہادر د تھا تکلیف  
تھی۔۔۔۔۔ آہ یہ محبت۔۔۔ جسکو مل جائے اُسکا دل جنت کے باغ سا کھلا دے اور جو  
محروم لوٹا دیا جائے اُسکا دل وجود کسی پُرانے کھنڈر میں بدل دے۔۔۔ عجیب ہے  
محبت ضدی بچے کی طرح محبوب کو بس مانگتا ہے جو اُسکی دسترس میں ہے ہی  
نہیں۔۔۔۔۔ مانتا ہی نہیں بہلتا ہی نہیں۔۔۔ حسین آنکھیں اُجاڑ دیتا  
ہے۔۔۔۔۔ زندگیاں ویران کر دیتا ہے۔۔۔ محبت عذاب بن جاتی ہے جسے محسوس  
کرنا نہیں جینا بھی پڑتا ہے۔۔۔ محبت آگ جیسی ہوتی ہے جسکے دامن میں لگ جائے  
اُسے خاک کئے بنا نہیں چھوڑتی اور جو خاک ہو جائے اُسے دوبارہ کون بنائے۔۔۔۔۔  
وہ اُسی درخت کے نیچے ہارتے انداز میں بیٹھی خالی راہوں کو تنکنے لگی جہاں سے محبت  
بہار بن کر تو نہیں لیکن عذاب بن کر اُسکے لیے زور لوٹ کر آنے والی تھی۔۔۔



وہ صمیان کے روم کا دروازہ کھولتی لٹے پٹے اندر میں اندر آئی۔۔۔ آنکھوں سے  
بہتے آنسو تھرراتے لب زخمی دل۔۔۔۔۔ بے جان جسم۔۔۔۔۔ جیسے اُسکا کچھ نہ بچا

۔۔۔۔۔

میں پاگل تھی جو سب بھول کر تم پر پھر اعتبار کر بیٹھی تمہاری معافی قبول کی تمہارا ہاتھ تھام لیا تمہاری فکر میں پاگل سی ہو جاتی۔۔۔ میں اعتبار کرنے لگی تھی تم پر پھر سے جینے لگی۔۔۔ تمہارے خواب بننے لگی تھی ہر جگہ تمہیں محسوس کرتے تمہارے قدموں کے ہم قدم ہونے لگی تھی۔۔۔ تم نے بدلے میں کیا دیا دھوکا۔۔۔ ایک بار پھر مجھے بیچ رہ میں چھوڑ دیا۔۔۔ میری آنکھوں کو آنسوؤں کا تحفہ دیتے مجھے اندھیری راہوں کا مسافر بنا دیا۔۔۔ اب یہ اذیت سہی نہیں جاتی۔۔۔ میں کتنی پاگل تھی جو تم سے بے پنہا محبت کرنے لگی۔۔۔ وہ گہری اذیتوں میں تڑپ کر خود کو چیخنے سے روکنے کے لیے آنکھیں میچ کر مٹھیاں زور سے بھیج گئی اُسکی حالت کسی نیم پاگل سی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔

تبھی خود اذیتی سے بحال ہوتے آگے بڑھ کر اُسکے بیڈ کی چادر کھینچ کے نیچے پھینک دی۔۔۔ اُسکا دل تکلیف کی انتہا پر جاتا پھٹنے لگا۔۔۔ سہی کیوں کیا۔۔۔۔۔ جبرٹوں کو پیسے بے بسی سے کہا۔۔۔ کیا کمی تھی مجھ میں میری محبت میں؟؟؟ اُسنے پھولوں کا وہ گلدان کھینچ کر زمین پر دے مارا۔۔۔

کیا کروں کہ مجھ سے یہ درد سہا نہیں جا رہا۔۔۔ زمین پر گٹھنوں کے بل بیٹھی دل کی جگہ کو بے دردی سے مسلتی وہ خود کو نوچ گھسوٹ رہی تھی۔۔۔ ایسے کہ جیسے اُسکے سینے میں ایک ان دیکھی آگ دہکتی اُسے جلاتی خاک کر رہی ہو۔۔۔۔

بے دردی سے جسم سے کوٹ اتارتے اُس نے زمین پر پھینکا حسین آنکھوں کو رگڑتے  
اُس نے سمیان کی بے وفائی کی سزا اُن آنکھوں کو دی۔۔۔ کسی ماہی آب کی طرح تڑپتی  
وہ خود کو بازوؤں کے گھیرے میں جکڑے افیت سے رو دی۔۔۔

یقین، مان، بھروسہ، چاہت

عزت، مروت، محبت

ایک ایک زینہ کر کے اُس نے

میرے لیے سیڑھی بنائی

میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان تک لے گیا

اور پھر جیسے ہی

میں نے ہاتھ بڑھا کر

اپنے نام کا ستارہ پکڑنے کی کوشش کی

اُس نے پیروں تلے سے سیڑھی کھینچ لی

آدھاتا رہ آسمان پہ رہ گیا

آدھا زمیں پہ گر گیا

بے حسی اور بے بسی نے

ہجر کو واجب کر دیا!!!!!!.....





وہ تیزی سے گھر میں داخل ہوا جب اُس نے سہی سلامت کسوہ کی گاڑی کو سامنے کھڑا دیکھتے سکون کا سانس لیا۔۔۔ اُسے سب سے بڑا ڈر اسی بات کا تھا کہ غصے کی زیادتی سے کہیں وہ خود کے ساتھ کچھ کرنا بیٹھے اس لیے آفاق صاحب کو ایمر جنسی میں گھر جانے کا کہتے وہ بھاگ کر اُسکے پیچھے آیا تھا۔۔۔

تیزی سے زینے پھلانگتا وہ بدحواسی میں اُسکے روم کی طرف بڑھ رہا تھا جب اُس نے اپنے روم کا دروازہ ہلکا سا کھلا دیکھا۔۔۔

آنکھیں حیرانی سے پھیل گئیں اُسکے روم کی ایک ایک چیز زمین پر ٹوٹی پڑی ادھر ادھر بکھری ہوئی تھی۔۔۔ ایسے جیسے اُسکے روم میں زلزلہ آکر کے گزرا ہو۔۔۔ کمرے کے اندر قدم رکھتے دروازہ پیچھے بند کیا۔۔۔ ٹوٹی بکھری چیزوں کو اپنے بھاری جوتوں کے نیچے روندتے اُس نے کسوہ کی طرف قدم بڑھایا جو بیڈ کے پیچھے مکمل چھپے آہستہ آواز میں رو رہی تھی۔۔۔

صمیان نے دکھ سے فرش پر بکھرے اُن حسین گلاب کے پھولوں کو دیکھا اور جھک کر سب کو پیار سے سمیٹ لیا۔۔۔

ہاتھوں کے گھیرے میں مضبوطی سے خود کو جکڑے اُس کا نازک وجود ہلکے ہلکے لرز رہا تھا۔۔۔ صمیان نم آنکھیں لئے آہستہ سے اُسکے برابر آکر بیٹھا۔۔۔

کبھی کبھی انسان جو آنکھوں سے دیکھتا ہے وہ سچ نہیں دھوکا ہوتا ہے اور سچ جانے بنا وہ اُس دھوکے کو سچ سمجھتا اپنے ساتھ سامنے والی کی زندگی بھی آگ میں جھونک دیتا ہے۔۔۔ ایک چھوٹی سی غلط فہمی میں اتنا زہر بھرا ہوتا ہے کہ یہ بڑے سے بڑے مضبوط رشتے کو بھی کاٹنے کی طاقت رکھتا ہے۔۔۔ صمیان اُسے اس طرح روتے دیکھتا بے حد تکلیف محسوس کرتے بے بسی سے بولا۔۔۔

میں نے ہمیشہ صرف ایک انسان سے ٹوٹ کر محبت کی اور وہ تم ہو کسوہ۔۔۔ کانپتے لبوں اور آنکھوں میں ڈھیروں پانی بھرے دھندلائی نظروں سے اُسے دیکھتے بھگکے لہجے میں کہا تبھی کسوہ جھٹکے سے سراٹھاتی غصے سے پلٹی اور اُس کا گریبان کھینچ کر مٹھی میں جکڑتے غرائی۔۔۔

اچھا تو تم پھر آگئے۔۔۔ ایک بار پھر جھوٹ کا جال بننے مجھے دھوکا دینے۔۔۔ کیا لگتا ہے کسوہ تمہاری محبت میں اتنی پاگل اتنی آندھی ہے کہ ہر بار تم پر بھروسہ کر لے گی۔۔۔ تم نے میرا دل جلا دیا۔۔۔ تم نے مجھے مار دیا۔۔۔ میں کیسے ایک دھوکے باز انسان سے اتنی محبت کرتی رہی۔۔۔ اب وہ بچو کی طرح تڑپتے اُسکے گریبان کو مٹھیوں میں جکڑے زور زور سے جھنجھوڑتی بول رہی تھی۔۔۔

ایک بار مجھے بتاتے مجھ سے آکر کہتے کہ میں تم سے بدگماں نہ ہوں تم سے نفرت کرتے خود کو اتنا جلا ڈالوں کہ میرا آپ جل کر خاک ہو جائے۔۔۔ تم نے ہر بار

مجھ سے چھپایا مجھے اندھیرے میں رکھا۔۔۔ کیوں۔؟؟ یہ کیسی محبت ہوئی  
بولو۔۔۔۔

میں تمہارے لئے دنیا سے لڑ سکتی تھی تم قیامت تک انتظار کرنے کو کہتے میں ایک  
شکوہ لبوں تک نہ لاتی تم مرنے کو کہتے میں مر جاتی،، لیکن تم نے اتنا سا بھی یقین نہ  
کیا۔۔۔۔

کیا کروں ایسا جس سے تمہیں میری محبت کا یقین ہو بولو۔۔۔ چیخ چیخ کر کہتی اب وہ  
تھک چکی تھی جتنی کڑواہٹ جتنا زہر اُسکے دل میں 7 سال سے بھرا ہوا تھا وہ آج  
سب اُسکے سامنے خالی کر گئی۔۔۔

صمیان نے ضبط سے اُسکی حسین روتی آنکھوں کو پیار سے صاف کیا اور زور سے  
اپنے سینے سے لگاتا بھینچ گیا ایسے کہ جیسے اب وہ اُن باہوں کو کھول کر اُسے کبھی اپنی  
محبت کی قید سے آزاد نہیں کرے گا۔۔۔

اسی بات کا تو ڈر تھا میں کہتا اور تم ساری زندگی انتظار میں گزار دیتی۔۔۔ اُسکے سر پر  
اپنے گال ٹیکاتا محبت پاش لہجے میں بولا۔۔۔۔ کسوہ اُسکے سینے سے لگی اب بھی زور  
زور سے روتی لرز رہی تھی۔۔۔۔



محبت جلا کر ہی تو کندن بناتی ہے۔۔۔ عشق کی آگ میں بنا جلے کوئی محبت امر ہوئی ہے۔۔۔۔۔ تو پھر کیسے ان آزمائشوں سے بنا گزرے محبت کے امتحان کو پار کئے ہم اپنی محبت کو حاصل کر لیتے؟؟؟ اللہ نے ایسے ہی مشکلوں کو پار کر کے ہمارے نصیب میں ایک دوسرے کی محبت کو حاصل کرنا لکھا تھا کسوہ۔۔۔ صمیان بڑے لاڈ سے اُسکے بالوں میں پیار سے انگلیاں پھیرتا اُسے سمجھاتے بولا جو بپھرے سونامی کے بعد چھائے سکوت کی طرح اُسکے سینے سی لگی اب خاموشی سے اُسکی باتیں سن رہی تھی۔۔۔۔۔

تمہاری محبت تو میرے لیے دنیا کا سب سے انمول تحفہ ہے۔۔۔ میں نے اپنی ساری محبت اُسکا سارا انچوڑ تمہیں دے دیا میرے پاس کسی کو کچھ دینے کے لیے ایک بوند بھی نہیں اب۔۔۔ صمیان کا ایک آنسو اُسکی آنکھ کے کنارے سے ٹوٹ کے گرتا کسوہ کے بالوں میں گم ہو گیا۔۔۔۔۔

نیت، عمل اور ارادے غلط ہو سکتے ہیں لیکن "تڑپ" تڑپ ہمیشہ سچی ہوتی ہے۔ تڑپے بغیر کوئی نہیں روتا، بے چین ہوئے بغیر کوئی طلب نہیں کرتا، میں نے جب اپنے رب کے سامنے ہاتھ اٹھائے دعاء میں صرف تمہیں مانگا صرف تمہارا ساتھ چاہا۔۔۔ کیا تم میری محبت پر ایمان لاتی ہو؟؟؟ مجھ پر یقین کرتی ہو؟؟؟ اُسکا چہرہ

پیار سے اپنے سینے سے اٹھاتا اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ پیالے کی صورت تھامے  
اُسے چاہت اور حسرت سے دیکھتا پوچھنے لگا۔۔۔

کسوہ اپنی روئی روئی بد حال آنکھوں سے ایک ٹک اُسکی خوبصورت نم آنکھوں میں  
دیکھتی اُسکی جادوئی باتوں میں ایسے کھوئی تھی کہ اُسے صمیان کے پاس ہونے کے  
علاوہ اور کوئی احساس نہیں رہا تھا۔۔۔

میں اک عرصہ سے بے دھیانی میں جیتا رہا۔۔۔!!! لیکن جب جب تمہارا نام پکارا گیا  
میں چونک گیا۔۔۔!!! میرے سارے جذبات احساسات تمہارے نام کو سن کر  
میرے گردشِ خون کو تیز رفتار سے جسم میں دوڑا دیتے اور بے اختیار دل سے آواز  
نکلتی یا اللہ رحم۔۔۔!!! میں نے خود کو لے کر آج تک شاید اتنا نہیں سوچا۔!! جتنا  
میں تمہاری زندگی کے ایک ایک لمحے کو لے کر سوچتا ہوں۔۔۔!!! تمہاری حفاظت  
کے لیے میں دنیا کی ہر قیامت سے اُلجھ سکتا ہوں۔۔۔!!! یا بس اتنا کہہ لو۔۔۔!!! کہ  
اک ناستک تمہارے نام کے صدقے دن رات اُتارتا ہے۔۔۔ \*!!! تم سے میری  
سانسیں جڑی ہیں تم نہیں تو صمیان بھی نہیں،،،،،

اُسکی باتوں کو سنتے کسوہ کی آنکھ سے آنسو جھرنے کی طرح بہنے لگے وہ کتنی غلط تھی  
کتنی بڑی غلطی کرنے جا رہی تھی یقین تو اس نے نہیں کیا تھا صمیان کا اصل قصور  
وار تو وہ خود تھی لیکن سزا صرف صمیان کو دی۔۔۔ اُسے ہی بُرا بھلا کہتی

رہی۔۔۔ اُسے ہی شرمندہ کیا۔۔۔ اُسے ہی جھکایا۔۔۔ احساسِ ندامت سے کسودہ کی  
آنکھیں جھک گئیں۔۔۔۔

تبھی صمیان آہستہ سے اُسکے چہرے پر جھکتا شدتِ محبت سے اپنے لب اُسکے ماتھے  
پر رکھ گیا۔۔۔ کسودہ نے آسودگی سے آنکھیں بند کر دی۔۔۔ اُسکی مضبوط پناہوں  
میں دنیا جہاں کی راحت محسوس کرتے اُسکی روح تک سرشار ہو گئی۔۔۔۔۔ بے  
اختیار کسودہ اپنی بانہیں اُسکے وجود کے گرد زور سے باندھتے اُس سے مزید قریب  
ہوتی سر اُسکے سینے پر رکھتی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ ایسے کہ جیسے اب اُسے سکون کا  
سانس ملا ہو اور وہ ان خوشیوں کے پلوں کو خود سے دور کبھی نا جانے دینا چاہتی  
ہو۔۔۔۔۔

صمیان اُسکے اس انداز پر ہلکا سا مسکراتا خود بھی اُسے زور سے سینے میں بھرتا اب ہر  
فکر ہر پریشانی سے آزاد ہوتا کھل کر خوشی کو محسوس کرتا آنکھیں موند گیا اور کب  
یوں ہی بیٹھے بیٹھے ایک دوسرے کی پناہوں میں سوئے وہ دنیا سے بے خبر ہوئے پتہ  
ہی نہیں چلا آنکھ تو تب کھلی اُسکی جب اُس نے سخت نیند میں خود کو اتنی زور سے  
جکڑے محسوس کیا ایسے کہ وہ ہل تک نہ پار ہی ہو۔۔۔۔۔

آہ۔۔۔ میرے پیر۔۔۔۔۔ اپنے اکڑے جسم اور پیروں میں اٹھتے درد کی شدت کو  
محسوس کرتے اُس نے بے چینی سے اپنی بھاری آنکھوں کو کھولا۔۔۔۔۔ اور آنکھیں



کھلنے پر ایک دور دارد ہما کہ ہوا جس سے اُسکی نیند سے ڈوبی حسین آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔

اُسکی پھٹی آنکھیں صمیان کے کشادہ سینے پر سے ہوتی اب اُسکے سوئے چہرے پر گئی۔۔۔ اُسکے وجود سے اٹھتی مخصوص خوشبو کسودہ کی سانسوں کو تیز رفتار سے دوڑانے لگی۔۔۔ اُسکا دل زور زور سے دھڑکنے اور جسم کانپنے لگا۔۔۔۔۔ ڈر کر اُس سے دور ہونا چاہتا تو دیکھا اُسکے کسرتی بازو اُسکے وجود کے گرد مضبوطی سے بندھے ہوئے ہیں ایسے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں سختی سے آپس میں ملی اُسے کسی قیمتی متاع حیات کی طرح خود میں سمیٹے ہوئے تھی۔۔۔۔۔

اُسکی ٹانگیں سیدھی اور گردن پیچھے کی طرف جھکی تھی۔۔۔ پیروں میں موٹے جوتے جبکہ 7 دن سے ایک ہی لیڈر کی جیکٹ اب بھی پہنی ہوئی تھی۔۔۔ وہ الگ بات تھی کہ کسودہ کو پھر بھی اُس میں سے اُسکی خوشبو آتی محسوس ہو رہی تھی جو اُسے سب خوشبوؤں میں سب سے زیادہ پسند تھی۔۔۔۔۔ وہ ایک ہی کنڈیشن میں ساری رات بیٹھے اتنی آرام سے منہ کھولے بچوں کی طرح ایسے سو رہا تھا جیسے آج اُسے سکون کی نیند نصیب ہوئی ہو۔۔۔۔۔

کسوہ نے کچھ پل بنا پلکیں جھپکے اُسے ٹکٹی باندھے دیکھا پھر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ اتنی آرام سے اُسکے مضبوط گھیرے کو توڑنا آسان کام نہیں تھا۔۔۔ اُسکا جاگنا سو فیصد یقینی تھا اور کسوہ یہ نہیں چاہتی تھی۔۔۔

اُس نے پریشانی سے بکھرے حال کمرے کو دیکھا جس کی درگت اُسی کے ہاتھوں بنائی گئی تھی۔۔۔ کل کا واقعہ ایک بار پھر یاد آنے لگا۔۔۔ جس پر غصے سے خود کو ہی کوستی وہ اٹھنے لگی لیکن وہی بات کہ یہ آسان نہیں تھا۔۔۔ اب اُس نے گہرا سانس لیتے زور سے اُسکے ہاتھ کو جھٹکا دیتے گھیرے کو توڑا اور کھڑی ہوئی۔۔۔

صمیان نیند سے بیدار ہوتا مشکل سے آنکھوں کو کھولتے سیدھا ہوتا آہستہ سے اُسے پکارا۔۔۔۔۔ کسوہ۔۔۔۔۔

کسوہ بدحواس سی اُسے دیکھتی اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی جوتے اٹھانے جھکی لیکن صمیان کو جاگتا دیکھ اُس نے خود کے بعد اپنے جوتوں پر لعنت بھیجا اور باہر کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔

صمیان نے آنکھوں کو مسلتے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے شاید ابھی کسوہ ہی گئی تھی۔۔۔ لیکن جیسی وہ سیدھا ہوا تکلیف کی ایک لہر اُسکے پورے جسم میں پھیل گئی۔۔۔۔۔ جسے دور کرنے کے لیے اُس نے بھرپور انگریزی لیتے خود کو سیدھا کیا۔۔۔۔۔

اب اُسکی نظر پورے روم کا جائزہ لینے لگی جس کی ایک چیز بھی صحیح سلامت نہ رہی تھی۔۔۔ اُسے کسوہ کا غصہ یاد آیا اور ساتھ اُس پر پیار بھی۔۔۔ وہ سچ مچ سائیکو تھی اُسکی محبت میں اور اسی بات کا پراوڈ صمیان کو ہمیشہ سے تھا۔۔۔۔۔ کہ وہ کسوہ کی اکلوتی محبت تھا۔۔۔ اُسکا جنون۔۔۔ اُسکی دیوانگی۔۔۔ جو اُسکے خوابوں سے بھی زیادہ اہم رہا تھا۔۔۔۔

لیکن اب یہ لڑکی ایسے کیوں بھاگ گئی؟؟؟ خود سے سوال کرتا وہ تمام گلاب جو اُسکے قریب زمین پر رکھے تھے اُنہیں اُٹھاتا ہوا خود سے بولا۔۔۔

پھر اُس نے سب سے پہلے کمرے کی ٹوٹی تمام چیزیں اٹھا کر ڈسٹ بن میں پھینکی سارا کمرہ صاف کرتا چیزوں کو اپنی جگہ پر رکھا پھر فریش ہونے چل دیا۔۔۔

دوسری طرف کسوہ جو سُن دماغ سے پہلے تو اپنے کمرے میں آتے کتنی دیر بیٹھی خود کو ملامت کرتی رہی کہ آخر ایسا جذباتی پن دیکھانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ آخر کیوں وہ صمیان کو لے کر اپنا آپا خود پر سے کھودیتی تھی۔۔۔ کیوں وہ پاگل سی ہو جاتی تھی اُسکی دوری پر۔۔۔ سر پکڑے بیٹھی وہ یہ سوچتی ایک دم جھٹکے سے اٹھی۔۔۔ اس سے پہلے صمیان یہاں آئے اور میرا اُس سے آمناسا منا ہو میں مزید شرمندگی اٹھاؤں مجھے جانا ہو گا۔۔۔ یہی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ یہ کہتی وہ اب بھاگم بھاگ فریش ہوتی تیاری کرتی بنانا شتہ کے آفس کے لیے نکل گئی۔۔۔۔

سمیان خوش باش سیٹی کی دھن بجاتا نیچے آیا آج وہ بہت خوش تھا اُسے نیو جینز کی جیکٹ وائٹ ٹی شرٹ پر پہنی تھی پیروں میں وائٹ شوز عام دن سے ہٹ کر آج کی تیاری کچھ خاص تھی۔۔۔ اس گیٹ اپ میں وہ بہت زیادہ ہینڈ سم اور الیگنٹ لگ رہا تھا۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔ ہشاش بشاش بلند آواز میں کہتا وہ کُرسی کھسکا کر ٹیبل پر بیٹھا جہاں مصعب اخبار سے سر اٹھاتے اور زہرہ ناشتے سے ہاتھ روکے اُسے حیران دیکھنے لگے۔۔۔۔

و علیکم السلام۔۔۔ کیا بات ہے بیٹا آج بڑے خوش نظر آرہے ہو۔۔۔؟؟؟ مصعب نے مسکراتے ہوئے اُسکی بھرپور تیاری دیکھتے پوچھا۔۔۔ کچھ نہیں بس یوں ہی۔۔۔ سادھا سا جواب دیتا وہ نیچے سر جھکا گیا پھر آہستہ مگر لہجے کو عام سا ظاہر کرتا بولا۔۔۔ کسوہ نہیں آئی بریک فاسٹ؟؟؟ پتہ نہیں لیکن بہت جلدی میں تھی ناشتہ بھی نہیں کیا شاید کوئی بہت ارجنٹ کام ہوگا۔۔۔ کہہ کر گئی ہے آفس میں ناشتہ کرے گی۔۔۔ مصعب اب اخبار تہہ کرتے مختصر سا بولے۔۔۔۔

لیکن دوسری طرف صمیان کو تو جیسے آگ لگ گئی۔۔۔ اُس نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی۔۔۔ اُسے کسوہ کا خود سے بھاگنا صاف دکھائی دیا آخر وہ چاہتی کیا

تھی۔۔۔ اُسے لگ رہا تھا کہ کل رات اُنکے بیچ کی ساری غلط فہمیاں دور ہو گئیں  
ہیں لیکن نہیں کچھ اب بھی تھا جو کسوہ کو خوفزدہ کیے ہوئے تھا۔۔۔  
وہ اٹھا اور تیزی سے باہر کی طرف بڑھا مصعب اور زہرہ نے عجیب نظروں سے اُسے  
دیکھتے پھر ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور گہرا سانس لیتے اٹھ گئے۔۔۔



اُسکا دل زوروں سے دھڑکنیں لگا جب اُسے صمیان کاشدیت بھرا لمس اپنے ماتھے پر  
ایک بار پھر محسوس ہوا۔۔۔ گزری رات کی ایک ایک بات جب رہ رہ کر اُسے یاد  
آتی تو وہ بے بسی سے بے چین ہوتی جھنجھلا جاتی۔۔۔ آخر اُسے کیا ضرورت تھی  
جذباتی پن کا مظاہرہ کرنے کی۔۔۔ اوہ گوڈ۔۔۔ یقیناً اب بھی وہ یہی سوچ رہا ہو گا کہ  
کسوہ امیچور ہے دماغ سے نہیں دل سے سوچتی ہے۔۔۔ باقی لڑکیوں کی طرح حساس  
اور دل سے کام لیے والی جذباتی۔۔۔ کسوہ تم نے خود کی نظروں کے ساتھ اُسکی  
نظروں میں بھی اپنی قدر و منزل کھودی۔۔۔ اب وہ اسی بات کا فائدہ اٹھا کر تمہیں  
استعمال کرے گا۔۔۔

اور یہ بات بی بی سردار تک اگر پہنچ گئی تو۔۔۔؟؟؟ وہ تو مجھے سارے خاندان کے  
سامنے زلیل کرتی میرا مذاق بنادینگے۔۔۔ یہ میں نے کیا کر دیا۔۔۔ اپنے دونوں

ہاتھوں سے منہ کو چھپائے وہ زور سے نفی میں سر ہلاتی سخت پچھتاوے میں گھری تھی۔۔۔ جب کوئی غضب ناک انداز میں دروازہ کھول کر اندر آیا۔۔۔۔۔  
کسوہ جو پہلے ہی اپنی سوچوں سے پریشان نڈھال سی بیٹھی تھی صمیان کو اتنے غصے میں آتا دیکھ بھونچکی رہ گئی۔۔۔

صمیان سخت تیوریاں چڑھائے دروازہ بند کرتا اب اُسکی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ اُسکی آنکھوں کی سختی اور سرد مہری انداز دیکھتے کسوہ کو اپنا گلہ سوکھتا محسوس ہوا اُس نے بے ہس و حرکت خوف سے صمیان کو اپنی طرف آتا دیکھا۔۔۔۔۔

صمیان زور سے اُسے کندھوں سے تھامت جھٹکے سے کھڑا کیا اور کانچ کی بنی بڑی سی وال کے ساتھ لگاتا اپنی خشمگیں نگاہوں سے گھورتا کڑک لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

کسوہ آخر چاہتی کیا ہو؟؟؟ کیوں ہر بار ہاتھ تھام کر مجھے یقین اور آس کی اُمید دلا کر انجان بن جاتی ہو۔۔۔۔۔ کیوں کھیل رہی ہو یہ کھیل۔۔۔۔۔؟؟ کیوں خود کے ساتھ مجھے بھی زندہ درگو کرنے پر طلی ہو۔۔۔۔۔ یقین کیوں نہیں کرتیں کہ میں تم سے بے حد محبت کرتا ہوں ہمیشہ سے صرف تم سے اور ہمیشہ صرف اور صرف تم ہی سے محبت کروں گا۔۔۔۔۔ نہیں جی سکتا تمہارے بنا۔۔۔۔۔ مجھے تمہاری بے رُخی تمہاری اجنبیت تکلیف دیتی ہے ایسی تکلیف جسے برداشت کرنا بہت افیت ناک ہوتا ہے میرے لیے۔۔۔۔۔



اشتعال انگیزی اور قہر بھری نظروں سے دیکھ کر کہتا آخر میں ٹوٹ گیا۔۔۔۔۔  
آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسل گیا اُسکی بکھری حالت دیکھتے کسودہ کادل گہرائیوں  
میں ڈوب گیا۔۔۔۔۔ وہ ایک ٹک اُسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں درد ہی درد  
تھا۔۔۔۔۔

کسودہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیسے اپنی غلطیوں کا ازالہ کرے ایسا کیا کرے کہ اُسکا درد  
کم ہو جائے۔۔۔۔۔ کیوں وہ دل اور دماغ کے بیچ کی جنگ میں صمیان کی محبت کو  
آزمائش بنا ڈالتی ہے۔۔۔۔۔

میں ڈرتی ہوں۔۔۔۔۔ سہمی۔۔۔۔۔ تمہاری محبت کی حسین دنیا میں جینے  
سے۔۔۔۔۔ تمہاری محبت میرے اندر کی بے خوف مضبوط باغی کسودہ کو ڈراتی  
ہے۔۔۔۔۔ مجھے ڈر ہے کہ جو آج تک کوئی نا کر سکا وہ تمہاری محبت مجھ سے کروا  
جائے گی۔۔۔۔۔ میں صرف تمہاری محبت میں خود کو کھونے سے ڈرتی  
ہوں۔۔۔۔۔ مجھے ڈر کہ تمہاری محبت اس کسودہ کو مٹا دے گی جسے دنیا جانتی  
ہے۔۔۔۔۔ میں میں نہیں رہوں گی۔۔۔۔۔ کانپتے لبوں سے کہتی وہ اُسکے سامنے ٹوٹی  
مالا کی طرح بکھر گئی۔۔۔۔۔ اُسکے ہاتھ صمیان کے سینے پر جمے تھرر رہے  
تھے۔۔۔۔۔

سمیان کا دل اُسکے آنسوؤں اور تڑپ دیکھ کر پاش پاش ہو گیا۔۔۔ اُسکی محبت کیسے  
کسوہ کو ڈرا سکتی تھی وہ تو اُس کا مضبوط سایہ تھا جو اندھیرے میں بھی اُسکا ساتھ نہیں  
چھوڑتا۔۔۔ وہ اُسکے خاطر خود کو مٹا سکتا تھا فنا کر سکتا تھا۔۔۔ صمیان نے آگے  
بڑھ کر پیار سے اُسے سینے سے لگایا۔۔۔ کسوہ اُسکے سینے سے لگی اتنی دیر روتی رہی  
جب تک اُسکے دل کا بوجھ ہلکا نہ ہو گیا۔۔۔

صمیان نے محبت سے اُسے خود سے الگ کرتے اُسکے چہرے پر پھیلے آنسوؤں کو پیار  
بھرے انداز سے اپنے ہاتھ سے صاف کیا۔۔۔ اُسکا چہرہ تھام کر اُسکی آنکھوں میں  
گہرائی سے دیکھتا چٹان لہجے میں بولا۔۔۔

میں وعدہ کرتا ہوں کسوہ تم سے۔۔۔ تمہاری ساری تکلیف خود پر لے لوں گا۔۔۔ ہر  
مشکل گھڑی میں تم سے پہلے خود اُس سے بھڑ جاؤں گا۔۔۔ ہر قدم پر تمہارا ساتھ  
دونگا۔۔۔ بدلے میں صرف تم سے یقین بھروسہ اور محبت کا طلبگار رہوں

گا۔۔۔ بولو کسوہ کیا کرو گی سودا۔۔۔ میری سانسیں میری لازوال محبت میرا مان  
میرا یقین میرا سب کچھ تمہیں دینے کے بدلے تمہاری محبت یقین تکلیفیں درد  
پریشانیاں فکریں مجھے دینے کا۔۔۔ بولو کسوہ اگر تم ہاں کرتی ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں  
ہر لمحہ تمہارا سایہ بن کر تمہاری سانسوں سے بھی زیادہ قریب رہوں گا تمہاری  
زندگی سے بڑھ کر تم سے وفا نبھاؤں گا۔۔۔ تمہاری آنکھ میں کبھی آنسو نہیں آنے

دونگا۔۔۔ لیکن تمہارا جواب ناہوا تو اپنی شکل کبھی نہیں دکھاؤ۔۔۔ اُس نے اتنا ہی کہا جب کسوہ تڑپ کر اُس کے سینے سی لگی زور زور سے رونے لگی۔۔۔ میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گی سہمی۔۔۔ میں نہیں رہ سکوں گی۔۔۔ تم مجھے کبھی چھوڑ کر مت جانا۔۔۔ میں تمہاری محبت پر ایمان لائی۔۔۔ بس تم ایک وعدہ کرو مجھے کبھی چھوڑ کر مت جانا۔۔۔ میں ایک بار پھر تمہارا خود سے دور جانا فوراً نہیں کر سکتی۔۔۔ سختی سے انگلیاں اُس کے وجود میں پیوست کئے وہ خوف سے ایک بات بار بار دہراتی بول رہی تھی۔۔۔

صمیان نے ضبط سے آنکھیں بند کرتے اُس کے وجود کو پیار سے تھاما۔۔۔ کیا تمہیں لگتا ہے کہ میں 7 سال تم سے کبھی دور رہا؟؟ میں تو ہواؤں کی طرح تمہارے ارد گرد ہمیشہ چکر کاٹتا رہا۔۔۔ اب جب تم میری ہو جس سے میری سانسیں میری روح میری تقدیر میری تمام محبت رشتے سب جڑے ہیں میں کیسے تم سے دور جاسکتا ہوں۔۔۔ میں دنیا کی بھیڑ میں بھی کیوں ناگم ہو جاؤں تمہاری محبت اپنی جگہ میرے ذہن اور دل کے حصے میں ہمیشہ آباد روشن رہے گی۔۔۔ اُسکی حسین بھیگی آنکھوں میں دیکھتے صمیان نے بے انتہا محبت سے کہا۔۔۔ کسوہ نے کسی معصوم بچے کی طرح نرم آنکھیں ٹپ ٹپاتے سر ہلایا۔۔۔ اُسکی یہ پیاری اور معصوم سی ادا پر صمیان کا دل محبت سے دھڑکتا بے اختیار ہو گیا۔۔۔

ایک نظر اُسے دیکھتے صمیان نے بنا سوچے دوسرے ہی لمحے اُسکے چہرے کو تھاما اور  
حق استعمال کرتے محبت بھرے دھڑلے سے جھک کر اُس کے لبوں کو اپنا بنا  
لیا۔۔۔۔

کسوہ جس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ صمیان بے باکی کا مظاہرہ اتنے  
آزادانہ طور پر کر جائے گا ہکا بکاسی دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔ اُس میں اتنی ہمت بھی نہیں  
رہی کہ احتجاج کی صورت اُسے کچھ کہتی یا خود سے دور ہی کر دیتی۔۔۔۔  
خود ہی صمیان اُس کے لبوں کو آزاد کرتا اب اُسکے چہرے پر جھکا گہرے سانس لیتا  
ہنس دیا۔۔۔۔ اب تو تمہیں قید کر لیا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی محبت کے پنجرے  
میں اب تو نہیں بھاگ سکو گی نا؟؟؟ شرارت بھرے انداز سے آنکھ دبا کر ہونٹ کا  
کونا کاٹا وہ کسوہ کی پتھرائی آنکھوں اور ہوائیاں اڑتے چہرے کو دیکھتا بولا۔۔۔۔  
اب کسوہ کو صحیح معنوں میں ہوش آیا جب اُس نے منہ کھولتے حیران نظروں سے اُسے  
دیکھا۔۔۔۔ اور اُسکے اس انداز پر صمیان کے قہقہے ہر طرف گونجنے لگے اس سے  
پہلے وہ پھر کوئی گستاخی کرتا۔۔۔

تبھی کسوہ پیراٹھاتی اپنی باریک ہیل اُسکے موٹے جوتے پر رکھتی ناراضگی سے دبا  
گئی۔۔۔۔ اچانک صمیان کی شرارت بھری ہنسی کو بریک لگا۔ اور وہ درد سے ہلکا سا  
کراہتے کسوہ کے کاندھے پر پورا جھک گیا۔۔۔۔

کسوہ جلدی سے پیر ہٹاتی ہنس دی۔۔۔ ڈرامے باز انسان کیا مجھے نہیں معلوم کہ تمہارے بوٹس کتنے مضبوط ہیں تمہیں ذرہ برابر بھی درد نہیں ہوا ہو گا یوں ہی ایکٹنگ کر رہے ہو۔۔۔۔۔ پیار سے اُسکا چہرہ اٹھا کر جھک کر اُسکی آنکھوں میں دیکھتی ہنس کر بولی۔۔۔

پھر تم نے جلدی سے پیر کیوں ہٹایا؟؟؟ جب تمہیں معلوم تھا کہ مجھے درد نہیں ہو سکتا؟؟؟۔۔۔۔۔ اب صمیان اُسکی کمر کے گرد مضبوط حصار باندھتا خود سے قریب کرتے پیار سے پوچھنے لگا۔۔۔

کیوں کہ مجھے درد ہوتا ہے تمہیں درد میں دیکھ کر۔۔۔۔۔ ایسا لگتا ہے کہ چوٹ تمہیں نہیں مجھے لگی ہے۔۔۔۔۔ چاہت سے اُسکے خوب رو چہرے کے ایک ایک نقش کو قریب سے دیکھتی اُنہیں چھوتی وہ خواب کیفیت سی بولی۔۔۔

ایک وہ اتنا خوب و توبہ

اُس پہ چھونے کی آرزو توبہ!

ہاتھ کانپیں گے روح مچلے گی

جب وہ آئے گا روبرو توبہ!

چاند تاروں سے رات سجتی ہوئی

تیری آواز اور تُو توبہ!

لب نہیں اُس کی آنکھ بولتی ہے

ایسا اندازِ گفتگو توبہ!

اُسے کھوئے کھوئے سے دیکھتے اُسکی انگلیوں نے صمیان کے چہرے کا طواف کرتے  
اُسکے لبوں کو چھوا تو پیار سے صمیان نے اُسکی انگلیوں کے پوروں کو چوم لیا۔۔۔ کسوہ  
کادل ایک پل کو رکتے زور سے دھڑکا۔۔۔

تبھی صمیان کا فون بجا جلدی سے فون جیب سے نکالتے اُس نے اسکرین دیکھی جہاں  
جرنل آفاق کا فون آرہا تھا۔۔۔ ایک نظر کسوہ کو دیکھتے اُس نے فون اٹھا کر کان سے  
لگایا۔۔۔

میجر صمیان اُس ارجنٹ فوراً میس پہنچیں۔۔۔ آفاق صاحب اتنا کہتے فون کاٹ  
گئے۔۔۔ صمیان فون کان سے لگائے ایک ٹک کسوہ کا چہرہ ہی دیکھ رہا تھا جب  
اُسکے چہرے پر چھائی ہلکی سی فکر سے پریشان ہوتی وہ بھی پریشانی سے بولی۔۔۔  
کیا ہوا سہی سب ٹھیک ہے؟؟؟ اُسکی جیکٹ کو ہاتھوں میں دبوچے کسوہ نے پریشانی  
سے پوچھا۔۔۔

ارجنٹ ہے۔۔۔ مجھے جانا ہو گا۔۔۔ لیکن تم بالکل پریشان مت ہونا میرے  
لیے۔۔۔ اپنا بہت سارا خیال رکھنا چاچو اور زہرہ کا بھی۔۔۔ ہو سکتا ہے میں کچھ  
دن گھر نا آسکوں۔۔۔؟؟؟ لیکن میرے خاطر تم وقت پر کھانا بھی کھاؤ گی اور اپنے



آرام کا خیال بھی رکھو گی اوکے۔۔ اُسکے اتنا جلدی جلدی بولنے پر کسود کادل  
دھک سے رہ گیا۔۔ یہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔ ابھی تو اُس نے وعدہ کیا تھا نا چھوڑ کر  
جانے کا۔۔ اور ابھی وہ اُسے خود کے بغیر اپنا خیال رکھنے کو کہہ رہا تھا۔۔۔  
ابھی تو اُسکی محبت پر یقین کرنے کا حوصلہ کیا تھا۔۔ ابھی تو اُسکی محبت کو محسوس  
کرتے جینے کی خواہش کی تھی۔۔ ابھی تو دل دھڑکنے لگا تھا۔۔ اور اب وہ جانے  
کی بات کر رہا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ سہی۔۔۔ تم ایسے کیسے مجھے چھوڑ کر اکیلا کر کے جاسکتے ہو؟؟؟ اُسکا بازو  
مضبوطی سے اپنے ہاتھوں کے پیچ جکڑے وہ بچوں کی طرح رونی صورت بناتی  
خوفزدہ سی بولی۔۔ اُسکی ہر نی آنکھوں میں صمیان کے دور جانے کا خوف جھلکنے  
لگا۔۔۔

کسود یہ میرا فرض ہے۔۔۔ تم اگر ایسے کمزور پڑو گی تو میرے لیے مشکل ہو جائے  
گی۔۔۔ کیا تم مجھے مشکل میں دیکھ سکتی ہو؟؟؟ یہ وقت فرض نبھانے کا  
ہے۔۔۔ جس طرح میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا اسی طرح فرض سے بھی منہ نہیں  
موڑ سکتا۔۔۔۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا تمہارا صمیان تم سے بے پنہا محبت کرتا  
ہے۔۔۔ آگے بڑھ کر اُسکے ماتھے پر شدت سے اپنے لب رکھتا وہ مان بھرے انداز

میں پیار سے اُسکے چہرے کو تھامتا بولا اور ایک بھر پور نظر اُداس چہرے پر ڈالتے وہ  
تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔

سہمی۔۔۔۔ کسوہ کتنی دیر خالی راہوں کو حسرت سے تکتی اُس طرف ہاتھ بڑھائے  
دیکھتی کھڑی رہی جہاں سے وہ گیا تھا۔۔۔۔



میجر ذیشان کی سرجری کافی مشکل لیکن کامیاب رہی تھی وہ اس وقت آئی سی یو میں  
بیہوش تھے۔۔۔۔ ازراہ اُنکے پاس تھی۔۔۔۔

آفاق صاحب جو اپنے آفس میں کچھ فائلز سامنے رکھے بڑے آفیسرز کے ساتھ  
بیٹھے تھے صمیان کی اجازت بھری آواز پر سر اٹھاتے اُسے اندر آنے کی اجازت  
دے گئے۔۔۔۔

سر کیا خبر ہے؟؟؟ صمیان جسے سارے یہاں کے حالات کی پل پل کی خبر تھی اندر  
آتا بنا کسی گھماؤ پھراؤ کے فوراً مدعے کی بات کرتا پوچھا۔۔۔۔

ڈی ایس نے جس تنظیم کے ساتھ مل کر بلاسٹ کروایا تھا ہمیں اُنکے ٹھکانے کا پتہ  
چل گیا ہے۔۔۔۔ تمہیں اس آپریشن کے لیے سلیکٹ کیا جاتا ہے۔۔۔۔ یہ ایک

بہترین موقع ہے میجر ڈی ایس پر گہرا وار کرنے کا جس تنظیم کی سپورٹ سے وہ اتنا  
مضبوط بنا بیٹھا ہے اب ہم اُسکی اس مضبوطی کو اُسکے وجود سے کاٹ کر اُسے کمزور

کرتے سامنے لاسکتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ ضرور اس دھچکے سے اپنے بل سے باہر آئے گا۔۔۔ آفاق صاحب اُسکے سامنے کھڑے ہوتے روب دار انداز میں بولتے فائلز اٹھا کر اُسکے سامنے کی۔۔۔

اوکے سر۔۔۔۔۔ سیلوٹ کرتا فائل اٹھائے وہ وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔ جرنل ذیشان جرنل آفاق اور میجر صمیان اس تنظیم کی معلومات کے لیے کافی وقت سے سر توڑ کوششوں میں لگے تھے۔۔۔ اور آج انہیں معلوم چلا تھا کہ اُس تنظیم کا اصل ٹھکانہ کہاں ہے لیکن یہ خوشی کی خبر سننے کے لیے جرنل ذیشان ابھی اس حالت میں نہیں تھے نا ہی اُسکا ساتھ دے سکتے تھے۔۔۔۔۔ یہ ذمہ داری اُسے کسی بھی حال میں پوری کرنی تھی۔۔۔ اُس سے کافی امیدیں جو وابستہ تھی سب کی۔۔۔۔۔

اپنے مشن پر جانے سے پہلے وہ آخری بار انہیں دیکھنیں وہاں آیا تھا جو بڑی بڑی مشینوں اور کئی تاروں کے بیچ جکڑے بیہوش پڑے تھے۔۔۔۔۔ دکھ سے ایک نظر دیکھتا وہ جیسی جانے کو پلٹا اُسکا سامنا سامنے کھڑی ازہ سے ہوا جو اُسے فل یونی فورم میں پوری طرح تیار اوپر سے نیچے تک دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

صمیان کی بھنویں تن گئی اور چہرہ سپاٹ ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ اُسکے برابر سے گزرتا آگے بڑھا جب ازہ کی بات نے اُسکے قدم وہیں جمع دیئے۔۔۔۔۔



شخصیت میں صرف اُسکی وہ آنکھیں تھیں جنکی چمک سے ازہ نے پیار کیا جو بالکل پپو جیسی تھی پھر غور کرنے سے سب واضح ہوتا گیا۔۔۔

اُسکا کالج سے اچانک غائب ہو جانا۔۔۔ کبھی کبھی اُسکا روڈ ہو کر جواب دینا اُسکی گھومتی ارد گرد آنکھیں جیسے اُن میں کیمرے فٹ ہوں۔۔۔ اُسکی اتنی بد صورتی میں بھی وہ غرور بھرا انداز۔۔۔ اُسکے شان سے چلنے کا سلیقہ۔۔۔ اُسکا بیٹھنا اٹھنا ہر چیز ازہ کو یاد آنے لگا۔۔۔

یہ سب کسی عام انسان کا انداز نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ فائل کانپتے ہاتھوں سے واپس ٹیبل پر رکھتی وہ حواسوں میں نہیں لگی۔۔۔ گہرے صدمے سے اُسکا ذہن جھٹکوں کی زد میں تھا۔۔۔ یہ سوچ کہ اُسنے ایسے انسان سے پیار کیا جسکا کوئی وجود کوئی پہچان کوئی نام ہی نہیں تھا۔۔۔ اُسنے ایک دھوکے سے پیار کیا جو مکمل جھوٹ تھا خواب تھا۔۔۔

ازہ کی آنکھیں برسنے لگی۔۔۔ وہ روئی تھی اپنی خاموش محبت کی موت پر جسے پانے سے پہلے وہ کھو چکی تھی۔۔۔



رات کا وقت تھا جب ہر طرف موت کے سیاہ چھائے ہوئے اندھیرے کا راج تھا۔۔۔

ڈی ایس آ خر کب تک چھپے بیٹھے رہو گے۔۔۔ ابھی مشن شروع بھی نہیں ہوا اور تم غائب ہو۔۔۔ میں اور وقت نہیں لے سکتا تمہیں پاکستان جلد واپس آنا ہوگا۔۔۔۔ اور ہاں اسلحہ کی ضرورت ہے جتنا ہو سکے بارود اور اسلحے کا انتظام کرو۔۔۔۔۔ جہاں تم واپس آ کر اپنے رُکے کام سرانجام دو گے وہیں میں دوسری طرف ایک تباہی لاؤنگاہر طرف موت ہی موت ہو گئی۔۔۔ خون ہی خون ہوگا۔۔۔۔ لیکن اُس کے لیے تمہارا یہاں ہونا ضروری ہے۔۔۔۔۔ کرخت بھری آواز میں وہ لمبا چوڑا انسان جو کسی وحشی کی طرح بکھرے کاندھے تک آتے بال ملگجاسا گندالباس بڑھی ہوئی داڑھی اور آنکھوں میں حیوانیت لیے بڑی سی گن ہاتھ میں پکڑے اندھیری غار میں بیٹھا تھا ڈی ایس سے بولا۔۔۔۔۔

مجھے حکم دینے کی ضرورت نہیں کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں تمہاری طرح جذبات سے نہیں دماغ سے چلتا ہوں۔۔۔ اس وقت پاکستانی آرمی سو لجر پوری طرح سے الٹ ہیں ہماری ایک غلطی سارا کام خراب کر سکتی ہے۔۔۔۔۔ ہم اُنکی پکڑ میں آ سکتے ہیں۔۔۔ اس لیے کچھ وقت تک خاموش اپنی جگہ چھپ کر بیٹھے رہو انہیں لگنے دو کہ ہم ہار مان چکے ہیں جب اس بات کا یقین کرتے وہ خود پیچھے ہٹ جائیں گے تب ہم اپنا دھور اکام پورا کرنے کے لئے میدان میں اتریں گے۔۔۔۔۔ اب مجھے فون



مت کرنا۔۔۔ ڈی ایس اپنی غصے بھری آواز میں سامنے والے کو سناتا فون کاٹ گیا۔۔۔

بجار مینگل جو اس تنظیم کا سب سے بڑا لیڈر تھا غصے سے فون زمین پر مارتے زمین پر تھوکا اور کنگ کو ڈھیروں گالیاں دینے لگا۔۔۔

بجار کے تمام آدمی جو اُسی کی طرح وحشی اور جنگلی جیسے دکھائی دیتے تھے اُس کا غصہ دیکھ کر جوش میں آ گئے۔۔۔۔

تیرا وقت بھی آئے گا کنگ جب میں تیری جگہ لے لوں گا تب تجھے موت سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔۔۔ بجار اپنے گندے دانتوں کو پیستا اپنی بڑی بڑی موچھوں کو تانا دیتا حیوانیت سے بولا۔۔۔۔

بجار مینگل جس نے اب تک اتنے لوگوں کو بھیانک موت کی نیند سلایا تھا کہ اُسے گنتی بھی یاد نہیں تھی۔۔۔ عورت بچہ بوڑھا جوان اُسکی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔۔۔ یہ وہ جانور تھا جو وقت پڑنے پر اپنے بھائی کو کاٹ کر اُس کا گوشت بھی کھا سکتا تھا بے رحم جو انسان کے روپ میں ظالم درندہ تھا۔۔۔

اُسکی یہ دہشت مزید اُسے مضبوط کرتی اُسکی تنظیم کو اُسی کے جیسے حیوانوں سے بھرتی بڑھاتی گئی۔۔۔

ہم کنگ کا انتظار کیوں کریں سردار تم بس حکم کرو ہم انسانوں کی لاشوں کا ڈھیر لگا دیں گے۔۔۔ مینگل کا ایک آدمی نفرت آمیز لہجے میں بولا۔۔۔

ٹھیک ہے جب کنگ اپنی کر رہا ہے تو ہم بھی اپنی کریں گے۔۔۔ ہم اُس کے غلام نہیں۔۔۔ دنیا دیکھے گی جب ہم اپنا سب سے بڑا ٹارگٹ مکمل کریں گے۔۔۔ اور وہ ہو گا اسکول جہاں چھوٹے چھوٹے تمام بچوں کو ہم گولیوں سے بھونیں گے۔۔۔ یہ وار ایسا وار ہو گا کہ دنیا لرز اٹھے گی اور ہماری یہ دہشت سب کے دلوں پر خوف کی دھاگ چھوڑ دے گی۔۔۔ یہ کھیل ایسے ہی چلتا رہے گا۔۔۔ وہ ہم کو ماریں گے ہم اُنہیں۔۔۔۔۔ مینگل خباثت سے قہقہے لگاتا گندے طریقے سے زمین پر گرا لوٹنے لگا۔۔۔۔۔ جسے اُسکے آدمی دیکھتے خوش ہو رہے تھے۔۔۔

تبھی ہر طرف فائر کی بو چھاڑ ہونے لگی۔۔۔ مینگل کی ہنسی کو بریک لگا وہ جلدی سے کھڑا ہوتا اب تڑبڑب سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔۔۔ مینگل کے آدمی جو کافی تعداد میں اسلحہ لیے باہر کھڑے پہرہ دے رہے تھے اپنے سردار کی حفاظت کرتے مقابلہ کرنے لگے۔۔۔

ہم پر حملہ ہو گیا۔۔۔ مخبری کی گئی ہے۔۔۔ آرمی سو لجرز نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے ہمارا بھاگنا ممکن ہے۔۔۔ ایک آدمی باہر سے بھاگ کر اندر آتا گھبرائے لہجے میں بولا۔۔۔



2 دن وہ بنا اُسے دیکھے اُسکی آواز سنے بغیر جی رہی تھی ایسے جیسے اپنے سنگ وہ اُسکے سارے رنگ خوشبو تازگی اُسکا غصہ اُسکی خوبصورتی اُسکی ادا اُسکی جینے کی چاہ بھی لے گیا ہو۔۔۔۔۔ بس دیکھنے والوں کے لیے اوپر سے کسوہ کا خالی خول جو اندر سے بالکل خالی ہو۔۔۔۔۔ اُسے نا بھوک لگتی تھی ناراتوں کو چین کی نیند آتی۔۔۔۔۔ خاموش خاموش سی بس چُپ چاپ کسی کے انتظار میں رہتی۔۔۔۔۔

مصعب اور زہرہ نے بھی یہ بات اچھے سے نوٹ کی کہ جب سے صمیان گیا تھا وہ ایسی رہتی جیسے روبرو ہو۔۔۔۔۔ بات کرو تو سر کے اشارے سے بس ہوں ہاں جواب دے دیتی۔۔۔۔۔ کھانا بھی ایسے کھاتی جیسے دل نہ چاہ رہا ہو مجبوری ہو۔۔۔۔۔ مصعب اور زہرہ کے لیے یہ یقین کرنا بہت مشکل تھا کہ اس کی ایسی حالت کی وجہ صمیان سے جڑی ہے۔۔۔۔۔

کیا بات ہے میرا بچہ۔۔۔۔۔ کیا کوئی پریشانی ہے؟؟؟ وہ اکیلی لان میں کرسی پر پیراؤ پر کیے سوچوں میں گم بیٹھی تھی جب مصعب آہستہ سے اُسکے برابر آکر بیٹھتے اُسکے کاندھے پر بازوؤں ڈالتے دوستانہ لہجے میں بولے۔۔۔۔۔

اُس نے خالی خالی نگاہیں اٹھا کر اپنے بابا کی طرف دیکھا اور پھر آہستہ سے اُنکے سینے سے لگ گئی۔۔۔۔۔ مصعب مسکرا دیئے۔۔۔۔۔

مجھے لگتا ہے صمیان کو جلد واپس بلوانا پڑے گا میری کسوہ آج کل غصہ ہی نہیں کرتی  
نہ کوئی توڑ پھوڑ نا کوئی شور شرابہ۔۔۔ تمہاری خاموشی سے میرا تودل ہولنے لگ  
گیا۔۔۔۔ صمیان ہوتا ہے تو تم فل چارج رہتی ہو۔۔۔۔۔ چلو کم سے کم تم دونوں کی  
وجہ سے گھر میں محفل توجہی رہتی ہے۔۔۔۔۔ مصعب شرارت سے اُسکا دل بہلانے  
کو بولے تھے جب کسوہ ناراض نظروں سے اُنہیں دیکھنے لگی۔۔۔

آپ تو ماما سے بہت پیار کرتے تھے اُنکے جانے کا دکھ کیسے برداشت کیا  
ہوگا۔؟؟؟۔۔۔ اُنکے بغیر کیسے رہیں ہونگے؟؟ جبکہ میں تو 2 دن سہمی کے بغیر نہیں رہ  
سکی۔۔۔۔۔ قرب سے آنکھیں بند کر کے سوچتی وہ اُنکے خاموش درد کو ماپنے  
لگی۔۔۔۔۔

میں تو کہتا ہوں محبت کر ہی لو۔۔۔ اس سے انسان جینے لگتا ہے۔۔۔ دنیا بھی حسین  
دکھائی دیتی ہے۔۔۔ انسان بھی صحت مند تندرست و توانا رہتا ہے۔۔۔۔۔ مصعب  
آنکھ دباتے شرارت سے اُسکا پھولا منہ دیکھ کر چھیڑتے ہوئے بولے۔۔۔۔۔  
کسوہ ہلکا سا مسکرا دی۔۔۔ اُسکی یہ مسکراہٹ بھی اُنہیں خالی خالی اُسی کی طرح تنہا اور  
اکیلی سی لگی۔۔۔۔۔ جب پیار سے اُسکا ماتھا چومتے اٹھے اور اندر چلے گئے۔۔۔۔۔  
کسوہ کو اُسکی یاد شدت سے آنے لگی جب وہ بے چین ہوتی بھاری قدموں سے چلتے  
اُسکے روم میں آگئی جہاں ہر طرف اُسکی یادیں اُسکی خوشبو بکھری تھی۔۔۔۔۔ کچھ



آہستہ سے اٹھتی وہ اُسکے بیڈ پر آ کر لیٹ گئی اور آنکھیں موند گئی۔۔۔



سب کو مار دو ایک کو بھی نہیں چھوڑنا مجھے پکڑنے آئے ہیں۔۔۔ یہ جانتے نہیں  
مینگل کون ہے۔۔۔ ہم مقابلہ کریں گے۔۔۔ مینگل زور سے کہتا گن اٹھا کر اوپر  
کی طرف فائر کرنے لگا۔۔۔

ایجنٹ 50 اپنے ساتھ سو لجرز لو اور دوسری طرف سے بلاسٹ کرتے اُنکی طرف  
بڑھوا ایجنٹ 71 تم مخالف سمت سے دھاوا بولو اور میں سامنے کی طرف سے سو لجرز  
کو لے کر اٹیک کروں گا اور یہ سب ایک ساتھ کرنا ہے۔۔۔۔۔ موو۔۔۔۔۔ میجر  
صمیان اپنی بھاری آواز میں سو لجرز کی بڑی تعداد کو کمانڈ دیتا بولا۔۔۔۔۔ جسے سنتے  
تمام سو لجرز ٹولیوں کی صورت ادھر ادھر بھاگنے لگے۔۔۔  
ایجنٹ 40 جو اُسکا ہمیشہ رائٹ ہینڈ اور ہر مشن میں قابل ساتھی رہا تھا اُسکے ساتھ  
اُسے فالو کرتا پیچھے چل رہا تھا۔۔۔۔۔ صمیان سنجیدہ چہرہ لیے گن سامنے کی طرف  
اٹھائے الرٹ آگے بڑھ رہا تھا تبھی فائر ہونے لگے۔۔۔۔۔ جس کا بھرپور جواب  
دیتے صمیان بنا کسی خوف کے آگے بڑھنے لگا۔۔۔

سرپلیز مجھے پہلے اندر جانے دیں۔۔۔ نا جانے اُسکے کتنے آدمی اندر ہوں۔۔۔۔۔ اور  
کیا پلین کیا ہو۔۔۔ میں باقی ساتھیوں کے ساتھ اندر جا کر آپکو اپڈیٹ کرتا



ہوں۔۔۔ ایجنٹ 40 بڑے سے غار نما سوراخ کو دیکھتا اُسے بے خوف اندر بڑھنے سے روکتا جھجک کر بولا۔۔۔ غار ایک دم اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔۔ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا جہاں نا کوئی روشنی تھی نہ ہی کوئی آبادی ہر طرف بس موت سی سیاہی پھیلی تھی۔۔۔

ایجنٹ یہ وقت ڈرنے کا نہیں۔۔۔ ہم سب کی جانیں امانت ہیں رب کی اور اپنے ملک کے لئے شہید ہونا خواب۔۔۔ تم کب سے خوفزدہ ہونے لگے؟؟ یہ مت بھولو کہ ہم اپنے سب سے اہم مشن پر ہیں اور اسکی ذمہ داری میرے کاندھوں پر ہے۔۔۔۔ ہمیں صرف اپنے ملک اور لوگوں کی زندگیوں کی حفاظت کا سوچنا ہے۔۔۔۔ اب چلو۔۔۔ اس مشن کو جلد ختم کریں۔۔۔ اگر زندہ رہے تو غازی کھلائیں گے اور مر گئے تو شہید۔۔۔ لیکن دشمنوں کو نیست و نابود کیے بنا پیچھے نہیں ہٹیں گے۔۔۔ ایجنٹ 40 کے سینے پر زور سے ہاتھ مار کر اسٹرونگ لیڈر کی طرح حوصلہ دیتا وہ خوبصورتی سے مسکراتا بولا۔۔۔

یس سر۔۔۔ ایجنٹ 40 اسکی باتوں سے متاثر ہوتا جوش سے سر اٹھا کر بلند آواز میں بولا۔۔۔ اور پھر اُنکے ساتھ تمام سولجرز اسلاکبر کا نعرہ تکبیر بلند کرتے چاروں طرف سے غار پر دھاوا بول گئے۔۔۔

وہ صرف غار نہیں ایک سورنگ سے نکلتی کئی سرنگیں تھی جو وقت پڑنے پر سامنے والے کو گمراہ کرنے کے لیے بنائی گئیں تھیں ایک راستے سے دوسری غار کے اندر 3 راستے اُن راستوں سے بھی دوسرے راستے۔۔۔ جیسے بھول بھلیاں ہو۔۔۔۔۔ صمیان دشمنوں کے یہ ہتکنڈے بخوبی جانتا تھا۔۔۔ اُس نے ہر طرف سپاہیوں کو پھیلا دیا۔۔۔ اور خود بھی آگے بڑھنے لگا تبھی اُس پر سامنے سے فائر ہوئی۔۔۔ جلدی سے خود کو پروٹیکٹ کرتا بدلے میں خود بھی فائر کرنے لگا۔۔۔ ابھی وہ ایک طرف سے مقابلہ کر رہی رہے تھے جب دوسری طرف سے بھی فائر ہونا شروع ہو گئی۔۔۔ ایجنٹ 40 مجھے لگتا ہے اُنکا سر براہ یہی کہیں ہے تم سامنے والوں کو سنبھالو میں پیچھے والوں کو سنبھالتا ہوں۔۔۔

صمیان کا آرڈر سننے ایجنٹ اپنے پورے جلال کے ساتھ دشمنوں پر ٹوٹ پڑا۔۔۔ جبکہ صمیان پیچھے مڑتا فائر کرنے والوں کو ایک ایک کر کے ٹھکانے لگاتا خود اکیلا ہی اُس طرف بھاگنے لگا۔۔۔ جہاں اُسے سر براہ کے ہونے کا شک تھا۔۔۔۔

جلتی لکڑیاں جو دیواروں میں نصب تھی اُنکی روشنی میں صمیان آگے کی طرف بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا جب اچانک ایک جگہ پر آکر رُک آگیا جس کے چاروں اطراف

راستے بنے تھے۔۔۔ ایک پل کے لیے وہ گنگ ہو گیا۔۔۔ کے جائے تو جائے

کہاں؟؟؟

آہ بہادر سپاہی۔۔۔ تم تو بڑی آسانی سے جال میں پھنس گئے۔۔۔ جب اندھیرے  
میں ڈوبے ایک دروازے سے مینگل باہر نکل کر اُسکے سامنے آتا شیطانیت سے ہنس

کر بولا۔۔۔

سمیان نے نفرت اور غصے بھری آنکھوں سے اُسے اوپر سے نیچے تک اُسے

دیکھا۔۔۔

آہ غصہ آرہا ہے مجھ پہ۔۔۔ کوئی بات نہیں کر لو غصہ کیوں کہ پھر تم غصہ کرنے کے  
لیے زندہ بچو گے ہی نہیں۔۔۔ تمہارے جسم کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے

ہم تمہارے گھر والوں کو تحفے میں بھجوائیں گے۔۔۔ تاکہ پھر کوئی ماں یا باپ اپنی  
اولاد کو سپاہی بنانے کے خواب نہ دیکھے۔۔۔ مینگل اپنے گندے طریقے سے ہنستا

بولا۔۔۔

سمیان نے قہر بھری نگاہ اُسکے غلیظ وجود پر ڈالی اور لمحے کی تیزی سے گن اُس پر تانے

فائر کر دیا لیکن بد قسمتی سے اُسکے ساتھی وہاں آتے اُسے گھیر گئے۔۔۔

اور بد لے میں صمیان پر فائر کرنے لگے۔۔۔

رات کے بچ کے پہر بھیانک خواب کے زیر اثر ہڑبڑاتی زور سے اُسکے نام کی پکار سے چیختی اٹھ بیٹھی۔۔۔ اُسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اور جسم پینے سے شرابور کانپ رہا تھا۔۔۔۔

یا اللہ میرا سہمی۔۔ ہاتھ میں پکڑی صمیان کی شرٹ کو سینے میں دبائے وہ بلک بلک کر رو دی۔۔۔ اُس نے بُرا خواب دیکھا تھا صمیان کے حوالے سے جس سے ڈر کر اُسکی آنکھ کھلی۔۔۔

اُس نے وقت دیکھا جو صبح کے 4 بج رہی تھی۔۔ تیسرا دن لگ چکا تھا اور اُسکی کوئی خبر نہیں تھی۔۔۔ بے اختیار روتے اُس نے وقت کی پرواہ کیے بنا صمیان کا نمبر ملا یا لیکن آپریٹر کی آواز سنتے اُسکا دل کسی طور سمجھنے میں نہیں آ رہا تھا۔۔۔

کیا کروں؟؟؟ بچوں کی طرح روتے وہ دل کی جگہ کو مسلّتی تڑپ رہی تھی جب اُسے دور سے اذانوں کی صدائیں بلند ہوتی سنائی دی۔۔۔ جھٹکے سے اٹھ کر واشروم جاتی اُس نے اچھے سے منہ دھویا اور وضو کرتے اپنے رب کے سامنے کھڑی ہوتی اُسکی سلامتی کی دعائیں کرنے لگی۔۔۔ اپنے رب کے سامنے ڈھیر سارے آنسو بہانے اور التجائیں دعائیں کرنے بعد اُسے تب کہیں جا کر سکون ملا۔۔۔

کچھ ہی پل گزرے جب وہ سکون سے سوپائی پھر جلد ہی سورج کی تازہ کرنوں کے ساتھ اٹھتی وہ روز کی طرح اپنے آفس جانے کی تیاری کرنے لگی۔۔۔ جس میں اُسکی بے دلی اور اُداسی واضح طور پر شامل تھی۔۔۔۔

تبھی اُسکا فون رنگ کرنے لگا اُسکا دل زور سے دھڑکنے لگا بھاگ کر فون اٹھاتی بنا دیکھے کان سے لگا گئی۔۔۔

گڈ مارنگ میم۔۔۔ ہاؤ آریو؟؟؟ ملائکہ کی آواز سنتے کسوہ کا خوشی سے اچھلتا دل بجھ گیا۔۔۔ اُسے لگا کہ شاید اُسکے سہمی کی کال ہو لیکن۔۔۔!!!  
میم آپکو انفورم کرنے کے لیے یہ کال کی تھی کہ پرل کمپنی کے ساتھ ہماری میٹنگ فکس ہو گئی ہے۔۔۔۔ اُسے کچھ نہ بولتا دیکھ ملائکہ کنفیوزڈ سی خود ہی بولنے لگی۔۔۔۔

اگر آپ کہیں تو میں ایم ایس سے کسی اور کو اس میٹنگ کے لئے۔۔۔۔!!!  
اُسکی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ میری ٹکٹس بک کرواؤ۔۔۔۔ اُسکی بات بچ سے کاٹتی کسوہ آرڈر دیتی فون رکھ گئی اور اپنی پوری تیاری کرتی نیچے آکر مصعب کو میٹنگ کے سلسلے میں ترک کی جانے کی خبر دیتی آفس کے لیے نکل گئی۔۔۔

کسی کو اس بات کی خبر نہیں ہونی چاہیے کہ میں کہاں ہوں۔۔۔۔ گوٹ  
اٹ۔۔۔ باس کی سیٹ پر بیٹھی اپنی سخت نظروں سے ڈائریکٹرز مینجرز اور خاص طور

سے ملائکہ کو وارن کرتی بولی۔۔۔ اُسکا اشارہ دائم شاہ کی طرف تھا جو ہر اُس جگہ پہلے موجود ہوتا جہاں کسوہ پر ایسی چاہتی۔۔۔۔۔ وہ صمیان کو لے کر پہلے سے پریشان تھی جس کی کوئی خبر نہیں تھی۔۔۔ دائم شاہ کو تو کیا وہ خود کو بھی بھول جانا چاہتی تھی۔۔۔۔

میم آپکی ڈیڑھ گھنٹے میں فلائٹ ہے۔۔۔ میں نے آپکے لیے روم بک کروا دیا ہے ہوٹل میں اور پھر کل آپکی۔۔۔۔۔

تم نے کس کی اجازت سے میرے وہاں اسٹے کرنے کا پلین کیا۔۔۔؟؟؟ اچانک اٹھتی وہ غصے اور حیرانگی کے ملے جلے تاثر دیتی بولی۔۔۔۔

ملائکہ کی تو جیسے سٹی گم ہوگی۔۔۔۔۔ وہ!! آپ 6 گھنٹے کی مسافت کے بعد پھر میٹنگ۔۔۔۔۔ رات تو ویسی ہو جائے گی آپ کافی تھک جائیں گی۔۔۔ اسٹے کرنا آپکے لیے ضروری ہے۔۔۔۔۔ ملائکہ رونی صورت بناتی اُسکی فکر کرتی بولی۔۔۔۔۔

میری رات ہی کی واپسی کی ٹکٹس بک کرواؤ۔۔۔ ٹف اور پراوڈ آواز میں دو ٹوک کہتی آگے بڑھی اور غصے سے قدم اٹھاتی ایم ایس سے باہر چلی گئی۔۔۔۔۔ جبکہ ملائکہ صدمے سے دوچار اُسے دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔۔۔ کیا وہ خود کو کوئی سزا دے رہیں ہیں ایسا کر کے؟؟؟ ملائکہ پریشان سی سوچتی واپس مڑی اُسے ہر حال میں اپنی باس کا حکم ماننا تھا۔۔۔ چاہے اس میں اُنہیں کا نقصان کیوں نہ ہو۔۔۔۔



ایئرپورٹ کے اندر آتی وہ ڈائریکٹ اندر گئی جہاں سب کے سامان چیک ہو رہے تھے۔۔۔ اپنی ٹکٹس کاؤنٹر پر رکھتی وہ چیکنگ لائن میں کھڑی ہی ہوئی تھی جب

سامنے لگی بڑی سی ایل ای ڈی میں تازہ ترین نیوز اب ڈیٹ دی جانے لگی۔۔۔ جسے سن کر وہ پتھر کی طرح اپنی جگہ مورت بن گئی۔۔۔

پاک آرمی کو پاکستانی عوام کی طرف سے سلام۔۔۔ ایک بار پھر پاکستانی آرمی نوجوانوں نے اپنی جان پر کھیل کر ملک اور اُسکے لوگوں کو سب سے بڑے دہشت گرد سے بچایا۔۔۔

مینگل جس نے کئی ملکوں کے ناصر ف ناک میں دم کیے رکھا بلکہ اسکی دہشت اور حیوانیت کا سن کر ہی لوگوں کے دل کانپ جاتے۔۔۔ مینگل جس نے بہت سے بلاسٹ کیے لوگوں کا قتل عام کرتے کافی فساد پھیلا یہ ہوا تھا جسے کئی ملکوں کی پولیس بھی ڈھونڈنا سکی اُسے کل رات ایک خاص مشن کے ذریعے ہماری آرمی بہادر فوج کے نوجوانوں نے اپنے ملک کی سر زمین سے صاف کر دیا۔۔۔

نیوز اینکر نا جانے کیا کیا بولتی جا رہی تھی لیکن کسوہ کی آنکھیں تو خوف سے پھیلی اور دل پھسلیاں توڑ جیسا دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

اُس نے بے اختیار اپنے دل کو تھاما اور ٹکٹس اٹھا کر ایک طرف دیوار کا سہارا لیتی جا کھڑی ہوئی۔۔۔ یا اللہ میرا سہمی اس مشن کا حصہ نہ ہو۔۔۔ اور اگر ہو تو آپ اسکی

حفاظت کرنا۔۔۔ یا اللہ مجھے اپنے پیارے محبوب کا واسطہ میرے سہمی کی حفاظت  
کرنا۔۔۔ تڑپ کر روتے وہ وہیں کھڑی اُسکے لیے دعا کرنے لگی۔۔۔  
خبر دیتی اینکڑ کی آواز اب بھی ہر جگہ سنائی دے رہی تھی جب وہ تیزی سے آنسو  
صاف کرتی خود کو مضبوط ظاہر کرتی آگے بڑھ گئی اُسے موبائل کھول کر اندر کی خبر  
کی تصدیق کرنی چاہی۔۔۔

میڈیا پر اتنا واضح نہیں بتایا جا رہا تھا جتنا نیٹ اور سوشل میڈیا پر کھل کر بتایا  
گیا۔۔۔ اُسے دہشت گردوں کی خون سے بھری لاشیں دیکھی اور مینگل کی باڈی  
دیکھ کر تو اُس کا دل خراب ہو گیا۔۔۔ اُسکے چہرے کا کوئی ایک حصہ سلامت نہیں  
بچا تھا جس پر بولیٹس ناماری گئی ہو وہ کسی لاوارث کتے سے بھی بتر حالت میں زمین  
پر پڑا تھا۔۔۔

کسوہ نے ساری خبریں چھان ماری لیکن کہیں بھی اُسے کسی ایک آرمی کے جوان کی  
کوئی خبر نہ ملی سوائے اس کے کہ کچھ سولجرز کی شہادت اور کچھ کی زخمی حالت ہوئی  
ہے اس مشن میں۔۔۔



ولد ار جو نیوز دیکھ رہے تھے اچانک نئی چلتی خبر پر سیدھے ہوتے سکتے کے علم میں  
اسکرین دیکھنے لگے۔۔۔ اُنکا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ بے اختیار اُنکے لبوں سے  
آہستہ سے صمیان کے نام کو پکارا۔۔۔

اللہ غارت کرے ان ملک کے ناسوروں کو بہت اچھا ہوا ایسے ہی کتے کی موت مرا  
کریں گے۔۔۔ معصوموں کی جان لیں گے تو کیا اللہ چھوڑے گا۔۔۔ اللہ ایسے  
ہی اپنے جوانوں اور سپاہیوں کو بھیج کر انہیں عبرت بنائے گا۔۔۔ سامنے چلتی نیوز کو  
دیکھ سکیںہ سردار غصے سے بدعائیں دینے لگیں۔۔۔  
ارے تمہیں کیوں سانپ سونگھ گیا۔۔۔ جب اُنکی نظر برابر بیٹھے بیٹے پر گئی تو حیرت  
سے بولیں۔۔۔

ولد ار ایک جھٹکے سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آئے۔۔۔ سکیںہ سردرد اُنکا عجیب  
رد عمل دیکھ کر حیران ہی رہ گئیں۔۔۔ ولد ار اب صمیان کا فون نمبر ملانے  
لگے۔۔۔ جو بند جا رہا تھا۔۔۔

یا اللہ میرے بچے کی حفاظت کرنا۔۔۔ اُنہوں نے نم آنکھوں سے ہاتھ اٹھا کر اپنے  
جگر سے پیارے بیٹے کے لیے دعا کی۔۔۔ کیوں کہ وہ یہ بات اچھے سے جانتے تھے  
کہ ایسے مشن پر سب سے آگے اُنکا بہادر بیٹا ہی ہوتا ہے۔۔۔  
تبھی اُنکے فون پر معصوب کی کال آنے لگی۔۔۔

اسلام علیکم برات آپ نے خبر دیکھی؟؟؟ ولد ار کے فون اٹھانے پر معصوب کی پریشان سنائی دی۔۔

ہاں میں نے دیکھی۔۔۔۔۔ ولد ار غم زدہ سے بولے۔۔۔۔۔  
آپ پریشان نہیں ہوں برات ہمارا صمیان خیریت سے ہوگا۔۔۔ مجھے امید ہے  
اپنے رب سے وہ ہمیں اولاد کے دکھ سے نہیں آزمائے گا۔۔۔۔۔ مصعب اُنہیں  
حوصلہ دیتے خود کو بھی جیسے ہمت دلار ہے تھے۔۔۔۔۔



ڈی ایس جو دور دراز دوسرے ملک میں بڑے آرام سے بیٹھا ڈرنک کر رہا تھا  
اچانک سنائی دیتی خبر پر شوک رہ گیا۔۔۔۔۔ اُسکے ہاتھ سے کانچ کا گلاس چھوٹ کر  
کرچی کرچی ہو گیا۔۔۔۔۔  
مینگل مر گیا؟؟؟ اُس نے یہ کہتے اپنا سر تھام لیا۔۔۔۔۔ لیلیٰ جو اپنا ملک چھوڑ کر اُسے دیکھنے  
اُس سے ملنے کل ہی یہاں پہنچی تھی ڈی ایس کے اتنے شدید ری ایکشن پر پریشان  
ہی ہو گئی۔۔۔۔۔

کنگ کیا ہوا؟؟؟ بھاگ کر اُسکا بازو تھامتی فکر سے بولی۔۔۔۔۔ جب ڈی ایس نے  
جھڑک کر اُسے دھکا دیتے خود سے دور کرتے خون بھری آنکھوں سے  
دیکھا۔۔۔۔۔

مینگل مر گیا۔۔۔ مار دیا اُسے۔۔۔ میری طاقت آدمی کر دی اُن لوگوں  
نے۔۔۔۔۔ میرا دایاں ہاتھ کاٹ دیا۔۔۔۔۔ یہ کیسے ہو گیا۔۔۔۔۔؟؟؟  
نہیں۔۔۔۔۔ ڈی ایس اب پاگلوں کی طرح کمرے کی چیزوں کو توڑتا چیخ رہا تھا۔۔۔  
اُسے کافی گہری ضرب لگائی تھی پاک آرمی نے۔۔۔۔۔ جس سے وہ تڑپتا پاگل ہوئے  
جار ہا تھا۔۔۔۔۔ بار بار چلتی ایک ہی نیوز جس میں آرمی کے جوانوں کے لئے  
تعریفوں کے پل باندھے جا رہے تھے۔۔۔۔۔

ان خبروں کو میڈیا پر لانے کا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ پوری دنیا کے ساتھ  
پاکستان سے نفرت اُسکا بُرا چاہنے اور دشمنوں پر واضح ہو جائے کہ پاکستان کی آرمی  
کیا کچھ کر سکتی ہے جب اپنے پر آئے تو۔۔۔۔۔ بڑے سے بڑا دشمن بھی پھر نہیں بچ  
سکتا۔۔۔۔۔ اور ڈی ایس کو اور غصہ دلا گئے جب وہ تیزی سے قریب آتا اپنے ملکوں کی  
بارش سے اُس کی اسکرین چکنا چور کر گیا۔۔۔۔۔

نہیں چھوڑوں گا دیکھ لو نگا سب کو۔۔۔۔۔ ڈی ایس نفرت سے کہتا چلا گیا۔۔۔۔۔



6 گھنٹے کی لمبی مسافت کے بعد بلا آخر وہ استنبول سے اپنے ہوٹل پہنچی۔۔۔۔۔ اپنے روم  
میں آکر سامان رکھنے اور فریش ہونے تک اُس نے کچھ وقت خود کے لئے نکالا اور پھر  
میٹنگ اٹینڈ کرنے چل دی۔۔۔۔۔

اپنے نیو پروجیکٹ کے لیے اُسے پرل کمپنی جو ترکی کی مشہور کمپنیوں میں سے ایک تھی اُس کے کچھ مٹیریل کافی پسند آئے تھے جنہیں خریدنے کے لئے وہ بطور خاص خود اُن سے ملاقات کے لئے یہاں آئی تھی۔۔۔۔

پرل کمپنی کے اوئر ایک کپل تھے۔۔۔ 35 سے 40 کے قریب دکھتا وہ شادی شدہ جوڑا میڈیا پر بیسٹ کپل مانا جاتا تھا۔۔۔ خوش شکل دکھتا وہ جوڑا اپنے بیچ کے پرسنل موومنٹ کو سرے عام ایکسپوز کرنے کی وجہ سے کچھ خاص مشہور ہوا

تھا۔۔۔۔ ایم ایس کے ڈائریکٹر ز اور باقیوں نے جب یہ سنا کہ کس وہ نیو پروجیکٹ کے لئے پرل کمپنی سے رابطہ کرنے والی ہے تو سب جھجک کر پیچھے ہٹنے لگے اور یہی بات کس وہ کو بہت عجیب لگی۔۔۔ وہ مانتی تھی کہ وہاں کے لوگ کافی بولڈ زندگی گزارتے ہیں لیکن اُسے یہ سمجھ نہیں آیا اُن سب باتوں سے کام کا کیا تعلق؟؟؟ اس لیے اُس نے خود فیصلہ کیا تھا کہ وہ یہ میٹنگ خود اٹینڈ کرنے جائے گی۔۔۔۔

وائٹ اینڈ گولڈ کنٹر اس سے تیار کیا گیا وہ ہوٹل نہیں کوئی راجہ مہاراجہ کا محل لگتا تھا جس کے دروازے گولڈ کے چمکتے بڑے بڑے سے۔۔۔ راہداری پانی کے جیسے صاف شفاف نقش نگاری سے سجی۔۔۔ بڑی کھڑکیاں جس پر حسین اونچے پردے لہراتے چھت پر لگے لمبے حسین روشنیوں سے جھلملاتے فانوز۔۔۔۔ پہلی بار وہاں آنے والے کو وہ جگہ مسمایر کرتی خواب جیسی لگتی۔۔۔۔



کائی گرین کی پلین فروک اوپر وائٹ کوٹ پہنے بالوں کو لمبی ڈھیلی سی چوٹی کی صورت خوبصورتی سے باندھے معصوم سی لگتی ادھر ادھر دیکھتی زینے اترتے وہ بڑے سے ہال میں آگئی جہاں ڈھیر سارے لوگ کانچ کی میز اور کرسیوں پر بیٹھے کھا پی رہے تھے۔۔۔

جب اُسکی حسین آنکھوں نے ایک جوڑے کو مسکرا کر اپنی طرف آتے دیکھا۔۔۔ ہیلو مسٹر اینڈ مسز از یزبیک۔۔۔ کیسے ہیں آپ دونوں؟؟؟ بے دلی سے ہونٹوں پر مسکراہٹ لاتی کسوہ مسز از یزبیک کی طرف ہاتھ بڑھاتی بولی جب کہ مسٹر از یزبیک سے اُس نے صرف سر کے اشارے سے بات کی۔۔۔ ہم بالکل ٹھیک ہیں مس کسوہ اور اُمید کرتے ہیں آپ بھی ٹھیک ہوں گی اور اس لمبے سفر سے بالکل تھکی نہیں ہوں گی۔۔۔ مسز از یزبیک کاندھے تک آتے بالوں کو خوبصورتی سے باندھے اور کافی شورٹ بلیک ڈریس پہنے میک اپ سے بھرا چہرہ لیے کسوہ کو مسکرا کر دیکھتی بولی۔۔۔

ہمیں لگا تھا آپ کافی میچور اور ایجڈ خاتون ہوں گی جو اتنے بڑے ایمپائر کو اکیلی ہینڈل کرتی ہوں گی۔۔۔ لیکن آپ تو کافی چھوٹی سی اسکول گرل لگتی ہیں۔۔۔ مسٹر از یزبیک کسوہ کو لیے آگے بڑھتے خوش اخلاقی سے بولے۔۔۔

کسوہ سیریس چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجاتی خاموش ہی رہی اور ایک کرسی کھینچ کر اُن دونوں کے عین سامنے بیٹھ گئی۔۔۔۔

مسٹر ازیزبیک نے میٹنگ کے دوران کافی عمدہ کھانے کسوہ کے سامنے ٹیبل پر سجائے جسے کسوہ نے بہت تھوڑا تھوڑا کھایا تاکہ اُنہیں بُرا نا لگے۔۔۔ اپنی پریشانی اُن پر کسی بھی طور سے واضح کیے بنا وہ پوری کوشش کر رہی تھی اُنکے ساتھ نارمل رہنے کی۔۔۔۔

مسٹر اینڈ مسز ازیزبیک جو کافی کلوز ہوئے ایک دوسرے سے جڑ کر بیٹھے اُس سے باتیں کرنے کے ساتھ اپنے پیار بھرے مظاہرے بھی اُس کا سامنے کافی آزادانہ طور پر کر رہے تھے۔۔۔ جس میں کبھی وہ ایک دوجے کا ہاتھ تھامتے تو کبھی گلے لگتے۔۔۔۔ یہاں تک تو سب ٹھیک تھا کسوہ پوری طرح ہر چیز اگنور کیے صرف کام پر فوکس کیے اُن سے بات کر رہی تھی۔۔۔۔ لیکن جھٹکا تو تب لگا اور وہ یہ دیکھ کر کنگ رہ گئی جب اچانک دونوں نے آگے بڑھ کر ایک دوسرے کو بے تکلفی سے چوما۔۔۔۔ کھانے کا نوالہ اُسکے حلق میں اٹک گیا اور وہ زور زور سے کھانسنے لگی۔۔۔۔

شرم سے لال پیلی ہوتی جلدی سے پانی کا گلاس اٹھا کر پیتی وہ ادھر ادھر دیکھتی خود کو  
سنجھانے لگی۔۔۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔؟؟ مسز ازیز بیک اپنی اس بولڈنس سے

انجان فکر مندی سے اُس سے پوچھنے لگے۔۔۔

ایم او کے۔۔۔ کنفیوزڈ سی مسکراہٹ لیے نظریں چراتی وہ بامشکل بولی۔۔۔ اُسے  
اب احساس ہوا تھا کہ ڈائریکٹر اس میٹنگ سے کیوں بھاگ رہے تھے۔۔۔ یہ تو  
کافی زیادہ ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔ ماتھے پر آئی ہلکی نمی کو ٹشو سے صاف کرتے  
اُس نے خود کو کمپوز کیا۔۔۔

اوہ۔۔۔ یہ تو بلش کر رہیں ہیں؟؟؟ مسز ازیز بیک اپنے ہسبنڈ کو پیار سے کہتے کسواہ  
کی طرف اشارہ کرتی بولی۔۔۔

لگتا ہے آپ نے زندگی میں کبھی پیار نہیں کیا؟؟؟ لیکن آپ تو اتنی خوبصورت ہیں  
کہ کوئی بھی آپ کا دیوانہ ہو سکتا ہے پھر آپ اتنی اکیلی کیوں ہیں؟؟؟ اچانک کام کے  
مدعے سے بات ہٹ کر اب اُسکی طرف گھوم گئی۔۔۔۔۔ جسے سنتی وہ اپنی جگہ سے  
اچھلی۔۔۔

تم کہو تو میری نظر میں بہت سے امیر کبیر حسین لڑکے ہیں جو تمہاری خوبصورتی  
دیکھ کر تم پر فدا ہو سکتے ہیں تم ٹرائے کیوں نہیں کرتی ہو سکتا ہے کوئی تمہارا پرنس  
چار منگ نکل آئے۔۔۔۔۔ تم فلحال ڈیٹ سے بھی کام چلا سکتی ہو۔۔۔۔۔ میں بات

کروں؟؟؟۔۔۔ مسرز از یزبیک کی اتنی اسپید دیکھ کر کسود کی آنکھیں حیرت سے ابل گئیں۔۔۔ انہیں اتنی پیاری لڑکی کا اس طرح یوں اکیلے اکیلے تنہا زندگی گزارنا بہت برا لگا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ پلیز ایسا کچھ بھی مت کریں۔۔۔ آپ دونوں نے میرے بارے میں اتنا بھی سوچا اُسکے لیے بہت شکریہ۔۔۔ مجھے لگتا ہے کافی باتیں ہو چکی ہم نے ڈیل بھی سائن کر لی آپ دونوں سے مل کر بہت اچھا لگا اب تو ملاقاتیں ہوتی رہیں گی۔۔۔ مجھے اجازت دیں میں چلتی ہوں۔۔۔ دھڑکتے دل سے جلدی جلدی اپنی بات ختم کرتی کھڑی ہوئی وہ ہوا کی طرح یہاں سے بھاگنے کے چکر میں تھی۔۔۔

مسٹر اینڈ مسرز از یزبیک اُسکی اتنی ہڑ بڑی دیکھتے حیران ہی رہ گئے وہ ابھی اُسے اور روکنے کی ضد کرتے جب ایک سوٹ بوٹ پہنے گور اچٹا سائنگ لڑکا وہاں آتا کسود کو واپس بیٹھ جانے کا اشارہ کرنے لگا۔۔۔ کسود کھڑی سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔۔۔ جب اُس نے ہاتھ میں پکڑا مانک منہ کے قریب کیا اور بولنے لگا۔۔۔ لیڈ یز اینڈ جنٹلمین پلیز بیٹھ جائیں کیوں کہ آج ہم ایک بہت خاص چیز آپکے ساتھ اناؤنس کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ ہمارے ہوٹل کے 25 سال کل مکمل ہونے والے ہیں جسکی خوشی میں آج رات ہم نے ایک شاندار پارٹی کا انتظام کیا ہے۔۔۔ آپ سب

ہمارے مہمان ہیں اس لیے پلیز ہماری خوشی میں ہمارا ساتھ دے کر ان پلوں کو اور حسین بنائیں۔۔۔۔۔ لڑکے کی بات ختم بھی نہیں ہوئی کہ پورے ہال میں تالیوں اور آوازوں کی گونج سنائی دینے لگی۔۔۔۔۔



چلو کسوہ اب مان بھی جاؤ۔۔۔ ایک رات ہی کی تو بات ہے کل چلی جانا۔۔۔ ہو سکتا ہے یہ خوبصورت پل دوبارہ نائیں۔۔۔ ہمیں اچھا لگے گا اگر آج رات تم اس پارٹی میں ہمارے ساتھ شامل ہو۔۔۔ بولو ناڈار لنگ۔۔۔ مسز ازیز بیک اُسے پیار سے مناتی اب اپنے ہسبنڈ سے بھی اُسے روکنے کو کہنے لگی۔۔۔

رُک جائیں مس کسوہ میری وائف کتنی پیار سے آپ کو کہہ رہی ہیں آپ کی جگہ میں ہوتا تو اپنی وائف کے اتنے پیار سے کہنے پر مرنے کو بھی تیار ہو جاتا۔۔۔ مسٹر ازیز بیک اپنی بیوی کو دیکھتے ہنس کر کسوہ سے بولے اور ساتھ ایک پیار بھرا سین پھر کسوہ کے سامنے دہراتے اُسے زچ کر گئے۔۔۔۔۔

کسوہ ضبط سے غصہ پیتی زبردستی مسکرائی اور حامی بھرتی جلدی سے اپنے روم میں واپس آ گئی۔۔۔۔۔

اُف میں کہاں پھنس گئی۔۔۔ ہاں تو کہہ دیا لیکن پارٹی اٹینڈ کرنے جیسی کوئی خاص تیاری نہیں میری۔۔۔ اور اوپر سے ان دونوں نے مجھے زبردستی خود کے ساتھ

گھسیٹ لیا۔۔۔ اب کیا انکے بیہودہ سین دیکھنے کے لیے میں ہی رہ گئی ہوں بے  
شرم؟؟؟ جلتی کڑھتی وہ سر پکڑے بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔

آہستہ سے موبائل کھولا اور چیک کیا کہ کہیں صمیان کا کوئی میسج یا کال تو نہیں  
آئی۔۔۔ دنیا بھر کی کال اور میسجز تو آئے تھے لیکن جس کا اُسے انتظار تھا اُس سے  
موبائل اُداس تھا۔۔۔

اب وہ گیلری میں اُسکی پک کھول کر دیکھنے لگی جس میں وہ فل یونی فورم پہنے  
آنکھوں پر بلیک گوگل لگائے دوسری طرف دیکھتا شاید کسی بات پر ہنس رہا تھا۔۔۔  
اُسکی مسکراہٹ اُسکی ہنسی پوری دنیا میں شاید ایسی کسی کی نہ ہو۔۔۔۔۔ اُسکا پیار اسکا چہرہ  
جس کے ہر نقش کی نظر اُسکی حسین آنکھیں اُتار کرتیں۔۔۔۔۔ اُسکی ایک ایک ادا پر  
دل فدا ہوتا صدقے واری جاتا۔۔۔۔۔ اُسکے دل اور ذہن پر صمیان کی ایسی چھاپ لگی  
تھی کہ اب کوئی نظروں کو نہیں جچتا تھا۔۔۔۔۔ محفلیں بھی قبرستان بیابان  
لگتیں۔۔۔۔۔

آہستہ سے انگلیاں اُسکی تصویر پر پھیرتے ایک آہ بھری اور موبائل سینے سے لگا  
گئی۔۔۔ اُسکی یادیں ایک بار پھر اُسکے حواسوں پر سوار ہو تیں اُسے اُداس کر گئیں

----



فلائٹ کینسل کروانے کے علاوہ اب کوئی چارہ نہیں بچا تھا۔۔۔ لیکن وہ اس سب سے دور بھی بھاگ جانا چاہتی تھی۔۔۔ اس لیے ایک خیال کے آتے وہ اٹھی۔۔۔ اُسے سامان پیک کیا۔۔۔ کوٹ پہنتی وہاں سے بھاگ کر کسی دوسرے ہوٹل میں جا کر رکنے اور پھر کل ہوتے ہی فلائٹ پکڑ کر پاکستان پہنچنے کا فیصلہ کرتی ابھی وہ اٹھی ہی تھی تبھی اُسکے دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔ کوفت سے جھنجھلا کر اب وہ کسی کا بھی لحاظ نہیں رکھنے کا عہد کرتی غصے سے دروازہ کی طرف بڑھتی دروازہ کھول گئی لیکن اُسکی آنکھیں سامنے کھڑی مسرز از یزبیک کو دیکھ حیران ہوئیں جو دوسروں کے ساتھ سامان اُنہیں پکڑاے کھڑی کسودہ کو دیکھ مسکرا رہیں تھیں۔۔۔۔

مجھے معلوم تھا آپ ضرور اس بات سے فکر مند ہونگی کہ آج رات پارٹی میں کیا پہنیں؟؟؟ اس لیے میں نے اپنی سیکرٹری سے کہہ کر آپ کے لیے سارا انتظام کروا دیا۔۔۔ اب آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ بس اچھے سے تیار ہو جائیں اور نیچے آجائیں ہم سب آپ کا وہیں انتظار کریں گے۔۔۔ ہو سکتا ہے اسی بہانے کوئی شہزادہ آپ کو مل جائے جو آپ سے بالکل میرے ڈارلنگ ہسبنڈ کی طرح لوو کر سکے۔۔۔۔ مسرز از یزبیک اپنی کہتی۔۔۔ بنا کسودہ کی آنکھوں میں اُترتا خون دیکھے پیچھے

کھڑے سروئٹس کو سامان اندر رکھنے کا اشارہ کیا اور مسکرا کر چلی گئی۔۔۔ سروئٹس جلدی سے سامان رکھتے چلے گئے۔۔۔

کسوہ نے دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ بند کیا اور زور سے گرنے کے انداز میں بیڈ پر لیٹی۔۔۔ اگر کچھ دیر پہلے اُنکے بیچ کنٹریکٹ سائن ناہوا ہوتا تو کسوہ اُنہیں بتاتی کہ آخر وہ کیسی خوبصورت بلا ہے۔۔۔ جس کے ساتھ زبردستی کرنا تو دور کوئی اُسے اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

کچھ سوچ کر وہ اٹھی اور اُن ڈبوں کو کھول کر دیکھنا چاہا جو ازیز بیک کی بیوی اُسکے لیے یہاں چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔

اُسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔۔۔ وہ حسین گاؤں تھا جسے ڈبے سے نکالتے اُسنے سامنے کھول کر ٹھیک سے دیکھا۔۔۔ لائٹ گرین رنگ کا وہ گاؤں جس کے شولڈرز سے لے کر پیٹ تک حسین آرٹیفیشل پھولوں اور موتیوں کا کام ہوا تھا اندر کا کپڑا ملائی سلک جبکہ اوپر نیٹ لگا کر گاؤں کو مزید حسین بنایا گیا تھا۔۔۔ کمر کے بیلٹ پر ویسی گاؤں جیسا کام ہوا تھا۔۔۔

کسوہ اتنا خوبصورت گاؤں دیکھ کر سر پر اُتر رہ گئی۔۔۔ یقیناً اسے بنانے والا بہترین صلاحیتوں کا مالک تھا۔۔۔

گاؤں ہاتھ میں پکڑے وہ مجبوراً فریش ہونے چل دی۔۔۔

بھاگنا یا انکار کرنا اب بالکل ٹھیک نہیں لگا تھا۔۔۔



وہ کبھی بھی میک اپ نہیں کرتی تھی۔۔ آج وہ کافی سارے میک اپ کے نیچے دبی ہوئی تھی۔۔ اور وہ بھی اسمو کی آئی میک اپ۔۔ اسکا آئی لائزر کافی زیادہ شارپ تھا۔۔ اور بہت ہی زیادہ امیزنگ لگ رہا تھا۔۔ اور صرف یہی نہیں اس کی آئی شیڈو میں تین الگ الگ کلرز تھے۔۔ بلیک براؤن اور گرے یہ بہت ہی اچھا کاہر مینیشن لگ رہا تھا۔۔ اس کے لپس بہت ہی زیادہ ریڈ تھے جو سوفیسٹ کیٹڈ اور حسین لگ رہے تھے۔۔ اگر کسی اور نے اس طرح کا میک اپ کیا ہوتا تو وہ پوری طرح سے مونسٹر لگتا لیکن یہ لک کسوہ پر کافی سوٹ کر رہا تھا اور وہ بہت زیادہ خوبصورت دیکھ رہی تھی۔۔ اُسکا خوبصورت گاؤن اُس پر اتنا بیچ رہا تھا جیسے خاص اُسے دیکھ کر اُسی کے لئے ڈیزائن کیا گیا ہو۔۔۔ لمبے بال نیچے سے کرل اور کھلے ہوئے بہت حسین لگ رہے تھے۔۔۔

اپنی کمپنی کی ریپوٹیشن اور سی ای او ہونے کی حیثیت سے ناچاہتے ہوئی بھی اُسے اس تیاری کے ساتھ پارٹی میں آنا پڑا جہاں ہو سکتا تھا اُسکی فیلڈز سے بہت سے لوگ وہاں آئے ہوں اور اُسے جانتے ہوں۔۔۔۔

جیسی وہ نیچے آئی ہال میں جمع بہت سے لوگوں کی نظروں نے بے اختیار اُسکی طرف حیرت سے دیکھا۔۔۔

مسٹر اینڈ مسز ازیز بیک تو اُسے پہلی نظر میں پہچان ہی ناسکے پھر بعد میں اُنہوں نے ناصرف اُسکی تعریفوں کے پل باندھنے شروع کیے بلکہ ایک ایک جاننے والوں کو پکڑ کر اُسکے پاس لاتے اُن سے ملوایا۔۔۔

تھک کر ایک کونے کی ٹیبل پر بیٹھی اب وہ ان سب سے بیزار ہونے لگی۔۔۔ رات کے ابھی صرف 10 ہی بجے تھے اور محفل جمنا شروع ہوئی تھی کہ کسوہ موقع ڈھونڈنے لگی روم میں جانے کا۔۔۔ تبھی ایک بے حد ہینڈ سم سا لڑکا اُسکی ٹیبل کی خالی کرسی پر آکر بیٹھا۔۔۔

ہیلو بیوٹی فل سنڈریلا۔۔۔ کیا آج کی حسین شام آپ اکیلی ہیں؟؟ وہ لڑکا مسکرا کر اُسے اپنی بھرپور نگاہوں سے دیکھتا ڈارلنگ انداز میں بولا۔۔۔ اُسے کسوہ کا تنہا پن اور بے پناہ خوبصورتی اپیل کرتی اسکے پاس لے آئی تھی۔۔۔ جیسے وہ سچ کی کوئی سنڈریلا ہو اور اپنے شہزادے کو ڈھونڈ رہی ہو۔۔۔

کسوہ بالکل ریلیکس ارد گرد کے شور و غل اور مدہوش لوگوں کو دیکھتی مسکراتی ہوئی سامنے دیکھ کر بولی۔۔۔ اس سے پہلے کے 12 بجتے ہی یہ سنڈریلا حسین لڑکی سے ڈائن میں تبدیل ہو جائے اپنی جان بچاؤ اور بھاگو۔۔۔

اُسکا جواب سنتے وہ لڑکا پہلے تو نا سمجھی سے اُسے دیکھنے لگا پھر ہنس دیا۔۔ دیکھو پیاری لڑکی۔۔۔

میں تمہارا منہ توڑ دوں گی جو ایک پل اور یہاں بیٹھ کر میرا دماغ چاٹا تو۔۔ کہیں ایسا نہ ہو میرا سارا غصہ تم پر نکل جائے اور میں اپنی حیثیت مقام بھول کر تمہیں دھن دوں۔۔۔ زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارتی اب وہ اپنی حسین آنکھیں مزید بڑی کرتی غضب ناک ہوتی اُسکی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔

لڑکے نے اب گھبرا کر کسوہ کا جلالی روپ دیکھا اور خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔ تبھی ایک ویٹر ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اُسکے پاس آیا اور اُس ٹرے میں رکھا حسین گلاب اٹھا کر اُسکے سامنے ٹیبل پر رکھتا چپ چاپ چلا گیا۔۔۔

کسوہ تو جیسے کچھ پل کے لیے کنگ رہ گئی۔۔۔ اُسے گلاب کون بھجوا سکتا ہے؟؟؟ بنا اٹھائے وہ گلاب دیکھتی سوچتی رہی۔۔۔ جب اُس نے غور کیا کہ وہ صرف گلاب نہیں بلکہ اُس پر ایک سفید رنگ کی پرچی لپٹی ہوئی ہے۔۔۔۔

جلدی سے گلاب اٹھاتی اُس پر لپٹی پرچی نکالی جس پر صرف اتنا لکھا تھا نیلی

مسجد۔۔۔۔

اسکا کیا مطلب ہوا؟؟؟ آخر کون یہ گلاب بھیج سکتا ہے؟؟؟ اور نیلی مسجد۔۔۔ کیا اُسے کوئی وہاں آنے کا میسج دے رہا ہے۔۔۔؟؟؟ سر اٹھا کر ہونٹ چباتی اضطراب سی

سوچنے لگی۔۔۔ پھر آہستہ سے اٹھتی ہوٹل سے باہر آگئی۔۔۔ جہاں سامنے ہی ایک ٹیکسی کھڑی دکھائی دی۔۔۔ فوراً سے ٹیکسی میں بیٹھتی وہ ڈرائیور سے نیلی مسجد چلنے کو بولی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ نیلی مسجد کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔ جو بے حد حسین رات کی جلتی روشنیوں میں جھلملاتی شان سے کھڑی تھی۔۔۔ ابھی وہ ادھر ادھر دیکھتی آگے بڑھتی جب ایک پیار سا لڑکا وہاں آتا اُسے ایک اور گلاب پکڑا گیا۔۔۔ یہ کس نے دیا کون ہے؟؟؟ کس وہ حیران ہوتی دھڑکتے دل سے اُس لڑکے کو روک کر پوچھنے لگی۔۔۔

جب اُس لڑکے نے گلاب پر بندھی پرچی کی طرف اشارہ کیا اور چلا گیا۔۔۔ کس وہ نے جلدی سے گلاب سے وہ پرچی نکال کر کھولی۔۔۔ جس پر اُسے کلیون ہوٹل لکھا ملا۔۔۔

کیا بیہودہ مذاق ہے۔۔۔ پرچی وہیں پھینکتی اب اُسے غصہ آگیا تھا۔۔۔ پتہ نہیں کون تھا اس سب کے پیچھے جو اتنی رات گئے اس طرح پزل کھیل رہا تھا۔۔۔ غصے سے وہ وہیں سے واپس آجاتی لیکن ناجانے کیوں دل بضد تھا اُس جگہ پر جانے کو جس کا نام پرچی پر لکھا تھا۔۔۔ اس لیے دل کی سنتی وہ پھر ٹیکسی پکڑتی 9 منٹ کی دوری پر بنے اُس ہوٹل پہنچی جس کا نام پرچی پر لکھا تھا۔۔۔



سمندر کے ٹھیک سامنے بناوہ شاندار لکڑی ہوٹل باہر سے ہی اتنا حسین تھا کہ دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ جائیں۔۔۔ انٹرنس پے کھڑی وہ اب کوفت زدہ تھی جب ایک چھوٹا سا بچہ ہاتھ میں گلاب پکڑے اُس کی طرف آیا۔۔۔  
کسوہ اب ہک دہک سی رہ گئی پھر ایک گلاب دیکھتے۔۔۔ بیٹا یہ آپکو کس نے دیا؟؟۔۔۔ بے حد پیار سے اُس پھولے گالوں والے خوبصورت سے بچے کو دیکھتی  
کسوہ بولی۔۔۔

بچہ منہ پر ہاتھ رکھتا کھلکھلایا اور سامنے روڈ کے دوسری طرف نظر آتے گہرے  
سمندر کی طرف اشارہ کرتا بھاگ گیا۔۔۔  
کسوہ حیران پریشان سی سیدھی ہوتی اب سمندر کی طرف دیکھنے لگی جس کا پانی پُر  
سکون اپنی موج میں مست بہت حسین لگ رہا تھا۔۔۔ اُس نے تھکے ہوئے انداز میں  
آگے کی طرف قدم بڑھایا اب اس سمندر کا کیا مطلب تھا؟؟؟ کیا سمندر اُسے  
گلاب بھجواتا اور وہ پرچیاں لکھ لکھ کر بھیج رہا تھا۔؟؟؟ یعنی حد ہو گئی کسی نے اُس کے  
ساتھ گھٹیا مذاق کیا تھا۔۔۔

روڈ کراس کرتی وہ سمندر کے سامنے بنی ایک بیچ پرندہال سی جا بیٹھی اور ہاتھ میں  
پکڑے اُن تین سرخ گلاب کے پھولوں کو دیکھنے لگی۔۔۔ تبھی کسی نے اندھیرے

میں دور سے ٹاریج لائٹ اُسکے منہ پر ماری۔۔۔ کسوہ نے جلدی سے آنکھوں میں  
چبھتی اُس لائٹ کو منہ پر پڑنے سے روکنے کے لیے ہاتھ آنکھوں پر رکھا۔۔۔  
لائٹ ایک دم بند ہو گئی جب دھیرے سے ہاتھ ہٹاتے اُس نے سامنے دیکھا کوئی شخص  
جو سیاہ رنگ کا لباس پہنے دور کھڑا تھا اُسے سائے کی طرح لگا۔۔۔  
تجسس سے اٹھتی اب وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اُسکی طرف بڑھنے لگی جو پیٹھ  
موڑے سمندر کی طرف منہ پھیرے سیدھا کھڑا تھا۔۔۔ اُس کا دل اچانک تیز  
دھڑکنے لگا۔۔۔

کون کون ہے؟؟؟ کچھ قدم کی دوری قائم رکھتے اُس نے سوال کیا تبھی وہ شخص  
تیزی سے پلٹا اور کسوہ دل پر ہاتھ رکھتی چیختی چند قدم پیچھے چلی گئی۔۔۔  
ہا ہا ہا۔۔۔ کسوہ تم ڈرتی بھی ہو؟؟؟ صمیان منہ پر پہنا بھیانک ماسک اتارتے ہنستا  
ہوا اُسے دیکھ کر بولا۔۔۔

اب کسوہ پھٹی آنکھوں سے سانس روکے دم بخود اُسے گھور رہی تھی۔۔۔ کیا یہ  
کوئی خواب تھا؟؟؟ کیا یہ اُس کا سہمی تھا؟؟؟ اسٹیج کی طرح کھڑی ناوہ اُسے دیکھ کر  
مسکرائی نا کسی گرم جوشی کا اظہار کیا بس یک ٹک آنکھوں کو حیرت سے پھیلانی  
اُسے گھورتی رہی۔۔۔

اب صمیان اُسکی بے حسی اور جذبات سے آری چہرہ لئے کھڑا رہنے پر ڈر  
گیا۔۔۔ اُسے لگا کہیں وہ پھر سے فوبیا کا شکار تو نہیں ہو گئی۔۔۔ ہاتھ میں پکڑا ماسک  
دور پھینکتے وہ بھاگ کر اُسکے پاس آیا۔۔۔

کسوہ یہ میں ہوں سہی۔۔۔ اُسے کاندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑتا وہ خوفزدہ سا بولا۔۔۔  
کسوہ آنکھیں پھاڑے صدمے سے دوچار کچھ پل اُسے دیکھے گئی پھر چیختی ہوئی زور  
سے اُسکے سینے سے جا لگی۔۔۔

صمیان کی اب تک کی انکی سانس بحال ہو گئی۔۔۔ سہی۔۔۔ کسوہ اب زور سے اُسکے  
گرد بازو باندھے رو رہی تھی۔۔۔ پہلی بار اُسکے رونے پر صمیان کی جان میں جان  
آئی۔۔۔

میں کتنا ڈر گئی تھی۔۔۔ مجھے لگا میں تمہیں کھو چکی۔۔۔ تم نے ایک فون بھی نہیں  
کیا۔۔۔ بچوں کی طرح زور زور سے روتی وہ اُس سے شکایتیں کرنے لگی۔۔۔  
صمیان پیار سے اُسے سینے سے لگائے اُسکی ساری شکایتوں کو چپ چاپ سن رہا  
تھا۔۔۔ میں نے وعدہ کیا تھا تمہیں یاد ہے؟؟ پیار سے اُسکے چہرے پر پھیلے سارے  
آنسو پونچھتا اُسکے ماتھے کو محبت سے چومتا بولا۔۔۔

اور ڈر تو مجھے لگتا ہے تم سے کہ کہیں تمہیں پھر سے مجھ سے نفرت کا بدگمانی کا فوبیا نا  
ہو جائے۔۔۔ میں بیچارہ پھر کہاں ٹکریں ماروں گا۔۔۔ سب سے بھیانک نشہ تو

مجھے تمہاری محبت اور توجہ کا ہے اگریہ نہ ملے تو میں پاگل و حشی بن جاؤ۔۔۔۔۔ شرارت سے اُسکی ناک سے اپنی ناک رگڑتا مسکرا کر اُسکے آنسو صاف کرتا بولا۔۔۔۔۔

کسوہ نے نم آنکھیں لیے غور سے اُسکی آنکھوں کی چھپی گہرائی کو دیکھا۔۔۔ بظاہر وہ لفظ شرارت لیے ہوئے تھے لیکن اُنکی سچائی اُسکی آنکھوں کی روشنی ثابت کر رہی تھی کہ وہ اپنے کہے پر کتنا مضبوط ہے۔۔۔۔۔

اتنا روگی تو ان پیاری آنکھوں کا حال بُرا ہو جائے گا اور میرا دل ٹوٹ جائے گا۔۔۔ اپنا کوٹ اُتار کر اُسے پہنا تا سیدھا بازو اُسکے کاندھے پر ڈالے اُسے خود سے پیار سے لگتا چلنے لگا۔۔۔۔۔

ہیلے نیوز دیکھی۔۔۔ کیا اس مشن کو تم لیڈ کر رہے تھے؟؟ اچانک چلتے چلتے رُک کر اُس نے صمیان کو دیکھتے سوال کیا۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔ ایک لفظ کا مختصر جواب دیتا وہ پھر اُسے لئے چلنے لگا۔۔۔۔۔ کسوہ کا دل کانپ سا گیا اُسکے سینے سے لگتی وہ پھر بچوں کی طرح رونے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ میں نے تمہارے لیے بُرا خواب دیکھا۔۔۔ مجھے خوف سے رات بھر نیند نہیں آتی۔۔۔۔۔ میں سارا دن اس پریشانی اور فکر میں رہتی کہ تم ٹھیک ہو بھی یا نہیں۔۔۔۔۔ خدا نخواستہ تمہیں کچھ ہو گیا تو میں بھی مر جاؤ گی۔۔۔۔۔



کسوہ اب تم نے ایمو شنل سین کریٹ کیا تو میں سمندر میں کود جاؤنگا۔۔۔ جب اچانک اُسے خود سے دور کرتا وہ مصنوعی غصہ دکھاتے پھر چلتا بولا جس پر کسوہ روتے روتے بھی ہنس دی اور اُسکے ساتھ چلنے لگی۔۔۔

ایک دوسرے کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے وہ دونوں بھاگتے ہوئے اسٹریٹ پر آئے جہاں سے ایک ٹیکسی بک کر واتے وہ سب سے پہلے گلاڈاٹا اور پہنچے جو ایک وقت استنبول کی سب سے بڑی بلڈنگ ہوا کرتی تھی۔۔ 10 منزلہ اونچی یہ عمارت جہاں سے سمندر اور دور دور تک نظر آتا استنبول ویو بہت حسین دکھتا تھا۔۔۔

ٹکٹ خریدتے دونوں بھاگتے ہوئے 9 فلور پر آئے جہاں بہت خوبصورت ریسٹورانٹ بنا تھا۔۔ بہترین اور کمال کا ڈنر کرنے کے بعد وہ دونوں کچھ پل وہاں کی خوبصورتی کو انجوائے کرتے نیچے آئے اور پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھتے گرینڈ بازار پہنچے۔۔۔

جہاں رات کے اس وقت بھی دنیا کی بھیڑ تھی۔۔۔ بے حد خوبصورت سامانوں روشنیوں اور کھانے پینے کی چیزوں سے سچی ڈھیر ساری دکانوں کے بیچ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے چلتے وہ سارے جہاں سے بے خبر تھے۔۔۔

بڑی سی رنگ برنگی مٹھائیوں کی دکان پر کھڑے ہوتے صمیان نے مختلف مٹھائی کا چھوٹا سا ڈبہ پیک کار وایا اور ساتھ چلتے چلتے مٹھائی کھاتے گھومتے پھرتے



رہے۔۔ ایک دوسرے سے باتیں کرتے چیزیں خریدتے کھاتے پیتے وقت کیسے گزرنے لگا پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔

سمیان نے کسوہ کے لئے ڈھیر ساری کھانے پینے کی چیزیں لینے کے علاوہ شاپنگ بھی کروائی جسے کسوہ نے دھڑلے سے بطور شوہر کسی طور نا بخشتا اور دل کھول کر اُسکے سارے پیسے لوٹاتے من پسند شاپنگ کی۔۔۔

سمی میں تھک گئی۔۔ جب واپسی پر وہ وہیں ایک طرف سڑک پر بیٹھتی رونی صورت بنا کر بولی۔۔۔

صمیان بے اختیار ہنستا کچھ پل اُسے دیکھا پھر شرارت سے جُھک کر اُسے گود میں اٹھاتا چلنے لگا۔۔۔

سمی۔۔۔ میں نے تمہیں اس لیے نہیں کہا کہ مجھے یوں سرے عام اٹھا لو۔۔۔ نیچے اتارو۔۔۔ ویسے ہی میں نے بھوتنیوں والا میک اپ کیا ہوا ہے جس سے سب لوگ مجھے دیکھ کر یقیناً دل میں ہنس رہے ہونگے۔۔۔۔ منہ ٹھہرا کرتی بچوں کی سی ادا سے بولی۔۔۔

وہ تمہیں اس لیے نہیں دیکھ رہیں ہونگے بیگم کہ آپ نے میک اپ کیسا کیا۔۔۔ وہ یہ دیکھ رہیں ہیں کہ اتنی خوبصورت کوئی لڑکی اس دنیا میں ہو بھی سکتی ہے؟؟؟ اب اس طرح سے بن سنور کر نکلو گی تو لوگوں نے دیکھنا ہی ہے۔۔۔ اب صمیان

تھوڑا ناراض ہوتا آنکھیں چڑھاتا بولا۔۔۔ جو اس طرح تیار شیار سی اُسے  
ڈھونڈنے اکیلی استنبول کی سڑکوں پر نکل پڑی تھی۔۔۔ مانا کہ اپنی حفاظت اُسے  
کرنی آتی تھی۔۔۔ لیکن لوگوں کی نظروں کا وہ کیا کرتا جو ایک سرے کی طرح اُسے  
گھورتی تھیں۔۔۔

میں ایک بزنس پارٹی اٹینڈ کر رہی تھی۔۔۔ جلدی سے صفائی دیتی بولی۔۔۔  
ہاں جیسے وہاں تو تمام خواتین ہی تھیں۔۔۔ انسان پارٹی میں اس طرح سے خود کو  
غیروں کے لیے دعوت دیتا نہیں پھرتا۔۔۔ صمیان نے جل کر دو بدو جواب دیا  
جس سے کسوہ کی آنکھیں کھلی ہی رہ گئی۔۔۔  
غصے اور شرم سے لال ہوتی وہ اب اُسے گھورنے کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکی آخر وہ  
سچ جو کہہ رہا تھا۔۔۔

اور تبھی اُسے یاد آیا کہ کیسے اُس نے جھٹ سے اپنا لونگ کوٹ اُتار کر اُسے پہنایا تھا

----

مجھے پھر بتا دیتے تاکہ میں ایسے تو نہ آتی بقول آپکے دعوت دیتے۔۔۔۔۔ مجھے کیا پتہ  
تھا تم بندروں کی طرح مجھے استنبول کی سڑکوں پر نچواؤ گے۔۔۔۔۔ گردن جھٹک کر  
منہ بگاڑتی بولی اب اُسے بھی صمیان کی باتیں چڑ دلانے لگی۔۔۔۔۔

اپنے مشن سے لوٹا مجھے جب معلوم ہوا تم یہاں ہو۔۔۔ میں نے میس میں صرف انفورم کیا چاچو اور بابا سے ملا اور پہلی فلائٹ لے کر یہاں پہنچ گیا۔۔۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ تم کس کمپنی کے ساتھ میٹنگ کے لئے آئی ہو اور کس ہوٹل میں ٹھہری ہو۔۔۔ تمہاری واپسی کی فلائٹ 10 بجے کی تھی۔۔۔ مجھے اتنا

یقین تھا کہ تم سے ایئرپورٹ پر بھی آکر ملنا ہوا تو مل لوں گا تمہیں روک لوں گا۔۔۔ مجھے کیا معلوم تھا آپ بیگم نے میری پیٹھ پیچھے پارٹیاں اٹینڈ کرنی ہیں۔۔۔ اپنے کمال کے ایکسپریشن دیتا وہ کسوہ کو ٹھیک ٹھاک آگ لگا گیا۔۔۔ مجھے نیچے اتارو۔۔۔ غصے سے بھری اب وہ اُسے دیکھتی بولی۔۔۔ صمیان نے ایک نظر اُسے دیکھا اور یوں ہی چلتا رہا۔۔۔ کوئی اثر نہ ہوتا دیکھ کسوہ کی اب بس ہو گئی جب وہ اُسکی گردن پر جھکی اور زور سے اپنے دانت اُسکی گردن میں گاڑ دیئے۔۔۔

تکلیف کی لہر سے تڑپتا تیزی سے کسوہ کو نیچے اتارتا اب وہ گردن پر ہاتھ رکھے اُسے بے یقینی سے دیکھنے لگا۔۔۔ کسوہ ہیڈ گرل سائل دیتی ایک آئی برو چڑھاتے بے پرواہ انداز سے اُسکے قریب آتی بولی۔۔۔

کیا ہوا بے بی کو درد ہو رہا ہے؟؟؟۔۔۔ اب جانا یہی سے اکیلے پاکستان۔۔۔ میں دو  
تین اور پارٹیز اٹینڈ کر کے آؤنگی۔۔۔۔ جلتی پر تیل چھڑکتی اسمائل لیے وہ غصے سی  
کہتی پلٹ کر جانے لگی۔۔۔

صمیان وہیں رکھی ایک بیچ پر خاموشی سے بیٹھتا اُسے جاتا ہوا دیکھنے لگا۔۔۔ جب  
کچھ دور چلنے پر کسوہ مسکراتی ہوئی اُسے دیکھنے پلٹی لیکن یہ کیا اُسکی جگہ خالی  
تھی۔۔۔۔

اتنی جلدی اچانک سے کہاں چلا گیا؟؟؟ بھاگ کر واپس آتی تیز برب سے ادھر ادھر  
دیکھنے لگی۔۔۔۔ سمی۔۔۔ اب وہ اُسے ڈھونڈتے یہاں وہاں بھاگتی پھرتی نڈھال سی  
ہونے لگی جب اچانک پیچھے سے آکر آہستہ سے اُسکے کان کے پاس بولا۔۔۔۔  
کیا ہوا جانوں کو میرے بنا ڈر لگ رہا ہے؟؟؟ کسوہ تیزی سے پلٹی جب ویسی ہی  
مسکراہٹ کے ساتھ جواب اُسے لوٹا تاثرات سے اُسے دیکھنے لگا۔۔۔۔  
کسوہ نے غصے سے گہرا سانس کھینچا اور زور سے اُسکے سینے پر ہاتھ مار کر دھکا دیتی چلنے  
لگی۔۔۔۔ صمیان بھاگ کر آتا اُسے پھر گود میں اٹھائے چلتے ہنسنے لگا اب کسوہ کی ہنسی  
بھی اُسکا ساتھ دینے لگی۔۔۔۔



ٹیکسی آہستہ سے ہوٹل کے سامنے آکر رُکی۔۔ صمیان نے اُداسی سے کسوہ کو ایک نظر دیکھتے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر اُترتا اُسکی طرف آیا اور دروازہ کھولا کسوہ جو پہلے ہی دروازہ کھول کر اترنے والی تھی۔۔ اُسکی اتنی فرما برداری دیکھ کر پگھل گئی اور دبی دبئی مسکراہٹ لئے اُسکا ہاتھ تھام کر ٹیکسی سے اُتری۔۔۔

جب تم اتنی معصومیت لیے فرما برداری کا مظاہرہ کرتے ہو تو بہت پیارے کیوٹ سے لگتے ہو۔۔۔ اپنا کاندھا زور سے اُسکے بازو سے ٹکراتی وہ اُسے دیکھ کر شرارت سے بولی۔۔۔

جبکہ صمیان مسکرا بھی ناسکا اور اُسے چُپ چاپ یوں ہی دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ اپنے ہاتھوں میں اُسکا بازو تھامے وہ جیسی آگے بڑھی صمیان کے اپنی جگہ جم کے کھڑے رہنے پر حیران ہوتی پلٹ کر اُسے دیکھنے لگی۔۔۔

کسوہ ہمارا آج کا ساتھ یہی تک تھا۔۔۔ مجھے جانا ہو گا۔۔۔ صبح ہونے میں صرف چار گھنٹے رہ گئے ہیں۔۔۔ ہم ملتے ہیں نا پھر صبح ناشتہ پے۔۔۔ اور پھر دوپہر کی ہماری واپسی بھی ہے۔۔۔۔۔ اب اُداسی سے مسکرا کر اُسکے کو مل سے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں جکڑتا پیار سے بولا۔۔۔

جبکہ کسوہ کا دل اُسکے جانے کی بات پر ہی دکھی ہوتا اُسے افسردہ کر گیا۔۔۔ وہ اُسے معصومیت سے دیکھتی بولی۔۔۔ اچھا مجھے اوپر روم تک تو چھوڑنے آ ہی سکتے ہو یا یہ بھی نہیں؟؟؟

اب صمیان گہرا سانس لیتا گوگلو سا اُسکے حسین مگر اُداس ہوتے چہرے کو دیکھتے کچھ سوچنے لگا پھر مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔۔ جب اُسکے ساتھ چلنے پر کسوہ بھی ہنس دی۔۔۔

سمیان اُسے لیے لفٹ کی طرف بڑھنے لگا جب کسوہ اُسے کھینچ کر rd 3 فلور پر جاتی سیڑھیوں کی طرف آگئی۔۔۔ کیا کہتے ہو میجر ہو جائے مقابلہ دیکھتے ہیں پہلے کون پہنچتا ہے۔۔۔ روم نمبر تو تمہیں معلوم ہی ہو گا۔۔۔ آنکھوں میں ڈھیر ساری شرارتی چمک اور ہونٹوں پر آنوکھی مسکراہٹ لیے وہ اُسے دیکھ کر چیلنج کرتی بولی۔۔۔

سمیان پہلے تو اُسکی بات سن کر حیران ہوا پھر زور سے ہنسا۔۔۔ سوچ لو ہار جاؤ گی۔۔۔ صمیان اُسکے چہرے پر تھوڑا سا جھکتے آنکھ دبا کر شرارت سے بولا۔۔۔ جبکہ کسوہ کے گالوں کا ڈمپل اُسے دیوانہ کرنے لگا تھا۔۔۔

تم سے ہار جانا بھی میرے لیے کسی جیت سے کم نہیں۔۔۔ جب محبت سے اُسکی آنکھوں میں دیکھتے کسوہ نے سحر زدہ لہجے میں۔۔۔ صمیان کو لگا اب بس وہ مزید



اُسکی حسین آنکھوں میں خود کو ڈوبنے سے روک نہیں پائے گا تبھی کسودھ کھلکھلا کر  
ہنستی اُسکا چہرہ سامنے کی طرف کیا اور اپنی سینڈ لز اُتار کر ہاتھ میں پکڑتی گاؤن اٹھا کر  
بھاگنے لگی۔۔۔۔

سمیان کو اُسکی یہ ادا اتنی دلچسپ لگی کہ اُسکا دل کیا وہ ہمیشہ یوں ہی ایسی ہنستی مسکراتی  
تتلی کی طرح اُڑتی رہے اُسے ٹوٹ کر کسودھ پر پیار آیا تبھی خود بھی بھاگ کر دو دو  
سیڑھیاں بھلا نگتا وہ جلد اُس تک پہنچ گیا۔۔۔۔

اب کبھی سُمیان آگے نکل آتا تو کسودھ کا ہاتھ تھام کر اُسکے ساتھ بھاگتا کبھی جان کر  
کسودھ کو آگے آنے دیتا کہ کسودھ رُک کر اُسکا انتظار کر سکے۔۔۔۔ انکا یہ خوبصورت  
حسین لمحہ دیکھتے کچھ اکاد کا لوگ ہنس رہے تھے۔۔۔۔

کسی نے اُنکے جوڑے کو اتنا پیار جتاتے دیکھتے چائیلڈ ہوڈ سویٹ ہارٹ کا نام دے  
دیا۔۔۔۔ وہ ایک ساتھ لگ ہی اتنے پیارے رہے تھے۔۔۔۔

کسودھ اب تھکنے لگی اُسکے سارے بال بکھر کر اُسکے سامنے آچکے تھے سانسیں ہانپنے لگی  
لیکن وہ پھر بھی ہنس رہی تھی اتنا زیادہ کہ اُسکی ہر نی آنکھیں پانی سے بھر  
گئی۔۔۔۔ ایک فلور اوپر چڑھنا باقی تھا جب وہ کچھ دیر سانس لینے کو رُکی۔۔۔۔ اُس  
سے اب مزید بھاگنا مشکل تھا۔۔۔۔ لیکن وہ چاہتی تھی یہ پل یہ وقت کچھ لمحے کے  
لیے یہیں ٹھہر جائیں۔۔۔۔ وہ اُنہیں روک لے۔۔۔۔ اُسکا سہمی کہیں نہ

جائے۔۔۔ اُسکے ساتھ کچھ اور پیل گزارنے کے لیے اُسنے لفٹ کی بجائے زینو کا انتخاب کیا تھا۔۔۔

سمیان نے جب اُسے پیچھے رکتا اور سینے پر ہاتھ رکھے جھک کر سانس لیتا دیکھا تو سمجھ گیا۔۔۔ تبھی 2 اسٹیپ جو وہ چڑھا تھا تیزی سے واپس اُسکی طرف آتا اُسے آرام سے گود میں کسی بچے کی طرح اٹھایا اور ویسی بھاگتا اور اُسکے روم تک پہنچ گیا۔۔۔

بچوں کی طرح ہنستے وہ ایک دوسرے میں مگن پورے جہاں سے بے نیاز تھے۔۔۔ جب ہنستے ہنستے صمیان ایک دم سیدھا ہوا اور بنا کچھ بولے جانے کو آگے بڑھا۔۔۔ تبھی کسوہ نے تیزی سے اُسکے بازو کی شرٹ دبوچے آگے بڑھنے سے روکا۔۔۔

بس کسوہ میں مزید یہاں روکا تو پھر تم مجھے روک نہیں سکو گی۔۔۔۔۔ کل ملتے ہیں۔۔۔ آنکھوں کو زور سے میچے وہ جھنجھلا کر بے بسی سے اُسکے کچھ بولنے سے پہلے اپنی بولتا اور تیزی سے اپنا بازو اُسکے ہاتھ سے چھڑاتا جانے لگا۔۔۔ وہ اچھے سے اُسکے بہانوں کو سمجھ رہا تھا لیکن وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو کسوہ کو دیکھ دیکھ بہکنے کو مچل رہا تھا۔۔۔

اُسکے اچانک جھڑک دینے پر کسودہ ایک دم سہم گئی۔۔۔ اُسکی آنکھیں ہلکی نم سی ہو گئیں۔۔۔ اُسکا دل صمیان کے چلے جانے پر ڈوب سا گیا۔۔۔ اس سے پہلے وہ وہیں کھڑی رو دیتی اُسنے تیزی سے دروازہ کھولا اور اندر آ گئی۔۔۔

آنسو آنکھ کے کنارے سے ٹوٹ کر بہنے ہی لگے تھے جب صمیان تڑپ کر دروازہ کھولتا اندر آیا اور بے اختیار اُسے باہوں میں بھرتے زور سے سینے میں بھینچ گیا۔۔۔

اُسکے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے صاف کرتا وہ سب کچھ بھول چکا تھا اُسے یاد رہا تو صرف اتنا کہ کسودہ جس طرح اُسکے بناب نہیں رہ سکتی تھی وہ بھی اُس سے کہیں زیادہ اُسکے بنا تھا ہے۔۔۔۔

آج وہ خود پر لگائے تمام پہروں سے آزاد ہوتا اپنی ساری محبت حروف با حروف اُسکے نام کرتا ہمیشہ کے لیے اُسکے وجود کا حصہ بن گیا۔۔۔ جب کسودہ بھی اُسکی محبت میں پور پور بھگیقتی سیراب ہونے لگی۔۔۔

ایک پل کو جو تو میسر ہو  
تجھ کو بھر کے اپنی بانہوں میں  
اپنی روح کا پیر ہن کر لوں  
روم در روم تیرا لمس جیوؤں

لب بہ لب تجھ پہ ثبت ہو جاؤں  
مجھ میں میرا گمان تک نہ رہے  
سر بروح، تیرا وجود ہو جاؤں



ملائکہ تم مجھے آخر بتاتی کیوں نہیں کس وہ کہاں ہے دودن سے؟؟؟ وہ ناتو میرا فون  
اٹینڈ کر رہی ہے ناہی تم لوگ مجھے کچھ بتا رہے ہو؟؟؟ آخر وہ ہے کہاں؟؟؟ ٹھیک تو  
ہے؟؟؟ مجھے اُسکی فکر ہو رہی ہے۔۔۔ دائم اب پھٹ پڑا تھا اُس نے کل سے کس وہ  
کو نہیں دیکھا۔۔۔ وہ کل سے اُسکے بارے میں ہر ایک سے پوچھ رہا تھا لیکن ہر کوئی  
لا علمی کا اظہار کر کے اس سے جان چھڑانے کی کوشش کرتا۔۔۔ آج صبح جب وہ  
اُسکے آفس آیا تو اب بھی اُسے یہاں نا دیکھ کر اُسکا ضبط ٹوٹ گیا۔۔۔  
سر ہمیں اجازت نہیں ملی ہے کسی سے کچھ بھی کہنے کی اگر آپ کو اتنی ہی اُنکی فکر  
ہے تو چیئر مین مصعب لغاری سر سے بات کر لیں۔۔۔ لیکن پلیز یہاں مزید تماشہ  
لگا کر ہماری نوکریاں خطرے میں مت ڈالیں۔۔۔ ملائکہ اور اُسکے ساتھ  
کھڑے کمپنی کے ڈائریکٹر ز دائم کی انویسٹیشن سے بیزار ہوتے اب صاف صاف  
اُسے کہہ چکے تھے۔۔۔

دائم نے مٹھیاں بھیج کر غصے سے بھری ایک نظر سب پر ڈالی اور ایم ایس سے باہر نکل آیا۔۔۔۔۔ کل سے ناتو کسوہ کا کچھ پتہ تھا نا ہی اُسکے نام نہاد شوہر کو اُس نے دیکھا۔۔۔۔۔ اوپر سے ڈی ایس کے ساتھ ہوا حادثہ جس کی وجہ سے ڈی ایس نے سب کی جان عذاب میں ڈال رکھی تھی۔۔۔۔۔ دائم کا دماغ گھوما گئی اُس نے زور سے ایک لات گاڑی کے دروازے پر ماری۔۔۔۔۔

تبھی اُسے ڈی ایس کی کال آنے لگی جسے دیکھ کے دائم نے زیر لب پہلے جی بھر کر گالیاں دی پھر فون اٹھاتا سننے لگا۔۔۔۔۔ میرا فون اگنور کر رہے تھے؟؟؟ تم سب کو لگتا ہے مینگل کے حادثے سے میں کمزور پڑ گیا ہوں نہیں دائم یاد رکھنا اگر میں ڈوبتا تو تم میں سے کوئی ایک بھی سلامت نہیں بچے گا سب کو ختم کر دوں گا۔۔۔۔۔ میں بہت جلد واپس آ رہا ہوں اور سب سے پہلے تم ہی سے آکر ملوں گا یاد رکھنا۔۔۔۔۔ سانپ کی سی پھنکار لیے بولتا ڈی ایس فون رکھ گیا۔۔۔۔۔

اور دائم نے ایک بار پھر اُسے گالی دی۔۔۔۔۔ اب وہ ڈی ایس کے غلط کاموں سے بیزار آنے لگا تھا۔۔۔۔۔ کبھی کبھی اُس کا دل چاہتا جا کر سب کچھ آرمی سو لجرز کو بتا دے۔۔۔۔۔ لیکن اس ڈر سے پیچھے ہٹ جاتا کہ صرف وہی نہیں اُسکی پوری فیملی بھی ڈی ایس کی غضب کی زد میں آسکتی ہے۔۔۔۔۔

کسوہ خدار اواپس آجاؤ۔۔۔ بے بسی سے زیر لب کہتا وہ گاڑی میں بیٹھا اور چلا

گیا۔۔۔۔



سمیان مہبوت سا اُسے ایک ٹک گہری نیند میں سوتا دیکھ رہا تھا۔ اُسکی لامبی مڑی

ہوئی پلکیں انابی ہونٹ۔۔۔ گلاب چہرہ بڑی بڑی آنکھیں۔۔۔۔ وہ اُسے گہری نیند

میں سوتی ہوئی بھی اتنی حسین اور پیاری لگی جتنی کھلی آنکھوں سے لگا کرتی

تھی۔۔۔۔ بے اختیار آگے بڑھتے اُسے کسوہ کے خوبصورت بالوں کو ماتھے پر سے

پیچھے کیا اور اپنے لب شدت محبت سے اُسکی روشن پیشانی پر رکھ دیئے۔۔

اُسکے محبت بھرے لمس کا کسوہ نے نیند میں صرف اتنا جواب دیا کہ اُسکا ہاتھ پکڑتی

گال سے لگائی۔۔۔۔ سیمیان اُسکی اتنی پیاری ادا دیکھتا مسکرا دیا۔۔ یعنی اُسکا اتنی

جلدی اٹھنے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔۔۔۔

تبھی شرارت سے اُسکے ملائم گال پر اپنی داڑھی رگڑتا اُسے جگانے لگا۔۔۔۔ بے

ساختہ کسوہ نیند سے چونک کر اٹھتی اپنی خمار بھری آنکھوں سے ایک نظر اُس پر ڈالی

پھر کل رات اُسکے سنگ گزرا ہر ایک حسین لمحہ یاد آنے پر شرم سے کروٹ لیتی

آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔۔



میں چاہتا ہوں۔ ایک ایک قطرہ تمہاری محبت کا میرے سُوکھے وجود کو سیراب کر کے تروتازہ کر دے۔ یہاں تک کہ ”تم مجھے پکارو اور پھر“ تم ”ہی“ میں ”بن کر خود کو جواب دو۔“

۔ پھر ”تم ”ہی“ میں ”بن کر خود کی تعریف کرو۔ اور پھر“ تم ”ہی“ تم ”بن کر کہو آپ پھر سے مذاق اڑا رہے ہیں نا۔“

اور پھر ”تم ”میری اور اپنی ہنسی ایک ساتھ ہنس کر فضاؤں کو خوبصورتی بخشو۔ اور صرف“ تم ”ہی“ تم ”رہو۔ باقی کچھ نہ رہے!!!“

اُسکی کمر کے ساتھ جڑ کر لیٹے اُسکے بکھرے بالوں کو موٹھی میں بھر کر ناک کے قریب لاتے وہ مدہوش سا گہری سانس لیتا بولا۔۔۔۔

کسوہ نے دوسرے ہاتھ کی کوہنی پیچھے کی اور ہلکے سے اُسکے سینے پر ماری۔۔۔۔۔  
لو اب اتنی حسین صبح معصوم سا شوہر اپنی خوبصورت بیوی کے پہلو میں بیٹھ کر اظہار محبت بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ صمیان ناک سکڑتا مصنوعی خفگی لیے ایک ہاتھ کی کوہنی بیڈ پر ٹیکاتا اٹھ کر اُس پر جھکتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

آہ معصوم تمہاری یہ معصومیت میں بابا کو جا کر بتاؤنگی۔۔۔۔۔ بہت معصوم اور شریف سمجھتے ہیں نا تمہیں بتاؤنگی اُنہیں کتنا اثر میلاد ادا ہے اُنکا۔۔۔۔۔ اچانک اُسکی طرف گھوم کر پیار سے اُسکا گال زور سے کھینچتی بولی۔۔۔۔۔

نہیں سیکرٹس صرف میاں بیوی کے درمیان ہی رہنے چاہیے۔۔۔۔۔ چاچو اور سب کے لیے تو میں واقع معصوم اور شریف ہوں۔۔۔۔۔ لیکن یہی شرافت کا مظاہرہ بیوی کے سامنے تو نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔۔ پیار سے اُسکی ناک پر لب رکھتا وہ معصوم سا بنا کہہ رہا تھا۔۔۔ جبکہ اُسکے ہاتھ اب کسود کی گردن سے ہوتے آگے کی طرف بڑھنے لگے۔۔۔۔۔

کسود اُسکی شرارت بخوبی سمجھتی زور سے اُسکے ہاتھ پر مارتی اٹھ کر جانے لگی جب سمیان نے واپس اُسے کھینچ کر پہلو میں لٹاتا سینے سے لگا گیا اور ایک خوبصورت پھولوں کا بو کے جو پیچھے چھپا کر رکھا تھا اُسکی نظروں کے سامنے کیا۔۔۔۔۔ کسود سر پر انزسی ہوتی پھولوں کو دیکھتی خوش ہو گئی۔۔۔ مجھے بہت دکھ ہے کہ تم سے ملنے اور تمہیں دیکھنے کی چاہت میں یہاں جلدی آتے ہوئے میں کوئی خاص تحفہ اپنی کسود کے لئے نہیں لاسکا۔۔۔۔۔ صمیان منہ جھکاتا افسوس سے بولا۔۔۔۔۔ تم میرے لیے اتنی دور آگئے۔۔۔ وہ لمحہ جو ہم نے ساتھ گزارا یہ پل یہ وقت جو اس وقت میں تمہارے سنگ جی رہی ہوں۔۔۔ تمہاری اتنی محبت اتنی چاہت جو صرف میرے لیے ہے کیا کسی نعمت سے کم ہے۔۔۔۔۔ یہی میرے لیے سب سے حسین تحفہ ہے۔۔۔۔۔ بس تم ہو اور تمہاری محبت مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔۔۔ پیار سے اُسکے سینے سے لگتی وہ بے حد محبت سے بولی۔۔۔۔۔

تبھی صمیان نے ایک خوبصورت اور لمبی ہارٹ شیپ کے لاکٹ والی چین نکالی جس کے دل کے پیچھے ایس کے لکھا تھا پیار سے کسوہ کے گلے میں پہنا دی۔۔۔۔

یہ میں نے اپنی پہلی سیلری سے تمہارے لیے بنوائی۔۔۔۔ سوچا تھا تمہیں ویڈنگ نائٹ پر گفٹ کروں گا۔۔۔ لیکن ظالم حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے کہ تمہیں دلہن بنے دیکھنا تو دور مجھے تو تمہارے سامنے آتے ہوئے بھی ڈر لگتا تھا کہ کہیں غصے میں آکر مجھ بیچارے کو قتل ہی نہ کر دو۔۔۔ پیار سے کہتے کہتے وہ اچانک دکھی آتما کی طرح اپنے دل کے دکھیا رے اُسے بتانے لگا۔۔۔

کسوہ کو اُس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔ بے اختیار ہنستی وہ خوشی سے اب اُسکے گالوں اور ماتھے کو چومنے لگی۔۔۔ اتنا خوبصورت تحفہ وہ اُسکے لیے بہت پہلے سے لے کر رکھا

تھا۔۔۔ یہ احساس ہی حسین تھا۔۔۔۔

میں ایک کام کرتا ہوں اپنی آج کی فلائٹ کینسل کروا کر ایک دو دن بعد کی رکھ لیتا ہوں اور میس میں انفورم کر دیتا ہوں کہ کیا کروں میں آنا تو چاہتا ہوں لیکن عین وقت پر میری بیوی کو اپنے معصوم شوہر پر تھوڑا بہت پیار آ جاتا ہے جس کے بعد پھر مجھ سے اُسکے تھوڑے بہت پیار سے پیٹ نہیں بھرتا۔۔۔ انفیکٹ میں پھر وہ جانور بن جاتا ہوں جس کا شاید کبھی پیٹ بھرنا بھی نہیں۔۔۔۔۔

کسوہ کا ہاتھ زور سے پکڑے اب وہ اُسکی گردن پر جھکتا بول رہا تھا اور کسوہ کے قہقہے پورے کمرے میں گونج رہے تھے۔۔۔



بلیک جینز کے ساتھ بلیک ہاف سلیوز ٹی شرٹ جو کہ بہت فٹ تھی اُس پر بلیک اینڈ وائٹ کلر کے چیک والا لونگ کوٹ پہنے بالوں کو کھلا چھوڑے وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔

آنکھوں پر اسٹائلش گوگلز لگائے بازو پر بیگ لیے وہ جیسی نیچے آئی اُس نے مسٹر اینڈ مسز ازیز بیک کو سامنے کھڑا خود کا انتظار کرتے دیکھا۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔ ڈمپل کی سائیڈ سمانل کرتی وہ تھوڑی کوفت سے اُنہیں دیکھتی بولی۔۔۔ اوہ کسوہ تم جا رہی ہو۔۔۔ یقین کرو ایک ہی دن میں تم سے اتنی انسیت ہو گئی جیسے برسوں کی پہچان رہی ہو۔۔۔ اور تمہارا جاننا کھی بھی کر رہا ہے۔۔۔ لیکن کل اچانک تم کہاں غائب ہو گئی تھی۔۔۔ میں نے اور ازیز بیک نے تمہیں بہت

ڈھونڈا۔۔۔ مجھے پھر یہ سوچ کر بہت دکھ بھی ہوا کہ وہ پارٹی تو سب کیپلز کے لئے تھی اور تم ہی واحد تھیں جو تنہا تھیں وہاں اکیلی کیا کرتی۔۔۔ یہاں نے ازیز بیک سے کہا کہ تم اس لیے چلی گئیں ہو گئی۔۔۔ مسز ازیز بیک اُسکا مومی ہاتھ اپنے ہاتھوں

میں لے کر دباتی تھوڑا دکھی ہوتی بولی جب کہ کسوہ کو صاف محسوس ہوا کہ وہ یہ سب اُسے جان بوجھ کر فیل کر رہی ہے۔۔۔۔۔

کسوہ اُنکی باتوں سے تھک کر گہرا سانس لیتی مسکرائی۔۔۔۔۔ جب صمیان بھاگ کر نیچے کسوہ کے پاس آتا اُسکے کمر کے گرد بازو حائل کرتا اُسکے بالوں پر لب رکھ گیا۔۔۔۔۔

مسٹر اینڈ مسز ازیزبیک شو کڈ سے دونوں کو دیکھنے لگے۔۔۔۔۔ صمیان کی ڈیشنگ پرسنالٹی سورج کی روشنی میں کافی ڈوبی نیٹنگ اور غضب کی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کا ہینڈ سم چہرہ اور پرفیکٹ باڈی دیکھتے وہ دنگ ہی رہ گئے۔۔۔۔۔ کل تک تو وہ بالکل اکیلی تھی آج اچانک اتنا لمبا چوڑا خوبصورت بندہ کیسے اُسکے ساتھ آ گیا۔۔۔۔۔ ازیزبیک اور اُسکی بیوی منہ بناتے پھر زبردستی مسکرائے۔۔۔۔۔

مس کسوہ آپ نے بتایا ہی نہیں آپ کو اتنا ہینڈ سم بوائے فرینڈ مل گیا۔۔۔۔۔ ویسے کبھی دیکھا نہیں انہیں یہاں۔۔۔۔۔ ازیزبیک اب تھوڑا ہیٹیوڈ سے بولا۔۔۔۔۔

صمیان نے آئی برو کی اٹھان سے سامنے کھڑے آدمی کی طرف تشویش ناک آنکھوں سے دیکھا اور بڑی آرام سے بولا۔۔۔۔۔

میرا اور کسوہ کا رشتہ مکڑی کے کمزور جالے جیسا نہیں جو ہلکی سی ہوا کے چلنے پر اپنی جگہ سے زور زور سے ہلتے ٹوٹ کر بے نشان ہو جائے۔۔۔۔۔ بلکہ میرا اور کسوہ کا رشتہ

ایک مضبوط چٹان کی چوٹی جیسا ہے جسے نایتیز طوفان جیسی ہوا کے چلنے سے کوئی فرق پڑتا ہے نہ کوئی اُسے توڑنے کی ہمت رکھ سکتا ہے۔۔۔۔

میرے نکاح میں ہیں یہ۔۔ یعنی میں مس کسوہ کا ہسبنڈ ہوں۔۔۔۔ صمیان کی مسکراہٹ آگ لگانے جیسی تاثیر لیے ہوئے تھی اور لفظوں کا سحر دل جلانے جیسا۔۔۔

ریٹکی لیکن آپ نے بتایا نہیں آپ میریڈ ہیں خیر آپ بہت لکی ہیں مس کسوہ جو آپکو اتنا چاہنے والا ہسبنڈ ملا۔۔ مسرز از یزبیک منہ کھینچتی زبردستی ہنس کے بولی۔۔۔ کیوں میں لکی نہیں۔۔۔ جو ایم ایس کی سی ای او اور دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی میری بیوی بنی۔۔۔۔

اس رشتے میں سب سے زیادہ میں خود کو لکی سمجھتا ہوں جو کسوہ مجھے ملی۔۔۔ جس نے مجھے اپنی نایاب محبت کے قابل سمجھا۔۔۔ کسوہ منہ کھولے ایک ٹک صمیان کو دیکھے گئی۔۔۔۔

ہماری فلائٹ کا ٹائم نزدیک ہوتا جا رہا ہے۔۔۔۔ اس لیے ہمیں اجازت دیں۔۔۔ بہت جلد ہم آپکو اپنی گرینڈ ولیمہ سرمنی کے لیے انوائٹ کریں گے آپ آئیں گے ناپاکستان؟؟؟۔۔۔ ہاں سا جھک کر دونوں کو دیکھ کر کہتا وہ شرارت سے بولا پھر ہنس کر کسوہ کو لیے آگے بڑھ گیا۔۔۔۔





کسوہ اُداسی میں بھی ہنس دی۔۔۔ اُسے یقین تو نہیں تھا کہ جیسا وہ کہہ رہا ہے ویسا ہو گا لیکن دل اس خوبصورت خواب پر یقین کرنا چاہتا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے لیکن کچھ دنوں تک ہمیں سب کے سامنے پہلے کی طرح رہنا ہو گا۔۔۔ تم ابھی کافی بڑی زمہ داری میں گھرے ہوئے ہو میں نہیں چاہتی کہ تم پر مزید بوجھ بڑھے۔۔۔ کسوہ فکر مندی سے اُسے سمجھاتی بولی۔۔۔

کیا تم خود کو مجھ پر بوجھ سمجھتی ہو؟؟؟ صمیان حد سے زیادہ سنجیدہ ہوتا بولا۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں یہ نہیں کہہ رہی۔۔۔ ایک بار تم اپنا اہم مشن پورا کر لو پھر ہم دونوں مل کر سب ہینڈل کر لیں گے۔۔۔ کسوہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیسے اُسے سمجھائے جس چیز کو وہ اتنا آسان سمجھ رہا تھا وہ ایک پورا وبال تھا۔۔۔

تمہیں اتنا تو یقین ہونا چاہیے مجھ پر کسوہ کے اپنی محبت کے لیے میں سب کچھ خود اکیلے ہینڈل کر سکتا ہوں۔۔۔ میرا کام اپنی جگہ لیکن میں مزید اپنے بیچ اس خوبصورت رشتے کو دنیا کے سامنے اور نہیں چھپانا چاہتا۔۔۔ صمیان اپنی بات پر مضبوطی سے قائم تھا جو کسوہ کے لیے پریشانی کا سبب تھا۔۔۔

تم سمجھ کیوں نہیں رہے سہمی میں ابھی یہ سب فیس نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ کچھ دن مجھے سکون سے زندگی تمہارے سنگ جی لینے دو۔۔۔ تم یہی سردار کے سامنے تو دھڑلے سے اپنی محبت کا اظہار کر کے اسٹرونگ بن جاؤ گے لیکن میرا کیا۔۔۔ مجھے

ابھی سبکو فیس کرنے کا وقت چاہیے۔۔۔۔۔ ایم ایس کی طرف سے کام کا برڈن پہلے ہی بہت ہے مجھ پر۔۔۔ میں اس مسئلے سے تھوڑی آزاد ہوں گی تب ہی تو دوسری برو بلمز سے نمٹ سکوں گی۔۔۔ فلحال تو یہی سب سے اہم مسئلہ ہے کہ بیبی سردار کو کیسے راضی کیا جائے۔۔۔۔۔ انہیں فیس کیسے کیا جائے۔۔۔۔۔ تمہیں کسی کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں میں ابھی زندہ ہوں۔۔۔ دادی سرکار راضی ہوتیں ہیں تو ٹھیک ورنہ تمہیں کسی کے سامنے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ جس کو جو کہنا ہے یا جس کسی کے سامنے جوابدہ ہونا ہے وہ میں ہونگا۔۔۔ بس تم ہمیشہ مجھ پر بھروسہ رکھنا۔۔۔ مجھے اپنی آنکھوں سے دیکھنا اور کانوں سے سننا کہ کسی اور کے۔۔۔۔۔ مجھے دنیا کی کوئی طاقت نہیں توڑ سکتی۔۔۔۔۔ سوائے تمہاری ناراضگی کے۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ اب کوئی بھی ہماری محبت کے بیچ آئے۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے صرف تمہارے لئے میں خاموش رہو گا تب تک جب تک تم خود سب کے سامنے آکر خوشی سے ہمارے رشتے کے بارے میں سب کو نہیں بتاتی۔۔۔۔۔ لیکن کسوہ جہاں مجھے لگا کہ میری محبت یا اس رشتے پر کوئی نیگیٹو ایفیکٹ پڑ رہا ہے میں خاموش نہیں رہوں گا۔۔۔۔۔

پیار سے اُسکے ماتھے کو چومتا مضبوط یقین سے بولا۔۔۔ کسوہ مسکراتی اُسکے سینے سے لگی کفر ٹیبل ہو گئی۔۔۔ اُسکے لیے ایک طرف صمیان کا اتنا اسٹر ونگ ساتھ ہونے پر فخر تھا تو دوسری طرف خود کے لیے اُسکی اتنی حساس محبت دیکھ کر وہ حیران بھی تھی۔۔۔ زندگی اچانک اتنی حسین ہو جائے گی اُس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔۔۔۔ فلحال اُسے ساری پرا بلمز کو ایک طرف رکھتے صرف اس حسین احساس کو صمیان کے ساتھ جینا تھا محسوس کرنا تھا۔۔۔۔۔



ولداریہاں بیٹھو مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ سکینہ سردارٹی وی پر چلتی نیوز دیکھ رہیں تھی جب ولداریہاں سے گزرتا دیکھ بولیں۔۔۔۔۔ ولداریہاں کی بات سنتے آرام سے اُنکے سامنے صوفے پر آکر بیٹھے۔۔۔ جبکہ یزدان دادی کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

کیا سوچا ہے پھر تم نے صمیان کے بارے میں؟؟؟ کیا ایسے ہی اپنے پیارے بیٹے کو صبر کے امتحان سے گزرتا دیکھ خاموش بیٹھے رہو گے؟؟؟ کیا یوں ہی اُس لڑکی کی ضد اور انانکی بھینٹ صمیان کی زندگی برباد ہوتا دیکھتے رہو گے؟؟؟ وہ تو محبت میں اندھا ہو چکا ہے سہی اور غلط کا کوئی فرق نہیں کر پارہا لیکن تم۔۔۔ تم اُسکے باپ ہو۔۔۔ کیوں نہیں سمجھاتے اُسے۔۔۔ کیا تمہارا دل نہیں کرتا اُسے خوش دیکھنے کا

اُسکی گھر گریہ ہستی بسی ہوئی دیکھنے کا اُسکے بچوں کو دیکھنے کا؟؟؟ سکینہ سردار کافی دونوں سے بھری بیٹھیں تھیں اس لیے ولد ار کے سامنے پھٹ پڑیں۔۔۔۔۔

ایک پل کو تو ولد ار بھی گہری سوچ میں ڈوب گئے۔۔۔۔۔ اُنکی ماں جائی کی تمام باتیں درست تھیں۔۔۔ وہ ناصر ف صمیان بلکہ کسودہ کو بھی خوش دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔ آخر کب تک وہ دونوں اپنی اپنی جنگ لڑتے خاموش زندگی گزارتے رہتے۔۔۔۔۔ یزدان کے ساتھ اُنکا بھی ارمان تھا صمیان کے بچوں کو دیکھنے کا۔۔۔۔۔ اب معاملہ چُپ رہنے کا نہیں تھا۔۔۔۔۔

میں مصعب سے بات کرتا ہوں۔۔۔ ولد ار آہستہ سے بولے

بابا سردار بات کرنے کا وقت گزر گیا۔۔۔۔۔ اگر چاچو سردار سے بات کرنا اتنا ہی اہم ہوتا تو مسئلہ اتنا بڑھتا ہی نہیں وہ کسودہ اور صمیان کے بیچ کی دوریاں ختم کر سکتے تھے۔۔۔۔۔ لیکن نہیں اُنہوں نے تو جیسے اس مسئلے سے ہاتھ ہی اٹھالیے

ہیں۔۔۔۔۔ یزدان ناراضگی سے بولتا افسوس سے گردن ہلانے لگا۔۔۔۔۔ ولد ار اب ایک ٹک اماں سرکار اور بیٹے کو دیکھنے لگے۔۔۔۔۔

میں تو کہتی ہوں کسی سے کوئی بات کرنے کی ضرورت نہیں سیدھا صمیان کو راضی کرو اور کہیں اور اُسکا نکاح کروانے کی کوشش کرو۔۔۔۔۔ مجھے صرف اُسکی خوشی اور اُسکی اولاد دیکھنے سے غرض ہے جو کسودہ کسی صورت پورا نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ سکینہ

سردار اب ولد ار پر قیامت ڈھاتی اٹھیں اور چلی گئیں۔۔۔ اُنکے پیچھے یزدان بھی اٹھا اور چلا گیا۔۔۔۔

ولد ار تو جیسے سناٹوں کی زد میں گھرے رہ گئے صمیان صرف اُنکا بیٹھا نہیں کسود بھی اُنکی بیٹی تھی۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کی محبت تھے وہ کیسے صمیان اور کسود کے بیچ کسی کولانے کی ہمت کر سکتے۔۔۔۔ لیکن اب خاموش بیٹھنا بھی ٹھیک نہیں تھا اُنہیں جلد کوئی فیصلہ لینا تھا۔۔۔۔



میجر صمیان ویل ڈن ام پراوڈ آف یو۔۔۔۔ جرنل ذیشان جواب پہلے سے کافی بہتر حالت میں نظر آرہے تھے اُسکے استقبال کے لیے کھڑے تھے تبھی صمیان کو آتا دیکھ خوشی سے بولے۔۔۔۔

صمیان پراوڈ سے مسکرا کر چل کر اُنکے سامنے آتا سیلوٹ کرتا سیدھا کھڑا ہوا

گیا۔۔۔۔

آپکی طبیعت کیسی ہے اب سر؟؟؟ میں جب مشن سے لوٹا تو آپکے بارے میں معلوم ہوا آپ ہوش میں نہیں آئے تھے تب مجھے شدت سے آپکی کمی محسوس ہوئی۔۔۔۔ صمیان ادب سے اُنکے سامنے کھڑا نہیں بلکل ٹھیک دیکھتا مسکرا کر

بولا۔۔۔۔



میں بالکل ٹھیک ہوں ینگ مین۔۔۔ اور ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں تم نے مجھے کبھی مایوس نہیں کیا۔۔۔ ہمیشہ میرا مان رکھا۔۔۔ مجھے فخر ہے تم پے۔۔۔ ذیشان اُسکے مضبوط چوڑے شانو کو تھامے خوشی سے سینا چوڑا کرتے بولے۔۔۔ اُنکے ساتھ کھڑے جرنل آفاق نے بھی صمیان کی بہادری کی تعریف کی۔۔۔ مجھے بتاؤ صمیان کیا ہوا تھا۔۔۔ مینگل جیسا دہشت گرد انسان جس کے آگے حیوانیت بھی منہ چھپالے اتنی آرام سے کیسے تمہارے قابو میں آ گیا۔۔۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کا بڑے سے بڑا طاقتور اور جانور نما انسان بھی تمہاری بہادری اور شجاعت کے سامنے ٹک نہیں پاتا۔۔۔ لیکن ہم پھر بھی تجسس میں ہیں یہ جاننے کے لئے آخر کیا ہوا تھا وہاں؟؟؟ ذیشان آہستہ سے اپنی سیٹ پر بیٹھتے اُسکی اسٹرونگ پر سناٹھی کوناز سے دیکھتے بولے۔۔۔ (مینگل کے آدمیوں نے جیسی اُس پر حملہ کرتے گولیاں چلائی شروع کی صمیان نے موقع سے ایک دروازے میں خود کو چھپاتے دیوار کے ساتھ سیدھا ہوتا کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ اور اسی وقت ایجنٹ باقی ساتھیوں کے ساتھ صمیان کی مدد کو آتا پلٹ کر فائر کرنے لگا۔۔۔۔۔

کچھ پل لگے تھے مینگل کے آدمیوں کو ڈھیر کرنے میں جب مینگل بالکل اکیلا خود کو بچانے کے لئے آگے بھاگنے لگا۔۔۔ صمیان نے ایجنٹ کے ساتھ باقی سپاہیوں کو وہی رہ کر اُس جگہ کو کور کرنے کا آرڈر دیا اور خود اکیلا مینگل کے پیچھے بھاگا۔۔۔۔۔ مینگل اندھا دھند ہلکی آگ سے جلتی لکڑی کی روشنی میں اندر ہی اندر بھاگے جا رہا تھا۔۔۔ جب صمیان کی زوردار پڑتی پیچھے سے لات نے اُسکا توازن بگاڑا اور وہ منہ کے بل زمین پر گرتا مٹی سے بھر گیا۔۔۔

صمیان نے آگے بڑھ کر اُسکا ہاتھی جیسا وجود ایک ہاتھ کی طاقت سے اٹھاتے دوسرے ہاتھ کا زوردار مکا اُسکے منہ پر مارا۔۔۔ جس سے مینگل کو لگا اُسکے منہ کا ایک ایک حصہ ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔۔۔ اور پھر صمیان روکا نہیں۔۔۔ اُسکے بھاری جوتے سے پڑتی سخت ضربیں اور مضبوط مکے اُسکا چندیل میں حشر بگاڑ گئے۔۔۔۔۔ وہ مینگل جو کچھ دیر پہلے غرور و تکبر سے اُنہیں ختم کرنے کی بات کر رہا تھا اب زمین پر کسی بیمار کتے کی طرح خون کی الٹیاں کرتا درد سے تڑپتا نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔ صمیان بے رحمی سے اُسکے ہاتھ کو موڑ کر اپنا بھاری گھٹنا اُسکی ریڑھ کی ہڈی میں اندر تک دھنسا تاغرایا۔۔۔ مینگل کی تکلیف بھری آہوں زاریاں پورے غار میں گونج اٹھی۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ اب کہاں گئی تیری حیوانیت؟؟ جو تو معصوموں کے سامنے دکھاتا تھا۔۔۔ کہاں گئی تیری وہ مردانگی جو معصوم بچیوں اور عورتوں پر خوف تاری کرتی اُنکی زندگیاں برباد کر گئی۔۔۔۔۔ کتنے معصوم بچوں کو تو نے اپنی درندگی سے موت کے گھاٹ اتار ابول۔۔۔ دیکھا مجھے۔۔۔ کیا ہوا میرے سامنے تیرا وہ جانور شرم سے بھیگی بلی بن کر بھاگ گیا کیا۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ سمیان اُسکے ہاتھ کو طاقت سے پورا موڑتا جڑ سے اکھاڑ گیا۔۔۔۔۔ مینگل تکلیف کی شدت سے تڑپتا صمیان سے خود کو چھڑانے کے لیے مچلنے لگا۔۔۔۔۔ لیکن صمیان اُسکے ساند جیسے وجود کو اچھے سے قابو کئے آرام سے اب اپنی درندگی اُس پر اتار رہا تھا۔۔۔۔۔

تیرا پالا مجھ جیسے وحشی درندے سے کبھی نہیں پڑا ہو گا اگر پڑتا تو آج اچھا انسان ہوتا تجھے صرف معصوم اور کمزور خوف زدہ لوگ ٹکرائے اس لیے تو خود کو خدا ماننے لگا۔۔۔۔۔ لیکن تو بھول گیا وہ رب جو پوری کائنات چلاتا ہے تیری کوئی حیثیت نہیں اُسکے سامنے۔۔۔۔۔ اب تجھے میں بتاؤنگا اصل حیوانیت ہوتی کیا ہے۔۔۔۔۔ صمیان اپنے غمیزو غضب میں آتاسفا کی سے اُسکے کان میں صور پھونکتا بولا۔۔۔۔۔

مینگل کا ایک ہاتھ بگل سے ٹوٹا اب لٹک رہا تھا اور وہ خود درد سے تڑپتا کراہ رہا تھا جب صمیان نے اُسے سیدھا کیا اور اُسکے ٹوٹے ہاتھ کو کھینچ کر گھسیٹتے ہوئے دیوار سے لگایا۔۔۔۔۔



جس طرح ہم نے مینگل کو پکڑا سکی پوری تنظیم کا نام و نشان مٹایا اسی طرح ہم بہت جلد کنگ کو بھی ختم کر دیں گے۔۔۔ صمیان ذیشان کے اترے چہرے کو پڑھتا یقین سے بولا۔۔۔

انشاء اللہ میجر مجھے تمہاری صلاحیتوں پر کوئی شک نہیں۔۔۔ تم ایک دن یہ بھی کرو گے۔۔۔ ذیشان اٹھ کر اُسکے قریب آتے اُسے گلے لگاتے بولے۔۔۔ جس پر صمیان نے اُنہیں مسکرا کر دیکھتے سیلوٹ کیا اور چلا گیا۔۔۔۔



کہاں تھیں تم دو دن سے میں پاگلوں کی طرح تمہیں ہر جگہ ڈھونڈتا رہا۔۔۔ جانتی ہو میں کتنا ڈر گیا تھا کہ کہیں تمہیں کچھ ہونہ گیا ہو۔۔۔۔۔ دائم اُسکے آفس کا دروازہ بے دھڑک کھول کر اندر آتا وہیں سے بولتا اُسکے قریب آیا اُسکے چہرے کا ہر ایک ایکسپریشن کسوہ کے لیے اضطراب لیے ہوئے تھا۔۔۔

تم ہوتے کون ہو مجھ سے میرے بارے میں سوال کرنے والے؟؟؟ کس حق سے مجھے ڈھونڈ رہے تھے؟؟؟ اور میری فکر کرنے کی تمہیں کیا ضرورت؟؟؟ دائم شاہ میں آخری بار پھر تمہیں وارن کر رہی ہوں اپنی حد میں رہو ایسا نا ہو جس چیز کے لیے میں خود کو روک رہی ہوں تمہاری یہ فضول کی حرکتیں مجھ سے کروا

بیٹھیں۔۔۔ میری شادی ہو چکی ہے اور اب مزید میں تمہاری کوئی واحیات حرکت

برداشت نہیں کرو گی۔۔۔ سخت تیوریوں سے اُسے گھورتی وہ جبرے پیس کر غصے کی انتہا پر جاتی بولی تھی۔۔۔

دائم تو اُس کا یہ روپ دیکھ کر کنگ رہ گیا۔۔۔ لیکن اُس کا دل وہ تو اب بھی کسوہ کی محبت میں پور پور بھیگا تھا۔۔۔ وہ اتنا مجبور ہو جائے گا دل کے ہاتھوں کبھی نہیں سوچا تھا۔۔۔ کسوہ کی آنکھوں کی نفرت لہجے کی آگ لفظوں کی چوٹ بہت زیادہ تکلیف دہ تھی لیکن وہ دل کے آگے بے بس تھا۔۔۔

کسوہ ایک بار میری محبت کا یقین کر لو۔۔۔ میں جانتا ہوں تم یہ رشتہ زبردستی نباہ رہی ہو۔۔۔ دائم تڑپ کر ابھی اتنا ہی بولا تھا جب کسوہ دھاڑی۔۔۔

دائم شاہ۔۔۔۔۔ آنکھوں میں خون لیے وہ اتنی زور سے چلائی تھی کہ دائم سہم کر چُپ اُسے حیرت سے دیکھنے لگا۔۔۔ کسوہ غصے سے فائل کھینچ کر اُسکے سینے پر مارتی بولی۔۔۔

کسوہ مصعب کے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کر سکتا۔۔۔ اور اب تم جو کر رہے ہو وہ میری برداشت سے کہیں زیادہ ہے۔۔۔ تم نے محبت نہیں کی تم نے حاصل کرنا چاہا بس۔۔۔ محبت کرتے تو قربانی دینے کی طاقت بھی رکھتے۔۔۔ محبت کی آگ میں جلنے کا حوصلہ رکھتے۔۔۔ ایسی محبت کرتے جو میرے دل اور روح کو پگھلا دیتی۔۔۔ تم نے صرف خود کا سوچا اسے محبت نہیں خود غرضی کہتے



ہیں۔۔۔ اس لیے اب دوبارہ تم نے پھر اس لفظ محبت کو میرے لیے استعمال کیا تو  
میں بھول جاؤں گی کہ ہم کبھی اچھے پاٹنر رہ چکے ہیں۔۔۔۔

اپنی ٹف آواز میں کہتی وہ اُسے وہیں تنہا چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔۔

ہاں میں ہوں خود غرض سوچ رہا ہوں صرف خود کے بارے میں کیوں کہ میں تم  
سے ایسی محبت کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا جو جلا کر کندن بناتی ہے۔۔۔۔ مجھے صرف  
تم چاہیے ہو کسوہ اور کچھ نہیں۔۔۔ اس کے لیے مجھے کسی بھی حد سے کیوں نہ گزرنا  
پڑے گزر جاؤنگا۔۔۔ فائل کو اپنے ہاتھوں کے بیچ پوری طرح سے مروڑتا وہ  
آنکھوں میں جنوں لیے بولا۔۔۔۔



غصے سے بھری وہ ایم ایس سے سیدھی لغاری انڈسٹری آئی تھی مصعب سے  
ملنے۔۔۔ اُنکے آفس کا دروازہ کھولنے کے لیے اُس نے جیسے ہی لاک پر ہاتھ رکھا  
تبھی کسی نے دروازہ اندر کی طرف کھولتے تیزی سے دروازہ پیچھے کیا۔۔۔ کسوہ  
بروقت لاک سے ہاتھ ہٹا گئی ورنہ اُسکی سامنے سے آتے انسان سے زبردست ٹکڑ  
ہونی لازم تھی۔۔۔۔

حیرت سے سامنے دیکھتی ابھی وہ اُس انسان سے کچھ کہتی جب مصعب پیچھے سے  
بولے۔۔۔

مسٹر داریم سلطان یہ میری بیٹی ہے کسوہ۔۔۔ ایم ایس کی سی ای او۔۔۔ داریم سلطان جو کسوہ کو اچانک سے سامنے آتے ایک ٹک سانسیں روکے بے خود سادیکھ رہا تھا مصعب کے کہنے پر ہوش میں آتا ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

مصعب صاحب۔۔۔ یہ تو مس کسوہ کے ساتھ سراسر نا انصافی ہو گئی۔۔۔ انہیں کون نہیں جانتا۔۔۔ انکا نام تو اس دنیا میں رہتے ہر انسان کو ازبر ہے۔۔۔ بس انکا دیدار ہی نصیب والوں کو ملتا ہے۔۔۔ دلکش انداز میں مسکرا کر اُسے اوپر سے نیچے تک گھور کر دیکھتا وہ گہرے لفظوں میں بولا اور اپنا ہاتھ کسوہ کی طرف بڑھایا۔۔۔ کسوہ کی آنکھوں میں روکھاپن واضح تھا۔۔۔ اپنے سخت تاثرات لیے اُسے پوری طرح انور کرتی وہ مصعب کی طرف بڑھی۔۔۔

مجھے اکیلے میں آپ سے کچھ ضروری بات کرنی تھی بٹ اٹس اوکے ہم گھر پر ڈسکس کر لیں گے۔۔۔ اپنے پلین ایکسپریشن سے کہتی وہ بناداریم سلطان پر نظر ڈالے سر اٹھاتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔

داریم سلطان جو اُسکے سحر میں ایسے کھویا تھا کہ بھول گیا کہ اس وقت وہ کہاں اور کس کے سامنے کھڑا ہے۔۔۔ مصعب کی آتی آواز نے جب اُسے خواب سے حقیقت میں لا کے پٹخا۔۔۔

کسوہ میری بیٹی تھوڑی الگ مزاج کی ہے۔۔۔ کبھی کبھی اس طرح بہت روڈ بیسیو کر جاتی ہے اس لیے میں معذرت چاہتا ہوں اُسکی طرف سے۔۔۔ مصعب شائستگی سے بات سنبھالتے ہوئے بولے کہ کہیں سلطان کو کسوہ کی اس حرکت سے اپنی انسلٹ فیل ناہوئی ہو۔۔۔۔

ارے نہیں نہیں مصعب صاحب یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ اللہ! جب بے پنہا حسن کے ساتھ شہرت اور حاکمیت کی طاقت عطا کرتا ہے تو غرور اور نزاکت آہی جاتی ہے۔۔۔۔ یہ غرور تو اُن پر چلتا ہے جو اس کے قابل ہیں جیسے مس کسوہ۔۔۔۔ مجھے بالکل بُرا نہیں لگا۔۔۔۔ اپنی ڈیشنگ پرسنالٹی لیے وہ اُنکے سامنے کھڑا مسکرا کر بولا تھا۔۔۔

کسوہ آف موڈ کے ساتھ تیز تیز چل رہی تھی جب سامنے سے مڑتی بے اختیار کسی سے زور سے ٹکرائی۔۔۔

لمبی قد کی وہ لڑکی جو سیاہ لباس پہنے اپنے بھرے ہوئے میک اپ کے ساتھ ہاتھ میں فون لیے بے دھیانی سے آرہی تھی کسوہ سے زور سے ٹکراتی اب بے حد غصے سے بھر گئی۔۔۔۔

آندھی ہوا تنی بڑی بڑی آنکھیں رکھ کر بھی نظر نہیں آتا کہ سامنے سے کوئی آرہا ہے۔۔۔ لیلیٰ دانت پیس کر اُسے گھور کر دیکھتی بنا کسودہ کا کوئی ری ایکشن دیکھے سخت

الفاظوں میں باتیں سنا گئی پھر فون کان سے لگاتی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔

کسودہ تو ششدر سی منہ کھولے اُسے دیکھے گئی۔۔۔ یعنی حد ہی ہو گئی۔۔۔ غلطی

اپنی اور اوپر سے قصور وار دوسرے کو ٹھہراتی سنا بھی اُسے گئی۔۔۔ لغاری انڈسٹری

اور بابا کی عزت کا خیال نا ہوتا اور یہ حادثہ کہیں اور پیش آیا ہوتا تو وہ اس سٹرل مزاج

کی عورت کو بتاتی کہ وہ کون ہے اور اس سے کیسے پیش آیا جاتا ہے۔۔۔ اس لیے

صبر کے گھونٹ پیتی چلی آئی۔۔۔۔

لیلیٰ جو ایک ضروری فون سننے باہر آئی تھی واپس آفس آتی مصعب اور داریم سلطان

کو دروازے کے پاس کھڑا باتیں کرتا دیکھ وہیں ٹھہر گئی۔۔۔

مجھے اچھا لگا آپ سے مل کر سلطان صاحب۔۔۔ آئیں کبھی گھر ساتھ بیٹھ کر کھانا

کھاتے ہیں۔۔۔۔ مصعب مہمان نوازی سے بولے۔۔۔

اب تو آنا ہی پڑے گا۔۔۔ داریم سلطان مصعب سے ہاتھ ملاتا گہرے انداز میں بولا

جس پر لیلیٰ ایک پل کو اُسکے چہرے کی چمک دیکھتی حیران ہی رہ گئی۔۔۔ کچھ تھا ایسا

جو لیلیٰ کو اس پل چونکے پر مجبور کر گیا۔۔۔



ڈی ایس واپس آئے گا۔۔ اپنا ادھورا کام پورا کرنے یا شاید وہ ابھی چکا ہو جسے ہماری یا تمہاری آنکھ پہچان نہیں سکتی۔۔۔ ذیشان گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے۔۔۔

آپ فکر نہیں کریں سر میں نے سارا سیٹ اپ پہلے ہی کر لیا ہے۔۔ ہمارے سولجرز ہر اُس جگہ پھیل گئے ہیں جہاں ہمیں شک ہے۔۔ کوئی بھی غیر ضروری بات ہوتی ہے تو ہمیں انفورم کر دیا جائے گا۔۔ میں پر سنلی خود انویسٹیگیٹ کروں گا۔۔۔ صمیان خود اعتمادی سے بولتا وہاں سے چلا آیا۔۔۔



کیسے کوئی اتنا حسین ہو سکتا ہے اتنا پیارا کہ دل مچل جائے اُسے چھونے کے لیے۔۔۔ لاکھوں چہرے دیکھے۔۔۔ حسین پری پیکار دل کو کوئی فرق نہیں پڑا۔۔۔ لیکن جب سے کسوہ کی ایک جھلک دیکھی تو یہ ایسے دھڑکنے لگا جیسے یہ دل اُسکا اپنا نہیں کسوہ کا گمشدہ کوئی حصہ ہو جو کسی اپنے کو دیکھ کر تڑپ اٹھتا ہے۔۔۔۔ داریم سلطان ہاتھ میں الکو حل کا گلاس پکڑے اپنی نشیلی آنکھوں سے سامنے دیکھتا مدہوشی سے بولا ایسے جیسے اُسکے ہر طرف صرف وہی ہی ہو۔۔۔ وہ جب سے اُسے دیکھ کر آیا تھا خود حیران تھا کہ آخر وہ کیوں اُسکے بارے میں اتنا سوچ رہا ہے۔۔۔۔

لیلی خاموشی سے اندر آتی ڈی ایس کو عجیب نظروں سے دیکھنے لگی ایسے جیسے یہ ڈی ایس نہیں کوئی اور انسان ہو جو آج دماغ کے علاوہ اپنے دل سے کام لے رہا ہو۔۔۔ کیا بات ہے جب سے لغاری انڈسٹری سے آئے ہو خاموش خاموش ہو؟؟؟ سب ٹھیک تو ہے؟؟ وہ خود کو روک نہیں پار ہی تھی اس لیے سوال کر بیٹھی اُسکا دل کسی بات پر اُسے وارن کر رہا تھا۔۔۔

تم نے کب سے مجھے زیادہ بولنے والوں میں شمار کرنا شروع کر دیا جواب میری خاموشی تمہیں ستانے لگی؟؟؟ مجھ پر فوکس کرنا بند کرو لیلی اور اپنے مشن پر دھیان دو۔۔۔ مت بھولو ہمارا اگلا ٹارگٹ مصعب لغاری ہے۔۔۔ جس نے ابھی تک ہمارے ساتھ کام کرنے کی حامی نہیں بھری۔۔۔ وہ بہت ذہین اور تجربہ کار انسان لگتا ہے۔۔۔ مجھے لگتا ہے اسے زائل کرنا سب سے مشکل ہو گا کیوں کہ ایماندار اور اصول پسند شخص کو قائل کرنا دنیا کا مشکل کام ہے۔۔۔

اور اب صرف مصعب ہی نہیں کسوہ۔۔۔ میرا گلا تیر صرف مصعب پر نہیں اُسکی بیٹی پر بھی ہو گا۔۔۔ مجھے ہر حال میں اس مشن کو پورا کرنا ہے سمجھی۔۔۔ غصے سے بھری اپنی روب دار آواز کہتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔ لیکن لیلی اُسکے کان تو صرف ایک ہی لفظ کو سنتے سُن رہ گئے۔۔۔ کسوہ۔۔۔ اُسکا دل بے اختیار زور سے

دھڑکا۔۔۔





ہائے ہینڈ سم۔۔۔۔

آئی برو کی اٹھان سے وہ شراب میں دھت فلور پر اُس لڑکے کو لڑکیوں کے بیچ  
تھرکتے گھور رہا تھا جب اپنے کاندھے پر کسی کے ہاتھ رکھے جانے کو محسوس کرنے  
کے ساتھ اُسے نسوانی آواز بھی سنائی دی۔۔۔

ایک نظر پلٹ کر کاندھے پر رکھے گورے ہاتھ سے ہوتے لڑکی کے چہرے تک  
اُس نے ناگواری سے اُسے دیکھا۔۔۔

لڑکی اُسکے دیکھے جانے والی اس ادھر جیسے فدا ہو گئی۔۔۔۔

اتنا ہینڈ سم اور ڈیشنگ بندہ اگر اس پارٹی میں اکیلا بیٹھا بور ہوتا رہے گا تو اس پارٹی کو  
فوراً سے بیشتر آگ لگا دینی چاہیے۔۔۔ کیا فائدہ پھر ایسی حسین تتلیوں کا جواتنے  
کمال کے شہزادے کو خوش نا کر سکے۔۔۔۔

اپنے لمبے سلکی برگنڈی بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کرتی وہ تھوڑا اُسکے قریب آتی ہے  
باکی سے اُسکی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔۔۔۔

چہرے پر حد سے زیادہ میک اپ کیے گہرے گلے اور چست سکرٹ پہنے وہ لڑکی  
25 کے قریب کی معلوم ہوتی تھی۔۔۔۔

صمیان نے ماتھے پر سلوٹیں پٹھنے اُسے سنجیدگی سے دیکھا پھر ہلکا سا کاندھے کو جھٹکتا  
اُس کا ہاتھ کندھے سے ہٹا گیا۔۔۔۔

اُسے بنا ایک لفظ کہے اُسکا ایسا ایٹمیوڈ دیکھتی وہ لڑکی ہلکا سا ہنسی پھر اچانک ہاتھ بڑھا کر  
اُس کی شرٹ کے کھلے بٹنوں میں سے جھلکتے اُس کے ورزشی پھولے چسپٹ پر انگلی  
رکھتی اُسکے اور نزدیک آگئی اور اُسکی سخت تاثر دیتی آنکھوں میں دیکھتی مدہوشی سے  
بولی۔۔۔۔

کیا مجھ میں کوئی کمی ہے؟؟ کیا ہم صرف آج رات کے لئے دوست نہیں بن  
سکتے؟؟ اُس لڑکی کی نیت سے لے کر زبان اب صاف صاف بول رہی تھی کہ  
صمیان کو لے کر اُس کے ارادے کتنے غلط ہیں۔۔۔۔

اتنا نہیں وہ تھوڑی اور اوور کانفیڈنٹ ہوتی بولی۔۔۔۔ آئی ہو پ تم سمجھ گئے ہو گے  
کہ میں کس بارے میں بات کر رہی ہوں۔۔۔۔

تبھی صمیان نے اپنی جیکٹ کی جیب سے وائٹ رومال نکالا اور اُس سے اپنے ایک  
ہاتھ کو ڈھانپ لیا پھر اُسی رومال والے ہاتھ کا استعمال کرتے ہوئے صمیان نے اپنے  
سینے پر رکھی اُس لڑکی کی انگلی کو اوپر سے ہلکا سا پکڑا اور اُسکے ہاتھ کو دور جھٹک  
دیا۔۔۔۔

یہ دیکھ وہ لڑکی پوری طرح شرمندہ ہو گئی وہ ایسی پارٹیوں کی جان مانی جاتی تھی جہاں  
اُس مغرور لڑکے نے بڑی حقارت سے اُسکی پیش کش کو ٹھکرا دیا تھا۔۔۔۔۔ ایسے  
جیسے وہ گندگی کا ڈھیر ہو۔۔۔۔۔

صمیان نے اُس رومال کو ڈسٹ بن کی طرف اچھال دیا اور ایک لفظ بھی کہے اُس  
لڑکی کی پوری طرح انسلٹ کر کے اُسے اُسکی ویلیو سمجھاتے اپنے ہاتھ میں پکڑے  
فون کے ساتھ مصروف ہوتا کو لڈ ڈرنک کے سپ لینے لگا۔۔۔۔۔  
لڑکی غصے سے لال پیلی ہوتی دل میں اُسے گالیاں دیتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔  
تمہیں ایسے کسی خوبصورت لڑکی کا دل دکھا کر اُسے ناراض نہیں کرنا چاہیے  
تھا۔۔۔ خاص کر تب جب وہ سامنے سے تمہیں خود آفر کر رہی ہو۔۔۔۔۔ اسی بہانے  
چلو تمہاری بے نور تنہا اور اُداس رہی راتیں آج کچھ رنگین ہو جائیں۔۔۔۔۔ دائم اُس  
لڑکی کو غصے سے وہاں سے جاتا دیکھتا فوراً صمیان کی طرف آیا پھر اپنے گہرے الفاظ  
میں طنز کرتا اُس کا مذاق اڑاتا ہنس کر بولا۔۔۔۔۔

صمیان ہلکا سا ہنس دیا۔۔۔ میری آج کی رات تم کیوں رنگین نہیں بناتے؟؟ یقین  
کرو تمہیں مایوسی نہیں ہوگی۔۔۔ آنکھ مارتا بھرپور شرارتی لہجے میں بات کا جواب  
دیتا بولا۔۔۔۔۔

دائم شاہ پہلے تو جواب سن کر سیخ پا ہو گیا پھر خود پر جبر کرتا مسکرایا۔۔۔ نو  
وے۔۔۔ مجھے مرد نہیں پسند مجھے تو خوبصورت بڑی بڑی ہیزل آنکھوں والی گلابی  
رنگ لمبے بالوں والی شیرنی سی ایک لڑکی پسند ہے جسے تم نے مجھ سے چھین  
لیا۔۔۔ اُس کے سینے میں دھڑکتے دل کو جیسے دائم نے مسل دیا ہو۔۔۔  
لہو رنگ آنکھوں میں خاکستر کر دینے والا غیظ و غضب لیے وہ کسی بھوکے شیر کی  
طرح اُس کے بے حد قریب آتا غرایا۔۔۔ آگ سے کھیلو گے تو جل کر راکھ ہو جاؤ  
گے۔۔۔ بار بار نہیں دہراؤں گا کہ میری بیوی سے دور رہو۔۔۔ اگلی بار کچھ کہنے  
کے لئے ناتواز بان باقی رہے گی ناکچھ کرنے کے لئے تم۔۔۔ 1 کیا دنیا کی کسی بھی  
لڑکی کے قابل نہیں رہو گے۔۔۔

دائم بھی اب غصے سے دانت پیستا اُس کی  
شرٹ کا کولر پکڑ گیا۔۔۔ وہ صرف تمہاری نام کی بیوی ہے۔۔۔ کیا مجھے نہیں پتہ  
کہ وہ تم سے کتنی نفرت کرتی ہے۔۔۔ وہ تمہیں کبھی شوہر تسلیم نہیں کرے  
گی۔۔۔ صمیان کی کھلی دھمکی اور کی گئی تذلیل سے دائم کا ضبط ٹوٹ گیا وہ جیسے  
پاگل سا ہو گیا تھا۔۔۔

صمیان نے نیچے نظریں گھماتے آرام سے اُسکے ہاتھ میں پکڑے اپنے کولر کو  
دیکھا۔۔۔ ہاتھ ہٹا۔۔۔ نہایت سخت لہجے میں بولا تو صرف اتنا ہی۔۔۔

دائم کو حرکت میں آتا دیکھ اُسکے گارڈز بھی وہاں آگئے۔۔ پارٹی میں کچھ ہوش مند لڑکے لڑکیاں بھی ٹھہر کر انہیں دیکھنے لگے۔۔۔ جبکہ صمیان کے خاموش رد عمل پر دائم کے گارڈز اُس کو ہی صمیان سے دور کرنے کی کوشش کرتے دائم کو ہی ایک طرف کیا۔۔۔

صمیان بڑے آرام سے اب شرٹ ٹھیک کرتا گہرا سانس لیتا اٹھا اور پارٹی میں لگے چاروں طرف کیمروں پر خاموش نظر دوڑائی پھر بڑی شرافت کا مظاہرہ کرتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

دائم اپنے گارڈز کے گھیرے میں پھنسا اُسے آخری دروازے سے باہر تک جاتا دیکھتا بکواس کرتا رہا اُس کا پورا پلین چوپٹ ہو گیا تھا۔۔۔

وہ یہاں صمیان سے پہلے کا آیا ہوا تھا اور کسویہ کو کیسے صمیان سے دور کرے اسی بات پر سخت پریشان تھا۔۔۔ جب اُسکی نظر اس پارٹی میں آئے صمیان پر اچانک گئی وہ حیران ہی رہ گیا اُسے یہاں دیکھ کر پھر وہ اُس سے چھپ کر اُس پر نظر رکھنے لگا۔۔۔ اُسکے ذہن میں یہی بات تھی کہ ایسی پارٹیوں میں لڑکے لڑکیاں صرف ایک ہی وجہ سے آتے ہیں۔۔ صمیان بھی کسویہ کی سنگدلی اور ضد سے بیزار ہوتا اپنی شام کی تنہائی کسی سے بانٹنے آیا ہو گا۔۔۔۔ اور اسی بات کا فائدہ اٹھانے کا سوچتے کسویہ کے سامنے اُس کی امیج خراب کرنے کے ارادے سے دائم نے اُسکے پاس اُس

لڑکی کو بھیجا تھا جس کی عزت کی دھجیاں صمیان نے اچھے سے بکھیری تھیں اور اُس کا پورا پلین خراب کر دیا تھا۔۔۔

اتنا نہیں الٹا صمیان نے پلٹ کر اُس پر بھرپور جملوں کے وار بھی کئے۔۔۔ جسے وہ برداشت نہیں کر پارہا تھا۔۔۔

چھوڑ مجھے چھوڑ۔۔۔ گارڈز کو دھکے دے کر پیچھے کرتا دائم چیخ رہا تھا اُس وقت وہ اپنے ہوش میں بالکل نہیں رہنا چاہتا تھا۔۔۔ کاؤنٹر پر جاتا ایک کے بعد ایک وہ شراب کے گلاس حلق میں اتارتا خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ وہ اتنا پی چکا تھا کہ اُس سے کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا۔۔۔

کسوہ۔۔۔ تم میری ہو۔۔۔ کسوہ۔۔۔ میں تمہیں چھین لوں گا۔۔۔ نشے میں ڈوبا ایک ہی بات دہراتا لڑکھڑاتا کھڑا ہوا۔۔۔

سر آپ اس وقت ٹھیک نہیں لگ رہے۔۔۔ اُس کا گارڈ اُسے سنبھالتے ہوئے بولا۔۔۔

دور ہٹ۔۔۔ ہاتھ نہیں لگانا۔۔۔ گارڈ کو ہلکا دھکا دیتا اپنی نشے سے ڈوبی آواز میں بولا اور پھر دوسرے حصے کی طرف بڑھ گیا جہاں جینٹس واش روم تھا۔۔۔ گارڈ اُس کا مطلب سمجھتا وہیں روکا اُس کا انتظار کرنے لگا۔۔۔



گرتے سمجھتے وہ واش روم سے باہر آتا بیسن پر جھکا۔۔ اس وقت پورا واش روم خالی پڑا تھا۔۔ پانی کانل کھولتے اُس نے ٹھنڈا پانی منہ پر ڈالا۔۔ تبھی کسی نے موٹی سی کالی رنگ کی تھیلی جیسی کوئی چیز پیچھے سے اُسکی گردن میں پہناتے گرہ لگائی۔۔۔ دایم ایک دم سے گھبراتا زور سے ہاتھ یہاں وہاں مارتا منہ کھول کر سانس لینے کی کوشش کرنے لگا۔۔ اُسے نا کچھ دکھائی دے رہا تھا ناسنائی۔۔۔

تبھی اپنے منہ پر اُسے ایک زوردار گھونسا لگتا محسوس ہوا جس سے وہ دھڑام سے زمین پر گر گیا۔۔ درد کی تکلیف سے وہ چیخنا چاہتا تھا لیکن اُسکی آواز اُس تھیلی کی وجہ سے اندر ہی دب گئی۔۔۔

پھر ایک نہیں دو نہیں بار بار کئی گھونسے پوری طاقت سے اُسے اپنے منہ پر پڑتے محسوس ہوتے چلے گئے۔۔۔ اُس کے منہ سے نکلتے خون سے وہ تھیلی پوری بھر گئی۔۔۔ دایم اب بے یار و مددگار ہاتھ روم کے فرش پر بیہوش اوندھا گرا ہلکی ہلکی سانسیں لے رہا تھا۔۔۔۔



کسوہ رات کے بیچ کے پہر سخت ٹھنڈ میں نارمل سی کمی پر نٹ والی ڈھیلی سی شرٹ اور ڈھیلا بلیک ٹراؤزر پہنے بنا کسی سویٹر کے کھلے آسمان کے نیچے ہری گھانس پر ننگے پیر

یہاں سے وہاں چکر کاٹتی گھر کے مین ڈور کو بار بار دیکھ رہی تھی۔۔۔ اُسکی حالت سے واضح تھا کہ وہ کسی بات کو لے کر بے حد پریشان ہے۔۔۔

رات کا ڈیڑھ بجھ رہا تھا دنیا جہاں میں سب جب اپنے گرم کمرے میں بلینگٹ اوڑھے مزے سے سو رہے تھے وہی اس وقت کسوہ ہاتھوں کو مسلتی چہرے پر پریشانی کی پرچھائی لیے کسی پیارے کی خاطر اپنی نیند اور دن بھر کی تھکن قربان کرتی جاگ رہی تھی۔۔۔۔

پورا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا بس لان میں جلتی ہلکی پیلی روشنی میں اُس کا نازک وجود ادھر سے ادھر آتا جاتا دکھائی دیتا۔۔۔

نا تو اُسے اپنی فکر تھی ناسخت پڑتی ٹھنڈ کی نابرف کی طرح ٹھنڈے ہوتے پیروں۔۔۔ نہ ہی نیند سے ڈوبی آنکھوں اور نہ اُس تھکان کی جودن بھر کے کاموں سے اُسے سوغات میں ملی تھی۔۔۔ اُسے پروا تھی تو اس بات کی کہ 10 بجے جب اُسکی صُمیان سے آخری بار بات ہوئی تھی تو اُس نے کہا تھا وہ 11 تک گھر پہنچ جائے گا۔۔۔ وہ اُسکا انتظار نہ کرے اور سو جائے۔۔۔۔

لیکن کسوہ اُسے خیریت سے گھر آتا دیکھ کر ہی آرام سے سو پاتی اُسکی نیند بھوک آرام سے کہیں زیادہ اہم صُمیان کو خیریت سے گھر آتا دیکھنا تھا اس لیے وہ اپنے ڈاکیومنٹس پڑھتے ہوئے 11 بجنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔ لیکن جب 11 سے

12 ہوئے تو اُس نے پریشانی میں اُسے میسج کرنا شروع کر دیا۔۔۔ قریب 20 میسج کرنے کے بعد بھی جب اس کا کوئی جواب نہ آیا تب اُس نے اُسے کال کرنا شروع کیا۔۔۔ 50 سے اوپر کی گئی کال جس کی رنگ تو جا رہی تھی لیکن اُسے اٹینڈ نہیں کیا جا رہا تھا۔۔۔۔

اپنے دل کی جگہ کو مسلتی گہرے سانس لیتی بس یہی دعا کر رہی تھی کہ اُس کا صمیان جہاں ہو بس ٹھیک ہو۔۔۔ اب اس کی برداشت ٹوٹنے کے قریب تھی جہاں وہ اسی حلے میں روتی گھر سے باہر دوڑتی اُسے ڈھونڈنے نکل پڑتی تبھی اُس نے بڑے سے گیٹ سے چھن کر آتی روشنی کو دیکھا۔۔۔۔

چوکیدار نے فوراً دروازہ کھولا اور صمیان کی گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔۔۔۔ وہ ابھی سیٹ بیلٹ کھولتا باہر نکلتا جب اُسکی نظر دور سے بھاگ کر آتی کسوہ پر پڑی۔۔۔۔ بنا کسی گرم کپڑے اور جوتے کے اُسے اس طرح باہر کھڑے دیکھتا وہ سخت حیران ہوا۔۔۔

کسوہ نم آنکھوں سے روتی جیسے اُسکے وسیع سینے سے زور سے آکر لگی صمیان نے جھٹ سے اپنی جیکٹ اُتار کر اُس کے کاندھے پر ڈالی اور کمر سے پکڑتا اُسے اوپر بازوؤں میں اٹھالیا۔۔۔۔

اُسکے پاگل پن اور لا پرواہی کو دیکھتا وہ ابھی اُسکی سخت کلاس لیتا جب اُسکی بڑی بڑی خوبصورت نم آنکھوں کو دیکھتا پگھل گیا۔۔۔

لیکن اُسکے برعکس کسواہب جلاد بن چکی تھی۔۔۔ ایک زوردار مٹا اُسکے منہ پر مارتی وہ اُسے حیران کر گئی۔۔۔

پاگلوں کی طرح میسجز فون کیا کچھ نہیں اُڑاے کیا۔۔۔ وقت دیکھا ہے۔۔۔ میں جان سے مار دوں گی تمہیں صمی۔۔۔ روتی آنکھوں اور حد سے زیادہ پریشانی کی وجہ سے اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا بولے کیا کہے جب کہ صمیان ہکا بکا سا اُسے روتا تو کبھی خود سے لڑتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

غصے سے اُسکی چھوٹی سی ناک کے ساتھ آنکھیں گال بھی گلابی ہو رہے تھے۔۔۔ پہلی بار لیٹ نہیں آیا ہوں۔۔۔ میرا کام ہی ایسا ہے جس میں نا وقت اور نا ہی زندگی کی کوئی شرط ہوتی ہے۔۔۔ نا کوئی سویٹر نا پیروں میں جوتے ایسے منہ اٹھا کر باہر اتنی ٹھنڈ میں کیوں گھوم رہیں تھیں۔۔۔ بیمار ہو گی تو۔۔۔ اپنے ساتھ میری بھی جان لوگی تم کسواہ۔۔۔ آہستہ سے اُسے گود میں اٹھائے چل کر اندر آتا فکر سے اُسکے پیروں تو کبھی اُسے دیکھتا اب ناراضگی سے بول رہا تھا۔۔۔

اتار مجھے نیچے نہیں جانا مجھے تمہارے ساتھ۔۔۔ زور سے اُسکے کاندھے پر مارتی غصے سے بولی جب صمیان پھر حیران ہوتا اُسے رک کر دیکھنے لگا۔۔۔

جاؤ اور اپنا کام پورا کرو۔۔۔ خبردار آئندہ جو میری فکر کی۔۔۔ اُسکی گود سے  
زبردستی اترتی کسی ناراض بچے کی طرح غصہ دکھاتی اپنے کمرے کی طرف جانے  
لگی۔۔۔۔

صمیان اب اپنے کمرے کے سامنے کھڑا پیار سے اُسے جاتا دیکھنے لگا۔۔۔ جب  
اپنے کمرے کے دروازے پر رک کر وہ بے اختیار پلٹی۔۔۔  
آئندہ تمہاری پروا نہیں کروں گی۔۔۔ تم سے محبت بھی نہیں کروں گی۔۔۔ تم نہیں  
تھے بہت سکون تھا زندگی میں۔۔۔ معصوم انداز اور نرم آنکھوں سے اُسے دیکھ کر  
بول رہی تھی جب صمیان نے بے بسی سے رونی صورت بنا کر اُسے دیکھتے اپنے کان  
پکڑے۔۔۔۔

اُداسی سے منہ پھیرتی جھٹ سے روم میں جاتی دروازہ بند کر گئی۔۔۔۔  
صمیان اپنے روم کی چوکھٹ سے سرٹکائے مسکراتا سینے پر ہاتھ باندھے ابھی بھی اُسی  
سمت دیکھ رہا تھا جہاں کچھ دیر پہلے وہ کھڑی تھی۔۔۔۔

جب کچھ سیکنڈ گزرنے کے بعد ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ کمرے سے بھاگ کر  
آتی کسی بچے کی طرح اُس کے سینے سے لگ گئی۔۔۔ صمیان کھل کر مسکراتا اُسکے  
نازک وجود کے گرد مضبوط بازوؤں کا گہرا تنگ کرتا اُسے اوپر اٹھائے اپنے کمرے کی  
طرف بڑھ گیا۔۔۔



کائی گرین لونگ اسکرٹ فروک جو پیروں سے تھوڑی اوپر ہوتی اُس کے گورے پنڈلیوں سے لے کر خوبصورت اونچی ہیل میں جکڑے پیروں کو ظاہر کر رہی تھی گلے کی طرف بنی بڑی بو۔۔۔ ہلکے کرل ہیمز۔۔ لائٹ سامیک اپ ٹچ۔۔ اُسے بہت ایلگنٹ لک دے رہے تھے۔۔

آخری نظر آئینے پر ڈالتے اُس نے گردن پر سیاہ تل کے نیچے اُس نیلے رنگ کے نشان کو دیکھا۔۔ جسے دیکھتے اُسے نئے سرے سے پھر صمیان پر غصہ آنے لگا۔۔۔

ابھی وہ اُسے چھپانے کیلئے کوئی اور تدابیر اختیار کرتی جب اُس کا موبائل رنگ کرنے

لگا۔۔

ملائکہ۔۔۔ فون اٹھا کر دیکھتی پھر حیرانی سے فون کان سے لگاتی بولی۔۔۔ ملائکہ اُسے بلا وجہ فون کبھی نہیں کرتی تھی ضرور کوئی بات تھی۔۔

ہیلو۔۔۔ شیشے کے سامنے کھڑی گردن پر صمیان کی طرف سے انعام کی صورت ملے اُس نشان پر آہستہ سے انگلی پھیرتی وہ سنجیدگی سے بولی لیکن اگلے پل ملائکہ کی طرف سے ملنے والی خبر کو سنتے کسودہ کو ایک جھٹکا لگا۔۔۔

واٹ۔۔۔ کیا یہ خبر سچ ہے؟؟؟ کسودہ حیرت سے بولی۔۔



یس میم۔۔۔ میڈیا میں ابھی یہ بات لیک نہیں ہوئی۔۔ لیکن جس نے یہ کیا پولیس  
اُسے ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔ مجھے آج صبح اُنکی سیکریٹری کا فون آیا تھا کہ آپ کو انفارم  
کردوں۔۔۔۔

اوکے۔۔ اتنا سنتی کسوہ نے جھٹ سے فون کاٹا اور اپنا کوٹ پہنتی ساتھ ایک  
خوبصورت رومال سے گردن ڈھانپتی نیچے آئی۔۔۔  
کسوہ بیٹا کیا ہوا ناشتہ۔۔۔ وہ جلدی میں دروازے کی سمت بڑھ رہی تھی جب پیچھے  
مصعب کی آواز سنائی دی۔۔۔  
صمیان ٹیبل پر بیٹھا اُسی کا ویٹ کر رہا تھا جب مصعب کی آواز پر چونکتا دروازے کی  
سمت دیکھنے لگا۔۔۔۔

بابا ابھی نہیں بہت ارجنٹ ہے۔۔۔ پھر ایک کلائنٹ کے ساتھ امپورٹنٹ میٹنگ  
بھی ہے۔۔۔ دروازے سے واپس پلٹ کر آتی وہ باپ سے مختصر سا بولی۔۔۔  
صمیان نے اوپر سے نیچے تک والہانہ محبت بھری نگاہوں سے اُسکی چار منگ لک کو  
دیکھا۔۔۔ وہ ہر الگ دن ہر رنگ میں ڈھلتی سردیوں کی شام کی طرح اُسے بہت  
خوبصورت اور نئی لگتی تھی۔۔۔ کوئی صمیان کے دل سے پوچھتا کہ کسوہ کیا ہے  
اُسکے لیے۔۔۔ وہ اپنا دھڑکتا دل نکال کے سامنے رکھ دیتا۔۔۔

صمیان کو ٹکٹسی باندھے خود کی طرف دیکھے جانے کو مکمل انگور کرتی وہ باپ کی طرف متوجہ تھی۔۔۔

می۔۔ میں چلوں۔۔۔ جب وہ تیزی سے کُرسی سے اُٹھتا بولا۔۔۔  
مصعب نرم نظروں سے صمیان پھر کسوہ کو دیکھنے لگے اپنی بیٹی کی سنگ دل طبیعت کی وجہ سے وہ اُسکا جواب باخوبی جانتے تھے اسلئے لب بھیج کر سر جھکا گئے۔۔۔  
ٹھیک ہے لیکن میرا ڈرائیور بن کر۔۔۔ سرد مہری سے کہتی وہ باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

مصعب سر اٹھائے کسوہ کو جاتا دیکھتے حیران رہ گئے۔۔۔  
صمیان نے جھٹ سے پلیٹ اٹھائی جس میں 6 بریڈ پیس اور 3 آملیٹ رکھنے کے ساتھ جوس کی بوتل اُٹھاتا کسوہ کے پیچھے بھاگا۔۔۔  
پہلے تو مصعب بہت حیران ہوئے پھر انکی یہ حیرانگی صمیان کا کسوہ کے لئے فکر مند ہونے پر بدل کر اُداسی میں بدل گئی۔۔۔۔ انہوں نے صمیان کی آنکھوں میں ہمیشہ کسوہ کے لئے بے پنہاہ محبت۔۔ فکر۔۔ اور چاہت دیکھی تھی۔۔۔ کسوہ کی محبت میں دی جانے والی صمیان کی قربانیاں اُن سے چھپی نہیں تھی۔۔۔ صمیان کا حق پر ہو کر خاموشی سے صبر کرنا کچھ نا کہنا چُپ رہ کر سب سہنا مصعب کا دل ٹکڑے ٹکڑے کر رہا تھا۔۔۔ انہوں نے دل میں اپنے رب سے ہمیشہ کی طرح ایک

دعاء کی کے اُنکی کسوہ اور صمیان ایک ہو جائیں۔۔۔ اُنکے بچ کی ساری نیرتیں محبت میں بدل جائیں۔۔۔ وہ اب اور نہیں سہہ سکتے تھے۔۔۔

جبکہ سامنے بیٹھی زہرہ گہری سوچ میں ڈوبی خاموشی سے سب دیکھ رہی تھی۔۔۔ کسوہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی موبائل میں مصروف تھی جب صمیان ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتا اندر بیٹھا اور ہاتھ میں پکڑی پلیٹ اُس کے ہاتھ میں پکڑائی۔۔۔ یہ کیا اٹھالائے؟؟؟ ہاتھ میں پکڑی پلیٹ کو کوفت سے دیکھتی بولی۔۔۔

ناشتہ کئے بنا کیسے جانے دیتا۔۔۔ چلو شاپاش۔۔۔ گاڑی سٹارٹ کرتا جیسے آرڈر دیا۔۔۔

کسوہ نے پیار سے اُسکی طرف مسکرا کر دیکھا۔۔۔ وہ ایسا ہی تھا کبھی منہ سے نہیں کہتا کہ مجھے تمہاری اتنی فکر ہے یا تم سے اتنی محبت ہے۔۔۔ یا تمہاری سب سے زیادہ ضرورت ہے۔۔۔

بلکہ اُسکا ہر عمل اُسکا سب سے خوبصورت اظہار ہوتا۔۔۔ جو اُسکے دل کے جزبات کو بیان کرتا۔۔۔ اُسکی خوبصورت گہری آنکھیں بولتیں اور لب اکثر خاموش رہتے۔۔۔ وہ ایسا پھول تھا جو سب کے لئے نہیں صرف کسوہ ہی کی موجودگی میں کھلتا اور مہکتا تھا جس کی خوشبو کی رسائی صرف کسوہ کے دل تک محدود تھی۔۔۔

بلیک ہڈ جیکٹ بیلو جینز پیروں میں بلیک آرمی شوز پہنے وہ بہت ہینڈ سم اور ڈیشنگ لک دے رہا تھا۔۔۔ اس وقت وہ کار میں ناشتے کی پلیٹ اٹھائے ناہوتی تو اُسے بتاتی کہ وہ اس وقت اُسے کتنا پیارا لگ رہا ہے خاص کر جب وہ اُسکی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔۔۔

دائم پر کل رات اٹیک ہوا ہے وہ کافی انجر ڈھے اور ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہے۔۔۔ اپنی طرف سے نئی خبر سناتی آملیٹ کو بریڈ میں رکھے اُسکے منہ کی طرف بڑھاتی بولی۔۔۔

امیزنگ۔۔۔ ہلکا سا ہنستا اُس نے بریڈ پکڑے اُسکے ہاتھ کو تھاما اور اُسی کے منہ کی طرف بڑھا دیا۔۔۔

اُسکے خوش ہو کر ہنسنے پر کسوہ گہرا سانس لیتی بریڈ کا ایک بانٹ لیا جب صمیان نے اُسکے ہاتھ کو ہی پکڑ کر اپنے منہ کی طرف لاتا خود بھی ایک بانٹ لیا۔۔۔

ہممم اس لیے تم اتنی ہوٹ لک دیتے اُس سے ملنے جا رہی ہو؟؟۔۔۔ صمیان نے ناک سکیرے اُسے بھرپور نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ خود ناشتہ کرنے کے ساتھ اُسے بھی اپنے ہاتھ سے کہلاتی جا رہی تھی جب اُسکی بات سن کر ناراض نظروں سے اُسے گھورنے لگی۔۔۔۔۔

ہاں جانتا ہوں آپ جناب روز ایسے ہی تیاری کے ساتھ نکلتی ہیں۔۔۔ لیکن مجھے غصہ آرہا ہے کسوہ جب تم اتنی ہوٹ لک کے ساتھ اُسے اس حالت میں دیکھنے جاؤ گی۔۔۔ نفرت ہے مجھے اُس گھٹیا انسان سے۔۔۔ جن نظروں سے وہ تمہیں دیکھتا ہے دل کرتا ہے اُن آنکھوں کو نکال دوں۔۔۔ جلادی موڈ میں آتا اسٹیرنگ کو مضبوطی سے پکڑے دانت کچکچاتے بولا۔۔۔

ناشتہ ختم کرتی اب وہ پورا اُسکی طرف گھوم کر بیٹھی۔۔۔ صبحی دائم شاہ صرف میرا بزنس پاٹرن ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔۔ یہ کنٹریکٹ ختم ہوتے ہی میں اُس سے سارے کانٹیکٹ ختم کر دوں گی۔۔۔ اس لیے بلا وجہ خود کو پریشان نا کرو۔۔۔ میں سکون چاہتی ہوں اور تمہارے سکون سے میرا سکون یقینی ہے۔۔۔ ہلکا سا گال پھولا کر خفگی سے دیکھتی بولی۔۔۔

ماضی میں دائم سے جڑنے والے رشتے کا ذکر صمیان کی جلی کٹی باتوں میں سنتی تو تھوڑی ڈپریشن سی ہو جاتی۔۔۔ وہ اب اس بات کو ڈراؤنا خواب سمجھ کر بھول جانا چاہتی تھی۔۔۔ اگر صمیان بروقت نا آکر اس شادی کو روکتا تو شاید وہ ضد اور غصے کی آگ میں یہ رشتہ جڑنے کے بعد ذہنی دباؤ میں آکر خود کے ساتھ کچھ کر ہی بیٹھتی۔۔۔ کتنی پاگل تھی وہ ضد اور غصے کی آگ میں اپنی ہی خوشیوں کا گلہ گھونٹ رہی تھی۔۔۔

صمیان اب ایمرس فیل کرتے ہوئے ایک نظر برابر میں ڈالی۔۔۔ جب اُسکی نظر  
سیاہ تل کے نیچے نشان پر گئی۔۔۔۔

اچانک گاڑی ایک سائڈ پر روکتے وہ گھوم کر اُسکی طرف مڑا اور پریشان نظروں سے  
اُسکی گردن کو اپنے چوڑے ہاتھ کی ہتھیلی میں بھرتا اُس نشان پر محبت سے انگوٹھا  
پھیرنے لگا۔۔۔۔۔

کیا اس جگہ پین ہو رہا ہے؟؟۔۔۔ اُسکی پیاری آنکھوں میں دیکھتا فکر مندی سے  
بولا۔۔۔

کیا اس جگہ پین ہو رہا ہے؟؟ الٹا کسوہ اب اپنی آنکھیں بڑی کرتی شرارت سے اُسے  
دیکھتی بولی۔۔۔ جہاں اُسکی خود کی گردن پر ایسے کئی نشان تھے جنہیں ہڈ کی مدد سے  
چھپائے وہ بڑی مشکل سے روم سے باہر آیا تھا ناشتے کے لئے۔۔۔  
صمیان بنا اُسکی بات کا کوئی جواب دیتا آہستہ سے اُسکی گردن پر جھکا اور لب محبت  
سے اُسکے نشان پر رکھ دیئے۔۔۔۔



ہسپتال کے کوریڈور میں وہ اُسکا ہاتھ مضبوطی سے تھامے تیز قدموں سے چل کر  
آتی پرائیویٹ روم کے باہر کھڑے کئی لوگوں میں سے ایک شناسا انسان کو پہچانتی  
وہیں اُنکے قریب رُک گئی۔۔۔



جب وہ انسان بھی اُسے دور سے آتا دیکھ کر پہچان گیا اور لوگوں کے بیچ سے نکل کر اُسکے پاس آیا۔۔۔

ہیلو مسٹر ملک شاہ۔۔۔ مجھے ابھی اس ایکسیڈنٹ کے بارے میں خبر ملی سن کر بہت افسوس ہوا۔۔۔۔۔ سنجیدہ ایکسپرشن لیے وہ اپنی دھیمی پروفیشنل انداز میں بولی۔۔۔۔۔ ملک شاہ جو بیٹے کے حادثے کی وجہ سے پریشان دکھائی دے رہے تھے کسودہ کو دیکھتے آسودہ سے ہو گئے لیکن جب اُنکی نظر برابر کھڑے انسان پر پڑی تو وہ آگ بگولا ہو گئے۔۔۔

مس کسودہ اس وقت ہم اپنے اکلوتے بیٹے کو لے کر پہلے ہی کافی دکھی ہیں اوپر سے آپ ہمارے زخموں پر نمک چھڑکنے کے لئے اسے ساتھ لے آئیں۔۔۔۔۔ ملک شاہ خشمگین نگاہوں سے صمیان کی طرف دیکھتے گویا ہوئے۔۔۔۔۔ صمیان کے لب بے ساختہ مسکرا اٹھے۔۔۔

بی ہیو۔۔۔۔۔ مسٹر شاہ۔۔۔ ایسا ناہو مجھے غصہ آجائے اور آپ کو اپنے کہے لفظوں پر کچھ تانا پڑ جائے۔۔۔ اپنے شوہر کے خلاف ایک لفظ نہیں سنوں گی۔۔۔ کڑک لہجے میں کہتی اُس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگی۔۔۔۔۔ اچانک ایک قدم آگے آتی وہ صمیان کے سامنے ڈھال کی صورت تن کر کھڑی ہوتی غصے سے اُنہیں گھورنے لگی۔۔۔۔۔

ملک صاحب اُسکے غصے بھرے چہرے کو دیکھتے تھوڑے نرم پڑ گئے کسوہ کا کوئی  
بھروسہ بھی نہیں تھا کہ کہاں کب آگ لگا دے۔۔۔۔۔ دائم سے مل لو وہ تمہیں یاد  
کر رہا ہے۔۔۔۔۔ اتنا بولتے وہ سر جھکا گئے۔۔۔۔۔

کیوں دوسرے کی بیوی کو کیوں یاد کر رہا ہے؟؟ جہاں تک میرا خیال ہے لوگ ایسے  
حالات میں صرف اللہ کو یاد کرتے ہیں؟؟؟ ملک شاہ کے آخری الفاظ صمیان کے  
سینے میں جیسے آگ لگا گئے۔۔۔۔۔ جبرے بھینچتا ملک کی طرف بڑھا ہی تھا جب کسوہ  
اُس کا بازو جکڑ کر بیچ میں روک گئی۔۔۔۔۔

سمی میں مسٹر شاہ سے مل کر آتی ہوں تم یہی میرا ویٹ کرو۔۔۔۔۔ آہستہ سے بولی  
اُسکا لہجہ محبت سے لبریز اور نظریں اجازت طلب کرتی سی تھیں۔۔۔۔۔ صمیان نے  
نرم نظروں سے اُسکی طرف دیکھتے اجازت دی۔۔۔۔۔ جب وہ آگے بڑھ گئی اور وہ  
اُسے جاتا دیکھتا رہا۔۔۔۔۔

دائم اپنے گہرے زخموں کی تکلیف پر کراہتا بیڈ پر مچل رہا تھا جب دروازہ کھلنے کی آواز  
پر سیدھا ہوا جہاں اُسے کسوہ کا فبیا چہرہ اندر آتا دکھائی دیا اُسکی آنکھوں کی چمک اور  
چہرے پر تازگی سی چھا گئی۔۔۔۔۔

سو جامنہ ایک آنکھ جو پوری سیاہ تھی تو دوسری آنکھ کے نیچے لال بڑا سانیل۔۔۔۔۔

اُسکے منہ کی حالت سڑی ہوئی لاش کی طرح بھل کر گیا ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔

اندر آتی کسوہ منہ پر حیرت سے ہاتھ رکھے اُسے دیکھے گئی۔۔۔۔  
مسٹر شاہ آخر آپ نے کسے اتنا غصہ دلادیا جس نے آپ کی اتنی بری حالات کر دی۔۔۔ اُسکے سامنے آکر کھڑی ہوتی تاسف سے بولی۔۔۔  
کچھ دیر پہلے کا درد بھولتا دائم اُسے دیکھ کر اب مُسکرا رہا تھا جب اُسکی بات سن کر پہلے شرمندہ ہوا پھر اُسکے سامنے کل رات کا سارا منظر گھوم گیا۔۔۔۔۔  
صمیان۔۔۔ یہ سب اُس صمیان۔۔۔ اچانک یاد آنے پر غصے سے ابھی اتنا ہی بولا  
جب کسوہ دبی دبی آواز میں غرائی۔۔۔۔۔  
میرے صمیان پر بنا ثبوت کے اتنا گھٹیا الزام لگانے سے پہلے دائم شاہ سوچ لینا کہ میں بخشنے والوں میں سے نہیں۔۔۔۔۔ چھوٹی سی ناک غصے کے باعث سُرخ ہو گئی۔۔۔۔۔

دائم حیرت کے سمندر میں ڈوبا اُسے دیکھے گیا۔۔۔۔۔ میرا صمیان۔۔۔۔۔ یہ الفاظ۔۔۔ یہ انداز۔۔۔ اُسکی پیاری آنکھیں جو غصے سے اور بڑی ہو چکی تھیں کچھ اور ہی کہانی بیان کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

بامشکل اپنی دُکھتی آنکھوں کو کھول کر وہ اُسے تڑبڑب سے دیکھ کر سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔ جب وہ بنا کچھ کہے کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔ وہ اُسے آواز دے کر روکنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

میں نے اُسے ناراض کر دیا۔۔۔۔۔ دائم @ @ # ہو تم پر۔۔۔۔۔ زیر لب خود کو گالیاں دیتا وہ اپنے جذباتی پن کو کو سننے لگا۔۔۔۔۔

تبھی ایک بار پھر دروازہ کھلا اور اب جو چہرہ اندر داخل ہوا وہ دائم کے لیے برداشت کرنا سخت عذاب جیسا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

تم۔۔۔۔۔ دائم نفرت سے دیکھتا دھاڑا۔۔۔۔۔  
صمیان اندر آتا وہی دروازے سے پیٹھ لگا کر کھڑا ہوتا اب سامنے لیٹے دائم کی حالت کو دیکھتا بے اختیار ہنس دیا۔۔۔۔۔

کمینے انسان تمہیں اندر کس نے آنے دیا۔۔۔۔۔ دائم نفرت سے بولتا پھڑ پھڑایا۔۔۔۔۔

چھی چھی چھی۔۔۔۔۔ اپنی حالات دیکھو۔۔۔۔۔ اس وقت تم کسی ایسے پالتو بندر کی طرح لگ رہے ہو جسکے مالک نے اُسے مار مار کر اُس پر اپنا غصہ نکالا ہو۔۔۔۔۔ شرارتی انداز میں کہتا ہڈ کو سیدھے ہاتھ کی مدد سے سر کے پیچھے کیا جس سے اُس کا خوبصورت چہرہ واضح طور پر نظر آنے لگا۔۔۔۔۔

دائم کا سارا غصہ اُس کا چہرہ دیکھ کر کسی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔۔ اُسکی گردن پر  
پڑے جا بجاں نیلے نشانوں کو دیکھتے جیسے اُسکی آخری اُمید بھی اُسی کی طرح دم توڑ  
گئی۔۔۔ وہ بچہ نہیں تھا جو اس سب کا مطلب نا سمجھتا ہو۔۔۔ کسوہ کے اُسکی زندگی  
میں آنے سے پہلے اُسکی ہر شام نئی تتلیوں کے سنگ گزرتی تھی۔۔۔ اور ایسے  
چھوٹے موٹے نشان وہ اکثر خود کے جسم پر دیکھتا رہتا تھا۔۔۔  
صمیان اُسکی ساکت نظروں کو خود پر دیکھتا اپنے گال کو اسکرچ کر تا قریب  
آیا۔۔۔

کل رات جو ایڈوائس تم نے مجھے دی تھی مجھے لگتا ہے اس پر تمہیں غور کرنے کی  
زیادہ ضرورت ہے۔۔۔ تمہاری راتیں نا صرف پھیکی بلکہ کسی کے ہاتھوں کتے کی  
طرح پٹتے اور ذلالت اٹھاتے گزر رہی ہیں۔۔۔ سو چو جب میڈیا کو اس بات کی  
بھنک بھی پڑی کہ ملک شاہ کا بیٹا بزنس انڈسٹری کا جانا مانا نام دائم شاہ کل رات  
شراب کے نشے میں مست (the fox night club) میں کسی کے  
ہاتھوں بری طرح مار کھانے کے بعد با تھروم کے فرش پر گرا ہوا پایا گیا تو سوچو  
تمہاری فیملی پر تم پر کیا گزرے گی۔۔۔ دکھی اور بے چارگی بھرے لہجے میں  
آنکھوں کو بڑی کر کے کہتا وہ دائم کو اس وقت پھوٹ پھوٹ کر رونے پے مجبور کر  
رہا تھا۔۔۔

اس لیے کسی اور کی فکر کرنے بجائے انسان کو سب سے پہلے اپنی فکر کرنی  
چاہیے۔۔۔ کیا تمہیں مجھے دیکھ کر لگتا ہے کہ میں اپنی زندگی سے مایوس ہوں؟؟؟  
بھنووؤں کی اٹھان سے سوال پوچھا گیا۔۔۔  
بلکل نہیں۔۔۔ ناصرف میری راتیں بلکہ میری زندگی بھی میری عزیز از جان  
محبوب بیوی کے ساتھ سے خوبصورت اور حسین بن گئی۔۔۔  
دائم اُس کے احساسات سے سچے حسین چہرے کو اپنے بجھے دل سے دیکھ رہا تھا۔۔۔  
اُس نے دائم کے سارے خواب پسما کر کے اُس کی کوششوں کو روک دیا تھا  
۔۔۔۔۔ یہ کیسی قاری ضرب ماری تھی اس سمیان نے کہ وہ تو مدد کے لیے کسی کو  
پکار بھی نہ سکا اور چپ چاپ اندر کہیں مر سا گیا۔۔۔  
کیا کہا تھا تم نے کسوہ مجھے کبھی شوہر تسلیم نہیں کرے گی۔۔۔ یہ کہتا سمیان کھلکھلا کر  
ہنسا۔۔۔ تم جیسا انسان جو ڈال ڈال پر بھنوروں کی طرح منڈراتا ہو وہ محبت جیسے  
حسین جذبے کو کیا پہنچانے گا۔۔۔۔۔ صمیان گہری نظروں سے اُسے دیکھتا ہڈ سر پر  
رکھتا پھر ایک آنکھ دبا کر شیطانی مسکراہٹ اچھالتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔  
دائم کا دل کیا کہ وہ اتنا پیچھے چلائے روئے کے پورا ہسپتال ایک ہو  
جائے۔۔۔۔۔ اُسے لگا جیسے وہ کسوہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو چکا۔۔۔۔۔





میں گاؤں جارہا ہوں۔۔۔ وہ گاڑی سے اترنے لگی تھی جب اُسے پیچھے صمیان کی آواز روک گئی۔۔۔

کیوں ایسے اچانک؟؟ اُسکے دور جانے پر دل اچانک پریشان سا ہو گیا۔۔۔  
ہاں بابا کا فون آیا تھا۔۔۔ بس انہی سے ملنے جارہا ہوں۔۔۔ پھر باقی سب سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔۔۔ اماں سرکار بھی کافی یاد کر رہیں ہیں۔۔۔ اُسکی خوبصورت آنکھوں میں چھپی اُداسی کو محسوس کرتا پیار سے اُسکا گال اپنی انگلیوں سے سہلاتا بولا۔۔۔

میں انتظار کروں گی جہاں بھی جاؤ لیکن رات کو گھر جلدی واپس آ جانا تمہاری فکر ہوتی ہے۔۔۔ اتنا کہتی وہ ایک نظر بھر کر اُسے دیکھتی گاڑی سے اُتری اور آفس کے اندر چلی گئی۔۔۔

صمیان اُسکی بات سُننا ہنس دیا۔۔۔ جب تک وہ اُسے صحیح سلامت گھر پر دیکھ نہیں لیتی تھی اُسے نیند نہیں آتی تھی۔۔۔ یہ بات وہ اچھے سے جانتا تھا۔۔۔  
3 گھنٹے کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ جیسی حویلی پہنچا سکینہ سردار نے پر جوش اُسکا استقبال کیا۔۔۔

میرا بچہ میرا جگر کا ٹکڑا۔۔۔ میری جان۔۔۔ میں واری۔۔۔ میں صدقے۔۔۔ وہ اُسے اپنی باہوں میں بھرتے بے حد پیار و محبت سے بول رہیں تھی۔۔۔

میمونہ بھی وہاں آتی اُسے پیار کرنے لگیں۔۔۔

بابا اور بھائی نظر نہیں آرہے؟؟ صمیان کے آنے کا سن کر بھی وہ اُنہیں وہاں نادیکھتا

پوچھنے لگا۔۔۔۔

تمہارے بابا اور بھائی زمینوں کے سلسلے میں دوسرے شہر گئے ہیں۔۔۔ کیوں

تمہیں نہیں پتہ؟؟؟ سکینہ سردار جواب دیتی بولیں۔۔۔

کمال ہے بابا مجھے بلا کر خود چلے گئے بتایا بھی نہیں۔۔۔ کچھ حیران سا بولا۔۔۔

آپ لوگ باتیں کریں میں کھانے پینے کا انتظام کرتی ہوں۔۔۔ میمونہ خوشی سے

بیٹے کو دیکھتی بولی اور اٹھ کر چلیں گئیں وہیں سکینہ سردار کو بہترین موقع مل گیا

اُس سے بات کرنے کا۔۔۔

تمہیں تو یاد ہی نہیں آتی اپنی اس بوڑھی دادی کی جو تم سے اتنی محبت کرتی

ہے۔۔۔۔ باہر سے واپس آ کر تم تو جیسے عید کا چاند ہی ہو گئے۔۔۔۔ خیر تم سے گلہ

بھی کیا کرنا۔۔۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ تورنگ پکڑتا ہی ہے نا۔۔۔ گہرا طنز

بھرا جملہ مارتے وہ تھوڑی ناراضگی دکھاتی بولی۔۔۔

کیسی باتیں کر رہیں ہیں دادی سرکار۔۔۔ میں کام میں بڑی ہوتا ہوں زیادہ

تر۔۔۔۔ آپ سب سے سلام دعاء تو رہتی ہے۔۔۔ لیکن اب اتنی دور روز روز میں

کام چھوڑ کر نہیں آسکتا۔۔۔ اُنکی بات کا جواب سنجیدگی سے دیتا بولا۔۔۔

اچھا ایسا بھی کیا ضروری کام ہے جو وہیں کے ہو کر رہ گئے؟؟ آخر یہ محبت کا بھوت  
کب تمہارے سر سے اترے گا۔۔۔ دیکھو صمیان میں اب تمہاری ایک نہیں  
سنوں گی۔۔۔ تم بس وہی کرو گے اب جو ہم کہیں گے۔۔۔ تمہیں دوسرا نکاح کرنا  
ہی ہو گا!!! سکینہ سردار آخر کار اصل بات پر آتی صاف بول گئیں۔۔۔  
دادی سرکار ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ آپ جانتی ہیں کس وہ میری پہلی اور آخری محبت  
ہے۔۔۔ اُسکے علاوہ دل کسی اور کو قبول کرنا تو دور ایسا سوچ بھی نہیں  
سکتا۔۔۔ بے بسی سے وہ دادی کو دیکھتا بولا سکینہ سردار اُسکی وہی ایک بات سن کر  
غصے سی دانت پیس گئیں۔۔۔ صمیان آہستہ سے اٹھ کر اُنکے پاس آتا اُنکا ہاتھ تھام  
گیا۔۔۔

دادی سرکار یہ جو دل کے معاملے ہوتے ہیں نایہ روایت اصول خاندان حسب  
نسب اونچ نیچ اچھا بُرا نہیں دیکھتے۔۔۔ یہ صرف دل کی میٹھی زبان ہی سمجھتے  
ہیں۔۔۔ سننے کے لیے محبوب کی آواز اور آنکھوں کی ٹھنڈک صرف محبوب کا  
دیدار ہی اہم ہوتا ہے۔۔۔

میں کیا کروں کہ کس وہ ہی واحد میری خوشیوں کی پوری کائنات ہے۔۔۔ اگر وہ نہیں  
تو صمیان بھی نہیں۔۔۔ میرے جینے کی وجہ ہی کس وہ ہے۔۔۔ تو کیا آپ کو لگتا ہے  
میرا دوسرا نکاح کروا کر آپ میرے دل سے اُسکی محبت ختم کر دینگی؟؟؟ کبھی بھی

نہیں بلکہ آپ جو میرے ساتھ کسی معصوم کو باندھیں گی اُسکے ساتھ بھی ظلم کریں گی۔۔۔۔

ایک گھرے جذب میں وہ اُنکا ہاتھ تھامے بول رہا تھا اور سکینہ سردار کو لگا جیسے وہ جلتے کوئلوں پر جا کھڑی ہوئی ہوں۔۔۔۔

مجھے صرف کسوہ ہی لا کر دیں اور آپ یہ کر سکتیں ہیں کیوں کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میری خوشی کی خاطر آپ کریں گی نادادی سرکار؟؟؟ آپ صرف ایک بار جا کر مصعب چاچو سے کہہ دیں کہ کسوہ کو آپ اپنی بہو بنا کر لے جانا چاہتی ہیں۔۔۔۔ کسوہ کی ہاں کی زمرہ داری میں لیتا ہوں۔۔۔۔ میں بس اتنا چاہتا ہوں اُسے وہ مقام وہ عزت اور وہ سب کچھ ملے آپ سے جو اس گھر کی بہوؤں کو ملتی آئی

ہے۔۔۔۔

آپ میرے لیے جائیں گی نا؟؟؟ چاچو سے کسوہ کو مانگیں گی نا۔۔۔۔ صرف ایک بار دادی سرکار۔۔۔۔ آپ اتنا کر دیں سب بھول جائیں میرے لیے۔۔۔۔ ہلکی نم آنکھوں سے وہ اُنکا ہاتھ زور سے دبا تادل کی تڑپ لیے بول رہا تھا۔۔۔۔ سکینہ سردار کا خون جیسے خشک ہو گیا۔۔۔۔۔ غیر ارادی طور پر وہ گوگوسی اُسے سنتی جیسے پتھر کی ہو کر رہ گئی تھیں۔۔۔۔

میں چاہتا تھا بابا کی موجودگی میں آپ سے یہ بات کروں۔۔۔ لیکن میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ اُنکا انتظار کروں۔۔۔ آپ میرے لیے اپنے صمیان کے لیے اُسکی زندگی اُسکی خوشیوں کے لئے کسود کو چاچو سے محبت اور مان کے ساتھ مانگیں گی نا؟؟؟ التجائی آنکھوں سے اُنکی طرف دیکھتا وہ بڑی آس سے پوچھ رہا تھا لیکن دوسری طرف سکینہ سردار کے دل میں جیسے کسی نے آگ سی لگائی ہوئی تھی۔۔۔



رات کی گہری سیاہی ہر طرف راج کرتی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔ لیکن کوئی اس سب سے بے نیاز صرف ایک انسان کی فکر میں گھلتا بے چین دکھائی دے رہا تھا اور وہ تھی کسود۔۔۔

شام سے وہ اُسے کئی بار کال کر چکی تھی اور اب رات ہو گئی تھی لیکن اُسکا کہیں کوئی آتا پتہ نہیں تھا۔۔۔

لان میں بیٹھی وہ اُسکا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی جب اُس نے دروازے سے ایک بڑی سی گاڑی کو اندر آتا دیکھا۔۔۔

4 لمبے چوڑے پیچھے بیٹھے گارڈز گاڑی رکنے پر تیزی سے نیچے اترتے دروازہ کھول کر الرٹ کھڑے ہو گئے جب اُس میں سے داریم سلطان سیاہ تھری پیس پہنے اپنی خوب رو و جاہت کے ساتھ گاڑی سے باہر آتا دکھائی دیا۔۔۔

کسوہ کے پریشان ایکسپریشن اُسے دیکھ کر سختی میں بدل گئے۔۔۔ لیکن داریم جو اندر کی طرف بڑھ رہا تھا اچانک کسوہ کو وہاں دیکھتا جیسے پلکیں جھپکنا بھول گیا۔۔۔ اُسکے دل کی مراد بر جو آئی تھی۔۔۔ کتنی شاندار تیاری اور محبت سے بھرا دل لیے وہ ایک جھلک اُسکے دیدار کی کرنے کی خاطر یہاں آیا تھا۔۔۔

کسوہ اب اُسکی طرف سے پیٹھ پھیرے لا تعلقی ظاہر کرتی بیٹھ گئی۔۔۔ جب داریم سلطان دل فریب مسکراہٹ لیے مضبوط قدموں سے چل کر اُس تک آیا۔۔۔

آج سے پہلے کبھی کسی کے اتنے لمبے بال حسین نالگے تھے جتنے اس وقت ہو اسے اوڑھتے اُسکے نازک کومل وجود پر بکھرے لگے۔۔۔ ایک پل کو دل کیا اپنے ہاتھ بڑھا کر اُسکے کومل وجود سے اُن ریشم کے تاروں کو سمیٹ لے۔۔۔ اُنہیں چھو کر اُسکی ملائیمیت محسوس کرتے اپنے اندر کا ساراز ہر باہر نکال دے۔۔۔ اُسکی زلفوں سے آتی دلفریب مسحور کن خوشبو کو اپنی سانسوں میں بسالے۔۔۔

کیسی ہیں آپ؟؟؟ تبھی اپنی مخصوص آواز میں کہتا وہ محبت سے اُسکے قریب آتا بولا

---

ٹھیک ہوں۔۔۔ بنا پلٹے روکھے انداز میں جواب دیتی وہ فون کان سے لگا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔ خود کو اتنے زبردست طریقے سے اگنور کئے جانے پر وہ غصے کی بجائے اُسکی اس دیدہ دلیری پر مسکرا دیا۔۔۔



مسٹر سلطان آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟؟ آئیں اندر چل کر بیٹھتے  
ہیں۔۔۔ تبھی مصعب وہاں آتے چہرے پر سنجیدہ سی مسکراہٹ لیے  
بولے۔۔۔

بس مس کسوہ کو دیکھا تو حال چال پوچھنے اس طرف چلا آیا۔۔۔ ویسے انہیں اس  
طرح یہاں اکیلے نہیں بیٹھنا چاہیے۔۔۔ پیاری لڑکیوں کو اکیلا دیکھ کر جن بھوتوں  
کے عاشق ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔۔۔ مسکراہٹ دباتا وہ کسوہ کے ٹف چہرے  
کو دیکھتا شرارت سے بولا۔۔۔

جن بھوتوں سے تو نہیں ہاں زندگی میں روز آپ جیسے انسانوں سے ضرور ٹکراؤ ہوتا  
ہے جو منہ پر کچھ اور پیچھے کچھ اور ہوتے ہیں۔۔۔ کب کس روپ میں ڈھل جائیں  
سامنے والا نہیں جانتا۔۔۔ اوپر سے سفید اور اندر سے کتنا کالا کون جانتا  
ہو۔۔۔ ناگواری سے بنا کوئی لحاظ رکھے داریم سلطان کو جواب دیتی وہ پھر منہ  
پھیر گئی۔۔۔

مصعب بھی اب اُسکی بات سنتے مسکرائے بنا نہیں رہ سکے۔۔۔ وہ اچھے سے جانتے  
تھے کسوہ داریم سلطان کا کنٹریکٹ پر پوزل ریجیکٹ کر چکی ہے۔۔۔ اُسے ایسے  
نامور اونچی شخصیات سے سخت نفرت تھی جو کسی کی قابلیت اُسکی محنت ایمانداری کو  
دیکھ کر نہیں بلکہ اُسکے مقام اور حیثیت کو دیکھ کر اُسکے ساتھ کام کرنے کو ترجیح

دیتے۔۔۔ جو اپنی اہمیت اور نام کو اونچا رکھتے اُن ہی لوگوں سے ہاتھ ملانا پسند کرتے ہوں جو اُنکے ٹکڑے ہوں۔۔۔ اور اُنکا کیا جو محنت ایمانداری سے آگے بڑھنے کے لیے کسی ایسے روشن ستارے کی آس میں ہوتے ہیں جو انہیں بھی کامیابیوں کی رہ پر لائیں۔۔۔

داریم سلطان اُسکی نظر میں اُنہیں لوگوں میں شمار ہوتا تھا جو خود کو بہت اونچے مقام پر رکھ کر دوسروں کو حقیر جانتے تھے۔۔۔ وہ اپنی مرضی سے انہی کمپنیوں کو سلیکٹ کرتا تھا جو اُسکے مد مقابل ہوں۔۔۔ پھر وہ اُنہیں ڈھیروں گولڈن ڈیلز کا سنہری آفر دے کر اپنے ساتھ کام کرنے کا اس قدر لالچ دیتا کہ کوئی اُسے انکار ہی نہ کر سکے۔۔۔ اس وجہ سے جب اُس کی کمپنی کی طرف سے کسوا کوپر پوزل بھیجا گیا تو اُس نے بنا سوچے سمجھے انکار سیدھا اُسکے منہ پر مار دیا تھا جس کا اُسے بالکل یقین نہیں تھا اور اسی وجہ سے اب وہ اُسکے بابا یعنی مصعب لغاری کے ساتھ کام کرنے کے جتن میں تھا۔۔۔ جس پر کسوا بالکل راضی نہیں تھی لیکن پھر بھی خاموش رہی۔۔۔ آئیں سلطان صاحب۔۔۔ کسوا آؤ بیٹا کھانا کھاتے ہیں۔۔۔ مصعب آگے کی طرف اشارہ کرتے بولے۔۔۔

نو تھینکس بابا یہ آپکا بزنس ڈنر ہے۔۔۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں تو پلیز اپنے گیسٹ کو کمپنی آپ خود دیں۔۔۔ اور پلیز آگلی بار اس طرح کی بزنس ڈیلنگز آپ

گھر سے دور ہی رکھیں تو ٹھیک ہو گا۔۔۔۔۔ مصعب کی طرف آ کر ٹھہرتی ہے حد  
ناراضگی سے بولتی وہ اندر چلی گئی۔۔۔۔۔

اب مصعب بیچارے اُسے کیا کہتے کہ اُنہوں نے تو اخلاقاً اُسے گھر پر کھانا کھانے کے  
لئے یوں ہی کہہ دیا تھا۔۔۔ جبکہ وہ سچ میں پہنچ جائے گا اُس کا اُنہیں بالکل یقین نہیں  
تھا۔۔۔۔۔

سلطان پھکی مسکراہٹ لیے مصعب کے ساتھ اندر بڑھ گیا کسوہ کی جگہ اگر کسی اور  
نے اُسے یہ سب کہا ہوتا تو وہ اُسکے نام کا پتہ کب کا کاٹ چکا ہوتا۔۔۔۔۔ لیکن یہ کسوہ  
تھی اُسکی دل کی ملکہ جس نے اُسکے دل کی رعایا کو اپنی ایک جھلک سے فتح کر لیا  
تھا۔۔۔۔۔

وہ صمیان کی فکر میں گھلتی ٹیرس پر چلی آئی۔۔۔ تبھی دروازہ کھلا اور کوئی بھاری  
قدموں اپنی ڈویہ نیٹنگ اور اسٹرونگ پر سنالٹی کے ساتھ چل کر اندر آیا۔۔۔۔۔  
سلطان جو کسی بات پر مسکراتا مصعب کو جواب دے رہا تھا اچانک نظر جو سامنے پڑی  
تو دنگ رہ گیا۔۔۔۔۔

ارے صمیان بیٹا۔۔۔ مصعب اُسے دیکھ خوشی سے چمکتے بولے۔۔۔۔۔

السلام وعلیکم چاچو۔۔۔ بظاہر اُس نے احترام سے کہا لیکن داریم سلطان جس کے بارے میں اُسے تھوڑی بہت معلومات تھی اُسے یوں گھر پر بیٹھا دیکھ اُس کے چہرے کے تاثرات تھوڑے سخت ہو گئے۔۔۔

وعلیکم السلام مسٹر سلطان ان سے ملیں یہ میرا بھتیجا پلس داماد ہے صمیان۔۔۔ مصعب کھڑے ہوتے اُس کے قریب جا کر پیار سے اُس کے چوڑے کاندھوں پر ہاتھ رکھتے گویا ہوئے۔۔۔

داماد۔۔۔؟؟؟ اصل جھٹکا اب لگا تھا سلطان کو وہ تو ایک پل کو جیسے زلزلوں کے زد میں گھر گیا۔۔۔

کسوہ کا ہسبنڈ۔۔۔ چند قدم اٹھا کر اُس کے قریب جاتا ایک آئی برو کی اٹھان لیے اُسے اوپر سے نیچے تک گھور کر دیکھتا وہ تین لفظوں میں داریم سلطان کی ہستی الٹا گیا تھا۔۔۔ پھر وہ روکا نہیں پلٹ کر بلکل کسوہ کی طرح بیہوش کرتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ کسوہ کی کوئی انفارمیشن میں اُسے کیوں نہ پتہ چل سکا کہ وہ شادی شدہ ہے۔۔۔ اُسکی محبت اُسے ملنے سے پہلے ہی کسی اور کے دل کی خوشیوں اُس کی دنیا کو آباد کئے ہوئے ہے۔۔۔ داریم سلطان کو لگا جیسے صمیان نے پل میں اُسکی ہستی کو آگ لگا دی ہو۔۔۔

آہستہ سے رومال نکالتا اُس نے ماتھے پر آئے ننھے پسینے کے قطروں کو صاف کیا۔۔۔ مصعب صاحب اب میں چلتا ہوں۔۔۔ اُسے مزید یہاں کھڑا ہونا اور خود پر قابو کرنا مشکل لگا۔۔۔

مصعب بھی جیسے اُسکے جانے کے انتظار ہی میں تھے تبھی سر کے اشارے سے اجازت دے گئے۔۔۔

سمیان 2 اسٹیپ سے چڑھتا سیدھا ٹیرس پر چلا آیا۔۔۔ جہاں وہ سینے پر بازو لپیٹے کسی معصوم سے بچے کی طرح بالوں کو بکھراے آسمان کی طرف منہ کیے روشن چاند کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

صمیان کا دل کسودہ کو دیکھ کر محبت سے بھر گیا۔۔۔ تبھی وہ خاموش قدموں سے چل کر آہستہ سے اُسکے پیچھے آتا اُسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھ گیا۔۔۔

مکمل سکون ہو میرا۔

خوبصورت خیال ہو تم۔

کھلتا چہرہ سُرگیں آنکھیں۔

یار کیا ہی کمال ہو تم۔

تمہارا حصول عین عبادت ہے۔

مجھے رزقِ حلال ہو تم۔

اُجالے کی دھڑکنوں کا ظہور۔

اور سیاہی کا زوال ہو تم۔

جواب، لا جواب ہو جائیں۔

ایسا مشکل سوال ہو تم۔

عشق واجب ہے تم سے۔

سخت دلکش غزال ہو تم۔

ہر شخص تمہارا حامی ہے۔

کتنی سچی مثال ہو تم۔

ابھی تو عین ہے عشق کا۔

ابھی سے نڈھال ہو تم۔

واجب المحبت ہو۔

اور جاں کا وبال ہو تم۔

اُسکے کان کے پاس جاتا محبت بھری سرگوشی لیے بولا۔۔۔۔۔ کسوہ اُسکا ہاتھ پکڑتی

تیزی سے گھومی اور زور سے اُسکے سینے سی لگتی جیسے جی اٹھی۔۔۔

تبھی داریم سلطان جو گاڑی میں بیٹھنے ہی لگا تھا بے اختیار اُسکی اوپر ٹیرس کی طرف

اٹھتی نظر اُن دونوں کے محبت بھرے لمحات کو دیکھتے ایک آگ سینے میں دہکا



گئے۔۔۔اپنے جبروں کو سختی سے پیستا وہ خون رنگ آنکھوں سے دونوں پر ایک  
قہر بھری نگاہ ڈالتا گاڑی میں بیٹھا اور تیز طوفان کی طرح وہاں سے نکل پڑا۔۔  
یہ داریم سلطان یہاں کیوں آیا تھا؟؟؟ بھنویں کو سکیرے وہ تھوڑا روڈ سا بولا۔۔  
پتہ نہیں؟؟۔۔کھانا گاؤں بھوک لگی ہے؟؟۔۔۔کسوہ جیسے صمیان کے قریب  
ساری دنیا کو بھولی صرف اُسی کو دیکھ سن محسوس کر رہی تھی پیار سے بولی۔۔۔  
ہاں بھوک تو بہت لگی ہے۔۔۔تجھی شرارت سے اُسکے ملائم گال پر ہلکے سے  
دانت رکھ کر کاٹا بولا۔۔۔

میں اس کی بات نہیں کر رہی۔۔۔کسوہ تعجب سے آنکھیں پھیلاتی بولی۔۔۔  
لیکن مجھے اسی کی بھوک لگی ہے تم ساری زندگی بھی کہلاتی رہو تب بھی میرا پیٹ  
اس سے کبھی بھی بھرنے والا نہیں۔۔۔۔صمیان اب ہنس کر اُسے زور سے خود  
میں بھنچتا پیار سے بولا۔۔۔

آہ سہمی چھوڑو مجھے میرا دم نکال کر چھوڑو گے۔۔۔ہلکا سا اُسکے سینے پر مارتی منہ بگاڑ کر  
بولی جب صمیان نے اپنی سخت پکڑ تھوڑی ڈھیلی کی کسوہ تیزی سے اُسکے بازوؤں کے  
گھیرے سے نکل کر نیچے بھاگنے والی تھی جب اُسکی نظر سامنے کھڑی زہرہ کو دیکھ کر  
شوک رہ گئی۔۔۔جو ایسے کھڑی دونوں کو دیکھ رہی تھی جیسے بھوت دیکھ لیا ہو۔۔۔  
ز۔۔۔ز۔۔۔زہرہ۔۔۔کسوہ ہکلائی۔۔۔

مجھے شک پہلے ہی ہو چکا تھا۔۔۔ کہ دال میں کچھ کالا ہے۔۔۔ لیکن یہاں تو پوری دال ہی جلی بھنی ہے۔۔۔ آپ دونوں کے بیچ صلاح سے آگے اتنا کچھ ہو گیا اور ہم گھر والوں کو معلوم ہی نہیں۔۔۔۔ روکیں ابھی جا کر بابا کو سب کچھ بتاتی ہوں۔۔۔۔ زہرہ لال پیلی ہوتی کمر پر ہاتھ رکھے پوری سٹارٹ پلس کی جلادنی بنی اُنہیں ٹھیک ٹھاک سناتی دھمکاتی بولی۔۔۔

کسوہ کا دل جیسے منہ میں آ گیا۔۔۔۔ جبکہ صمیان خوشی سے آنکھ دبا کر اُسے انگوٹھا دکھاتا فل سپورٹ کا اشارہ کرتا ہنس دیا۔۔۔

نہیں زہرہ۔۔۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ رُک۔۔۔ بابا کو مت بتانا۔۔۔۔ کسوہ بھاگ کر اُسکا ہاتھ کھینچ کر روکتی اُسکی منت کرنے لگی۔۔۔

اچھا۔۔۔ اب بھی جھوٹ بول رہی ہو۔۔۔۔ جب فون پر عشقیہ لڑاتی تھیں تمہاری باتیں چھپ کر سنتے میرا دل منہ کو آ جاتا کہ میری بہن جس کا دل پتھر جتنا

اسٹرونگ تھا کیسے کسی کہ نکاح میں رہ کر کسی کی بیوی رہ کر دوسرے مرد سے محبت کی بینکس لڑا سکتی ہے۔۔۔ لیکن مجھ معصوم کو کیا پتہ تھا۔۔۔ کہ یہی وہ نامعقول ہیں جو بیچارے شوہر بنے پھرتے ہیں۔۔۔۔ اور اندر سے ایسے چھپے رستم کے ہوا تک نہیں لگنے دی۔۔۔

اب کسوہ منہ کھولے اُسکی باتیں سنتی دیکھتی ہی رہ گئی۔۔۔ جبکہ صمیان اب دانت نکالتا سینے پر ہاتھ باندھے فخر سے سینہ چوڑا کئے زہرہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔  
کب سے چل رہا ہے یہ چکر؟؟؟ زہرہ اب تھانے دار کی طرح بولی۔۔۔  
کوئی چکر نہیں چل رہا۔۔۔ ہم صرف بات کر رہے تھے۔۔۔ کسوہ اب ناک پھلاتی  
غصے سے بولی۔۔۔

قسم لے لو زہرہ ہم میاں بیوی ایک دوسرے کو صرف اتنا بتا رہے تھے کہ کتنی محبت کرتے ہیں۔۔۔ صمیان اب فل موڈ میں کسوہ کو دونوں طرف سے زچ کر رہا تھا۔۔۔

کسوہ نے صدمے سے پلٹ کر اُسکی طرف دیکھا۔۔۔ کیا وہ آگ کو بجھا رہا تھا یا مزید ہوا دے کے بھڑکا رہا تھا۔۔۔

کسوہ بے اختیار اپنا سر تھام گئی۔۔۔ اب زہرہ اور صمیان انکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کرتے زور سے ہنسنے جنہیں کسوہ حیران کھڑی دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ زہرہ قریب آتی پیار سے کسوہ کے گلے جا لگی۔۔۔۔۔

بے فکر رہو میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گی۔۔۔ بس آپ دونوں ایسے ہی ہمیشہ ایک ساتھ اور ہمیشہ خوش رہو۔۔۔۔۔ بچوں کی طرح خوشی سے دونوں کو دیکھتی  
زہرہ بولی۔۔۔

اور بھائی آپ سے ڈبل ٹریٹ میری۔۔۔ زہرہ انگلی اٹھا کر سمیان کو وارن کرتی بولی  
اور چلی گئی جس پر سمیان سر خم کر گیا۔۔۔  
کسوہ نے سکون کا سانس لیا اب وہ گھوم کر کھا جانے والے انداز میں سمیان کی  
طرف بھاگ کر آئی جس پر سمیان پہلے ہی اُس سے بچنے کو تیار تھا۔۔۔  
اب سمیان آگے تھا اور کسوہ اُسکے پیچھے۔۔۔



نہایت غصے سے بھرا وہ سیدھا اندر آتا بنا لیلیٰ کی طرف دیکھے اپنے روم میں گیا اور  
دروازہ زوردار آواز کے ساتھ بند کر دیا۔۔۔  
لیلیٰ جو داریم سلطان کے اچانک بناتائے کہیں چلے جانے پر پریشانی سے پھڑپھڑا رہی  
تھی اُسے یوں اتنے غصے میں دیکھتی حیران رہ گئی۔۔۔  
وہ بھاگ کر اُسکے پیچھے روم تک آئی تھی لیکن بند دروازہ دیکھتے وہیں سوچ میں ڈوبی  
کھڑی رہ گئی جب اچانک اندر سے چیزیں ٹوٹنے کی زور زور سے آوازیں آنے لگی  
۔۔۔

داریم کیا ہوا دروازہ کھولو۔۔۔ زور زور سے دروازہ بجاتی گھبرا کر بولی۔۔۔ لیکن  
داریم نے جیسے اس وقت کچھ بھی ناسننے کی ضد باندھی ہوئی تھی۔۔۔

کیا ہو گیا اسے؟؟ اچھا بھلا تھا۔۔۔ تبھی نیچے کی طرف بھاگ کے جاتی وہ باہر آئی  
جہاں اُسکے گارڈز کھڑے تھے۔۔۔

کیا ہوا ہے اسے؟؟ بولو۔۔ کہاں گیا تھا وہ تم لوگ ساتھ تھے نا اُسکے۔۔۔ سامنے  
کھڑے گارڈ کا کولر غصے سے دبوچتے وہ غرائی۔۔۔

مصعب۔۔۔ مصعب لغاری کے گھر گئے تھے وہ۔۔۔ گارڈ گھبرا کر اتنا ہی بولا جب  
لیلیٰ کے ہاتھ اُسکے کالر سے بے جان چیز کی طرح چھوٹ کر اُسکے پہلو میں جا  
گرے۔۔۔

وہ بے یقینی سے اب سامنے دیکھتی ڈگمگا کر چلتی صرف اتنا بولی۔۔۔ کسوہ۔۔۔  
جو کام وہ برسوں اُسکے ساتھ رہ کر ناکر سکی وہ کام پیل میں کسوہ کی صرف ایک جھلک  
نے کر دکھایا تھا۔۔۔

جس قیامت کا اُسے بالکل اندازہ نہیں تھا وہ یوں اُس پر ٹوٹے گی کے سمجھل بھی نہ  
سکے گی۔۔۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ تم کیسے میرے جذباتوں کو بہکا کر کسی اور کی حکمرانی میں  
راج کر سکتی ہو۔۔۔۔ کسوہ تم صرف میری ہو صرف اور صرف میری تمہیں کسی کی  
قسمت سے چھین کر اپنا نصیب خود لکھنا پڑا تو میں داریم سلطان وہ بھی کر جائے  
گا۔۔۔

ہر شے کو تہس نہس کرتے وہ جنونی سا بولا۔۔۔

تبھی اُسکے دماغ میں کچھ کلک سا ہوا جسے سوچ کر اُسکا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ دائم شاہ۔۔۔ اُسکا نام زیر لب لیتا وہ شیطان کی مانند محسوس ہو رہا تھا۔۔۔



چاچو۔۔۔ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔۔۔۔ مصعب ہاتھ میں اخبار پکڑے باہر کی نرم نرم دھوپ انجوائے کر رہے تھے جب صمیان وہاں آتا بولا۔۔۔ کیا بات ہے میری جان۔۔۔ مصعب بڑی پیار سے اُسے دیکھ کر بولے۔۔۔ چاچو داریم سلطان۔۔۔ مجھے اُسکے بارے میں آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔۔ مجھے وہ انسان کچھ ٹھیک نہیں لگتا۔۔۔ آپ پلیز اُس کے ساتھ کوئی ڈیٹیل مت کیجئے گا۔۔۔ اُسکا ریکارڈ نکالا ہے میں نے اور پتہ ہے سب سے حیران کن بات کیا ہے اُسکا ریکارڈ اتنا صاف ہے کہ کوئی عام شہری بھی اتنا سیدھا نا ہو۔۔۔۔۔ وہ صرف اُس وقت اس ملک میں آتا ہے جب اُسے کوئی کام ہو۔۔۔۔۔ اپنے کام کے لیے وہ خود چند ملکوں میں سے بڑی کمپنی کی سلیکشن کرتا ہے۔۔۔۔۔

اُسکے بہت سے شیئرز ہے مختلف انڈسٹریز میں۔۔۔۔۔ کئی

ہوٹلز۔۔۔۔۔ بار۔۔۔۔۔ کمپنی۔۔۔ اُسکی ذاتی ملکیت۔۔۔ جبکہ فیملی میں اُسکا کوئی بھی نہیں۔۔۔۔۔ میں اُس کے بارے میں اور بھی بہت کچھ جاننا چاہتا ہوں جسکے لیے



اُس پر نظر رکھی ہوئی ہے۔۔۔ فلحال کچھ ایسا ہاتھ نہیں لگ رہا جس کی بنا پر اُس پر  
شک کیا جائے۔۔۔۔

اُسکی پوری بات سنتے مصعب مسکرا دیئے۔۔۔ تم بالکل فکر مت کرو میں اس کھیل کا  
پُرانا کھلاڑی ہوں۔۔۔ جس طرح تم نے کہا اس طرح کسوہ مجھ سے بہت پہلے کہہ  
چکی۔۔۔ میں ویسے بھی اُسے انکار کرنے کی وجہ ڈھونڈ چکا ہوں۔۔۔ جبکہ اُس نے مجھے  
بہت سی گولڈن آفرز کی ہیں۔۔۔ لیکن میں دولت اور شہرت نہیں بلکہ ایمانداری  
پسند کرتا ہوں۔۔۔ چلو اب تم پریشان نہیں ہو میں ذرا اپنے روم میں جا رہا ہوں آج  
گھر پر سارا دن چھٹی انجوائے کروں گا۔ اُسکا گال پیار سے تھپتھپاتے وہ آگے بڑھ  
گئے۔۔۔

داریم سلطان۔۔۔۔ صمیان ایک گہری سانس لیتا سامنے پُر سوچ نگاہوں سے گھورتا  
بولا۔۔۔

صمیان پہلے ہی اپنے سولجرز کو داریم سلطان کے پیچھے لگا چکا تھا اب بس اُسے کوئی  
بھی ایک ثبوت ملنے کی تلاش تھی تاکہ اُسکی گردن جھپٹ سکے۔۔۔



دائم احتیاط سے اپنی آفس کی کرسی پر بیٹھا پھر ایک فائل نکال کر اُسے دیکھنے لگا جب  
کوئی بے دھڑک اُسکے آفس میں بنا اجازت کے اندر داخل ہوا۔۔۔

اُس نے تیزی سے گردن اٹھا کے جوں ہی سامنے دیکھا اُسکے ہوش و حواس ہی گم ہو گئے۔۔۔ ڈی۔۔۔ ایس۔۔۔

ہا ہا۔۔۔ یہ تمہیں کیا ہوا؟؟ کس ہمت والے نے تمہیں اتنی اچھی طرح سے دھویا؟؟؟ زرا دیکھو تو ایسا لگتا ہے جیسے بروں کے چھتے میں منہ گھسا دیا تھا۔۔۔ ڈی ایس اُسکا سو جا اور نیل پڑا منہ اچانک دیکھتا اُسکی حالت پر مذاق اڑاتا اب ہنس رہا تھا۔۔۔

تم یہاں کیوں آئے؟؟؟ اگر کسی کو شک ہو گیا تو؟؟؟ فون کر دیا ہوتا میں آ جاتا۔۔۔ دائم اُسکے مذاق اڑانے پر اب غصے سے چیڑ کر بولا۔۔۔ خاص کام فون پر ڈسکس نہیں کیے جاتے۔۔۔ ڈی ایس اُسکے قریب آتا جھک کر اُسکی آنکھوں میں دیکھتا گہرے لہجے میں بولا۔۔۔ کیسا خاص کام؟؟؟ دائم منہ بناتا بولا

کسوہ۔۔۔ تمہارا کوئی پروجیکٹ کسوہ کے ساتھ چل رہا ہے نہ۔۔۔ تم اُس کے کافی نزدیک بھی رہ کر کام کرتے ہو۔۔۔؟؟ ڈی ایس کے منہ سے کسوہ کا نام سن کر دائم چکرا گیا۔۔۔ اُسکا دل پھٹنے لگا۔۔۔

نن۔۔ ننھی۔۔ نہیں ڈی ایس۔۔ کسوہ نہیں۔۔ دیکھو۔۔ وہ معصوم ہے۔۔ اُسے  
اپنے گھسنونے کاموں سے دور رکھو۔۔ اُسے ٹارگٹ مت کرو۔۔ تم جو بولو گے  
میں۔۔۔ دائم بچوں کی طرح بے بسی سے اُسکی منتیں کرنے لگا۔۔  
بکو اس بند کرو۔۔ تم سے کس نے کہا کہ میں اُسے اپنے مشن کے لیے ٹارگٹ کر رہا  
ہوں۔۔ ایک منٹ۔۔ ڈی ایس جھنجھلا کر بولا پھر ایک پل کو دائم کی ہیبت اور  
پریشانی دیکھتا سپرائیز ہو گیا۔۔۔

تمہاری اس طرح کی بے بسی اور کسوہ کے نام سے ہی ہونے والی پیچینی دیکھ کر لگ  
رہا ہے تم بھی اُس کی محبت میں گرفتار ہو۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ ڈی ایس دائم کی آنکھوں  
میں بیچارگی دیکھتا مزاحیہ انداز میں بولا۔۔۔

کیا مطلب ہے؟؟؟ اب دائم ٹھہر سا گیا اُسکا دل دھک دھک کرنے لگا۔۔  
وہ ہے ہی ایسی کہ اُسکی محبت کے سحر سے کوئی بھی زی روح نہیں بچ سکتا۔۔۔ اور  
مجھے کسوہ چاہیے دائم شاہ۔۔ جو تم لا کر دو گے مجھے۔۔۔ نہیں تو میں ایسا خونی  
کھیل کھیلوں گا کہ تمہاری نسلیں تک کانپ جائے گی۔۔۔ اب ڈی ایس  
آنکھوں میں وحشت بھرے دائم کو دیکھتا بولا۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ تم کسوہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں تمہیں۔۔۔ دائم بپھر کر غصے اور  
نفرت سے اُسکا گریبان جھپٹتا کھڑا ہوا جب ڈی ایس کا زور دار گھونسا اُسے ٹھنڈا کر  
گیا۔۔۔۔

دائم شاہ۔۔۔ میں کون ہوں یہ بات مت بھولو۔۔۔ آج تک جو چیز میں نے  
چاہی وہ حاصل کی۔۔۔ اور کسوہ میری پہلی اور آخری محبت ہے۔۔۔ جسے حاصل  
کرنا مجھ پر لازم ہے۔۔۔ اگر تم یہ نہیں کرتے تو نا صرف تمہیں بلکہ تمہاری پوری  
فیمیلی میرے ہاتھوں نست و نابود ہو جائے گی۔۔۔ کوٹ کے اندر رکھی گن نکال کر  
اُسکے سر پر رکھتا ڈی ایس بڑے آرام سے بولا۔۔۔

وہ شادی شدہ ہے۔۔۔ اور اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی ہے۔۔۔ وہ تمہیں کیسے  
قبول کرے گی۔۔۔ اور صمیان وہ جو دکھتا ہے وہ ہے نہیں۔۔۔ تم آگ سے کھیل  
رہے ہو۔۔۔ کہیں ایسا نہ ہو تمہارا دل تمہیں لے ڈوبے۔۔۔ دائم کسی ہارے ہوئے  
جواری کی طرح شکست خوردہ سا بولا۔۔۔

یہ تم تھے جو صبر کیے بیٹھے رہے۔۔۔ میں داریم سلطان ہوں کنگ۔۔۔ مجھے فرق  
نہیں پڑتا کسی بات سے۔۔۔ کسوہ چاہیے تو بس چاہیے۔۔۔ اور کیا نام لیا اُس کے  
شوہر کا۔۔۔ ڈی ایس اپنے ماتھے کو ٹیپ کرتا بولا۔۔۔

ہاں صمیان اُسے جلد ٹھکانے لگا کر تمہیں اُسکی باڈی تحفے میں بھیجوں گا۔۔۔ پھر  
اچھے سے دیکھ کر پہچان کر لینا کہ وہ کیسا دکھتا ہے کون ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔ مجھے  
صرف کسوہ سے سروکار ہے۔۔ اُسکی ساری انفارمیشن چاہیے جو کہ تم مجھے لا کر دو  
گے۔۔ ایک ایک چیز۔۔ ہر بات کی خبر۔۔ ڈی ایس ایک کنگ کی طرح حکم  
صادر کرتا سیدھا ہوا گن واپس رکھی اور روب سے اُسکے آفس سے باہر چلا گیا۔۔  
پیچھے دائم زور سے بالوں کو موٹھی میں جکڑے سر جھکاتا بیٹھا رہ گیا۔۔



مجھے کسوہ مصعب سے ملنا ہے ابھی اور اسی وقت۔۔۔۔۔ لیلی کسی طوفان کی طرح  
MS آتی کاؤنٹر پر بیٹھی لڑکی کو کڑے تیوروں سے گھورتی چلا کر بولی  
تھی۔۔ اُسکی گرج دار آواز اور خوفناک انداز دیکھ کر سب جیسے تعجب میں  
آ گئے۔۔۔۔

میم پلیز آپ یہاں ویٹ کریں باس اس وقت آفس میں نہیں ہیں۔۔۔۔۔ لڑکی اُسکے  
خطرناک ایکسپریشن کو دیکھتی ڈر کر بولی۔۔

تو پھر کہاں ہے تمہاری باس بلاؤ اُسے۔۔۔ میں دیکھتی ہوں آج کہ اُس میں کتنا  
غرور ہے؟؟ لیلی زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارتی چیختی ہوئی دھاڑی تھی۔۔ اُسکی تیز چلتی  
تھوکنی کی طرح سانسیں صاف ظاہر کر رہیں تھیں کہ وہ بہت غصے میں ہے۔۔۔





پل کر دی تھی۔۔۔ جس سے اُسے بہت درد ہو رہا تھا۔۔۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا لیلیٰ کے ساتھ جب وہ اس طرح سے جھپٹائی تھی۔۔۔

اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے آفس میں آکر میری غیر موجودگی میں اپنی جہالت دکھانے کی۔۔۔ کسودہ خونخار لہجے میں اُسکا ہاتھ مزید موڑتی ہوئی بولی۔۔۔ لیلیٰ کی درد سے ایک چیخ نکل گئی۔۔۔ آہ۔۔۔

تم سلطان کی پالتو جانور اُسکے لیے مجھ پر بھونکنے چلی آئیں وہ بھی میرے آفس میں تمہیں کیا لگا تھا کسودہ مصعب لغاری کوئی نازک اندام کمزور سی لڑکی ہوگی جو تم سے ڈر جائے گی۔۔۔ تم یہاں آکر اپنی دھونس جماؤ گی اور کوئی کچھ بھی نہیں کہے گا تمہیں۔۔۔ نہیں لیلیٰ تم نے اب تک جو ڈاگ خوف کی بیٹھائی ہے سب کے دلوں میں وہ میرے سامنے نہیں چلے گی۔۔۔ اس سے پہلے بھی تم نے مجھ سے میری ہی پراپرٹی پر کھڑے ہوتے کافی مس بیہوش کیا میں تب خاموش رہی لیکن بار بار ایسا نہیں ہوگا۔۔۔ پوری طاقت سے ہاتھ اُسی کی کمر پر موڑے وہ اُسکے کان میں آتی پھنکاری تھی۔۔۔

لیلیٰ اب درد سے مچلتی اُس سے جان چھڑانے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔ اُس نے کسودہ کو کمزور سمجھنے کی بہت بڑی غلطی کی تھی اور اُس سے بھی

زیادہ بڑی غلطی وہ اکیلی اُسے ڈرانے اور چوٹ پہنچانے کے لئے اُسکے آفس چلی آئی تھی۔۔۔

کیا تم نے وہ کہاوت نہیں سنی ہر سیر پر سوا سیر ضرور ہوتا ہے۔۔۔ تم خود کو کوئی بہت بڑی توپ سمجھتی رہی ہو نہ لیکن اب سے سمجھنا چھوڑ دو گی کیوں کہ تمہارا واسطہ اب مجھ سے پڑے گا۔۔۔ جب تمہاری اوقات میں تمہیں دکھاؤ گی۔۔۔ سلطان کے ساتھ میں نے کھانا کھانے سے جواز کار کر کے اُسکی انسلٹ کی تھی تم اُسکا حساب مانگنے آئیں تھیں نا یہاں؟؟؟ کس وہ اثبات میں سر ہلاتی ناک بٹھلاتی تنفر سے اندازہ لگاتی بولی تھی۔۔۔

ہمم۔۔۔ کل تو نہیں لیکن ہاں آج میں بتاؤں گی تمہیں کہ انسلٹ ہوتی کیا ہے۔۔۔ پورا حساب بھی دوں گی۔۔۔ لیکن یہاں نہیں تمہارے مالک کے سامنے اُسکے گھر جا کر۔۔۔ اُسے سیدھا کرتی اُسکے ہاتھ کو جھٹکا دیتی کس وہ نے اُسے زور سے دروازے کی طرف دھکیلا۔۔۔

لیلیٰ کی آنکھیں جیسے اب پوری کھل گئیں۔۔۔ اُسکے عزائم کافی خطرناک تھے۔۔۔ وہ اُسکی سوچ سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو رہی تھی۔۔۔ ہاتھ کو جھٹکا دیتی لیلیٰ ابھی سمجھلی بھی نہ تھی جب کس وہ قریب آتی اُسے زور سے دھکے دے کر روم سے باہر لے جانے لگی۔۔۔

پورا آفس ایک بار پھر تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر جمع ہوتا نیا منظر دیکھنے لگا جو لڑکی کچھ دیر پہلے کسی شیرنی کی طرح آتی سب پر خوف طاری کرنے کی کوشش کر رہی تھی وہی اب وہ بھیگی بلی کی طرح ایک نازک سی لڑکی کے ہاتھوں بے عزت ہوتی اور شرمندگی کے سمندر میں غرق دکھائی دیتی دھکے کھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔ لیلیٰ کے ساتھ آئے 6 ہٹے کٹے گارڈز نے جب لیلیٰ کو اتنی خراب حالت میں باہر آتے دیکھا تو ایک دم الرٹ سے ہو گئے۔۔۔ دوسری طرف کسوہ کے گارڈز جو وہیں آفس کے باہر کھڑے تھے یہ دیکھ وہ بھی کسوہ کے قریب آتے الرٹ سے ہو گئے۔۔۔

لیلیٰ گارڈز کو دیکھ کر زور سے چیختی ہوئی بولی۔۔۔ مار دو انہیں۔۔۔ فائر۔۔۔ اس سے پہلے گارڈز حیرت سے لیلیٰ کے منہ سے نکلا آرڈر سن کر کوئی ایکشن لیتے جب کسوہ بے حد ٹھنڈے لہجے میں انہیں دیکھ کر آرام سے بولی۔۔۔

ٹھیک ہے تمہیں مارنا ہے تو مار دو لیکن یاد رکھنا زندہ تم میں سے کوئی ایک بھی واپس یہاں سے جا نہیں سکے گا یہ جو تمہاری لیلیٰ میڈم ہیں نہ جو خود کو کسی ڈون کی وارث سمجھتی ہے یہ اور تمہارا مالک سلطان جسے علم ہی نہیں کے اُسکے نوکر اُسکے پیٹھ کے پیچھے کیا کرتے پھر رہے ہیں وہ سب بھی موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے۔۔۔۔۔ ایسی بندوکیں اور زندگیاں جاتی ہوئی میں نے بچپن سے بہت دیکھیں

ہیں۔۔۔ میں کسی قسم کے خوف سے پیچھے ہٹ جاؤنگی ایسا سوچنا بھی نہیں۔۔۔۔۔ کسوہ سائڈ کی سائل پاس کرتی طنزیہ ہنسی ہنستی بولی۔۔۔ اُسکا بے خوف اور بے باک لہجہ آنکھوں سے جھلکتی مضبوطی اس بات کے گواہ تھے کہ وہ جو کچھ بھی کہہ رہی ہے ایک دم سچ ہے۔۔

اُسکا چہرہ اتنا پلین اور ایموشن لیس تھا جیسے یہ سب اُس نے پہلے سے پلین کیا ہو اور سب کچھ اُسکے پلین کے مطابق ہو رہا ہو۔۔۔

لیلیٰ کے گارڈز سر جھکاتے پیچھے ہو گئے۔۔۔ وہ سلطان کے لیے کام ضرور کرتے تھے لیکن جب لیلیٰ کا آرڈر ملا کہ وہ اُس کے ساتھ چلیں گے تو وہ اُسکے حکم پر اُس کے ساتھ آ گئے۔۔۔ لیکن جب یہاں آکر انہیں موقع کی نزاکت کا اندازہ ہوا تو وہ تعجب میں پڑ گئے۔۔۔ وہ کیسے کسی کی بھی جان لے سکتے تھے لیلیٰ کے آرڈر پر جبکہ سلطان کو دوسری طرف اس بات کا علم ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔

لیلیٰ نے خون کے گھونٹ پیتے حیرت سے لمبے چوڑے گارڈز کو کسوہ کی معمولی سی دھمکی دیئے جانے پر پیچھے ہٹتے دیکھا تو بلبلا گئی۔۔۔ اُسکا ایک گارڈ 5 بندوں کو مارنے کی طاقت رکھتا تھا لیکن اس وقت ایک نازک سی لڑکی کے سامنے وہ سبھی جھک گئے تھے۔۔۔

میں تم سب کو جان سے مار ڈالو گی۔۔۔ لیلیٰ اب اپنی ہار ہوتا محسوس کرتی چیختی ہوئی آگے بڑھی جب کسود نے اُسکے بالوں کو پیچھے سے کھینچتے ایک تیز دھار کا چھوٹا سا خنجر اُسکی لمبی خوبصورت گردن پر رکھ دیا۔۔۔ وہ خنجر دکھنے میں کوئی کلپ کی شکل کا لگتا تھا لیکن اُسکی دھار بہت تیز تھی۔۔۔ لیلیٰ اگر ذرا بھی ہلتی تو اُسے اپنی قیمت جان دے کر چکانی پڑتی۔۔۔ اور پھر کسود نے وہ خنجر لیلیٰ کی مین نس پر رکھا تھا۔ ایک کٹ لگتے ہی لیلیٰ کچھ ہی سیکنڈ میں مر جاتی۔۔۔ یہ سب کچھ اتنا جلدی ہوا کہ اُسکے کھڑے گارڈز کو کوئی ری ایکٹ کرنے کہ موقع ہی نہیں ملا۔۔۔

تم سب جس گاڑی میں آئے ہو اُس میں بیٹھ جاؤ اور تمہاری یہ پھولن دیوی عرف لیلیٰ میری تحویل میں میرے ساتھ تمہیں فالو کرتے تمہارے مالک کے گھر جائیں گے۔۔۔ ہمیشہ کی طرح پورے اعتماد کے ساتھ مسکرا کر کہتی وہ اُسکے گارڈز کو مالکن کی طرح حکم دے رہی تھی۔۔۔

لیلیٰ کے گارڈز کنفیوز سے ہوتے اُسکا حکم مانتے ہوئے مجبوراً جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گئے۔۔۔ لیلیٰ غصے سے نیم زبان کسود کو اب گالیاں دینے لگی۔۔۔

اے۔۔۔ اپنی اوقات میں رہ ورنہ یہ زبان کاٹ کر ہاتھ میں دے دوں گی۔۔۔ اب چل شرافت سے کہیں ایسا نہ ہو غصے سے میرا دماغ گھوم جائے اور یہ تیز دھار خنجر سے میں تمہاری گردن کاٹ کر تمہارے مالک کو تحفے میں بھیج دوں۔۔۔

دانت زور سے پیستی کسود اُسے گاڑی میں دھکیلتی بولی۔۔۔

کوئی میرے پیچھے نہیں آئے گا۔۔۔ اور خان صاحب آپ یہ بات کسی طور یہاں سے آؤٹ نہیں کریں گے۔۔۔ پیچھے کھڑے اپنے گارڈز کو حکم دیتی پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے پریشان سے خان کو دیکھتی کسود معنی خیزی سے آنکھوں کو کھولتی وارن کرتی بولی اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔

خان اُسکی وارننگ خوب سمجھتا ہے بس ساد کھائی دیا۔۔۔۔ کیوں کہ لیڈی باس سے زیادہ اُسے اپنے ہٹلر باس کا ڈر تھا جس کی ڈکشنری میں معافی جیسا کوئی لفظ نہیں تھا۔۔۔۔ اچھی مصیبت میں پڑا تھا وہ بیچارہ۔۔۔۔

تم بہت پچھتاؤ گی کسود۔۔۔۔ لیلیٰ خونی بلی کی طرح جھپٹاتی ہوئی نفرت سے اُسکا حسین چہرہ دیکھتی بولی۔۔۔

کسود نے مسکراتے ہوئے بلیک گلاسز اپنی آنکھوں پر چڑھائے اور سامنے دیکھنے لگی۔۔۔

جب گاڑی جھٹکے سے سٹارٹ ہوتی تیز رفتار میں آگے بڑھنے لگی۔۔۔ لیلیٰ کی سانسیں اب آہستہ آہستہ چلنے لگی۔۔۔ وہ یہ سوچ کر اندر سے بہت گھبرا گئی تھی کہ آگے کیا ہو گا جب کسود اُسے سلطان کے سامنے لا کھڑا کرے گی۔۔۔۔ وہ



کیسے اُسے قائل کر سکے گی۔۔۔ سلطان کی نظروں میں وہ ہمیشہ کے لئے اپنی قدر اور اہمیت کھودے گی۔۔۔

اس سے پہلے وہ چلتی گاڑی کا دروازہ کھول کر چھلانگ لگا دیتی جب کسوہ نے حاضر دماغی کا ثبوت دیتے ہوئے اُسے بازو سے دبوچ کر پیچھے کیا۔۔۔  
اتنی بھی کیا جلدی ہے فکر مت کرو میں بالکل ایسے ہی عزت کے ساتھ تمہیں تمہارے مالک کے سامنے لے جاؤنگی۔۔۔ اُسکی گردن اپنی ہتھیلی میں دبوچتی کسوہ زخمی شیرنی کی طرح ہنستی ہوئی بولی تھی۔۔۔

اور پھر جیسا اُس نے کہا تھا ویسے ہی عمل بھی کیا۔۔۔ سلطان پیلس کے اندر آتی اُسکی گاڑی دروازے کے عین سامنے جب آکر رکی تو گاڑی کا دروازہ کھلا جس سے لیلا دھڑام سے گرتی پڑتی منہ کے بل زمین بوس ہو گئی۔۔۔  
ارد گرد کھڑے گارڈز نے یہ منظر نہایت حیران ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ لیلا گاڑی سے اترتے بری طرح گر گئی کیسے؟؟؟ یہ یقین کرنا بہت مشکل تھا۔۔۔

لیکن درحقیقت اُسے اندر بیٹھے انسان نے بہت بری طرح سے دھکا دے کر گاڑی سے باہر پھینکا تھا جس سے وہ منہ کے بل گری تھی۔۔۔

کسوہ بڑی شان سے اُسی دروازے سے باہر آتی نیچے گری لیلیٰ کو بڑے پیار سے اٹھاتی  
آگے بڑھنے لگی۔۔۔

سلطان جو اپنی بہترین تیاری کے ساتھ لبوں پر دھیمی مسکان لیے ہاتھ میں پہنی  
گھڑی میں ٹائم دیکھتا روم سے باہر آیا تھا چانک اُسکی نظر شیشے کے پار نظر آتے اُس  
حسین وجود پر ٹھہر گئی۔۔۔

اُسے لگا جیسے وہ پھر سے خود کو بھولنے لگا ہے۔۔۔ اُسکا بے جان پتھر دل زور زور  
سے دھڑکنے لگا۔۔۔ کسوہ کو دیکھ کر وہ تیزی سے دو دو سیڑھیاں پھلانگتا نیچے  
اترنے لگا۔۔۔

کسوہ بڑے سے ہال کے اندر آتی زور سے لیلیٰ کو آگے دھکیل کر گھورنے  
لگی۔۔۔ لیلیٰ کا مانو

سارا روب دبدبہ جنون پاگلپن ملیا میٹ ہو گیا کسوہ نے اُسکا سارا غرور و تکبر چکنا چور  
کر دیا تھا۔۔۔

کیا ہوا مس کسوہ؟؟ لیلیٰ یہ سب کیا ہے؟؟ سلطان حیران سا وہاں آتا کسوہ پھر لیلیٰ کو  
باری باری دیکھتا پوچھنے لگا۔۔۔

مسٹر سلطان اگر آپ اپنے کارندوں کو سمجھال نہیں سکتے تو پھر آپ مالک کھلانے  
کے لائق کیسے ہوئے؟؟ کیا آپ کی اتنی بھی نہیں چلتی کہ آپ کی ناک کے نیچے آپ کے

نو کر اپنی من مانیاں کرتے پھرتے ہیں اور آپکو اسکا علم ہی نہ ہو۔۔۔ تیز سانس لیتی  
وہ اپنی ہر نی آنکھوں میں غصے کی دمک لیے اُسکی ٹھہری آنکھوں میں جھانکتی دلیری  
سے بول تھی۔۔۔

سلطان تو بس اُسے دیکھتا کا دیکھتا ہی رہ گیا۔۔ اُسے پوری سیچویشن کو اپنے حساب  
کے مطابق گھومادیا تھا کسوہ کے علاوہ ایسا کرنے کی ہمت کس میں تھی؟؟؟ جو اتنی  
دلیری سے ڈی ایس کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بول سکے۔۔۔

آئندہ اگر یہ میرے سامنے دوبارہ آئی تو میں اس پر رحم ذرا بھی نہیں  
کھاؤنگی۔۔۔ یہ میری زندگی ہے اور میں اپنی زندگی کا ہر فیصلہ لینے کے لئے آزاد  
ہوں۔۔۔ نا مجھے کسی کا خوف ہے اور نا ہی لالچ۔۔۔ اسے اپنے پالتو پٹے سے باندھ  
کر رکھو۔۔۔ یہ تمہارے ساتھ چلتی تمہارے ساتھ بھونکتی۔۔۔ اور تمہاری دی  
ہوئی ہڈیوں پر پلتی اچھی لگتی ہے۔۔۔ آئندہ اگر اس نے مجھ سے باز پرس کرنے کی  
کوشش کی تو ایسا حال کروں گی کہ ساری زندگی یاد رکھے گی۔۔۔ گردن کو ہلکا جھٹکا  
دیتی کسوہ حقارت سے سلطان پھر پیچھے کھڑی لیلا کو دیکھتی وہاں سے دھپ دھپ  
کرتی چلی گئی۔۔۔

اُسکے گھراتے سارے کھڑے اُسکے گارڈز کے بیچ میں وہ اکیلی آتی اُسے دھمکاتی ہوئی  
چلی گئی تھی۔۔۔ اور وہ کچھ بھی کہہ ناسکا تھا۔۔۔

سلطان حیرت سے لیلیٰ کو مڑ کر دیکھنے لگا اُس نے ایک بات تو مان لی تھی کہ ہر کوئی کے پاس کسود جیسا اور ہ نہیں تھا۔۔۔

کیا کر کے آئی ہو تم؟؟ وہ اتنے غصے میں مجھے اتنا کچھ کیوں سنا کر چلی گئی بولو لیلیٰ؟؟ سلطان اب دھاڑتا ہوا لیلیٰ کے پاس آیا تھا جو خاموش زمین کی طرف دیکھتی غصے اور جنوں سے پاگل ہوتی پتھر بنی تھی۔۔۔

مار دو مجھے؟؟ کیوں کے مجھ سے نہیں دیکھا جاتا جس طرح وہ تمہاری انسلٹ کرتی ہے۔۔۔ تمہیں حقیر جانتی ہے۔۔۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا ڈی ایس وہ جب تمہیں معمولی سی بھی اہمیت دینے کو تیار نہیں ہوتی۔۔۔ لیلیٰ چیخی تھی۔۔۔ اُسکی آنکھوں میں پاگل پن تھا۔۔۔

سلطان نے غصے سے اُسے دیکھا۔۔۔ آئندہ اگر تم نے کسود کو ذرا بھی نقصان پہنچانے کا سوچا تو میں بھول جاؤنگا کہ تم کون ہو اور میں کون ہوں۔۔۔ سختی سے اُسے وارن کرتا سلطان وہاں سے آندھی کی طرح چلا گیا۔۔۔ جبکہ لیلیٰ زمین پر گرتی اب پاگلوں کی طرح چیخ رہی تھی۔۔۔

یہ کیسی محبت تھی اُسکی جس میں محبوب کو اُسکا درد اُسکی چاہت کچھ نظر ہی نہیں آئی اتنے سالوں سے۔۔۔ کیسے کہہ دیتی کہ وہ اُس سے محبت کرتی ہے۔۔۔ نہیں دیکھ سکتی اُسکی آنکھوں میں کسود کے لیے وہ پیار جو وہ اُس سے کرتی تھی۔۔۔

کسوہ لغاری تم مرو گی۔۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔۔ ایسی موت  
ماروں گی کہ تمہیں کوئی پہچان نہیں سکے گا۔۔۔ نفرت سے آنسو پونچھ کر زمین  
سے اٹھتی وہ آنکھوں میں ایک انتقام لیے خود سے بولی۔۔۔



کسوہ غصے سے اپنے ماتھے کو مسلتی اب پُر سکون ہونے کی کوشش کر رہی تھی جب  
اُسے فون بجاتا سنائی دیا۔۔ بنا اسکرین دیکھے اُس نے فون اٹھا کر کان سے لگاتے ہیلو  
کہا۔۔۔

آپی۔۔۔ آپی۔۔۔ وہ بابا۔۔۔ یہ زہرہ کا فون تھا جو بے حد گھبرائی اپنی روتی ٹوٹی  
پھوٹی آواز میں بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

زہرہ کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے رونا بند کرو مجھے ٹھیک سے بتاؤ کیا ہوا بابا تو ٹھیک ہیں  
نا۔۔۔؟؟؟ کسوہ دل پر ہاتھ رکھتی ایک دم پریشان ہوتی بولی۔۔۔ جبکہ ہاتھ کے  
اشارے سے اُس نے خان کو گھر گاڑی موڑ لینے کو کہا۔۔۔

آپی دادی سرکار آئیں ہیں اور وہ بابا کو۔۔۔ زہرہ اتنا بولتی اب ہچکیوں سے رونے لگی  
جب کسوہ اُسکی پوری بات سمجھ گئی۔۔۔

میں ابھی پہنچ رہی ہوں۔۔۔ پتھروں سی سختی لیے وہ اتنا بولی اور فون کاٹ  
گئی۔۔۔



کمال کی تربیت کی ہے تم نے معصب ماننا پڑے گا۔۔۔ کیسے اپنے دماغ کا استعمال کر کے رشتوں کی جنگ میں جیتا جاتا ہے یہ تو کسوہ سے بہتر کوئی جانتا ہی نہیں۔۔۔۔ اپنے بڑوں کو کیسے جھکایا جاتا ہے کیسے اُنکی عزت کو چار چاند لگائے جاتے ہیں۔۔۔۔ یہ تو کسوہ ہی کو آتا ہے۔۔۔۔ میں نے خاندان کی عزت و روایات کو بچانے کے لئے کسوہ جیسی مکار جھوٹی مغرور اور باغی لڑکی کے ساتھ اپنے ہیرا جیسے چاند سے پوتے کو قربان کر دیا پی لیا زہر کا یہ گھونٹ لیکن یہ لڑکی !!!

اس نے تو آج ہر حد ہی پار کر لی۔۔۔ اس نے کیسے سوچ لیا کہ سکینہ خان لغاری کو جھکائے گی اپنے آگے اور وہ جھک جائے گی؟؟

سکینہ سردار کی کان پھاڑ دینے والی آواز کے بعد مصعب کی مصلحت آمیز حیران کن آواز سنائی دی۔۔۔

اماں سرکار یہ آپ کیسی باتیں کر رہیں ہیں؟؟ میری کسوہ ایسا کبھی نہیں کر سکتی۔۔۔ آپ نے کیوں اتنی نفرت پال لی اُس کے لیے اپنے دل میں۔۔۔

بس کر دو۔۔۔ میں شروع سے جانتی تھی ایک وقت آئے گا ایسا جب وہ اس رشتے کی شرط پر مجھے کمزور کرنے کی کوشش کرے گی مجھے کہے گی کہ میں آؤں اپنے گٹھنوں پر چل کر اُسے مانگنے۔۔۔۔ لیکن ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ میں نے اس نکاح پر



حامی تو بھری تھی خاندان کی عزت کی خاطر لیکن اُسے بہومان کر تمہارے پاس اُمید لے کر آؤں اُسے لے جانے کے لیے بھول جاؤں وہ سب جو اُس نے میرے ساتھ کیا میرے بیٹے کو مجھ سے بدگمان کیا اُسے مجھ سے دور کیا تو نہیں ایسا نہیں ہوگا۔۔۔ وہ صمیان کے نکاح میں تو رہے گی لیکن اُسکی بیوی اور میری بہو بن کر آئے گی ایسا نہیں ہوگا۔۔۔

اب وہ یہ چاہتی ہے کہ صمیان بھی چھین لے گی تو سکینہ ایسا نہیں ہونے دے گی۔۔۔ وہ جس نفرت اور انا کی جنگ میں جی رہی ہے اُسی میں ساری زندگی جلتی رہے گی اسی گھر میں یہی پڑی رہے گی۔۔۔ اور میں اپنے صمیان کا نکاح دھوم دھام سے کہیں اور کروں گی اُسکی وہ بیوی میری اصل بہو اور ساری چیزوں کی حق دار ہوگی۔۔۔

اُسکی کنپٹیوں کی رگ پھڑکنے لگی۔۔۔ جب دروازے کی دھلیز پر کھڑی سکینہ سردار کا ایک ایک لفظ اپنے کانوں سے اُسنے خود سنا۔۔۔ دونوں مٹھیاں بچھنی اور دانت پیسے ہوئے تھے۔۔۔

اُس نے وہیں کھڑے اپنے باپ کے بے بس چہرے اور آنکھوں سے جھلکتے درد کو دیکھا۔۔۔ کچھ بہت بری طرح سے اُسکے اندر ٹوٹا۔۔۔ اُسے لگا اپنے بابا کی اس بے عزتی کے پیچھے صرف اور صرف وہی ہے۔۔۔



بہت ہوائی سردار اب آپ کچھ نہیں کہیں گی۔۔ میں یہ بالکل برداشت نہیں کروں گی کہ مجھے لے کر آپ میرے بابا کی اس طرح توہین کریں۔۔۔ بھول گئی تھی کہ دنیا کے خطرناک زہریلے سانپ سے زہر نکالا جاسکتا ہے لیکن انسان!! انسان وہ ہے جس سے زہر بھی پناہ مانگے۔۔ دیکھ لیا کہ آپکے اندر آج کتنا زہر ہے۔۔۔

کسوہ کے اچانک سامنے آکر کہنے پے سکینہ سردار کچھ پل کو خاموش ہوئیں پھر سرد تاثرات لیے نفرت آمیز لہجے میں بولیں۔۔۔

بند کرو اپنی گھٹیا زبان۔۔ تمہاری اوقات ہی نہیں تھی لیکن پھر بھی اپنے ہیرے پوتے کو تمہیں دے دیا۔۔ وہ ہیرا جس نے اپنے رشتے کو بچانے کے لیے خود ہی کی قربانی دے دی۔۔ گھر بار اپنے عیش و آرام سب چھوڑ کر یہاں چلا آیا بسنے۔۔۔ لیکن تم جیسی خود غرض بد دماغ لڑکی کیسے کسی ہیرے کو پرکھ سکتی ہے جس کی خود کی آنکھ پتھر کی ہو۔۔۔ تمہیں بہو تسلیم کروں ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔

مصعب کی آنکھیں جیسے دکھ سے کھلی کی کھلی رہ گئیں تھیں۔۔۔ کیا یہ اُنکی ماں  
تھیں؟؟ وہ صدمے سے جیسے کنگ سے تھے۔۔۔ وہیں زہرہ ہاتھوں کو مسلتی  
تڑپ کر رو رہی تھی۔۔۔

کسوہ نے ہے حد ضبط اور صبر سے سکینہ سردار کا ہر ایک لفظ سنا اندر سے اُسکا دل چیر  
گیا لیکن بظاہر وہ اوپر سے پتھر سی مضبوطی لیے کھڑی رہی تھی۔۔۔  
یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے بابا۔۔۔ مجھے یقین تھا کہ یہ وہ ناسور ہے جو کبھی  
نہیں بھر سکتا لیکن اُس نے یقین دلایا کہ وہ سب ٹھیک کر دے گا۔۔۔ اُسکی باتوں  
پر ایمان لے آئی۔۔۔ بہک گئی تھی۔۔۔ اُسے پاگلوں کی طرح چاہنے  
لگی۔۔۔ بھول گئی کہ اللہ تو معاف کرتا ہے لیکن اُسکے بندے نہیں۔۔۔ وہ تو  
مرے ہوئے مردوں کو بھی قبر میں نہیں بخشتے تو زندہ تو بہت دور کی بات  
ہے۔۔۔ اُسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا جب کہ لبوں پر درد بھری مسکان  
تھی۔۔۔

نہیں چاہیے یہ رشتے جو درد دیتے ہیں توڑ دیتے ہیں۔۔۔ چلی جائیں اور ساتھ اپنی قیمتی  
متاع کو بھی لے جائیں۔۔۔ آج میں وہ تمام اسباب ہی ختم کر دوں گی جنگی بنا پر آپ  
یہاں تباہی مچانے ہمیں توڑنے بکھرانے چلی آتیں ہیں۔۔۔ لے جائیں اپنے پوتے

کو بھی اپنے ساتھ اور پھر کبھی اس حق سے یہاں مت آئے گا کہ آپکا اس گھر کے  
ملکینوں سے کوئی خونی یاد لی رشتہ ہے۔۔۔

نہیں چاہیے ایسے جھوٹے نام نہاد رشتے ایسے اپنے۔۔۔۔ جائیں چلی جائیں اور ڈھونڈ  
لائیں اُسکے شایا نشان کوئی اُسکی ایسی ہمسفر جو آپکے خاندان کو آپکے پوتے کو آپ کو وہ  
رتبہ بلند مقام دے سکے جس کے لائق آپ ہیں۔۔۔۔

اُس سے کہیں مجھے طلاق دے دے۔۔۔۔  
سکینہ سردار جو اُسکی باتیں سنتی حیران تھیں اُنکی آنکھوں میں دیکھتی ساکت وجود  
لیے قرب ناک آواز میں بولی۔۔۔ اُسکے آخری الفاظ سکینہ سردار کو دم بخود کر  
گئے۔۔۔

کسوہ یہ کیا کہہ رہی ہو!!! پاگل ہو گئی ہو۔۔۔ اُس نے مصعب کو اونچی آواز میں  
بولتے سنا۔۔۔ وہ جیسے چیخے تھے۔۔۔ لیکن کسوہ اس وقت سب کچھ بھولے سکینہ  
سردار کو اپنی ویران آنکھوں سے گھورتی صرف ایک بات کی اُنہیں یقین دہانی کروا  
رہی تھی کہ اُسکی اور اُسکے بابا کی عزت و وقار ان جھوٹے رشتوں سے کہیں اوپر  
ہیں۔۔۔۔ وہ اپنی انا خوداری عزت نفس ذات کا وقار اس ذلت کے ساتھ چکنا چور  
زیل بے وقعت بے مول ہونے نہیں دے گی۔۔۔۔

اُس سے کہیں مجھے طلاق دے دے۔۔۔ یا پھر میں خلع کے لئے۔۔۔ ابھی وہ اتنا ہی بولی تھی جب کسی نے اُسے بازو سے کھینچ کر اُسکا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔  
کسوہ جیسی گھومی اپنے سامنے کھڑی اُس ہستی کو دیکھ کر جیسے اُسکی قوتِ گویائی سلب ہو گئی۔۔۔ وہ بے حس و حرکت کھڑی منجمد اُس چہرے کو ساکت نظروں سے دیکھنے لگی جس کے چہرے پر بے یقینی سی بے یقینی تھی۔۔۔ حیرت تھی۔۔۔  
کیا کہا؟؟؟ کیسے کہہ دیا کہ میں تمہیں؟؟؟ نا صرف اُسکی آنکھیں بلکہ آواز میں بھی لڑکھڑاہٹ اور بے یقینی تھی۔۔۔

تم نے آج مجھے سب کے سامنے زلیل و رسوا کر دیا کسوہ۔۔۔ اتنا سا بھی یقین نہ کیا۔۔۔ مجھے اس قدر چھوٹا کر کے سب کی نظروں میں گرا دیا۔۔۔ میں اس قابل بھی نہیں رہا کہ اپنی نظروں میں پھر سے کھڑا ہو سکوں۔۔۔ یہ تھی تمہاری محبت؟؟

آج تمہارے ان پیروں تلے روند دینے والے لفظوں نے مجھے گنوا دیا۔۔۔ میری پوری ذات مٹا دی۔۔۔

تمہاری خاطر میں چُپ رہا سب کچھ برداشت کیا اپنی محبت پر صبر کیا۔۔۔ تمہاری ڈھال بنا۔۔۔ لیکن تم نے کیا کیا!! مجھے دوسروں کی آنکھوں سے دیکھا اور دوسروں کے کانوں سے سنا۔۔۔ میری محبت کی اتنی سے بھی عزت نارکھی۔۔۔

تم نے جھوٹ کہا مجھ سے تمہیں ہمیشہ سے صرف اپنی انا پیاری رہی۔۔۔ اور جہاں  
انا ہو وہاں محبت پروان نہیں چڑھتی۔۔۔ محبت انکساری اور جھک جانے کا نام  
ہے۔۔۔ تم نے اپنی آنا کی خاطر میری محبت کا خون کر دیا۔۔۔ مجھے یقین تھا کیسے بھی  
حالات ہوئے تم میرے ساتھ میری طاقت بن کر کھڑی رہو گی۔۔۔ تمہاری محبت  
کا ساتھ مجھے مضبوطی دے گا میں ساری ہواؤں کا رخ اپنی جانب موڑ لوں گا لیکن  
نہیں!!! میں غلط تھا۔ خوش فہم تھا۔۔۔۔

اُسکے نازک بازوؤں کو اپنی فولادی گرفت میں جکڑے وہ اُسے جھنجھوڑتا جیسے پاگل سا  
ہو گیا۔۔۔

میری محبت میں کہاں کمی تھی؟؟ بولو۔۔۔ میرے لیے ہمیشہ صرف تم اہم  
رہیں۔۔۔ وہ کسوہ جس کے لیے صمیان خان دنیا کی ہر نعمت چھوڑ سکتا  
تھا۔۔۔ لعنت ہے مجھ پر جو ایک پتھر سے محبت کرتا رہا جس کے لیے اپنی انا ہی  
سب کچھ رہی۔۔۔

میں تنہائی میں اکثر سوچتا کہ ایسا کیا کروں جو تمہیں خوشی دے۔۔۔ کیا کہوں ایسا جو  
تمہارے دل کی ساری دھڑکنیں میرے نام ہو جائیں۔۔۔ صمیان خان کو کسوہ کی  
مسکراہٹ اُسکی خوشی اُسکے ہر ایک چیز کی طلب رہی۔۔۔ تمہاری آتی جاتی سانسیں  
بھی اُن ہواؤں کو دینے پر راضی نہیں تھا میں۔۔۔ اتنی محبت تم سے کی۔۔۔ اور تم



نے کیا کیا؟؟؟ اب سب مجھ پر ہنسیں گے میرا مذاق اڑائیں گے۔۔۔ کہ میں صمیان خان وہ جو ایسی لڑکی سے محبت کرتا رہا جس کے لیے سب کچھ سہا جو اُسکی خاطر ایک کے سامنے جا کھڑا ہوا۔۔۔ سب کچھ چھوڑ دیا آج اُس نے مجھے دھتکار دیا۔۔۔

اُسکا لہجہ اتنا درد لیے ہوئے تھا جیسے تڑپ کر ابھی بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کے اپنی اس بے قدری پر رو دے گا۔۔۔

کسوہ کا جو غصہ کچھ دیر پہلے کھولتے لاوے کی طرح اُسکے دماغ کی نسوں کو پھاڑ رہا تھا وہیں اب اُسکی نم آنکھوں۔۔ ٹوٹی بکھری ذات اُسکی لرزش آواز کو دیکھتے کسی جھاگ کی طرح بیٹھتے اب پچھتاؤں میں گھر گئی۔۔۔ کسوہ اُس کے لفظوں کے درد کی شدت برداشت نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔

دل توڑ دیا گیا۔۔۔

انا بچالی گئی۔۔۔

روح جلادی گئی۔۔۔

مٹی سجادی گئی۔۔۔

کسوہ کو لگا اب وہ کبھی سانس نہیں لے سکے گی۔۔۔ وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی اُس سے چھپ جانا چاہتی تھی لیکن اُسکا وجود ان دیکھی زنجیروں میں جکڑا اُسے

بے بس قید کیے ہوئے وہیں کھڑا رکھا رہا۔ اُسکی آواز جیسے سینے میں دبا دی گئی تھی۔۔۔۔ وہ اُسکے سامنے کسی زندہ لاش کی طرح کھڑی تھی۔۔۔۔

تبھی ولد ار اُنکے ساتھ یزدان بھی گھر کے اندر داخل ہوئے سب اپنے کانوں سے اُسے سنتے دنگ کھڑے تھے۔۔۔ وہ بھاگ کر یہاں پہنچے تھے جب اُنہیں معلوم چلا تھا کہ اماں سرکار مصعب کے پاس شہر گئیں ہیں۔۔۔ ولد ار کو اسی بات کا ڈر تھا کہ کہیں وہ اُنکی غیر موجودگی میں مصعب سے کوئی الٹی سیدھی بات نہ کہہ دیں جس سے وہ دکھی ہو جائیں۔۔۔ لیکن یہاں پہنچ کر تو اُن پر جیسے ایک قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔۔۔۔

صمیان کی باتوں سے مصعب یزدان اور سکینہ سردار پر خود جیسے حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔۔۔ وہ سانس روکے دونوں کو ایسے دیکھ اور سن رہے تھے جیسے وہ کوئی انہونی ہو۔۔۔۔

اپنی زندگی کے فیصلے تم کر سکتی ہو لیکن تم ہوتی کون ہو دو سرے کی زندگی کی نوید سنانے والی؟؟ اُسکی سانسوں کو روکنے والی؟؟ اُسکے دل کی دھڑکنوں کو روکنے والی؟؟ جواب دو؟؟ غضب ناک آواز کی ایک دھاڑ اُسکے منہ سے سنائی دی جس سے کسوہ ہل سی گئی۔۔۔ اُسکا نازک دل سہم گیا۔۔۔ وہ اُسکا سمی تھا؟؟ نہیں اُسکا سمی تو بہت کوئی نرم لہجے میٹھی مسکان معصوم چہرہ اور آنکھوں میں محبت کا احساس لیے

ہوئے کوئی پیار اس انسان تھا جسے دیکھ کے کسوہ کو اُس پر ٹوٹ کر پیار آتا تھا کہ وہ اُس پاس کے لوگ یہاں تک خود کو بھول جاتی۔۔۔ اُس سے محبت کے معاملے میں وہ بہت ہی حساس اور جذباتی تھی۔۔۔

لیکن کسوہ تو انتہائی شاک کھڑی اُس انسان کو دیکھ رہی تھی جس کے لہجے میں آگ کا طوفان آنکھوں میں قہر اور چہرے پر قیامت کی ہیبت ناک تحریر رقم تھی۔۔۔ اُسکی تیز چلتی سانسیں اُسکے وجود کو جھلسا رہیں تھیں۔۔۔ اُسکا غصہ اس قدر خطرناک تھا کہ وہ خوف سے کانپنے لگی۔۔۔ اُسے ڈر یہ نہیں تھا کہ وہ غصہ ہے اُسے ڈر یہ تھا کہ اس غصے میں کہیں وہ سب کچھ برباد کر دے۔۔۔

علید گی چاہیے تمہیں؟؟ تو ٹھیک ہے۔۔۔ اُسکی بات سنتے کسوہ لڑ کھڑاتی جیسے گرنے لگی لیکن صمیان کی مضبوط گرفت نے اُسے گرنے نہ دیا وہ یوں ہی اُسے لیے کھڑا برہمی سے اب اُسکے ایک ایک لفظ کی سختی اُسے اُسی طرح محسوس کروا رہا تھا جیسا درد اُس نے محسوس کیا۔۔۔

نہیں صمیان!!! ولدار تیز آواز میں بولتے خوف سے تڑپ کر اُسکے پاس آتے اُسکا بازو زور سے تھام گئے۔۔۔ ایسے کہ جیسے وہ اُسے خبردار کر رہے ہوں کچھ بھی ایسا کہنے سے جس کے بعد کوئی تلافی نہیں۔۔۔

مصعب تو جیسے کسی ہارے ہوئے انسان کی طرح خاموش مورت بنے کھڑے تھے  
جیسے اصل گنہگار وہ ہی ہوں۔۔۔۔

تبھی صمیان آنکھوں میں آنسو لیے درد بھری مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے کسوہ کو  
ایک ٹک کچھ پل دیکھتا پھر ولد ار کی طرف نظریں مرکوز کی۔۔۔ بابا یہ مجھے دنیا  
میں سب سے زیادہ پیاری اور عزیز تھی آپ جانتے ہیں۔۔۔ میں جو ہر پل اُسکے  
سائے کی طرح اُسکے ساتھ رہا جو میری سانسوں میں بستی رہی میں کیسے اُن سانسوں  
کو اُس دل کو اپنے جسم سے نکل باہر کر سکتا ہوں۔؟؟ اُس نے کسوہ کی طرف اشارہ  
کرتے ہارے ہوئے انداز میں کہا۔۔۔۔

اور یہ جو سامنے کھڑی ہیں جو خود کو میری ماں جانی کہتی ہیں جو مجھ سے محبت کا دم  
بھرتی ہیں جنہیں میری خوشیاں سب سے زیادہ عزیز رہیں جنہوں نے اپنا سب کچھ  
میرے نام کیا۔۔۔ آج ان دو لوگوں نے اپنی آپسی کی انا کی جنگ میں مجھے کھلونے  
کی طرح توڑ پھوڑ دیا۔۔۔ میرا مان میرا یقین میرا دل سب کچھ کچل دیا۔۔۔۔  
سکینہ سردار کی طرف دوسرا اشارہ کر کے کہتا وہ سکینہ سردار کو سات سمندروں کی  
تہہ تک ڈبو گیا وہ بے حد درد اپنے دل میں اُس کے لیے محسوس کرنے لگیں  
۔۔۔ پھر وہ کسوہ کی طرف مڑا۔۔۔!!!

خوش نصیب ہی رہو گی جو زندگی کے بعد بھی تم پر حرف نہیں آنے دوں گا۔۔۔ ایسے لفظ جو تم سے مجھے توڑتے ہیں جو تمہارے نام سے چلتی میری دھڑکنوں کو میری روح پر حرام کریں ایسے لفظ سوچنے سے بھی پہلے میں مرنا پسند کروں گا۔۔۔۔۔ آج میں سب کو حاضر جان کر اُنکی گواہی میں یہ فیصلہ سناتا ہوں۔۔۔

وہاں کھڑے سب نفوس کی سانسیں اُسکی بات پر تھم گئی۔۔۔ بے اختیار زہرہ نے لبوں پر ہاتھ رکھتے آواز کے ساتھ رونا شروع کر دیا جبکہ مصعب کی آنکھوں سے آنسو روانی سے بہنے لگے۔۔۔۔۔ بے حد تکلیف سے اُنہوں نے دونوں کو دیکھا۔۔۔۔۔

سکینہ سردار کا دل کانپنے لگا۔۔۔ اُنہوں نے یہ ہر گز نہیں سوچا تھا کہ رشتے اس طرح ٹوٹیں گے وہ تو بس اُسے نیچا دیکھانے اُسے زلیل کرنے آئیں تھیں اُسے پیروں میں گرانے۔۔۔۔۔ لیکن صمیان کے اچانک آنے سے ہر چیز برباد ہو گئی۔۔۔۔۔ اب وہ خود بھی یہ سوچ کر ڈر گئیں کہ کہیں سچ میں صمیان نے غصے میں آکر کچھ ایسا کہہ دیا تو خاندان ٹوٹے گا الگ۔۔۔ پھر وہ قبیلے میں اپنی عزت و ساکھ کی پردہ پوشی کیسے رکھ پائیں گے ہر کوئی اُن پر ہنسے گا۔۔۔

کسوہ نے شل وجود آدھ کھلے لب ساکن ہر نی آنکھوں کی پتلیوں سے اُسکے ضبط سے سُرخ چہرے کو دیکھا۔۔۔ اُسکے دل کی دھڑکن مدھم ہو گئی جیسے کوئی لٹی پٹی کشتی

سمندر کی گہرائی میں ڈوبتی چلی جا رہی ہو۔۔۔ نیچے بہت نیچے گہرائی سے پاتال  
میں۔۔۔۔

اپنے ہوش کھونے سے پہلے صمیان کی آخری آواز سنی۔۔۔۔  
کسوہ لغاری تب تک میرے نکاح میں رہے گی جب تک میں زندہ ہوں۔۔۔ بہت  
جلد اپنی زندگی کو گروی رکھ کر میں کسوہ کی زندگی آزاد کرنے کی نوید آپ سب تک  
پہنچا دوں گا۔۔۔۔ یہ قصہ اگر میری آنکھوں کے بند ہونے کے بعد ہی ختم ہو گا تو یوں  
ہی سہی۔۔۔ اب سے میری شکل تک کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔۔۔ اور خاص کر  
تم۔۔۔ اُسے کسوہ کو سُرخ آنکھوں سے دیکھتے کہا۔۔۔۔  
تمہیں میں اپنی خوشبو سے بھی محروم رکھوں گا۔۔۔ جو دل تم نے آج میرا جلایا ہے  
ناہ درد اب مر کر بھی ختم نہیں ہو سکتا۔۔۔ 3 ماہ دشمنوں کی قید میں رہ کر اذیت  
اور موت کا جو درد میں نے سہا وہ درد آج کے اس درد کے سامنے بہت چھوٹا محسوس  
ہو رہا ہے۔۔۔۔

کاش میں وہیں مر گیا ہوتا۔۔۔ کاش اُنکی ہیر یٹکس فوک جو میرے گردن میں  
پہنائے گئے تھے وہ میری گردن میں گھس جاتے۔ تو آج میں اس اذیت کو یوں نہ  
سمہ رہا ہوتا۔۔۔۔ جاؤ جا کر اپنی فتح کا جشن آپ دونوں منالو۔۔۔۔ آپ جیت گئے  
میں ہار گیا۔۔۔ میرا مرنا بھی دیکھنا نصیب نہ ہو آپ دونوں کو۔۔۔۔





اگر کبھی جو میں تمہاری سانسوں کی حدت سے پگھلنے لگوں۔۔ تو کیا مجھے سمیٹ

لوگی۔؟؟؟!!!

کیا تم میری بڑھتی تیز دھڑکنوں کو قریب آ کر میرے دل پر ہاتھ رکھ کے انہیں پُر

سکوں کرو گی؟؟؟!!!۔۔ زندگی کی بھیڑ میں چلتے چلتے تھکنے جو لگوں تو کیا کچھ پل

تمہاری آغوش کے سائے میں بیٹھ کر پھر سے جینے کی تمنا کر سکتا

ہوں۔۔۔۔؟؟؟؟!!!

کوئی بے حد قریب آتا اُسکی کان کے لو کے قریب سرگوشی میں بولا۔۔ کسوہ بے

اختیار حواس باختہ سی گردن موڑ کر سرا سیمہ نگاہوں سے کسی کو ڈھونڈنے لگی اُسکی

سانسیں اتنی تیز چلنے لگی جیسے میلوں دور کا سفر طے کر کے آتے اب وہ نڈھال ہو

چکی ہو۔۔۔۔۔

خشک ویران آنکھوں سے ٹپ ٹپ موتیوں کی صورت آنسو ٹوٹ کر گرنے

لگے۔۔۔۔

سمی۔۔ اُس نے سوکھے لبوں سے تڑپ کر خالی اندھیرے کمرے پر یہاں وہاں

نظریں گھماتے اُسے پکارا۔۔۔۔

لیکن اپنی خالی آواز سنائی دینے کے علاوہ اُسے پلٹ کر اُس انسان کی آواز سنائی دی

جس کی وجہ سے اُس کا دل پھٹنے جیسا ہو رہا تھا۔۔۔۔



آج وہ کسی نیم پاگل انسان کی طرح زمین پر بیٹھی خود سے بیگانی ہو کر کسی اور کے لیے اضطراب تھی۔۔۔ وہ جو اُس کا سب سے پیارا تھا اُس کا سب کچھ۔۔۔  
بلاتامل رونے سے اُس کے سر میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی۔۔۔۔۔ سمی۔۔۔ میں  
نہیں رہ۔۔۔۔۔ لفظ ٹوٹنے لگے۔۔۔ اُس نے بھیگی آنکھوں سے اوپر دیکھا چھت کی  
طرف۔۔۔ میں بہت محبت کرتی۔۔۔۔۔ لفظ ادھورے رہ گئے۔۔۔ آنکھیں بند  
ہو گئیں اور وہ چکرا کر دھڑام سے زمین بوس ہوتی گر گئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

ولد ار اور یزدان نے اُسے بہت روکنا چاہا لیکن بنا کچھ سنے اور اُن کی طرف دیکھے اُس نے  
اپنا سامان گاڑی میں پھیکا اور چلا گیا۔۔۔

بابا سردار میں بھی جاتا ہوں۔۔۔۔۔ یزدان پریشان سا اپنی گاڑی کی طرف بڑھتا بولا  
وہ اُس کے پیچھے جانا چاہتا تھا۔۔۔ تبھی ولد ار نے اُس کا ہاتھ پکڑتے اُسے وہی روک  
دیا۔۔۔

وہ اس وقت کچھ نہیں سنے گا یزدان۔۔۔ وہ اس کنڈیشن میں نہیں کہ کچھ سمجھ  
سکے۔۔۔۔۔ اُسے جانے دو۔۔۔

لیکن بابا اگر اُس نے خود کو کوئی نقصان پہنچا لیا۔۔۔۔۔ یزدان تیزی سے بولا۔۔۔ اُسے  
بس اپنے جان سے پیارے بھائی کی فکر تھی۔۔۔

نہیں اُسے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ ولد ار بے حد یقین سے بولتے اُسے ساتھ لیے  
واپس گھر کے اندر داخل ہوئے تھے جہاں اب اُنہیں زہرہ کی زور زور سے بولنے کی  
آوازیں آتی سنائی دے رہیں تھیں۔۔۔۔

مل گیا اب سکون آپکو۔۔۔ خوش ہو گئیں آپ۔۔۔ ٹھنڈ پڑ گئی کلیجے میں۔۔۔ یہی  
چاہتی تھیں نا آپ کسوہ ٹوٹ جائے۔۔۔ کمزور ہو کر ختم ہو جائے۔۔۔ صرف آپ کی  
حکمرانی رہے۔۔۔ آپکا پوتا جو کسوہ کو دلو و جان سے چاہتا ہے کہیں کسوہ اُسے آپ  
سے چھین نالے۔۔۔ دیکھیں ہو گئے وہ دونوں الگ۔۔۔۔۔ آپ کی نفرت ضد  
انا اور جھگڑے نے دو محبت بھرے دلوں کو توڑ دیا۔۔۔۔

زہرہ کے غیر متوقع رد عمل سے سب شاک اُسے دیکھنے لگے۔۔۔ وہ جو ہر وقت  
ڈری چُپ چاپ برداشت کرنے والی معصوم سی لڑکی تھی آج بے خوف ہوتی سکینہ  
سردار کو آنکھوں میں چنگاریاں بھرے دیکھتی غصے سے تیز آواز میں بولی  
تھی۔۔۔۔۔

سکینہ سردار نے پھٹی آنکھوں سے زہرہ کے چہرے میں کسوہ کا روپ  
دیکھا۔۔۔۔۔ وہ تو کسوہ کو جھکانا چاہتی تھیں مگر انجانے میں ایک اور نئی کسوہ کو جنم  
دے گئیں۔۔۔۔

آپی کہتی تھیں بھائی سے کہ بی بی سردار اُنکی محبت نہیں سمجھ سکیں گی۔۔۔ وہ کبھی اُنہیں بہو تسلیم نہیں کریں گی۔۔۔ لیکن بھائی کو پورا یقین تھا وہ چاہتے تھے کہ پوری دنیا کو بتائیں کہ کسود اور وہ ایک ہیں اب۔۔۔ اُنکی محبت اُنکے ساتھ ہے۔۔۔ کسود اُنکی محبت پر ایمان لا چکی ہے وہ سب کے سامنے کھل کر اپنے رشتے کو ظاہر کرنا چاہتے تھے لیکن آپی ڈرتی تھی۔۔۔ زہرہ یہ کہتی ہے تحاشہ رودی۔۔۔ اُسکی بات سنتے سب سکتے میں رہ گئے۔۔۔ سکینہ سردار کی تو جیسے جان خشک ہو گئی۔۔۔ یہ جان کر کہ جس نفرت کو لے کر وہ مزید آگ بھڑکانے آئیں تھیں وہ تو کب کی بجھ کر راکھ ہوتی ہو امیں گم ہو چکی تھی اب وہاں صرف خوشبو تھی احساس تھا۔۔۔

مصعب۔۔۔ وُلدار۔۔۔ خاص کر یزدان انتہا کے شاک سے زہرہ کو دیکھنے لگے۔۔۔ پہلی بار یزدان کو اپنی جان سے پیاری دادی سے نفرت محسوس ہوئی۔۔۔ کہ کیسے اُنہوں نے اُسکے بھائی کی زندگی کی خوشیوں کو آگ میں جھونک دیا۔۔۔

ہاں یہ سچ ہے آپی اور بھائی دونوں بہت محبت کرتے تھے ایک دوسرے سے۔۔۔ بہت پہلے ہی اُنکے بیچ کی ساری غلط فہمیاں دور ہو چکی تھیں۔۔۔ بھائی سب کو بتانا چاہتے تھے لیکن آپی نے اُنہیں روکے رکھا۔۔۔ لیکن آج دادی سرکار



نے اُنہیں ہمیشہ کے لیے الگ کر دیا بابا۔۔۔ میں گواہ ہوں اُنکی محبت کی۔۔۔ اُن جیسی محبت شاید پوری دنیا میں آج تک کسی نے کسی سے نہ کی ہو۔۔۔۔۔ زہرہ یہ کہتی روتی بلکتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔

مصعب دھڑام سے صوفے پر بیٹھنے کے انداز میں گرتے جیسے اپنی توانائی کھو

دیئے۔۔۔۔

واہ دادی سرکار۔۔۔۔ کمال ہی ہو گیا نا آپ نے خوب پوتے سے اپنی محبت کا ثبوت دیا۔۔۔۔ دو محبت کرنے والے میاں بیوی کے بیچ پھوٹ دلو اکراب آپکی جیت تو ہو چکی جائیں جشن منائیں۔۔۔۔ میں نے ہمیشہ آپکی آنکھوں سے سب دیکھا اور آپکی زبان بولا میں کتنا بڑا گناہ کرتا رہا۔۔۔۔ آج جب اپنے بھائی کو ٹوٹا بلکتا روتا ہوا یہاں سے جب جاتا دیکھا تو میری آنکھیں کھل گئیں۔۔۔۔

سمیان ہمیشہ حق پر رہا سہی کیا اُس نے جو آپ سے دور رہا ورنہ آج وہ بھی آپکی طرح اتنا ہی زہریلا ہوتا جتنا مجھے آپ نے کیا۔۔۔۔ یہ یزدان تھا جسے سن کر سکینہ سردار کو لگا وہ زمین میں گرٹھ گئیں۔۔۔۔ اتنی نفرت اتنی ہتک تھی اُسکے لہجے اور چہرے پر کہ سکینہ سردار ششدر رہ گئی۔۔۔۔۔

یا اللہ یہ وہ کیا کر گئیں تھیں۔۔۔۔ ایک آنسو ٹوٹ کر اُنکی آنکھوں سے ندامت کی

صورت گرا۔۔۔۔



محبت کرتے ہو اُس سے؟؟؟ بکھرے بال اُجاڑ حالت اور آنکھوں میں اُداسی لیے وہ آہستہ سے اُسکے قریب آتی۔ پوچھ رہی تھی۔۔۔۔ اُسکی آواز بہت ہلکی تھی ڈی ایس خیالوں سے چونک کر بنا اُسکی طرف دیکھے ایک گھر اسانس لیا۔۔۔

ہاں بہت۔۔۔۔۔ چند جملوں میں مختصر جواب دیا۔۔۔

اتنا کہ مجھے بھی قربان کر دو گے؟؟ اُسکے جواب پر پلٹ کر معصومیت سے سوال کرتی ایک ٹک اُسے دیکھتی بولی۔۔۔

نہیں۔۔۔ اتنا کہ تم سمیت خود کو بھی قربان کر سکتا ہوں۔۔۔۔ اُسکے اتنے سخت اور دل گرفتہ جواب پر لیلیٰ ہونٹ بھیچ کر رہ گئی۔۔۔

یہ سب چھوڑو۔۔۔۔ دیکھو لیلیٰ میں کس وہ کو کسی بھی قیمت پر بس حاصل کرنا چاہتا ہوں وہ بس میرے پاس میری نظروں کے سامنے رہے یہی طلب ہے۔۔۔۔ اس لیے جلد سے جلد اپنا مشن پورا کر کے میں اُسے اپنے ساتھ یہاں سے لے جاؤں گا۔۔۔۔ داریم سلطان اچانک پلٹ کر اُسکے پاس آتا ہے چینی سے بولا۔۔۔

تمہیں لگتا ہے یہ اتنا آسان ہو گا؟؟ کس وہ کوئی عام کمزور سی لڑکی نہیں ہے جسے تم قابو کر سکو۔۔۔۔ لیلیٰ درد سے آنکھیں بند کرتی بولی۔۔۔

وہ سب میرا مسئلہ ہے اُسے کیسے قابو کرنا ہے یہ سب میں سوچ چکا ہوں اب جو میں

تم سے کہنے والا ہوں اُسے غور سے سنو۔۔۔

لیلیٰ اب اُسے دیکھتی چپ چاپ سب سننے لگی۔۔۔



صبح سے رات ہونے کو آئی تھی۔۔۔ کسوہ کے روم کا دروازہ جوں کا توں بند

تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے زہرہ کو اب سہی معنوں میں فکر ہونے لگی۔۔۔

وہ ٹھیک تو ہو گئی۔۔۔ کہیں اُسے کچھ؟؟؟ نہیں نہیں آپی ہمت نہیں ہار سکتیں؟؟ کیا

کروں بابا کی بھی صبح سے طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ السلام اللہ کر کے ابھی اُنکی آنکھ لگی ہے۔۔۔

اُسکے دروازے کے آگے چکر کاٹتی وہ سوچوں میں گم پریشان تھی جب کچھ سوچ کر وہ اُسکے روم کی چابی لاتی لاک باہر سے کھولنے لگی۔۔۔

آپی۔۔۔ دروازہ کھلنے پر اُسکا سامنا گھیرے اندھیرے سے ہوا تھا۔۔۔ دل جیسے بہت گھبرا رہا تھا۔۔۔ تبھی اُس نے کمرے کی لائٹس ہاتھ مار کر جیسی کھولی اُسکا دل سامنے کا منظر دیکھ کر دھک سے رہ گیا۔۔۔

آپی۔۔۔۔۔ وہ چیختی ہوئی آگے بڑھی اور فرش پر بکھرے اُسکے وجود کو اٹھانے

لگی جو نجانے کب سے یوں ہی بے حس و حرکت زمین پر پڑا تھا۔۔۔

کسوہ کی لڑکھتی گردن کو جیسے ہی اُس نے زمین سے اٹھایا زہرہ کا دل جیسے بند ہو گیا۔۔۔ وہ زور زور سے روتی اُسے آوازیں دے کر اٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

کسوہ کی ناک سے خون بہتا اُسکے سفید گالوں سے ہوتے فرش کو رنگین کئے ہوئے تھا جو ہلکا سا سوکھا ہوا تھا۔۔۔ شاید اُسے بہتے کافی وقت ہو گیا تھا۔۔۔ زہرہ یہ دیکھ کانپنے لگی۔۔۔ اُسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔ ایک پل کو اُسکے دماغ نے سوچا کہ صمیان کو فون کرے۔۔۔ وہ ایک واحد انسان تھا جو شاید دنیا کے کسی بھی کونے میں کیوں نہ ہوتا کسوہ کے لئے اُسے آگ میں گود کر بھی آنا پڑتا تو آتا۔۔۔ لیکن اس سے کہیں بہتر تھا کہ کسی ایسے انسان کو بلایا جائے جو اس خطرے سے نمٹ سکے۔۔۔

تبھی اُسے یاد آیا اُسکی سب سے اچھی دوست کی بہن جو ہال ہی میں ڈاکٹر کی جاب پر فائز ہوئی تھی اُس سے مدد لی جائے۔۔۔ زہرہ اٹھی اور اُس نے اپنی دوست کو مختصر حالات سے آگاہ کرتے اُسکی مدد مانگی۔۔۔

کچھ ہی دیر گزری تھی جب اُسکی دوست اپنی بہن کے ساتھ اُسکے گھر پہنچتی کسوہ کا چیک اپ کر رہی تھی۔۔۔ زہرہ کی روتی آنکھیں کبھی ڈاکٹر تو کبھی اپنی بہن کے زرد چہرے کو دیکھتی تڑپ رہی تھی۔۔۔

پریشان ہونے کئی ضرورت نہیں ہے زہرہ۔۔۔ انہیں کوئی بہت بڑا صدمہ لگا ہے جس سے اُنکی ناک سے بلڈ نکلنا شروع ہو گیا۔۔۔ یہ تو شکر کرو کہ یہ بالکل ٹھیک ہیں انکی ہارٹ بیٹ اور بلڈ پریشر بالکل نارمل ہے نہیں تو برین ہیمرج بھی ہو سکتا تھا۔۔۔ لیکن یہ ٹھیک بات نہیں۔۔۔ اگر ایسے ہی انکی حالت چلتی رہی اور اس بات کو وہ بار بار یاد کرتی اسٹریس لیتی رہیں تو یہ ہو سکتا ہے۔۔۔

میں کچھ دوائیاں لکھ دیتی ہوں۔۔۔ ان کے ہوش میں آنے کے بعد آپ یہ فوراً اسٹارٹ کر دیں۔۔۔ اور کوشش کریں ایک بار ہسپتال آ کر مجھ سے پراپر انکاپچیک اپ کروالیں میں کچھ ٹیسٹ بھی کر لوں گی۔۔۔ ایک پر چھی اُسکی طرف بڑھاتی وہ اٹھی اور اُسے سینے سے لگائے وہاں سے چلیں گئیں۔۔۔

زہرہ نے بے حد تکلیف محسوس کرتے کسوہ کے زندگی سے خالی بے نور بند آنکھوں اور چہرے کو دیکھا۔۔۔

آپ ایسے بنا لڑے زندگی کی پریشانیوں سے نہیں بھاگ سکتیں آپ۔۔۔۔۔ آپ تو میری سب سے اسٹرونگ آپنی ہو۔۔۔ آپ کو ہمارے لیے بھائی کے لئے خود کے لئے جینا ہوگا ہم سب کو آپکی ضرورت ہے۔۔۔ زہرہ پیار سے اُسکے بالوں کو پیچھے کرتی جھکی اور اُسکے ماتھے کو چوم گئی۔۔۔ اُسکی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں نے کسوہ کا چہرہ آہستہ آہستہ بھگوننا شروع کر دیا۔۔۔



میں کسی بھی صورت کسود کو ڈی ایس کے ہاتھوں نہیں سونپ سکتا۔۔ ایسا کیا کروں کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی ناٹوٹے۔۔۔ ڈی ایس تم نے بہت گندے کھیل رچائے جن میں مجبوراً بہت سے لوگوں کو تمہارا ساتھ دینا پڑا لیکن اب نہیں میں کسی بھی صورت کسود کو تمہارے ہاتھوں برباد نہیں ہونے

دونگا۔۔۔

دائم شاہ ادھر سے اُدھر کمرے کے چکر کاٹتا تیزی سے یہاں وہاں گھومتا کوئی حل ڈھونڈ رہا تھا۔ جب سے اُسے دائم کے خطرناک عزائم کا علم ہوا تھا تب سے وہ بے حد پریشان تھا۔۔ تبھی اسکا فون بجا۔۔ جسے بنا دیکھے وہ جان سکتا تھا کہ یہ فون کس کا ہوگا۔۔۔

ہیلو ڈی ایس۔۔ فون کان سے لگاتے وہ بے رخی سے بولا۔۔۔  
مائیکل پاکستان آرہا ہے ایک بہت اچھو رٹنٹ اور اہم مشن کو پورا کرنے کے لیے اُسکے ساتھ 6 آدمی بھی ہونگے اُسکے گروپ میں شامل جو نہایت خطرناک ہیں۔۔۔ تمہیں لیلیٰ کے ساتھ اُنہیں ریسو کر کے باحفاظت ہمارے پرائیویٹ فام ہاؤس پر لانا ہے۔۔۔

بظاہر وہ دکھنے میں عام اور سیدھے سادھے لوگ ہونگے جو تمہارے ریفرنس سے تمہارے بزنس پائٹرن بن کر مہمانوں کے طور پر یہاں آئیں گے۔۔ لیکن اصل



مقصد اس کے پیچھے کا صرف ہم لوگ جانتے ہیں۔۔۔ یہ کام ہو جانا چاہیے۔۔۔ 3  
دن بعد وہ لوگ پہنچ رہے ہیں۔۔۔ ڈی ایس اپنے باسی انداز میں حاکمیت سے کہتا  
فون ڈسکنیکٹ کر گیا۔۔۔

مر جاؤ تم۔۔۔ اللہ تمہیں نست و نابود کر دے شیطان۔۔۔ دائم نفرت سے بند فون  
کو بد دعائیں دیتا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔۔۔ وہ یہ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن مجبور کر دیا گیا تھا  
صرف 3 دن تھے اب اُس کے پاس۔۔۔ جس میں وہ اپنی تقدیر کا فیصلہ خود لکھ سکتا  
تھا۔۔۔ ایک ہاتھ میں اُسکے موت تھی تباہی تھی بربادی تھی تو دوسرے ہاتھ میں  
نجات تھی ڈی ایس کا خاتمہ تھا اور امن ہی امن تھا۔۔۔ اب اُسے فیصلہ یہ کرنا تھا کہ  
اُسے کیا چننا ہے۔۔۔



اس کا جسم بخار سے تپ رہا تھا۔ اس کا حلق جیسے کانٹوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ اپنی  
بھاری ہوتی آنکھوں کی پلکوں کو بامشکل کھولتے اُسے یاد آیا۔۔۔ اُسکا سہمی اب وہاں  
نہیں تھا جو اُسکے شفاف ماتھے کو چوم کر اُسکی حسین صبح کا آغاز کیا کرتا  
تھا۔۔۔ جس کے محبت بھرے لفظ اُسکے کانوں میں رس گھولتے اُسکے دل کی  
دھڑکنوں کو چھیڑ دیا کرتے تھے۔۔۔

دل جیسے ڈوب سا گیا۔۔۔ کمرے میں مکمل تاریکی تھی وہ بیڈ کو ٹٹولتے ہوئے زمین پر جا کھڑی ہوئی۔۔۔ اُسکی آنکھیں درد سے بھری تھی۔۔۔ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ وہ تاریک کمرے میں راستہ ڈھونڈ رہی تھی۔ مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں جانا چاہ رہی ہے۔۔۔

پھر اسے یاد آیا، وہ اپنے سہمی کے پاس جانا چاہتی تھی۔ اس نے دیوار ٹٹولتے ہوئے سوئچ بورڈ ڈھونڈ کر لائٹ آن کی، اور کمرے سے باہر آگئی۔۔۔۔۔ ہر طرف سناٹا تھا جیسے کوئی دنیا سے چلا گیا ہو۔۔۔ وہ اندازہ نہیں کر پار ہی تھی کہ دن کا کون سا پہر تھا۔ وہ آہستہ سے صمیان کے کمرے میں چلی گئی۔ صمیان وہاں نہیں تھا۔ اس کا سر بری طرح چکرار ہا تھا۔۔۔۔

اُسکے کمرے کے خالی پن کو دیکھتے وہ وہیں زمین پر بیٹھی پھر بچوں کی طرح اُسے پکارتی رونے لگی۔۔۔

تیز بخار کی حالت میں بھی وہ اپنے دل کے غم کو بھلا نہیں پار ہی تھی۔۔۔۔۔ وہ بلند آواز میں کارپٹ پر بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔۔۔ ایسے جیسے کسی نے اُسکا سینا چیر کر اُسکا دل کھینچ لیا ہو۔۔۔۔

اُسکے زور زور سے رونے کی آوازیں سنتی زہرہ بھاگ کے اوپر آئی۔۔۔ تو دیکھا وہ صمیان کے روم کے بیچوں بیچ اپنے دونوں ہاتھوں سے چہرے کو چھپائے ہوئے رو رہی تھی۔۔۔۔

زہرہ نے زندگی میں کبھی اُسے اس طرح بلند آواز میں روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ کل اس کی آنکھوں میں نمی تھی مگر وہ رو نہیں رہی تھی اور اب وہ اس پہر وہاں اُسکے روم میں بیٹھی اکیلی بچوں کی طرح رو رہی تھی۔۔۔۔۔

زہرہ کا دل اُسے اس طرح روتا دیکھتے تڑپ اٹھا، وہ بھاگ کر آتی اُسے اپنی باہوں میں بھر کر رو دی۔۔۔۔

اُسکا دل کیا وہ سکینہ سردار کو یہاں لائے اور دکھائے اُنہیں کہ اُنکی نفرت نے اس شخص سے کیا چھین لیا تھا۔ اُسکی بکھری حالت اور تڑپ دیکھ کر شاید اُنکا دل خوف سے توبہ کر لے۔۔۔۔۔

زندگی میں کچھ لمحے ایسے آتے ہیں جب آپ کو خود سے سخت نفرت ہو جاتی ہے۔ اور اس وقت دل یہ چاہتا ہے کہ ساری دنیا آپکو ملامت کرے آپ سے نفرت کرے آپ کو اُسی طرح ٹریٹ کرے جس طرح آپ نے کسی معصوم کے ساتھ ناجائز کیا ہو، اُسی طرح آپ پر پاؤں رکھ کر گزر جائیں جس طرح آپ نے کسی کو روندھا ہو۔۔۔۔

زہرہ یہ میں نے کیا کر دیا؟؟؟! میں کیسے اتنی بے رحم ہو گئی کہ اپنے جگر سے اپنی محبت اپنے سہمی سے اتنی سنگ دلی دیکھا گئی۔۔۔ مجھے مارو، تم مجھے مارو۔ "وہ اس کے ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر مارنے لگی۔

"تم مجھے گالیاں دو۔ میرے چہرے پر تھوک دو۔" زہرہ سے اب اُسے سبھالنا مشکل لگنے لگا۔۔۔ دونوں زار و قطار رونے لگیں۔۔۔

آہ۔۔۔ میں کیا کروں کے میرے سینے میں لگی آگ مجھے جلا کے اور افیت میں مبتلا کر رہی ہے یہ مجھے مار کیوں انہیں دیتی۔۔۔ جلا کر خاکستر کیوں نہیں کر دیتی۔۔۔ یا پھر ڈھونڈ کر لا دو میرے اس درد کی دوا کو۔۔۔ اُس سے کہو جا کر کہ مجھ کو نجات دے اس افیت سے۔۔۔ مجھے معاف کر دے۔۔۔۔۔ کسوہ ایڑیاں رگڑتی دھاڑے مار کر زہرہ سے لپٹی تڑپ کر رہی تھی۔۔۔

زہرہ نے اُسے سنبھالتے ہلکان ہوئے پیچھے پلٹ کر دہلیز کی طرف بے بسی سے دیکھا جہاں مصعب آنکھوں میں ڈھیروں آنسو لیے اپنے بکھرے آشیانے کو دیکھ رہے تھے جسے برباد کرنے والے بھی اُنکے سب سے قریبی عزیز رہے تھے۔۔۔

رولو میری جان جتنا رونا ہے رولو۔۔۔۔۔ کہ اب قسمت میں تمہارے رونے کے سوا کچھ نہیں بچا۔۔۔۔۔ کہ زندگی کی سب سے بڑی جنگ میں تم مات کھا گئی۔۔۔ منالو سوگ اور اس سوگ میں ہم بھی تمہارے ساتھ شراکت دار ہیں کیوں کہ اس

بربادی کی ساری وجہ ہم ہی رہے۔۔۔ مصعب آہستہ سے وہیں دہلیز پر بیٹھے اُسکے  
ساتھ رو دیئے۔۔۔

کہ کاش تم نے نامیری مانی ہوتی۔۔۔ کاش تم نے محبت ناکی  
ہوتی۔۔۔ کاش۔۔۔ مصعب بے بسی سے رو دیئے۔۔۔



ولد ار اور یزدان دونوں نے ہر ممکن کوشش کر لی کہ صمیان سے رابطہ ہو  
سکے۔۔۔ لیکن وہ ملتا ہی نہیں تھا۔۔۔ اُسکے سارے کانٹیکٹس ڈیٹ  
تھے۔۔۔ ولد ار نے چھپ کر اُسکے میس میں جا کر بھی معلومات کی اُسکا وہاں بھی  
کوئی آتا پتہ معلوم نہ چل سکا تھا۔۔۔ آخر کو وہ تھک گئے۔۔۔  
سکینہ سردار 2 دن سے کمرے سے ناتو باہر آئیں تھیں۔۔۔ ناکسی کو اپنے پاس آنے  
دیا تھا۔۔۔ ایسے جیسے اپنے گناؤں کے بیچ جکڑی وہ تنہا ہی اب جینا مرنا چاہتی  
ہوں۔۔۔

البتہ فاطمہ اور میمونہ گھر کے اس عجیب ماحول سے تھوڑا پریشان اور بے خبر  
تھیں۔۔۔

دوسری طرف دائم شاہ جلے پیر کی بلی بنا کسوہ کو دو دن سے ڈھونڈ رہا تھا جو نا آفس  
آ رہی تھی اور نہ فون اٹھاتی تھی ملائکہ نے بھی ہمیشہ کی طرح اُسکی غیر موجودگی  
سے لاعلم ہونے کا اظہار ہی کیا۔۔۔۔

روز بار وزڈی ایس کا پریشراُس پر بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔۔ جس سے وہ پاگل سا ہو  
کر رہ گیا تھا۔۔۔



س۔۔۔س۔۔۔سر۔۔۔۔ آہستہ سے چل کر آتا ایک دم سیدھا ہاتھوں کو کمر پر  
باندھے کھڑا ہوا وہ تھوڑا جھجک کر سامنے دیکھتا بولا۔۔۔۔

خالی خستہ حال دکھائی دیتا کمرہ جس میں لکڑی کی عام سی کرسی اور سادہ سی میز کے  
علاوہ جلتا ہلکا روشنی والا بلب جسکی مدھم سی روشنی میں اُسکا وجود دکھائی دے رہا  
تھا۔۔۔۔

اپنا بھاری جوتا دوسرے گٹھنے پر رکھے گردن کو پیچھے کی طرف پوری طرح جھکائے  
وہ در ماندہ سا آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔۔۔ اُسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے وہ کسی کے  
سفر سے شکست خوردہ سا لوٹا ہو۔۔۔ ایسے کہ بے جان سے پتھر کی طرح رات بھر  
وقت کی راہوں میں پڑا آتی جاتی ہوئی یادوں کی ہراک ٹھوکر سے ٹوٹ کر پاش پاش  
ہو گیا ہو۔۔۔۔



ایجنٹ 40 کو اُسے اس حال میں دیکھ کر کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔۔۔ سامنے بیٹھا وہ انسان جو چلتا تھا تو چٹانوں کی سی مضبوطی ہوتی چال میں۔۔ بولتا تو وقت تھم سا جاتا۔۔ جسکی آنکھوں کا سہر جادوئی سا۔۔ بڑے سے بڑے طوفانوں سے ٹکڑا

جانے والا۔۔ ہزاروں نوجوانوں کی انسپریشن۔۔ اُنکے خوابوں کا آئیڈیل۔۔ آج کس طرح اپنی ہی ذات میں ٹوٹا بکھرا سا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ سختیوں اور مشکلوں کو استقامت سے برداشت کرنے والا انسان جیسے ہلکی تیز ہوا کے چلنے سے بکھر گیا ہو۔۔۔

سر۔۔۔ ایجنٹ کو اچھا نہیں لگا تھا یوں اُسکے آرام میں خلل ڈالنا۔۔۔ وہ دو دن سے دن رات لگاتار سخت کام کرتا رہا تھا۔۔ وقت ملا تو چند ایک لقمے کھانے کے لے لیتا۔۔ ابھی بھی وہ ایک ضروری میٹنگ کی ڈسکیشن کر کے یوں ہی بیٹھا تھا جب ہلکی سی اُسکی آنکھ لگ لگی۔۔۔

ایجنٹ نے ہلکا سا ہاتھ آگے بڑھایا اور جو ہی اُسکے کاندھے پر رکھا وہ چونک کر ہلکا سا کسوہ نام پکارتا ایسے اٹھ بیٹھا جیسے کسی نے اُسے آسمان سے زمین پر پھینک دیا

ہو۔۔۔۔

اپنی سُرخ انگارہ آنکھوں سے وہ سامنے کھڑے ایجنٹ کو ایک پل کے لیے شاک سا دیکھنے لگا پھر نارمل ہوتا ایک گہرا سانس لیتا اپنی درد سے بو جھل آنکھوں کو مسلنے

لگا۔۔۔۔

ایجنٹ کو اُسکی یہ حالت دکھ سے بھر گئی۔۔ شاید نیند سے جاگنے پر وہ اُسے نہیں کسی اور کو اپنے پاس ایکسیکٹ کر رہا تھا۔۔۔۔

کیا بات ہے کوئی ضروری کام تھا؟؟؟ اپنی تھکی ہاری آواز میں وہ سامنے دیکھتا

بولا۔۔۔۔

سر۔۔ آپ مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے 2 دن سے اتنا زیادہ کام بھی کرتے رہے۔۔ آپ کو گھر جا کر آرام کرنا چاہیے۔۔۔۔ ایجنٹ اپنے دل کی بات جو وہ اُسکے لیے محسوس کر رہا تھا کہنے لگا۔۔۔۔

کیسا گھر؟؟ جس گھر میں رہتا تھا اُس گھر کے مکین نے مجھے دھتکار کے نکال دیا۔۔۔۔ میرا آسمان میری زمین سب چھین لی۔۔۔۔ میرا کچھ بھی نہیں رہا۔۔۔۔ اُسکے دل نے چپکے سے کہا جب کہ اُسکی آنکھیں درد میں ڈوبی صرف ایجنٹ کو دیکھ رہیں تھیں اور لبوں پر درد بھری مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

جرنل آفاق آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔۔۔ اُنکا آپ سے کوئی رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا اس لیے انہوں نے ہمیں یہ میسج آپ تک پہنچانے کو کہا ہے۔۔۔۔ اُسے خاموشی سے

اپنی طرف دیکھتا دیکھ کر ایجنٹ نے ضروری بات کی اور اجازت لیتا وہاں سے سر جھکا کر چلا گیا۔۔۔

صمیان نے سامنے ٹیبل پر پڑے اپنے بند موبائل کی طرف دیکھا۔۔۔ جس میں

اُسکی ایک حسین یادوں کا جہاں آباد رہا تھا۔۔۔ اُسکی بہت سی

تصویریں۔۔۔ میسجز۔۔۔ کالز۔۔۔ وائس۔۔۔ سب کچھ۔۔۔

وہ سب کچھ ڈیلیٹ کر دیا کرتا تھا سوائے اُسکی یادوں کے جنہیں وہ اکثر تنہائی میں گھنٹوں دیکھا کرتا۔۔۔

سینے سے ایک تھکن زدہ سانس بھر کر لیتا وہ اٹھا۔۔۔ ہاتھ روم آتا بیسن کانل کھولتا جھکا اور ڈھیر سار اپنی ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا منہ پر مارنے لگا۔۔۔ ایسے جیسے

اُسکے چہرے کی ساری پس ماندگی ڈپریشن اُداسی دور ہو جائے۔۔۔

اچھے سے چہرے کو دھونے کے بعد اُس نے ہاتھوں کو گिला کرتے اپنے گھنے بالوں میں

پھیرا اور سراٹھا کر سامنے لگے آئینے میں خود کو دیکھنے لگا۔۔۔

میرے دل پر تمہاری محبت کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے

بہت خیال رکھنے والے لیکن ناکافی ہیں

ان سے دل بہل تو سکتا ہے

سنجھل نہیں سکتا

میری سانسوں کی ہتھیلیوں پر پڑی ہوئی تمہاری یاد کی شبنم

بڑھتی جا رہی ہے

مجھے تمہاری دھوپ کی ضرورت ہے

ہلکی ہلکی مدھم مدھم

کوئل کوئل دھوپ

رات میں سو گیا

تو میرے خوابوں پر تمہارے رنگوں کے عکس اترے

جاگا تو دیکھا

میرے جسم پر تمہاری خوشبو پڑی ہے

میں چاہتا تھا

اسے ہتھیلیوں میں بھر کر چہرے پر مل لوں

مجھے لگتا ہے

میرے ہاتھوں پر بھی بوجھ ہے

کسی نادیدہ ناراضگی کا۔۔۔

اپنے قدموں پہ کھڑا ہوں لیکن

ایسا لگتا ہے زمیں تیری ہے

خود چنے ہیں درود یوار مگر  
ایسا لگتا ہے مکیں تیرا ہوں  
شکر کا ماتھا کبھی ٹیکوں تو  
ایسا لگتا ہے جبیں تیری ہے  
تو ہی تو بکھرا ہوا ہے مرے کمرے سے مری روح تلک  
آنکھ جھپکوں تو سلگ اٹھتا ہے بیمار پلک موت زدہ  
اپنے ہاتھوں سے کمائے ہیں کئی خواب مگر  
ایسا لگتا ہے تری آنکھ کی برکت تھی کہ  
خوابوں میں سراہوں کی کوئی بستی نہیں  
اک ترے درد کی بستی ہے جسے  
پوری دنیا پہ فضیلت ہے نگوں ساری کی  
جس جگہ سارے جہانوں کی نظر آتی ہے  
اک ایک جھلک موت زدہ  
کہکشاں، شمس و قمر اور فلک موت زدہ۔۔۔

اور نجانے کتنی دیر وہ خود کو آئینے کی آنکھ سے دیکھتا رہا۔۔۔ بڑھی ہوئی شیو گھنے  
بھگے بال۔۔۔ غم ورنج سے ستا یا سلگتا چہرہ۔۔۔ اس موت کی ٹھٹھرا دیتی اذیتوں  
میں بھی وہ بلا کا ہینڈ سم اور ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔۔

وہ آنکھیں جو اُس کی تھی لیکن کسی کے لمس سے محروم ہوئیں اُس سے روٹھیں  
تھیں۔۔۔ جن کی جلن اس بات کا ثبوت تھیں کہ وہ دیدار یار کے ناہونے پر درد  
سے سلگھ رہیں ہیں۔۔۔

اپنی سُرخ آنکھوں کو دیکھتے وہ ہلکا سا سینے میں درد محسوس کرتا مسکرا دیا۔۔۔  
اس وقت اگر وہ دشمن جان اُسے اس حال میں دیکھ لیتی تو تڑپ کر روز آرتھر بیل  
پیلے رنگ کا گلاب کی طرح اُسکے وجود سے لپٹ جاتی۔۔۔

اُسکے جاذب نقوش کو اپنے ہونٹوں سے چومتی۔۔۔ اُسکے بالوں میں انگلیاں  
پھیرتی۔۔۔ اُسکے ہاتھوں کو تھام کر اپنے چہرے پر پیار سے رکھتی اُسے اتنا دیکھتی کہ  
رات سے دن کر دیتی۔۔۔

اُسکی یادیں ایک بار پھر غلط وقت پر اُسے ستانے لگی۔۔۔ جنہیں مشکل سے جھٹکتا وہ  
تیزی سے باہر آیا۔۔۔



ایجنٹ 40 نے اُسے باہر آتا دیکھا۔۔ اُس نے 2 دن سے وہی کپڑے پہنے تھے۔۔۔ لیدر کی جیکٹ کو اوپر تک زپ لگاتا تھوں میں چمڑے کے گلوں اور سر پر ہیلمٹ پہنتا وہ بانک پر بیٹھ رہا تھا۔۔۔

ایجنٹ 40 میری غیر موجودگی میں تم ہر ایک چیز پر نظر رکھو گے کسی بھی قسم کا کوئی مسیج یا غیر ضروری بات محسوس کرو تو مجھے میس میں ان فورم کرنا۔۔۔ آرڈر دیتا وہ بانک تیزی سے وہاں سے بھاگ لے گیا۔۔۔



ڈی ایس بے چینی سے ادھر سے ادھر چکر کاٹتا تھا پر ڈھیروں بل لیے کسی گہری سوچ میں گم تھا۔۔۔

جب لیلا آہستہ سے چل کر اُسکے پاس آئی تو اُسکی اضطرابی کیفیت دیکھتی کڑھتے ہوئے بولی۔۔۔

کیا بات ہے اتنے پریشان کیوں ہو؟؟

کچھ نہیں مجھے ایک انسان کی انفارمیشن چاہیے تھی اُسی کا ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔۔ مصروف انداز میں کہتا وہ لیپ ٹاپ پر جھکا میل چیک کرنے لگا لیکن مایوس ہوتا پھر ٹہلنے لگا۔۔۔

کون؟؟؟ کس کی انفارمیشن؟؟؟ لیلا تجسس سے بولی۔۔۔

سمیان۔۔۔!!! صمیان خان۔۔۔ ابھی وہ اتنا ہی بولا جب لپ کی اسکرین پر نوٹی فیکیشن آتی دکھائی دی وہ جھٹ سے آگے بڑھتا اُس نوٹی فیکیشن کو جیسی کھول کر پڑھنے لگا اُسکا منڈ کریش ہو گیا۔۔۔ آنکھیں بند ہونا بھول گئیں۔۔۔ اور لب یوں ہی کھلے رہ گئے۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ نہیں ہو سکتا۔۔۔ صمیان آرمی۔۔۔ سلطان حیرتوں اور خوف میں ڈوبا پیچھے ہٹتا بے یقینی سے نفی میں سر ہلاتا بول رہا تھا۔۔۔ لیلیٰ پریشان سی اُسکی حالات دیکھتی اب خود اُس میل کو پڑھنے لگی۔۔۔ صمیان!!! یہ صمیان کون ہے؟؟؟ بے حد ہینڈ سم اور الیگنٹ سے فیس والے سو لجرز کی تصویر کو دیکھتے لیلیٰ پوچھے بنا رہا نہ سکی۔۔۔ اُسکی نظریں اب بھی اسکرین پر نظر آتے اُس چہرے پر ٹکی تھی جب اُس نے زوردار دھماکے کی آواز پر پلٹ کر پیچھے حیرانی سے دیکھا۔۔۔ سلطان اب کمرے کی ایک ایک چیز کو پاگلوں کی طرح توڑ پھوڑ رہا تھا۔۔۔ لیلیٰ بھاگ کر آتی اُسکا بازو کھینچ کر اُسے روکتی پُر سکون کرنے لگی۔۔۔ کون ہے یہ شخص آخر کیوں تمہیں یہ سن کر اتنا غصہ آگیا؟؟۔ لیلیٰ اب غصے سے تیز آواز میں بولی تھی۔۔۔

شوہر ہے۔۔۔ کسوہ کا۔۔۔ سلطان کے دھاڑ سے جواب دیئے جانے پر لیلیٰ کی تو جیسے سٹی گم ہو گئی۔۔۔

کیا؟؟؟ کسوہ شادی شدہ ہے۔۔۔ لیکن یہ بات ہمیں معلوم کیوں نا ہو سکی؟؟ اور تم یہ بات جانتے ہوئے بھی اُسکی محبت میں خود کو برباد۔۔۔ شاک پھر غصے سے وہ مزید کہتی اُسکا خون جلاتی جب ڈی ایس کے مضبوط پنچوں نے اُسکی نازک گردن کو اپنے ہاتھ کے شکنجے میں ضبط کرتے اُسکی بات وہیں روک دی۔۔۔

مجھے مزید غصہ مت دلاؤ لیلیٰ۔۔۔ نہیں تو میں سب کچھ بھول جاؤ گا۔۔۔ مجھے فرق نہیں پڑتا کہ وہ کیا ہے مجھے صرف وہ چاہیے ہر حال میں ہر قیمت پر اب وہ میری ضد ہے جنون ہے۔۔۔ اور جو اس راستے میں آئے گا میں اُس کو برباد کر دوں گا ختم کر دوں گا مٹا دوں گا۔۔۔

قہر بھرے انداز میں اُسکی بے یقین آنکھوں میں دیکھ کر کہتا ہاتھ کو پیچھے ایک جھٹکا دیا جس سے لیلیٰ لہراتی پیچھے کو گرتے گرتے پچی۔۔۔

لیلیٰ نے زور زور سے کھانستے ہوئے دکھ سے سلطان کو دیکھا جو ایک لڑکی کی خاطر اُسکی وفاداری اُسکا ساتھ سب بھلائے ہوئے تھا۔۔۔

سلطان نے جیب سے فون نکالا اور دائم شاہ کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔۔۔ تین بیلوں پر فون اٹھا لیا گیا۔۔۔

ہیلو۔۔۔

مجھے ابھی اور اسی وقت سلطان پیلس میں آکر ملو۔۔۔ سخت گیری سے اتنا کہتا وہ فون کاٹ گیا۔۔۔ اور اسکے ٹھیک ایک گھنٹے بعد دائم سلطان پیلس کے اندر تھا۔۔۔ کیا بات ہے مجھے اب کیوں یہاں بلوایا؟؟؟ بیزاریت لیے دائم جیسی بولا سلطان غصے سے اُسکی طرف بڑھا اور گریبان سے پکڑ کر اُسے صوفے پر گراتا دھاڑا۔۔۔ تمہیں معلوم تھا کہ وہ آرمی سو لجر ہے پھر بھی تم نے یہ بات مجھ سے چھپائی؟؟؟ کیا کرنا چاہتے تھے تم ہاں بولو؟؟؟ سلطان کا غصہ دیکھ دائم دنگ رہ گیا۔۔۔ جب کہ لیلیٰ دور کھڑی اُداسی سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

تم کس کی بات کر رہے ہو؟؟؟ میرا یقین کرو مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔۔ آخر کون آرمی سو لجر ہے؟؟؟ دائم ہکا بکا سا اُسے دیکھتا بولا۔۔۔

سمیان۔۔۔ سميان خان لغاری۔۔۔ وہ میجر ہے۔۔۔ جو میرے پیچھے لگا ہوا ہے۔۔۔ اور ہونہ ہو وہی ازاہ کہاں ہے یہ بھی جانتا ہو گا!!! بولو تمہیں معلوم تھا نا؟؟؟ اُسے زور کا جھٹکا دیتا سلطان بے حد غصے میں بولا۔۔۔ جبکہ دائم تو جیسے

صدے سے دو چار ہی رہ گیا۔۔۔

کیا۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ میجر۔۔۔ ہے۔۔۔ میرا یقین کرو مجھے اندازہ تو تھا کہ وہ کوئی عام انسان نہیں لیکن وہ۔۔۔ میجر ہو گا میں تو سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔ تبھی اُسکا



سلطان نے اُسکی اس عجیب بات پر بھنویں سکیرٹئی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔  
یہ ڈیل اُسی صورت ہوگی جب تم میری شرطوں کو مانو گے۔۔۔ اور جو میں تمہیں لا  
کر دینے کا وعدہ کر رہا ہوں وہ تمہارے لئے کسودہ سے کہیں زیادہ اہم ہے۔۔۔ دائم  
نے چالاکی سے رانی کا چھپا پتہ پھینکا تھا۔۔۔ سلطان تو بس اُسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔  
تمہاری بکو اس سننے سے اچھا ہے۔۔۔ سلطان نے بے حد غصے میں آ کر گن ٹریگر  
دبانا چاہا ہی تھا جب دائم زور سے بولا۔۔۔

ازاہ۔۔۔ میں تمہیں بدلے میں ازاہ لا کے دوں گا جسے تم ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔ دائم  
گھبرا کر تیزی سے بولا۔۔۔

اور سلطان وہ تو حیران ہی رہ گیا اُسکی گن کیسے نیچے ہوئی اُسے خود معلوم نہ ہو  
سکا۔۔۔ ازاہ۔۔۔ جنرل ذیشان کی بیٹی۔۔۔ سلطان مدھم آواز میں  
بولا۔۔۔ دوسری طرف لیلیٰ بھی جیسے اچانک بازی کے پلٹنے پر حیران رہ گئی۔۔۔  
تم جانتے تھے ازاہ کے بارے میں پھر کیوں مجھ سے چھپایا؟؟ ایک زوردار لات  
اُسکے سینے پر مارتا سلطان غصے سے چیخا۔۔۔ دائم دور جا گرا۔۔۔

میں جانتا تھا لیکن شاید میں اسی دن کے انتظار میں خاموش رہا۔۔۔ اب تم بولو  
سلطان۔۔۔ چاہو تو مجھے ماردو۔۔۔ لیکن یاد رکھنا ازاہ صرف تمہیں میں ہی لا کر  
دے سکتا ہوں۔۔۔ اور کسودہ کو تم میرے بنا حاصل کر نہیں



سکتے۔۔۔۔۔ بولو۔۔۔۔۔ ازاد چاہیے؟ کیوں کے کسود کو میں تمہیں کسی صورت نہیں  
لے جانے دوں گا۔۔۔۔۔ دائم اب پوری طرح بے خوفی سے اُسکے سامنے زمین سے  
کھڑا ہوتا بولا۔۔۔۔۔

سلطان کی آنکھوں میں دائم کو دیکھ کر انگارے بھڑکنے لگے۔۔۔۔۔ جب کہ لیلیٰ جانے  
کیوں اپنے آپ مسکرانے لگی۔۔۔۔۔ اُسے پہلی بار دائم اچھا لگا تھا۔۔۔۔۔  
ٹھیک ہے مجھے تمہاری ساری شرطیں منظور ہے بولو۔۔۔۔۔ سلطان نفرت سے گویا  
ہوا۔۔۔۔۔

کل صبح لیلیٰ مائیکل کو لینے اکیلی جائے گی۔۔۔۔۔ میں اُسی جگہ جہاں ہماری ساری ڈیلنگز  
ہوتی ہیں وہاں ازاد کو تمہارے حوالے کروں گا۔۔۔۔۔ اور تم تمام بندوبست کرو گے  
سہی سلامت مجھے اور کسود کو یہاں سے نکال کر دوسرے ممالک پہنچانے  
میں۔۔۔۔۔ بولو کرو گے۔۔۔۔۔ دائم بیڈ بوائے کی طرح مسکراتا بولا۔۔۔۔۔  
سلطان ایک پل کو سوچ میں پڑ گیا۔۔۔۔۔ اُسے کسی بھی صورت ازاد چاہیے  
تھی۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ سلطان نے اتنا کہا ہاتھ میں پکڑی گن کانچ کی میز پر  
پھینکی اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

دائم ہنستا ہوا کوٹ ٹھیک کرتا لیلیٰ کو دیکھنے لگا جہاں لیلیٰ ایک آنکھ دبا کر اُسے دیکھ کے  
مسکراتی چلی گئی۔۔۔۔۔



دل کے کس درتچے سے پکاروں۔۔۔۔۔ روح کی کونسی کھڑکی سے صدا  
دوں۔۔۔ گھر کا کونسا دروازہ کھول رکھوں۔۔۔ کونسی دیوار پہ چراغ سجاؤں۔۔۔ کہ  
تم لوٹ آؤ۔۔۔ اور دیکھو مجھے آ کے کہ میں ایسی جسکی تم بن کوئی امید، کوئی آس،  
کوئی چراغ، کوئی لوباقی نہیں رہتی ہے۔۔۔ بس رات رہ جاتی ہے۔۔۔ کالی، سیاہ رات  
جسکے کالے دکھ۔۔۔ دکھوں کے بھی کئی رنگ نیلے پیلے سنہرے اور سیاہ۔۔۔۔۔  
نئی نئی محبت کا دکھ سنہرا ہوتا ہے۔۔۔ جدائی کے دکھ کا رنگ کاسنی ہوتا  
ہے۔۔۔ بیماری کے دکھ کا پیلا اور نفرت کے دکھ کا نیلا، ڈسا ہوا، زہر بھرا۔۔۔ موت  
کا دکھ کالا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اس سے پہلے میں کاسنی رنگ سے کالا رنگ اوڑھ لوں تم  
لوٹ آؤ نا۔۔۔۔۔  
کہ اب تو رو کر میری آنکھیں بھی بے نور ہو گئیں وہ آنکھیں جنہیں تم محبت سے  
چومہ کرتے تھے اور کہتے تھے یہ تمہاری ہیں۔۔۔۔۔  
مانا کے میں نے تمہارے ساتھ غلط کیا۔۔۔ تمہارا یقین نہیں کیا۔۔۔ تم پر غصہ  
کیا۔۔۔ لیکن اللہ گواہ ہے دل سے نہیں کیا۔۔۔ تم تو اب بھی میرا لازوال عشق  
ہو۔۔۔ جس کے بنا میں ایک قدم ایک سانس بھی نہیں لے سکتی۔۔۔۔۔

کیا جان لے کر مانو گے؟؟ تو چلو جان ہی لے لو لیکن ایک بار تو آؤ۔۔۔ آ جاؤ کے شام  
ڈھلنے والی ہے مجھے اندھیرے ڈراتے ہیں۔۔۔

آج پھر وہ اُسکے کمرے میں بیٹھی اُسکی چھوڑی گئی ایک ایک چیز کو ہاتھ میں لیتی  
پاگلوں کی طرح روتی خود سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

جب ایک فائل سامانوں کے بیچ سے اچانک اُسکی گود میں آگری۔۔۔ ہاتھ کی پشت  
سے گالوں پر بہتے آنسو صاف کرتے اُس نے حیرت سے وہ فائل اٹھا کر کھولی۔۔۔

اور جیسے جیسے وہ اُسے پڑھتی گئی اُسکی حیرت کی انتہا نہ رہی۔۔۔ ہاتھ میں فائل  
پکڑے وہ ایسے اٹھ کر بھاگی جیسے سانپ نے ڈس لیا ہو۔۔۔

یہ سب کیا ہے بابا؟؟؟ اتنی بڑی بات آپ نے اور سہمی نے مجھ سے

چھپائی۔۔۔ ہاتھ میں پکڑی فائل مصعب کے سامنے کرتی وہ صدمے سے ڈوبی  
آواز سے بولی۔۔۔

مصعب نے ایک نظر اُسکے بکھرے اُجڑے حال پر ڈالی اور پھر اُس فائل پر۔۔۔ مجھے  
بتانے سے منع کیا گیا تھا۔۔۔ گہرا سانس لیتے دکھ سے بولے۔۔۔

اُس نے اپنے 10 پرسنٹ شیئرز بیچ دیئے۔۔۔ آج سے 5 سال پہلے اس بات کا مطلب  
آپ سمجھتے ہیں؟؟ یا میرے والد۔۔۔ اُس نے اتنا بڑا فیصلہ کر لیا۔۔۔ اور کسی کو معلوم  
بھی نہ ہو سکا۔۔۔ آپ نے بھی نہیں بتایا۔۔۔ آپ جانتے ہیں ایک شیئرز کی قیمت

کروڑوں کی ہے۔ اُس نے اپنے 40 پر سنٹ شیئرز میں سے 10 بیچ دیئے۔۔۔ اُس نے اتنے سارے پیسوں کا کیا کیا؟؟ بولیں بابا جواب دیں۔۔۔۔۔ آخر ایسی بھی کیا آفات آپری تھی؟؟ اپنے چکراتے سر کو پکڑے اب وہ جیسے ساری توانائی کھوتی زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔

ہماری کمپنی کے رولز کے خلاف ہے یہ جاننا۔۔۔۔۔ وہ اس کارائٹ رکھتا تھا۔۔۔ اصل میں اس کمپنی کے سب سے زیادہ شیئرز کا مالک بھی وہی تھا۔۔۔ ہم تو اپنی ذمہ داریاں نباہ رہیں ہیں بس۔۔۔۔۔ مصعب اُسکے پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھتے آرام سے اُسے سمجھاتے بولے۔۔۔۔۔ آپ اُسے باپ کی حیثیت سے ایسا کرنے سے روک بھی تو سکتے تھے۔۔۔۔۔ کسوہ نے دکھ سے باپ کی طرف دیکھا اور صرف اتنا بولتی اٹھ کر چلی گئی۔۔۔۔۔ مصعب کافی دیر تک خالی چوکھٹ کو دیکھتے رہے۔۔۔۔۔



رات کے بیچ کا پہر تھا۔۔۔ ہر طرف موت کی سناہٹ چھائی تھی جب وہ خوفناک خواب کے زیر اثر ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اچھل کر بیٹھتا گھرے سانس لینے لگا۔۔۔۔۔

ساکت نظروں سے اس نے یہاں وہاں دیکھ کر کچھ ڈھونڈنا چاہا لیکن ہر طرف  
اندھیرا تھا اور وہ خود ایک کُرسی پر شاید سوتا رہا تھا۔۔۔

خود کو پُرسکون کرتا وہ آہستہ سے اٹھا اور دروازہ کھول کر باہر جا بیٹھا وہ ایک خستہ حال  
گھر تھا جس کے تین لائن سے بنے کمروں کے باہر بڑا سا برآمدہ جو کچھا تھا جہاں ایک  
پرانی چارپائی رکھی تھی۔۔۔

تھک کر چارپائی پر گرنے کے انداز میں بیٹھتا وہ ماتھا مسلنے لگا پھر آہستہ سے اپنا بازو  
موڑ کر سر کے نیچے رکھتا لیٹ گیا۔۔۔ اس وقت اس بھوتیاد کھنے والے گھر میں  
اُسکے علاوہ اور کوئی نہیں تھا یہ گھر ایک سنسان بیابان جگہ پر خفیہ طور پر استعمال کے  
لئے بنایا گیا تھا۔۔۔

دور کہیں سے عجیب جانوروں کی رونے کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔۔۔ وہ سر  
اٹھا کر سیاہ آسمان کو دیکھنے لگا جہاں صرف ستارے ہی ستارے تھے چاند کے بنا بے  
نور اکیلے تنہا۔۔۔

دکھ سے اُس نے آنکھیں بند کر لی۔۔۔

کسوہ ہاتھ مت چھوڑنا دیکھو مضبوطی سے میرا ہاتھ تھام کر رکھنا میں تمہیں بچا لوں گا  
کچھ نہیں ہونے دوں گا تمہیں۔۔۔ صمیان خوف سے اُسکا ہاتھ اتنی زور سے پکڑے  
ہوئے تھا کہ اُسکے ہاتھ کی ہڈیاں ٹوٹنے لگی۔۔۔ اُسکے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر کسوہ کے

چہرے پر گر رہے تھے جو ایک ٹک معصومیت سے اُسے بس دیکھ رہی تھی اُسے اپنی جان کا ذرہ برابر خوف نہیں تھا لیکن وہ اپنی زندگی کا خوف اُسکی آنکھوں میں باخوبی دیکھ رہی تھی۔۔۔

سمی وقت پورا ہو گیا ہے۔۔۔ ہمیں جدا ہونا پڑے گا۔۔۔ دیکھو تم مجھے بچا تو سکتے ہو لیکن قسمت کو کچھ اور منظور ہے ہاتھ چھوڑ دو میرا۔۔۔ اپنی بھگی آواز میں وہ ٹوٹ کر درد سے بولی۔۔۔

نہیں۔۔۔ تم نہیں جاسکتیں۔۔۔ میں اکیلا کیا کروں گا۔۔۔ مجھے تمہارے بنا جینا آتا ہی نہیں۔۔۔ کوشش کرو میرا ہاتھ بس مت چھوڑنا میں تمہیں بچا لوں گا۔۔۔ وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔۔

جب اچانک کسوہ نے اپنا ہاتھ اُسکے ہاتھ سے آزاد کر لیا۔۔۔ کسوہ۔۔۔ وہ حلق کے بل اتنی زور سے چیخا تھا کہ اُسکی آواز دور دور تک گونجی تھی۔۔۔ اُس نے پھٹی آنکھوں سے اُسکا نور روشن چہرہ اندھیرے کنویں کی وحشتوں میں گم ہوتے دیکھا تھا۔۔۔

اُسکی بند آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرنے لگے۔۔۔ یا اللہ میری کسوہ کی حفاظت کرنا۔۔۔ اس خواب کی تعبیر سے جڑی ساری نحوست تو میرے حصے میں ڈال دے بس میری کسوہ کو محفوظ رکھ۔۔۔



اُسکا دل اب بھی اُس دشمن جان کے لیے دعا گو تھا۔۔۔ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی دل اُسکے نام کی تسبیح کر رہا تھا۔۔۔ اُسکی ایک نظر صورت کو دیکھنے کے لیے تڑپ رہا تھا اُس سے لڑ رہا تھا۔۔۔ عجیب تھا۔۔۔ اُسکے دھتکار دینے اُسکی سنگدلی دیکھنے کے بعد بھی اُسکے لیے دھڑک رہا تھا۔۔۔  
یا اللہ مجھے صبر دے۔۔۔ اور اس دل کو ہدایت۔۔۔



پیروں کو اوپر موڑے وہ صوفے پر بیٹھی بے سبب سامنے چلتے ٹی وی کے چینلز آگے بڑھائے جارہی تھی۔۔۔  
سامنے سے چل کر آتی زہرہ نے بڑی عجیب نظروں سے ٹی وی کی طرف دیکھا اور پھر گھوم کر آتی اُس شخصیات کو جس کو کیا دیکھنا ہے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔  
آپی ایک چیز کیوں نہیں لگا دیتیں۔۔۔ زہرہ یہ کہتی جیسی اُسکے برابر آ کر بیٹھتی بولی اُس نے دیکھا کس وہ کامر جھایا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور وہ اس ہوش مند دنیا میں جیسے تھی ہی نہیں۔۔۔

زہرہ نے دکھ سے اُسے دیکھا۔۔۔ تین دن سے لگاتار رو رو کر اُس نے اپنی حسین آنکھوں کا بیڑا غرق کیا ہوا تھا۔۔۔ یہ اُسکی آئیڈیل بہن کہیں سے نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ یہ تو کوئی بوسیدہ سا ایسا گھر معلوم ہوتی جس کی دیواریں خستہ حال بے

رونق۔۔۔ چھت ٹوٹی پھوٹی۔۔۔ اندھیرے میں ڈوبی۔۔۔ جسے باہر سے دیکھ کر  
لوگ دور ہی سے یہ کہیں کہ یہ تو کسی بھی وقت زمین بوس ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔  
ایسی ہی روتی رہو گی تو پھر کیسے اپنی پروہلم کو فیس کرو گی۔۔۔ تم ایسی تو نہ  
تھی۔۔۔ زہرہ پیار سے بولی۔۔۔

ہاں اُسکی محبت نے مجھے بدل دیا زہرہ۔۔۔ کیا کروں اب۔۔۔ کہاں جا کر ڈھونڈوں  
اُسے؟؟ سب جگہ دیکھ آئی۔۔۔ ہزاروں کالز کی۔۔۔ میسجز کئے۔۔۔ پتہ نہیں کہاں  
چلا گیا۔۔۔ مانتی ہوں میرا گناہ بہت بڑا ہے۔۔۔ لیکن ایسے اُسے ناراض تو نہیں  
ہونا چاہیے۔۔۔ ایک بار آجائے میں اُسکے پیروں میں گر کر اُس سے معافی مانگ  
لوں گی جو کہے گا جیسا کہے گا ویسا کرو گی۔۔۔ بس ایک بار وہ مجھے معاف کر  
دے۔۔۔ آنکھوں پر ہاتھ رکھتی وہ پھر سے رو دی۔۔۔

معافی مانگ لوں گی۔۔۔ کس نے کہا تھا اتنے لوگوں کے بیچ طلاق مانگنے کا۔۔۔ شکر  
کرو صمیان بھائی تمہارے معاملے میں دماغ سے نہیں دل سے کام لیتے ہیں اگر غصے  
میں آ کر خدا خواستہ وہ سچ مچ کچھ ایسا کہہ دیتے تو کیا کرتیں۔۔۔ مجھے تو لگتا تم وہیں مر  
جاتیں۔۔۔ اس لیے کہتے ہیں غصہ حرام ہے انسان کی عقل و شعور کو کھا جاتا  
ہے۔۔۔۔۔ زہرہ ٹھہرا منہ بنا کر اُسکی نقل اُتار کر کہتی اُسکا مذاق اڑانے

لگی۔۔۔ جس پر کسوہ نے ناراضگی سے اپنی سُرخ نم آنکھوں سے اُسے دیکھا۔۔۔

اب رونے سے تو کچھ نہیں ہونے والا اٹھواپنی حالت سدھارو کپڑے پہنو بالوں کو  
برش کرو اور وضو کر کے اللہ سے دعا مانگو کہ وہ سمیان بھائی کو سہی سلامت  
تمہارے پاس لے آئیں۔۔۔ تم بیوی ہو انکی۔۔۔ تمہارے اور انکے بیچ جو رشتہ ہے وہ  
بہت خوبصورت ہے جو اللہ کو بھی بہت پسند ہے۔۔۔ اللہ سے دعا کرتی رہو وہ  
سمیان بھائی کو جلد انشاء اللہ تمہارے پاس لے آئیں گے۔۔۔ پیار سے اپنی بہن  
کے آنسو صاف کرو وہ کسی بڑے کی طرح اُسے سمجھاتی بولی۔۔۔  
کسوہ کو اُسکی بات دل پر لگی وہ جھٹ سے اپنی جگہ سے اٹھتی چیل پہنتی اوپر  
بھاگی۔۔۔ زہرہ اُسے دیکھ کر ہنس دی۔۔۔  
اُسکی غصیل ضدی اور سر پھری بہن کو صمیان خان جیسا بڑے دل والا ہی سمجھا  
سکتا تھا۔۔۔ اگر صمیان کی جگہ غلطی سے اُسکی شادی دائم سے ہو جاتی تو اُسے پورا  
یقین تھا صبح شام دائم نے کسوہ سے خوب سلامتی لینی۔۔۔ دنیا کا کوئی بھی مرد کسوہ کو  
ہینڈل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا سوائے صمیان خان کے۔۔۔ اس معاملے  
میں صمیان خوش قسمت انسان تھا جو کسوہ جیسی لڑکی کی تمام محبتوں کا اکیلا وارث  
رہا۔۔۔ من ہی من وہ سوچتی مسکراتی رہتی جب اُسے موبائل کی رنگ کرنے کی  
آواز سنائی دی۔۔۔

ارے یہ تو آپنی کافون ہے؟؟ کسوہ کے بجتے موبائل کو ہاتھ میں اٹھاتے اُسے اسکرین دیکھی جہاں نمبر آرہا تھا۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔ فون اٹھا کر کان سے لگاتی اتنا ہی بولی۔۔۔۔

کسوہ کہاں ہو یار؟؟؟ حد ہو گئی تین دن سے نا آفس آرہی ہونہ کوئی فون ریسپو کر رہی نا کسی میسج کا جواب دے رہیں۔۔۔۔ یہاں میں سب کچھ اکیلا ہینڈل کرتا پاگل ہو گیا ہوں پلیز۔۔۔۔

میں کسوہ نہیں زہرہ ہوں۔۔۔۔ دائم کی حد سے زیادہ پیچیدگی اور نون اسٹوپ تقریر کو بیچ میں روکتے زہرہ جھٹ سے بولی۔۔۔۔

زہرہ!!! اوہ اچھا زہرہ پلیز میری کسوہ سے بات کرو اؤ بہت ارجنٹ ہے پلیز۔۔۔۔ دائم پہلے تو یاد کرنے لگا کہ زہرہ کون پھر کسوہ پے پورا فوکس کرتا منت سماجت کرتا بولا۔۔۔۔

زہرہ انکی آپس میں بات کروانے اٹھی صمیان کے روم میں آگئی جہاں کسوہ جانماز بچھائے زور و شور سے دعا کرنے میں مصروف تھی۔۔۔۔

یا اللہ میرے سہمی کو خیر و عافیت سے رکھنا جا بھی رہیں۔۔۔۔ اُسے میرے گناہ کی سزا مت دینا۔۔۔۔ تو تو جانتا ہے میں اس انسان سے کتنی محبت کرتی ہوں نہیں جی سکوں گی اس کے بنا۔۔۔۔ یا اللہ میرے شوہر کو میرے پاس واپس لے آ۔۔۔۔ میں وعدہ

کرتی ہوں پھر کبھی بتمیزی نہیں کروں گی۔۔۔ کبھی غصہ بھی نہیں کروں گی۔۔۔ چاہے میری غلطی بھی کیوں ناہو۔۔۔۔ میں سب سب کہنا مانو گی ایک بار بس ایک بار اُسے واپس لادے۔۔۔۔ بچوں کی طرح ہل ہل کر ہاتھ اٹھاتی وہ معصوم منہ بناتی دعائیں کر رہی تھی کہ ایک پل کو زہرہ بھی اُسے دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔۔۔ اُسے اپنی بہن کی دعا پر ڈھیر سارا پیار آیا۔۔۔۔۔

آپی آپکا بہت ضروری فون ہے۔۔۔ وہ اُسے ڈسٹرب تو نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن کسی کو انتظار کروانا بھی ٹھیک نہیں تھا اس لیے بیچ میں ٹوک گئی ورنہ کسوہ کی دعاء 1 گھنٹے سے کم کی ہر گز نہ تھی۔۔۔۔۔

کسوہ نے جھٹ سے منہ پر ہاتھ پھیرا اور جانمازا اٹھاتی غصے سے گھور کر زہرہ کو دیکھتی بولی۔۔۔ نظر نہیں آ رہا تھا میں اپنے شوہر کے لیے دعا کر رہی تھی۔۔۔ بول نہیں سکتی تھی کہ میں بزی ہوں۔۔۔ مجھے نہیں کرنی بات بند کر دو فون۔۔۔۔۔ ایک پل میں پھر روکھی ہوتی وہ خود غرضی سے بولی۔۔۔۔۔

آپی بات کر لیں ہو سکتا ہے کوئی بہت ضروری کام ہو۔۔۔۔۔ یہ لیں۔۔۔ زبردستی اُسکے ہاتھ میں فون پکڑاتے اُس نے میوٹ کا آپشن ہٹایا اور وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔ ہیلو۔۔۔ غصے سے جاتی زہرہ کو گھورتی وہ بے حد سخت لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

ہیلو کسوہ کہاں ہو یا ریلیز آفس آؤ بہت سا کام تمہارے بنا یوں ہی ادھور اڑا ہے۔۔۔ کافی فائلز پر تمہارے سائن چاہیے۔۔۔ بہت سے چیک ہیں جن پر تمہارے سگنیچر کی ضرورت ہے۔۔۔ میں اکیلا کیا دیکھوں پلینز کچھ وقت کے لیے یہاں آؤ۔۔۔ دائم اپنی بناوٹی آواز میں بے حد پریشان فکر مندی ظاہر کرتا ہوں۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے میں آتی ہوں۔۔۔ بیزارگی سامنے بنا کے فون کاٹی وہ الماری کی طرف آتی شال نکالنے لگی جب اچانک اُسے لگا اُسکا پیٹ اندر کی طرف زور سے کھینچنے لگا اور محسوس ہوا کوئی بہت تیزی چیز اُسکے حلق سے باہر آنے والی ہے وہ بھاگ کر باتھ روم میں آئی تب تک اُسکے اندر کا تھوڑا بہت زہرہ کی منت سماجت سے جتنا کھلا یا پلایا جو کچھ بھی تھا سب باہر نکل گیا۔۔۔ اتنی زبردست ومیٹ کے بعد اُسکی طبیعت جیسے نڈھال سی ہو گئی۔۔۔ جسم ڈھیلا سا ہو گیا۔۔۔ جیسے جسم میں طاقت ہی نہ بچی ہو۔۔۔ لیکن مرتی کیا نا کرتی ہمت کرتی اٹھی منہ ہاتھ دھویا۔۔۔ اور جانے کے لئے نکل پڑی۔۔۔

ان دو دنوں سے اُسکی یہ حالت تھی اور آج تو بہت زیادہ ہی ویک فیل کر رہی تھی۔۔۔ ہلکے ہلکے چکر بھی اُسے صبح سے آتے رہے تھے جنہیں وہ صمیان کی جدائی کے غم میں اگنور کرتی رہی۔۔۔



گھر سے باہر جانے سے پہلے وہ زہرہ کو انفورم کرنا نہیں بھولی تھی جس پر وہ کتنی اُسکی منت کرتی رہی بال بنانے کی لیکن وہ سب انور کرتی گاڑی میں بیٹھتی یہ جاوہ

جا۔۔۔۔



کیا یہ میم کسوہ ہے؟؟؟ انہیں کیا ہوا؟؟؟ یہ تو کافی بیمار لگ رہیں ہیں؟؟ مجھے یقین نہیں ہو رہا کیا ہماری شہزادی کو کسی کی نظر لگ گئی؟؟؟ اُسکے سارے ایمپلائز جو اُسکے مدح تھے۔۔۔ اُسکے چاہنے والے یوں اس طرح اُسے دیکھ حیران ہوتے چیمگوئیاں کرنے لگے۔۔۔ کچھ تو صدمے سے بول ہی نہیں پارہے تھے۔۔۔ ملائکہ اُسے تو لگتا جیسے کسی نے حسین گلاب کے پھول کو ٹہنی سے توڑ کر مسل دیا ہو۔۔۔ اُسکا کملا یا چہرہ اُداس ہلکوں کے پیچ ڈوبی ہر نی آنکھیں بکھرے چوٹی سے نکلتے بال سفید ہونٹ لاغر وجود پر شکن زدہ لباس۔۔۔ اُسے کہیں سے بھی اس ایمپائر کی وہ سی ای او نہیں ظاہر کر رہی تھی جس کی قیامت خیز ادا بنگ لہجہ اور غضب کی پر سنالٹی سے لوگ عیش عیش کراٹھتے تھے۔۔۔

کیسی ہو ملائکہ۔۔۔؟؟ اُسکے قریب آتی وہ بے حد مدہم آواز میں اُس سے بولی۔۔۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔ بالکل ٹھیک۔۔۔ آپ کیسی؟؟؟ صدمے سے چور لہجے میں وہ پھیکی مسکراہٹ سے اُسے دیکھتی وہ ٹھیک سے بول بھی نہیں پارہی تھی۔۔۔

میرا حال تو دیکھ کے ہی لوگ بتا دیتے ہیں۔۔۔ خیر کام کیسا چل رہا ہے۔۔۔ اچھے سے شال کو سر پر اوڑھے وہ اُس سے باتیں کرتی آفس میں جیسی داخل ہوئی اُسے دائم سامنے بیٹھا دکھائی دیا۔۔۔

سیدھا آتی بنا کچھ بولے یا اُسکی طرف دیکھے اپنی سیٹ پر آکر بیٹھتی سامنے رکھی فائلز کھول کر دیکھنے لگی۔۔۔

اور دائم اُسے تو لگا جیسے بچھونے ڈنگ مار دیا ہو۔۔۔۔۔ کسوہ کا حال دیکھتا وہ تو جیسے کچھ بولنے کے قابل ہی نہ رہا۔۔۔

کسوہ کیا ہوا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے کیا؟؟ اچانک حیرت پر قابو پاتا بولا۔۔۔ ہاں ٹھیک ہوں۔۔۔ جو بھی کام کروانا ہے کروالو۔۔۔۔۔ بعد میں مت

بولنا۔۔۔۔۔ اپنے ازلی روکھے پن سے وہ فائلز پر جھکی بے پرواہ اُس سے بولی۔۔۔ کام ہوتے رہیں گے پہلے یہ بتاؤ تمہیں کیا ہوا۔ ہے۔۔۔ دائم بے چینی سے بولا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ میں ان فائلز پر سائن کر چکی ہوں اور یہ چیک بھی تیار ہیں۔۔۔ باقی کا کام تم بھی دیکھ سکتے ہو ان چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے مجھے فون کھڑکا کر رونا بند کرو پلیز۔۔۔ ایسا لگتا ہے جیسے تمہیں کچھ پتہ ہی نہیں۔۔۔ اگر ان پرا بلمز کو تم فیس نہیں کر سکتے تو تمہیں کس نے یہاں تک پہنچا دیا!!؟؟ ہمیشہ کی طرح اپنی ٹف آواز میں کہتی ایک پل کو پہلی وحی کسوہ کا احساس دلا گئی۔۔۔

دائم ہر بار اُس سے کوئی نہ کوئی نئی بات سنتا منہ بنا کر رہ گیا۔۔۔ لیکن آج اُسکے پلین صرف اتنا نہیں تھا۔۔۔ وہ گہری نظروں سے اُسے دیکھتا سوچنے لگا۔۔۔ کہ کیسے اُسے روکے۔۔۔

کسوہ اپنی جگہ سے اٹھتی جانے والی تھی۔۔۔ جب ایک زوردار اُسے پھر چکر سا آیا جب وہ واپس اپنی سیٹ پر گرنے کے انداز میں بیٹھتی سر تھام گئی۔۔۔ کسوہ کیا ہوا تم ٹھیک ہو؟؟؟ دائم تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھتا اُسکے پاس آنے لگا جب کسوہ کا اٹھتا ہاتھ اُسے وہیں روک گیا۔۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں بس چکر سا آ گیا تھا۔۔۔ اس کنڈیشن میں بھی اُسے خود کے پاس آنے سے فوراً روکتی وہ کچھ دیر آنکھیں بند کرتی سیٹ پر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔

اور یہی سہی موقع تھا جو دائم کو قسمت سے ملا وہ تیزی سے اٹھا پانی میں جلدی سے وہ دوائی ملاتا کسوہ کے پاس لایا۔۔۔

لو پانی پیو تمہیں تھوڑا اچھا فیل ہو گا۔۔۔ گلاس اُسکے سامنے رکھتا بولا۔۔۔ کسوہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں اور پانی اٹھا کر کچھ گھونٹ حلق سے نیچے اتار گئی۔۔۔ جس پر دائم بے اختیار مسکرا دیا۔۔۔

کسوہ چلو میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے چلتا ہوں دیکھو ایسے خالی ہاتھ مت بیٹھو۔۔۔ بہت زمرہ داریاں ہے تمہارے کاندھوں پر۔۔۔ اٹھو شام۔۔۔ اب دائم اُس سے ضد کرنے لگا۔۔۔ جس پر کسوہ نے چیڑھ کر اُسکی طرف دیکھا اور پھر اٹھ گئی۔۔۔

ملائکہ جیسی مینجر کے ساتھ اندر آئی اُس نے دائم کے ساتھ کسوہ کو جاتا دیکھا تو پوچھ بیٹھی۔۔۔ میم آپ جارہیں ہیں؟؟؟

ہاں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں ہسپتال جارہی ہوں تم ایک کام کرو بابا کو انفرم کر دو اوکے۔۔۔ یہ کہتی کسوہ دائم کے ساتھ ایم ایس سے باہر نکل آئی۔۔۔ دائم پہلے تو تھوڑا گھبرا گیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو بھی معلوم ہو کسوہ اُسکے ساتھ جا رہی ہے لیکن پھر اُس نے سوچا جب تک اُنہیں کسی گڑبڑ کا احساس ہو گا وہ کسوہ کو لے کر بہت دور چلا گیا ہو گا۔۔۔۔۔

دائم اپنی گاڑی وہیں چھوڑتا کسوہ کی گاڑی کی طرف بڑھا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔ چار ونا چار کسوہ کو برابر میں آکر بیٹھنا پڑا کیوں کے اُس میں اب بالکل طاقت نہیں رہی تھی کہ گاڑی چلا سکے۔۔۔۔۔



سر میں ملائکہ بات کر رہی ہوں میم کسوہ کی طبیعت کچھ خراب ہو گئی تھی پھر وہ دائم سر کے ساتھ ہسپتال چلی گئیں اور کہا کہ آپکو انفورم کر دیا جائے۔۔۔ ملائکہ اُسکے جاتے ہی مصعب کو فون کرنے لگی لیکن اس وقت وہ ایک میٹنگ میں بڑی تھے جسکے 2 گھنٹے بعد جب اُسکی مصعب سے بات ہوئی تو اُسنے کسوہ کا پیغام مصعب کو پہنچا

دیا۔۔۔

واٹ۔۔۔ کسوہ آفس آئی تھی؟؟ مصعب حیران رہ گئے وہ دیکھ رہے تھے کہ تین دن سے وہ جس طرح صمیان کے لیے خود کو برباد کئے بیٹھی ہے اُس حال میں اُسکا کہیں بھی آنا جانا ٹھیک نہیں تھا۔۔۔

وہ کس ہسپتال گئی ہے؟؟؟ مصعب جلدی سے بولے۔۔۔

سر یہ تو مجھے اُنہوں نے نہیں بتایا۔۔۔ ملائکہ معصومیت سے بولی۔۔۔ جس پر مصعب جھٹ سے فون بند کرتے اب کسوہ کا نمبر ڈائل کرنے لگے۔۔۔ اس وقت مطلوبہ نمبر سے رابطہ ممکن نہیں برائے مہربانی کچھ دیر بعد کوشش کریں۔۔۔ آپریٹر کی آتی آواز پر مصعب حیران پریشان رہ گئے۔۔۔ یہ کیا حرکت ہے؟؟ کسوہ نے نمبر بند کیا ہوا ہے کیوں؟؟؟

سر مسئلے اب وہ دائم کا نمبر ملانے لگے جس پر اُنہیں اب ایک زوردار جھٹکا لگا جب سامنے آپریٹر کی آواز اُنہیں پھر سنائی دی۔۔۔

اب جیسے اُنکے سچ میں ہاتھ پیر پھل گئے۔۔۔ دل ڈوب گیا۔۔۔ یا اللہ کس وہ کیوں  
اپنے بابا کو پریشان کر رہی ہو۔۔۔ خود سے کہتے وہ زور سے اب اپنے مینیجر کو آواز  
دینے لگے۔۔۔

جی سر۔۔۔ مینیجر تیزی سے اندر آتا اُنہیں اتنا پریشان دیکھ کر حیران ہوا۔۔۔  
فوراً معلوم کرو کس وہ کس ہسپتال میں ہے؟؟ مصعب حکم صادر کرتے اب ادھر سے  
اُدھر چکر کاٹنے لگے۔۔۔ اُنکا چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔۔۔ سامنے لگی دیوار پر وقت دیکھا  
تو گھڑی 1 بج رہی تھی۔۔۔



دائم گاڑی چلاتا اب مسکراتا ہوا اُسے دیکھنے لگا۔۔۔  
کس وہ اپنی بھاری ہوتی پلکوں کو مشکل سے کھولتی اُسے دیکھنے لگی۔۔۔ اُسے اب پہلے  
سے کہیں زیادہ چکر کے ساتھ نیند بھی آرہی تھی۔۔۔ اُسکا ذہن اور جسم مفلوج ہوتا  
جا رہا تھا۔۔۔ بولنے کے لیے لب کھولے لیکن کچھ بولا بھی نہیں گیا۔۔۔  
سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا میں تمہیں اس خود غرض ظلم دنیا سے دور لے جاؤنگا  
ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ پھر ہم ایک ہو جائیں گے کوئی ہمیں جدا کر سکے  
گا۔۔۔ وہ پیار سے کس وہ کو دیکھتا بول رہا تھا۔۔۔



اور کس وہ جو اس حالت میں بھی اُسکے ایک ایک لفظ کو اچھے سے سن چکی تھی بے بسی سے بس کچھ پل اُسے دیکھتی رہی اُسکی آنکھ سے آنسو اب ٹوٹ ٹوٹ کر اُسکے گال پر بہتے چلے گئے۔۔۔۔ اُس نے اپنا کمزور ہاتھ اوپر اٹھایا اور اُسکے کولر کو پکڑنا چاہا۔۔۔ لیکن طاقت نہ ہونے کی بنا پر وہ ہاتھ ایک طرف لڑکھ گیا۔۔۔ آنکھیں اندھیرے میں ڈوب گئیں۔۔۔

اُسکے دل نے شدت سے اس وقت صمیان کو پکارا تھا۔۔۔ تیز ڈرائیو کرتے دائم نے ایک بار پلٹ کر اُسے دیکھا جو سیٹ پر سر رکھے آنکھیں موندے بے حس سی پڑی تھی۔۔۔۔ کس وہ کی طرف سے اب اُسے کوئی پریشانی نہیں تھی اُس نے جھٹ سے اُسکے بیگ سے اُسکا موبائل نکالا اور اُسکا فنگر پرنٹ لاک کھولتا ازراہ کا نمبر ڈھونڈنے لگا جو جلد ہی اُسے مل گیا تھا۔۔۔۔ بڑے سے درخت کے نیچے بیٹھی وہ اپنے سر کے اوپر ڈھیروں چھوٹی چھوٹی چڑیاؤں کو چیخچھاتے اور ادھر سے ادھر بھدکتے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔ جب سے ذیشان موت کے خطرے سے دوچار ہوئے تھے وہ تب سے اُنکے پاس میس میں اُنکے ساتھ رہ رہی تھی۔۔۔

وہ اب مزید اپنی وجہ سے اپنے بابا کو اور تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی اس لیے اُنکی تمام باتیں مان گئی۔۔۔ وہ ہر وقت آرمی سولجرز کی نگرانی میں رہتی۔۔۔ کالج باہر آنا جانا بھی اُس نے چھوڑ دیا تھا۔۔۔

آمنہ اب بھی اُسی گھر میں رہتی اُس کا انتظار کرتی تھیں ازاہ روز اُن سے بات کر کے اُنہیں تسلی دیا کرتی کہ وہ جلد اُن سے ملے گی۔۔۔ بس کچھ وقت سے اُسے کسوہ کی بہت یاد آرہی تھی لے دے کے ایک وہی تو اُسکی سچی دوست بچی تھی۔۔۔ لیکن اُس حادثے کے بعد جب اُسے پتہ چلا کہ صمیان وہی انسان ہے جس سے کسوہ محبت کرتی ہے اور وہی اُسکا شوہر بھی ہے تو قسمت کی اس ستم ظرفی سے ازاہ جیسے ٹوٹ گئی۔۔۔ وہ جانے انجانے طور پر دو محبت کرنے والوں کے بیچ آتی اُنکے راستے کا پتھر نہیں بننا چاہتی تھی اس لیے اُس نے کسوہ سے تمام کانٹیکٹ ختم کرتے خاموشی کی رہ لے لی۔۔۔

کسوہ کے اکثر آتے فون اور میسج کو وہ پوری طرح انور کر دیا کرتی تھی۔۔۔ اُسکا دل اب لوگوں سے بھرچکا تھا اُسے اپنی اکیلی تنہا اُداس زندگی یاد آتی تھی۔۔۔ اب بھی وہ اکیلی بیٹھی اپنی گزری زندگی کو سوچتی کھوئی ہوئی تھی جب اُسے فون بجتا سنائی دیا۔۔۔۔

اور جب نظر فون پر گئی تو حیران رہ گئی وہ کسوہ کی کال تھی جس ابھی وہ شدت سے یاد کر رہی تھی۔۔۔ بے اختیار فون اٹھاتی وہ کان سے لگا گئی۔۔۔

ہیلو کسوہ۔۔۔ اُسکی آواز میں بے پنہا خوشی تھی۔۔۔

ازا یہ میں ہوں دائم پلیر ازاہ جلدی یہاں آ جاؤ کسوہ کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی ہے۔۔۔ ہم ایک ضروری کام سے سائٹ پر آئے تھے لیکن اب اچانک یہاں آتے کسوہ کی طبیعت بگڑ گئی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اس لیے تمہیں مدد کو فون کر دیا پلیر جلدی یہاں پہنچو میں اکیلے اُسے سبھال نہیں سکتا ایڈریس تمہیں سینڈ کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ دائم کی پریشان آواز سننے ازاہ کا دل دھڑکنے لگا۔۔۔

می۔۔۔ میں آرہی ہوں۔۔۔ مجھے لوکیشن بھیجو۔۔۔ اتنا کہتی وہ فون کاٹ کر بھاگی تھی۔۔۔۔۔ دائم فون کان سے ہٹاتا مسکرا دیا تیرٹھیک نشانے پر جا کر لگا تھا۔۔۔ اُس نے گھڑی میں وقت دیکھا سو اگیارہ کا وقت تھا جب وہ آفس سے نکلا تھا تو گیارہ بج رہے تھے۔۔۔ ازاہ کو ٹھیک بارہ بجے وہاں ہونا تھا۔۔۔ اُسکا کام ہو چکا۔۔۔ اب ڈی ایس جانے اور ازاہ وہ تو اپنی کسوہ کو لے کر ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلے جانے والا

تھا۔۔۔



سوری مس لیکن آپکو یہاں سے باہر جانے کی اجازت نہیں۔۔۔۔۔ دروازے پر کھڑا  
سولجر سخت آواز میں بولا۔۔۔۔۔

تم ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے۔۔۔۔۔ میرا جانا بہت ضروری ہے ہٹ جاؤ کسی  
کی زندگی کا سوال ہے۔۔۔۔۔ سولجر کو زور سے دھکا دے کر ہٹاتی وہ غصے سے آگے  
بڑھتی دروازہ پار کر گئی۔۔۔۔۔

سولجر بیچارہ خاموش رہ گیا آخر کو وہ جرنل کی بیٹی تھی اور پورا حق رکھتی تھی اپنی  
آزادی پر وہ کتنا اُسے روک پاتا۔۔۔۔۔  
ازاہ نے رکشہ رکوا یا ایڈریس سمجھاتی چل پڑی۔۔۔۔۔



قریب 2 بجے صمیان جرنل ذیشان کے ساتھ کسی خاص مسئلے پر بات کرتا سامنے  
سے آتا دکھائی دیا۔۔۔۔۔

سر مس ازاہ آپکی غیر موجودگی میں یہاں سے چلی گئیں۔۔۔۔۔ کہہ رہیں تھیں کسی کی  
زندگی کو خطرہ ہے۔۔۔۔۔ وہ جیسی اندر آئے تھے ایک سولجر بھاگ کے وہاں آتا ذیشان  
سے بولا۔۔۔۔۔

کیا تم لوگوں نے اُسے جانے دیا؟؟؟ ذیشان حیرت سے بولے جبکہ صمیان گہری  
نظروں سے اُسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔

سر ہم نے بہت کوشش کی لیکن وہ بہت زیادہ ضد کر رہیں تھیں۔۔۔ سو لجر یہ کہتا  
سر جھکا گیا۔۔۔

یہ لڑکی۔۔۔ کیا کروں میں اُسکا۔۔۔ کچھ بتا کر گئی ہے بھی یا نہیں۔۔۔ یا کوئی بہانا بنا  
کر بیوقوف بنا گئی۔۔۔ ذیشان اب فکر مندی سے بولے۔۔۔

جی اُنہوں نے جاتے ہوئے صمیان سر کے لیے میج چھوڑا ہے۔۔۔ اب کے لاپرواہ  
کھڑا صمیان چونک کر اُسے دیکھنے لگا۔۔۔ ذیشان بھی تھوڑا حیران ہوئے۔۔۔  
کسوہ مصعب لغاری وہ اُنہیں کے پاس گئیں ہیں۔۔۔ اب کے سو لجر کی بات سُکر  
صمیان کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔۔۔ ذیشان کے پیچھے سے نکل کر ایک دم  
سامنے آتا وہ اپنی سر دسخت آواز میں بولا۔۔۔

کسوہ کو کیا ہوا؟؟؟ وہ اُسے کیسے جانتی ہے؟؟ کیا کہا اور اُس نے۔۔۔ صمیان کا لہجہ  
اتنا گھمبیر اور غضبناک تھا کہ سو لجر ز کے ساتھ ذیشان بھی ایک پل کو اُسے دیکھتے کے  
دیکھتے رہ گئے۔۔۔

سو لجر تو بیچارہ دونوں کی شکلیں دیکھنے لگا۔۔۔ جب ذیشان اشارے سے اُسے  
جانے کی اجازت دیتے صمیان کے کاندھے پر ہاتھ رکھ گئے۔۔۔

ازاہ کیسے کسوہ کو جانتی ہے؟؟؟ وہ کیوں گئی ہے اُسکے پاس کیا اُسے کوئی خطرہ ہے؟؟؟ صمیان اپنے حواسوں کو کھوتا ایک کے بعد ایک ایسے ذیشان سے سوال کرنے لگا جیسے کوئی دیوانہ ہو۔۔۔۔

صمیان ریلیکس۔۔۔ سنبھالو خود کو۔۔۔ ایسا کرو اُن کے کسی قریبی سے فون کر کے کیوں معلوم نہیں کرتے۔۔۔ ذیشان تھوڑا روب سے اُسے ڈانٹتے مشورہ دیتے بولے۔۔۔۔

صمیان نے خوف سے اُنکی شکل دیکھی اور جھٹ سے فون جیب سے نکالتا اُسے آن کرنے لگا۔۔۔۔

ایک۔۔۔ دو۔۔۔ تین۔۔۔ نجانے کتنی بار کسوہ کی ولدار یزدان مصعب نجانے کس کس کی اُسے کالز نوٹیفکیشن ملتی گئی۔۔۔ اتنے میسج کے ساری رات بھی اگر پڑھتا تو کم تھا۔۔۔۔ سب کچھ انکور کئے اُسے مصعب کا نمبر ملا یا۔۔۔۔

ہیلو صمیان۔۔۔ کسوہ کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔۔۔ میں اُسے سارے ہاسپٹل میں پتہ کروا چکا لیکن اُسکی کوئی خبر نہیں فون بھی بند جا رہا ہے۔۔۔ اُسکی ویسے بھی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔ صبح آفس کے لیے نکلی پھر ملائکہ سے پتہ چلا اُسکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو دائم اُسے اپنے ساتھ ہسپتال لے گیا۔۔۔ گیارہ بجے وہ آفس سے نکلے تھے اب 2 بجنے کو آئے ہیں نا کسوہ کا فون آن ہے نہ دائم کا۔۔۔۔ فون اٹینڈ



کرتے ہی مصعب کی بھیگی آواز سنائی دی۔۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ رورہے

ہیں۔۔۔۔

اور سمیان اُسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے اُسکے جسم سے روح کھینچ کر لی گئی ہو۔۔۔ ہاتھ  
بے اختیار کان سے ہٹا اُسکے پہلو میں جا گرا جس سے مصعب کی اب بھی آوازیں آتی  
سنائی دے رہیں تھیں۔۔۔۔ لیکن صمیان تو جیسے اپنے ہوش و حواس ہی کھو چکا  
تھا۔۔۔

ذیشان نے اُسکی حالت دیکھتے جھٹ سے فون اُسکے ہاتھ سے لیا اور خود مصعب سے  
بات کرنے لگے۔۔۔ جس پر اب اُنہیں بھی خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔  
گیارہ بجے دائم کسوہ کو لے کر آفس سے نکلا جبکہ کسوہ کی طبیعت خراب  
تھی۔۔۔۔ کچھ دیر بعد ازادہ کو فون کر کے بلوایا گیا یہ کہہ کر کہ کسوہ کی طبیعت ٹھیک  
نہیں۔۔۔۔ اب نازادہ کا فون آن ہے نہ دائم اور نہ ہی کسوہ۔۔۔۔  
3 گھنٹے ہونے کو آئے ہیں اور کسی کا بھی پتہ نہیں کہ اس وقت وہ کہاں ہیں اور کیسے  
ہیں؟؟؟

ذیشان تو جیسے ایک کے بعد ایک کڑی جوڑتے خود قیامتوں کی زد میں تھے۔۔۔۔  
مے۔۔۔ میں اُسے ڈھونڈتا ہوں۔۔۔ صمیان یہ کہتا بھی وہاں سے بھاگتا جب  
ذیشان تیزی سے اُسکا ہاتھ پکڑ کر روک گئے۔۔۔۔ کہاں ڈھونڈو گے۔۔۔ ہوش

سے کام لو صمیان۔۔۔ ابھی وہ اتنا ہی بولے جب کب سے خاموش اور ضبط کیے  
سمیان ایک دم پھٹ پڑا۔۔۔

زمین چیر کر دیکھوں گا آسمان میں بھی جا کر ڈھونڈنا پڑا تو ڈھونڈو گا۔۔۔ قیامت  
تک اُسے ڈھونڈو گا جب تک وہ مجھے مل نہیں جاتی اپنی آخری سانس تک ڈھونڈو گا  
اُسے؟؟؟ وہ اتنی زور سے چیخ کر بول رہا تھا کہ اُسکے گلے کی رگیں اُبھر آئیں  
تھیں۔۔۔ دماغ کی نسیں صاف طور پر ابھری ہوئی محسوس ہو رہیں  
تھی۔۔۔ آنکھیں تو جیسے انگارہ ہوں۔۔۔

ذیشان ہک دھک اُسکا یہ روپ دیکھنے لگے۔۔۔ صمیان آخر کس وہ کون ہے؟؟؟  
میری بیوی ہے۔۔۔ گہرے سانس لیتا وہ بے بسی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا اُسے کچھ  
سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔۔۔ ذیشان اُسکی بات سنتے ایک دم چپ رہ  
گئے۔۔۔



ازاد دائم کے دیئے ایڈریس پر جیسی پہنچی جہاں ویرانیت اور کھنڈر عمارت کے علاوہ  
کچھ بھی نہیں تھا اُس نے دور سے کسوہ کی بڑی سی گاڑی کو کھڑا دیکھا۔۔۔ رکشے  
سے اترتی وہ بھاگ کر اُسکی گاڑی کی طرف جیسی آئی فرنٹ سیٹ پر جو کچھ اُس نے دیکھا  
وہ اُسکے لیے ایک زبردست جھٹکا تھا۔۔۔

اُسکی آنکھیں پھٹی ہوئی اور ذہن طوفانوں کی زد میں تھا۔۔۔  
دائم کی گردن ایک طرف لڑکھی ہوئی تھی اور سر سے تیزی سے بہتا خون اس بات  
کی گواہی دے رہا تھا کہ دائم اب کبھی واپس نہیں آسکتا۔۔۔  
ازاہ نے دیکھا کسودہ دوسری سیٹ پر بیہوش پڑی ہے اُسکا چہرہ ایک دم پیلا اور مرجھایا  
ہوا سا ہے۔۔۔۔

اب اُسکے دماغ نے تیزی سے کام کرنا شروع کیا یہ ایک جال تھا جس میں ناصرف  
اُسے بلکہ کسودہ کو بھی ٹریپ کیا گیا تھا۔۔۔  
ازاہ بھاگ کر کسودہ کی سائیڈ آتی اُسکی طرف کا دروازہ کھولتی اُسے اٹھانے لگی۔۔۔  
کسودہ۔۔۔ کسودہ اٹھو۔۔۔ ازاہ زور زور سے اُسے جھنجھوڑ رہی تھی۔۔۔ کب اُسکی  
آنکھ سے آنسو پھسل کر اُسکے گالوں کو بھگونے لگے اُسے معلوم ہی نہ ہوا وہ تو بس  
کسودہ کی سلامتی چاہتی تھی۔۔۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے میری جان ابھی تو آئی ہو۔۔۔ تبھی کوئی پیچھے سے آتا بولا  
ازاہ کو لگا جیسے پیروں نے زمین پر کھڑے رہنے سے انکار کر دیا ہو۔۔۔ خوف سے  
پلٹ کر آواز کی طرف اُس نے جیسی دیکھا اُسکا سانس خشک ہو گیا۔۔۔  
ڈی ایس کھڑا اُسے ہی مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔۔۔

جانتی ہو میں نے تمہیں کتنا ڈھونڈا لیکن تم کہیں ملی ہی نہیں خیر اب مل گئی ہو تو آؤ  
چلو مل کر بیٹھیں گے باتیں کریں گے۔۔۔ ڈی ایس آنکھ دباتا اسکے سفید چہرے کو  
دیکھ ہنستا بولا۔۔۔۔

ڈی ایس تمہاری دشمنی مجھ سے ہے کسوہ کا کوئی قصور نہیں اسے جانے دو میں  
تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔۔۔ چاروں طرف ڈی ایس کے آدمیوں کو  
خوف سے دیکھتی ازاہ بولی اُسے اپنی نہیں اس وقت صرف کسوہ کی فکر تھی جس کی  
حالت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

کیسے جانے دو اتنی آرام سے تم دونوں کو جبکہ تم دونوں کو حاصل کرنے کے لیے  
میں نے کیا کچھ نہیں کیا اس دائم کو مارا مجھ سے ڈیل کرنے چلا تھا۔۔۔ کہتا تھا کسوہ  
کے بدلے ازاہ لا کر دوں گا۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ صرف ایک گولی کی مار تھی دیکھو کیسے پڑا  
ہے۔۔۔

کسوہ میری محبت ہے اسے تو میں ایسی جگہ لے کر جاؤں گا کہ اس میجر کے فرشتوں کو  
بھی کسوہ کی خوشبو نال سکے گی اور تم۔۔۔ تم سے تو بہت پرانا حساب باقی ہے میری  
جان جو چکتا کرنا ہے۔۔۔۔

ڈی ایس کی بات سنتی ازراہ سن ہو گئی۔۔۔ کیا؟؟؟ محبت وہ بھی کسود سے؟؟؟ ڈی ایس کیا بول رہا تھا کہیں وہ پاگل تو نہیں ہو گیا تھا۔۔۔ وہیں لیلیٰ نے بھی تڑپ کر پہلو بدلہ تھا۔۔۔

تم جانتے ہو وہ بیوی ہے کسی کی۔۔۔ سمیان تمہیں جان سے مار دے گا۔۔۔ ازراہ بھی اتنا بولی ہی تھی جب ایک زوردار چیز اُسے پیچھے سے ماری گئی درد کی ایک تیز لہر تھی جو اُسکے وجود میں پوری طرح پھیل گئی اُسے پیچھے کی طرف ہاتھ رکھتے سر کو گھمایا۔۔۔

جہاں لیلیٰ ہاتھ میں موٹی سی راڈ پکڑے اُسے ہی مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ ازراہ دھڑام کی آواز کے ساتھ زمین پر گری۔۔۔ اس سے پہلے وہ اپنے ہوش کھوتی اُس نے شدت سے اس وقت سمیان کو اپنی مدد کے لیے پکارا تھا۔۔۔۔۔ اٹھاوا سے۔۔۔ ڈی ایس حکم دیتا گئے آیا اور کسود کو اپنی باہوں میں بھرتا گاڑی کی طرف مڑا جہاں اُسکے آدمی کھڑے اُسکا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔۔

سمیان بھاگتا ہوا گھر آیا جہاں مصعب پریشان اور زہرہ کارور و کر برا حال تھا۔۔۔۔۔ اُس کے ساتھ ذیشان بھی آئے تھے۔۔۔۔۔ زہرہ نے جیسے ہی سمیان کو دیکھا وہ بھاگ کر روتی اُسکے پاس آتی بولی۔۔۔

بھائی آپی۔۔۔ انکا کوئی پتہ نہیں چل رہا پلینز انہیں ڈھونڈیں۔۔۔۔۔ زہرہ ہچکیوں کے  
درمیان روتی بولی۔۔۔

زہرہ رونا بند کرو اور پوری بات بتاؤ کسوا کہاں اور کس کے ساتھ گئی  
تھی۔۔۔ سمیاں تو بس جیسے اپنے ہوش ہی میں نہیں لگ رہا تھا تبھی ذیشان قریب  
آتے اُس سے بولے

پھر زہرہ نے شروع سے آخر تک انہیں۔۔۔ سب بتایا۔۔۔۔۔ کیسے دائم نے اُسے فون  
کر کے ارجنٹ

آفس بلوایا تھا اور پھر اُسکی طبیعت بھی کتنی خراب تھی۔۔۔

یہ سب سنتے سمیاں نے درد سے اپنی آنکھوں کو زور سے بند کیا۔۔۔۔۔ دائم تم ایک  
بار مل جاؤ میں نے تمہاری ہڈیاں گوشت سے الگ نہیں کر دیں تو کہنا۔۔۔۔۔ کسوا کو  
کچھ بھی ہوا تو میں تمہارا خاندان برباد کر دوں گا۔۔۔۔۔

ہمت سے کام لو سمیاں۔۔۔ دیکھ نہیں رہے دائم نے یہ سب پلین کیا تھا پہلے  
سے۔۔۔ اُس نے کسوا نا صرف بلکہ ازراہ کو بھی غائب کیا ہوا ہے ان تینوں کا کوئی  
نشان نہیں مل رہا ہمیں کسوا کی گاڑی کی لوکیشن معلوم کرنی ہوگی۔۔۔ ذیشان ہمت  
سے کام لیتے پروفیشنل انداز میں بولے۔۔۔۔۔



تبھی سمیاں بھی اب ہوش میں آتا دماغ سے کام لیتا سر ہلا گیا۔۔۔ یہ وقت غم  
منانے کا نہیں ایکشن لینے کا تھا۔۔۔

پھر کچھ ہی دیر میں وہ کسوہ کی گاڑی کی اُس لوکیشن پر پہنچ گئے۔۔۔ جہاں دائم کی  
لاش دیکھتے اب سمیاں کے ساتھ ذیشان بھی دنگ رہ گئے۔۔۔

جس آدمی کا اس سب میں ہاتھ تھا جس کی ہر کڑی اُس سے جڑتی تھی وہ مر گیا تھا

---

سمیاں غصے سے اُسکی لاش کی طرف بڑھا اور جنوں میں اُسے جھنجھوڑتا بولا۔۔۔ کسوہ  
کہاں ہے دائم بول کیا کیا اُس کے ساتھ بول میں تجھے ایسے مرنے نہیں دوں گا  
بول۔۔۔

اب تو ذیشان بھی حق دھک سے رہ گئے یہ دیکھ کے دائم مرچکا تھا اور کسوہ ازراہ اب  
بھی غائب ہیں۔۔۔

سمیاں پیچھے ہٹو وہ مرچکا ہے۔۔۔ ذیشان اپنے سو لجرز کے ساتھ اُسے قابو کرتے  
غصے سے دھاڑتے بولے۔۔۔

مصعب جو اُنکے ساتھ آئے تھے کسوہ کو ناپا کر اور دائم کی لاش دیکھتے رو دیئے۔۔۔۔  
اس کا کیا مطلب تھا کہیں دائم ڈی ایس کے ساتھ تو نہیں ملا ہوا تھا؟؟؟ ذیشان کے  
دماغ نے ایک دم تیز دوڑنا شروع کیا۔۔۔



-----

ایک زوردار تھپڑ جیسی اُسکے منہ پر مارا اُسکی تکلیف سے ازاہ اپنی آنکھ کھولتی تیز تیز  
سانس لینے لگی۔۔۔

ایک پل کے لیے اُسکی آنکھوں کہ آگے کئی تارے گھوم گئے۔۔۔ اُسکا ذہن  
مفلوج سا ہو گیا۔۔۔ اپنے چاروں اطراف نظر جیسی گھمائی اُسنے سامنے بیہوش کسوہ  
کو بڑی سی کرسی پر پڑے دیکھا۔۔۔

کسوہ۔۔۔ کسوہ اٹھو۔۔۔ ازہ اب تڑپ کر چیختی اُسے آوازیں دینے لگی۔۔۔  
ڈی ایس جوازاہ کے سامنے ہی کھڑا تھا یوں اُسے چیتا دیکھ ایک اور زوردار تھپڑ اُسکے  
نازک رخسار پر مارتا دھاڑا۔۔۔

مجھے بتاؤ ازہ تم نے میرے بابا کے ساتھ کیا کیا؟؟ کیا ہوا اُنکے ساتھ بولو۔۔۔ ڈی  
ایس اب پاگلوں کی طرح اُسے مار رہا تھا۔۔۔

نہیں بتاؤں گی کبھی نہیں بتاؤں گی چاہے تم میری جان لے لو تم کبھی جان نہیں پاؤ  
گے ڈی ایس کے تمہارے باپ کے ساتھ کیا ہوا۔۔۔ ازہ بے پنہا درد اور چوٹوں  
سے رستے خون کے باوجود بھی مسکراتی ہوئی بولی۔۔۔

ڈی ایس تیز تیز سانس لیتا اب اُسکا زور سے گلابا بتا بولا۔۔۔ تم بولو گی ازہ ذیشان تم  
بولو گی۔۔۔

تبھی دروازہ کھلا جس میں سے ایک آدمی جس نے وائٹ لیپ کوٹ پہنا تھا ہاتھ میں  
باکس اٹھائے اندر آیا اُس کے آگے چلتی لیلا سراونچا کرتی ایک ادا سے چل کر آتی  
کسوہ کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

کسوہ کسی بھی پل ہوش میں واپس آسکتی ہے ہمیں اسے ایک ڈوس دینا ضروری ہے  
۔۔۔ لیلا ڈی ایس سے بولی جبکہ اُسکی نظریں سامنے پڑی کسوہ کو ذہریلی نگاہوں سے  
گھور رہی تھی۔۔۔

ڈی ایس نے گہرا سانس لیا اور اپنا غصہ تھوڑا کم کرتا سر اثبات میں ہلاتا اجازت دے  
گیا۔۔۔ اس وقت کسوہ کا بیہوش رہنا ہی بہت ضروری تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ  
اُسے تھوڑی تھوڑی ڈر گزردے رہے تھے۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔ یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو۔۔۔ ایسا مت کرو۔۔۔ اپنے بندھے  
ہاتھوں کو بے بسی سے زور زور سے ہلاتی ازاہ اب رو رہی تھی اُنکی منتیں کر رہی تھی

۔۔۔

لیلا میں ایک ضروری فون کال کرنے جا رہا ہوں میری غیر موجودگی میں تم ان  
دونوں پر اچھے سے نظر رکھو اور ہو سکے تو اس لڑکی کا منہ کھلواؤ۔۔۔ باری باری دونوں  
پر نظر ڈالتا ڈی ایس وہاں سے چلا گیا۔۔۔

لیلیٰ کے چہرے پر ایک قاتلانہ مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔۔۔ کیوں نہیں میں ان دونوں کا ایسا خیال رکھوں گی کہ تم بھی حیران رہ جاؤ گے ڈی ایس۔۔۔ آگے بڑھتے اُس نے ایک زوردار لات گھما کر ازاہ کے پیٹ میں ماری۔۔۔

خون کا فوارہ تھا جو ازاہ کے منہ سے باہر آتا دھڑ دھڑ بکھر گیا۔۔۔ درد سے تڑپتی وہ زمین پر جھک سی گئی۔۔۔

اپنے آپ کو بہت طاقتور سمجھتی ہونہ میرے ہاتھوں کو کھولو پھر میں تمہیں بتاتی ہوں شیطان عورت کے اصل طاقت کیا ہوتی ہے۔۔۔ ازاہ غصے سے آنکھوں کو اٹھاتی لیلیٰ کی طرف پھنکارتی بولی۔۔۔

لیلیٰ اُسکی بات سنتی زور زور سے اب ہنس رہی تھی۔۔۔ ازاہ کی بات کا کوئی بھی جواب دیئے بنا اب وہ گھومی اور کسوہ کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔۔

اپنی آنکھوں میں نفرت کا جہاں آباد کیے وہ اب کسوہ کو ایک ٹک جنوں خیز تاثرات سے دیکھ رہی تھی پھر اُس نے اُس آدمی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔

وہ آدمی لیلیٰ کا اشارہ سمجھتا جلدی سے باکس کھولنے لگا پھر ایک چھوٹی سی بوتل باہر نکال کر سرینج کی مدد سے اُس دوائی کو بھرنے لگا۔۔۔

یہ سب دیکھ کر ازاہ کا دل اب منہ کو آنے لگا۔۔۔ بابا۔۔۔ سمیاں آپ لوگ کہاں رہ گئے خدا کے لیے جلدی آجائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ بہت دیر ہو جائے۔۔۔ اُسکی

آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرنے لگے۔۔۔ اس وقت وہ خود کو سب سے زیادہ کمزور اور لاچار محسوس کر رہی تھی۔۔۔

اُس کا جسم زخموں سے چور چور تھا لیکن اُسے اتنی تکلیف نہیں محسوس ہو رہی تھی جتنا کسوہ کو اس وقت بے یار و مددگار اس حالت میں پڑا دیکھ کر ہو رہی تھی۔۔۔ خبیث عورت کسوہ سے دور رہا گرا اُسے ہاتھ بھی لگایا تو اچھا نہیں ہو گا تم سب مرو گے۔۔۔ کسوہ خدا کے لیے تم ہی ہوش میں آ جاؤ۔۔۔ ازہرور ہی تھی تڑپ رہی تھی۔۔۔

اُس آدمی نے لیلیٰ کو وہ دوائی سے بھرا انجکشن پکڑایا جس پر لیلیٰ خوشی سے اُس سرخ کو دیکھتی اب ازہر سے بولی۔۔۔

جانتی ہو یہ اس وقت جو میرے ہاتھ میں ہے وہ کیا ہے۔۔۔؟؟؟ لیلیٰ اپنی خوبصورت آواز میں سرخ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

یہ زہر ہے جو جسم میں اترتے ہی انسان کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند آرام سے سلا دیتا ہے۔۔۔ کسوہ نے جو غلطی میرے اور ڈی ایس کے بیچ آ کر کی ہے اُس کی سزا تو بنتی ہے نہ۔۔۔۔۔



ازاہ آنکھیں پھاڑے لیلیٰ کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ کوئی بدروح ہو۔۔۔ پھر اُس نے نظر گھما کر کسوہ کے معصوم سے چہرے کو دیکھا جو اس سب سے انجان ابھی بھی آنکھیں بند کئے خاموش پڑا تھا۔۔۔

لیلیٰ آگے بڑھتی کسوہ کو وہ انجکشن لگانے لگی جب کسی نے زور سے اُسکا وہ ہاتھ دبویج لیا۔۔۔

لیلیٰ گھبرا کر سر اٹھاتی ابھی کوئی انجکشن لیتی جب کسوہ جھٹکے سے سیدھی ہوتی اپنے سر سے وہ تیز دھار کلپ جو ہمیشہ اُسکے بالوں میں لگا ہوا ہوتا نکال کر اُسکی نازک سی گردن پر پھیر چکی تھی۔۔۔

ایک پل لگا تھا بس کسوہ کو لیلیٰ کی اوقات یاد دلانے میں وہ کب سے ہوش میں آتی خود کو ڈھیروں ہمت دلاتی یوں ہی اچھے وقت کے انتظار میں پڑی تھی۔۔۔ لیلیٰ کے ہاتھ سے انجکشن چھوٹ گیا اپنی گردن سے بہتے خون پر ہاتھ رکھتی لیلیٰ پھٹی ہوئی خوف زدہ آنکھوں سے کسوہ کو دیکھتی پیچھے ہوئی۔۔۔

اب کسوہ اپنے پورے ہوش میں آتی سیدھی ہوئی اور ایک زوردار گھونسنہ گھوم کر لیلیٰ کے منہ پر ایسے مارا کہ وہ دور جا گری۔۔۔

وہ آدمی جو لیلیٰ کے ساتھ آیا تھا حیران رہ گیا اس سے پہلے وہ شور مچا کر سب کو الارٹ کرتا کسودہ تیزی سے اُس کے پاس آتی زور سے اُس کا منہ بند کرتی اُس کے سینے پر کئی وار کر گئی۔۔۔۔

ازاہ جو اچانک بازی پلٹ جانے پر حیران تھی کسودہ کو اب ٹھیک دیکھتی خوشی سے رو دی۔۔۔۔

کسودہ تیزی سے وہ انجیکشن اپنے ہاتھ دبو چتی ازاہ کے پاس آئی اور اُس کے ہاتھ کھولنے لگی تبھی دروازہ کھلا اور ڈی ایس اندر آیا



اُسی وقت کسودہ بھی تیزی سے گھومتی ڈی ایس کو دیکھنے لگی۔۔۔ لیکن وہ جلدی جلدی پوری کوشش کر رہی تھی ازاہ کو کھولنے کی۔۔۔  
ڈی ایس پر تو جیسے آسمان ٹوٹ پڑا۔۔۔ ی۔۔۔ ی۔۔۔ یہ کیا کیا؟؟ میری لیلیٰ کو مار دیا۔۔۔ صدمے سے ہکلاتے وہ زور سے زمین پر گرنے کے انداز میں بیٹھا اور کانپتے ہاتھوں سے لیلیٰ کی بے جان لاش کو چھونے لگا۔۔۔  
کسودہ۔۔۔ ہ۔۔۔ ہ۔۔۔ یہ کیا کر دیا؟؟ اب وہ زور سے چیخا اتنی زور سے کہ درود یوار کانپ اٹھی۔۔۔۔

کسوہ ایک نظریٹ کر اُسے دیکھتی پھر گھبراتی جلدی جلدی ازادہ کو کھول رہی تھی  
۔۔۔ اُس میں اب بھی دوائی کے اثرات موجود تھے جو اُسکی اینرجی مکمل طور پر بحال  
ہونے نہیں دے رہے تھے پھر بھی اُسے اپنی پوری کوشش کرتے ہمت کی اور خود  
کے ساتھ ازادہ کی بھی جان بچائی لیکن اب وہ پھر سے کمزور ہوتی جا رہی  
تھی۔۔۔۔ اُسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔ جسم ٹھنڈا ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ اور سر  
بھاری۔۔۔

تبھی ڈی ایس وحشی جنون لیے کسوہ کی طرف بڑھا اور زور سے اُسکے بالوں کو پیچھے  
سے پکڑتے کھینچ کر ازادہ سے دور کر گیا ازادہ کا ایک ہاتھ کھل چکا تھا۔۔۔ جب اُسکی  
بربریت دیکھتے ازادہ چیخنے لگی۔۔۔

چھوڑ اُسے کتے۔۔۔ چھوڑ دے اُسے۔۔۔  
تم سے محبت کی میں نے تم قابل نہیں تھی میری محبت کے اب تم بھی مرو گی کسوہ  
میں لیلیٰ کا بدلہ تم سے ضرور لوں گا۔۔۔ دانتوں کو آپس میں زور سے پیستے وہ گہرے  
سانس لیتا سفاکی سے بولا۔۔۔

میں تھوکتی ہوں تیری محبت پر۔۔۔ تیرے جیسا انسان مرد کہلانے کے بھی لائق  
نہیں۔۔۔ اور مجھے کہتا ہے میں قابل نہیں تیری محبت کے۔۔۔ تجھ جیسا انسان کبھی  
محبت نہیں کر سکتا۔۔۔ محبت دیکھنا ہے تو میرے سہمی کی آنکھوں میں دیکھو۔۔۔ محبت

اُسکی آنکھوں میں جیتی جاگتی نظر آتی ہے۔۔۔ سانس لیتی ہے۔۔۔ مگر بھی نئی  
زندگی لوگے ناتب بھی میرے سمی کے جیسی محبت نا کر سکو گے۔۔۔ کسوہ تکلیف  
میں بھی ہنس کر اُسکا مذاق اڑاتی اُسکے غصے کو اور بھڑکا گئی۔۔۔

ڈی ایس نے جھٹکا دے کر اُسے گھمایا اور سامنے کرتے ابھی ایک کھینچ کر تھپڑا سکے  
حسین رخسار پر مارتا جب کسوہ نے ایک ہاتھ سے اُسکا ہاتھ روک لیا اور دوسرے  
ہاتھ میں سرینج جو اُس نے سنبھال کر اپنے پاس رکھ لی تھی جلدی سے اپنی ٹراؤز کی  
جیب سے نکالتی سلطان کے دل میں گھونپ گئی۔۔۔

سلطان ہک دھک اپنے دل میں گھونپی سرینج کو پھر کسوہ کو دیکھتا کسوہ کو پیچھے کی  
طرف ایک زوردار دھکا دیا۔۔۔ کسوہ نے سرینج کی آدھی دوائی اُسکے سینے میں اتار  
دی تھی۔۔۔ جب وہ دور جاتی بری طرح گری۔۔۔ اُسکے گرنے سے منہ زمین پر  
لگتا اُسکا ہونٹ پھاڑ گیا۔۔۔ اور خون بہنے لگا۔۔۔

ازاہ سامنے کے خوفناک منظر کو دیکھتی اپنے دوسرے ہاتھ کو جلدی جلدی کھول  
رہی تھی۔۔۔ کیوں کے ڈی ایس کی حیوانیت اب اُسکی آنکھوں سے ٹپک رہی تھی  
وہ اب کسی کو بخشنے والا نہیں تھا۔۔۔

ڈی ایس نے سر بیج جھٹکے سے نکالی اور دور اچھا دی اب وہ کسود کی طرف خطرناک نتائج لیے بڑھا۔۔۔ کسود اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن پھر سے اپنی بگڑتی حالت کی وجہ سے نڈھال سی ہوتی زمین پر لیٹی تیز سانسیں لینے لگی۔۔۔۔

ڈی ایس اُسکی طرف جھکا اور اپنے ہاتھوں کے بیچ اُسکی نازک گردن دبوچتا طاقت سے دبانے لگا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ ڈی ایس چھوڑ دے اُسے۔۔۔۔ ازاد روتی اب اتنی گھبرا گئی کہ اُس سے اپنا ہاتھ بھی نہیں کھولا جارہا تھا۔۔۔۔

کسود کی سانسیں رکنے لگی۔۔۔ اُسکے کومل نازک پیر درد سے زمین میں رگڑے جانے لگے۔۔۔۔ اپنے لمبے ناخن وہ اُسکے ہاتھ میں گاڑتی خود کو آزاد کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔۔۔ لیکن ڈی ایس تو جیسے اُسکی ساری سانسوں کو روک دینے کے درپے تھا۔۔۔ حسین آنکھوں میں درد ہی درد لیے وہ اُسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

میں بتاتی ہوں۔۔۔۔ تمہارے باپ کا راز آج سے 7 سال پہلے جس ایس ایس کے لیے وہ یہ سب کر رہا تھا اصل میں وہی سب سے بڑا غدار تھا۔۔۔ وہ تمہارے باپ کو ہٹا کر خود کنگ بننا چاہتا تھا جو جال اُس نے تمہارے باپ کے لیے بچھا یا بد قسمتی سے وہ اُسی جال میں گر کر آرمی والوں کے ہاتھ لگ گیا۔۔۔۔ اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔۔۔ تمہارے باپ کو لگایہ سب آرمی نے کیا اُس نے بابا سے بدلہ لینے کے





ازاہ اب دیوانوں کی طرح ہنستی ڈی ایس کے دھواں دھواں چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

تو تم نے میرے باپ کو مارا۔۔۔ ڈی ایس تیزی سے اُس کے قریب آتا اب اُسے  
بری طرح مارنے لگا۔۔۔ تبھی تیز تیز فائر کی آوازیں ہر طرف گونجتی سنائی دینے  
لگی۔۔۔ باہر آسمان پر ہیلی کاپٹر بھی یہاں سے وہاں اڑتے دکھائی دینے  
لگے۔۔۔ لیکن ڈی ایس تو جیسے عقل و شعور ہی کھو چکا تھا۔۔۔ بھاری جوتوں کی  
آوازیں اب مزید قریب ہوتی سنائی دے رہی تھی۔۔۔

وہ اب بے رحمی سے ازاہ کو مارے جارہا تھا۔۔۔ تبھی ایک زوردار لات مارنے سے  
دروازہ دھاڑ سے کھلا اور جو انسان سب سے پہلے اندر آیا کمرے کا منظر دیکھتے جیسے  
اُس کا دل منہ کو آگیا۔۔۔

کسوہ نے پانی سے بھری آنکھوں سے آخری نظر دروازے کی سمت دیکھا اور ہلکا سا  
مسکراتی بولی۔۔۔ سمی۔۔۔ اُسکے بعد اُسکی آنکھیں بند ہو گئی۔۔۔

کسوہ۔۔۔ ہ۔۔۔ ہ۔۔۔ صمیان چیختا ہوا بھاگ کر اُسکے پاس آتا اُسکا وجود اپنی باہوں  
میں بھرتا ٹپ کر روتا بولا۔۔۔

نہیں تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتیں۔۔۔ کسوہ۔۔۔ آنکھیں کھولو۔۔۔ وہ اُسے  
جھنجھوڑ رہا تھا چیخ رہا تھا۔۔۔

سلطان جوازاہ کو بری طرح مار رہا تھا۔۔۔ اچانک وہاں بھاری تعداد میں آرمی  
سولجرز کو آتا دیکھتا شک رہ گیا۔۔۔ پھر جب اُس نے صمیان کو کسوہ کے لیے اس طرح  
روتا اور تڑپتا دیکھا تو ایک پل کو کسوہ کی وہ تمام باتیں اُسے یاد آنے لگی جو ابھی اُس نے  
اپنی محبت کے لیے کہیں تھیں۔۔۔

ازاہ جسے سلطان نے اس قدر زخمی کیا تھا وہ بھی زخموں سے چور وجود ہونے کے  
باوجود صمیان کا رونا کسوہ کے لئے تڑپنا دیکھتی اپنے سارے درد غم کی تکلیف کو  
بڑھتا محسوس کرنے لگی۔۔۔

اچانک اُس کا رونا چیخنا تھم سا گیا جب اُسکی نظر کسوہ کے ہونٹ سے بہتے خون پر  
گئی۔۔۔ وہ کسی گھائیل شیر کی طرح دھاڑتا غیض و غضب کا طوفان سینے میں بھرتا  
سلطان پر جھپٹا۔۔۔

تو نے میری کسوہ کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کی۔۔۔ اُسے تکلیف دی۔۔۔ درد  
دیا۔۔۔ اُس کا خون بہایا۔۔۔ اب میں تیرا وہ حال کروں گا کہ تو موت کی بھیک مانگے گا  
لیکن موت تجھے نہیں ملے گی۔۔۔ صمیان نے رکھ رکھ کر اُسکے منہ پر اپنے مضبوط  
مکوں کی برسات کے دی۔۔۔

سلطان کی ناک گال ہونٹ پورا چہرہ پھٹ کر لہو لہو ہو گیا۔۔۔ لیکن وہ رکا نہیں مارتا  
گیا اتنا کہ اُسکے کپڑے فرش سب خون سے بھر گیا۔۔۔

صمیان کے ساتھ آئی ٹیم میں ایجنٹ 40 بھاگ کر آتا ازاہ کو کھولنے لگا۔۔۔ جب کہ ازاہ کی نظریں صرف صمیان کو ایسے دیکھ رہیں تھی جیسے کتنی حسرتیں لیے ہوئے ہوں۔۔۔

وہ کتنی محبت کرتا تھا کسوہ سے۔۔۔ شاید دنیا میں اتنا والہانہ عشق کسی نے کسی سے کیا ہو۔۔۔ وہ تو اُسکی ایک نظر محبت کی بوند کو ترستی تھی۔۔۔ لیکن کسوہ کے لیے اُسکی سمندر سی محبت دیکھ کر ازاہ رو دی۔۔۔

تبھی ذیشان وہاں ہڑبڑا کے آتے صمیان کا پاگل پن جنون دیکھتے شاک رہ گئے۔۔۔ اس سے پہلے کہ صمیان اُسکے جسم کے گوشت کو چیرتی دیتا اُدھیڑ دیتا ذیشان تیزی سے آگے بڑھتے اُسے روکنے لگے۔۔۔ بس کر دو صمیان سنبھالو خود کو۔۔۔ تم اُسکی جان نہیں لے سکتے۔۔۔ ابھی ہمارا بہت سا کام ادھورا ہے جو اسے پورا کرنا ہے۔۔۔ ذیشان غصے سے اُسے جھنجھوڑتے بولے۔۔۔

وہ کسی بھی طور اپنے قابو میں آتا دکھائی نہیں دے رہا تھا ایک ہاتھ سے ذیشان کو پرے کرتے وہ بہت تیزی سے پھر سلطان کی طرف بڑھا اور اُسے بری طرح مسلنے لگا۔۔۔



ذیشان اٹھے اور ازراہ کے پاس آتے اُسکی زخمی حالت دیکھتے اشکبار ہو گئے۔۔۔ ازراہ  
پھر بھی مسکراتی اُنکے سینے سے جا لگی۔۔۔۔



ایمر جنسی روم میں وہ ڈاکٹر ز کے نیچے کھڑا تیز چلتی سانسوں اور انتہا کا خوف آنکھوں  
میں بھرے کسودہ کو دیکھتا کبھی اُس کا خون سے رستہ ہونٹ آہستہ سے صاف کرتا تو  
کبھی اُسکے بالوں کو سہلاتا۔۔۔ وہ ایک پل کے لیے بھی اُسکے پاس سے ہٹنے کو تیار  
نہیں دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

ڈاکٹر ز جو صمیان کی موجودگی میں اپنا کام ٹھیک سے نہیں کر پارہے تھے اُسکی ایسی  
حالت دیکھتے ہوئے اُنہیں کچھ کہنے کی بھی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔۔۔

میجرز پلیر۔۔۔ ڈاکٹر ضیاء جو میس کا بیسٹ ڈاکٹر اور یہاں کا اوپر تھا اور صمیان کے  
ساتھ اُسکے بہت اچھے تعلقات رہے تھے آہستہ سے اُسکے پاس آتا اُسکے کاندھے پر  
زور دیتا ہمت دلاتے بولے۔۔۔۔

اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ آپ سمجھ رہے ہیں۔۔۔ صمیان آنکھوں میں کسودہ  
کو کہو نادینے کا خوف لئے ضیاء سے بولا۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا ضیاء کیا چاہتا ہے۔۔۔

لیکن وہ روم سے باہر نہیں گیا بلکہ وہیں ایک طرف دیوار کے ساتھ لگتا کھڑا صرف اور صرف کسوہ کو دیکھنے لگا ایسے کے اگر اُس نے اپنی پلکیں جھپکی تو وہ اُسے ہمیشہ کے لیے کھودے گا۔۔۔

ضیاء کے لیے اتنا کافی تھا۔۔۔ وہ اس وقت کہیں سے بھی ایک ہوش مند سو لجر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ جو اُنکی بات آرام سے سمجھ جاتا اس وقت وہ کوئی دیوانہ عاشق معلوم ہو رہا تھا جو اپنے محبوب کے لیے بے چین تھا۔۔۔ وہ کسوہ سے دور ہٹتا اُنہیں کام کرنے کی آزادی دے گیا تھا یہی بہت تھا۔۔۔

نرس جلدی سے ٹریمنٹ شروع کرو۔۔۔ اور انکا بلڈ ٹیسٹ کے لئے بھجواو۔۔۔ ضیاء اب حرکت میں آتا جلدی اپنا کام کرنے لگا۔۔۔



ذیشان نے معصوب کو کسوہ کی اطلاع اُسی وقت پہنچادی۔۔۔ جس کے آدھے گھنٹے کے اندر مصعب کے ساتھ وُلدار اور پوری فیملی میس کے ہسپتال میں تھی۔۔۔

مصعب نے وُلدار کو بتادیا تھا کسوہ کے غائب ہونے کا دائم کی جب لاش اُنہوں نے دیکھی تھی تو وہ جیسے ڈھے سے گئے تھے۔۔۔ اب اس بات پر کوئی شک نہیں رہا تھا کہ کسوہ کی جان کو بہت بڑا خطرہ ہے۔۔۔



صمیان اور ذیشان کو جب ازراہ کے موبائل سے لوکیشن ملی تب انہوں نے مصعب سے گھر جا کر انکی طرف سے ملنے والی خبر کا انتظار کرنے کو کہا تھا۔۔۔

مصعب مرتے کیا نا کرتے انہیں بات ماننی پڑی تھی۔۔ یہ بات کوئی چھوٹی سی نہیں تھی جسے وہ چھپا لیتے تبھی انہوں نے گاؤں فون کر کے ساری بات وُلدار کو بتادی جسے سن کر وہ سب کے ساتھ فوراً ہی پہنچ گئے تھے۔۔۔

فاطمہ جس کی حالت پہلے ٹھیک نہیں تھی جب اُسے یہ خبر ملی کے کسوہ غائب ہے اُس نے رورو کر حال بگاڑ لیا تھا۔۔۔

اس طرح روتی رہو گی تو خود کے ساتھ بچے کو بھی نقصان پہنچاؤ گی کسوہ بالکل ٹھیک ہے کچھ نہیں ہوا ہے اُسے ابھی وہ ٹھیک ٹھاک باہر آ جائے گی۔۔ جانتی نہیں ہو اپنی بہن کو کتنی مضبوط ہے وہ۔۔۔ یزدان فاطمہ کو سنبھالتا دکھ سے اُسے دیکھتا بول رہا تھا۔۔۔

وُلدار بھی پریشان تھے جب کے مصعب تو ایسے بیٹھے تھے جیسے اُن میں زندگی رہی ہی نا ہوزہرہ بھی رورو کر بیچال سی بیٹھی تھی۔۔۔

مصعب صاحب سمجھالیں خود کو ایسے ہمت ہاریں گے تو بچیوں کو کون سنبھالے گا۔۔ ذیشان وہاں آتے اُنکے پاس بیٹھتے حوصلہ دلاتے بولے۔۔۔

جب ازراہ بھی آہستہ سے ذیشان کے ساتھ آتی زہرہ کے پاس اُسے گلے سے لگاتی بیٹھ گئی اور دعاء کرنے لگی کہ کسوہ کو کچھ نہ ہو۔۔۔۔۔ ذیشان نے اُسکی بینڈیج وغیرہ کروا دی تھی اُسے آرام کرنے کو کہا گیا تھا لیکن یہ وقت آرام سے زیادہ کسی کی زندگی کی دعا کرنے کا تھا۔۔۔۔۔

قریب ایک سے ڈیڑھ گھنٹے بعد ضیاء ہاتھ میں رپورٹ پکڑے حیران اُنہیں پڑھتے ہوئے صمیان کے پاس آیا جو دیوار سے لگا سہمی نظروں سے اب بھی کسوہ کی آتی جاتی سانسوں کو ایک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔۔

کسوہ پریگنٹ ہے؟؟؟ ضیاء نے بے یقینی سے سمیاں کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اب کہ صمیان نے نظریں گھوما کر ضیاء کو ایسے دیکھا جیسے وہ کوئی انوکھی زبان میں اُس سے بات کر رہا ہو۔۔۔۔۔

سمیان میں تم سے بات کر رہا ہوں۔۔۔ تم سن رہے ہو؟؟ کسوہ پریگنٹ ہے۔۔۔ اس رپورٹ میں اُسکی پریگنسی 2 ہفتوں کی بتائی جا رہی ہے۔۔۔ کیا تم جانتے تھے؟؟ اب کے ضیاء نے اُسے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا جو انتہا کی شاک کیفیت میں منہ کھولے صرف اُسے دیکھے جا رہا تھا پھر آہستہ سے گردن نفی میں ہلا دیا۔۔۔ اُسی پل اُسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے جنہیں ضیاء نے دکھ

سے دیکھا ضیاء بس چند سال ہی تو صمیان سے بڑا تھا۔۔۔ اور سمجھ رہا تھا کہ وہ کتنی محبت کرتا ہے اپنی بیوی سے۔۔۔۔

ہمت سے کام لو تمہیں ابھی بہت بڑی آزمائش سے گزرنا بھی پڑ سکتا ہے۔۔۔۔ اب جو میں کہنے جا رہا ہوں اسے حوصلے سے سننا۔۔۔ ضیاء یہ کہتا اُس کا کاندھا مضبوطی سے تھام گیا۔۔۔ صمیان کا دل اب زوروں سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔

کسوہ کو ایک خطرناک قسم کا زہر دیا گیا ہے جس میں کافی حد تک ڈر گزملائی گئی ہوتی ہے جس سے نہ صرف انسان کا جسم بلکہ دماغ بھی مفلوج ہو جاتا ہے کچھ گھنٹوں کے لیے۔۔۔۔ یہ بات اب واضح طور پر سامنے آئی ہے کہ اُسکی پریگننسی میں اُسے اس طرح کا کوئی زہر دیا گیا۔۔۔۔

میں یقینی طور پر تو ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن جتنا میرا تجربہ ہے اُس کے حساب سے مجھے لگتا ہے جتنا ماں کو نقصان پہنچا اُس سے کہیں زیادہ بچے پر اس کا اثر ہوا ہے۔۔۔۔ ہو سکتا ہے یہ پیدائش کے بعد جسمانی طور پر معذور ہو یا پھر

دماغی۔۔۔۔ ضیاء کہتا جا رہا تھا اور صمیان کو اپنے پیروں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

لیکن اللہ بہت بڑا ہے میرے یار۔۔۔ ہم تو وہی بتاتے ہیں جو سیکھا ہے۔۔۔ جتنا علم ہے۔۔۔۔ کرنے والی تو وہ ذات ہے۔۔۔ تم مایوس مت ہونا۔۔۔ دعاء کرنا اللہ رحم

کرے گا وہ تمہیں اولاد کی آزمائش سے نہیں گزارے گا۔۔۔ یہ کہتے ضیاء کی آنکھ سے بھی آنسو جھلک پڑے تھے۔۔۔

اور پھر جب یہ بات باہر بیٹھے لوگوں کو پتا چلی تو دل جیسے چر سا گیا۔۔۔ ناصرف مصعب وُلد ار کی آنکھوں میں آنسو تھے بلکہ پہلی بار یزدان کی آنکھیں بھی جھلک پڑی تھیں۔۔۔ اُس کا دل کسود اور سمیان کے لیے جس طرح سے تڑپ رہا تھا اُس کا احساس بہت تکلیف دہ تھا۔۔۔

اور ایک کونے میں بیٹھی سکینہ سردار اُنہیں تو ایسا لگ رہا تھا جیسے آج ضمیر کی عدالت لگی ہو جس میں اُنکے پاس کچھ بھی ایسا نہ تھا جس سے وہ اپنے گناہ سے بری ہو پائیں۔۔۔ منہ پر دوپٹہ رکھتیں وہ شدت سے رو دیں۔۔۔ کاش اُنہوں نے ایسا نہ کیا ہوتا کاش وہ اپنی انا کی جنگ میں اپنے بچوں کی محبت اُنکے رشتے کو بیچ میں نہ لاتیں۔۔۔ کاش آج کسود ٹھیک ہوتی تو اُس کا بچہ بھی ٹھیک ہوتا۔۔۔ ہائے یہ اُنہوں نے کیسا ظلم کر دیا اپنے جان سے پیارے پوتے پر۔۔۔ اُسکی پہلی اولاد اُنکے گناہ کا کفارہ ادا کرے گی۔۔۔ وہ کیا منہ دکھائیں گی اپنے رب کو۔۔۔ وہ اس وقت سب سے الگ اکیلی تھیں اُنکے گناہ ہے طرف سے اُنہیں کھاتے جا رہے تھے۔۔۔



کسوہ نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔ تو سامنے اُسکی آنکھیں دو محبت بھری  
آنکھوں سے جا ٹکرائی۔۔۔ جو صرف اور صرف اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ کسوہ کا  
ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں پکڑے وہ مسکراتا رہا تھا لیکن اُسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ  
کر گالوں پر گر رہے تھے۔۔۔

میں نے گناہ کیا۔۔۔ رونا تو مجھے چاہیے۔۔۔ سزا کی مستحق میں ہوں۔۔۔ میں  
تمہاری مجرم ہوں۔۔۔ میں نے قدر ناکہ۔۔۔ کسوہ اُسکی آنکھوں میں آنسو  
دیکھتی جیسے اندر سے جل اٹھی تھی۔۔۔ تڑپ کر ابھی وہ اتنا بولی جب صمیان زور  
سے اُسکے سینے سے لگتا سارے گیلے شکوے دور کر گیا۔۔۔

غلطی میری تھی۔۔۔ مجھے صبر سے کام لینا چاہیے تھا۔۔۔ مجھے اُس وقت تمہارے  
ہاتھ اور مضبوطی سے تھامنا چاہیے تھا۔۔۔ یہ سب میری غلطی ہے میں تمہارے  
معاملے میں اتنا جذباتی ہو گیا کہ کیوں تم نے خود کو مجھ سے جدا کرنے کا سوچا اور  
ناراض ہو بیٹھا۔۔۔ یہ سب میرا قصور ہے طوفانوں میں ہاتھ چھوڑے تو نہیں  
جاتے نا۔۔۔ لیکن میں تمہیں چھوڑ گیا تھا۔۔۔ میں تمہیں کھونے لگا تھا۔۔۔ یہ  
میری غلطی ہے۔۔۔ مجھے تمہیں پیار سے سمجھنا چاہیے تھا۔۔۔ میں ساتھ ہوتا تو  
کبھی تم پر آنچ نہیں آنے دیتا۔۔۔ تم نے تکلیف اٹھائی میری وجہ سے۔۔۔ یہ

میری غلطی ہے۔۔۔ اُسکے گرد مضبوط حصار باندھے وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر اُسکی گردن میں منہ دیئے روتا بول رہا تھا۔۔۔

آج بھی اُس نے کسوہ کا سار ابو جھاپنے کندھوں پر لیے اُسے آزاد کر دیا تھا۔۔۔

اب تم جیسا کہو گے میں ویسا کروں گی۔۔۔ میں بی بی سردار سے بھی معافی مانگ لوں گی۔۔۔ ایسے کپڑے بھی پہننا چھوڑ دو گی جو بی بی سردار اور یزدان برات کو پسند نہیں ہے۔۔۔ تم کہو گے تو ایم ایس سے ریزائن بھی دے دوں گی۔۔۔ تم بس اب مجھے کبھی بھی چھوڑ کے مت جانا۔۔۔ مجھے مار لینا غصہ کر لینا۔۔۔ لیکن دور نہ جانا۔۔۔ میں تمہارے بغیر جی نہیں سکوں گی۔۔۔ سمیان اس سے الگ ہوتا اس کا چہرہ پیار سے اپنے ہاتھوں میں بھرتا روتے ہوئے بھی ہنس دیا۔۔۔ جو چھوٹے سے بچے کی طرح شدت سے روتی نفی میں گردن ہلاتی اس سے فریادیں کر رہی تھی۔۔۔ اُس نے صرف 3 دن کی اُسکی جدائی میں اپنی کیا حالت بنالی تھی۔۔۔

بے اختیار اُسکے معصوم پیارے سے چہرے کو محبت سے چومتا اپنے سینے میں بھرتا بولا۔۔۔ تمہیں کسی سے کوئی معافی مانگنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے جس دل کی ملکہ ہو جس پر تمہاری حکمرانی وہ اپنی ملکہ کو کسی اور کے سامنے جھکتا دیکھے۔۔۔



تم وہی پہنو گی جو صرف مجھے پسند ہے۔۔۔ یعنی کسوہ کو پسند ہے۔۔۔ وہی کرو گی جو میں چاہتا ہوں مطلب کہ تم۔۔۔ اور تمہیں کس نے کہا کہ تم ایم ایس میں اب کام نہیں کرو گی؟؟؟ ایم ایس کو تم نے کھڑا کیا ہے وہ آج جو کچھ بھی ہے میری کسوہ کی بدولت ہی۔۔۔ جس دن کسوہ نے اُسے چھوڑا میں اُسکا نام اس روح زمین سے مٹا دوں گا۔۔۔ وہ صرف میری کسوہ کے پیروں کے نیچے جتنا اچھا لگتا ہے۔۔۔۔۔ اُسے تم سے کوئی نہیں لے سکتا۔۔۔۔۔

مجھے اب کسی کی پرواہ نہیں میں تمہیں لے کر دور چلا جاؤں گا۔۔۔ جو لوگ رشتوں سے زیادہ اپنی اناؤں کو اہمیت دیتے ہوں جن کے آگے کسی کا دل اُسکی خوشی سے بڑھ کر اپنی ضد پیاری ہو تو ایسے رشتے مجھے نہیں چاہیے۔۔۔ میرے لیے وہی کافی ہیں جو رشتوں کی خاطر جھکنا جانتے ہوں۔۔۔۔۔ جو عزت دینا جانتے ہوں۔۔۔۔۔ محبتوں کو قربانیوں کو سمجھتے ہوں۔۔۔۔۔ یہ کہتے اُسکے چہرے کے نقوش کھینچ گئے۔۔۔ اور آواز میں روکھا پن محسوس ہونے لگا۔۔۔

کسوہ نے سراٹھا کر بھیگی آنکھوں سے اُسکا چہرہ بڑے پیار اور چاہت سے دیکھتے پھر سے اُسکے سینے پر سر رکھتی اُسکے گرد مضبوط حصار باندھ گئی۔۔۔ اُسکے وجود کی خوشبو کسوہ میں پھر سے جان بھرنے لگی۔۔۔

اور پھر جب صمیان نے آہستہ سے پریگننسی رپورٹ اُسکی آنکھوں کے سامنے کی تو  
کسودہ کی حیرت کی انتہا ہی نہیں رہی۔۔۔۔ وہ خوشی سے روپڑتی اُسکے سینے سا  
جا۔ لگی۔۔۔ تبھی ہلکا سادروازہ بجا۔۔۔۔

دونوں نے جب سامنے دیکھا تو دروازے سے مصعب اُنکے پیچھے ولدار یزدان سب  
ہی ایک ایک کر کے آتے دکھائی دیئے۔۔۔۔  
مصعب توروتے ہوئے کسودہ کو سینے سے لگائے۔۔۔۔

بابا میں ٹھیک ہوں پلیر ایسے مت روئیں۔۔۔۔ ہلکی نم آنکھوں سے اپنے باپ کو  
پیار سے دیکھتی بولی۔۔۔۔ ولدار میمونہ سبھی نے آگے بڑھ کر اُسے پیار کیا دعائیں  
دی۔۔۔۔

میری بہنیں نظر نہیں آرہی؟؟ اُسنے باپ سے سوالیہ انداز میں پوچھا جبکہ یزدان کو  
بھی نادیکھ کر اُسے بہت دکھ ہوا تھا کم سے کم بہن کی حیثیت سے ناسہی بھائی کی بیوی  
کی حیثیت سے رسماً اُسکی خیریت پوچھنے آجاتے۔۔۔۔ نایزدان نانہی سردار۔۔۔۔ کوئی  
بھی نہیں تھا۔۔۔۔

مصعب جواب مسکرا رہے تھے۔۔۔۔ اُسکے سوال پر پریشان ہو گئے تبھی دھاڑ کی آواز  
سے دروازہ کھلا اور کوئی بہت سے غبارے ہاتھوں میں ڈھیروں پھول مٹھائیاں اور  
گفٹس پکڑے ہنستے ہوئے اندر آئے۔۔۔۔

کسوہ کو اتنی حیرت ناہوتی اگر جو صرف اُسکی بہنیں ہوتیں اُسے جھٹکا تو تب لگاجب  
فاطمہ زہرہ کے بھی سب سے آگے یزدان تھا جو غبارے لیے ہنستا ہوا اندر آیا  
تھا۔۔۔ صرف وہی نہیں کسوہ کے ساتھ صمیان بھی اب حیران ساسب کو دیکھ رہا  
تھا۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو بھئی۔۔۔ پہلی خوشی کسوہ اور صمیان کے ایک ہونے  
کی۔۔۔ دوسری خوشی کسوہ ٹھیک ہو گئی۔۔۔ اور تیسری خوشی میں تایا میری بیوی  
تائی۔۔۔ میرے بابا دادا میری اماں دادی اور میرے چچا نانا بننے والے  
ہیں۔۔۔ یا ہو۔۔۔ یزدان خوشی سے سرشار غبارے کسوہ کے ہاتھ میں پکڑاتا  
اُس کے سر پر ہاتھ رکھتا زور سے بولا پھر بے اختیار پاس کھڑے صمیان کو سینے سے  
لگاتے اب سب کو مٹھائی کھلا رہا تھا۔۔۔

واہ برات بڑے خود غرض نکلے۔۔۔ پارٹی بدل لی اتنی جلدی مجھے بھول گئے میں تو  
ڈبل خالہ بننے والی ہوں۔۔۔ اب زہرہ منہ پھلائے بولی جس کو ابھی نئی نئی بنی ٹیم  
کے سربراہ نے یاد ہی نہیں رکھا۔۔۔

یزدان بے اختیار ہنس دیا۔۔۔ جب فاطمہ اور زہرہ دونوں بھاگ کر آتیں کسوہ کو  
بھینچ گئی۔۔۔ سب ہنسنے لگے۔۔۔ ماحول ایک دم خوشگوار سا ہو گیا۔۔۔ جیسے  
غموں کے دیں پورے ہو گئے ہوں۔۔۔

تبھی صمیان آہستہ سے وہاں سے چلا گیا۔۔ اُسکے پیچھے کوئی دبے پاؤں دروازے کے اندر آتا ایک طرف کھڑے ہوئے حسرت سے سب کو دیکھنے لگا۔۔ جہاں سب ہنس رہے تھے کسوہ کو پیار کر رہے تھے۔۔

اچانک کسوہ کی نظر اُس طرف اٹھی اور وہ بے اختیار اُسے پکار گئی۔۔۔ ازاہ۔۔۔ اُس نے دکھ سے اُسکی ابتر حالت دیکھی جو زخموں سے چور تھی لیکن پھر بھی اُسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔

اچانک کسوہ نے اٹھنا چاہا جب فاطمہ اور زہرہ نے اُسکی مدد کرتے اُسے اٹھایا۔۔۔ وہ چلتی ہوئی کونے میں کھڑی اکیلی سی ازاہ کے پاس آتی اُسکے سینے سے لگ گئی۔۔۔ اب ازاہ سے رہا نہیں گیا اور وہ اُسے کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔ تمہیں اگر کچھ ہو جاتا تو۔۔۔ میں خود کو کبھی معاف نہیں کرتی۔۔۔ ازاہ اپنی بھیگی آواز میں بولی۔۔۔

اس میں تمہاری تو کوئی غلطی نہیں یہ تو قسمت میں ہونا لکھا تھا لیکن دیکھو ہم دونوں ٹھیک ہیں۔۔۔ کسوہ پیار سے اُسکے چہرے پر ہاتھ پھیرتی بولی۔۔۔ تبھی ذیشان بھی وہاں آتے سب کی طرح یہ منظر دیکھ کر تھوڑے غم زدہ ہو گئے۔۔۔

پھر کسوہ نے ازاہ کو اپنی فیملی کے تمام لوگوں سے ملوایا سب بڑی گرم جوشی سے اُس سے ملے جو ازاہ کے لیے بہت دلچسپ تھا۔۔۔



اُس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولنی چاہی جب درد کی ایک نہیں دو نہیں شدت ہی شدت تھی جو ہر جوڑ جوڑ سے طوفان کی طرح اُس کے جسم سے اٹھ رہی تھی۔۔۔۔۔  
اُس نے پوری آنکھیں کھول کر دیکھتے سمجھنے کی کوشش کی کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔۔۔۔۔ جب اُس نے ہاتھ میں لگی ڈرپ اور خود کو سفید بیڈ پر دیکھا تو سمجھ گیا وہ ہسپتال میں ہے اور زندہ ہے۔۔۔ اس کا مطلب ابھی اور اُس خون خار حیوان انسان کی افیت سہنا باقی ہے۔۔۔

خوف سے اٹھ کر بیٹھنا چاہا تو اُس سے ہلا بھی نہیں گیا وہ صمیان کے خیال سے ہی بھاگنے کی کر رہا تھا تبھی دروازہ کھلا اور جس انسان کو اُس نے خاموشی سے اندر آتا دیکھا اُسے دیکھ کر سلطان کی روح کانپ گئی۔۔۔

صمیان آہستہ سے اندر آیا اور دروازے کو لاک کر گیا۔۔۔  
دیکھو میرے پاس مت آنا۔۔۔ سلطان نے اُسے بے حد خوف سے دیکھا جسکی آنکھوں میں اس وقت زندہ انسان جیسا کوئی احساس نہ تھا۔۔۔ وہ اُسے موت کی دنیا کا وہ بدر روح لگا جو زندگیوں کو کھانے کے بعد بھی افیت دیتا ہو۔۔۔

سلطان اب پسینہ پسینہ ہو گیا اُسے سمجھ نہیں آیا کیا کیا جائے۔۔۔ اُس نے خوف سے ارد گرد کچھ ڈھونڈنا چاہا تبھی ایک تیز دھار قینچی اُسے برابر ٹیبل پر رکھی دکھائی دی جسے جھٹ سے پکڑتے اُس نے صمیان کی طرف وارن کرتے دکھائی۔۔۔

ایک پل لگا تھا صمیان کو اُس تک پہنچنے میں جب اُسی کے ہاتھ میں پکڑی وہ قینچی اُسی کے ہاتھ سے اُسے اُسکے کاندھے کے گوشت میں گھونپ دی۔۔۔  
دل خراش چیخیں اب سلطان کی پورے کمرے میں گونجنے لگی۔۔۔۔  
وہ ماں بننے والی ہے۔۔۔ پھر بھی تم نے اُسے ڈر گزردیا۔۔۔ اُسے تکلیف دی۔۔۔۔ اب بتاؤ کیا اتنی آسانی سے میں تمہیں معاف کر سکتا ہوں؟؟ میں تو تمہارا گوشت نکال کر تمہیں ہی کھلاؤ گا سلطان۔۔۔۔ تم نے میری کسوت کو درد دیا۔۔۔۔ وہ جس کے سامنے میں اونچی آواز میں بولنے سے بھی احتیاط کرتا ہوں۔۔۔۔۔ جس کے لیے میں ساری دنیا کی نرماہٹ اپنے اندر سمولیتا ہوں کہ کہیں ذرا سی بھی کوئی گنجائش نہ رہ جائے میری محبت کی انتہا میں تم نے اُسے درد دیا۔۔۔۔

آنکھوں میں وحشت بھرے اُسے قینچی اندر تک گھونپتے آہستہ سے گول گھمائی۔۔۔۔ سلطان کی دردناک آوازیں سنائی دینے لگی۔۔۔۔ اُسے ایسا لگا جیسے گوشت کاٹ دیا گیا ہو۔۔۔ اُسکی کاندھے کی ہڈی تک قینچی گھونپی گئی تھی۔۔۔۔ میں تمہیں روز ایسے ہی نئے نئے درد دوں گا۔۔۔ تم سوچ بھی نہیں سکو گے۔۔۔ تم ٹھیک ہو گے میں پھر آ جاؤ گا۔۔۔ لیکن اگر تمہاری وجہ سے میرے بچے پر آنچ بھی آئی ہوئی ہو گی نا۔۔۔ تو تم دیکھو گے سلطان جو میں تمہارا حال کرو گا۔۔۔۔ اب



صمیان درندگی سے زور زور سے قینچی اسکے گوشت میں طاقت سے مسل رہا تھا  
سلطان یہ درد برداشت نہ کر سکا اور بیہوش ہو گیا۔۔۔

سر جلدی چلیں۔۔۔ میجر صمیان سلطان کے پاس گئے ہیں ہم نے انہیں بہت روکنا  
چاہا لیکن وہ نہیں مانے۔۔۔ ہائی رینک کا ایک سو لجر بھاگ کر آتا ذیشان سے  
بولا۔۔۔

وہاٹ منع کیا تھا صمیان کو سلطان سے دور رکھنا۔۔۔ اس وقت اُس پر خون سوار  
ہے۔۔۔ اُسے کسی بھی قیمت پر اُسکے قریب نا جانے دینا تم لوگ اتنا بھی نہ کر  
سکے۔۔۔ ذیشان غصہ کرتے اب اُس طرف بھاگ رہے تھے جہاں سلطان کو نگرانی  
میں رکھا گیا تھا۔۔۔

دروازہ کھولو۔۔۔ ذیشان نے آرڈر دیا۔۔۔  
سر دروازہ اندر سے بند ہے۔۔۔ سو لجر کی بات سنتے ذیشان تو پریشان ہو  
گئے۔۔۔ دروازہ توڑو اس سے پہلے وہ سلطان کو مار ڈالے۔۔۔ ذیشان تیز آواز میں  
بولے جس پر 2 سو لجر نے دھکامارتے دروازے کا لاک توڑ دیا۔۔۔  
ذیشان جیسی اندر آئے تو حواس جیسے سلپ کر گئے۔۔۔ صمیان سلطان پر جھکا تھا اور  
سلطان کا خون بیڈ پر بھرتا ہی جا رہا تھا۔۔۔ انہوں نے پاس کھڑے سو لجر کو حکم  
دیا۔۔۔

جس پر وہ کھینچ کر اب سمیان سلطان سے دور کرنے لگے ڈاکٹر ز بھی آتے سلطان کو دیکھنے لگے۔۔۔۔

میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا سلطان کے پاس آنے سے۔۔۔۔ پھر بھی تم نے میرے آرڈرز بریک کئے۔۔۔ ہمیں سلطان زندہ چاہیے تھا صمیان تم اُسے نہیں مار سکتے۔۔۔۔ اب میرا آخری حکم ہے تم اس کے قریب بھی نظر نہیں آو گے۔۔۔۔ ذیشان اُسکی ویران آنکھوں میں دیکھتے سختی سے بول رہے تھے جس پر وہ انہیں ایک نظر دیکھتا سیدھا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔



2 دن بعد آج دوپہر کو ہی تو اُسے ہوش آیا تھا اور پھر ایک ساتھ اتنی خوشیاں اُسے مل گئی کہ جیسے سب ٹھیک ہو گیا۔۔۔۔ اُسکا سہمی اُسکے پاس تھا یزدان نے اُس سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگی تھی۔۔۔۔ اور اُسے کیا چاہیے تھا۔۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر وہ ماں بننے والی تھی۔۔۔۔ یہ دنیا کا سب سے حسین احساس تھا اُس کے لیے۔۔۔۔

کسوہ آنکھیں موندے لیٹی تھی سب کو گھر بھیج دیا گیا تھا کیوں کہ میس ہسپتال میں صرف ایک کے رکنے کی اجازت تھی اور صمیان سے بڑھ کر کون کسوہ کا خیال رکھ سکتا تھا۔۔۔۔

تبھی کسوہ کو اپنے چہرے پر کسی کا ہاتھ پھیرنا محسوس ہوا۔۔۔ اُس نے غنودگی میں جیسی آنکھیں کھولی تو سامنے سکینہ سردار کو دیکھتی حیران رہ گئی۔۔۔

وہ رو رہی تھیں اُن کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔

آپ رو رہی ہیں؟؟؟ کسوہ پریشان سی اُٹھنے کی کوشش کرتی بولی جب اُنہوں نے خود آگے بڑھ کر اُسکی اُٹھنے میں مدد کی۔۔۔

ہاں میرے گناہ اتنے بڑھ جو گئے ہیں۔۔۔ میں ہمیشہ انا میں جیتی رہی۔۔۔ ضد غصے کو خود پر حاوی کر لیا۔۔۔ اس لیے آج میں اکیلی رہ گئی۔۔۔ میں اپنے ہی بچوں کی خوشیوں کو کھا گئی۔۔۔ میری اولاد میرا یزدان میرا صمیان سب نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔۔۔ میں نے بہت غلط کیا۔۔۔ میں تو معافی مانگنے کے بھی قابل نہ رہی۔۔۔ وہ یہ کہتے رو بھی رہی تھیں۔۔۔

اُنہیں اس طرح روتا دیکھ کے کسوہ نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔

آپ نے جو بھی آج تک کیا مجھے کسی بات کا گلہ نہیں۔۔۔ آپ نے یزدان برات کو میرے خلاف کیا۔۔۔ مجھے دبانے کی کوشش کی ہمیشہ مجھے جھڑکا دھتکارا۔۔۔ نا صرف مجھے بلکہ میری بہنوں کو بھی۔۔۔ مجھے کوئی گلہ نہیں۔۔۔ لیکن !!!

آپ نے ہمیشہ اماں سرکار کو بیٹا نادینے کا طعنہ دیا۔۔۔ بابا اور اُنکے بیچ ایسی بہت سی ناراضگیاں کروائی۔۔۔ آپ کو پتہ ہے پھر بھی اماں سرکار نے آپ کو پوتا دینا کی ٹھانی جبکہ

ڈاکٹر نے اس بار اُنکی جان کو خطرہ ہے کہہ دیا تھا۔ پھر بھی وہ چاہتی تھیں کہ آپکو پوتا دیں۔۔۔ یہ بات آپکو کبھی معلوم ناہوتی جو اگر آج میں نا بتاتی۔۔۔ میں پھر کیا کرتی بی بی سردار۔۔ میں نے اکثر بیٹے کو لے کر اماں سرکار اور بابا کے بیچ جھگڑے ہوتے دیکھے۔۔۔ میرے دل میں آپکو لے کر ساری نرمی ختم ہوتی گئی۔۔۔ اُنکی جان جانا بیشک حادثہ تھی۔۔ لیکن آپ نے جواب کیا وہ میرے زخم بھرنے نہیں دیتے بی بی سردار۔۔۔

آپ نے میرے سہمی کو مجھ سے دور کرنا چاہا۔۔ اگر غصے میں آکر وہ مجھے 3 لفظ کہہ دیتا تو اس گناہ کا کفارہ آپ کیسے ادا کرتیں جو دو محبت کرنے والے دلوں کو آپ توڑتیں۔۔۔ میں تو شاید مر ہی جاتی۔۔۔ آپ نے اپنی ضد انا کی جنگ میں ہماری محبت کو آگ میں جھونک دیا تھا۔۔۔ کاش آپ آپس کی اس جنگ کو رشتوں سے دور رکھتیں۔۔۔

کسوہ کے ہونٹ کانپ رہے تھے آنکھیں برس رہی تھی۔۔۔  
آج پہلی بار وہ آہستہ آواز میں سکینہ سردار سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔  
آپکی اس نفرت کا اثر آنے والی نسلوں پر بھی پڑ سکتا ہے کیا آپ نے یہ سوچا؟؟؟ کیا آپ تب بھی یہ نفرت پھیلائیں گی جب یزدان برات کے یہاں بیٹی کی بیدائش ہو گی؟؟؟ اُسکے سوال پر سکینہ سردار تڑپتی نفی میں سر ہلانے لگیں۔۔۔

اور اگر میرے یہاں پہلے بیٹی پیدا ہوئی تو کیا آپ پھر سے سہمی کی شادی کسی اور سے کروانے کا سوچیں گی؟؟؟ کسوہ کے سوال سکینہ سردار کو شرم سے زمین میں گاڑھنے لگے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔۔۔۔

میں بری نہیں بس جذباتی ہوں۔۔۔ میں دل میں میل نہیں رکھتی مگر غصہ بہت کرتی ہوں۔۔۔ پر میں محبت بھی تو کرتی ہوں۔۔۔ مجھے پھر پتھر کیوں کہتے ہیں؟؟؟ میں موم بھی تو ہوں چھوٹی چھوٹی باتوں کو محسوس کرتی رو دیتی ہوں۔۔۔ اپنے درد دل میں دبا کر مسکراتی بھی ہوں۔۔۔ میرے اندر کے چھپے رنگوں کا جہاں سب کو نظر کیوں نہیں آتا؟؟؟ مجھے مغرور کہتے ہیں لیکن میں ایک مٹی کے انسان سے محبت بھی تو بے حساب کرتی ہوں۔۔۔

کسوہ اب کسی معصوم سے بچے کی طرح انہیں کہتی رو بھی رہی تھی جب سکینہ سردار اٹھ کر اُسے سینے سے لگا گئیں۔۔۔ کتنی دیر دونوں ایک دوسرے سے لگی روتی رہیں۔۔۔

جب اچانک دروازہ کھول کر آتا صمیان یہ دیکھ کر نہایت سنجیدہ ہو گیا اور واپس پلٹ کر چلا گیا۔۔۔

اُس کا دل اب ناجانے کیوں پتھر سا بن گیا تھا۔۔۔ اُسے اب کسی کے آنسوؤں کسی کی منتیں فریادیں سن کر رحم نہیں آتا تھا۔۔۔ وہ خود کو اتنا ظرف والا نہیں سمجھتا تھا کہ

معاف کر دے۔۔۔ پہلے بات اُسکی کسوہ کی تھی اُسکی محبت کی لیکن اب بات اُسکی  
محبت کے ساتھ اولاد کی بھی تھی۔۔۔۔

اُسے ایک بار پھر ضیاء کی وہ ساری باتیں یاد آنے لگیں اور آنکھیں سرخ ہو  
گئیں۔۔۔۔

کیا مجھے معاف نہیں کروں گے؟؟؟ تبھی سکینہ سردار وہاں آتیں اُسکے پتھر وجود  
اور سخت رویے کو محسوس کرتیں بولیں۔۔۔

جب بنا کچھ بولے بنا اُنکی طرف دیکھے وہ مڑا اور تیزی سے واپس روم میں چلا  
گیا۔۔۔ اُسکی اتنی بے رخی دیکھتیں وہ اندر تک کٹ گئیں۔۔۔۔ صمیان جسے  
اُنہوں نے اپنی اولاد اور یزدان سے بڑھ کر چاہا تھا آج وہ اس طرح اُن سے اجنبیت  
برت رہا تھا وہ یہ برداشت نہیں کر پار ہیں تھیں۔۔۔۔ لیکن یہی اُنکی سزا تھی شاید  
اب۔۔۔۔



بھئی اس خوشی کے موقع پر ہم گاؤں میں بہت بڑی دعوت کا اہتمام کرنا چاہتے  
ہیں۔۔۔ کسوہ اور صمیان کی شادی کی آنا و سمنٹ کے ساتھ اُنکا ولیمہ بھی ہو جائے گا  
اور خاندان میں دو نئے آنے والے مہمانوں کی خوشی بھی سیلیبریٹ ہو جائے



گی۔۔۔ وُلدار بے حد خوشی سے چیچک کر بولتے جیسے سب سے مشورہ بھی کر رہے تھے۔۔۔

جب زہرہ زور زور سے شور کرتی خوشی کا اظہار کرنے لگی مصعب بھی اس خوشی کے ماحول پر ہنس دیئے۔۔۔ مصعب کے گھر آج ہر طرف رونق ہی رونق تھی۔۔۔ کسوہ جو گھر آگئی تھی۔۔۔

لوجی جن کی خوشی میں ہم یہاں پلاننگ کر کر کے ہلکان ہو رہے ہیں وہ مجنوں لیلیٰ پھر کسی کونے میں تنہا بیٹھے اپنے دل کے پھپھو لے پھوڑ رہے ہیں۔۔۔ ارے ہم بھی انسان ہیں ہمیں بھی تو کوئی پوچھے۔۔۔ فاطمہ ریفریشنٹ کی ٹرالی گھسیٹتی وہاں آتی جیٹھانی کے روب میں بولی۔۔۔

یار خدا کے لیے کچھ دیر تو اُسے آرام کرنے دو۔۔۔ جب سے ہسپتال سے آئی ہے تم نے ناک میں اُسکے دم کر کے رکھا ہے۔۔۔ یوں نہیں بیٹھو۔۔۔ یہ کھاؤ۔۔۔ وہ کھاؤ۔۔۔ ایسے نہیں کرو۔۔۔ ویسے نہیں کرو۔۔۔ یزدان جواب تک چپ تھا فٹ سے کسوہ کی سائیڈ لیتا بولا۔۔۔

ہائے ہائے۔۔۔ آپکو بڑی لگ رہی ہے۔۔۔ فاطمہ منہ بناتی اُسے چائے پکڑاتی بولی۔۔۔ جس پر سب ہنسنے لگے۔۔۔



سُن یار مرے سلطان سَجن ♥  
ایمان سَجن، ایقان سَجن  
تُو شوخی میری باتوں کی ♥  
خُوش رنگِ حنا مرے ہاتھوں کی  
تُو جینے کا سامان سَجن  
دلدار مرے سلطان سَجن  
میں عشق کا روگ لگا بیٹھی ♥  
یہ ہجر کا جوگ، کما بیٹھی  
تُو وصل کا ہے عنوان سَجن ♥  
دلدار مرے سلطان سَجن  
تری بات کو خاص دلیل کیا ♥  
مَن نیلم، نیل و نیل کی  
تُو بھرم، دلا سہ مان سَجن ♥  
دلدار مرے سلطان سَجن  
اِس مَن مُشکات کا دیپ ہے تُو ♥  
مَن ابرِ نیساں، سیپ ہے تُو

مربوط تجھی سے جان سَجَن ♥

دلدار مرے سلطان سَجَن

فُرقت میں کا جل پھیلا سا ♥

میں رات کا آنچل میلا سا

تُو چاند کا روشن دان سَجَن

دلدار مرے سلطان سَجَن ♥

تری تسبیحات سے ہی مہکا

مَن مَدھر، سُرِیلا، مدھ ماتا

مَبہوت ہوں میں، حیران سَجَن ♥♥

وہ اُسکی گود میں سر رکھے آنکھیں بند کیے لیٹا تھا جب وہ اُسکے گھنے ملائم بالوں میں  
اپنی انگلیاں پھیرتی چہرے پر جھگی پیار سے گنگنائی بولی۔۔۔

اُسکے لمبے بال ہلکی ہوا سے اڑتے صمیان کے چہرے پر بکھرتے تو وہ اُنہیں دوسرے  
ہاتھ سے سمیٹ کر پیچھے کرتی جب دوسری بار ایسا ہوا تو بے اختیار بند آنکھیں لیے  
وہ مسکراتا اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر رکھ گیا۔۔۔

اُسے شرارت سے مسکراتا دیکھتی کسوہ زور سے اُسکے گالوں کو اپنی انگلیوں کے بیچ  
دباتی پیار سے بولی۔۔۔ سہمی میں تو حویلی جا رہی ہوں۔۔۔ تیا سرکار نے بہت بڑی

دعوت کا اہتمام کیا ہے۔۔۔ بابا زہرہ سب جا رہے ہیں۔۔۔ بجو بھی بہت خوش ہیں۔۔۔ اور پتہ ہے برات نے خاص طور پر مجھے حویلی چلنے کے لئے کہا ہے۔۔۔۔۔ آپ کہیں نہیں جا رہیں۔۔۔ ہلکی سی آنکھیں کھول کر اُسے دیکھتا مغرور انداز میں بولا۔۔۔ جبکہ اُس کا گلاب جیسا سُرخ چہرہ صمیان کے دل میں ہلچل سا مچانے لگا تھا۔۔۔۔۔

کیا؟؟؟ کس وہ حیران ہوتی اب اُسے دیکھنے لگی جب وہ جھٹکے سے اُٹھ کر اُسکے ساتھ لگ کر بیٹھا۔۔۔

ہاں کیوں کہ میں کہیں نہیں جا رہا تو پھر آپ میرے بنا کیسے جا سکتیں ہیں۔۔۔۔۔ اُسے حیران کرتا بڑی آرام سے بولا۔۔۔۔۔ لیکن سہمی سب۔۔۔ کس وہ بولنے لگی جب اُسکے ہونٹوں پر اُننگی رکھتے وہ اُسے پیار سے خاموش کروا گیا۔۔۔

3 دن میں نے کس طرح سے تمہارے بن کاٹے میرا السلام جانتا ہے۔۔۔ مجھے ان تین دنوں میں اندازہ ہوا کہ تم میرے لیے کیا ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ میں اب تمہارے معاملے میں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے میں تمہیں خود دعوت سے ایک دن پہلے حویلی لے کر جاؤنگا۔۔۔۔۔ ہاں یہاں رہ کر تمہیں ابھی فلحال بہت

سارا ریسٹ کرنا ہے۔۔۔ پیار سے اُسکے سر پر اپنے ہونٹوں کا لمس سبٹ کرتا وہ بہت زیادہ سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔

کسوہ جب سے ہوش میں آئی تھی اُسے نوٹ کیا وہ بہت خاموش خاموش سا تھا کسی سے کوئی خاص بات بھی نہیں کر رہا تھا۔۔۔ کوئی بات کرتا تو سنجیدگی سے جواب دے دیتا پھر لمبی خاموشی۔۔۔۔ پہلے سی نرم مسکراہٹ اُس کے ہونٹوں کی جیسے کھو سی گئی تھی۔۔۔۔ ہاں کسوہ کے سامنے تنہائی میں وہ اب بھی پہلے ہی طرح اُسکا سہی تھا۔۔۔۔

تو کیا میں یہ سمجھوں میجر نے مجھے مجرم سمجھ کر خود میں قید کر لیا؟؟؟۔۔۔ اُسکے گالوں کوک کر شرارت سے بولی۔۔۔

نہیں یہاں الٹا معاملہ ہے آپ کے مجرم ہم ہیں۔۔۔ اب کے وہ بھی شرارت سے اپنا بازو اُسکے کاندھے پر پھیلائے اُسے خود سے مزید قریب کرتا اُسکے سر پر گال ٹیکائے بولا۔۔۔

ہممم محبت کس سے ہے؟؟ اُسکی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنساتی آنکھیں بند کرتی محبت کو دھڑکتا محسوس کرتی وہ کچھ سوچ کر بولی۔۔۔۔۔  
تم سے۔۔۔ جب وہ یک لفظ میں بولا۔۔۔

کس کی چاہ ہے؟؟

تمہاری۔۔

کوئی خواہش؟؟؟

ہاں تم۔۔۔

پسندیدہ رنگ؟؟

تمہارے گلانی گالوں کا۔۔۔

خوبصورت منظر؟؟

تمہارا چہرہ۔۔۔

بہترین خوشبو؟؟

تمہارے وجود کی۔۔۔

پسندیدہ ڈش۔۔۔۔

تمہیں کھانا۔۔۔

پسندیدہ مشروب؟؟

تمہارے ہونٹوں کا۔۔۔۔

اتنا بولنا تھا کہ وہ کھلکھلا کے ہنس دی۔۔۔ اُسکی ہنسی میں صمیان کی ہنسی بھی شامل

تھی۔۔۔۔



کسوہ کو یاد آیا ایک بار ازاد نے اُس سے کہا تھا۔۔۔ محبت نفسیاتی مسئلہ ہے یہ نارمل اور پریکٹیکل لوگوں کو کبھی نہیں ہوتی۔۔۔ اُس نے سچ کہا تھا۔۔۔ وہ کسوہ کی محبت میں ابنا رہا تھا۔۔۔۔۔ جیسے وہ اُسکی محبت میں سر پھری تھی۔۔۔۔۔



لبے لبے ڈاگ بھرتا وہ بے انتہا چہرے پر سنجیدگی لیے کوریڈور میں چلتا ذیشان صاحب کے آفس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اُس نے ہاتھ میں پہنی گھڑی میں وقت دیکھا جو 11 کا وقت بتا رہی تھی۔۔۔

اُسے صرف کسوہ کی فکر تھی جو گھر پر اُسکا انتظار کر رہی تھی کیوں کہ آج انہیں گاؤں کے لیے نکلنا تھا جہاں دوپہر کے کھانے پر سب اُنکا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ ذیشان کے آفس کے دروازے پر پہنچ کر ہلکے سے دستک دیتا اُس نے دروازہ کھولا اور اندر آگیا لیکن وہاں ذیشان صاحب کی بجائے ازاد کو بیٹھا دیکھ وہ واپس پلٹنے لگا۔۔۔۔۔ صمیان۔۔۔ ازاد کی آتی آواز پر وہ رُک کر پلٹتا اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے یہاں آؤ۔۔۔ اُسے وہیں دروازے پر کھڑا دیکھتی مسکرا کر بولی۔۔۔

کچھ قدم اٹھا کر اندر آتا وہ اُس سے بہت فاصلے پر ہاتھ پیچھے باندھے کھڑا ہو گیا۔۔۔ جبکہ نظریں آفس کا جائزہ لے رہیں تھیں۔۔۔

وہ شروع سے جب بھی ازہ کے ساتھ رہا چاہے صمیان ہو یا پوپن کے اُس کی نظریں کبھی ازہ پر نہیں ٹھہری تھیں۔۔۔ وہ پہلے بھی اُس سے بات کرتا یہاں وہاں دیکھتا تھا اور آج بھی اُسکی نگاہیں ازہ کے علاوہ سب کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔ ازہ دکھ سے مسکرا دی۔۔۔ کیا اگر اس وقت کسوہ یہاں موجود ہوتی تو صمیان کی نظریں ادھر ادھر بھٹکتیں۔۔۔

یقیناً نہیں اُسکی نگاہوں کا مرکز صرف اور صرف کسوہ کا چہرہ ہوتا۔۔۔۔ وہ اُسکی کسوہ کو لے کر دیوانگی محبت پاگل پن سب اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی۔۔۔ میں جا رہی ہوں!!!! اپنی الٹی سوچوں کو جھٹکتی وہ آہستہ سے بولی۔۔۔ صمیان خاموش ہی رہا جیسے اُسے معلوم ہو۔۔۔ لیکن تبھی اُس نے ازہ کو اپنے بیگ سے کچھ ڈھونڈتے پھر اُس میں سے ایک چھوٹا سا باکس نکالتے اپنی طرف بڑھاتے دیکھا تو آنکھوں میں سوال لیے اُسے دیکھنے لگا۔۔۔

یہ کسی کے خواب ہیں کسی کی چاہت کسی کی اُمید کسی کا انتظار تو کسی کی آس۔۔۔ جو اُس نے سب مجھے تحفے میں دے دیئے۔۔۔ لیکن یہ میرے ہو کر بھی میرے کبھی نہیں رہے۔۔۔ یہ تو ایک طرح سے اُسکی امانت کے طور پر ہی میں نے خود کے پاس اسے سمجھا کر رکھا اب میں جا رہی ہوں تو چاہتی ہوں یہ چیز اُسکے حلق دار کو

واپس لوٹا دوں۔۔۔ تو یہ تم رکھ لو۔۔۔ ازاد وہ باکس اُسکی طرف بڑھاتی بول رہی تھی۔۔۔

جب صمیان گہری سوچ میں گم اُس سے وہ باکس لے گیا۔۔۔  
اسے ابھی مت کھولنا۔۔۔ جب تم اور کسوہ کسی حسین لمحے میں ایک دوسرے کے ساتھ ہو تب یہ باکس اُس کے ہاتھ میں دینا۔۔۔ ازاد کی بات سن کر اب صمیان اچھنبے سے اُسے دیکھنے لگا۔۔۔ پھر سر جھکا کر ہاتھ میں پکڑے اُس باکس کو دیکھا۔۔۔ جب ازاد کی ہلکی سی آواز میں پوچھنے پر وہ چونک کر سراٹھا گیا۔۔۔

میری کسوہ کا بہت خیال رکھنا۔۔۔ وہ تم سے بہت محبت کرتی ہے۔۔۔ ایسی محبت جو سب سے انمول اور قیمتی ہوتی ہے۔۔۔ ایک وہی میری بہترین دوست تھی جس میں کوئی ملاوٹ نہیں تھی۔۔۔ یہ کہتے اُسکی آنکھیں کچھ نم ہو گئیں۔۔۔ صمیان کے لب سارے وقت میں ہلکے سے اب مسکرائے تھے۔۔۔ ازاد نے ایک نظر اُسے دیکھا وہ وہاں کی نہیں پھر۔۔۔ نا وہ سامنے کھڑا شاندار شخص اُسکا تھا نہ اُسکی مسکراہٹ۔۔۔ مزید دل کو اذیت نا پہنچے اس لیے اُسکا جانا ہی بہتر حل تھا۔۔۔



تم اچانک ایسے نہیں جاسکتیں تم نے کہا تھا کہ تم گاؤں چلو گی میرے ساتھ اور اب تم اچانک جارہی ہو؟؟ کسوہ کو جیسے ہی معلوم ہوا ازراہ کے جانے کا وہ فوراً صمیان کے ساتھ ایئر پورٹ پہنچتی اُسے روکنے چلے آئی۔۔۔

لیکن ازراہ کسی طور بھی روکنے والی نہیں تھی۔۔ کسوہ کی نم شکوہ کرتی آنکھوں کو دیکھتی وہ مسکرا دی۔۔۔

ہاں۔۔ میں ضرور چلتی لیکن یہاں جیسے اب میرا دم گھٹتا ہے۔۔ اور پھر اب تو تمہیں بھی صمیان سے فرصت نہیں ملنے والی تم مجھ غریب کو کہاں پوچھو گی اس لیے مجھے بخشو۔۔ ازراہ ماحول کو ہلکا کرتے بولی جو بہت زیادہ ہی سنجیدہ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

اور پھر اُس کا کیا جس سے تم نے محبت کی؟؟ بھول کر جارہی ہو سب؟؟ کسوہ کو اچانک پُرانی باتیں یاد آنے لگیں۔۔۔ ازراہ کھلکھلا دی۔۔۔

میں ایسی ادھوری تو ہر گز نہیں

کہ کسی کو آکر

مجھے مکمل کرنا پڑے،

میں تو آسمان ہوں

اگر کوئی

میری زندگی میں آئے گا،

تو ستارے کی طرح

میری وسعتوں کو

حسین بنادے گا،

اور اگر

وہ چلا جائے گا

تو یاد رہے

کہ صاف اور اجلا اجلا آسمان بھی حسین لگتا ہے۔۔۔

وہ محبت نہیں اٹریکشن تھا بس۔۔۔ دنیا بھری پڑی ہے میری جان میں وہاں کہیں  
ڈھونڈ لوں گی۔۔۔ آنکھ دبا کر کسوہ سے کہتی وہ شرارت سے بولی۔۔۔ کسوہ اُداسی سے  
اُس کے گلے لگ گئی۔۔۔

اپنا خیال رکھنا۔۔۔ اتنا کہتی کسوہ اُس سے الگ ہوئی جب ذیشان اور صمیان بھی اُنکے  
پاس چلے آئے جو اکیلی کھڑی باتیں کر رہیں تھیں آمنہ جوازاہ کے ساتھ جارہیں  
تھیں کسوہ سے ملی پھر وہ چلی گئی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اور جاتے ہوئے اُسکی آنکھوں  
میں سب کو چھوڑ جانے اور ایک بار پھر تنہا رہ جانے کے آنسو تھے۔۔۔

جب کسی نے پلو سے بڑی محبت کے ساتھ اُسکے آنسو صاف کیے جسے چونک کر دیکھتی وہ خوشی سے بھر گئی۔۔۔ وہ آمنہ تھیں اُسکی ماں وہ کیسے بھول گئی کہ اُسکی ماں اُسکے ساتھ جا رہی تھی۔۔۔۔



سمیان اور کسوہ ازاد کو چھوڑ کر سیدھا گاؤں کے لیے نکل گئے اور جیسی وہ دو پہر تک حویلی پہنچے کسوہ کی حیرت کا ٹھکانہ ہی نارہا۔۔۔۔

پوری حویلی کو دلہن کی طرح اُسکے استقبال کے لیے سجایا گیا تھا ایسے جیسے آج اُسکی شادی کا دن ہو اور وہ رخصت ہوتی آج پہلی بار یہاں آرہی ہو۔۔۔۔

حویلی کو حیران دیکھتی ایک دم خود پر پھول برستے دیکھ وہ چونک گئی۔۔۔ یزدان فاطمہ زہرا تینوں مل کر اُس پر پھول پھینک رہے تھے۔۔۔۔

اُنکی اتنی محبتیں دیکھتی کسوہ خوشی سے نرم پڑ گئی۔۔۔۔ لیکن اُسکے برعکس صمیان کے چہرے پر چٹان کی سے سنجیدگی تھی۔۔۔ خاموشی سے آگے بڑھتا وہ سب بڑوں کو سلام کرنے لگا۔۔۔

سکینہ سردار بھی کسوہ سے خود بڑھ کر ملیں جبکہ صمیان نے اُنہیں صرف سلام کیا اور آگے بڑھ گیا۔۔۔

سب نے مل کر خشکوار ماحول میں کھانا کھایا۔۔۔





گرے رنگ کا بے حد حسین گاؤن جس پر موتیوں اور نگوں کا بے حد نفیس کام ہوا  
تھا۔۔۔ لمبے بالوں کو کرل کیے خوبصورت اسٹائل میں باندھ کر اُس میں پھول  
لگائے گئے تھے۔۔۔

ڈائمنڈ کی نفیس جیولری اور چہرے پر سوفٹ میک اپ کیے آج وہ انتہا کی حسین لگ  
رہی تھی۔۔۔۔۔ جیسے کوئی آسمان سے حور اُتر آئی ہو۔۔۔  
آپی آپ۔۔۔۔۔ زہرہ بے دھڑک دروازہ کھولتی کمرے میں آتی ابھی بولنے ہی والی  
تھی جب کسوہ کو دیکھتی جیسے حیران ہی رہ گئی۔۔۔  
آپی آپ تو اتنی حسین لگ رہی ہو اف۔۔۔۔۔ مجھے تو یقین نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔ زہرہ اُسکے  
پاس آتی پیار سے گال چومتی خوشی سے بولی۔۔۔۔۔  
کیا سب تیار ہو گئے؟؟ کسوہ جلدی جلدی ہاتھ میں بریسلٹ پہنتی اُس سے پوچھنے  
لگی۔۔۔۔۔

ہاں یہی بتانے آئی تھی سب تیار ہو گئے ہیں آپ کا اور بھائی کا انتظار کر رہے ہیں  
جلدی آجائیں۔۔۔۔۔ ویسے بھائی نظر نہیں آرہے؟؟؟ اچانک خالی کمرے کو دیکھتے  
زہرہ کو یاد آیا۔۔۔۔۔

کسوہ بھی اب زہرہ کو عجیب پریشان نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔ کیا بتاتی 3 گھنٹے  
ہونے کو آئے ہیں۔۔۔ ابھی آتا ہوں بول کر نہ جانے وہ کہاں چلا گیا تھا۔۔۔  
تبھی زہرہ کے پیچھے یزدان فاطمہ بھی آتے دکھائی دیئے۔۔۔  
ارے بھئی کسوہ کیا ہو گیا چلنا نہیں ہے۔۔۔ یزدان کی بات سنتی کسوہ کچھ سوچنے  
لگی۔۔۔

آپ لوگ چلیں میں سہمی کے ساتھ بس پہنچتی ہوں۔۔۔ زبردستی مسکرا کر اپنی  
پریشانی چھپاتی بولی۔۔۔

ٹھیک ہے جلدی پہنچو پھر ہم لوگ نکلتے ہیں اوکے۔۔۔ یزدان شاید بہت جلدی میں  
تھا تبھی زہرہ اور فاطمہ کو اپنے ساتھ لیتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

سہمی۔۔۔ ابھی وہ فون اٹھا کر اُس کا نمبر ملاتی کلاس لینے کا پورا موڈ بنا چکی تھی جب  
نظروں کے سامنے ڈھیر سارے گلاب کے پھول دیکھتی بے اختیار پلٹی۔۔۔

کہاں تھے تم؟؟ 3 گھنٹے سے غائب ہو؟؟ جانتے ہو میں کتنا پریشان تھی۔۔۔ لال  
غصے سے بھرا چہرہ لیتی وہ ابھی بولنے ہی لگی تھی جب صمیان نے پیار سے آگے بڑھ  
کر اُسے سینے سے لگا لیا۔۔۔

ویسے ہی اپنی حسین قاتل اداؤں اور بے پناہ خوبصورتی سے میری جان لینے کے در پر  
ہوا اوپر سے اتنا دلربا غصہ آہ کسوہ کہیں ایسا نہ ہو میں تمہیں اپنے ہی ولیمے پر کیڈ نیپ



اُس نے بلیک رنگ کاروائیتی قبائلی سرداروں جیسا لباس پہننا تھا۔۔۔ بلیک رنگ کا گھیردار شلوار قمیض پیروں میں کھیرٹی۔۔۔ وہ اتنا ہینڈ سم لگ رہا تھا کہ کسودہ کی ہر اٹھتی نگاہیں اُسکی نظریں اُتارتے نہیں تھکتی۔۔۔

وہ 3 گھنٹے پہلے ہی اچھے سے تیار ہوتا یہاں سے نکلا تھا۔۔۔

کسودہ دیکھ کر آ رہا ہوں سب اپنے اپنے لوگوں سے ملنے ملانے میں مصروف ہیں تم اور میں تھوڑی دیر لیٹ ہو جائیں گے تو قیامت نہیں آجائے گی۔۔۔ مجھے ابھی ٹھیک سے تمہیں دیکھ تو لینے دو۔۔۔ گھوم کرواپس پلٹنا وہ اُسے پھر سے اپنی باہوں میں بھر چکا تھا۔۔۔

اب کسودہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔ وہ اتنی آرام سے پیچھے ہٹنے کے موڈ میں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔

کس نے کہا تھا اتنا سچ سنور کر میرے سامنے آنے کو؟؟ ویسے ہی تم چلتی پھرتی روز مرہ میں مجھے اتنی حسین لگتی جو کہ دیوانوں کی طرح تمہیں چاہنے لگتا ہوں اب تو تم سائیکو کر رہی ہو۔۔۔ مجھے ایکسائیٹڈ کرنے کی غلطی کس کی تھی؟؟؟ اُسکے ہوائیاں اڑتے چہرے کو اپنی خمار بھری آنکھوں سے دیکھتا وہ بول رہا تھا۔۔۔

اب مرتی کیانا کرتی سفید چہرہ لیے دھڑکتے دل سے وہ ایک طرف سب کو سوچ بھی رہی تھی اور دوسری طرف وہ اپنے سہمی کی محبت کو اُداس بھی نہیں دیکھ سکتی

تھی۔۔۔ تبھی صمیان جو اُسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا ایک دم زور سے ہنس پڑا۔۔۔

ہا ہا ہا۔۔ اپنا چہرہ دیکھو۔۔۔۔۔ جیسے بھوت دیکھ لیا ہو۔۔۔ جاؤ ابھی کے لیے آپکو معاف کیا۔۔۔ کیا یاد کرو گی کیسے بڑے دل والے شوہر سے واسطہ پڑا ہے۔۔۔ اُسکے ملائم گال زور سے دباتا دانت پیس کر محبت سے بولا۔۔۔  
کسوہ نے ناراض نظروں سے اُسے دیکھا جو آنکھوں میں ڈھیروں شرارت بھرے اب ہنس رہا تھا۔۔۔۔۔

اچھا چلو اب ناراض مت ہو۔۔۔ اپنا غصہ تم رات میں نکال لینا۔۔۔ آنکھ دبا کر شرارت سے کہتا وہ پھر اُسے تپانے لگا۔۔۔ کسوہ لب کھینچ کر زبردستی مسکراتی آنکھیں پٹپٹاتی اُسے کچھ پل دیکھنے لگی پھر آہستہ سے آگے بڑھی اتنا کہ اُسکی سانسیں صمیان کی سانسوں سے الجھنے لگیں۔۔۔۔۔

اب صمیان کی ہنسی کو بریک لگا آئی برو چڑھاتے اُسکے تاثرات جاننے کی کوشش کرنے لگا کہ آخر کیا چاہ رہی تھی وہ؟؟؟

اب میں کیا کروں سہی۔۔۔ میرا دل تو بے ایمان ہو گیا نا۔۔۔ تمہاری محبت کا نشانہ مجھے مدہوش کرنے لگا اب میرا خود پر کوئی زور ہی نہیں چل رہا۔۔۔ اُسکے سامنے کی

شرٹ کو اپنی موٹھیوں میں دبو چتی وہ پنچوں کے بل اونچی ہوئی اور اُسکے کان کے

قریب آتی مدہوش لہجے میں بولی۔۔۔۔

صمیان جو شرٹ کھینچنے پر کسوہ پے جھکا

ہوا تھا حیران ہو گیا۔۔۔ اُسے چھیڑنے کی شرارت اب بھاری پڑتی نظر آرہی

تھی۔۔۔۔

کسوہ۔۔۔ وہ۔۔۔ صمیان اب اُسے روکنے کے لیے خود میں ڈھیروں ہمت جمع کرتے ہکلاتا ہوا بولا۔۔۔ جب اُسکی گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتے اُسے سانپ سونگھ گیا۔۔۔

کہاں وہ ابھی کچھ دیر پہلے اُسے تنگ کرتا اُسکی حالت کامز آلے رہا تھا اب خود چاروں شانے چت اُسکے سامنے بے بس سا کھڑا تھا۔۔۔ اُسے روکنے سے کہیں زیادہ خود کو روکنا آزمائش میں ڈالنے جیسا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

کسوہ جو اُسکی شرٹ پکڑے اُسکی گردن کے بے حد قریب تھی اپنا منہ کھولتی اُسکی گردن کے بے حد نزدیک آگئی۔۔۔ صمیان نے دونوں آنکھیں میچ لی۔۔۔ تبھی اُسکی زوردار نکلتی آواز پورے کمرے میں گونج گئی۔۔۔ کیوں کہ کسوہ اپنے دانت اُسکی گردن میں گاڑھے شرارت کا بدلہ جو اُس سے لے چکی تھی۔۔۔



آہستہ سے مسکرا کر پیچھے ہٹی ہاتھ جھاڑتی بھنویں چڑھاتی اُسے دیکھتی  
بولی۔۔۔ آئندہ سوچ سمجھ کر حالات دیکھتے ہوئے مجھے سیڈ یوز کرنا۔۔۔ ابھی تو  
وقت نہیں ہے ورنہ میں اچھے سے اور بتاتی۔۔۔ ایک ادا سے بال جھٹکتی آنکھوں  
کو گھماتی بولی اور آگے بڑھ گئی۔۔۔ جب کہ صمیان گردن پر اُسکے دانتوں کے  
دیئے نشان پر ہتھیلی رکھتا ہکا بکا سا اُسے دیکھے گیا۔۔۔

آجاؤ میرے بڑے دل والے پیارے سے معصوم سے ہینڈ سم سے  
شوہر۔۔۔ دروازے پر جا کر رکتی پلٹ کر اُسے دیکھتی ہنس کر بولی۔۔۔  
جب صمیان مصنوعی خفگی سے گلابوں کا وہ بو کے اٹھاتا اُسکی طرف بڑھتا بولا۔۔۔  
میں بھی بدلہ لوں گا چھوڑوں گا نہیں۔۔۔  
کسوہ بے اختیار ہنس دی اُسکی ہنسی پر فدا سا ہوتا صمیان ایک جھٹکے سے اُسے بازوں  
میں اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔۔۔



کیا نور تھا۔۔۔ کیا انداز تھا۔۔۔ ایسا دل کش سماء اوپر سے وہ دوا ایسا لگتا ستاروں کی  
محفل میں دو چاند آگئے ہوں۔۔۔  
ایک بار پھر جو بے خبر رہے سب کی دلوں کی دھڑکن تیز ہو گئیں۔۔۔ جب وہ شان  
سے اُسکے بازو کو تھامے دوسرے ہاتھ میں ڈھیروں گلاب کے پھول پکڑے چلتی

اندر آئی۔۔ صمیان کی وجیہ شخصیت کی سنگت میں وہ سنگے مرمر کی تراشی کسی  
محسمے کی مشابہت لیے جتنی حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔  
میڈیارپورٹس کی ہر آنکھ اُنکے خوبصورت جوڑے کو کیچر کر کے ٹی وی پردھوم  
مچانا چاہتی تھی۔۔ تو کوئی اُنسے سوالات کرنے کو مرے جا رہا تھا۔۔۔  
بزنس انڈسٹریز۔۔ پولیٹیشن۔۔ گاؤں کے معزز سرداران۔۔ کون نہیں تھا جو  
آج کی اس محفل کا حصہ نہیں تھا۔۔۔۔ سب کی سرہاتی نظریں کسوہ اور صمیان پر ٹکی  
تھیں۔۔۔

صمیان کی طرف سے بھی کچھ خاص مہمان جن میں آفاق ذیشان اور عمر یعنی ایجنٹ  
40 اور دوسری شخصیات مدعو ہوئے تھے۔۔۔

وہ باری باری اپنے آئے مہمانوں سے ملتے انہیں اپنی خوشیوں میں شریک ہونے  
کے لئے خوش آمدید کہہ رہے تھے۔۔۔ ملنے ملانے کے دور سے گزرے تو

کھانے کا پروگرام چلا اُسکے بعد تحفے طائف دیئے گئے۔۔۔۔

اس دوران سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔۔

جب صمیان نے فاطمہ اور زہرہ کو قریب بلا کر ایک ایک لفافہ اُنکے ہاتھ میں

دیا۔۔۔ جسے سب حیران ہوتے دیکھ رہے تھے۔۔۔

یہ کس خوشی میں سہمی بھائی؟؟ زہرہ سے رہا نہیں گیا وہ خوشی سے لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھتی صمیان سے بولی۔۔۔ فاطمہ بھی اب صمیان کو تجسس سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اور باقی سب جاننا چاہتے تھے کہ آخر اس میں ہے کیا۔۔۔

کیوں بھائی ہونے کی حیثیت سے اس خوشی کے موقع پر میں اپنی بہنوں کو کچھ دے نہیں سکتا؟؟؟ صمیان ہنس کر گلہ کرتا بولا۔۔۔

بلکل دے سکتے ہو بلکہ یہ تو بہنوں کا مان ہوتا کہ اُنکا بھائی اُنہیں کوئی تحفہ دے۔۔۔ دنیا کی تمام قیمتی چیزوں سے بھی افضل ہوتے ہیں بھائی کے دیئے تحفے۔۔۔ فاطمہ نم آنکھوں سے مسکرا کر بولی تھی۔۔۔

کسوہ کی موم نگاہیں صرف اور صرف صمیان کے وجود کے گرد گھوم رہی تھیں۔۔۔ آج اُسے کسوہ کا دل خوشی سے بھر دیا تھا۔۔۔

کیسے وہ یزدان کو بھائی کے روپ میں دیکھتی تھی لیکن اُسکی طرف سے ملنے والی ہر بار کی نفرت نے اُسے آہستہ آہستہ پتھر کر دیا۔۔۔ اُسی طرح فاطمہ اور زہرہ بھی صمیان کو بھائیوں کی طرح چاہتی تھیں وہ جانتی تھی۔۔۔ اور آج صمیان نے بہنوں کا جو حق ادا کیا اُس پر کسوہ کا دل بھر سا گیا۔۔۔

پھر بھی بتاؤ تو آخر اس کاغذ کے لفافے میں ہے کیا؟؟ یزدان فاطمہ کے ہاتھ سے لفافہ لیتا ایک آنکھ دبا کر اندر جھانکتے ہوئے مذاق کرتا بولا۔۔۔ اُسکے خیال میں صمیان نے شاید انہیں کیش دیا تھا۔۔۔

صمیان ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ میں نے لغاری انڈسٹری کے 20 پرسنٹ شیئرز جو دادی سرکار کی طرف سے میرے نام ہوئے تھے اپنی دونوں بہنوں کو دے دیئے۔۔۔ اب تو میری بہنیں بھی اس خاندان میں اتنی ہی قابل احترام اور برابر کی حیثیت کی مالکن ہیں جتنے کے ہم۔۔۔

اب کوئی انہیں بیٹھنے یا کم تری کا طعنہ نہیں دے گا۔۔۔ اُسکی زبان سے ادا ہوتے لفظ بے شک آہستہ اور نرم تھے لیکن سکینہ سردار کو وہ کسی گرم سلاخ کی طرح جسم پر لگتے زخم دے رہے تھے۔۔۔

سب کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔۔۔ کسوہ تو کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی تھی۔۔۔ فاطمہ اور زہرہ تو جیسے پتھر کی بنی رہیں۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ یہ ہم نہیں۔۔۔ فاطمہ اُس لفافے کو ڈر کر دیکھتی لینے سے انکار کر رہی تھی۔۔۔ زہرہ کی آنکھیں بھی نم تھی۔۔۔

جب سکینہ سردار اچانک آگے آئیں اور وہ لفافے اُنکے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑتے مسکراتے ہوئے بولیں۔۔۔ میں کسوہ اپنی ایک بیٹی کو تو اُس کا صحیح حق نا

دے سکی لیکن اپنی 2 بیٹیوں کو اُنکا پورا حق دینے کی کوشش کروں گی۔۔۔ مجھے ہو سکے تو معاف۔۔۔۔۔ آشک بار آنکھوں سے ابھی وہ معافی مانگتیں جب زہرہ اور فاطمہ اُنکے سینے سے لگتیں رو دیں۔۔۔۔۔

اس موقع پر سب ہی کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔ ولد ار آگے آئے اور فخر سے صمیان کا شانہ تھپتھپایا۔۔۔۔۔

میں نے ایسا کچھ نہیں کیا بابا یہ میری بہنوں کا حق تھا جو ساری زندگی میں نے سنبھال کر آج کے دن کے لیے اپنے پاس امانت کے طور پر رکھا تھا۔۔۔۔۔ اور دوسری طرف رہی کسوہ کی بات تو اُسے پورا کا پورا صمیان خان مل گیا اور اس سے بڑھ کر کچھ چاہیے میری بیگم کو؟؟؟

بچوں کی سی معصومیت لیے اب وہ شرارت سے پلٹ کر کسوہ کو دیکھتا بولا جو جھلملاتی آنکھوں سے ہنس دی اُس سے پہلے اُسکے آنسو گالوں پر گرتے جب صمیان نے پیار سے اُنہیں اپنی پوروں پر چنتے سمیٹ لیا اور محبت سے اُسے سینے سے لگا گیا۔۔۔۔۔ تو پھر چلیں؟؟۔۔۔ کسوہ کا ہاتھ تھامتے اجازت بھرے انداز میں وہ اُس سے بولا۔۔۔۔۔

کہاں؟؟؟ کسوہ حیران ہوئی۔۔۔۔۔

اُسکے سوال پر کچھ پل حیران اُسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ مسکرا دیا۔۔۔۔۔

پھر سب کے لاکھ روکنے اور پوچھنے پر کہ آخر وہ اُسے لے کر جا کہاں رہا ہے کسی کی  
بھی بات کا جواب دیئے بنا وہ گاڑی میں بیٹھتا اُسے لیے رات کو ہی گاؤں سے چلا  
آیا۔۔۔

سارے راستے کسوہ حیران پریشان اُس سے پوچھتی رہی کہ آخر وہ جا کہاں رہے ہیں  
جس پر وہ مسکراتا گنگنا تا رہا۔۔۔

محبت ذات ہوتی ہے  
محبت ذات کی تکمیل ہوتی ہے  
کوئی جنگل میں جا ٹھہرے، کسی بستی میں بس جائے  
محبت ساتھ ہوتی ہے  
محبت خوشبوؤں کی لے  
محبت موسموں کا دھن

محبت آبشاروں کے نکھرتے پانیوں کا من  
محبت جنگلوں میں رقص کرتی مورنی کا تن  
محبت برف پڑتی سردیوں میں دھوپ بنتی ہے  
محبت چلچلاتے گرم صحراؤں میں ٹھنڈی چھاؤں کی مانند  
محبت اجنبی دنیا میں اپنے گاؤں کی مانند



محبت دل

محبت جاں

محبت روح کا درماں

محبت مورتی ہے

اور کبھی جو دل کے مندر میں کہیں پر ٹوٹ جائے تو

محبت کانچ کی گڑیا

فضاؤں میں کسی کے ہاتھ سے گر چھوٹ جائے تو

محبت آبلہ ہے کرب کا

اور پھوٹ جائے تو

محبت روگ ہوتی ہے

محبت سوگ ہوتی ہے

محبت شام ہوتی ہے

محبت رات ہوتی ہے

محبت جھلملاتی آنکھ میں برسات ہوتی ہے

محبت نیند کی رُت میں حسیں خوابوں کے رستوں پر

سُלקتے، جاں کو آتے، رتجگوں کی گھات ہوتی ہے

محبت کی اگر کوئی صورت ہوتی تو تیری شکل میں ہوتی۔۔۔

محبت جیت ہوتی ہے

محبت مات ہوتی ہے

محبت ذات ہوتی ہے

اُسکے اتنے پیارے انداز میں غزل سنانے پر وہ گم سی ہوتی ٹھہرے پانی کی طرح اُسے  
سنتی گئی۔۔۔ اُس کا دل چاہا یہ سفر یوں ہی چلتا رہے وہ اُسے دیکھتی آنکھوں کو ٹھنڈ  
بخشتی رہے اُسکی آواز کانوں میں رس گھولتی رہے۔۔۔

سمیان نے پیار سے اُسکے چہرے ہاتھ پھیرا۔۔۔ پھر اُسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھتا  
اُنہیں ڈھانپ گیا۔۔۔ جس کا مطلب وہ اُسے سر پر اُتر دینا چاہتا ہے۔۔۔ کسوہ یوں  
ہی آنکھیں بند کیے بیٹھی رہی۔۔۔

جب گاڑی 10 منٹ کی ڈرائیو کے بعد رُک گئی۔۔۔ اپنی آنکھیں ابھی بالکل بھی  
مت کھولنا۔۔۔ وہ خوشی سے ایکسائیٹڈ ہوتا گاڑی سے اُترتا بولا۔۔۔ اب کسوہ  
کو بہت پیچینی سی ہونے لگی۔۔۔ اس سے پہلے وہ اپنی آنکھیں کھول دیتی جب  
صمیان بھاگ کے آتا اُسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھے اُسے آہستہ سے گاڑی سے باہر لے  
آیا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ اُسکی بیگم محترمہ کتنی جلد باز ہے۔۔۔

سمی مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔ ہاتھ ہٹاؤ۔ مجھے دیکھنا ہے۔۔ اُسکے ہاتھ کو ہٹانے کی کوشش کرتی وہ نروٹھے پن سے بولی۔۔۔

صمیان اُسکے بچوں کی طرح ضد کرنے پر ہنستا ہوا یوں ہی اُسے لیے آگے بڑھتا رہا پھر ایک جگہ رکتے اُس نے آہستہ سے کسوہ کی آنکھوں سے اپنا ہاتھ ہٹا دیا۔۔۔ کسوہ نے آہستہ سے جیسی ہی اپنی آنکھیں کھولیں اُسے لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہو۔۔۔ کیوں کہ جو وہ دیکھ رہی تھی وہ سب کافی میجیکل لگ رہا تھا۔۔۔

سامنے کافی بڑا گھاس کا میدان تھا۔۔ جس کے بچوں بیچ خوبصورت سافاؤنٹین بنا تھا وہ فاؤنٹین جب پانی اسپرے کرتا تو رینبو کی شپ بن جاتی۔۔۔ پورے واٹر اسپرے پر 7 رنگ برنگی لائٹوں کی لائن لگی تھی۔۔۔ جسے دیکھ کر رینبو والی فیلنگ آرہی تھی۔۔۔ یہ لائٹ پورے فاؤنٹین اور میدان پر پڑ رہی تھی۔۔۔ اُس کے آگے ایک بہت بڑا اور حسین محل جیسا گھر بڑے شان سے کھڑا تھا۔۔۔

جورات کے اندھیرے میں اپنی چھوٹی چھوٹی لائٹوں سے جگمگا رہا تھا۔۔۔ وہ تین منزلہ اونچا اور چوڑائی میں کافی زیادہ پھیلا ہوا تھا اُسکے نیچے ایک چھوٹا سا تالاب بنایا گیا تھا جس میں رنگ برنگی کافی حسین مچھلیاں تیرتی دکھائی دے رہی تھیں۔۔۔ تالاب کے اوپر لکڑیوں کی سیڑھیاں تھیں جو سیدھا مینشن کے انٹرنس

پر جا رہیں تھیں۔۔۔ یہ سارا ایٹو سفٹیر کافی لگزیئر ٹیس تھا سب کچھ کسی جادوئی دنیا جیسا لگ رہا تھا۔۔۔

کسوہ نے اس طرح کا گھر کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔ اور وہ اسے دیکھ کر کافی زیادہ شاک تھی۔۔۔

سم۔۔ سمی یہ سب کیا ہے؟؟ کسوہ نے کافی کنفیوزڈ ہوتے صمیان سے پوچھا۔۔ تمہارا شادی کا گفٹ میری طرف سے۔۔ صمیان ہنستا ہوا بولا۔۔۔ اور اُسے کھینچ کر اپنے ساتھ لیے آگے بڑھ گیا۔۔۔

یہ گھر تمہارے نام پر رجسٹرڈ ہے۔۔۔ میں نے بہت پہلے ہی سوچ لیا تھا کہ جب تم میری ہو جاؤ گی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تب میں تمہارے لیے ایک حسین گھر بناؤ گا۔۔۔ جس میں صرف تم اور میں رہتے ہونگے۔۔۔ وہ اُسے مزید حیران کرتا بولا۔۔۔

لیکن یہ بہت بڑا پروجیکٹ ہے۔۔۔ تم نے اس میں کتنے پیسے لگائے؟؟ اور اتنے پیسے تمہارے پاس۔۔۔۔۔ اپنے بگ باس والے موڈ میں آتی وہ اُس سے تھانے داروں کی طرح سوال جواب کر رہی تھی جب اچانک اُسکی زبان کو بریک لگا۔۔۔

ایک منٹ یا میرے اللہ کہیں تم نے اپنے شیئر ز بیچ کر یہ گھر تو نہیں بنوایا؟؟؟  
صدے سے چور بڑی بڑی آنکھوں سے پٹ پٹ اُسے دیکھتی وہ وہیں کھڑی ہو  
گئی۔۔۔ وہ خود کو کسی طور کنٹرول نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔

ہاں میں نے یہ کنسٹرکشن کا کام دو سال پہلے شروع کروایا۔۔۔ اور یہ بیسٹ  
پروجیکٹ چاچو کی مہربانی ہے۔۔۔ میں نے اُن سے آج تک کے اُنکی کمپنی کے بیسٹ  
پروجیکٹ میں سے سب سے الگ پروجیکٹ بنانے کو کہا تھا۔۔۔ اور دیکھو اُنہوں  
نے کر دکھایا۔۔۔

اس کے انٹینسٹیو کوڈیزائن کرنے میں صرف 4 مہینے لگے۔۔۔ اور یہ کچھ ہی ماہ پہلے  
کمپلیٹ ہوا ہے۔۔۔ اس کا پورا ہونا ایسا ہی ہے جیسے تمہیں پانا میرا سب سے بڑا  
خواب رہا۔۔۔

کیا فرق پڑتا ہے کسواہم یہ ہے کہ میری کسواہم بہت خوش ہے۔۔۔ اُسکے خوابوں میں  
اُسکا اپنا ایک گھر تھا جو صرف اُسکا تھا اور وہ خواب خوش قسمتی سے مجھے پورا کرنے کا  
موقع ملا۔۔۔ ایسے لاکھوں شیئر ز میں بیچ سکتا ہوں تمہارے خوابوں کو پورا کرنے  
کے لیے۔۔۔ پیار سے اُسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتا وہ اُسکا ماتھا چومتا بولا۔۔۔

وہ جانتا تھا ایم ایس کی بیگ باس نے اس پر وجیکٹ کو دیکھ کر اُسکی بال کی کھال کھینچ لینی ہے۔۔۔ آخر کو وہ کونین تھی اس دنیا کی جس میں آسمانوں کو چھوتی عمارتیں تعمیر کی جاتیں تھیں۔۔۔

کسوہ نے بھری آنکھوں سے اُس شاندار کھڑے شخص کو دیکھا جو ساری دنیا کی نعمتوں سے بڑھ کر اُسکے لیے قیمتی تھا۔۔۔ بے اختیار وہ اُسکے سینے سے لگ کر رو دی۔۔۔

مجھے اس گھر سے زیادہ یہاں رہنے کی خواہش ہے۔۔۔ اُسکے سینے پر سر رکھتی زور سے اُسکے وجود کے گرد بازو تنگ کرتی لاڈ سے بولی۔۔۔

آہ کسوہ خدا را محل جیسا گھر بنایا ہے یہاں مت شروع ہو جانا چلو ہم بعد میں بھٹینیو کریں گے اپنا رومانس پہلے میں تمہیں گھر دکھاتا ہوں۔۔۔ اُسکے سیڈ موڈ کو چیل کرنے کے لئے شرارت سے کہتا وہ اُسے وہیں گود میں اٹھائے اندر کی طرف تیزی سے بڑھا۔۔۔

اندر کی دنیا ہی الگ تھی۔۔۔ جسے دیکھ کسوہ دنگ رہ گئی۔۔۔ اُسکے سر پر ایک بڑا سا جھومر لٹک رہا تھا جس سے پورا لیونگ روم روشن ہو رہا تھا۔۔۔ یہ بہت زیادہ شاندار اور لگزیری میس تھا جو پوری طرح کر سٹل سے بنا ہوا تھا۔۔۔ اُس جھومر سے اتنی زیادہ روشنی ہو رہی تھی جیسے دن ہو۔۔۔



صمیان اُسے لیے 1st فلور سے اب 3rd فلور پر جا رہا تھا۔۔۔ اُسکا ڈیزائن کسی فائو اسٹار ہوٹل کے لوہی جیسا تھا۔۔۔ اُسکی دیواروں پر کافی ہائی پروفائل وال پیپر چپکا ہوا تھا۔۔۔ اور اُس پر کافی مہنگی ڈیزائنز ویسٹرن پینٹنگ لگی ہوئی تھیں۔۔۔ اُسکا پورا اسٹائل کسی ویسٹرن پیلس کی طرح لگ رہا تھا۔۔۔ کسوہ کو یہ سب دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ڈزنی پرنسز اسٹوری میں پہنچ گئی ہو۔۔۔

یہ ڈیزائن کافی خوبصورت ہے۔۔۔ مجھے یقین نہیں ہوتا بابا نے بنا مجھے ہوا لگے اتنا حسین پروجیکٹ بنایا وہ بھی میرے لیے۔۔۔۔ صمیان کے ساتھ سارا گھر دیکھتی وہ ایک کے بعد ایک ملتے سر پرائیز پر خوشی سے ایکسائیٹڈ ہوتی بولی۔۔۔ ہر روم ہر جگہ کا ایک الگ ڈیزائن تھا۔۔۔ کچن چائینز اسٹائل میں بنا ہوا تھا۔۔۔ اُسکا سارا ڈیکوریشن وغیرہ چائینز اسٹائل میں تھا۔۔۔

اس سب کے بعد آخر میں صمیان اُسے 2nd فلور پر لے آیا۔۔۔ جہاں نرسری بنی ہوئی تھی۔۔۔ وہ نرسری بیلو پیٹ سے ڈیکوریٹ تھی۔۔۔ اور اُسکے اندر بادلوں کا وال پیپر لگا ہوا تھا۔۔۔ بیڈ کسی پائیر میٹس شیپ کی طرح ڈیزائن کیا گیا تھا جس کے اندر کافی سارے سپر ہیرو بیڈ مین سپر مین کے کھلونے رکھے ہوئے تھے۔۔۔ دوسری طرف لڑکی کا بیڈ روم پینک کلر کا تھا۔۔۔ جس کے اندر تاروں اور میوزیکل نوٹس کا وال پیپر لگا ہوا تھا۔۔۔ بیڈ روم ڈشپ کا تھا جس کے اوپر پریوں کے بڑے

بڑے ونگز لگائے گئے تھے۔۔۔ وہ روم ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی شہزادی کا روم ہو۔۔۔ اور اُسکے اندر کے ڈیکوریشن میں چھوٹی بڑی کیوٹ سی باربی ڈولز پیارے پیارے ٹیڈی بیر رکھے ہوئے تھے۔۔۔ اُس روم کے اندر سب کچھ کافی زیادہ کیوٹ تھا۔۔۔

سمی یہ سب بہت خوبصورت ہے تم نے ہر ایک چیز کو پرفیکٹ طور پر دھیان میں رکھا۔۔۔ تم نے بچوں کی ہر ایک چیز پر اتنی دٹیل کے ساتھ کافی دھیان دیا ہے۔۔۔ کسوہ ایک کھلونا اٹھاتی پیار سے اُسے سہلاتی بولی۔۔۔ ہاں بالکل کیوں کہ یہ میری کسوہ کے خواب جو تھے جنہیں مجھے سچ کرنا تھا۔۔۔ اب سے ہم یہیں رہیں گے اپنے بچوں کے ساتھ۔۔۔ پیار سے اُسے سینے سے لگاتے وہ بے انتہا محبت سے سرشار بولا۔۔۔۔۔ تبھی اُسے کچھ یاد آیا اور اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالتے کسوہ کے سامنے کیا۔۔۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ تمہیں کس نے دیا؟؟؟۔۔۔ کسوہ وہ باکس دیکھتی حیران رہ گئی۔۔۔ ازاہ۔۔۔ اُس نے کہا یہ میں تمہیں دے دوں۔۔۔ کیوں کہ یہ اُسکا نہیں ہے!!!! سمیان اب وہ باکس کسوہ کے ہاتھ میں دے رہا تھا۔۔۔۔۔

کسوہ ہلکا سا مسکرائی اور پھر وہ باکس کھولتی اُس میں سے وہ ڈائمنڈ کفلنگ صمیان کی  
شرٹ میں لگانے لگی۔۔۔۔

کیا مجھے بتاؤ گی کہ اس سب کا سین کیا ہے؟؟؟ وہ اُسے پیار سے اپنی شرٹ پر جھکے  
دیکھ رہا تھا۔۔۔

ہاں بالکل۔۔۔ ہنس کر کہتی وہ شروع سے پھر ساری کہانی اپنی اور ازراہ کی اُسے بتانے  
لگی جسے سن کر اب وہ سچ مچ حیران تھا کہ اتنا سب ہو گیا اور اُسے پتہ ہی نہیں  
تھا۔۔۔۔۔



کبھی پردوں کے پیچھے۔۔۔ کبھی میز کے نیچے۔۔۔ کمروں میں۔۔۔ کسوہ ادھر ادھر  
سب جگہ دیکھتی کسی کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔  
اتنے بڑے گھر میں ہر جگہ اُسے تلاش کرتی اب جیسے وہ تھکنے لگی تھی۔۔۔۔ تبھی  
اُسکا ہاتھ پکڑ کر کسی نے زور سے اُسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔

سہمی۔۔۔۔!!!! حیران ہوتی اپنی آنکھوں کو مزید بڑی کرتی بولی۔۔۔ جب صمیان  
نے تیزی سے اپنا ہاتھ اُسکے منہ پر رکھتے اُسے بولنے سے روک دیا۔۔۔ اور بنا پلکوں  
کو جھپکے اُسے ایک ٹک دیکھتا نہار نے لگا۔۔۔۔ وہ اُسے پورے 3 دن بعد دیکھ رہا



باباجانی بھی آپکو اور آپکی ماما جانی کو بہت مس کرتے ہیں۔۔۔۔ صمیان اپنی چھوٹی سی پری کے ساتھ مبہوت سا باتیں کر رہا تھا۔۔۔ جب کسوہ بہت پیار سے دونوں باپ بیٹی کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

صمیان اس وقت اپنی فل یونی فورم میں ہمیشہ کی طرح آج بھی اُسے بلا کا ہینڈ سم لگ رہا تھا۔۔۔ اور اُسکی گود میں چڑھی وہ ننھی سی حسین پری جس کی آنکھیں بال رنگ ادا بلکل ماں کے جیسے جبکہ ناک ہونٹ چہرے کا کٹ بلکل باپ جیسا تھا۔۔۔۔ آپکو پتہ ہے میں اور ماما گیم کھیل رہے تھے میں نے اُنہیں دو بار ڈھونڈ لیا اور وہ مجھے ایک بار بھی ڈھونڈ نہیں پائیں۔۔۔۔ اب وہ ہنستی اپنے باپ کو مزے لے کر کسوہ کے ہارنے کا بتانے لگی۔۔۔۔

کسوہ نے گھور کر دونوں باپ بیٹی کو دیکھا جو ایک دوسرے میں اتنے مگن باتیں کرنے میں لگے تھے کہ اُسکے وہاں موجود ہونے کو ہی بھول گئے۔۔۔۔ منہ بناتی وہ جیسی پلٹ کر جانے لگی تبھی صمیان نے اُسکا ہاتھ ایک جھٹکے سے پکڑ کر زور سے اپنی گرفت میں لے لیا۔۔۔۔ کسوہ نے پلٹ کر گہرا سانس لیتے اُسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

کسوہ میں نے ابھی تمہیں ٹھیک سے دل بھر کر نہیں دیکھا۔۔۔ اس لیے آپ ابھی کہیں نہیں جاسکتیں۔۔۔ مسکرا کر علیہ سے نظر ہٹا کر کہتا وہ گہری نظروں سے اُسے دیکھتا بولا۔۔۔ کسوہ بے اختیار ہنس دی۔۔۔

دنیا کی کتنی ہی بھیڑ بھاڑ کام کی افرا تفری کیوں نہ ہو وہ جانتی تھی اُسکے دل اور دماغ کا ایک چھوٹا سا حصہ صرف اسی کو حفظ رکھتا تھا۔۔۔ چاہے کیسے بھی حالت ہوں وہ اُسکے ذہن اور اعصاب پر ایسے حاوی رہتی تھی جیسی کوئی خوبصورت خواب۔۔۔ اُسکا دل ہمیشہ اُسکے لیے ہی دھڑکتا تھا۔۔۔ آج بھی جب وہ اُسکے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسائے کھڑا تھا تو اُسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ بابا میں نے آپکے لیے بہت خوبصورت پینٹنگ بنائی ہے ابھی لا کر دکھاتی ہوں۔۔۔ علیہ اُس سے خوب ساری باتیں کرتی اُسکی گود سے نیچے اُترتی اپنی پینٹنگ لانے بھاگی۔۔۔

جانتی ہو کسوہ تم سے دوپل کو دور جانا میرے سینے سے روح کھینچ لینے کا عمل ہوتا ہے لیکن مجھے یہ کرنا پڑتا ہے۔۔۔ جب دن کے کسی پل رات کے کسی پہر تمہاری یاد شدت سے آتی ہے تب میں خود کو دنیا کا سب سے مجبور ترین اور بے بس انسان تصور کرتا ہوں۔۔۔ پھر یوں ہوتا ہے کہ میں اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہوں۔۔۔ ایک دھیمی سے مسحور کن خوشبو تمہارے وجود کی میرے جسم کو



ڈھانپ لیتی ہے مجھ سے باتیں کرتی ہے پھریوں لگتا ہے کہ بس تم ہی تم  
ہو۔۔۔۔ وہ آہستہ سے اُسکے قریب آتا جھک کر اُسکے کان کی لو پر اپنے ہونٹ رکھتا  
دیوانوں کی طرح مدہوش تمام جذبوں کا پٹارا کھولے ایک ایک دل کا حال بیان کر  
رہا تھا۔۔۔۔

کسوہ کے لب بے اختیار مسکرا اٹھے۔۔۔ گزرتے وقت کی ہزاروں اوپر نیچے اٹھتی  
لہروں میں بھی اُسکی محبت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔۔۔۔ وہ آج بھی اُسی دیوانگی  
کے ساتھ اپنی پوری شدتوں کی طرح اُسے پاگلوں کی طرح چاہتا تھا۔۔۔ اور کسوہ وہ  
بھی تو ایسی تھی۔۔۔ اُسے ٹوٹ کر چاہنے والی۔۔۔

رات دیر اُسکے گھر آنے کی رہ تگنے والی۔۔۔ دنیا سے سخت کڑوے جبکہ صمیان سے  
محبت اور نرم لہجے میں بات کرنے والی۔۔۔ ضد پر آجائے تو چٹانوں کو بھی مات  
دے دے۔۔۔ لیکن صمیان کی ایک نظر سے پگھل کر موم کا ڈھیر ہو جانے والی  
۔۔۔ اُسکی خاطر خود کو بھول جانے والی۔۔۔۔

صمیان کے سینے سے لگی وہ دنیا جہاں کے تمام سکون کو ایک پل میں محسوس کرنے  
لگی جو صرف اُسکی مضبوط پنہاؤں میں اُسے ملتی تھی۔۔۔

اور صمیان اُسکی تو دنیا ہی جیسے کسوہ اور اُسکے بعد اُسکی پیاری بیٹی علینہ تھی۔۔۔۔۔ کچھ  
پل کی یہ دوریاں اُسے اور شدت سے کسوہ کی محبت کی اسیر کر دیا کرتیں۔۔۔۔۔ آج  
بھی جب وہ 5 سال پہلے کے وقت کو یاد کرتا تو کانپ سا جاتا تھا۔۔۔۔۔

ضیاء کی کہیں باتیں جن سے کسوہ آج بھی انجان تھی کیسے ہر پل اُسے افیت میں مبتلا  
رکھتیں۔۔۔۔۔ وہ اندر ہی اندر کسوہ اور اپنی آنے والی ننھی سی جان کو لے کر کتنا ٹڑپا  
تھا۔۔۔۔۔ اُس نے کتنے صدقے خیرات نادیئے۔۔۔۔۔ رورو کر اپنے رب سے اُنکی  
سلامتی کی دعائیں نامانگی کہ کسوہ اور اُسکی اولاد کو کچھ نہ ہو۔۔۔۔۔ وہ دن رات پاگلوں  
کی طرح اُسکا خیال رکھا کرتا۔۔۔۔۔

اور پھر جب وہ وقت آیا کہ ڈاکٹر نے ایک پیاری سی ننھی سی گلابی پری اُسکی گود میں لا  
کر دی اور یہ خوش خبری دی کہ ماں اور بیٹی الہا کے کرم سے دونوں صحت مند ہیں  
تب وہ بے اختیار نم آنکھوں سے ہسپتال کے فرش پر اپنی بیٹی کو سینے سے لگائے  
رب کے حضور جھک گیا۔۔۔۔۔

سب کتنا خوش تھے۔۔۔۔۔ کون اُسے مبارک باد دے رہا تھا کون گلے لگا رہا تھا وہ  
نہیں جانتا تھا اُسکی نظریں تو صرف اپنی بیٹی پر تھیں جو مزے سے اپنی باپ کی  
آغوش میں سو رہی تھی۔۔۔۔۔

تبھی کسی نے اُس پر پھول پھینکے حیران نظریں اٹھاتے جب اُس نے سامنے دیکھا وہ  
سکینہ سردار تھیں جو رو رہیں تھیں۔۔۔۔ اور ساتھ اُس پر پھول بھی پھینک رہیں  
تھیں۔۔۔۔

اتنے مہینوں بعد وہ خوشی سے بھیگی آنکھیں لیے آگے بڑھا اور اُنکے سینے سے لگ  
گیا۔۔۔۔ سکینہ سردار نے بچی اور باپ کو ایک ساتھ سینے سے لگا لیا۔۔۔۔ اُس پل  
سب کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں اُسکی ناراضگی آج بیٹی کی پیدائش پر سب سے ختم  
ہوئی تھی۔۔۔۔ یہ پہلی بار تھا کہ بچی کی پیدائش پر سکینہ سردار اتنا خوش تھیں۔۔۔۔  
کہ یزدان کے ایک سال پہلے ہونے والے بیٹے پر بھی اُنہوں اتنی خوشی کا اظہار نہ کیا  
تھا جتنا علینہ کی بار کیا۔۔۔۔ پورے ہسپتال میں مٹھائیاں بٹوائی غریبوں میں کھل کر  
صدقے خیرات کئے گئے۔۔۔۔ اُن کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اُس ننھی سی پری کے  
لیے دنیا جہاں کو ایک کر دیں۔۔۔۔

بابا۔۔۔۔ یہ دیکھیں۔۔۔۔ علینہ ایک بار پھر چیختی ہوئی ہاتھ میں کاغذ پکڑے بھاگ  
کر اُسکے پاس آئی تھی۔۔۔۔

اب صمیان جو مزے سے اُسکی ایک ایک پینٹنگ کو غور سے دیکھتا اُسے سر ہار ہا تھا  
اور کسوہ جسے صمیان نے ایک ہاتھ سے ابھی بھی خود سے لگایا ہوا تھا۔۔۔۔ وہ منہ پر

ہاتھ رکھے اپنی ہنسی علیینہ سے چھپائے ہوئے تھی۔۔۔ کیوں کے اُسکی پیٹنگ کو  
سنجیدگی سے دیکھ کر حوصلہ افزائی کرنا صرف اُسکے باپ کا دل گردہ تھا۔۔۔  
اپنی ہنسی چھپانے کے چکر میں وہ پوری لال ہو چکی تھی جب صمیان نے مصنوعی خفگی  
سے گھور کر ایک نظر اُسے دیکھا کیوں کہ علیینہ پاس ہی تھی اور اگر اُسے بھنک بھی پڑ  
جاتی کہ اُسکی اٹھ پٹانگ پیٹنگ پر ہنسا جا رہا ہے تو اُس نے زمین آسمان ایک کر دینا  
تھا۔۔۔ آخر کار مزاج میں بالکل اپنی ماں کی جو کاپی تھی۔۔۔۔ جسے سنبھالنا دنیا میں  
صرف ایک انسان کو آتا تھا اور وہ تھا صمیان۔۔۔



ختم شد۔۔۔

"Your feedback matters to us! If you  
enjoyed reading our novels, please take a  
moment to share your thoughts in the  
comment section on our website. We can't  
wait to hear from you!"